

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تاریخ ابن خلدون

رسول اور خلفاء رسول
خلافت معاویہ و آل مروان
تصنیف:

رئیس المؤرخین علامہ عبد الرحمن ابن خلدون
(۸۰۸-۷۳۲)

نفس اک اُردو بازار کراچی طبعی

تاریخ ابن خلدون

دوم

نفس اک اُردو بازار کراچی طبعی

وَلَا تَقْرَأُ فِيهِ لِلَّذِينَ ذَلِكُمْ كِتَابٌ مِّنْ كِتَابِ اللَّهِ

سُلَاحِجُ ابْنِ خَلْدُون

حصہ اول
رسول اور خلفائے رسول

قبل ولادت باسعادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ۴۰ھ تک کے حوادث و واقعات، سیرت طیبہ کے مبارک حالات، خلفائے راشدین کی تابناک زندگیاں، مسلمانوں کے کارنامے اور اس عہد زریں کے واقعات پوری تفصیل و توضیح کیے ساتھ۔

حصہ دوم

خلافت معاویہ و آل مروان

۴۱ھ میں حضرت حسن کی صلح اور حضرت معاویہ کی خلافت عامہ سے لے کر ۳۲ھ تک کے عمل حالات اسلامی تاریخ کے سب سے دغشاں دور حکمرانی و کشور کا پورا نقشہ

تصنیف، رئیس المورخین علامہ عبد الرحمن ابن خلدون (۷۳۲-۸۰۸)
ترجمہ، حکیم احمد حسین الہ آبادی • ترتیب و تہذیب، شبیر حسین قریشی ایم اے

لُفْس اُردو بازار کراچی طبعی

کتاب العبد و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوک المتریعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت دہی
کے تصحیح و ترتیب و ترویج

پروفہری طارق اقبال گاہنری
مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: تاریخ ابن خلدون
مصنف: رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون
ناشر: نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: آفست

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

نگاہ اولیں

(از چوہدری محمد سلیم اقبال گاہندری)

تاریخ ایک ایسا فن ہے کہ اسے بطور فن مسلمانوں نے ہی مدون کیا ہے اسلام سے پہلے کے واقعات افسانے تو کہے جاسکتے ہیں لیکن انہیں کسی طرح تاریخ نہیں کہا جاسکتا ان قصوں اور افسانوں کی مدد سے جو تاریخیں بعد کو لکھی گئیں وہ خالص تاریخی اعتبار سے نہ مربوط نظر آتی ہیں اور نہ ان میں کوئی باقاعدہ تسلسل ملتا ہے۔

یہ فخر صرف مسلمانوں کو ہی حاصل ہے کہ انہوں نے حوادث عالم کو منطقی ترتیب اور تاریخی تسلسل کے ساتھ پیش کیا۔ ان قابل فخر مؤرخین میں رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون کو سب سے بلند امتیازی مقام حاصل ہے نہ صرف مسلمانوں کے نزدیک بلکہ ساری دنیا کی نظر میں وہ سب سے بڑے مؤرخ اور فلسفہ تاریخ کے سب سے بڑے ماہر مانے جاتے ہیں اور ہر وہ شخص جو ان کی معرکہ الا را تاریخ کا یہ نظر غائر مطالعہ کرتا ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ علامہ ابن خلدون نہ صرف اپنے وقت کے سب سے بڑے مؤرخ تھے۔ بلکہ وہ ایک امام المؤرخین ہیں کہ آئندہ پیدا ہونے والے مؤرخین چاہے وہ دنیا کے کسی ملک و ملت میں پیدا ہوئے ہوں اس امام کے مقتدی اور اس استاد تاریخ کے شاگرد کا درجہ رکھتے ہیں۔ علامہ ابن خلدون صرف واقعات کی کھتونی نہیں کرتے بلکہ انسانی اجتماع کے ہر رخ پر ناقدانہ اور فلسفیانہ نظر ڈالتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی تاریخ اور اس کے بے مثال مقدمہ تاریخ سے بہت سے اجتماعی علوم پیدا ہوئے عمرانیات کو انہوں نے ایک فن بنادیا سیاسیات کے لئے کلیات وضع کئے اقتصاد و سیاسی کے جدید فن کی بنیاد رکھی، تعلیم و تربیت کے لئے بہترین نظریات پیش کئے غرض یہ کہ اپنی وسیع تاریخ کے ذریعہ علامہ ابن خلدون نے سارے ہی اجتماعی علوم کی بے نظیر خدمات انجام دی اور ایک لا جواب خزینہ علم و فن کا پیدا کر دیا۔ ابن خلدون کی یہ تاریخ عربی زبان میں اور متعدد ضخیم جلدوں میں ہے اس تاریخ کا مقدمہ تاریخ اپنے گراں بہا مضامین کی بنا پر ایک مستقل کتاب شمار کیا جاتا ہے۔ بلکہ اپنی شہرت و مقبولیت کی وجہ سے یہ مقام رکھتا ہے کہ اگر کسی زبان میں صرف مقدمہ کہا جائے اور کوئی اضافت اس کے ساتھ نہ ہو تو ابن خلدون کی تاریخ کا مقدمہ ہی اس سے سمجھا جاتا ہے۔

اردو زبان میں اس مقدمہ کے متعدد ترجمے ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں اصل کتاب تاریخ کا ترجمہ بہت دن ہوئے مرحوم حکیم احمد حسین الہ آبادی نے کیا تھا ترجمہ پوری کتاب کا نہ ہو سکا تھا آخری جلد کا ترجمہ باقی تھا کہ کام رک گیا اور رکاوٹ گویا ہمیشہ ہی کے لئے بند ہو گیا جو چھپے چھپے تھے وہ بھی کیا اب اور پھر نایاب ہو گئے شائقین فن کے لئے ان کا حاصل کرنا ہی ممکن نہ رہا۔

دو تین سال ہوئے کہ لاہور سے جلد اول کا ترجمہ جناب ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب کے نام سے شائع ہوا پھر ایک

بار امید بندھی کہ یہ کتاب اردو میں چھپ جائے گی اس کے بعد یہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی علمی مصروفیتوں نے اس کی اجازت نہ دی اور کام جلد اول سے آگے نہ بڑھ سکا۔

نقص ایکذی علمی کتابوں کی اشاعت میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ اس کے لئے آپ ہماری مطبوعات کی فہرست پر ایک نظر ڈال کر ہماری خدمات کا اندازہ لگا سکتے ہیں ہم نے بڑی کاوش اور تلاش کے بعد حکیم احمد حسین صاحب اللہ آبادی مرحوم کا ترجمہ حاصل کیا اور ارادہ کر لیا کہ اس کتاب کو شائع کیا جائے اس سلسلہ میں سب سے پہلا کام اردو ترجمہ کی نظر ثانی اس کی تجویب اور ذیلی عنوانات کی تحریر کا کام تھا ہم شکر گزار ہیں جناب مولوی شبیر حسین صاحب قریشی ایم۔ اے لکچرار اردو کالج کراچی کے انہوں نے بڑی محنت اور عالمانہ قابلیت کے ساتھ یہ خدمت انجام دی اور بڑے حسن و خوبی کے ساتھ انجام دی۔

اس اشاعت میں اس ترجمہ کو نو جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

تاریخ ابن خلدون قبل از اسلام:

تاریخ الانبیاء حصہ اول:

تاریخ الانبیاء حصہ دوم:

پہلا حصہ: رسول اور خلفائے رسول

دوسرا حصہ: خلافت معاویہ اور آل مروان

تیسرا حصہ: خلافت بنو عباس

چوتھا حصہ: خلافت بنو عباس

پانچواں حصہ: امیران اندلس اور خلفائے مصر

چھٹا حصہ: غزنوی اور غوری سلاطین

ساتواں حصہ: سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین

ان میں ساتویں حصہ یعنی سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین کا ترجمہ تو حکیم احمد حسین اللہ آبادی مرحوم کا موجود ہے بقیہ حصہ کے ترجمہ کی تکلیف جناب مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی کو دی گئی جو نہ صرف مسئلہ قابلیت اور وسیع مطالعہ رکھتے ہیں بلکہ تاریخ اسلام کے بہت بڑے ماہر ہیں۔

ہم شکر ادا کرتے ہیں اُس خدائے بے نیاز کا جو اپنے ادنیٰ بندے سے بڑے سے بڑا کام لے سکتا ہے کہ اس نے ہم کو اپنی توفیق و کرم سے ہمیں اس قابل بنایا کہ دنیا کی سب سے مشہور و معروف کتاب تاریخ کو اعلیٰ درجہ کی کتابت اور طباعت کے بعد تمام صورتی اور معنوی خوبیوں کے ساتھ اہل علم کی خدمت میں پیش کر سکیں۔

وما توفیقی الا باللہ

پیش لفظ

از علامہ عبدالقدوس ہاشمی

نحمد الله الذي لا اله الا هو و نصلي على عبده و رسوله الذي لا نبي بعده و على كل من اتبعه
من الصحابة و من بعدهم الى يوم القيامة

اس دنیا پر ذرا غور کیجئے تو صاف نظر آتا ہے کہ یہاں کی ہر چیز میں ہر لمحہ تغیر ہوتا رہتا ہے، چاہے وہ گل تر ہو یا خار
خشک، چاہے وہ ریشم ہو یا فولاد، تغیر و تبدل سے آزادی کے نصیب ہے غرض یہ کہ

ہر گھڑی معقل زمانہ ہے

یہی دنیا کا کارخانہ ہے

ذرا اور زیادہ غور و فکر کریں تو یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ تغیرات جو نہ صرف اجرام و اجسام میں رونما ہوتے ہیں بلکہ
افکار میں انسانی اجتماع میں قوموں کے عروج و زوال میں سب ہی جگہ ہوا کرتے ہیں۔ بڑی باقاعدگی کے ساتھ سے ایک کلی
قانون کے ماتحت ہوتے رہتے ہیں۔ بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہوتی ہیں جاہ و جلال کے نقطہ کمال پر پہنچ جاتی ہیں اس کے بعد
زوال آ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ بے نام و نشان ہو جاتی ہیں یہی حال صنائع تجارت اور علوم کے میدانوں میں دکھائی دیتا ہے اور
یہ بھی نظر آتا ہے کہ ہر عروج کے وقت ایک خاص صورت حال پیدا ہوتی ہے اور زوال کے وقت بالکل دوسری قسم کے حالات
رونما ہوتے ہیں تحریکات پیدا ہوتی ہیں اور بڑھتے بڑھتے ایک عظیم الشان قوت بن جاتی ہیں پھر تغیر پیدا ہوتا ہے اس تحریک کو
چلانے والے ست پر نے لگتے ہیں انفرادی مفادات کو اجتماعی مفادات سے زیادہ اہمیت حاصل ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ
تحریک بے روح ہو جاتی ہے اور یہ سب کچھ ایک کلی قانون کے بموجب ہوتا ہے۔

دنیا میں اسباب و علل کا ایک باقاعدہ نظام قائم ہے ہر حادثہ کسی پچھلے حادثہ کا اثر معلوم ہوتا ہے اور ہر واقعہ آئندہ
کے سلسلہ واقعات پر اثر انداز دکھائی دیتا ہے۔

یہ ان کلی قوانین کے بموجب حوادث و واقعات رونما ہوتے ہیں اگر ہم سنت اللہ فی الارض کہیں تو یہ صحیح ترین تعبیر ہو
گی۔ اسی سنت اللہ فی الارض کو حوادث و واقعات کی تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کا نام علم تاریخ ہے۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کن وجوہ و اسباب کی بناء پر ایک قوم ترقی کرتی ہے اور کس قسم کی کمزوریوں اور نقائص کے
بعد کوئی قوم کثرت اور زبوں حالی میں گرفتار ہو جاتی ہے ماضی پر گہری اور تفصیلی نظر ڈال کر ہم اپنے لئے آئندہ کا لائحہ عمل بنا سکتے

ہیں۔ ان غلطیوں سے بچنے کی سعی کر سکتے ہیں جن کا نتیجہ تباہی و بربادی کی شکل میں ظاہر ہوتا رہا ہے اور ان خوبیوں کے پیدا کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں جن سے کسی قوم کی سربلندی حاصل ہوئی ہے۔

چونکہ تاریخ ہی کے ذریعہ ہمیں سنت اللہ فی الارض سے واقفیت حاصل ہوتی ہے اور یہ واقفیت ہمارے افکار و اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے اس لئے خدائے بزرگ و برتر نے اپنی مقدس کتاب قرآن حکیم میں لوگوں کو تاریخی واقعات کی طرف بار بار متوجہ کیا ہے اور بار بار تاکید فرمائی ہے کہ حق کی تکذیب کرنے والوں کا کیا حال ہوا اس پر غور کرو اور حق کو قبول کرنے والوں کو کیسی کیسی سربلندیاں نصیب ہوئیں ان کو سمجھو۔

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے اور بہت سے فوائد کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان فائدہ ہمیں یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ تاریخ اسلام سے ہمارے ارادوں میں استواری اور ہمارے حوصلوں میں بلندی پیدا ہوتی ہے ہم جب اپنی تاریخ کا کوئی ورق الٹتے ہیں تو مرحوم علامہ اقبال کے یہ شعر ہمارے کانوں میں گونجنے لگتے ہیں۔

کبھی اے نوجوانِ مسلم تدبر بھی کیا تو نے

وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں

کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سر دارا

اس سے انکار نہیں ہے کہ تاریخ اسلام میں غلط افکار اور غلط اعمال کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں داماد گیوں اور کمزوریوں کے بہت نمونے بھی دکھائی دیتے ہیں، لیکن ان سب کے باوجود یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ یہ تمام خرابیاں ہمارے یہاں دوسری قوموں سے بہت کم ہیں اور اس کے برخلاف یہ صاف ظاہر ہے کہ ہم نے انکار انسانی کو بہت سی نعمتیں عطا کیں، انسانیت کو تحشیہ مجموعی بڑے عظیم الشان فائدے پہنچائے ہیں۔ علوم میں، صنائع میں، فلسفہ میں، عمرانیات میں اور خصوصیت کے ساتھ اجتماعی افکار میں مسلمانوں نے جو فائدہ نبی نوع انسان کو پہنچایا ہے۔ وہ بے مثال ہے۔

ہم سے پہلے تھا عجب حیرے جہاں کا منظر

کہیں معبود تھے پھر کہیں مسعود شجر

اور یہی نہیں معبود و معبود میں غلط نگاہی قائم تھی، کہیں برگزیدہ نسل کا یہودی عقیدہ کام کر رہا تھا اور کہیں نسلی امامت کا برہمنی ایمان، کہیں زردشتیوں کا نسلی دین تھا اور کہیں مسیحیوں کا پیدائشی گنہگار اور کفارہ، بھلا اس طوفان غلط نگاہی میں مساواتِ نسل، انسانی، اخوت عامہ اور انسان کے پیدائشی حقوق کا تصور پیدا ہی کیسے ہوتا یہ احسان ہے اسلام کا کہ اس نے دنیا کو بہتر افکار، مساوات، اور اخوت کے عطا کئے اور بعد کے سیاسی و اجتماعی افکار کی عمارت ان ہی بنیادوں پر قائم کی جاسکی۔ اسی طرح عدل و انصاف میں تمام ذریعے اصول و افکار وہی ہیں جو اسلام نے دنیا کو عطا کئے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ اسلام کے ذریعے اصول بے سرتابی کی بنا پر خود مسلمانوں کو بڑے دن دیکھنے پڑے اور یہی سنۃ اللہ فی الارض ہے اللہ تعالیٰ ایسا صانع عالم نہیں ہے کہ اپنی مصنوعات سے بے واسطہ بے خبر ہو کر بیٹھا رہے وہ ہمیشہ ان پر نظر

رکھتا ہے اور اپنی سنت جاریہ کے بموجب تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے۔ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے تاریخ اسلام کا بار بار بارگاہی نظر سے مطالعہ ضروری ہے۔

یہ کتاب جو آپ کے سامنے ہے دنیا کے سب سے بڑے مؤرخ علامہ ابو عبد الرحمن بن محمد بن خلدون المتولد ۷۳۲ھ و المتوفی ۸۰۸ھ کی معرکہ آرا تاریخ عالم ہے ابن خلدون دنیا میں وہ پہلا مؤرخ ہے جس نے فن عمرانیات کو ایک مستقل فن بنا دیا۔ جس نے فلسفہ تاریخ کا ایک جدید فن پیدا کیا جس نے تاریخ نویسی کے وہ بے مثال اصول وضع کئے جن پر آج تک دنیا کا ہر مؤرخ عمل پیرا ہے۔

یہ چند سطوریں جو تاریخ ابن خلدون کے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں یہ اس کتاب کا مقدمہ نہیں ہیں۔ مقدمہ تو خود علامہ ابن خلدون نے تقریباً چھ سو صفحات کی ایک ضخیم جلد میں لکھا ہے اس کا اردو اور دوسری بہت سی زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے یہ مقدمہ خود اپنی جگہ پر ایک عدیم النظیر کتاب سمجھا جاتا ہے یہ سطور محض پیش لفظ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس پیش لفظ کے آخر میں علامہ ابن خلدون کا مختصر حال درج کر دیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کتاب سے پہلے مصنف سے اچھی طرح واقف ہو جائیں۔

علامہ ابن خلدون:

علامہ ابن خلدون کا نام عبد الرحمن بن محمد بن خلدون الحضرمی ہے یہ تونس میں یکم رمضان المبارک ۷۳۲ھ بمطابق ۲۷ مئی ۱۳۳۲ء چار شنبہ کے دن پیدا ہوا تھا۔ اس نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں لکھا ہے کہ اس کا نسب نامہ حضرت وائل الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول سے ملتا ہے۔ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب تونس کا علاقہ ممالک اسلامیہ میں شامل ہوا تو مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک پوتے حضرت خالد بن عثمان بھی بہ نیت جہاد تونس آئے اور یہیں رہ پڑے۔

اہل مغرب یعنی تونس و مراکش کے لوگ اپنے لب و لہجہ میں زید کو زیدون اور بدر کو بدرون کہہ دیتے ہیں اسی طرح انہوں نے خالد کو بھی خلدون کر دیا۔ ان ہی خالد بن عثمان کی اولاد ابن خلدون کے نام سے مشہور ہوئے اور علم و سیاست میں اس خاندان نے بڑی شہرت حاصل کی تونس مراکش اور اندلس میں ابن زیدون ابن بدرون اور ابن خانوادوں کے خانوادوں سے زیادہ علمی شہرت ابن خلدون کے خاندان کے حصہ میں آئی۔

تیس برس کی عمر تک ابن خلدون نے اپنے وطن تونس ہی میں رہ کر علوم متداولہ میں کمال حاصل کیا۔ یہ زمانہ سلطان ابوالحسن کا ہے اور اس سلطان کی قدر دانوں نے اس زمانے میں بہت سے جلیل القدر علماء کو تونس میں جمع کر دیا تھا جن سے علامہ ابن خلدون نے کسب کمال کیا خوش قسمتی سے ابن خلدون کو محمد بن ابراہیم المالابی اور قاضی عبدالمبین جیسے یگانہ روزگار سے استفادہ کا موقع مل گیا۔

ابن خلدون نہ صرف ایک بہت بڑا عالم تھا ایک بہت ہی ذہین فقیہ اور قانون دان تھا بلکہ وہ ایک عظیم الشان سیاسی مبصر بھی تھا۔ اس کا تعلق تمام سلاطین کے ساتھ تھا اور وہ سب بھی اس کے قدر دان تھے۔ اس نے کئی بار کامیاب سفارت کی خدمت بھی انجام دی۔ شیر سلطنت بھی رہا اور قاضی بھی۔ لیکن بالآخر وہ سیاسی زندگی سے اکتا گیا۔ سلطان تلمسان کے پاس

سے نکل کر قلعہ ابن سلامہ پہنچ گیا یہ واقعہ ۵۷۷ھ کا ہے جب کہ اس کی عمر ۴۲ سال ہو چکی تھی۔ اسی قلعہ میں بیٹھ کر اس نے اپنی یہ تاریخ اور اس کا بے مثال مقدمہ لکھا ہے۔

قلعہ ابن سلامہ ایک صحرائی قلعہ ہے جو عریف کے شیوخ کی قیام گاہ تھا، شہر سے دور ایک پہاڑی پر واقع ہے ویسے تو اس قلعہ کی کبھی کوئی اہمیت نہ تھی اور نہ آج ہے لیکن اس قلعہ کو یہ فخر ضرور حاصل ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے مورخ ابن خلدون نے یہیں رہ کر اپنی تاریخ لکھی ہے۔

قلعہ ابن سلامہ میں وہ بڑے سکون اور اطمینان کے ساتھ چار سال تک مقیم رہا، اور اسی دوران اپنی مشہور تاریخ اور اس کا مقدمہ مرتب کیا۔ اپنی زندگی کی اس حالت کے بارے میں خود لکھتا ہے کہ:

”میں نے تمام دنیا کے کھجیڑوں سے الگ ہو کر اس کتاب کی تالیف و تصنیف کا سلسلہ شروع کیا اور جس نئے اسلوب سے میں نے اس مقدمے کو تکمیل تک پہنچایا وہ اسی گوشہ نشین زندگی کی یادگار ہے۔“

کہا جاتا ہے کہ قلعہ ابن سلامہ میں ابن خلدون کا داخلہ دراصل اس کی سیاسی زندگی کا خاتمہ تھا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ سیاست کی جو خدمت اس نے اس قلعہ میں بیٹھ کر انجام دی تھی وہ دنیا بھر میں چل کر سیاسی مناصب کے حاصل کر لینے یا سیاسی تحریکات میں شریک و شامل رہنے سے زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔

۱۳۷۸ء میں ۲۶ برس کی جہاں گردی کے بعد جب ابن خلدون نے پھر اپنے وطن کو مراجعت کی تو اہل وطن نے اس کا پر جوش خیر مقدم کیا۔ بادشاہ کی توجہ اور اس کے الطاف کی وجہ سے وہ پورے انہماک سے اپنی تاریخ مرتب کرنے میں مصروف ہو گیا۔

اس طرح ابن خلدون نے پھر چار سال اپنے وطن میں بسر کئے اور اسی عرصہ میں اپنی بے مثال تاریخ مکمل کی اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اب اس کی عمر ۵۰ سال کی ہو گئی تھی اس لئے فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مضطرب تھا۔ وہ تونس سے چلا لیکن مصر میں جہاں وہ صرف اسباب حج مہیا کرنے کے لئے ٹھہرا تھا۔ پورے ۴۲ برس گذر گئے۔ صورت یہ ہوئی کہ اس کی شہرت اس کے ورود سے پہلے ہی وہاں پہنچ چکی تھی چنانچہ جیسے ہی وہ قاہرہ پہنچا طلباء اور ارباب علم نے اس کو گھیر لیا، تھوڑے ہی عرصے میں اس کے طریقہ تدریس اور تفہیم کی سارے ملک میں دھوم مچ گئی۔ خود مصر کا سلطان ملک ظاہر بھی اس کی جانب متوجہ ہوا اور اس نیت سے کہ اس کا مستقل قیام مصر ہی میں رہے اس کے اہل و عیال کو تونس سے بلوایا۔ مگر ان کا جہاز سمندر میں غرق ہو گیا۔

ابن خلدون پر اس کا بہت اثر ہوا لیکن اس نے اور زیادہ انہماک سے سلسلہ درس و تدریس جاری رکھا، سلطان ظاہر نے اسے قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔

مصر ہی کے قیام کے زمانہ میں مختصر سے عرصے کے لئے بیت المقدس، بیت اللحم، بیت الخلیل بھی گیا۔ ۸۰۰ء میں جب تیمور نے دمشق کا محاصرہ کیا تو سلطان مصر نے اپنے بیٹے کو ایک فوج دے کر مدافعت کے لئے بھیجا، ابن خلدون بھی اس کے ہمراہ دمشق گیا اور وہاں تیمور سے اس کی ملاقات ہوئی ان تمام واقعات کو اس نے تفصیل کے ساتھ اپنی سوانح میں قلمبند کیا ہے دمشق کے مرحلے کے بعد وہ قاہرہ آ گیا اور یہیں رمضان ۸۷۱ھ بمطابق فروری ۱۴۰۶ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔

فہرست

حصہ اول

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۸	بہشت	۳۱	پایہ :
۳۹	معراج کے مختلف آراء		حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴۰	معراج جسمانی		زمانہ قبل از اسلام
	قریش میں اسلام	۳۲	حلف فضول
۴۲	اسلام کی خفیہ تبلیغ		بت پرستی سے نفرت
	ساتھ یمن الاوائلین		نبی کے ظہور کی پیش گوئی
	در پردہ تبلیغ کے زمانہ کے مسلمان	۳۳	ہجرت جہالت میں عرب میں مذاہب
۴۳	معجزہ رسول		بت پرست
	علائقہ تبلیغ		دین حنیف
	نبی ہاشم کو دعوت اسلام		لائذہب
۴۴	ابوطالب اور وفد قریش		صائبی مذہب
	مسلمانوں پر مظالم		یہودی مذہب
	ہجرت حبشہ		عیسوی مذہب
	مسلمانوں کے خلاف کفار کی سرگرمیاں	۳۴	ولادت نبوی
	حضرت حمزہ کا قبول اسلام		سن ولادت میں اختلاف
۴۵	حضرت عمر کا قبول اسلام		نجبین کا زمانہ
۴۶	عمر اتم اس وقت کس لئے آئے؟		شق صدر کا واقعہ
۴۷	نبی ہاشم کا معاشرتی مقاطعہ	۳۶	رسول اکرم کی ابتدائی زندگی
۴۸	عہد نامہ کا اختلاف و ہجرت حبشہ ثانی		شام کا سفر
	حضرت خدیجہ اور ابوطالب کی وفات		حضرت خدیجہ سے عقد
۴۹	طائف میں تبلیغ اسلام	۳۷	تعمیر کعبہ
	اہل طائف کی ایذا رسانی		حجر اسود کا واقعہ
۵۰	ایام حج میں دعوت اسلام		امین کا لقب

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۳	مواخات (بھائی بندی)	۵۱	قبائل کی مخالفت
	زکوٰۃ و اذان		بیعت عقبہ
۶۵	عبد اللہ بن سلام کا قبول اسلام	۵۲	یثرب میں اسلام
	غزوہ ابواء ۲ھ		بیعت النساء
	غزوہ بواط		مدینہ میں اشاعت اسلام
۶۶	غزوہ عسیرہ		حضرت اسید بن الحفیر کا قبول اسلام
	مدینہ پر شب خون		حضرت سعد بن معاذ اور اسد بن زرارہ
	دفاعی تدابیر	۵۳	بیعت عقبہ ثانی
	حضرت حمزہؓ کی سیف البحر کو رو دہائی		انصار کا عہد و پیمان
۶۷	معرکہ سنیہ المرار	۵۴	بارہ نقیب
	کنز رہن جابر کا تعاقب		عقبہ ثانیہ کا قریش میں رد عمل
۶۸	حضرت عبد اللہ بن جحشؓ اور فرمان نبویؐ	۵۵	پہلا باب : ۲
	حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کا محفلہ میں قیام		ہجرت
	سریہ عبد اللہ بن جحشؓ		ہجرت کا حکم
	مال غنیمت کی تقسیم	۵۶	مسلمانوں کی ہجرت
۶۹	قبلہ کی تبدیلی		حضرت محمدؐ کے خلاف قریش کا منصوبہ
	صوم رمضان	۵۷	کاشانہ نبویؐ کا محاصرہ
۷۱	پہلا باب : ۳		غار ثور
	غزوہ بدر ۲ھ		اسماء بنت ابی بکر ذات الطہین
	جنگ بدر کی وجوہات		مدینہ کا سفر
	مجاہدین کی روانگی	۵۸	اہل مدینہ کا استقبال
۷۲	حضرت محمدؐ کا انصاف و مہاجرین سے مشورہ		حضرت علیؓ کی ہجرت
	اسلم و عریض کی گرفتاری		مسجد قبا کی تاسیس
	حضرت یسیسؓ اور حضرت و مدی		ناتھ رسولؐ
۷۳	مشرکین مکہ کی آمد	۵۹	مسجد نبویؐ کی تعمیر
	ابو جہل کا جنگ پر اصرار		بیثاق مدینہ
	فتح کی بشارت	۶۳	حضرت اسعد کی وفات
۷۴	مقتولین اور اسیران جنگ		حضرت عائشہؓ کی مدینہ میں آمد

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۸۵	اکم سن مجاہدین کی واپسی	۷۵	شہد جنگ بدر
	جنگ احد		مجاہدین کی مدینہ کو واپسی
۸۶	آغاز جنگ	۷۶	مال غنیمت کی تقسیم میں اختلاف رائے
	حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت		حضرت عبادۃ بن الصامتؓ
	حضرت حظلہ کی شہادت		مرتدین کا انجام
	رسول اکرم پر کفار کی یورش		اہل مدینہ کو نوید فتح
	شہادت رسول کی افواہ	۷۷	اسیران جنگ سے حسن سلوک
۸۷	مجاہدین کا پہاڑی پراجماع		اسیران جنگ کی رہائی
۸۸	وحی کا نزول		حضرت عباس کا قبول اسلام
	شہدائے جنگ احد		حضرت خدیجہؓ کا بار بطور فدیہ
	ابوسفیان کی دعوت جنگ	۷۸	حضرت زینبؓ کی مدینہ میں آمد
	حضرت حمزہ کی الاش کا مثلہ		مشرکین و مجاہدین کا موازنہ
	جنگ احد کے اسباب		غزوہ سویق
۸۹	جبل احد کے تیر اندازوں کو ہدایت	۷۹	غزوہ بحرانؓ
	رسول اکرمؐ جنگی لباس میں		کعب بن اشرف کی قتل انگیزی
۹۰	مشرکین کی پسپائی	۸۰	کعب بن اشرف کا قتل
	مجاہد تیر اندازوں کی حکم عدولی		یہود کا مدینہ میں خوف و ہراس
	خالد بن ولید کا حملہ	۸۱	یہودیوں کی عہد شکنی
	رسول اکرمؐ پر کفار کی یلغار	۸۲	غزوہ بنو قریظہ
	غزوہ حراء الاسد		بنو قریظہ کی جلا وطنی
۹۱	حضرت ام عمارہ بنت کعب		سریرہ زید بن حارثہؓ
	مجاہدین کا پہاڑ کے ٹیلے پر اجماع	۸۳	ابن ابی حقیق کی ریشہ دوانیاں
	ابوسفیان کی لاف زنی		ابن ابی حقیق کا تائثر
	حضرت عمرؓ اور ابوسفیان	۸۴	باب : ۳
۹۲	مشرکین کی مکہ کو مراجعت		غزوہ احدؓ
	حضرت سعد بن الربیع کی شہادت		قریش مکہ کی جنگی تیاریاں
	بحکم الہی مثلہ کی ممانعت		طریقہ جنگ کے بارے میں صحابہؓ میں اختلاف رائے
۹۳	شہداء کی تدفین		مجاہدین کی روانگی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۲	بنو قریظہ اور قریش میں نفاق کفار مکہ کی واپسی بنو قریظہ کا محاصرہ		قرمان کی خودکشی تخریق کو بہترین یہود کا خطاب حرث بن سہید منافق کا انجام سورہ آل عمران
۱۰۳	سر دار بنو قریظہ کعب بن اسد حضرت ابولبابہ بن عبدالمندہ کی لغزش حضرت ابولبابہ کی معافی	۹۵	رجیع کا واقعہ ۳ھ
۱۰۴	سعد بن معاذ کا فیصلہ بنو قریظہ کا انجام	۹۶	شہادت صحابہؓ بیر معونہ کا واقعہ
۱۰۵	حضرت سعد بن معاذ کی شہادت اہل رجیع کے خون کا قصاص	۹۷	صحابہ کی شہادت حلیف مقتولین کا خون بہا رسول اکرمؐ کے قتل کی سازش
۱۰۶	غزوہ الفجابہ غزوہ بنی مصطلق		غزوہ بنو نضیر بنو نضیر کی جلا وطنی
۱۰۷	حضرت جویریہ بنت الحارث واقعہ افک	۹۸	غزوہ ذات الرقاع غزوہ بدر موحّد
۱۰۸	غلط فہمی بنو مصطلق کا وفد		غزوہ دومہ الجندل
۱۱۱	باب : ۶ صلح حدیبیہ مکہ کو روانگی بیعت رضوان	۹۹	باب : ۵ غزوہ اتراب ۳ھ غزوہ خندق جنگ اتراب جنگ کی وجوہات خندق کی کھدائی
۱۱۲	صلح نامہ حدیبیہ ابو جندل بن سمیل کی آمد صلح حدیبیہ کے اثرات ذوالحلیفہ کا واقعہ ہدیل بن وردہ	۱۰۰	بنو قریظہ کی بد عہدی مدینہ کا محاصرہ فریقین میں جھڑپیں حضرت نعیم بن مسعود کی حکمت عملی
		۱۰۱	بنو قریظہ کا محاصرہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	ادائے عمرہ		حلیس بن علقمہ کی واپسی
	حضرت میمونہ بنت الحارث سے عقد		حضرت خراش بن امیہ سے بدسلوکی
	حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت خالد بن ولید کا قبول اسلام	۱۱۴	حضرت عثمان بن عفان کی سفارت
۱۲۵	صحابہ کرام کی بغرض جہاد روانگی		شہادت عثمان کی افواہ
	حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا خطبہ جہاد		صلح کی پیشکش
۱۲۶	حضرت زید بن حارثہؓ کی شہادت	۱۱۵	صلح نامہ حدیبیہ
	حضرت جعفرؓ کی شہادت		صلح نامہ پرفریقین کے دستخط
	حضرت خالد بن ولیدؓ بحیثیت سپہ سالار لشکر مجاہدین کی مراجعت		سلاطین کو دعوت اسلام کے خطوط
	باب : ۸	۱۱۷	مقوقش شاہ مصر
۱۲۸	فتح مکہ ۸ھ		ہرقل کے نام خط
	بنو خزاعہ اور بنو مکرہ کی عداوت	۱۱۸	شجاع بن وہب دانی دمشق
	صلح حدیبیہ کی تیغ	۱۱۹	شاہ جش نجاشی کو دعوت اسلام
	ابوسفیان کی صلح حدیبیہ کی کوشش		نجاشی کا قبول اسلام
۱۲۹	ابوسفیان کی بے نیل و مرام واپسی		حضرت ام حبیبہ
	حضرت عاتب کا خفیہ خط		شاہ فارس کسری کے نام
۱۳۰	مزینہ کنود کی گرفتاری	۱۲۰	فرمان نبوی
	رسول اللہ ﷺ کی مکہ کو روانگی		کسری کا گستاخانہ رویہ
	حضرت عباسؓ اور ابوسفیان	۱۲۱	رسول اکرمؐ کی گرفتاری کا حکم
	حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ میں تلخ کلامی	۱۲۲	رسول اکرمؐ کا باذان کو پیغام
۱۳۱	ابوسفیان کو امان		باذان کا قبول اسلام
۱۳۲	ابوسفیانؓ کا قبول اسلام		باب : ۷
	ابوسفیان کی عزت افزائی		غزوہ خیبر ۷ھ
	اہل مکہ کو امان	۱۲۳	یہود خیبر
	عبدالعزیز بن حنظل کا قتل		یہود خیبر سے معاہدہ
	عبداللہ بن سعد	۱۲۴	نہب بنت الحارث یہودیہ کا قتل
			مہاجر بن جشمہ
			فدک اور وادی القرئی کی فتح

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	بنو اسد کا قبول اسلام		جوثر بن نفیل اور مکیس بن صباب کا قتل
	غزوہ تبوک ۹ھ		زیارت کعبہ
	ہرقل کی جنگی تیاریاں	۱۳۴	اہل مکہ سے خطاب
	منافقین کی ریشہ دوانیاں	۱۳۵	بیعت
۱۳۵	مسلمانوں کا ایثار اور جذبہ جہاد		صفوان بن امیہ اور ابن الزبیر کو امان
	مجاہدین کی روانگی	۱۳۶	بت خانہ عزرائی کا انہدام
	منافقین کے اعتراضات		انصار کی تالیف قلوب
	اکیدردالی دومۃ الجندل کی اطاعت		تظہیر کعبہ
	مجاہدین کی مراجعت		عزرائی کا انہدام
۱۳۶	منافقین کی مسجد کو انہدام	۱۳۷	بنو ہوازن اور بنو ثقیف
	منافقین اور سورۃ برأت		وریز بن الصمیہ کی مالک کو پند و نصائح
	عروہ بن مسعود کی شہادت	۱۳۸	ذات النواظ کا واقعہ
۱۳۷	بنو ثقیف کی اطاعت		جنگ حنین
	عبدیالہیل کی شروط اطاعت		بنو ہوازن کی پسپائی
	بت خانہ لات کا انہدام	۱۳۹	بنو ہوازن کا تعاقب
	باب : ۹		طائف کا محاصرہ
۱۳۸	سنۃ الوفود		مجاہدین کی مراجعت
	فتح مکہ کا قبائل عرب پر اثر		طائف کے نواحی قبائل کی اطاعت
	بنو تمیم کا وفد	۱۴۰	ہوازن کا وفد
۱۵۰	بنو تمیم کا قبول اسلام		بنو ہوازن کو امان
	ملوک حمیر کی اطاعت		رسول اکرم کی رضاعی ہمشیرہ
۱۵۱	بہرا کا نبوالہیک اور بوقرارہ کے وفود		مال غنیمت کی تقسیم
	بنت حاتم کی سیرزی	۱۴۱	مال غنیمت کی تقسیم پر انصار میں کشیدگی
	بنت حاتم کی رہائی		عتاب بن اسید
	عدی بن حاتم کا قبول اسلام		غیر مسلموں سے حسن سلوک کا حکم
۱۵۲	حج اور اعلان برأت	۱۴۲	حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش
		۱۴۳	کعب ابن زبیر کو امان و انعام

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۶۰	عامر بن صعصعہ کی گستاخی عامر کا انجام طلحہ کا وفد	۱۵۳	سورۃ برأت اور حضرت علیؑ کے متعلق مختلف آراء سورۃ برأت اور حضرت علی ابو جعفر بن محمد بن علی کی روایت
۱۶۲	مدعی نبوت مسیلہ کذاب پایپ : ۱۰ حبیبہ الوداع اور وفات حبیبہ الوداع	۱۵۴	ضہام بن ثعلبہ کا قبول اسلام ابن قیم جوزی اہل ہجران کا قبول اسلام
۱۶۳	تاسیس حکومت اسود غسی کا خروج اہل یمن کا ارتداد	۱۵۵	فرمان نبویؐ عمرد بن حزم کو ارشادات نبویؐ
۱۶۵	اسود غسی اور فیروز اسود غسی کا خاتمہ	۱۵۶	غسان کا وفد سلامان اور ازہ کے وفود
۱۶۶	جیش اسامہ مسلمہ کذاب و طلحہ مدعیان نبوت علاات	۱۵۷	جرش کا محاصرہ ہمدان کا وفد وفد ملوک کندہ
۱۶۷	خطیبہ نبیؐ واقعہ قرطاس	۱۵۸	علاء بن الحضرمی کی امارت بحرین پر تقرری بنو حنیفہ کا وفد
۱۶۸	حضرت ابوبکرؓ کا مرتبہ انتقال حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم رسول اکرمؐ کا آخری خطبہ	۱۵۹	کندہ کا وفد وائل بن حجر کا وفد وائل بن حجر اور حضرت معاویہؓ مذحج و محارب کے وفود
۱۶۹	وفات ﷺ حضرت عمرؓ کی وراثت حضرت ابوبکرؓ کا استقلال حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ		نجران کا وفد وفد حضرت موت عیس کا وفد خولان کا وفد
۱۷۰	خطبہ حضرت ابوبکرؓ کا اثر شیخہ بنی ساعدہ		بنو ضلیح کا شب خون بنو ضلیح کی سرکوبی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۷۷	حباب بن المہذر بن الجموح	۱۷۱	تجہیز و تکفین
	عمر بن الخطاب		اخلاقی مسائل
	بشر		جیش اسامہ
	حباب بن المہذر	۱۷۲	وفات نبوی پر صحابہ کی وارفتگی
	بیعت خلافت		حضرت ابوبکر کا غیر معمولی تدبیر و فراست
۱۷۸	حضرت علیؓ اور حضرت سفیان		تجہیز و تکفین کے متعلق غلط فہمی
۱۷۹	حضرت علیؓ کی بیعت	۱۷۳	قائم مقام کی ضرورت
	خطبہ خلافت		حضرت ابوبکرؓ کے راست اقدام
۱۸۰	من گھڑت اور غلط روایتیں		حلیہ میارک
۱۸۱	باب : ۱۱	۱۷۴	ازواج مطہرات
	حضرت ابوبکر صدیقؓ سے تا ۱۳ھ		حضرت خدیجہؓ
	ابتدائی مشکلات		حضرت عائشہ بنت ابوبکرؓ
	جیش اسامہؓ کی روانگی		حضرت سودہ بنت زمعہؓ
	حضرت ابوبکرؓ کی حضرت اسامہؓ کو ہدایت		حضرت حفصہ بنت حضرت عمرؓ
۱۸۲	ارتداد کی وبا		حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ
	مکرمین زکوٰۃ و نماز		حضرت زینب بنت خزیمہ
	مدینہ پر حملہ		حضرت جویریہؓ بنت الحارث
۱۸۳	دفاع مدینہ	۱۷۵	حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان
	عس و ذبیحان کی سرکوبی		حضرت زینبؓ بنت جحش
	یمن کے مرتدین		حضرت حنفیہؓ بنت جی ابن الخطاب
۱۸۴	قیس بن عبد الغوث کا صنعا پر قبضہ		حضرت یمومہؓ بنت الحارث
	قیس بن عبد الغوث کی شکست و فرار		حضرت اسماء بنت نعمان اور حضرت عمرہ بنت یزید کلابیہ
۱۸۵	عمر بن معدی کرب		موالی
	بنی عمرو بن معاویہ کا صدقات کرنے سے انکار	۱۷۶	کاتبین
	معرکہ اعلاب		سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ
۱۸۶	اہل نجران سے معاہدہ کی تجدید		مسئلہ خلافت پر بحث و تجویز
	حضرت جرید بن عبد اللہؓ کی یمن کو روانگی	۱۷۷	ابوبکرؓ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	اہل یمامہ کا وفد		نجران کی مہم
	اہل بحرین کا ارتداد		مرتدین کندہ کی سرکوبی
۱۹۹	ہطلم بن ربیعہ کا ارتداد	۱۸۷	قلعہ بخیر کا محاصرہ
	ہطلم بن ربیعہ کا خاتمہ		اشعث کو امان
	معمر کہ دارین	۱۸۸	خود سر مرتد امراء کا اشتیصال
۲۰۰	علاء بن الحضرمی کا بحرین کی امارات پر تقرر		گیارہ جشیوں کی روانگی
۲۰۱	عمان و مہرہ کے مرتدین		امیر لشکر کو خلیفہ اول کا فرمان
	عمان کی فتح	۱۸۹	مرتدین کے لئے فرمان ہدایت
	اہل مہرہ کی اطاعت	۱۹۰	طلحہ اسدی
	باب : ۱۲	۱۹۱	معمر کہ بزاخہ
۲۰۲	فتوحات عراق و شام ۱۲ھ تا ۱۳ھ		طلحہ کا فرار
	اہل حیرہ کی اطاعت	۱۹۲	بنی عامر اور ہوازن کی اطاعت
۲۰۳	جنگ سلاسل		سلمی بنت مالک
	ہرمز کا خاتمہ	۱۹۳	مرتدین بنی سلیم
	حصن المرأة کی فتح		بنی تمیم میں تفرقہ
	جنگ نزار		سجاح بنت الحارث
۲۰۴	جنگ ولجہ	۱۹۴	سجاح و سلمیہ کا عقد و اتحاد
	جنگ الیس		سجاح کا فرار
۲۰۵	امعینیا کی فتح		حضرت خالد بن ولید کی بطاح کی جانب روانگی
	حیرہ کا محاصرہ	۱۹۵	مالک بن نویرہ
	اہل حیرہ کی اطاعت		مسلمہ کذاب
۲۰۶	کرامت بنت عبداح	۱۹۶	مسلمہ کذاب اور رجال
	حیرہ کے نواحی قبائل کی اطاعت		مسلمہ کذاب کی قوت میں اضافہ
۲۰۷	حضرت خالد کا شاہ فارس کو پیغام		سجاح کی گرفتاری
	حضرت جریر بن عبد اللہ کی روانگی		جنگ یمامہ
	انبار کی فتح		حکام بن طفیل کا خاتمہ
۲۰۸	معمر کہ عین اتمر	۱۹۷	مسلمہ کذاب کا قتل
	دومۃ الجندل		اہل یمامہ سے مصالحت
		۱۹۸	ہسلمہ بن عمیر کا انجام

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۷	حضرت خالد بن ولیدؓ کی دعا	۲۰۹	جودی بن ربیعہ کا خاتمہ
	حضرت خالدؓ کا خطبہ		معرکہ حصید
	حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کی اطلاع		منہج کی فتح
۲۱۸	جرجہ کا قبول اسلام	۲۱۰	شی کی مہم
	حضرت عمرؓ کی جائزہ		عثاب بن اسید کا انجام
۲۱۹	رومیوں کو شکست		جنگ فراخ
	حضرت ابوبکرؓ کی وفات	۲۱۱	حضرت خالدؓ کی بغرض حج روانگی
	سیرت صدیق		فتوحات شام
	ایام علالت میں حضرت عمرؓ کو امامت کا حکم		حضرت خالد بن سعیدؓ کی شام کو روانگی
	تجہیز و تکفین		جیش البدل
	حلیہ و نسب	۲۱۲	حضرت عمرؓ بن العاصؓ کی روانگی
۲۱۹	ازدواج و اولاد		بطریق ہامان سے تھڑپ
	عمال		حضرت شرجیلؓ اور حضرت معاویہؓ کی روانگی
	خیرات و جہاد	۲۱۳	مجاہدین کا یرموک میں اجتماع
۲۲۰	غنائم کی مساوی تقسیم		حضرت خالدؓ بن ولیدؓ کی شام کو روانگی
	مساکن و یتیمی کی سرپرستی		خالد شام میں
۲۲۱	خلیفہ اول	۲۱۴	بنی تغلبہ کی شکست
	حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عمرؓ کو خطبہ		سوئی کا دشوار گزار راستہ
۲۲۲	حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کا تقرر		اہل قرہین سے جنگ
	باب : ۱۳	۲۱۵	اہل حوارین کی اطاعت
۲۲۳	حضرت عمر فاروقؓ ابن خطابؓ ۱۳ھ تا ۲۳ھ		بصرے کی فتح
	حضرت خالدؓ کی معزولی		معرکہ یرموک
	دشمن کا محاصرہ		حمص اور دمشق کی قلعہ بندی
۲۲۴	فتح دمشق	۲۱۶	جرجہ کا قبول اسلام
	جنگ فل		رومیوں کی شکست
	میسان و طبریہ کی اطاعت		بصرے کی فتح
۲۲۶	معرکہ بابل		جنگ اجنادین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۰	سربہ بکر بن عبداللہ	۲۲۷	ارز میدخت کی تخت نشینی
۲۲۱	رستم کی قادیہ کوروانگی		حضرت ابو بکرؓ کی وصیت کی تعمیل
	اسلامی سفارت		حضرت عمرؓ کا خطبہ جہاد
۲۲۲	اسلامی سفارت یزدگرد کے دربار میں	۲۲۸	عراق کی مہم کے لئے مجاہدین کی روانگی
۲۲۳	نیک فال		اہل نجران کی جلاوطنی کا حکم
	فراض پر شب خون		جنگ نہارق
۲۲۹	رستم اور ایک عرب کی گفتگو	۲۲۹	جنگ نسکر
۲۳۰	رستم کی حیرہ کوروانگی	۲۳۰	معرکہ باقیسیا
	حضرت طلحہ کا کارنامہ	۲۳۱	جنگ حمر
۲۳۵	رستم اور زہرہ کی گفت و شنید		واقعات جنگ
۲۳۶	ربیع بن عامر کی سفارت	۲۳۲	حضرت ابو عبیدہؓ کی شہادت
۲۳۸	رستم اور ربیع کی گفتگو		حضرت شعی کا استقلال
	حضرت ربیع بن عمر کی واپسی	۲۳۳	مجاہدین کی مراجعت
	حضرت حذیفہ بن یحییٰ کی سفارت		بہمن کی مدائن کوروانگی
۲۳۹	مغیرہ بن شعبہ کی سفارت		جاہان اور مردان شاہ کا قتل
	دولت کی پیشکش		جنگ بویب
۲۴۰	حضرت مغیرہ بن شعبہ کا خطبہ	۲۳۴	حضرت شعی کا خطبہ جہاد
	رستم کو دعوت اسلام		واقعات جنگ
۲۴۱	حضرت سعد بن ابی وقاص کی علالت	۲۳۵	مجاہدین کی فتح
	حضرت سعد بن ابی وقاص کا خطبہ		جنگ انبار ثانی
۲۴۲	ہرمز کی گرفتاری	۲۳۶	معرکہ نکریت اور صفین پر غلبہ
	واقعات جنگ		یزدگرد کی تخت نشینی
۲۴۳	معرکہ یارماۃ	۲۳۷	حضرت عمرؓ کا شعی کو فرمان
	قتل عام کی آمد		مشاورت صحابہ کرامؓ
۲۴۸	فیروزان نور بندوان کا خاتمہ	۲۳۸	حضرت سعد بن ابی وقاص کی روانگی
	قتل عام کی جنگی چال		حضرت شعی کی وفات
۲۴۹	معرکہ یوم غواث		لشکر اسلام کی ترتیب
۲۵۳	معرکہ یوم عباس		قاروق اعظمؓ کا دوسرا فرمان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۶۵	مرغاب کا معرکہ	۲۵۵	مجاہدین کی یلغار
۲۶۶	باب : ۱۱		معرکہ لیلۃ الہریہ
	فتح شام	۲۵۶	رستم کا خاتمہ
	معرکہ ذوالکلاع		آہن پوش دستہ
	فتح حمص		جالیئوں کا قتل
	حضرت ابو عبیدہ اور خالد بن ولید کی فتوحات	۲۵۷	ایرانیوں کی پسپائی
۲۶۷	اہل قسریں کی سرکشی و اطاعت		قاصد خلیفہ ثانیؓ
	فتح حلب	۲۵۸	بابل پر قبضہ
	اطلا کیہ کی فتح		مدائن کی قلعہ بندی
۲۶۸	معرکہ معرہ مصرین		اہل سباط کی اطاعت
	عیسائی امراء کی اطاعت	۲۵۹	سیرہ شیر کا محاصرہ
	بغراض پر قبضہ		زہرہ کی شہادت
۲۶۹	قیساریہ کی فتح		دجلہ عبور کرنے کا واقعہ
	جنگ اجنادین	۲۶۰	مدائن کی فتح
	فتح بیت المقدس	۲۶۱	قصر ایض
۲۷۰	عیسائیوں کی مشروط اطاعت		مال غنیمت
	حضرت عمرؓ کی بیت المقدس کو روانگی	۲۶۲	مال غنیمت کی تقسیم
	صلح نامہ بیت المقدس		ناور اشیاء اور فرش نو بہار
۲۷۱	خلیفہ ثانی کی حیثیت		جنگ جلولاء
	حضرت عمرؓ کا استقبال		جلولاء کا محاصرہ
	صوبہ فلسطین کی تقسیم	۲۶۳	جلولاء کی فتح
	فوجی نظام		حلوان پر قبضہ
۲۷۲	دیوان کی ترتیب		مال غنیمت اور حضرت عمرؓ
	حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اعتراض		معرکہ سہدان
۲۷۳	تقسیم مدارج	۲۶۴	والی فرات کی گرفتاری
۲۷۴	تخوایں بلحاظ درجات		ایلہ پر قبضہ
	حضرت عمرؓ کے ذاتی مصارف		مرزبان کی گرفتاری

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	حضرت عمرؓ کی اہل سفارت سے جواب طلبی	۲۷۵	تکریت کا محاصرہ
	اہل سوس کی اطاعت		فتح تکریت
	ایک غلام کی امان		فتح موصل
۲۸۷	سباہ کی اطاعت	۲۷۶	بیت اور قریا کی اطاعت
	عام لشکر کشی کا حکم		معرکہ حص
	قط	۲۷۷	بنو ایاد کی روم کو روانگی
	عمواس میں طاعون کی وباء		بنو ایاد کی اطاعت
۲۸۹	حضرت عمرؓ کی شام کو روانگی	۲۷۸	جزیرہ کی فتح
۲۹۰	باب : ۱۵		عیاض بن غنم کی فتوحات
	فتح مصر		راس عین کی فتح
	مصر پر فوج کشی کی اجازت		ملطیہ کی فتح
۲۹۱	عین شمس کی فتح		حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی
	صلح نامہ		مسجد حرام کی توسیع
	فتح اسکندریہ		ایران پر فوج کشی
۲۹۲	معرکہ نہاوند		معرکہ اصطغر
	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی جواب طلبی	۲۸۱	مجاہدین کی پسپائی
	حضرت عمرؓ کی صحابہ کبار سے مشاورت		مجاہدین کی کمک
	حضرت نعمان بن مقرنؓ کی روانگی		حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی معزولی
۲۹۳	مجاہدین کا سپہ بان میں قیام	۲۸۲	کوفہ کی چھاؤنی کی تعمیر
	واقعات جنگ	۲۸۳	بصرہ کی چھاؤنی کی تعمیر
۲۹۴	حضرت نعمان کی شہادت		خوزستان کی فتح
۲۹۵	حنس کی مجاہدین میں تقسیم		ہرمزان سے جزیرہ پر مصالحت
	دیتور کی اطاعت	۲۸۴	ہرمزان کی بدعہدی
	اہل ہمدان کی مصالحت		مجاہدین کا ردام ہرمز پر قبضہ
	امراء کی تبدیلیاں و تقررات	۲۸۵	تستر پر قبضہ
۲۹۶	اہل ہمدان کی سرکشی اور اطاعت		ہرمزان دربار خلافت میں
	اصفہان کی فتح	۲۸۶	حضرت عمروؓ اور ہرمزان کی گفتگو
			ہرمزان کا قبول اسلام
			تسترہ کا محاصرہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۰۵	بیروڈ کا معرکہ	۲۹۷	مصالحت اور معاہدہ
۳۰۵	حضرت ابو موسیٰ سے جواب طلبی		حضرت مغیرہ بن شعبہ کی معزولی
	سلمیٰ بن قیس کا کردوں سے مقابلہ		اہل ہمدان کی بغاوت و اطاعت
	باب: ۱۶		وادی رود کا معرکہ
	نظام حکومت		اہل قزوین کی اطاعت
	قاروق اعظم کی شہادت		رے کی فتح
	حضرت عمر قاروق پر حملہ	۲۹۸	جرجان اور طبرستان کی فتح
	انتخابی مجلس کا تقرر		فتح آذربائیجان
۳۰۷	خلیفہ ثانی کی وصیت		حضرت عتبہؓ کی آذربائیجان کی امارت پر تقرری
	رسول اکرمؐ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت	۲۹۹	شہر یار والی باب کی اطاعت
	عہد قاروقی میں وسعت سلطنت		حضرت سراقہ کی وفات
۳۰۸	دواہم معرکے		بلخ کا معرکہ
	نظام حکومت	۳۰۰	مجاہدین کی جرجان کو مراجعت
	مصر کا نظام حکومت		فتح خراسان
	صوبوں کا نظم و نسق		عام لشکر کشی کا حکم
	عہدال کے فرائض		خاقان چین کی مراجعت
۳۰۹	عہدال کی ایام حج میں حاضری	۳۰۱	یزدگرد کا فرار
	عہدال کی تقرری کا طریقہ کار		یزدگرد کے امراء کی اطاعت
	عہدال کی فہرست		قاروق اعظم کا خطبہ
۳۱۰	عہدال کے خلاف تحقیقات	۳۰۲	معرکہ توج
۳۱۱	خراج		اصطخر کی فتح
	مردم شاری اور زمین کی پیمائش		شیراز و ارکان کی اطاعت
	خراج وصولی کا طریقہ		شہرک مرزبان کی بغاوت
۳۱۲	عشر		پساؤ و ارا الجبرو کی مہم
	زکوٰۃ	۳۰۳	کرمان کی فتح
	عشور		زرخ اور محستان کی فتح
	بیت المال کا قیام	۳۰۴	فتح کرمان
۳۱۳	مرکزی بیت المال		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۲۱	پہلا مقدمہ		سبزجری
	حضرت مغیرہ کی معزولی		امیر المؤمنین کا لقب
	اسکندریہ کی بغاوت	۳۱۴	رقا و عام
۳۲۲	حضرت سعد بن ابی وقاص کی معزولی		تیموں کی پرورش
	آذربائیجان اور آرمینیا کی مصالحت		قالی کی نگہبانی
	قالیقا کی فتح		شیر خوار بچوں کا وظیفہ
	حبیب بن مسلمہ کی فتوحات	۳۱۵	حضرت عمرؓ کا احساس ذمہ داری
۳۲۳	سیلان بن ربیعہ کی فتوحات		فرائض منصبی
	حضرت معاویہ کی پیش قدمی		شرک کا استیصال
	افریقہ پر فوج کشی کا حکم		برائیوں کا انسداد
	طرابلس کی تسخیر	۳۱۶	اولیات فاروقی
	زناتہ و مغلیہ قبائل کی اطاعت		نسب و نام و ولادت
۳۲۴	حضرت عثمانؓ کی صحابہؓ کے بارے میں مشاورت	۳۱۷	ازواج
	جریر کو دعوت اسلام		حضرت عمرؓ کا ام کلثوم سے نکاح
	فریقین کی جانب سے انعامات کا اعلان	۳۱۸	اولاد
	سیطلہ کی فتح		غذا و لباس
۳۲۵	مال غنیمت		معاش
	قونیہ کا تاراج		جلیہ و عمر
	قسطنطین کا اسکندریہ پر حملہ اور پسپائی	۳۱۹	باب : ۱۷
۳۲۶	امیر معاویہؓ کی شام کی امارات پر تقرری		حضرت عثمان بن عفانؓ ۲۳ھ تا ۳۵ھ
	قبرص کی فتح		خلیفہ کا انتخاب
۳۲۷	اہل قبرص سے شروط مصالحت		حضرت عبدالرحمن کی دست برداری
	سرقا کا معرکہ		حضرت عبدالرحمن کی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے گفتگو
	حضرت ابوموسیٰ کی معزولی	۳۲۰	
۳۲۸	عمال کی تقرری		حضرت عمار اور حضرت ابن ابی سرح کی تلخ کھائی
	فارس پر قبضہ		حضرت عثمانؓ کا انتخاب
	عمال کی تقرری		بیعت خلافت
۳۲۹	خراسان و کرمان کی بغاوت		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	صحابہ کبار کی برتری کا احساس	۳۲۹	نیشاپور کی فتح
۲۳۱	تحقیقاتی کمیشن		ابن عامر اور اخف کی فتوحات
	عبداللہ بن سبا کا ظہور	۳۳۰	بلخ پر فوج کشی
	حضرت ابوذرؓ اور عبداللہ بن سبا		کرمان پر قبضہ
۲۳۲	حضرت ابوذرؓ کی طبی		بجستان کی فتح
	حضرت ابوذرؓ کو زبردہ جانے کی اجازت	۳۳۱	ذریح اور جبل زور کی فتح
	افریقہ کے نجس کا واقعہ		کابل و رابلستان کی فتح
	منیٰ میں زیادہ رکعت پڑھنے کا الزام	۳۳۲	ابن عامر کی حج کے لئے روانگی
۳۳۳	رسول اکرمؐ کی انگشتی		ولید بن عقبہ کا مقدمہ
	کوفہ میں حضرت عثمانؓ کی مخالفت	۳۳۳	ولید بن عقبہ کی معزوری
۳۳۴	مخالف گروہ کا کوفہ سے اخراج		عراق کی املاک کی فروختگی
	امیر معاویہ اور صمصمہ میں تلخ کلامی		طبرستان کی فتح
	مخالف گروہ کی دمشق سے روانگی	۳۳۴	جر جان کی اطاعت
۳۳۵	بصرے کے واقعات		قرآن مجید کی قراءت میں اختلاف
	عبداللہ بن سبا کا کوفہ اور بصرہ سے اخراج	۳۳۵	عہد صدیقی میں قرآن مجید کی کتابی صورت
	حمران بن ابان کی مخالفت		مصنف صدیقی کی اشاعت
۳۳۶	عمال داءراء کی مدینہ سے روانگی		یزدگرد کا فرار
	یزید بن قیس کا خروج	۳۳۶	یزدگرد کا قتل
۳۳۷	آشتر کی فتنہ انگیزی	۳۳۷	یزدگرد کی قتل کی مختلف روایتیں
	واقعہ جرمہ		ساسانی حکومت کا خاتمہ
	حضرت ابو موسیٰ کا امارت	۳۳۸	ترکوں کی یورش
	کوفہ پر تقرر		کوفیوں اور شامیوں میں تکرار
۳۳۸	حضرت عثمانؓ کی عمال سے مشاورت		قارن کا خروج
	عمال کی واپسی	۳۳۹	قارن کی شکست و خاتمہ
	عبداللہ بن سبا کے مقلدین	۳۴۰	باب : ۱۵
	حضرت علیؓ کی تقریر		فتنہ اور بغاوت
۳۵۰	حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی گفتگو		سابقین اولین اور متاخرین مسلمان
	حضرت علیؓ کا مشورہ		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۶۱	ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ سے نازیبا سلوک	۳۵۱	حضرت عثمانؓ کا خطبہ
۳۶۲	حضرت ابن عباسؓ کی بحیثیت امیر حج مکہ معظمہ کو روانگی		تحقیقاتی کمیشن
۳۶۳	بلوائیوں کی یورش		اعلان عام
	پایہ : ۱۹۹		عہد کی طلبی
	حضرت عثمانؓ کی شہادت	۳۵۲	صحابہ کبار سے مشاورت
	شہادت		حضرت عثمانؓ کا شام جانے سے انکار
	حضرت عثمانؓ کی نقش کی بے حرمتی	۳۵۳	مفسدین کی ریشہ دوانیاں
۳۶۴	تجزیہ و تحلیل		مفسدین کی مدینہ کو روانگی
	عہد عثمانی کے عہد	۳۵۴	حضرت علیؓ کی بلوائیوں کو سرزنش
۳۶۵	عہد عثمانی کی فتوحات کا اجمالی جائزہ		حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ
۳۶۶	تذکرہ عثمانؓ	۳۵۵	حضرت عثمانؓ پر حملہ
	حضرت عثمانؓ کے ابتدائی حالات		زمانہ محاصرہ میں امامت
	حضرت عثمانؓ کی ہجرت میں فضیلت		بلوائیوں کی روانگی کی اطلاع
۳۶۷	ذی النورین کا لقب		حضرت علیؓ اور مہاجرین و انصار کا وفد
	سیرت و کردار	۳۵۶	مفسدین مصر کی واپسی
	سخاوت		حضرت عثمانؓ اور مروان
۳۶۸	اسلام کی خدمات		حضرت عثمانؓ کا خطبہ
۳۶۹	اہل بیت کی خدمات	۳۵۷	مروان کی تلخ کلامی
۳۷۰	مسجد نبویؐ کی توسیع		حضرت علیؓ کا اظہار ناراضگی
	مسجد نبویؐ کی مرمت	۳۵۸	حضرت علیؓ سے امداد طلبی
	پیر رومہ کا وقف		مروان کا جعلی خط
	صدقہ		مصریوں کی یورش
	عقاقیر	۳۵۹	خلافت سے دست برداری کا مطالبہ
۳۷۱	غلاموں کو آزادی		دوبارہ محاصرہ
۳۷۲	سادگی و تواضع		اقرار نامہ حضرت عثمانؓ
	مصنف صدیقی کی اشاعت	۳۶۰	حضرت عثمانؓ کا خطبہ
	حضرت عثمانؓ کی قرأت امور سیاسی میں مہارت		مفسدین کی ذریدہ فتنی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	چشمہ خواب کا واقعہ	۳۷۴	حضرت عبید اللہ بن عمر کا خون بہا
	اہل بصرہ سے مراسلت		اذان ثانی کی وجہ
۳۸۲	حضرت عائشہ کا خطبہ		ازواج و اولاد
۳۸۵	حکیم بن جبلہ کا حملہ	۳۷۶	باب : ۲۰
	دار الرزق کا معرکہ اور اقرار نامہ		حضرت علی بن ابی طالب ۳۵ھ تا ۴۰ھ
۳۸۶	حضرت اسامہ بن زید پر حملہ		بیعت خلافت
	عثمان بن حنیف کی گرفتاری		حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ کی شروط بیعت
	حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ کا اہل بصرہ سے خطاب		صحابہ کبار کا بیعت کرنے سے انکار
۳۸۷	حکیم بن جبلہ کا حملہ اور خاتمہ	۳۷۷	انتخاب خلیفہ کا مسئلہ
	حقوق کا فرار		اہل مدینہ کو دھمکی
	حضرت علی کی بصرہ کو روانگی		خطبہ خلافت
۳۸۸	حضرت علی اور عبد اللہ بن سلام		قصاص کا مطالبہ
	امام حسنؓ کے حضرت علی پر اعتراضات	۳۷۸	حضرت علی کا قتل عثمان سے برأت کا اظہار
	حضرت علی کا امام حسنؓ کو جواب		حضرت مغیرہ کا مشورہ
۳۸۹	قبائل اسد و طے کی پیشکش		حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی گفتگو
	عثمان بن حنیف کی حضرت علی سے ملاقات	۳۷۹	حنمال کی تقرری
	حضرت ابوموسیٰ کا طرز عمل		قیس بن سعد کی مصر کو روانگی
	محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر		سہیل بن حنیف کی واپسی
۳۹۰	عمار بن یاسر کی حضرت ابوموسیٰ سے تلخ کلامی	۳۸۰	امیر معاویہؓ کا قاصد
	حضرت ابوموسیٰ کا خطبہ		حضرت علیؓ کی شام پر فوج کشی
۳۹۱	حضرت علیؓ کو اہل کوفہ کی امداد		اور حضرت علیؓ کا امیر معاویہؓ سے جنگ کا فیصلہ
	حضرت ابوموسیٰ کا کوفہ سے اخراج	۳۸۱	جنگ کی تیاریاں
	اہل کوفہ کی حضرت علیؓ سے ذی تاری میں ملاقات		اہل مکہ کی مخالفت
۳۹۲	فریقین کی مصالحت پر آمادگی		حضرت عبد اللہ بن عمر کی روانگی
	فریقین کی مصالحت پر آمادگی		حضرت عائشہؓ کا قصاص عثمان کا مطالبہ
۳۹۳	سبائیوں کی قتل انگیزی	۳۸۲	حضرت عائشہؓ کا بصرہ جانے کا فیصلہ
	فریقین پر حملہ کا منصوبہ		حضرت عائشہؓ کی بصرہ کو روانگی
	حضرت علیؓ کی مراجعت	۳۸۳	سعید بن العاص کا مطالبہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	قیس بن سعد کا انکار	۳۹۴	احنف بن قیس کی کنارہ کشی
۴۰۶	امیر معاویہؓ کی حکمت عملی	۳۹۵	حضرت زبیرؓ کی علیحدگی
	قیس بن سعد کی معزولی		اہل بصرہ کے تین گروہ
۴۰۷	قیس بن سعد کی کوفہ کو روانگی		فریقین میں مصالحت
	محمد بن ابی بکرؓ کا مصر کی امارت پر تقرر	۳۹۶	خالفین صلح کا اچانک حملہ
	امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاص		جنگ جمل
۴۰۸	جریرؓ کی سفارت	۳۹۷	حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی شہادت
	حضرت علیؓ کے خلاف پروپیگنڈہ		حضرت کعب کی شہادت
	جریرؓ کی واپسی		حضرت عائشہؓ کی عماری پر تیروں کی پوجھاڑ
	امیر معاویہؓ کا قصاص عثمان پر اصرار	۳۹۸	ناقد ام المؤمنین پر یورش
	جنگ صفین		ناقد پر حملہ
	حضرت علیؓ کی بغرض جنگ روانگی	۳۹۹	اختتام جنگ
	واقعات جنگ		حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی ملاقات
۴۱۰	حضرت علیؓ کا فرات پر حملہ	۴۰۰	صحابہ کبارؓ کی شہادت
	امیر معاویہؓ کو بیعت پر دعوت		احنف بن قیس کا اظہار اطاعت
۴۱۱	دوبارہ آغاز جنگ		حضرت ابن عباسؓ کا بصرہ کی امارت پر تقرر
	مصالحت کی کوشش		حضرت عائشہؓ کی مکہ معظمہ کو روانگی
۴۱۲	امیر معاویہؓ کی زیاد بن حصہ کو پیش کش	۴۰۱	واقعہ جمل کی دوسری روایت
	امیر معاویہؓ کی سفارت	۴۰۲	شہدائے جنگ جمل
	حضرت علیؓ کا خطبہ		جبلہ و عمران کا خروج
۴۱۳	عدی بن حاتم کی طے اور بنو ہریرہ کی سرداری	۴۰۳	جنگ صفین
	حضرت علیؓ کی ہدایات		محمد بن ابی حذیفہؓ
۴۱۴	واقعات جنگ		محمد بن ابی حذیفہؓ کی مخالفت
	علوی لشکر کی شب بیداری		محمد بن ابی حذیفہؓ کا مصر پر قبضہ
	امیر معاویہؓ کا حملہ		محمد بن ابی حذیفہؓ کا قتل
۴۱۵	احمد کیساں کا مقابلہ	۴۰۴	قیس بن سعدؓ کا مصر کی امارت پر تقرر
	اشتر کا حملہ		امیر معاویہؓ کی قیس بن سعدؓ کو پیشکش
	شامیوں کی پسپائی	۴۰۵	

پایہ: ۲۱۱

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۲۸	خوارج کی رواگلی کرج کی لڑائی	۴۱۷	حضرت عبید اللہ بن عمر کی شہادت حضرت عمار بن یاسر کی جاغاری
۴۲۹	خوارج کا بصرہ سے خروج حضرت علیؑ کا شام پر فوج کشی کا فیصلہ خوارج کو دعوت اتحاد	۴۱۸	حضرت عمارؓ کی شہادت حضرت عبداللہ بن کعب کی شہادت
۴۳۰	شام پر حملہ کی تیاری حضرت عبداللہ بن حباب کی شہادت خوارج سے اتمام حجت	۴۱۹	لیلۃ الہریر کا معرکہ عمرو بن العاص کی حکمت عملی حضرت علیؑ کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار علوی فوج میں اختلاف
۴۳۱	جنگ نہروان خوارج کی شکست	۴۲۰	اشتر کی میدان جنگ سے واپسی تحکیم کی تجویز حکم کے انتخاب میں خارجیوں کا اختلاف
۴۳۲	حضرت علیؑ کی کوفہ کو مراجعت مصر پر عمرو بن العاص کا قبضہ اشتر کی وفات	۴۲۱	حکم کا انتخاب تحکیم کا عہد نامہ معاہدہ پر دستخط
۴۳۳	محمد بن بکر کا اظہار اطاعت مصر فتح کرنے کا منصوبہ حضرت عمرو بن العاصؓ کی رواگلی جنگ کا آغاز	۴۲۲	حضرت علیؑ کی مراجعت خوارج کی علیحدگی خوارج کو اتحاد کی دعوت خوارج کی اطاعت
۴۳۴	کنانہ اور محمد بن ابی بکر کا انجام مالک بن کعب کی رواگلی اور واپسی ابن حضری کی بصرہ میں آمد	۴۲۳	حضرت علیؑ کا حضرت عمرو بن العاص کو پیغام حکمین کا اجتماع حکمین کی گفتگو
۴۳۵	ابن حضری کا انجام زیادہ کا فارس کی امارت پر تقرر حضرت علیؑ سے حضرت ابن عباسؓ کی علیحدگی	۴۲۴	فیصلہ کا اعلان حضرت عمرو بن العاص حکمین میں تلخ کلامی
۴۳۶	حضرت علیؑ کی شہادت ابن حنظل اور شعیب بن خثعمہ	۴۲۵	سب دشمن کا آغاز
۴۳۷	حضرت علیؑ پر حملہ حضرت علیؑ کی وصیت حضرت امام حسن کی خلافت کا مسئلہ حضرت علیؑ کی شہادت	۴۲۶	باب : ۲۲ خوارج اور جنگ نہروان خوارج کا گستاخانہ رویہ خوارج کی سرکشی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۳۸	امام حسنؑ کی بیعت خلافت عراقی فوج کی غداری خلافت سے دست برداری امیر معاویہ کی بیعت خلافت	۲۳۹	امام حسنؑ کا خطبہ امام حسنؑ کی مدینہ کو روانگی قیس بن سعد کی مشروط بیعت سہ عام الجماعت امیر معاویہ کی خلافت
۲۳۹		۲۴۰	ابن نجم کا قتل امیر معاویہ کا حملہ برک بن عبداللہ کا انجام عمرو بن بکر کا قتل عہد خلافت ازواج و اولاد خلافت حسنؑ ابن علیؑ

دیباچہ

قبل اس کے معتبر و مستند تاریخ ”کتاب العبر و دیوان المبتداء و الخبر فی ایام العرب والعجم و البربر و من عاصروهم“ من ذوی السلطان الاکبر تالیف الشیخ الامام علامہ عبدالرحمن ابن خلدون مغربی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ترجمہ کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور یہ کتاب مذکور کے ترجمہ کی تیسری جلد ہے جس میں حالات و مذاہب عرب قبل از اسلام اور آنحضرت ﷺ کی ولادت و تربیت و نبوت و معراج و ہجرت و بالترتیب سنہ و اربع و اوقات کے تفصیلی حالات تا خلافت سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) مندرج ہیں۔ اگرچہ علامہ مؤرخ نے اسلامی تاریخ کو بھی اور واقعات کی طرح کسی قدر اختصار کے ساتھ لکھا ہے، لیکن میں نے ان کو بغرض انبساط قدر دانان فن تاریخ نہایت بسط و تفصیل سے تحریر کیا ہے جس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ۸۴ صفحات کا ترجمہ ۳۵۲ صفحات میں کیا گیا ہے۔ زاد المعاد فی بدی خیر العباد تالیف ابن قیم جوزی و مشقی سیرۃ ابن ہشام، کامل ابن اثیر، ابوالفداء، فتوح البلدان وغیرہ سے میں نے اکثر مقامات پر مدد لی ہے۔

میں اس ترجمہ کو کسی رئیس یا امیر کی خدمت میں بہ نظر صلہ یا بخیاں خوشامد نہیں پیش کرتا، بلکہ نہایت ادب سے اپنے ذی علم و قدر دانان فن تاریخ کے روبرو پیش کر کے امید رکھتا ہوں کہ محترم الہم میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ اور اللہ جل شانہ اس کو مقبولیت عامہ کا خلعت عنایت فرمائے گا، ہو حسبی و نعم الوکیل

ماہ جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ

الآباد

باب : ۱

حضرت محمد ﷺ

زمانہ قبل از اسلام : اگرچہ قریش کو مکہ میں ایک گونہ حکومت حاصل ہو گئی اور قبائل مصر اطراف و جوانب ممالک کو شام و عراق میں اور کچھ حجاز میں بھی منتشر و متفرق ہو گئے اور بعض ان میں سے بادیہ نشین و خانہ بدوش ہو گئے اور بعض اسباب عشرت اور سامان تمدن کے فراہمی میں مصروف ہوئے، کبھی یہ فارس و روم سے عراق و شام کے میدانوں میں لڑتے نظر آتے تھے اور گاہے اپنے حدود کی حفاظت کی غرض سے اپنی قوم کو جمع کر کے اہل عراق و شام سے برسرِ مقابلہ دکھائی دیتے تھے۔ ان لڑائیوں اور خون ریزی میں کبھی یہ مغلوب ہو کر خراج گزاری پر مجبور ہو جاتے تھے لیکن جب کبھی پھر کوئی موقع ہاتھ آ جاتا تھا تو خراج گزاری اور اطاعت شاہی سے منحرف ہو کر مخالفت کر بیٹھتے تھے الغرض ٹھنڈے کلیجے نہ یہ خود پانی پیتے تھے اور نہ پینے دیتے تھے ہمیشہ شاہان عراق و شام کو استیصال فساد و اطفاء ناریہ فتنہ میں رہنا پڑتا تھا۔ ان کل امور میں قبائل مصر ملوک کندہ بنو حجر آکل المرار کی طرف سے رجوع کرتے تھے اس زمانہ سے کہ تیج حسان نے ان کو اپنا گورنر مقرر کیا تھا۔

در حقیقت عرب میں کوئی خاص حکومت نہ تھی ہاں آل منذر شاہان فارس کی طرف سے حیرہ میں اور روم کی جانب سے شام میں آل جبینہ اور مقررہ حجاز پر بنو حجر آکل المرار حکمرانی کر رہے تھے۔ قبائل مصر بلکہ کل عرب (بلا استثناء کسی قوم کے) بت پرست، ملحد، طالع الرحم، اللہ کے ذکر سے روگردانی کرنے والے ٹوٹے ٹھکڑے لشکروں کے لینے والے ستاروں اور پتھروں کے پوجنے والے تھے۔ گوہ، بچھو، سانپ اور مردہ جانوروں کو کھاتے تھے۔ قتل اور خشک سالی میں اونٹوں کو زخمی کر کے ان کا خون پیا کرتے تھے۔ اونٹ کا گوشت عمدہ غذاؤں میں سے تھا اور بڑی عزت ان کی اس میں تھی کہ وہ ملوک آل منذر آل جبینہ بنو جعفر کے پاس وفود ہو کر جاتے تھے تھوڑی باتوں پر لڑ جانا اور ایک مدت تک اس لڑائی کا جاری رکھنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا، قتل و غارت، زہری و غار نگر، روزمرہ کی باتیں تھیں، قمار بازی ان کا ہر دلعزیز کھیل تھا۔

بدکاری سے نفرت نہ تھی۔ شراب نوشی و عریقات منشی پینے کا از حد شوق تھا پس جب اللہ جل شانہ نے اس جاہل ان پڑھ قوم کے ظہور و غلبہ کا حکم صادر فرمایا اور ان کے ایام نفس کو اچھے دنوں سے بدلنا چاہا اور ان میں بجائے بت پرستی و الحاد کے توحید و اسلام پھیلانے کا قصد کیا تو اس مقلب القلوب فعال لما یوید نے ان کو خیر و اصلاح کی طرف مائل کر دیا ان کے بُرے اعمال کو عمدہ عادات سے، ذلت کو عزت سے، شر کو خیر سے، گمراہی کو ہدایت سے، نافرمانی کو اطاعت سے، تنگی کو خوش حالی سے، مفلسی و گدائی کو حکومت و سرداری سے، قطع رحم و عداوت کو صلہ رحم و محبت سے بدل دیا۔ سچ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کام

کے کرنے کا قصد کرتا ہے تو پہلے اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے چنانچہ کسی قدر دان میں تمدنی حالت قبل از اسلام پیدا ہو چلی تھی۔ ان میں خودداری کا مادہ پیدا ہو گیا تھا حق شناسی کی طرف مائل ہو چلے تھے۔ عرب کو فارس کے مقابلہ میں واقعہ مشہورہ و یقار میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ جس کی خبر آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو دی تھی اور یہ ارشاد فرمایا تھا۔ **الینصفت العرب من العجم ولی تصروا حاجب بن ذراره** (قبیلہ بنو تمیم سے) کسریٰ فارس کے پاس وفد کی شکل میں گیا اور اس سے امداد کا خواست گار ہوا جب اس نے عادت قدیمہ استرہان سے کہا تو حاجب بن ذرارہ نے ازراہ نخوت و تکبر اپنے لڑکے کے استرہان سے روگردانی کی اور اپنی قوس (کمان) اس کو دے دی۔

حلف فضول: انہیں واقعات کے دوران عرب اپنی عزت و عظمت کے لئے لڑتے بھی جاتے تھے۔ قریش کو ان سب باتوں میں اور اقوام عرب سے ایک مسلم فضیلت حاصل ہو گئی تھی۔ صلاحیت اور خلق اللہ کی آسائش کا زیادہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ بنو ہاشم بنو مطلب بنو اسد بن عبد العزیٰ بنو زہرہ بنو تمیم نے جمع ہو کر باہم یہ عہد و اقرار کیا کہ مکہ میں جو مظلوم آئے خواہ اس کے خاندان والوں نے یا کسی غیر نے ظلم کیا ہو اس کی مدد کی جائے اور ظالم کے مخالف ہو کر مظلوم کا اچھا بدلہ دلائیں قریش نے اس حلف کو حلف فضول کے نام سے موسوم کیا۔

بُست پرستی سے نفرت: اقوام عرب کے دلوں میں دین کی تلاش کا شوق جاگزیں ہوا اور بت پرستی و الحاد سے ایک گونہ نفرت ہو چلی تا آنکہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ اور عثمان بن الحویرث بن اسد اور زید بن عمرو بن نفیل عم عمر بن الخطابؓ (بنو عدی بن کعب سے) اور عبید اللہ بن جحش (بنو اسد بن خزیمہ سے) ایک جلسہ میں جمع ہوئے اور پتھروں اور بتوں کی پرستش سے بیزاری ظاہر کر کے اقوام عرب کے سمجھانے اور ان کو دین ابراہیمیؑ سکھانے پر آمادہ ہوئے۔ اس جستجو و فکر میں ورقہ بن نوفل نہایت استقلال سے نصرانی ہو گیا اور اہل کتاب سے ان کی کتابیں پڑھیں اور عبید اللہ بن جحش اپنے خیال پر قائم رہا تا آنکہ اسلام کا دور آیا اور یہ بھی مسلمان ہوا حبشہ کی طرف ہجرت کی لیکن وہاں جا کر نصرانی ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔ عثمان بن الحویرث اتفاق وقت سے قیصر روم کے پاس گیا نصرانی ہوا اس کی عزت و قدر کی گئی زید بن عمرو کا یہ حال ہوا کہ اس نے نہ تو کسی دین کو قبول کیا اور نہ یہود و نصاریٰ کی کسی کتاب کا اتباع کیا بت پرستی چھوڑ دی مردہ جانوروں اور خون کو اپنے پر حرام کر لیا۔ قطع رحم اور خون ریزی سے کفارہ کش ہو گیا جب کوئی اس سے کچھ پوچھتا تو یہ کہتا تھا اعبد رب ابراہیم (یعنی میں ابراہیم کے خدا کی پرستش کرتا ہوں) بتوں کی برائیاں بیان کرتا اور اپنی قوم کو نصیحت و ملامت کرتا جوش میں آ کر کہہ اٹھتا تھا: **اللہم لو انی اعلم اہی الوجوہ احب الیک لعبادتک و لکم لا ولكن علم** (یعنی اے خدا اگر میں اس طریقہ کو جانتا جو تیرے نزدیک محبوب تر ہے تو میں اسی طریقہ سے پرستش کرتا لیکن میں اس سے بے خبر ہوں)

نبی ﷺ کے ظہور کی پیشین گوئی: اس کے بعد کاہنوں اور منجموں نے قبل از نبوت یہ کہنا شروع کر دیا کہ عقریب عرب میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اس کی حکومت بہت جلد ظاہر ہوا چاہتی ہے اس طرح اہل کتاب یہود و نصاریٰ تو ریت و انجیل کی بشارتیں دیکھ دیکھ کر آنحضرت ﷺ کی نبوت کی خبر دینے لگے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنی نشانیاں ظاہر کرنے لگا اصحاب قبل کا شکست کھانا اور ان کا ہلاک ہونا منجملہ ارباب صاٹ نبوت تھا بعد ازاں حبشہ کی حکومت یمن سے سیف بن ذی یزن کے ہاتھوں ختم ہو گئی اور سیف بن ذی یزن (یادگار ملوک تابعہ) تخت حکومت یمن پر جانشین ہوا۔

عبدالطلب اور اکثر ہو سائلہ وفد ہو کر سیف بن ذی یزن کو مبارکباد دینے آئے، سیف بن ذی یزن نے عرب میں نبیؐ کے ظاہر ہونے کی خبر دی اور عبدالطلب کو بالخصوص یہ خوش خبری سنا کہ وہ جلیل القدر نبیؐ تمہاری اولاد میں ہو گا یہ واقعہ سن کر اکثر رؤساء عرب کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ عظیم الشان نبیؐ ان میں سے ہو گا چنانچہ بعض بعض شرفاء عرب اہل کتاب کے مشائخ اور علماء کے پاس گئے اور دریافت کیا مثلاً امیہ بن ابی الصلت البوسفیان بن حرب کے ساتھ شام کی طرف گئے تھے انہوں نے (یہ خیال کر کے کہ وہ نبیؐ شاید میں ہی ہوں) کسی رہبان سے دریافت کیا تھا یا ان کو یہ خیال گزرا کہ عجب نہیں نبوت بنوعبدالمناف میں ہو لیکن ان کے خلاف امید جواب دیا گیا۔ انہیں ایام میں رجم شیطین بھی ہوا اور وہ زمانہ آ گیا کہ اظہار نبوت سے کفر کی ظلمت دور کی جائے۔

دورِ جہالت میں عرب میں مذاہب: (مترجم) اسلام سے پہلے عرب جاہلیت کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف مذاہب اور اعتقاد کے تھے بعض ان میں سے بت پرست، بعض خدا پرست، بعض لامذہب اور بعض صابی، بعض یہودی، بعض عیسائی تھے۔ بت پرستی عرب کے قدیم باشندوں میں پائی جاتی تھی۔ عاذ شوذ جلیس، جرہم اولی، عملیق اول وغیرہ بتوں کی پرستش کرتے تھے لیکن ان کے تفصیلی حالات بعد زمانہ کی وجہ سے ہم کو نہیں مل سکتے باقی رہے عرب عادیہ اور عربہ مستعربہ ان کے بت دو قسم کے تھے ایک ملائک اور ارواح اور غیر محسوس طاقتوں سے نسبت رکھتے تھے اور یہ ان کو مونث خیال کرتے تھے اور دوسری قسم کے وہ تھے جو نامی اشخاص نے اپنے عمدہ کاموں سے شہرت حاصل کر لی تھی یہ گروہ باوجود بت پرستی کے ان کو معبود مطلق نہ جانتا تھا بلکہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ دنیاوی اختیارات ان کو مکمل حاصل ہیں اور عقبی کی نسبت ان کا یہ خیال تھا کہ وہ اصنام جن کی وہ پرستش کرتے تھے خدائے تعالیٰ سے ان کے گناہوں کو معاف کر دیں گے وہ اصنام جن کی تمام عرب جاہلیت پرستش کر رہا تھا ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) بھل یہ بہت بڑا بت تھا اور خانہ کعبہ میں رکھا ہوا تھا (۲) دو پہر بت بنو کلب کا معبود تھا (۳) سواغ قبیلہ بنو مذحج کا یہ بت تھا (۴) یغوث یہ بت قبیلہ بنو مراد کا تھا (۵) یعوق کی پرستش بنو ہمدان کرتے تھے (۶) نسرین کے قبیلہ بنو حمیر کا معبود تھا (۷) عزلی قبیلہ بنو غطفان کا بت تھا (۸) لات (۹) منات ان دونوں بتوں کی پرستش تمام عرب کرتے تھے (۱۰) دوار یہ لوی جوان عورتوں کا معبود تھا (۱۱) اساف یہ کوہ صفا پر تھا (۱۲) ناکہ کوہ مروہ پر تھا ان دونوں بتوں پر قربانیاں کی جاتی تھیں (۱۳) صعب اس پر اونٹوں کی قربانی کی جاتی تھی (۱۴) کعبہ کے اندر حضرت ابراہیمؑ کی تصویر تھی اور ان کے ہاتھ میں استارے کے تیر تھے جواز لام کہلاتے تھے اور ایک بھیڑ کا بچہ ان کے قریب کھڑا تھا اور حضرت اسماعیلؑ کی صورت خانہ کعبہ میں رکھی ہوئی تھی (۱۵) حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی بھی تصویریں اور صورتیں خانہ کعبہ میں موجود تھیں ودا اور یعوق اور یغوث اور نسر ایام جاہلیت کے مشہور لوگوں میں سے تھے جن کی تصویریں پتھروں پر نقش کر کے بطور یادگار کعبہ کے اندر رکھ دیا تھا پھر ایک مدت کے بعد ان کو رتبہ معبودیت دے کر ان کی پرستش کرنے لگے۔

دین حنیف: خدا پرستی بھی کسی قدر عرب جاہلیت میں تھی اور یہ دو قسم پر تھی ایک تو ایک غیر معلوم اور پوشیدہ قدرت کو جس کو وہ اپنے وجود کا خالق قرار دیتے اور مانتے تھے لیکن اور باقی خیالات ان کے لامذہبی کی طرف زیادہ مائل تھے اور دوسرا گروہ خدا کو برحق جانتا تھا قیامت، نجات، حشر، بقائے روح اور اس کے جزاء و جزا کا قائل تھا۔

ولادت نبوی: جمہور مؤرخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عبد اللہ ابن عبد المطلب کے انتقال کے چند مہینے ۱۲ رجب الاول کو عام الفیل کے پہلے برس (یعنی ابرہہ کی چڑھائی کے پچپن روز بعد)

لامذہب: عرب جاہلیت میں لامذہبی کا بھی زور و شور پایا جاتا تھا جو نہ توبت پرست تھے اور نہ کسی کتاب اور الہامی مذہب کے پابند تھے وہ خدا اور حشر کے منکر تھے اسی وجہ سے جزا اور سزا کے بھی قائل نہ تھے وہ دنیا کو ازلی وابدی قرار دیتے تھے۔

صابی مذہب: صابی مذہب والے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ہمارا الہامی مذہب ہے اور ہم حضرت شیث اور حضرت اخنوخ یعنی ادریس کے پیرو ہیں۔ ان کے یہاں سات دفتوں کی نمازیں اور ایک قمری مہینہ کا روزہ تھا یہ جنازہ کی نماز پڑھتے تھے ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان کا دعویٰ صحیح ہو لیکن یہ عیب ان میں آگیا تھا کہ سبع سیارہ (ساتوں ستاروں) کی پرستش کرتے تھے بایں ہمہ خانہ کعبہ کی بڑی عظمت کرتے تھے۔

یہودی مذہب: یہودی مذہب عرب میں پینتیسویں صدی دنیوی (پانچ صدی قبل مسیح) ہنگامہ بخت نصر میں آیا چند دنوں کے بعد یہودیوں کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تو انہوں نے اپنے مذہب کو پھیلا نا شروع کر دیا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ ۳۶۵۰ دنیوی بمطابق ۳۵۴ قبل مسیح میں دونوں حمیری بادشاہ یمن یہودی ہو گیا اس سے عرب میں یہودیت کو ترقی ہوئی۔

عیسوی مذہب: تیسری صدی عیسوی میں عیسوی مذہب نے عرب میں دخل پایا جبکہ مشرقی کلیسا میں خرابیاں اور بدعتیں رفتہ رفتہ رواج پذیر ہو گئی تھیں عام مؤرخین کہتے ہیں کہ یہ زمانہ دونوں کا تھا لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا کیونکہ وہ تقریباً چھ سو برس پیشتر گزر چکا تھا اس مذہب کا شیوع زیادہ نجران میں ہوا اور عرب میں اس نے کچھ زیادہ رواج نہیں پایا البتہ بنو ربیعہ و غسان اور بعض قضاہ میں عیسائیت پھیلی ہوئی تھی علاوہ ان کے بنو تمیم مجوسی اور اکثر قریش زندقہ تھے۔ واللہ اعلم انتہی کلام المترجم

جلوس کسریٰ نوشیروان میں آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔ عبد المطلب بن ہاشم نے من جاب اللہ تعالیٰ آپ کی کفالت و پرورش کی قبیلہ بنو سعد بنو ہوازن اور بنو نضر بن سعد میں آپ کا زمانہ رضاعت تمام ہوا۔ حلیمہ بنت ابی ذویب

۱۔ **سن ولادت میں اختلاف:** مؤرخین میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ عام الفیل کس سن عیسوی میں واقع ہوا تھا لیکن مابعد کے واقعات کے مطالعہ سے تحقیق امر یہی قرار پاتا ہے کہ عام الفیل ۵۷۰ء سے مطابق ہے کیونکہ جمہور مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ۶۲۲ء میں مکہ سے نزول دجی سے تیرہ برس بعد ہجرت کی تھی اور دجی چالیس برس کی عمر میں نازل ہوئی تھی۔ پس جب ہم ان سنوں کو جمع کریں گے تو ترین سال قمری برآمد ہوتے ہیں اور جب ہجرت کی تطبیق کی غرض سے اس مدت میں سے ایک برس منہا کیا جائے گا تو باون برس باقی رہ جائیں گے اور پھر جب ان باون کو چھ سو بائیس میں سے منہا کر دیا جائے تو پانچ سو ستر باقی رہ جاتے ہیں۔ پس اس حساب سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت ۵۷۰ء میں ہوئی تھی اور اسی سنہ میں عام الفیل بھی ہوا تھا کیونکہ مؤرخین کا اس امر میں اتفاق ہے کہ آپ عام الفیل کے پہلے برس میں پیدا ہوئے تھے واللہ اعلم

۲۔ **بچپن کا زمانہ:** ابتدا بعد ولادت چند روز تک ثویبہ نے آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا جو ابولہب بن عبد المطلب کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کے چچا حمزہ کو بھی اسی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا اس سبب سے حمزہ و مسروق ابن ثویبہ آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ عبد المطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد ﷺ رکھا اور بی بی آمنہ نے احمد ﷺ کے نام سے موسوم کیا۔

عبداللہ بن الحرث بن شخبہ بن زراح بن ناضرہ بن صفہ بن قیس نے دودھ پلایا جب آنحضرت ﷺ کا سن مبارک چار سال کا ہوا۔ اس وقت آپ اپنے رضائی بھائیوں کے ہمراہ بکریوں کے چرانے کے لئے جانے لگے۔ دو فرشتوں نے آکر آپ کا شکم مبارک چاک کر کے قلب مبارک کو نکالا اور اس سے ایک سیاہ نقطہ صاف کر کے قلب کو اور آنٹوں کو برف سے

ہم اس وجہ سے کہ بی بی آمنہ نے خواب میں ایک فرشتہ کو دیکھا تھا۔ جس نے کہا تھا کہ آپ کا نام احمد رکھنا۔ ولادت کے ساتویں روز عبدالمطلب نے قربانی کی اور تمام قبائل قریش کی دعوت کی۔ آٹھویں روز حسب دستور شرفاء عرب دودھ پلانے کی غرض سے آپ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا وہ آپ کو اپنے گھر لے گئیں ہر چھ مہینے آپ کو لاکر آپ کی والدہ اور دیگر اقربا کو دکھا جاتی تھیں۔ جب آپ دو برس کے ہوئے تو آپ کا دودھ چھڑایا گیا۔ لیکن بی بی آمنہ نے خیال مخالف آپ دہوا آپ کو پھر حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا تھا۔ چار برس کی عمر تک آپ ان کے پاس رہے اس اثناء میں حلیمہ سعدیہ ہر چھ مہینے آپ کو آپ کی والدہ و اقربا سے ملا جاتی تھیں اس کے بعد بی بی آمنہ نے آپ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ جب آپ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو بی بی آمنہ آپ کو لے کر مدینہ منورہ گئیں۔ واپسی کے وقت مقام ابواز میں بی بی آمنہ کا انتقال ہو گیا آنحضرت ﷺ مکہ میں پہنچ کر اپنے دادا عبدالمطلب کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگے۔

۱۔ شق صدر کا واقعہ علماء سیر اس واقعہ کو شق صدر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس باب میں بعض معتبر کتابوں میں بھی روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔ لیکن وہ ایسی مختلف ہیں کہ جن کی مطابقت کسی قدر مشکل نظر آتی ہے قرآن مجید سے اس کی حقیقت اور اصلیت کا پتہ نہیں ملتا۔ البتہ شرح صدر کا قرآن مجید کے پارہ عم سورہ نساء کی آیت اول السم نشرح لک صدرک (کیا ہم نے تیرے لئے سینہ نہ کھول دیا ہے) سے ثابت ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک مدت کے بعد لوگ شرح صدر کو ”شق صدر“ کہنے لگے ہوں۔ لیکن قرآن مجید سے اس کی اصلیت اور حقیقت کی تصدیق نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعہ سراسر غلط ہے کیونکہ قرآن مجید احکام الہی کی کتاب ہے نہ کہ آنحضرت ﷺ کی بالکل سوانح عمری ہے ہشامی نے ایک مقام پر حلیمہ سے واقع شق صدر کو اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ اپنے رضائی بھائی اور بہن کے ساتھ گھر کے قریب مویشی چراتے تھے تو وہ دونوں دفعہ میرے پاس روتے دوڑتے ہوئے آئے اور یہ بیان کیا کہ دو سفید پوش آدمی ہمارے قریب بھائی کو پکڑ کر لے گئے اور ان کا سینہ چاک کر ڈالا میں اور میرے شوہر اس مقام پر گئے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کا رنگ مارے خوف کے فق تھا میں نے ان کو اپنے گلے سے لگا لیا ان سے اضطراب کا باعث دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ دو سفید پوش آدمی میرے پاس آئے اور مجھ کو چت لٹا کر میرا دل چیرا اور اس میں سے کوئی چیز نکال لی لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کیا چیز تھی؟ مسلم میں حضرت انس بن مالک سے روایت نقل کی ہے۔ کہ ایک روز جب آنحضرت ﷺ لڑکوں کے ساتھ مکہ میں کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرائیل ان کے پاس آئے اور ان کا دل چیرا اور ایک قطرہ نکال کر کہا کہ یہ حصہ شیطان کا تھا اس کے بعد اس کو سونے کے طشت میں آب زم زم سے دھویا اور پھر اس کو تجھ سے وہ جہاں رکھا ہوا تھا رکھ دیا۔ لڑکے یہ واقعہ دیکھ کر زہیرہ آنحضرت ﷺ کی کھلائی کے پاس بھاگ کر آئے اور کہا کہ محمد ﷺ کو ایک آدمی نے مار ڈالا وہ فوراً آپ کے پاس آئیں تو حضور ﷺ کا رنگ فق پایا (انس کہتے ہیں کہ) سیون کا نشان جو آپ کے سینہ پر تھا میں نے پچشم خود دیکھا ہے۔ ان دونوں روایتوں میں مطابقت معلوم نہیں ہوتی۔ پہلی روایت اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ شق صدر مکہ کے باہر حلیمہ کے مکان کے قریب ہوا اور دوسری روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مکہ میں واقع ہوا ہے اور پھر ایک سونے کے طشت اور آب زم زم کا ذکر ہے اور ایک میں اس کا کچھ تذکرہ نہیں ہے پھر انہیں حضرت انس بن مالک سے

دھویا۔ جس وقت اس واقعہ کی اطلاع حلیمہ بنت ابی ذؤیب کو ہوئی تو وہ اس خوف سے کہ مبادا اور کوئی صدمہ یا واقعہ پیش نہ آئے آپؐ کو بی بی آمنہ کے پاس لائیں اور واقعہ شقی صدر سے مطلع کیا۔ بی بی آمنہ نے کہا کہ تم ان کو واپس لے جاؤ یہاں کی آب و ہوا ان کے مزاج کے موافق نہ ہوگی میں اس واقعہ سے مطلق ہراساں نہیں ہوئی۔ اللہ جل شانہ نے ان کو بہت سے کراتیں مرحمت فرمائی ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کی ابتدائی زندگی: بعد ازاں جب آپؐ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو بی بی آمنہ آپؐ کو مدینہ منورہ اپنے اعزاء اور اقارب سے ملانے کے لئے لے گئیں۔ واپسی میں مقام اہواز میں بی بی آمنہ کا انتقال ہو گیا اور جب آپؐ آٹھ برس کے ہوئے تو آپؐ کے دادا عبدالمطلب بن ہاشم فوت ہو گئے۔ بوقت وفات عبدالمطلب نے آپؐ کو پرورش و تربیت کی غرض سے اپنے لڑکے ابوطالب کے سپرد کیا۔ ابوطالب نے نہایت شفقت و محبت پداری کے ساتھ آپؐ کی پرورش کی اور مثل مہربان پدر کے آپؐ کی خبر گیری کرتے رہے۔ زمانہ رضاعت و طفولیت سے ہی آپؐ کی حالت عجیب تھی۔ عربوں کی جاہلیت سے آپؐ بالکل بیزار تھے لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلتے تھے خلوت کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ اللہ جل شانہ نے آپؐ کو ہر خصالِ رذیلہ و عاداتِ خسیہ سے اپنے حفظ و امان میں رکھا۔

شام کا سفر: جب آپؐ نے بارہ برس کے ہو کر تیرہویں سال میں قدم رکھا تو ابوطالبؓ کے ہمراہ شام کی طرف سفر کیا۔ بصرہ کے قریب بحیرہ راہب کے صومعہ کے پاس سے ہو کر گذرے۔ بحیرہ راہب نے آپؐ میں آثار نبوت دیکھ کر اپنی قوم کو طلبہ کیا اور آپؐ کی نبوت سے ان کو مطلع کیا جس کا قصہ کتب میر میں موجود و مشہور ہے پھر دوبارہ آپؐ حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ کا تجارتی سامان لے کر ان کے غلام میسرہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ نسطورا راہب کی طرف جس وقت آپؐ کا گزر ہوا اس نے آپؐ میں شان نبوت دیکھ کر میسرہ کو آپؐ کے حالات سے آگاہ کیا اس نے واپسی پر حضرت خدیجہ کو کل واقعات سے آگاہ کیا۔ حضرت خدیجہؓ نے یہ سن کر خود کو آپؐ کی زوجیت میں دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔

حضرت خدیجہؓ سے عقد: ابوطالب بن عبدالمطلب، حضرت خدیجہؓ کے باپ کے پاس آئے اور آپؐ کی منگنی بی بی خدیجہ سے کر کے رؤسا قریش کی موجودگی میں عقد کی رسم ادا کر دی اور محفل عقد کی رسومات سے فارغ ہو کر حضرت ابوطالب نے ذیل کا خطبہ پڑھا۔

ہم نے ایک دوسری روایت میں شقی صدر کا واقعہ شب معراج بیان کیا ہے کہ یہ زمانہ اس زمانے سے جو اس روایت میں ہے بالکل مختلف ہے ممکن ہے کہ حضرت انس کے بعد راوی نے اس روایت میں سے جو انس کی معراج کے متعلق ہے ایک کڑا کاٹ کر علیحدہ بیان کر دیا ہو علاوہ اس کے انس خود بروقت وقوع اس کے وجود نہ تھے اور نہ انہوں نے ان راویوں کے نام بیان کئے جن کے ذریعہ سے ان کو یہ روایت پہنچی بہر کیف علاوہ ان کے دو بزرگوں کے اور علماء نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں اس واقعہ کو مختلف طریقوں سے لکھا ہے۔ فمن شاء ظہیر جمع البیہا

۱۔ اس خطبہ کی نسبت نقادین فن تاریخ کا یہ خیال ہے کہ یہ خطبہ ابوطالب کا نہیں ہے بلکہ الحاقی ہے کیونکہ اولاً عرب جاہلیت کا یہ دستور نہ تھا بلکہ وہ اکثر اور ہمیشہ یوں کہا کرتے تھے کہ ہم ایسے ہیں ہم ایسے ہیں ہم میں یہ شرافت ہے یہ بزرگی ہے ثانیاً عرب میں سب سے پہلے کلام الحمد سے ابتداء کرنے کا طریقہ آنحضرت ﷺ نے جاری فرمایا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آنحضرت سے پہلے الحمد یا اللہ کا لفظ موجود نہ تھا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ طریقہ جاری کیا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ سب سے پہلے خدا کی تعریف کی جائے اور اس کے

((الحمد لله الذي جعلنا من ذرية ابراهيم و زرع اسمعيل وضعني معد و عنصر مضر و جعل لنا
بيضا مسحوجا و حر ما امانا و جعلنا امانا بيته و سواس حرمه و جعلنا الحكام على الناس ان ابن
اخى محمد بن عبد الله من قال علمتم قرابته و هو لا يؤذن باحد الا رخص به فان كان في الدال
قل فان المال ظل زائل

و قد خطب خديجة بنت خويلد و بدل لها من الصداق ما عاجله و اجله من مالى كذا كذا و هو
الله بعد هذا اله بنا عظيم و خطر جليل))

”یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے ہمارے لئے ایک گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور امن و
احترام والا بنایا اور ہم کو اپنے گھر کا محافظ اور اپنے حرم کی خیر خبر لینے والا مقرر کیا اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا۔
بلاشبہ تمہیں میرے بھتیجے محمد بن عبد اللہ کی رشتے داری معلوم ہے ان کا جس کے ساتھ مقابلہ کیا جائے گا اسی سے
بازی لے جائیں گے اگر ان کے پاس مال کم ہے تو کیا ہے۔ مال تو چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ محمدؐ نے خدیجہ بنت
خوئلہ کو پیام دیا اور میرے مال سے اتنا مہر مقرر اور مؤجل منظور کیا ہے یقین ہے کہ چند دنوں کے بعد ان کی
حالت اچھی ہو جائے گی اور ان کا نام چمک اٹھے گا۔ آنحضرت ﷺ کا سن مبارک اس وقت بچپن برس کا تھا
اور عقد آپ کا غار کے پندرہ برس بعد ہوا۔

تعمیر کعبہ: جب آپ پینس برس کے ہوئے تو قریش نے حج ہو کر کعبہ کو منہدم کر کے از سر نو بنانا شروع کیا۔ جس وقت حجر
اسود کے رکھنے کی نوبت آئی تو آپس میں سب لڑنے لگے۔ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ حجر اسود کو میں اپنے ہاتھوں سے رکھوں رفتہ
رفتہ یہ جھگڑا اس قدر طول پکڑ گیا کہ بنو عبد الدار نے اور مارنے پر قسم کھا بیٹھے۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر قریش یک جا ہو کر مشورہ
کرنے لگے۔ ابوامیہ نے کہا کہ ”بہتر ہو گا کہ پہلے جو شخص مسجد میں داخل ہو اس کو تم لوگ اپنا حاکم بنا لو۔ قریش اس امر پر
راضی ہو گئے۔

حجر اسود کا واقعہ: اس اثناء میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے لوگوں نے کہا کہ یہ امین ہیں یہ فیصلہ امانت داری سے
کریں گے انہیں کو حکم بناؤ پس جس وقت آپ کے رد برو یہ قضیہ پیش کیا گیا تو آپ نے ایک کپڑے میں حجر اسود کو رکھ کر
قریش سے فرمایا کہ اس کپڑے کے کنارے پکڑ لو کسی کو کسی پر کچھ فضیلت نہ ہوگی اور نہ کوئی جھگڑا باقی رہ جائے گا چنانچہ قریش
نے آپ کے کہنے سے کپڑے کے کنارے پکڑ لئے جس وقت حجر اسود اپنے مقام کے قریب پہنچا تو آپ نے اپنے دست
مبارک سے لے کر اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اس واقعہ میں یہ چار آدمی عبد بن ربیعہ بن عبد شمس اسود بن مطلب بن اسد بن
عبد العزیٰ ابو حذیفہ بن مغیرہ بن عمر بن مخزوم قیس بن عدی انہی سردار قریش پیش تھے۔

امین کا لقب: اس کے بعد آنحضرت ﷺ طہارت و عبادت میں نہایت استقلال سے کوشش فرمانے لگے۔ آپ کی
ذات بابرکات میں ایک اعلیٰ درجہ کا اخلاق اور صبر فصاحت و بلاغت و خوش بیانی اس طرح جمع ہو گئی تھی کہ عالم شباب ہی میں
ان احسانات کا ذکر کیا جائے ٹالاً عرب جاہلیت میں اس وقت تک عرب میں مہر مؤجل کا رواج نہیں ہے پھر اس کے کیا معنی کہ اس نے
میرے مال سے اس قدر مہر مؤجل اور اس قدر مہر مؤجل ادا کیا ہے۔

آپؐ نے امین کا لقب پالیا تھا۔

بعثت: وحی کے نازل ہونے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے رویاء صالحہ دیکھنا شروع کیا کاہن اور آسمانی کتابوں کے عالم آپس میں ظہورِ شان و نبوت کے چرچے و تذکرے کرنے لگے آنحضرت ﷺ عبادت کے خیال سے تنہائی و خلوت کو زیادہ پسند فرمانے لگے۔ اکثر غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور وہیں دو دو چار چار راتیں متواتر عبادتِ الہی میں مصروف رہتے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی ولادت کے چالیسویں سال اور بعض کہتے ہیں تینتالیسویں سال آپؐ پر وحی نازل ہوئی۔ کبھی کبھی فرشتہ کسی آدمی کی شکل میں آتا اور آپؐ سے بھی ہم کلام ہوتا تھا اور کبھی آپؐ پر القا ہوا کرتا تھا اور کسی وقت چادر یا اور کوئی چیز لپیٹ کر لیت جاتے تھے۔ اور وحی سلسلہ جس کی آواز کی طرح نازل ہوتی تھی۔ اس آخر صورت میں آپؐ کو سخت تکلیف ہوتی تھی جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے ((وہو اشد علی)) ”یعنی اور وہ مجھ پر زیادہ سخت ہے“ الغرض جو وحی ابتدا آپؐ پر غارِ حرا میں نازل ہوئی وہ اقراء باسم ربک الذی خلق الانسان من علق اقراء وربک الاکرم الذی بالقلم و علم الانسان ما لم یعلم یعنی ”آپؐ اپنے پروردگار کے نام سے پڑھئے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا آپؐ پڑھئے آپؐ کا پروردگار بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور انسان کو وہ علوم سکھائے جس سے وہ نا آشنا تھا۔“

معراج: نبیؐ خدیجہؓ نے آپؐ کی باتوں کی تصدیق کی اور آپؐ پر ایمان لائیں اس کے بعد آنحضرت ﷺ پر

۱۔ حدیث شریف میں حضرت عائشہ زیدہ مطہرہ آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ ابتدا جو آپؐ پر اترتے وحی نازل ہوئی وہ رویاء صادقہ تھے جو شمسِ سفیدی صبح نمایاں ہوتے تھے ایک روز آپؐ غارِ حرا میں مصروف عبادت تھے کہ اس اثناء میں حضرت جبرائیلؑ آئے اور کہا ”یا محمد انت رسول اللہ“ (اے محمد تم خدا کے پیغمبر ہو) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس آواز سے کسی قدر خائف ہو کر مکہ میں واپس آیا دوسرے روز جب پھر آپؐ تشریف لے گئے تو جبرائیلؑ امین دوبارہ آئے اور وہی کلمہ ارشاد فرمایا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ پر اس کلمہ سے ایسا خوف غالب ہوا اور وحی میں آپؐ کا میں اپنے کو پہاڑ سے نیچے گراؤں چنانچہ میں نے اس امر کی کوشش کی۔ لیکن حضرت جبرائیلؑ نے آکر کہا (یا محمد انا جبرئیل و انت رسول اللہ) یعنی ”اے محمد میں جبرائیل ہوں اور تم خدا کے پیغمبر ہو“ پھر جبرائیلؑ نے کہا اقراء (پڑھ) آپؐ نے فرمایا: اقراء (کیا میں پڑھوں) حضرت جبرائیلؑ نے یہ سن کر آپؐ کو تین بار سینے سے دبایا۔ یہاں تک کہ آپؐ کی قوت جاتی رہی۔ پھر جبرائیلؑ نے اقراء باسم ربک الخ پڑھا اور آپؐ کو پڑھایا اس کے بعد جب آپؐ مکہ میں واپس آئے تو پسینہ میں شرابور تھے چہرہ زرد تھا۔ حضرت خدیجہؓ سے آپؐ نے فرمایا ((رسولنی رسولنی فانی حشیت)) ”یعنی مجھ کو کچھ اڑھا دو اڑھا دو بے خشک میں ڈر گیا ہوں“ تھوڑی دیر کے بعد حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھ کو اپنی خیر نہیں معلوم ہوتی آج مجھ پر یہ واقعات گزرے ہیں حضرت خدیجہؓ نے تسکین دلائی اور آپؐ کو اپنے ہمراہ وردہ بن نوفل اپنے چچا اور بھائی کے پاس لے گئیں جو کتبِ آسمانی سے بخوبی واقف اور علما و نصیرانی میں ایک سربراہ و زورہ شخص تھے۔ وردہؓ بنی نوفل نے ان واقعات کو آنحضرت کی زبان مبارک سے سنا کر کہا یہ وحی ناموس ہے جو موسیٰ بن عمران کے پاس آتا تھا اگر میں اس وقت تک زندہ رہتا جبکہ تمہاری قوم تم کو یہاں سے نکالے گی تو میں تمہاری خاطر خواہ مدد کرتا۔ تم خائف نہ ہو تم کو خدا نے اپنی رسالت کے لئے برگزیدہ کیا آنحضرت ﷺ کو ان کلمات سے تعجب سا ہوا۔ آپؐ نے استفسار فرمایا کیا مجھ کو میری قوم یہاں سے نکالے گی؟ وردہؓ نے کہا بے شک آج تک تو ایسا ہی ہوا ہے کوئی آنے والا ایسا نہیں آیا جسکے ساتھ اسکی قوم نے دشمنی نہ کی۔ بلکہ انی کتب السیر والنوارخ

نماز فرض کی گئی۔ حضرت جبرائیل آئے اور وضو کر کے کعبہ کے تمام ارکان و افعال تمام نماز پڑھ کر آپؐ کو دکھائے۔ آپؐ نے ان کی پیروی کی۔ اس کے بعد شبِ معراج میں آپؐ مکہ سے بیت المقدس اور پھر وہاں سے ساقواں آسمان اور سدرة المنتہی پر تشریف لے گئے: ﴿فأوحى اليه ما أوحى﴾ ”پس اللہ تعالیٰ نے آپؐ (ﷺ) پر وحی بھیجی جو وحی بھیجی۔“

معراج کے متعلق مختلف آراء: (مترجم) علماء تاریخ و سیر نے جس طرح واقعہ معراج جسمانی میں اختلاف کیا ہے۔ وہ بیانیہ اوقات معراج اور مکان السراء (یعنی جس مکان سے آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی ہے) میں مختلف الروایات ہوتی ہیں شفاء میں قاضی فیاض لکھتا ہے: ((فلذهب طائفة الى انه اسرى بالروح و انه روي منام مع اتفاقه و ان روي الانبياء حق و وحى و الي هذا اذهب معاوية و حكي عن الحسن و المشهور عنه خلافة و اليه اشار محمد بن اسحاق)) یعنی ”علماء کی ایک جماعت کے نزدیک آپؐ کو روحانی معراج ہوئی جو خواب کا واقعہ تھا بالاتفاق انبیاء کے خواب سچے اور وحی سے ہوتے ہیں معاویہ کا یہی قول ہے اور حسن کا بھی لیکن حسن کا مشہور قول اس کے خلاف ہے جیسا کہ محمد بن اسحاق نے بتایا ہے“ اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے: ((وحكى عن محمد بن جرير الطبري في تفسيره عن حليفاته قال ذلك روي و انه ما نقد جسد رسول ﷺ و انه اسرى بروحه و حكي هذا القول ايضا عن عائشة و عن معاوية)) یعنی ”تفسیر ابن جریر میں حدیث کا بیان ہے کہ معراج کا واقعہ خواب کا واقعہ جسمانی معراج نہیں ہوئی۔ بلکہ روحانی ہوئی (آگے ان ابن جریر فرماتے ہیں) یہی قول حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہؓ سے منقول ہے جو علماء جسمانی معراج کے قائل ہیں ان کے پاس بھی حدیثوں سے دلائل ہیں جو قنادہ اور انس سے منقول ہیں علاوہ ازیں قرآن سے بھی جسمانی معراج معلوم ہوتی ہے پندرہویں پارے میں حق تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿سبحان الذي اسرى بعده ليلاً من المسجد الحرام الى المسجد الأقصى الذي باركنا حوله﴾

لنرى من آياتنا انه هو السميع البصير ﴿﴾

”یعنی وہ پاک ہے جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا جس کے چاروں طرف ہم

نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں بے شک اللہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج جسمانی ہوئی کیونکہ اسرئ کے معنی رات کے سفر کرنے کے ہیں نہ کہ حالت

۱۔ علماء تاریخ نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ بعد اقرآن تعلیم و توحید و برأت و ثنائ شرعی احکام سے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر فرض کیا تھا وہ نماز تھی۔ پس جب وہ بعد نزول وحی آپؐ پر نماز فرض کی گئی تو حضرت جبرائیل آپؐ کی خدمت میں آئے اور اس وقت آپؐ اعلیٰ سماء میں تھے ان کو وہ وادی کی طرف لائے اور ٹھوکر زمین پر ماری جس سے ایک چشمہ پیدا ہو گیا حضرت جبرائیل نے اس سے وضو کیا اور آپؐ دیکھتے رہے بعد ازاں آنحضرت ﷺ نے بھی اسی طرح وضو فرمایا جس طرح سے حضرت جبرائیل نے کیا تھا پھر حضرت جبرائیل نے اٹھ کر نماز پڑھی اور آپؐ نے ان کے ساتھ انہی کی پیروی میں نماز پڑھی وضو کی تعلیم سے فارغ ہو کر آپؐ مکہ میں تشریف لائے اور حضرت خدیجہ کو وضو اور نماز کی تعلیم فرمائی واقعہ کا بیان ہے کہ بالاتفاق علماء و سیر و تواریخ حضرت خدیجہؓ اول اہل قبیلہ ہیں جس نے آنحضرت ﷺ کے دعوت اسلام قبول کی اور آپؐ کے ہمراہ نماز پڑھی اور عہد کے معنی جس میں روح و جسم دونوں ہوں جسم بے روح یا روح بے جسم کو عہد نہیں کہتے ہیں۔

رویاء میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کے جانے کو کہتے ہیں ہم کو اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ہم اسری کے معنی اس مقام پر رویاء میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کا جانا مراد لیں پس اگرچہ اس کے معنی اصلی (یعنی سفر شب) ہم مراد لے سکتے ہیں اس کے علاوہ لفظ "بعبدہ" صاف طور سے کہہ رہا ہے کہ معراج جسمانی ہوئی کیونکہ اس کے معنی ہیں "اپنے بندہ" کے اور اس کا اطلاق روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے پس جب تک روح اور جسم دونوں کا جانا نہ ثابت ہو اس وقت تک "اسری بعبدہ" کے معنی درست نہیں ہو سکتے روحانی معراج کے قائل اس آیت کے مقابلہ میں سورہ اسری کی دوسری روایت ﴿و جعلنا الرويا اللتي اريناك الا فتنة للناس﴾ یعنی "ہم نے جو خواب آپ کو دکھایا اسے لوگوں کی آزمائش ہی کے لئے دکھایا" معراج کو ماننے والے جسمانی کہتے ہیں کہ اگرچہ بالعموم رویا کے معنی خواب میں دیکھنے کے ہیں لیکن اس کا اطلاق آنکھ کے دیکھنے پر بھی ہو سکتا ہے۔ لہذا "رویاء" کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے اس کے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں اس دلیل سے کہ بخاری میں لکھا ہے ((عن ابن عباس في قوله تعالى و ما جعلنا الرويا اللتي اريناك الا فتنة قال هي روىا و عن ارها رسول الله ﷺ ليلة اسرى به الى بيت المقدس)) یعنی "و ما جعلنا الرويا اللتي اريناك الا فتنة" کی تفسیر میں ابن عباس کا بیان ہے کہ یہ آنکھوں کی روایت ہے (خواب نہیں) جو آپ کو اس وقت ہوئی جب راتوں رات آپ کو بیت المقدس لے جایا گیا۔

قائد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ شب معراج میں چٹ لیے ہوئے تھے۔ حسن کی روایت شہادت دیتی ہے کہ آنحضرت ﷺ معراج کی رات مقام حجر میں سوئے ہوئے تھے۔ حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ آپ مسجد حرام میں آرام فرما رہے تھے ام ہانئ کی روایت میں ہے کہ معراج کی رات رسول اللہ ﷺ نماز عشاء پڑھ کر ہم میں سو رہے تھے اور فجر سے پہلے ہم نے آپ کو جگایا بعض علماء کہتے ہیں کہ ہجرت سے تین برس پہلے معراج ہوئی اور بعض ایک برس پہلے بتلاتے ہیں۔ بہر کیف یہ ایک اختلافی واقعہ ہے روایات سے کوئی تسکین دہ فیصلہ نہیں ہو سکتا البتہ اگر اللہ جل شانہ کی قدرت کاملہ پر نظر کی جائے تو کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا۔

معراج جسمانی: معراج جسمانی یا علم رویا کے واقعات کو ہم اس مقام پر بوجہ شہرت ذکر کرنا نہیں چاہتے باقی رہے وہ احکام جو سورہ اسری کو بغیر دیکھنے سے معلوم ہوتے ہیں اور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید یہی احکام آنحضرت ﷺ کو شب معراج میں مرحمت ہوئے تھے وہ حسب ذیل ہیں۔

و لا تجعل مع الله الها آخر فتقعد (ترجمہ) اللہ کے ساتھ دوسرا معبود مقرر نہ کرو ورنہ قابل ملامت و مذموماً مخذولاً

آپ کے رب نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اگر تمہاری زندگی میں ان میں سے کوئی یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو خبردار انہیں ہوں بھی نہ کرنا اور نہ انہیں ڈانٹنا بلکہ ان سے عزت والی بات کرنا اور ان کے آگے سر جھکا دینا۔

وقضى ربك الاتعبوا الا اياه وبالوالدين احسانا اما يبلغن عندك الكبر احداهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما و قل لهما قولا كريما

و اخفض لهما جناح الذل من
الرحمة و قل رب ارحهما كما
رحمتني صغيرا

و ات ذا القربى حقہ و المسكين

و ابن السبيل و لا تبذر بتديرا و لا
تجعل يدك مغلولة الى عنقك و لا
تبسطها كل البسط فتقعد ملوما
محسورا

و لا تقتلوا اولادكم خشية املاق
نحن نرزقهم و اياكم ان قتلهم كان
خطاء كبيرا

و لا تقربوا الزنا انه كان فاحشة
و ساء سبيلا و لا تقتلوا النفس اللتي
حرم الله الا بالحق

و لا تقربوا مال اليتيم الا بالتي هي
احسن حتى يبلغ اشدہ و اوفوا
بالعهد ان العهد كان مستولا

و اوفوا الكيل اذا كلتم و زنوا
بالقسطاس المستقيم

و لا تقف ماليس لك به علم ان
السمع و البصر و الفؤاد كل
اولئك كان عنه مستولا

و لا تمس في الارض مراحا انك لن
تخرق الارض و لن تبلغ الجبال
طولا

كل ذلك كان سنيہ عند ربك
مكروها

اور ان کے لئے یہ دعا مانگتے رہنا کہ اے پروردگار جیسے
مجھے انہوں نے کم سنی میں محبت سے پالا ہے اسی طرح تو
بھی ان پر رحم فرما۔

عزیزوں کو ان کا حق ادا کرو اور محتاجوں کو بھی اور مسافروں
کو بھی اور فضول خرچی نہ کرو

نہ تو اپنا ہاتھ گردن میں باندھ کر رکھ اور نہ اسے بالکل
ہی کھول دے کہ قابل ملامت بن کر اور تھک کر پیٹھ
جاؤ۔

غربت کے ڈر سے اپنی اولاد قتل نہ کرو ان کا اور تمہارا رزق
ہمارے ذمہ ہے یاد رکھو اولاد کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ
ہے۔

زنا کاری کے قریب تک نہ جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی اور بُری
راہ ہے ناحق کسی کو قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ نے حرام کر دیا
ہے۔

بجز قابل تعریف طریقے کے یتیم کے مال کے پاس بھی نہ
جاؤ جب تک وہ جوان نہ ہو جائیں اور عہد پورا کرو کیونکہ
عہد کے بازے میں باز پرس ہوگی۔

جب ناپوتو پورا پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تولو۔

جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو یاد رکھو کان
آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔

زمین پر اکر نہ چلو نہ تو تم زمین ہی پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑ
کے برابر اونچے ہی ہو سکتے ہو۔

یہ تمام بُری باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو نا پسند ہیں۔

ذلک مما اوحی الیک ربک من
الحکمة ولا تجعل مع اللہ الها اخر
فتلقى فی جہنم ملوماً مدحوراً

اللہ نے تمہیں یہ دین کی پکی باتیں وحی سے بتائیں اللہ کے
ساتھ دوسرا شریک معبود نہ کرو ورنہ تم بے بن کر اور ذلیل
ہو کر جہنم میں جھونک دیئے جاؤ گے۔

ان آیات کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ضروریات دین کے اعتقادی اور عملی احکام دونوں
معراج میں مرحمت فرمائے اس دعوے کی تائید گزشتہ آیت بخوبی کرتی ہے علاوہ ان اعتقادی اور عملی احکام کے اللہ جل شانہ
نے پانچ وقت کی نمازیں اور ماہ رمضان کے روزے فرض کئے ہم کو یقین کامل ہے کہ جو شخص اس سورہ مبارکہ کو بخور پڑھے گا وہ
ضرور ہماری اس رائے سے اتفاق کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب اتھی کلام البحر جم۔

اسلام کی خفیہ تبلیغ ایک مدت سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی کفالت آنحضرت ﷺ اور حضرت جعفرؓ کی کفالت
حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب کر رہے تھے یہ دونوں بزرگ مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت ابوطالب سے چھپ کر پہاڑ کے
دروں میں جا کر نماز پڑھتے تھے۔ اتفاق سے ایک روز ابوطالب اس طرف آنکے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو ایمان و اسلام
کی دعوت دی۔ حضرت ابوطالب نے فرمایا میں اپنا اور اپنے آباء و اجداد کا دین نہیں چھوڑ سکتا البتہ تمہاری وجہ سے تمہاری
مخالفت نہیں کروں گا۔ اس کے بعد علیؓ ابن ابی طالب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ”دیکھو محمد ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑنا“ یہ تم کو بھلائی
کے سوا کچھ نہ سکھائیں گے۔“

سابقین اولین : علماء سیر لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ ایمان لائیں بعد
از ان حضرت ابوبکرؓ و حضرت علیؓ بن ابوطالب اور حضرت زیدؓ بن حارثہ (آنحضرت ﷺ کے خادم) و حضرت بلالؓ و بن
حمامہ (حضرت ابوبکرؓ کے غلام) نے اسلام قبول کیا پھر حضرت عمر بن عبد سلمیٰ و حضرت خالد بن سعید بن العاصی بن امیہؓ
مسلمان ہوئے۔ ان بزرگوں کے بعد قریش کے ایک گروہ نے دین اسلام قبول کیا۔ جن کو اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ
کی مصاحبت کے لئے کل قوم سے برگزیدہ کیا اور ان میں سے اکثر مشہور باخیر ہوئے۔

در پردہ تبلیغ کے زمانہ کے مسلمان : حضرت ابوبکر صدیقؓ چونکہ رقی القلب محبوب خلائق نرم مزاج تاجر پیشہ تھے۔
تالیف قلوب کا مادہ ان میں زیادہ تھا۔ قریش آپ سے زیادہ مانوس تھے اس وجہ سے ان کے ذریعہ بنو امیہ میں حضرت عثمان
بن عفان بن ابی العاص بن امیہ اور خاندان بنو عمرو بن کعب بن اسد بن تیم سے طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو اور بنو زہرہ
بن قصی سے سعد بن ابی وقاص (ان کا نام مالک بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ ہے) اور عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف
بن الحرث بن زہرہ اور بنو اسد بن عبد العزیٰ سے زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد (یہ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی صفیہ کے
لڑکے ہیں) رضی اللہ عنہم ایمان لائے بعد از ان بنو حرث بن مہر سے ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن
ضبہ بن حرث اور بنو خزوم بن یثرب بن مرہ بن کعب سے ابوسلمہ عبد اللہ بن ہلال بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم اور بنو جہم بن عمرو
ابن مصعب بن کعب سے عثمان ابن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن حجاج اور ان کے بھائی قدامہ بن مظعون اور بنو
عدی سے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن عدی اور سعید کی بیوی فاطمہ ہشیرہ عمر ابن الخطاب بن
نفیل اور سعید کے باپ زید بن عمرو رضون اللہ علیہم اجمعین اسلام میں بطیب خاطر داخل ہوئے یہ زید بن عمرو ہی ہیں جنہوں

نے جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ دی تھی۔ توحید کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ پھر غیر محمد بن ابی وقاص کے بھائی اور عبد اللہ بن مسعود ابن عافل بن حبیب بن شیخ ابن قار بن مخزوم بن صاہلہ بن کامل بن حرث بن حمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ حلیف بنو زہرہ مسلمان ہوئے۔

معجزہ رسول ﷺ عبد اللہ بن مسعود عقبہ بن مغیط کی بکریاں چراتے تھے ایک روز آنحضرت ﷺ ان کے بکریوں کے گلہ کی طرف سے ہو کر گزرے اور ان کی اجازت سے اس بکری کا دودھ آپ نے دوبا جس کا دودھ بند ہو گیا تھا۔ عبد اللہ بن مسعود یہ معجزہ دیکھ کر حیران ہو گئے اور اسی وقت ایمان لے آئے ان کے بعد جعفر بن ابوطالب بن عبد المطلب اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس بن نعمان ابن کعب بن خافہ شعی سائب بن عثمان بن مظعون ابو حذیفہ بن عتبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس (ان کا اصلی نام ہاشم تھا) اور عامر بن فہیرہ ازوی عمار بن یاسر عسی بن مدح ابو مخزوم کے آزادہ کردہ غلام اور صہیب بن سنان (بنو نمر بن قاسط حلیف بنو جلفان سے) سلام اللہ علیہم اجمعین اسلام لائے۔

علائقہ تبلیغ ان بزرگوں کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت بن گئی جس میں جوان لڑکے بوڑھے عورتیں سب شامل تھے لیکن مشرکین کے خوف سے جنگل اور پہاڑوں کی طرف چلے جاتے تھے۔ وہیں نمازیں پڑھتے تھے لیکن قریش کا کوئی جلسہ ایسا نہ ہوتا تھا جس میں تبلیغ اسلام نہ ہو دینی کے نازل ہونے کے تیسرے سال آنحضرت ﷺ کو دعوت عامہ دینے اور اسلام کی طرف بلانے کا حکم صادر ہوا۔ چنانچہ آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اہل قریش کو بلا کر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا ((لو اخبرتکم ان العدو مضجکم او ممسککم اما کنتم تصدقونی قالو بلی قال فانی نذیر لکم بین یندی عذاب شدید)) یعنی ”اگر میں خبر دوں کہ تم پر دشمن صبح وشام میں حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا مان لو گے“ لوگ بولے ہاں ہم آپ کو سچا مانیں گے فرمایا اچھا تو میں تمہیں سامنے والے (آنے والے) سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ قریش اس اعلان کو سنتے ہی منتشر ہو گئے بیت اجتماعی خالی رہی۔

بنی ہاشم کو دعوت اسلام اس کے بعد آیہ ﴿وانذر عشیرتک الاقربین﴾ نازل ہوئی اس کے بعد متواتر الہامات اور وحی نازل ہونے لگے اس وقت آپ کے حکم سے حضرت علی ابن ابی طالب نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا آپ نے اولاد عبد المطلب کو جمع کر کے کھانا کھلایا اسلام کی دعوت دی بت پرستی سے منع فرمایا اور عذاب الہی سے ڈرایا لیکن اولاد عبد المطلب نے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا۔ پھر جب قریش نے دیکھا کہ ان کے بتوں کی برائیاں علی الاعلان کی جاتی ہیں اور ان کی پرستش سے روک ٹوک کی جاتی ہے تو ان کو یہ عمل ناگوار گزرا۔ وہ سب کے سب ایک مقام پر جمع ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی عداوت پر کمر بستہ ہو گئے حضرت ابوطالب نے ان کی اس رائے کی مخالفت کی اور ان کو اس فعل سے روکنے لگے بلکہ آنحضرت ﷺ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ اہل قریش ابوطالب کی مخالفت سے مجبور ہو کر عقبہ و شیبہ پسران ربیعہ بن عبد شمس ابو البقری بن ہشام بن حرث بن اسد بن عبد العزیٰ اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ ولید بن

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر ابولہب بھی موجود تھا اس نے یہ اعلان سن کر ((نالا لک اما جعلنا الا للہ)) یعنی ”مجھ پر کف ہو کیا ہم

کو اس لئے جمع کیا تھا“ ابولہب کے آگے میں سورہ قیت پیدا ہوا لیٹھا نازل ہوئی

اس جلسہ میں تقریباً چالیس آدمی تھے جن میں آنحضرت ﷺ کے خاص اعزاء اور باہمی تھے۔

المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ابو جہل عمر بن ہشام بن مغیرہ برادر زادہ ولید عاصی بن وائل بن ہشام بن سعد بن سہم بنیہ و منہ پسران حجاج بن علی بن حذیفہ بن سہم اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ کو انصاف کرنے کے لئے حضرت ابوطالب کے پاس بلا لائے۔ ان اصحاب نے حضرت ابوطالب سے آنحضرت ﷺ کی تکلیف دہی کے بارے میں بحث و مباحثہ کیا حضرت ابوطالب نے ان کو نہایت معقول جواب دے کر خاموش کر دیا۔

ابوطالب اور وفد قریش: دوسرے دن پھر قریش مع ان اصحاب کے (جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور اس امر کی خواہش کی کہ آنحضرت ﷺ کو ان کے مواجد میں بلا کر اس جدید فعل سے روکیں اور ان سے بحث کریں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ حسب طلب ابوطالب اس مجمع میں تشریف لائے قریش نے اپنے دلائل پیش کئے۔ آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید کی چند آیات پڑھ کر ارشاد فرمایا: ((بنا عماہ لا اترک هذا الامر حتی یرکبہ اللہ او اہلک فیہ)) یعنی چچا جان میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا۔ حضرت ابوطالب یہ سن کر خاموش ہو رہے قریش کا مجمع منتشر ہو گیا۔ اس وقت حضور نے پھر حضرت ابوطالب سے مخاطب ہو کر دعوت اسلام دی لیکن حضرت ابوطالب نے کہا ”اے برادر زادے جو تمہارے وحی میں آئے کہو لیکن میں بخدا کبھی ایمان نہ لاؤں گا اور نہ اپنے آبائی دین کو ترک کروں گا۔“

مسلمانوں پر مظالم: ان واقعات کے بعد جب اہل قریش نے یہ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ دعوت اسلام سے باز نہیں آتے اور مسلمانوں کی جماعت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے تو بنو ہاشم اور بنو مطلب نے جمع ہو کر آنحضرت ﷺ اور کل مسلمانوں کو اذیتیں پہنچانے کا عہد و پیمان کیا۔ بظاہر اس عہد و پیمان میں بنو ہاشم اور بنو مطلب پیش پیش تھے لیکن درحقیقت ہر قبیلہ عرب جو اس وقت مکہ اور اس کے قرب و جوار میں تھا اس عہد و اقرار میں شامل تھا۔ یہاں تک کہ جہاں کہیں یہ لوگ غریب مسلمانوں کو پاتے پتھروں سے مارتے طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے نماز نہ پڑھنے دیتے تھے۔ نماز کی حالت میں اونٹوں بکریوں کی آنتیں مزیلہ کی غلاظت لالا کر نمازیوں پر ڈالتے تھے۔ جب ان کی یہ تکلیف دہی حد سے بڑھ گئی تو آپ نے غریب مسلمانوں کو جشہ کی طرف ہجرت کا حکم صادر فرمایا۔

ہجرت حبشہ: والی حبشہ اور اہل قریش سے تجارت کا عہد نامہ تھا وہ اکثر والی حبشہ کی تعریف کیا کرتے تھے الغرض سب سے پہلے عثمان ابن عفان اور ان کی بیوی رقیہ بنت رسول ﷺ اور ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ اور ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بن عامر بن لوی اور زبیر بن العوام و مصعب بن عمیر بن عبد شمس و ابو مغیرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ عامری و سہیل ابن بیضا (بنو حارث بن فہر سے) عبد اللہ بن مسعود عامر بن ربیعہ غزی حلیف بنو عدی (یہ غزی بن وائل کی اولاد سے تھے نہ کہ غزہ سے) اور ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی جیشہ رضی اللہ عنہم اجمعین یہ گیارہ بزرگ حبشہ ہجرت فرما گئے ان کے بعد پھر یکے بعد دیگرے مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا شروع کر دی۔ انہیں اصحاب کے ساتھ حضرت جعفر بن ابی طالب بھی حبشہ ہجرت کر گئے یہاں تک کہ حبشہ میں مہاجرین کی تعداد تین سو تک پہنچ گئی۔ مہاجرین اولین کا مشرکین مکہ نے دریا تک تعاقب کیا لیکن خائب و خاسر اپنا سامنے لے کر چلے آئے۔

مسلمانوں کے خلاف سرگرمیاں: جب اہل قریش نے یہ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی تکلیف دہی و ایذا رسانی سے آپ کے بعض اعزہ مانع ہوتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں تو انہوں نے یہ شیوہ اختیار کر لیا کہ جو مکہ میں آتا تھا اس طرح

آنحضرت ﷺ کی ساحری مجنونیّت اور کہانت کا ذکر کرتے ہیں آپ کے پاس اس کو آنے سے روکتے تھے اس کے بعد ایک گروہ نے آپ کی عداوت تکلیف رسانی اور استہزا پر عہد و پیمان کرنے والوں کے منجملہ آپ کے چچا ابولہب اور عبد العزیٰ بن عبد المطلب اور ان کا چچا زاد بھائی ابوسفیان بن الحرث بن عبد المطلب اور عقبہ و شیبہ پسران ربیعہ و عقبہ بن ابی معیط اور ابوسفیان بن حرث اور حکم بن ابی العاص بن امیہ اور نصر بن الحرث (بنو عبد الدار سے) اور اسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزیٰ اور اس کا لڑکا زمعہ اور ابولہتری العاصی بن ہشام اور اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ (آنحضرت ﷺ کے ماموں کا لڑکا) اور ابو جہل بن ہشام اور اس کا بھائی عاصی اور ولید بن المغیرہ اور قیس بن المفاکہ بن المغیرہ اور زبیر بن امیہ بن المغیرہ اور عاصی بن وائل سہمی اور اس کے دونوں عم زاد عبیدہ ونبہ و امیہ والی پسران خلف ابن حنظلہ وغیرہ تھے ان لوگوں کا کام یہ تھا کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ اور ان اصحاب سے جو ایمان لا چکے تھے۔ منخرہ پن کرتے تھے اور تکلیف دیتے تھے۔

حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام: ایک روزہ آنحضرت ﷺ کو وہ صفا کی طرف تشریف لے گئے تھے اس روز اتفاق سے ابو جہل بھی اس طرف سے گزرا اور حسب عادت و دستور آنحضرت ﷺ کو سخت و سست کہنے لگا۔ آپ کے دین (اسلام) کی توہین اور برائیاں بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ کے نزدیک پہنچ گیا، لیکن آپ ﷺ نہایت صبر و استقلال سے ابو جہل کے کلمات نا ملائم سنتے رہے یہاں تک کہ ابو جہل آپ کے صبر و تحمل سے تنگ آ کر کعبہ کی چلا آیا آپ بھی مسجد حرام میں تشریف لے آئے۔ یہ واقعہ عبد اللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ کی ایک لونڈی دیکھ رہی تھی۔ اس واقعہ کے بعد ہی حضرت حمزہؓ ابن عبد المطلب (آنحضرت ﷺ) کے چچا تیر و کمان لئے ہوئے اس طرف سے گزرے عبد اللہ بن جدعان کی لونڈی نے یہ واقعہ حضرت حمزہؓ کو سنایا حضرت حمزہؓ ابن عبد المطلب یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گئے چنانچہ اسی طیش کی حالت میں لوٹ کر ابو جہل کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مسجد پہنچے۔ ابو جہل اس وقت قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔

حضرت حمزہؓ ابن عبد المطلب نے ابو جہل کے بال پکڑ کر گھسیٹا اور نہایت سختی سے پیش آئے سخت و سست و نا ملائم کلمات کہنے لگے اور یہ فرمایا کہ ”کبخت تو محمد ﷺ کو سخت و سست کلمات سنایا کرتا ہے حالانکہ میں ان کا چچا ہوں اور ان کے مذہب پر ہوں، بعض حاضرین جلسہ نے چاہا کہ اٹھ کر ابو جہل کی مدد کریں۔ لیکن ابو جہل نے ان سے منع کیا اور یہ کہا کہ تم لوگ اس پر پریشان خاطر نہ ہو۔ میں نے ان کے پیچھے محمد ﷺ کو آج ہی سخت و سست کلمات سنائے ہیں۔ حمزہؓ کو اپنی حالت پر چھوڑ دو وہ اپنے دل کو ٹھنڈا کر لیں۔ اس کے بعد حضرت حمزہؓ ابن عبد المطلب آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے میرے بھائی! برا دروازے کیا تم اس سے خوش نہیں ہوئے کہ میں نے تمہارے دشمن ابو جہل کو اسی نہایت ذلیل کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”اے چچا میں تو اس وقت خوش ہوں گا جب آپ دین اسلام میں آجائیں گے۔“ حضرت حمزہؓ ابن عبد المطلب نے عرض کیا کہ ”میں نے دین اسلام کو قبول کر لیا اور اس مذہب پر تاحیات قائم رہوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ“ اہل قریش کو حمزہؓ ابن عبد المطلب کے ایمان لانے سے بڑی تشویش پیدا ہو گئی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب مسلمانوں کو تکلیف دینا آسان نہیں ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ کو نجاشی والی حبشہ کے پاس اس غرض سے روانہ کیا کہ نجاشی سے وہ ان مسلمانوں کو واپس مانگ لائیں جو مکہ سے ہجرت کر کے چلے گئے ہیں لیکن نجاشی نے ان دونوں کو بے نیل و

مرا م نہایت ذہبت سے واپس کر دیا۔

حضرت عمر کا قبول اسلام: حضرت حمزہؓ ابن عبد المطلب کے بعد حضرت عمرؓ بن الخطابؓ ایمان لائے ان کے ایمان لانے کا یہ سبب ہوا کہ ان کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ ان کی بہن فاطمہ بنت الخطابؓ مع اپنے شوہر سعید ابن زید کے مسلمان ہو گئی ہیں۔ اور خطاب بن الارت ان دونوں کو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں حضرت عمر ابن الخطابؓ یہ سنتے ہی اپنی بہن کے پاس آئے اور ان کو اس قدر مارا کہ خون بہنے لگا اس وقت فاطمہ بنت الخطابؓ نے کہا: ((قد اسلمنا و كافنا محمد انا فعل حسبنا الذک)) یعنی ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کی پیروی کرتے ہیں اب جو کچھ تیرے دل میں آئے کر گزر۔ اس کلام کے سنتے ہی خطاب بن الارت بھی گوشہ مکان سے نکل آئے اور ٹھیکتا باتیں کرنے لگے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے کہا کہ ”کچھ قرآن پڑھو“ خطاب بن الارت نے سورہ طہ پڑھ کر سنائی جس سے حضرت عمر ابن الخطابؓ بخوف خدا

۱۔ حضرت عمر بن الخطابؓ اٹھائیس مردوں اور تیس عورتوں کے حبشہ ہجرت کرنے کے بعد اسلام لائے مسلمان اس وقت نہایت کمزور تھے۔ کعبہ میں نماز نہ پڑھتے تھے مشرکین مکہ بے حد ایذا و تکلیف دیتے تھے۔ جب آپ اسلام لائے تو آنحضرت ﷺ سے کعبہ میں نماز پڑھنے کی درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”ابھی مشرکین کا زور ہے اور مسلمان کم ہیں اور کمزور ہیں“ عمر بن الخطابؓ نے عرض کیا کہ ہمارا دین (اسلام) سچا ہے یا ان کا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”ہمارا مذہب سچا ہے“ پھر حضرت عمر بن الخطابؓ نے دریافت کیا کہ ”خدا ہمارے مدد کرے گا یا ان کی؟“ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ خدا ہمارے مدد کرے گا تب حضرت عمر بن الخطابؓ نے عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ ﷺ وہ تو اپنے بتوں کی پرستش علانیہ کریں اور ہم خدا پرستی چھپ کر کریں اور پھر خدا ہمارے مدد کرے گا چلے کعبہ میں نماز ادا کیجئے۔ جب تک عمرؓ کے تن میں جان ہے کوئی شخص آپ کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روک نہ سکے گا۔ چنانچہ حضرت عمر بن الخطابؓ اور آنحضرت ﷺ مع صحابہؓ کے کعبہ میں تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ پہلے تو مشرکین مکہ میں سے کسی نے دم نہ مارا اور پھر جس نے سراٹھایا اس سے عمر بن الخطابؓ برسر جنگ ہوئے یہاں تک کہ کعبہ میں بلا خوف و خطر نماز ہو گئی آپ کے ایمان لانے کی یہ روایت (جس کو مورخ ابن خلدون نے اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے) نہایت معروف و مشہور ہے۔ لیکن ابن اسحاق کا یہ بیان ہے کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی سحج نے (برداشت عطا و بجا ہداسانیدان لوگوں کے جنہوں نے اسلام عمرؓ کی روایت عمرؓ سے کی ہے) بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کہا کرتے تھے کہ میں ابتدا اسلام کا سخت مخالف تھا اور اس سے نفرت کیا کرتا تھا۔ ایام جاہلیت میں ہمارے ہم سنوں کا جلسہ آل عمر بن عمران مخزومی کے مکان کے قریب رات کو ہوا کرتا تھا آپس میں سب لوگ کھاتے پیتے تھے ایک روز میں اپنے مکان سے نکل کر جلسہ گاہ پر گیا۔ اتفاق سے اس وقت میرے رفقاء میں سے وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ مجبور ہو کر ایک شراب کی دکان کی طرف گیا جہاں پر مجھ کو اپنے دوستوں سے ملاقات ہو جانے کا خیال تھا لیکن وہاں بھی کسی کو نہ پایا۔ دکان بند تھی اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی کہ چل کر کعبہ کا طواف ہی کریں۔ چنانچہ اس خیال سے کعبہ میں داخل ہوا اس وقت جبکہ تقریباً نصف شب گزر چکی تھی۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان دنوں آنحضرت ﷺ ہیبت المقدس کی طرف ہر کر کے اکثر رکن اسود اور رکن یمنی کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرے دل میں آیا کہ چھپ کر آنحضرت ﷺ کو دیکھوں کہ وہ کیا کرتے ہیں اور کیا پڑھتے ہیں اس خیال سے میں آہستہ آہستہ اس قدر آپ کے قریب جا بیٹھا کہ آپ کے روبرو جا کھڑا ہو گیا میرے اور آپ کے درمیان صرف غلاف کعبہ جال تھا پس جب میں نے قرآن سنا تو مجھے رقت طاری ہو گئی۔ میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں جھک کر کھڑا ہوا قرآن سننا رہا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نماز ختم کر کے اپنے مکان کو واپس ہوئے اور میں آپ ﷺ

کانپ اٹھے اور بے تابانہ کہنا اٹھے ((کیف تصنعون اذا اردتم الاسلام)) یعنی ”اگر تم مسلمان ہونا چاہتے ہو تو پہلے کیا کرتے ہو؟“ خباب بن الارت نے طہارت ظاہری کا طریقہ دکھلایا اور بتلایا۔ اس کے بعد عمر بن الخطاب نے آنحضرت ﷺ کا مکان دریافت فرمایا تو خباب بن الارت ان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے در دولت پر حاضر ہوئے دوسری طرف آنحضرت ﷺ بالہام وحی الہی مکان سے باہر تشریف لائے اور حضرت عمر بن الخطاب سے مخاطب ہو کر فرمایا ”اے ابن الخطاب تجھ کو یہ کیا ہوا ہے یعنی کیسے آیا ہے؟“ حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہونے آیا ہوں اس کے بعد حضرت عمر بن الخطاب علانیہ کلمات شہادت پڑھ کر سچے مسلمانوں میں داخل ہو گئے۔ حضرت عمر بن الخطاب کے کہنے سے آنحضرت ﷺ کعبہ میں نماز پڑھنے کو تشریف لائے مسلمانوں کو ان کے اسلام لانے سے بڑی تقویت پہنچی۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کے اسلام لانے کی آنحضرت ﷺ اکثر ان کلمات سے دعا فرماتے تھے ((اللھم اعز الاسلام بساھد العمویں)) یعنی اے اللہ عمر سے یا عمر بن ہشام یعنی ابو جہل سے اسلام کو عزت فرما۔ آنحضرت ﷺ کی دعا میں حضرت عمر بن الخطاب اور عمر بن ہشام یعنی ابو جہل دونوں عمر مراد تھے۔

بن ہاشم کا معاشرتی مقاطعہ پھر جب قریش نے دیکھا کہ اکثر مسلمان نجاشی کے ملک میں چلے گئے ہیں جن پر ہمارا کچھ زور نہیں چل سکتا اور جو معدودے چند باقی ہیں آپ ان کو بھی حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب و حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہما) کے اسلام لانے سے ذرہ برابر بھی ایذا نہیں پہنچا سکے اور یوں ان فوج مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے تب انہوں نے جج ہو کر یہ عہد و پیمان کیا کہ ”کوئی شخص ہم میں سے بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب سے خواہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں نہ نکاح کرے اور نہ ان کے ساتھ بیٹھے اٹھے اور نہ ان کے ساتھ مجالست کرے اور نہ کوئی دنیاوی معاملہ کرے“ اس پر سب لوگوں نے قسمیں کھائیں اور ایک محضر لکھ کر دستخط کر کے کعبہ میں رکھ دیا اس جماعت میں بنو ہاشم میں صرف ابولہب عبد العزیٰ بن عبدالمطلب

لے کے پیچھے پیچھے ہو لیا جس وقت آپ کمباس و ابن ازہر کے مکان کے درمیان پہنچے اور میرے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی تو آپ نے مڑ کر دیکھا لیکن یہ خیال کر کے شاید آنے والا بغرض ایذا دہی آرہا ہے۔ ارشاد فرمایا ((ما جئناک بما ابن الخطاب هذه الساعة)) اے عمر تم اس وقت کس لئے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا ((حسب لا و من باللہ و برسولہ و بما شاء من عند اللہ)) یعنی میں اللہ پر اس کے رسول پر اور اللہ کے پاس سے آنے والی کتاب پر ایمان لانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر ٹھہر گئے اور خدا کی تعریف و ستائش فرمائی اور میرے سینہ پر آپ نے مسح کیا اور ایمان پر قائم رہنے کی دعا فرمائی اس کے بعد میں آنحضرت ﷺ سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر چلا آیا اور آنحضرت ﷺ بھی اپنے مکان میں تشریف لے گئے ابن ہشام کا یہ بیان ہے کہ مجھ سے بعض اہل علم نے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے بعد اسلام حضرت عمر بن الخطاب سے دریافت کیا کہ ”اے باپ جب آپ اسلام لائے تھے تو کس نے آپ کی قوم کو آپ سے متفرک کیا تھا اور کس نے ان کو آپ سے لڑنے پر آمادہ کیا تھا حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ وہ عاص ابن وائل تھا (خدا اسے سکھے) اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمن بن الحرث نے بعض آل عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب فرماتے تھے کہ جس شب کو میں ایمان لایا تھا اس رات کو مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کا زیادہ دشمن ہو اس سے جا کر میں اپنے اسلام لانے کا حال کہہ کر اس کو جلاؤں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ دشمن ابو جہل ہے چنانچہ صبح ہوتے ہی میں نے اس کے دروازے پر دستک دی ابو جہل نے مکان سے نکلتے ہیں مرحبا و اہلا کہہ کر آنے کی وجہ دریافت کی میں نے کہا کہ میں تجھ کو یہ خبر دینے آیا ہوں کہ مجھ اللہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور محمد ﷺ کو رسول اللہ سمجھتا ہوں۔ ابو جہل یہ سنتے ہی جھلا کر اندر چلا گیا اور میں بھی واپس چلا آیا۔ واللہ اعلم

شریک تھا باقی سب ابوطالب کے ہمراہ تھے تین برس تک یہی عہد و بیان باقی رہا۔ بھائی سے بھائی چھوٹ گیا باپ بیٹے کے دیکھنے کا روادار نہ ہوتا۔ بیچ و سزا کا معاملہ بند ہو گیا مسلمانوں کو سخت تکلیف ہونے لگی۔

عہد نامہ کا اتلاف: آخر اہل قریش میں سے چند آدمی اس عہد کے توڑنے پر آمادہ ہو گئے مجملہ ان میں سے ایک (بنو حسل بن عامر بن لوی) سے ہشام بن عمرو بن الحرث تھے جنہوں نے نقض عہد میں بہت بڑی کوشش کی ایک روز ان سے اور زہیر بن ابی امیہ سے اثناء راہ میں ملاقات ہوئی (اس کی ماں عاتکہ بنت عبدالمطلب اپنے بھائیوں کے کہنے سے مسلمان ہو گئی تھیں) ہشام نے زہیر سے نقض صحیفہ (عہد نامہ) کے بارے میں گفتگو کی۔ زہیر نے ہشام کی رائے سے اتفاق کیا اس کے بعد ہشام، مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کے پاس گیا اور بنو ہاشم و بنو مطلب کی مجبوری کا حال کہہ کر اس کو بھی نقض عہد پر آمادہ کر لیا اس کے بعد ابولہب بن ہشام اور زید بن الاسود کے یہاں گیا ان لوگوں نے بھی ہشام کی رائے سے اتفاق کیا اور نقض عہد پر تل گئے انہیں معاملات کے دوران آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو یہ خبر دی کہ اس عہد نامہ کو باستثناء الہی کیڑوں نے کھالیا ہے۔ قریش کو یہ سن کر تعجب ہوا لیکن جب انہوں نے کعبہ کو کھول کر دیکھا تو عہد نامہ کو کیڑوں نے باستثناء اسماء الہی سے کھالیا تھا۔ ان چار آدمیوں نے تو پہلے ہی عہد شکنی پر قسم کھالی تھی عہد نامہ کے ضائع ہو جانے سے ان لوگوں نے بھی عہد نامہ کی پابندی چھوڑ دی۔

ہجرت حبشہ ثانی: اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر ہجرت کے قصد سے گھر سے نکلے لیکن ابن الدغنه ان کو واپس لے آئے اس واقعہ کے بعد مجاہد بن جبرین حبشہ کو یہ غلط خبر ملی کہ اہل قریش مسلمان ہو گئے ہیں اس اطلاع پر عثمان بن عفان اور ان کی بیوی ابوجذیفہ اور ان کی بیوی عبداللہ بن عقبہ بن غزوہ بن زبیر بن العوام عبدالرحمن بن عوف مصعب بن عمیر اور ان کے بھائی مقداد بن عمر عبداللہ بن مسعود ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ان کی بیوی سلمہ بن ہشام بن المغیرہ عمار بن یاسر عبداللہ و قد امرو عثمان پسران مطلقون اور ان کے لڑکے سائب، حمیس بن حذافہ ہشام بن العاصی عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی عبداللہ بن محزمہ (بنو عامر بن لوی سے) عبداللہ بن بھل بن السکر ان بن عمرو سعد بن خولہ ابو عبیدہ بن الجراح، سمیل بن بیضاء عمرو بن ابی سرح رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مکہ واپس آ گئے بعض مکہ میں چھپ کر داخل ہوئے اور بعض کسی کے جوار میں جا کر مقیم ہو گئے یہاں تک کہ ہجرت ثانیہ کا وقت آیا اس کے بعد بعض بزرگ ان میں سے مکہ ہی میں چلے گئے تھے لیکن جب مکہ میں آئے تو انہوں نے مسلمانوں کو اسی حالت میں پایا جس صورت پر ان کو چھوڑ گئے تھے یعنی اہل قریش ان کو ایذا و تکلیف دیتے تھے اور غریب مسلمان صبر و تحمل سے کام لیتے تھے۔

حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات: ہجرت کے تین سال پہلے ام المؤمنین خدیجہؓ بنت خویلد کا وصال ہو گیا ان سے پینتیس یا چھپن روز کے بعد حضرت ابوطالب نے وفات پائی ان دونوں کے انتقال کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔ درحقیقت حضرت ابوطالبؓ کی وجہ سے آپ کو کوئی ایذا نہ پہنچا سکتا تھا ہر کام میں وہ آپ کی اعانت کرتے اور مخالفین کو آپ ﷺ کی مخالفت سے روکتے تھے۔ اسی طرح ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ سے بھی آپ کو بے حدانس

۱۔ ابوطالب کی حالت نزع میں آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے چچا جان اگر آپ اپنی زبان سے ایک بار بھی کلمہ شہادت لیں

تھا انہوں نے سب سے پہلے آپ کی نبوت کی تصدیق کی تھی جب مشرکین مکہ آپ کو ایذا نہیں دیتے اور آپ مغموم و ملول ہوتے تھے تو حضرت خدیجہ آپ کو تسلی و تشفی دیتی تھیں۔

طائف میں تبلیغ اسلام: الغرض ام المؤمنین حضرت خدیجہ اور حضرت ابوطالب کے انتقال کے بعد اسفہاء مشرکین مکہ آنحضرت ﷺ کو زیادہ ایذا دینے اور تکلیف دہی پر آمادہ رہنے لگے۔ ایک روز آپ ﷺ بغرض دعوت اسلام طائف کی طرف تشریف لے گئے وہاں کے سرداران عبد یلیل بن عمر بن عمیر اور اس کے دونوں بھائیوں مسعود و حبیب کے پاس بیٹھ کر ان کو اسلام لانے کی دعوت دی اور اسلام و مسلمانوں کی مدد کرنے اور اس پر قائم رہنے کی استدعا فرمائی، لیکن ان تینوں آدمیوں نے نہایت سختی اور درشتی سے آپ کو جواب دیا۔

اہل طائف کی ایذا رسانی: جب آنحضرت ﷺ ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے تو ان سے اس حال کے چھپانے کے لئے ارشاد فرمایا لیکن ان لوگوں نے آپ کا یہ کہنا بھی نہ مانا بلکہ کہنے اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ ان لوگوں نے ان کے پیچھے تالیاں بجائیں اور ڈھیلے مارنے شروع کئے یہاں تک کہ آپ عتبہ و شیبہ ربیعہ کے لڑکوں کے باغ کی دیوار کے اوٹ میں بیٹھ گئے اس طرح جب پیچھا کرنے والے لڑکے و عوام الناس لوٹ گئے اور آپ ﷺ کو ان کے شور و غل سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تو آپ نے سر مبارک آسمان کی جانب اٹھا کر یہ دعا فرمائی:

((اللھم الیک اشکو ضعف قوتی و قلۃ حیلتی و ہوانی علی الناس انت ارحم الراحمین انت رب المستضعفین انت ربی الی من تکلینی الی بغیض یتجھمنی او الی عدو ملکته امری ان لم یکن یک علی غضب فلا ابالی و لکن عافیتک اوسع لی اعوذ بنور و جھک الذی اشرفت له الظلمات و صلح علیہ امر الدنیا و الاخرۃ من ان ینزل بی غضبک او یحل علی مسخطک لک العتسی حتی ترضی و لا حول و لا قوۃ الا بک))

”یعنی اے اللہ میں تجھ سے اپنی کمزوری کا، قلت تدبیر کا اور ذلت کا شکوہ کرتا ہوں تو سب سے زیادہ مہربان اور کمزوروں کا پروردگار ہے اور میرا بھی تو ہی رب ہے اے اللہ مجھے کس کے حوالہ کر رہا ہے کیا ایسے حاسد کے جو

جہ پڑھ دیں تو کل بروز قیامت میں خدا سے آپ کی شفاعت کراؤں گا حضرت ابوطالب نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ منہ پھیر لیا تو حضرت ابوطالب نے کہا ((اخسرت النار علی الخاد)) یعنی میں نے آتش دوزخ شرم کی وجہ سے اختیار کر لی آنحضرت ﷺ یہ سن کر ملول خاطر ہو کر اٹھ آئے اس کے بعد جس وقت حضرت ابوطالب کا انتقال ہوا تو اثناء براہ حضرت علی ابن ابی طالب آنحضرت ﷺ سے ملے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ((فانت عمتک انصال)) یعنی اے اللہ کے رسول آپ کا چچا گمراہ مر گیا آپ نے ان کو تسکین دی اور دفن کرنے کی ہدایت دی لیکن نہ تو آپ ﷺ جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھی۔

سیرۃ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ ان میں سے ایک نے جواب دیا تھا کہ اگر تجھ کو خدا اپنا رسول کر کے بھیجتا تو یوں ہی پاؤں گھسیٹا ہوا چلتا۔ دوسرے نے کہا کہ خدا نے کسی اور کو نہیں پایا جو تجھ کو رسول بنایا ہے تیرے نے کہا تھا میں تجھ سے ایک بات بھی نہ کروں گا کیونکہ تو خود کو رسول کہتا ہے تو نہایت خوفناک و قابل احترام ہے۔ واللہ اعلم

مجھ سے ترش روئی سے پیش آئے یا ایسے دشمنوں کے جسے تو نے مجھ پر حاوی بنا دیا ہے اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو پھر مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ گنجائش والی ہے میں تیرے رب اقدس کے نور سے جس کی تاریکیاں بھی کافور ہو جاتی ہیں اور جس پر دنیا اور آخرت کی اصلاح موقوف ہے تیری ناراضگی اور غصہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ مجھ سے راضی ہو جا اور مجھے طاقت و قوت عطا فرما۔“

جب آنحضرت ﷺ طائف سے ناامید ہو کر واپس ہوئے تو شب کو ایک کھجور کے باغ میں ٹھہر گئے۔ نصف شب میں جس وقت آپ نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو چند جن اس طرف سے گزرے انہوں نے اس مقام پر توقف کر کے قرآن شریف سنا اس کے بعد آنحضرت ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اہل مکہ بدستور آپ کی عداوت اور مذہب اسلام کی بیخ کنی پر تلے ہوئے تھے رد ساقریش میں سے کسی نے آپ کو اپنی ہمسائیگی میں نہ لیا آخر کار مطعم ابن عدی کے پڑوس میں آپ ٹھہرے طفیل بن عمرو الدوسی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہ صرف خود ایمان لائے بلکہ اپنی قوم کو اس کی طرف بلایا ان میں سے بعض ایمان لائے آنحضرت ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

ابن حزم کا یہ بیان ہے کہ اس کے بعد واقعہ معراج ہوا پہلے آپ مکہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے۔ پھر وہاں سے آسمانوں پر گئے اور انبیاء کرام سے ملاقات کی جنت اور سدرة المنتہی کو چھئے آسمان پر دیکھا اسی شب میں نماز فرض کی گئی۔ طبری کے نزدیک سراء (واقعہ معراج) اور نماز کی فرضیت ابتدائی وحی تھی۔ واللہ اعلم

ایام حج میں دعوت اسلام: ان واقعات کے بعد آنحضرت ﷺ مشرکین مکہ کے ایمان لانے سے کسی قدر ناامید ہو گئے تو حج کے موقع پر جو لوگ اطراف و جوانب سے آتے تھے ان کے قیام کی جگہ پر تشریف لے جاتے ان کو اسلام کی دعوت دیتے قرآن پڑھ کر سناتے نیز اسلام اور مسلمانوں کی اہدائے لئے ان سے فرماتے تھے لیکن اہل قریش اس کام میں بھی مزاحمت کرتے اور آپ کی خدمت کرتے تھے ابولہب کو اس کام میں بطور خاص دلچسپی تھی وہ اپنے کل کاموں کو چھوڑ کر آپ کے پیچھے پڑ گیا تھا جن لوگوں کو آپ نے حج کے ایام میں دعوت اسلام دی ان میں بنو عامر بن صعصعہ (مضرس) اور بنو شیبان و بنو حنیفہ (ربیعہ سے) اور کندہ (قطان سے) اور کلب (قضاء سے) وغیرہ قبائل عرب شامل تھے ان سے بعض بات سن کر سہولت سے جواب دیتے تھے اور بعض بچتے اور بعض ایذا و تکلیف پر آمادہ ہو جاتے تھے اور بعض کہتے تھے کہ ”ہم اس شرط پر ایمان لائیں گے کہ تم ہم کو ملک و حکومت دلاؤ“ آنحضرت ﷺ جواب میں ارشاد فرماتے تھے کہ ”بھائی یہ کام اللہ جل شانہ کا ہے میں اس کا وعدہ نہیں کر سکتا۔“

قبائل کی مخالفت: ان سب میں سے بنو حنیفہ نے نہایت درحکلی سے جواب دیا اور بے حد سختی سے پیش آئے اس کے بعد

۱۔ علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت آپ نے بنو عامر کو دعوت اسلام دی تھی اس وقت ان میں سے ایک شخص نے کہا تھا کہ ”اگر ہم تمہاری متابعت کریں اور اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے مخالفین پر فتح یاب کرے تو کیا تم ہم کو اپنے بعد اپنا خلیفہ بناؤ گے“ آپ نے فرمایا کہ ”یہ کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جیسا وہ چاہے گا کرنے گا“ اس شخص نے کہا کیا خوب اس وقت تو ہم تمہارا بے لگہ اپنی گردنیں عرب کے سامنے کر دیں اور جب تم کامیاب ہو جاؤ تو دوسرے لوگ صاحب حکومت ہوں جاؤ ہم کو تمہاری ضروری نہیں۔

آنحضرت ﷺ سوید بن الصامت برادر بنو عمرو بن عوف بن اوس کے پاس تشریف لے گئے ان کو دعوت اسلام دی۔ سوید بن الصامت نے اگرچہ اسلام قبول نہیں کیا لیکن سختی و درمغلی سے جواب بھی نہیں دیا اور جب مدینہ واپس آیا تو کسی لڑائی میں مارا گیا۔ یہ واقعہ یوم بعاث کے پہلے کا ہے اس کے بعد مکہ میں ابوالحسر انس بن رافع اپنی قوم بنو عبد الاشہل کے ایک گروہ کے ساتھ خزرج کے مقابلے میں اہل قریش سے حلف لینے آیا آنحضرت ﷺ اس گروہ کے پاس بھی دعوت اسلام کی غرض سے تشریف لائے اس گروہ میں سے ایک نوجوان ایاس بن معاذ نامی نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر واللہ جس کام کے لئے ہم لوگ آئے ہیں۔ اس سے یہ اچھا ہے۔ ابوالحسر نے یہ سن کر ایاس بن معاذ کو ایک ڈانٹ پلائی ایاس بن معاذ خاموش ہو گئے اور یہ سب بے نیل و مرام مدینہ کو واپس آئے تھوڑے دنوں کے بعد ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا علماء میر کہتے ہیں کہ ایاس بن معاذ نے یہ حالت اسلام انتقال کیا۔

بیعت عقبہ ان واقعات کے بعد جب حج کا زمانہ آیا تو پھر ہر کس و ناکس کے پاس حسب دستور تشریف لے جاتے اور ان کو دعوت اسلام دیتے تھے ایک روز جب کہ آپ عقبہ کے قریب روفیہ افروز تھے بنو خزرج کے حسب ذیل چھ آدمیوں سے ملاقات ہو گئی۔

(۱) ابوانامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن قطبہ بن غنم مالک بن النجار (۲) عوف بن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم (یہی ابن عفران ہیں) (۳) رافع ابن مالک ابن العجلان بن عمرو بن عامر بن زید بن مالک بن عقبہ بن حشم بن الحارث بن رجع (۴) قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن علی بن اسد ابن مراد بن یزید بن حشم (۵) عقبہ بن عامر بن ثابی بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ (۶) جابر بن عبد اللہ بن نعمان بن سلمہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو دعوت اسلام دی قرآن پڑھ کر سنایا چونکہ یہ لوگ یہود کے پڑوس میں رہتے تھے اس وجہ سے ان کے کان اس آواز سے آشنا تھے کہ عنقریب عرب میں ایک نبی پیدا ہونے والا ہے جو کفر و الجاد کی ظلمت مٹائے گا پس جب ان لوگوں نے قرآن سنا اور توحید کی باتیں ان کے کانوں تک پہنچیں تو آپس میں ایک دوسرے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے ”واللہ یہ وہی نبی ہیں جس کا یہود تذکرہ کیا کرتے تھے اؤ اس پر ایمان لائیں ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے مومن ہو جائیں“ اسی قدر باتیں آپس میں کر کے آنحضرت ﷺ سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ ہم آپ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ پر ایمان لاتے ہیں یہود میں اور ہم میں اکثر جھگڑا ہوا کرتا ہے اگر آپ اجازت دیں تو ان کو اس کی دعوت دیں جس کی دعوت آپ ﷺ نے ہم کو دی ہے شاید اللہ جل شانہ اس کے ذریعہ سے ہم میں اور ان میں اتفاق پیدا کر دے پس اس وقت ہمیں آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہوگا۔“

بشرپ میں اسلام: آنحضرت ﷺ نے ان کو نہایت مہربانی سے جواب دیا وہ لوگ رخصت ہو کر جب مدینہ واپس آئے تو جہاں اور جس جلسہ میں بیٹھے تھے اسلام ہی کا ذکر کرتے تھے رفتہ رفتہ یہ نوبت آ گئی کہ انصار کا کوئی جلسہ اور کوئی مکان آنحضرت ﷺ کے تذکرہ سے خالی نہ رہا یہاں تک کہ آئندہ سال مکہ میں انصار کے بارہ بزرگ تشریف لائے ان میں سے پانچ اشخاص تو انہیں چھ میں سے تھے جو گزشتہ سال ایمان لائے تھے باقی سات نئے آنے والے حسب ذیل تھے۔

(۱) معاذ بن الحرث برادر عوف بن الحرث (جو گزشتہ سال آئے تھے) (۲) ذکوان بن عبد قیس بن احرم بن فہد بن ثعلبہ بن صرامہ بن اصرم بن عمرو ابن عبادہ بن عصبہ (بنو حبیب سے) (۵) عباس بن عبادہ بن ثعلبہ بن مالک بن عجلان زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف (یہ دس بزرگ تو قبیلہ خزرج کے تھے) اور قبیلہ اوس سے یہ دو بزرگ تھے (۶) ابوالہشیم مالک بن العیمان (یہ بنو عبد الاشہل بن ہشیم بن الحرث بن الخزرج عمر ابن مالک ابن اوس میں ہیں) (۷) عویم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (یہ بنو عمرو بن عوف بن مالک میں ہیں)

بیعت النساء: ان تذکرہ بزرگوں نے قریب عقبہ کے آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر اس امر کی بیعت فرمائی کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کریں گے چوری اور زنا نہ کریں گے اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے اور نہ کسی پر تہمت لگائیں گے (اس بیعت کو بیعت النساء کہتے ہیں یہ بیعت جہاد فرض ہونے سے پہلے ہوئی تھی) جب ان لوگوں کی واپسی کا وقت آیا تو آنحضرت ﷺ نے ام کلثومؓ و مصعب بن عمیرؓ کو قرآن پڑھانے اور احکام شریعت سکھانے کے لئے ان کے ہمراہ کر دیا انہیں ام کلثوم و مصعب بن عمیرؓ مدینہ پہنچ کر اسعد بن زرارہ کے مکان پر اترے۔ مصعب بن عمیرؓ مسلمانان مدینہ کے امام تھے اور ابن ام کلثومؓ کو قرآن پڑھاتے تھے سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔

مدینہ میں اشاعت اسلام: ایک روز اتفاق سے سعد بن معاذؓ و اسید بن الحخیرؓ اسعد بن زرارہؓ کے پاس آئے اور

۱۔ حضرت اسید بن الحخیرؓ کا قبول اسلام: سعد بن معاذؓ و اسید بن الحخیرؓ کے اسلام کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ جس وقت مصعب ابن عمیرؓ اور اسعد بن زرارہ بنو عبد الاشہل و بنو نظمر (کعب ابن الحرث) کو ایک کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھے ہوئے دعوت اسلام دے رہے تھے ان کے پاس وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو اسلام لائے تھے۔ سعد بن معاذؓ نے یہ واقعہ دیکھ کر اسید بن الحخیرؓ سے کہا کہ ”تم ان لوگوں کے پاس جاؤ اور ان کے مجمع کو منتشر کر دو یہ لوگ ہماری قوم کے ضعیف اور عورتوں کو بے دینی (اسلام) سکھاتے ہیں اگر اسعد بن زرارہ میرا خالہ زاد بھائی نہ ہوتا تو میں ان کے دفعیہ کے لئے کافی ہوتا اس کے مقابلہ پر میں نہیں جاسکتا ہوں۔ اسید بن الحخیرؓ یہ سن کر اٹھے اور اپنی گلاز لے لے ہوئے اسعد بن زرارہ کے پاس آئے مصعب بن عمیرؓ نے کہا کہ بھائی تم کیوں کھڑے ہو؟ بیٹھ جاؤ میں تم سے کچھ گفتگو کروں گا۔“ اسید بن الحخیرؓ نے جواب دیا کہ تم لوگ ہمارے یہاں اس غرض سے آئے ہو کہ کمزور عقیدے والوں کو بہکاؤ؟ لہذا میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری ضرورت ہو تو بیان کرو ورنہ یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ مصعب نے کہا تم بیٹھ تو جاؤ میں تم سے گفتگو کروں گا اگر تمہاری خاطر میں آئے تو جان لینا ورنہ جس سے تم کو نفرت ہوگی ہم اس کو تمہارے یہاں نہ بیان کریں گے اسید بن الحخیرؓ یہ کہہ کر کہ ”یہ بات تم نے انصاف کی کہی“ بیٹھ گئے اور مصعب اسلام کے فضائل بیان کر کے قرآن سناتے لگے اسید بن الحخیرؓ بار بار کہتے جاتے تھے ((ما احسن هذا الکلام)) ”یعنی یہ کلام کتنا اچھا ہے“ جب مصعب قرآن پڑھ چکے تو اسید نے پوچھا اس دین میں داخل ہونے کا طریقہ تو بتاؤ۔ مصعبؓ نے کہا کہ تم اپنے جسم و کپڑوں کو پاک کرو اور اس طرح سے (ترکیب بتا کر) دو رکعتیں نماز پڑھو اور سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھو۔ اسید بن الحخیرؓ نے نہایت صداقت اور خوشی سے جسم و کپڑے پاک کر کے نماز پڑھی اور کلمہ شہادت علی الاعلان پڑھ کر مصعبؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ ”میرے ہوا ایک شخص اور ہے اگر وہ مسلمان ہوگا تو پھر کوئی شخص تمہارا مخالف نظر نہ آئے گا میں جانتا ہوں اور اس کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں“ سعد بن معاذؓ نے اسید کو آتے ہوئے دیکھ کر اپنی قوم سے کہا ”واللہ اسید بن الحخیرؓ جس حالت سے تمہارے پاس سے گیا تھا اس حالت پر نہیں آتا جب اسیدؓ سعد کے پاس پہنچے تو سعد نے کہا ((صاف علت)) ”یعنی“ تو نے کیا کیا؟“ اسید نے جواب دیا کہ میں نے ان دونوں شخصوں سے باتیں کیں وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے میں نے ان کو شیخ بھی کیا تو انہوں نے کہا جو ہمارے نزدیک بہتر ہے ہم کرتے ہیں اور کریں گے۔“

مسلمان ہو جانے سے اسعد بن زرارہ کو نصیحت و ملامت کرنے لگے لیکن اللہ جل شانہ نے خود ان دونوں کو راہ اسلام کی ہدایت اور یہ مسلمان ہو گئے۔ چونکہ یہ بنو عبد الاشہل کے سردار تھے اس لئے ان کے مسلمان ہو جانے سے ایک ہی دن میں کل بنو عبد الاشہل چھوٹے بڑے عورت و مرد سب کے سب مسلمان ہو گئے تھوڑے ہی دنوں میں مدینہ کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں کوئی عورت یا مرد مسلمان نہ ہو گیا ہو۔ الا بنو امیہ بن زید اور خطمہ اور وائل اور واقف (بطون اوس) بدستور اپنی قدیم حالت پر قائم رہے۔ یہ لوگ اعلیٰ مدینہ میں رہتے تھے۔ ان کے ایمان نہ لانے کا باعث ابوقیس صبی بن الاملت شاعر تھا یہ لوگ سب اس کے مطیع تھے لیکن غزوہ خندق کا وقت آیا کہ یہ سب لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

بیعت عقبہ ثانی: مصعب بن عمیر تقریباً سال بھر مدینہ منورہ میں رہے اس اثناء میں انصار کا کثیر گروہ اسلام میں داخل ہو گیا اور جب حج کا زمانہ آیا تو مصعب بن عمیر مع ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے تھے حج ادا کرنے کی غرض سے مکہ روانہ ہوئے تو اس قافلے میں ان کے ہمراہ وہ لوگ بھی تھے جو ہنوز اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی تعداد ان لوگوں کی بہ نسبت بہت کم تھی جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔ مسلمانان مدینہ نے مکہ مکرمہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ سے اوسط ایام تشریق میں عقبہ کے قریب ملنے کا وعدہ کیا۔ اس وعدہ کے ایفاء کی غرض سے اپنی قوم سے چھپ کر عقبہ کے قریب آئے ان کے ہمراہ عبد اللہ بن عمرو بن صرام اور ابو جابر اور چند لوگ بھی چلے آئے تھے۔

الانصار کا عہد و پیمان: چنانچہ اسی شب میں آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اور اسلام میں داخل ہوئے اور اس امر کا اقرار کیا کہ ہم ان سب چیزوں سے بچیں گے جن سے ہم اپنی عورتوں اپنے بچوں اور اپنی عزت کو بچاتے ہیں۔ آپ ضرور اپنے اصحاب کبار کے ساتھ ہمارے شہر میں آئے ہم آپ کے احباب و اصحاب کے مددگار اور آپ کے مخالفین کے مخالف ہوں گے۔ اس جلسہ میں عباس ابن عبد المطلب بھی آنحضرت ﷺ کے ہمراہ آئے تھے۔ اگرچہ اس وقت تک وہ اپنی قومی مذہب پر قائم تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا ساتھ دینے اور آپ ﷺ کی مدد کرنے کو محبوب و عزیز رکھتے تھے۔ اس بیعت میں سب سے پہلے براء بن معرور نے سبقت کی ان کے بعد اور لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

بارہ نقیب: اس شب اسلام قبول کرنے والے اہل مدینہ میں سے سب بہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے

ہم حضرت سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ علاوہ اس کے بنو حارث نے یہ سن کر کہا سعد بن زرارہ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے اس کے قتل کو آ رہے ہیں۔ سعد بن معاذ یہ سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت تیزی سے اسعد بن زرارہ کے پاس پہنچے اور نہایت غضب ناک ہو کر اسعد بن زرارہ سے کہا واللہ اگر میرے اور تمہارے قریابت نہ ہوتی تو تمہارے کسی تلوار سے قتل کر ڈالتا۔ تم لوگ ہمارے ہی محلات میں آ کر ہماری ہی قوم کو بھگاتے ہو۔ اسعد بن زرارہ یہ تو سن کر خاموش ہو رہے۔ البتہ مصعب نے ان کو زنی سے بٹھایا بعد میں یہ بھی اسید کی طرح ایمان لے آئے اور جب لوٹ کر اپنے جلسہ میں آئے تو اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا (کیف تعلمون امری فیکم) ”تم اپنے مجمع میں میرا حکم کیا جانے ہو؟“ سب نے متفق ہو کر کہا (سیدنا و افضلنا) (ایسا و یمیننا) یعنی ”تم کو اپنا سردار صاحب الرائے اور قول کا پکا سمجھتے ہیں“ اس کے جواب میں سعد بن معاذ نے کہا واللہ تم میں سے کسی سے میں اس وقت تک کلام نہ کروں گا جب تک تم سب لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ گے اسید بن الحضر نے بھی اس کلام کی تائید کی اور اسعد و مصعب کے ہمراہ اسعد بن زرارہ کے مکان پر چلے آئے اس کلام کے سنتے ہیں کل بنو عبد الاشہل ان کے پیچھے پیچھے اسعد کے مکان پر آ گئے۔ اور جو ادھر ادھر کی ضرورت سے گئے تھے وہ بھی سن کر آتے جاتے ایک ایک دن میں ایک قوم کی قوم ایمان لائی حق تو یہ ہے کہ یہ شرافت سعد و اسید کے حصہ میں تھی۔ واللہ اعلم

ان میں سے بارہ نقیب (حکام) منتخب فرمائے۔ جن میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے اور تین اوس کے تھے۔ حضور ﷺ نے ان بارہ آدمیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ اپنی قوم کی تعلیم و تعلم کے ذمہ دار ہو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کے حواری ذمہ دار تھے اور میں تم سب لوگوں کا ذمہ دار ہوں جن کو آنحضرت ﷺ نے نقیب مقرر فرمایا ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

نوبت خزرج کے تھے جس میں سے یہ تین بزرگ اسعد بن زرارہ و رافع بن مالک و عبادہ ابن الصامت شریک عقبی اولیٰ میں تھے ان کے علاوہ سعد بن الربیع ابی زہیر بن مالک بن امری القیس ابن مالک بن ثعلبہ ابن کعب ابن الخزرج عبداللہ بن رواحہ ابن امری القیس ابراء بن معرور بن صخر بن خضاء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ابو جابر ابن عبداللہ ابن عمرو بن حرام۔ سعد بن عبادہ بن ولیم بن حارث۔ منذر ابن عمرو بن حمیس بن لؤذان بن یزید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج اور تین قبیلہ اوس کے اسید بن خضیر بن سناک بن عتیک بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل سعد بن خیشمہ بن حارث بن مالک بن اوس رفاعہ بن المنذر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھے لیکن اہل علم بجائے رفاعہ بن المنذر کے ابوالہشتم بن التیمیان کو شمار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

عقبہ ثانیہ کا قریش میں رد عمل: جب یہ بیعت تمام ہو گئی اور یہ لوگ آنحضرت ﷺ سے رخصت ہو کر اپنی اپنی قیام گاہوں کو واپس ہوئے اس وقت اہل قریش کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی بعض نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور بعض نے اس کو جھٹلایا صبح ہوتے ہی اہل قریش کا ایک گروہ انصار کی قیام گاہوں پر آیا اور ان کو اسلام لانے اور بیعت کرنے پر سخت ست کہنے لگے۔ انصار نے بھی ان کو ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ تب قریش وہاں سے اٹھ کر آئے اور آپس میں دوبارہ مسلمانوں کی تکلیف دہی پر قسمیں کھائیں۔ عبداللہ بن ابی سلول نے کہا ”افسوس کی بات ہے کہ ہماری قوم ایک طرح اتفاق نہیں کرتی“ مقام منیٰ سے لوگوں کے متفرق ہونے کے بعد اہل قریش کو اس بیعت کی خبر کی تصدیق ہو گئی۔ چنانچہ اہل قریش کے چند لوگ انصار کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ ہوئے لیکن انہوں نے کسی کو نہ پایا۔ سعد بن عبادہ کو اثناء راہ سے گرفتار کر کے لائے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے لگے تا آنکہ خیبر ابن مطعم و حرث بن امیہ نے سعد بن عبادہ کو ان کے جو رستم کے ہاتھوں سے چھڑایا۔ یہ دونوں مدینہ میں سعد بن عبادہ کے پڑوس میں رہتے تھے۔

باب : ۲

ہجرت

ہجرت کا حکم : اس بیعت کے بعد مدینہ میں اسلام کا زیادہ زور ہو گیا اور اہل مدینہ کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو ایک گونہ قوت حاصل ہو گئی۔ مشرکین مکہ اس واقعہ سے بہت براہم ہوئے انہوں نے ایک بار پھر سختی سے مسلمانوں کے ستانے پر عہد و پیمان استوار کیا جس سے مسلمانوں کی تکلیف بڑھ گئی۔ اس وقت جو سب سے پہلے جہاد کی آیت اللہ جل شانہ نے نازل فرمائی یہ تھی ﴿وَقَاتِلُوا حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلَّهُ لِلَّهِ﴾ یعنی ”مسلمانو! مشرکوں سے لڑتے رہو جب تک شرک ختم نہ ہو جائے اور اللہ کی توحید نہ پھیل جائے“ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کو مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانے کا ارشاد فرمایا۔

مسلمانوں کی ہجرت : سب سے پہلے ابوسلمہ بن عبد الاسد مکہ سے ہجرت کر کے قبا میں جا کر ٹھہرے۔ ان کے بعد عامر بن ربیعہ (حلیف بنو عدی) مع اپنی بی بی لیلیٰ بنت ابی خثیمہ بن غانم کے پھر کل بنو جحش (بنو اسد بن خزیمہ سے) ہجرت کر کے قبا میں جا کر مقیم ہوئے ان کے بعد عکاشہ بن محسن اور ایک گروہ بنو اسد (خلفاء و بنو امیہ) جن میں زینب بنت جحش ام المؤمنین بھی تھیں اور ان کی دونوں بہنیں حمہ و ام حبیبہ نے ہجرت کی۔ بعدہ حضرت عمر ابن الخطاب و عیاش بن ابی ربیعہ میں سواروں کے ساتھ مدینہ ہجرت کر گئے یہ لوگ عوالی مدینہ بنو امیہ بنو زید میں جا کر مقیم ہوئے۔ لیکن ابو جہل ابن ہشام عیاش بن ربیعہ کو دھوکا دے کر مکہ کو لوٹا لایا اور ایک مدت تک قید کر رکھا۔ پھر زید و سعید و خنیس بن حذافہ سہمی اور ایک گروہ خلفاء بنو عدی ہجرت کر کے مدینہ چلا آیا۔ یہ سب قبا میں رفاعہ بن عبد المنذر (بنو عوف بن عمرو) کے مکان پر مقیم ہوئے۔ ان کے بعد طلحہ بن عبید اللہ اور صہیب بن سنان نے ہجرت کی اور بنو حارث بن خزیمہ بن حبیب بن اساف کے پاس قیام پذیر ہوئے لیکن بعض کہتے ہیں کہ طلحہ اسد بن زرارہ کے مکان پر مقیم ہوئے تھے۔ پھر خزیمہ بن عبد المطلب مع زید بن حارثہ (آنحضرت ﷺ کے آزا و غلام) اور ان کے حلیف ابومرہ کنان بن حصن غنوی نے ہجرت کی اور قبا میں بنو عمرو بن عوف میں کلثوم بن الہدام کے یہاں مقیم ہوئے۔

۱۔ ابو جہل نے عیاش بن ربیعہ سے مایہ بیچ کر یہ کہا تھا کہ تیری ماں نے قسم کھالی ہے کہ تیرے بغیر نہ وہ کھانا کھائے گی اور نہ آرام سے سوئے گی۔ بچل تجھ کو تیری ماں نے بلایا ہے اس نے مجھ کو اسی غرض سے بھیجا ہے عیاش بن ربیعہ اس کے غریب میں آگئے اور اس کے ہمراہ مکہ واپس چلے آئے۔

ان کے بعد مکہ سے بنو مطلب بن عبد مناف کی ایک جماعت جن میں ^{مسطح} بن اثاثہ و خباب بن الارت (مولیٰ عتبہ بن غزوہ) تھے قبائلی بنو سحلان کے پاس اور عبد الرحمن بن عوف ایک گروہ مہاجرین کالے ہوئے بنو حارث بن الخزرج میں سعد بن الربیع کے مکان پر اور زبیر بن العوام و ابوسرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ منذر بن محمد بن عتبہ بن اجمہ کے مکان میں اور نضیب ابن عمیر بنو عبد الاشہل میں سعد بن معاذ کے پاس اور ابو حذیفہ بن عتبہ اور ان کے دونوں مولیٰ سالم و عتبہ ابن غزوہ ان مازنی بنو عبد الاشہل میں عباد بن بشر کے پاس آ کر مقیم ہوئے۔

سالم ابو حذیفہ کے آزاد کئے ہوئے نہ تھے بلکہ ان کو قبیلہ اوس کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا جو ابو حذیفہ کے ساتھ بیابانی ہوئی تھی عثمان بن عفان بنو نجار میں اوس برادر حسان بن ثابت کے مکان پر مقیم ہوئے تھے الغرض رفتہ رفتہ مکہ سے کل صحابی مدینہ چلے آئے تھے آنحضرت ﷺ کے پاس مکہ میں سوائے حضرت ابوبکر صدیق و حضرت علی ابن ابوطالب (رضی اللہ عنہما) کے اور کوئی باقی نہ رہا تھا یہ دونوں بزرگ آنحضرت ﷺ کے حکم سے مکہ میں رہ گئے تھے ورنہ یہ بھی کب کے مدینہ ہجرت کر گئے ہوتے خود آنحضرت ﷺ جناب باری عزاسمہ کے حکم کے منتظر تھے۔

حضرت محمد ﷺ کے خلاف قریش کا منصوبہ جب اہل قریش نے ان بزرگوں کے ہجرت کر جانے اور اہل مدینہ کے اسلام لانے سے یہ سمجھ لیا اور دیکھ لیا کہ یہ سب لوگ رفتہ رفتہ مدینہ چلے گئے اور حسب خواہش ان کے غمگین محمد ﷺ بھی چلے جائیں گے تب اہل قریش کے مشائخین جو اس وقت شریک مشورہ تھے وہ حسب ذیل تھے۔

بنو امیہ سے عتبہ و شیبہ و ابوسفیان اور بنو نوفل سے طیبہ بن عدی و جبیر بن مطعم و حارث بن عامر اور بنو عبد الدار سے نضر بن الحارث اور بنو مخزوم سے ابو جہل اور بنو سہیم سے نبیہ اور منبہ پسران حجاج اور بنو نجیح سے امیہ بن خلف۔

اس جلسہ میں علاوہ قریش کے اور قبائل کے لوگ بھی موجود تھے۔ بعض یہ کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دو اور بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ جلا وطن کر دو۔ لیکن ابو جہل کی یہ رائے ہوئی کہ نہ تو ان کو قید کر دو اور نہ شہر بدر کر دو بلکہ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان منتخب کیا جائے اور وہ مل کر دفعۃً آنحضرت ﷺ کو مار ڈالیں (عیاذ باللہ) اس صورت میں کسی فرد واحد پر قتل کا جرم نہ عائد ہوگا اور نہ بنو عبد مناف ان سب سے لڑ سکیں گے زیادہ برائیں نیست کہ خون بہا دے دیا جائے گا۔

کا شائہ نبویؐ کا محاصرہ حاضرین جلسہ نے اس رائے کو پسند کیا اور رات ہی سے اس امر کی انجام دہی پر مستعد ہو گئے آنحضرت ﷺ کا دروازہ و مکان گھیر لیا اللہ جل و شانہ نے بذریعہ وحی آنحضرت ﷺ کو مطلع فرما دیا۔ چنانچہ جناب موصوف حسب حکم باری حضرت علی بن ابی طالب کو اپنے بستر پر سلا کر خود مکان کے باہر آئے اللہ جل شانہ نے دشمن کی آنکھوں پر اس وقت پردے ڈال دیئے آنحضرت ﷺ نے یک مشت خاک پر سورۃ یسین دم کی۔ اول آیات ﴿فہم لا یبصرون﴾ تک پڑھ کر ان کے سروں پر ڈال دی پھر آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مسکونہ مکان سے باہر تشریف لائے بنو بکر بن عبد مناف سے عبد اللہ بن اریقط الدولی کو راہبری کی غرض سے اجرت پر مقرر کر لیا اور ان سے یہ کہہ دیا کہ معروف راستہ

چھوڑ کر غیر معروف راہ سے مدینہ لے چلیں۔ اگرچہ عبد اللہ بن اریطہ کافر اور عاصی بن وائل کے حلیف تھے۔ لیکن ان دونوں بزرگوں نے ان پر اعتماد کر لیا تھا۔

غار ثور۔ الغرض آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مکان سے نکل کر رات ہی کو ایک غار میں چھپ کر بیٹھ رہے جو اسفل مکہ جبل ثور میں تھا عبد اللہ بن ابی بکرؓ روزانہ غار پر آتے اور اہل مکہ کے مشوروں اور حالات سے آگاہ کر جاتے تھے۔ عامر بن فہیرہ (حضرت ابو بکر صدیقؓ کے غلام) ان کی بکریوں کو عبد اللہ بن ابی بکرؓ کے پیچھے پیچھے نشان پامٹانے کو جراتے ہوئے لاتے اور شب کو وہیں رہ جاتے تھے اس غرض سے کہ بقدر حاجت دودھ وغیرہ آپ کو دے دیا جائے۔ اسماء بنت ابی بکرؓ روزانہ مکہ سے کھانا لا کر کھلا جاتی تھیں باوجود کمال احتیاط کے قریش بھی ڈھونڈتے ہوئے غار تک پہنچ گئے چونکہ غار کے منہ پر مکڑیوں نے پہلے ہی سے جال اتن رکھا تھا اس وجہ سے مطمئن ہو کر واپس آئے اور واپس آ کر آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو گرفتار کر کے لانے والے کے لئے سوا دونوں کے انعام کا اعلان کر دیا۔

اسماء بنت ابی بکر ذات النطاقین۔ جب غار ثور میں تین روز آنحضرت ﷺ و ابو بکر صدیقؓ کو گزر گئے اور اہل قریش کا زور و شور تجسس کم ہو گیا تب عبد اللہ بن اریطہ (جن کو اجرت پر رہبری کے لئے مقرر کر لیا تھا) ان دونوں بزرگوں کے لئے سواری لے کر آئے جن میں ایک اونٹنی اپنے لئے بھی لائے اور اسماء بنت ابی بکرؓ سفرہ (ناشتہ یاز اور راہ از قسم طعام پکا کر لائیں لیکن غلٹ میں رہی لانا بھول گئیں جس سے ناشتہ لٹکا دیا جاتا اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنا ”نطاق“ (کمر بند) پھاڑ کر ناشتہ کو باندھ کر لٹکا دیا اسی روز سے اسماءؓ بنت ابی بکر ذات النطاقین کے نام سے موسوم ہو گئیں۔

مدینہ کا سفر۔ آنحضرت ﷺ ایک ناقہ پر سوار ہوئے اور دوسرے پر حضرت ابو بکر صدیقؓ اور ان کے پیچھے عامر بن فہیرہ سوار ہوئے اور عبد اللہ بن اریطہ ایک تیسرے اونٹ پر سوار ہوا شاہراہ معروف و متعارف کو چھوڑ کر ایک غیر مشہور راستہ اختیار کر لیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے وقت روانگی اپنا گل مال (جو تخمیناً چھ ہزار درہم کا تھا) اپنے ہمراہ لے لیا۔ اول شب سے دوسرے دن ظہر تک برابر سفر کرتے رہے ظہر کے وقت ایک میدان میں تھوڑی دیر کے لئے قیام کیا۔ اسی اثناء میں سراقہ بن مالک بن جشم (جو اہل قریش سے آپ کے گرفتار کرنے کا وعدہ کر چکا تھا) آپہنچا آنحضرت ﷺ نے اس کے حق میں بددعا کی اسی وقت اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ مجبور ہو کر آنحضرت ﷺ سے امان کا خواہگار ہوا۔

۱۔ النطاق کتاب طاق پر وزن کتاب ہے پہلے عرب کی عورتیں اس کو پہنا کرتی تھیں۔ یہ ایک کپڑا ہوتا تھا جس کا وسط باندھا جاتا تھا اور اوپر کا حصہ نیچے کی طرف زمین تک لٹکا دیا جاتا تھا اور نیچے کا حصہ زمین پر ٹوٹا رہتا تھا اس میں پانچامد کی طرح پائینچے نہیں ہوتے تھے (اقرب الموارید) جس اللغات میں نطاق کے معنی کمر بند لکھے ہیں۔ بہر کیف اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنے نطاق کو طول میں پھاڑ کر ایک حصہ میں ناشتہ باندھ دیا تھا اور ایک حصہ چھین لیا تھا۔ اسماء بنت ابی بکرؓ کہتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کی روانگی کے بعد چند نفر قریش کے میرے باپ کے گھر آئے جن میں ابو جہل بھی تھا اس نے مجھ سے کہا ((ابن ابی بکرؓ)) یعنی ”تیرا باپ کیا ہے“ میں نے کہا ((لا ادری)) ”میں نہیں جانتی“ ابو جہل نے یہ سنتے ہی میرے ایک ٹھانڈا مارا میں کراہت مچا لی گئی اور وہ بھی اپنا سامنہ لے کر چلا گیا۔

آنحضرت ﷺ نے اس کو امان دی اور اس کے کہنے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حسب اجازت آنحضرت ﷺ کو امان نامہ لکھ کر دے دیا۔ سراقہ تو اس مقام سے واپس ہوا پھر جو جو آنحضرت ﷺ کے تعاقب میں اس کو ملتے جاتے تھے ان کو وہ واپس کرتا جاتا تھا اور عبداللہ بن اریطہ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہمراہ لئے ہوئے اسفل مکہ سے نکل کر ساحل کی طرف بڑھا اسفل عسفان سے ہوتا ہوا انج میں پہنچا۔ پھر وہاں سے اس کے اسفل کو طے کرتا ہوا قدید میں آیا پھر قدید سے نکل کر عرج جوتے ہوئے عوالی مدینہ سے قبا میں داخل ہوا۔

اہل مدینہ کا استقبال: آنحضرت ﷺ مورخہ بارہ ربیع الاول بروز پیر غروب آفتاب کے قریب مدینہ میں رونق افروز ہوئے تھے اہل مدینہ تشریف آوری کی خبر سن کر بغرض استقبال آئے ہوئے تھے لیکن آفتاب کے غروب ہو جانے کی وجہ سے اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو رہے تھے۔ اس اثناء میں آنحضرت ﷺ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ ایک کھجور کے باغ کی طرف سے تشریف لاتے ہوئے دیکھا اسی طرف دوڑ پڑے۔ آنحضرت ﷺ مدینہ میں پہنچ کر قبا میں سعد بن عثیمہ کے مکان پر یا بروایت بعض کلثوم بن الہدم کے یہاں رونق افروز ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ حج بنوا لحرث بن الخزرج میں حبیب بن اسنافؓ بعض کے خیال میں خارجہ بن زیدؓ کے مکان پر مقیم ہوئے۔

حضرت علیؓ کی ہجرت: حضرت علیؓ (کرم اللہ وجہہ) نے آنحضرت ﷺ کی روانگی کے بعد آنحضرت ﷺ کی حسب ہدایت لوگوں کی امانتیں ان اصحاب کو پہنچا کر خود مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ پوری رات اور آدھا دن قریب دو پہر تک سفر کرتے تھے۔ دو پہر کو کسی محفوظ مقام میں روپوش ہو جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ چند دن بعد آنحضرت ﷺ کے پاس قبا پہنچ گئے۔

مسجد قبا کی تاسیس: پیر سے جمعرات تک آنحضرت ﷺ قبا میں مقیم رہے اس اثناء میں اہل قبا کی مسجد تیار کرائی لیکن جمعہ کی نماز آپ ﷺ نے بنو سالم بن عوف میں ادا فرمائی۔ یہ مدینہ کا پہلا جمعہ تھا جس کو آپ ﷺ نے ظن وادی میں ادا فرمایا۔ بنو سالم بن عوف نے آپ ﷺ کو ٹھہرانا چاہا لوگوں میں اس بات کی بحث ہونے لگی تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”میرے ناقہ کو نہ روکو جہاں وہ بیٹھ جائے وہیں میں ٹھہر جاؤں گا کیونکہ وہ منجانب اللہ مامور ہے۔“

ناقہ رسولؐ: چنانچہ آپ ﷺ ناقہ پر سوار ہو کر چلے اور انصار (رضی اللہ عنہم) آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں چلے ہر شخص کے دل میں یہی آ رہا تھا کہ کاش ناقہ ہمارے قبیلہ میں ہمارے ہی مکان پر بیٹھ جائے۔ ہر تنفس امید کی آنکھوں سے ناقہ کو دیکھ رہا تھا اور ناقہ آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا تا آنکہ ناقہ بنو یاسدہ کے محلہ میں پہنچا اور ان لوگوں نے ناقہ کی مہار پکڑنا چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((دعوها فانها مامورة)) اس کو چھوڑ دو یہ منجانب اللہ مامور ہے۔ پھر آپ ﷺ کا بنو ساعدہ کے محلہ میں گزر ہوا ان لوگوں نے بھی ناقہ کی مہار پکڑنے کا قصد کیا اور ان میں سعد بن عبادہ و منذر بن عمرو بھی

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے اور حجر اسود کو پیر کے دن اٹھا کر رکھا۔ پھر جمعہ کی پیر کے دن فرمائی اور وصال بھی پیر ہی کے دن ہوا۔

الْقِسْطَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَيْنَ النَّجَارِ عَلَى رَبْعَتِهِمْ يَتَعَاوَنُونَ مَعًا قُلُوبُهُمْ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَقْدِي
عَاقِبَتَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَيْنَ الْأَوْسِ عَلَى رَبْعَتِهِمْ يَتَعَاوَنُونَ مَعًا قُلُوبُهُمْ الْأُولَى
وَكُلُّ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ تَقْدِي عَاقِبَتَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَّ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَتْرُكُونَ
مُفْرَجًا بَيْنَهُمْ وَأَنْ يَعْطُوهُ بِالْمَعْرُوفِ فِي فِدَاءٍ أَوْ عَقْلِ وَلَا يُحَافِتُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا دُونَهُ وَأَنَّ
الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَى مَنْ بَغَى مِنْهُمْ أَوْ ابْتَغَى وَسِيلَةَ ظُلْمٍ أَوْ إِثْمٍ أَوْ عَدْوَانٍ أَوْ فَسَادٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَأَنْ يَأْتِيَهُمْ عَلَيْهِ حِمِيمًا وَلَوْ كَانَ وَلَدًا أَحَدَهُمْ وَلَا يَقْتُلُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا فِي كَافِرٍ وَلَا يَنْصُرُ كَافِرًا
عَلَى مُؤْمِنٍ وَأَنَّ ذِمَّةَ اللَّهِ وَاحِدَةٌ يُحَيِّرُ عَلَيْهِمْ أَذْنَاهُمْ وَأَنَّ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ مَوَالِي بَعْضٍ دُونَ
النَّاسِ وَأَنَّهُ مَنْ تَعَاوَنَ يَهُودٌ فَإِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْأَسْرَةَ غَيْرَ مَظْلُومِينَ وَلَا مُتَنَاصِرِينَ عَلَيْهِمْ وَأَنَّ أَسْلَمَ
الْمُؤْمِنِينَ وَاحِدَةٌ لَا يُسَالِمُ مُؤْمِنٌ دُونَ مُؤْمِنٍ فِي قِتَالٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا عَلَى سَوَاءٍ وَعَدْلٍ بَيْنَهُمْ
وَأَنَّ كُلَّ غَارِزَةٍ عَثَرَتْ مَعًا تَعَقَّبَ بَعْضُهَا بَعْضًا وَأَنَّ الْمُؤْمِنِينَ بَنِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ بِمَا نَالَ
دِمَاءَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُتَّقِينَ عَلَى أَحْسَنِ هَدْيٍ وَأَقْوَمِهِ وَأَنَّهُ لَا يُحَيِّرُ مُشْرِكٌ مَا لَا لِقَرْنِشَ
وَلَا نَفْسًا وَلَا يَحْوِلُ دُونَهُ عَلَى مُؤْمِنٍ وَأَنَّهُ مَنْ اغْبِطَ مُؤْمِنًا قِتْلًا عَنْ بَيْنَةٍ فَإِنَّهُ تَوَدَّ بِهِ إِلَّا أَنْ يَرْضَى
وَلَيْسَ الْمَقْتُولُ وَأَنَّ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ كَافَّةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُمْ إِلَّا قِيَامُ عَلَيْهِ وَأَنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ مِنْ
أَقْرَبِيٍّ فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَآمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُنْصَرَ مُحَدَّثًا وَلَا يُؤْذِيهِ وَأَنَّهُ مَنْ نَصَرَهُ أَوْ
أَوَاهُ فَإِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةَ اللَّهِ وَغَضَبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَأَنَّكُمْ مَعَهُمَا اخْتَلَفْتُمْ
فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ مَرَدَّةَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَأَنَّ الْيَهُودَ يَنْفَقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ
مَادَامُوا مُحَارِبِينَ وَأَنَّ يَهُودَ نَسَى عَرُوفَ أُمَّةٍ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ
مَوَالِيَهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَتَمَّ فَإِنَّهُ لَا يُؤْبِقُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ وَأَنَّ الْيَهُودَ بَنِي النَّجَارِ مِثْلُ
مَا لِلْيَهُودِ بَنِي عَرُوفٍ وَأَنَّ الْيَهُودَ بَنِي الْخَرْبِ مِثْلُ مَا لِلْيَهُودِ بَنِي عَرُوفٍ وَأَنَّ الْيَهُودَ بَنِي سَاعِدَةَ مِثْلُ
مَا لِلْيَهُودِ بَنِي عَرُوفٍ وَأَنَّ الْيَهُودَ بَنِي جُشَمِ مِثْلُ مَا لِلْيَهُودِ بَنِي عَرُوفٍ وَأَنَّ مَا لِلْيَهُودِ بَنِي الْأَوْسِ مِثْلُ
مَا لِلْيَهُودِ بَنِي عَرُوفٍ وَأَنَّ الْيَهُودَ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِثْلُ مَا لِلْيَهُودِ بَنِي عَرُوفٍ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَتَمَّ فَإِنَّهُ لَا يُؤْبِقُ
إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ وَأَنَّ جَفْنَةَ بَطْنٍ مِنْ ثَعْلَبَةَ كَانَتْ لَهُمْ وَأَنَّ لِبَنِي الشُّطْنَةِ مِثْلُ مَا لِلْيَهُودِ بَنِي
عَرُوفٍ وَأَنَّ الْبَرَّ دُونَ الْإِثْمِ وَأَنَّ مَوَالِي ثَعْلَبَةَ كَانَتْ لَهُمْ وَأَنَّهُ لَا يُخْرَجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِ مُحَمَّدٍ
(ﷺ) وَأَنَّهُ لَا يَسْجَرُ عَلَى ثَارٍ جُوحٍ وَأَنَّهُ مَنْ فَتَكَ فَنَفْسِهِ فَتَكَ وَأَهْلَ بَيْتِهِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَنَّ
اللَّهَ عَلَى أَيْمَنِ هَذَا وَأَنَّ عَلَى الْيَهُودِ نَفَقَتُهُمْ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ نَفَقَتُهُمْ وَأَنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرُ عَلَى مَنْ
خَارَبَ أَهْلَ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْحُ وَالنَّصِيحَةُ وَالْبِرُّ دُونَ الْإِثْمِ وَأَنَّهُ لَا يَأْتِمُ امْرَأَةٌ
بِحِلْفِهِ وَأَنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُومِ وَأَنَّ الْيَهُودَ يَنْفَقُونَ مَا دَامُوا مُحَارِبِينَ وَأَنَّ يَثْرَبَ حَرَامٌ جَوْلَهَا لِأَهْلِ
هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَنَّ الْحَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرُ مُضَارٍ وَلَا إِثْمٍ وَأَنَّهُ لَا تَجَارُ حُرْمَةُ إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهَا وَأَنَّهُ مَا
كَانَ بَيْنَ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مِنْ حَدَثٍ أَوْ اشْتِجَارٍ يُحَافِ فَسَادُهُ فَإِنَّ مَرَدَّةَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ
إِلَى مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَأَنَّ اللَّهَ عَلَى أَتْقَى مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَابْرَهُ وَأَنَّهُ لَا تَجَارُ قَرْنِشَ وَلَا مَنْ

نَصْرَهَا وَ أَنْ يَنْتَهِمَ النَّصْرَ عَلَى مَنْ دَعَا إِلَى صُلْحٍ بِيَصَالِحُونَهُ وَيَلْبِسُونَهُ وَ
 أَنْتَهُمْ إِذَا دَعُوا إِلَى مِثْلِ ذَلِكَ فَاتَّهَتْ لَهُمْ مَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا مَنْ حَارَبَ فِي الدِّينِ عَلَى كُلِّ
 أَنْتَاصِ حَصْنَتُهُمْ مِنْ حَانِبِهِمُ الَّذِي قَاتَلَهُمْ وَ أَنْ يَهُودَ الْأَوْسِ مَوَالِيَهُمْ وَ أَنْفُسَهُمْ عَلَى مِثْلِ مَا لِأَهْلِ
 هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مَعَ السَّرِّ الْمَحْضِ مِنْ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَ أَنَّ اللَّهَ عَلَى أَصْدَقِ مَا فِي هَذِهِ
 الصَّحِيفَةِ وَ آيَرَهُ وَ أَنَّهٗ لَا يَحُولُ هَذَا الْكُتْبُ دُونَ ظَالِمٍ وَ أَتَمَّ وَ أَنَّهٗ مِنْ خَرَجِ آمِنٍ وَ مِنْ قَعْدَةِ آمِنٍ
 بِالْمَدِينَةِ الْأَمْنِ ظَلَمَ أَوْ أَتَمَّ وَ أَنَّ اللَّهَ حَارٌّ لِمَنْ نَزَّ وَ أَتَمَّ وَ مُحْتَمِلٌ رُسُولُ اللَّهِ (ﷺ)

یعنی ”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا قرشی و یثربی مسلمانوں کے لئے اور ان کے ماتحتوں
 کے لئے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کے لئے ایک فرمان ہے کہ مسلمان دوسرے لوگوں کو چھوڑ
 کر سب ایک قوم ہیں۔ قرشی مہاجر اپنی خوشحالی پر رہیں گے آپس میں ایک دوسرے کی دیت دیں گے اور
 دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دیں گے اور مسلمانوں میں عدل سے کام لیا جائے گا۔ اسی طرح بنو
 عوف اپنی خوشحالی پر رہیں گے آپس میں ایک دوسرے کی دیت دیں گے ان میں عہد جاہلیت والی دیتیں
 قائم رہیں گی اور ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف
 ہوگا۔ بنو ساعدہ بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر
 جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا بنو جشم بھی اپنی خوش
 حالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق
 اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنو النجار بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان
 میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان میں ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ
 دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنو عمر بن عوف بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت
 کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں
 میں انصاف ہوگا۔ بنو نضیر بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور
 ان میں ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا اور بنو
 الاوس بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت
 دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا اور مومن ان میں ایسی کشادگی
 نہ چھوڑیں گے جسے وہ براہِ نیکی دیت میں دیں اور مومن کا آزاد کردہ مومن غلام اپنے آقا کے سوا دوسرے کا
 حلیف نہ ہوگا اور پرہیزگار مومنوں کو باغیوں پر اور طاقتوروں پر ترجیح دی جائے گی اور ان پر بھی جو ظلم و فساد
 یا گناہ یا دشمن کی طرف مائل ہوں تو ان میں سے ہر ایک پر ہر طرح سے انہیں قدرت و اختیار حاصل ہوگا۔
 اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو اور کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کرے گا
 اور نہ مسلمان کے مقابلہ میں کسی کافر کی مدد کی جائے گی یا در کھوا اللہ کی ذمہ داری ایک ہے۔ اور فی مسلمان کی
 بھی کافر کے مقابلے میں مدد کی جائے گی مسلمان دوسرے لوگوں کے علاوہ باہم دوست ہیں جو یہودی
 مسلمانوں کے ماتحت ہوں گے ان کی مدد کی جائے گی اور غیر مظلوم ہونے کی حالت میں انہیں تنبیہ کی جائے

گی اور ان کے خلاف دوسروں کی مدد نہیں کی جائے گی اگر کسی نے کسی کو پناہ دے دی تو جہاد میں برابر کی سزا ملے گی۔

ساتھ مسلمان مسلمان ہی کی اطاعت کرے گا اور لڑنے والے مجاہدین ایک دوسرے کے جانفیں ہوں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے کیونکہ ان کا خون اللہ کی راہ میں گرا ہے اور متقی مومن بہترین اور انتہائی سیدھی راہ پر ہیں۔ کوئی مشرک قریشی کے مال کو پناہ نہیں دے سکتا اور نہ اس کی جان کو اور نہ کسی مسلمان کے خلاف اس کی مدد کی جائے گی اگر کسی نے کسی مسلمان کو دلیل کی رو سے ناحق قتل کر دیا تو اگر مقتول کے ولی راضی ہو جائیں تو اس سے فدیہ قبول کر لیا جائے گا اور تمام مسلمان اس سے بیزار ہوں گے اور سب کو اس کی مخالفت حلال ہے اور جو مسلمان اللہ پر قرآن پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے کسی بدعتی کی مدد کرنی جائز نہیں اور اگر کسی نے اس کی مدد یا اعانت کی تو اس پر قیامت کے دن اللہ کا غصہ ہوگا اور اس کی توبہ بھی ناقابل قبول ہے اور فدیہ بھی اختلافات کی صورت میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

یہودی مومنوں کے ساتھ خرچ کریں گے جب تک وہ حربی ہیں بنوعوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک جماعت میں یہودی اپنے دین پر ہیں اور مسلمان اپنے دین پر۔ مسلمان ان کے غلاموں کے اور جانوروں کے محافظ ہیں لیکن جو ظلم یا گناہ کرے تو بجز اس کی ذات کے یا خاندان کے کوئی دوسرا انہیں پکڑا جائے گا۔

تجاری یہودیوں کے وہی حقوق ہیں جو بنوعوف کے یہودیوں کے ہیں اسی طرح بنو نضیر کے یہودیوں کے بنو ساعدہ کے یہودیوں کے بنو شمس کے یہودیوں کے بنو اوس کے یہودیوں کے اور بنو ثعلبہ کے یہودیوں کے وہی حقوق ہیں جو بنوعوف کے یہودیوں کے ہیں مگر ظالم و فاسق کا رکو بجز اس کے نفس و اہل بیت کے کسی اور کو ہلاک نہیں کیا جائے گا۔ جتنے ثعلبہ کا ان کی ذاتوں کی طرح ایک خاندان ہے اور بنو شیطہ کے حقوق بھی بنوعوف کے یہودیوں کے حقوق کی مانند ہیں۔ یاد رکھو نیکی گناہ کی ضد ہے اور ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام ان کی ذاتوں کی طرح ہیں اور یہودیوں کے احباب انہیں کی طرح ہیں ان میں سے اللہ کے رسول کی اجازت کے بغیر کوئی نہ لٹک سکے گا اور اپنے غالب مخالف سے کوئی شخص نہیں روکا جائے گا اور جس نے کسی کو قتل کیا اس نے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو قتل کیا ہاں اگر مظلوم ہو تو اور بات ہے اور اللہ کی اس پر حجت ہے یہودیوں پر اپنا خرچ ہے اور مسلمانوں پر اپنا اور آپس میں اس کے خلاف باہمی مدد کرنے کا عہد ہے جو اس عہد والے سے لڑنا چاہے اور ان میں باہمی خیر خواہی اور چند موعظت ہے اور نیکی گناہ کے خلاف ہے کوئی شخص اپنے حلیف پر زیادتی نہ کرے مظلوم کی مدد کی جائے گی جب تک مسلمان لڑتے رہیں گے ان کا خرچ یہودیوں کے ذمہ ہوگا اس عہد والوں کے لئے شرب کا اندرونی حصہ حرام ہے۔ پڑوسی کو اپنی ذات کی طرح نہ نقصان پہنچایا جائے اور نہ اس کے گھر والوں کی اجازت کے بغیر اس کی حرمت میں خلل ڈالا جائے اگر اس عہد والوں سے کوئی ایسا نیا کام سرزد ہو جس سے فساد کا ڈر ہو تو کتاب و سنت کی طرف رجوع کیا جائے اس عہد نامہ کی تقویٰ اور نیکی والی باتوں پر اللہ گواہ ہے۔ اہل قریش کی اور ان کے مددگاروں کی مدد نہیں کی جائے گی اور ان پر باہمی امداد کا عہد ہے جب کوئی شرب پر غالب آتا چاہے اور اگر مسلمان کسی مصالحت و فیصلہ کے لئے بلائے جائیں تاکہ لوگوں میں صلح کرادیں اور انہیں ملا دیں تو وہ ان میں صلح کرانے کے لئے بلائے جائیں تو ان پر بھی وہی ہے جو مسلمانوں پر ہے۔

یعنی ملاپ کرا دیں، لیکن جو دین کے بارے میں جنگ کرے (اس میں صلح و ملاپ نہیں) ہر شخص کے لئے وہی حصہ ہے جو اس کی طرف سے ہے اوس یہودیوں ان کے غلاموں اور ان کی جائوں کے عدل و انصاف سے وہی حقوق ہیں جو اس عہد نامہ والوں کے لئے ہیں۔ اس عہد نامہ کی کچی اور نیک باتوں پر اللہ گواہ ہے۔ اس عہد نامہ کے حکم میں ظالم و خطا کار داخل نہیں۔ مدینہ سے جو نکل گیا اسے امن ہے اور جو مدینہ میں بیٹھ گیا اسے بھی امن ہے مگر یہ کہ ظالم و خطا کار ہو۔ اللہ نیک اور متقی کا دوست ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں۔

حضرت اسعد کی وفات: اسعد بن زرارہ بنو النجار کے نقیب تھے بحسب من معاملات کے دوران ان کا انتقال ہو گیا تو بنو النجار آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور بجائے اسعد رضی اللہ عنہ کے کسی دوسرے نقیب کے مقرر کئے جانے کی درخواست کی آنحضرت ﷺ نے ان میں سے کسی کو نقیب بنانے کے لئے منتخب نہ فرمایا اور یہ ارشاد کیا ((السا نقیبکم)) "میں تمہارا نقیب ہوں" یہ امر بنو النجار کے مناقب میں ہے اور اکثر یہ لوگ اس پر فخر کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ کی مدینہ میں آمد: عبداللہ بن اریقہ (جو آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق کے ہمراہ بغرض مدینہ گئے تھے) مدینہ سے واپس ہو کر مکہ واپس آ کر ان دونوں بزرگوں کے بھیریت مدینہ پہنچ جانے کی عبداللہ بن ابی بکر کو اطلاع دی اس خبر کے بعد عبداللہ بن ابی بکر مع اپنی بہن عائشہ اور ان کی ماں ام رومان اور طلحہ بن عبداللہ کے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے آنحضرت ﷺ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عقد کیا اور جنابہ موصوفہ سے سخ میں ابوبکر کے مکان پر خلوت فرمائی اس کے بعد آپ ﷺ کے حکم سے ابورافعہ مکہ تشریف لے گئے اور آپ کی بی بی (ام المؤمنین) سودہ بنت زمعہ اور آپ کی لڑکیوں کو مدینہ لے آئے انہیں دنوں رؤساء قریش ابواحیمہ اور ولیدہ بن المغیرہ اور عاصی بن وائل کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے کی اطلاع آنحضرت ﷺ کو ہوئی۔

مواخات (بھائی بندی): پھر آپ ﷺ نے بہ البہام الہی مہاجرین و انصار میں (مواخات) بھائی بندی کرائی اس طرح کہ حضرت جعفر بن ابی طالب (حبشہ میں تھے) و حضرت معاذ بن جبل میں اور حضرت ابوبکر صدیق و خاریجہ بن زید میں اور عمر ابن الخطاب و عثمان بن مالک (بنو سالم) میں اور ابوعبیدہ بن الجراح و حضرت سعد بن معاذ میں اور عبدالرحمن بن عوف و سعد بن الربیع میں اور زبیر بن العوام و سلمہ بن سلمہ بن وقش میں اور طلحہ بن عبید اللہ و کعب بن مالک میں اور عثمان بن عفان و اوس بن ثابت (براؤر حسان) میں اور سعید بن زید و ابی بن کعب میں اور مصعب بن عمیر و ابویوب میں اور ابو حذیفہ بن عتبہ و عباد بن بشر و قش عبدالشہابی میں اور عمار بن یاسر و حذیفہ بن الیہان غسانی حلیف

آنحضرت ﷺ نے ہجرت سے تین سال قبل ام المؤمنین حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہ کے ساتھ اپنا عقد کیا اس وقت ان کی عمر چھ برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ سات برس کی تھی۔

مدینہ میں پہنچنے کے آٹھ مہینے بعد ماہ ذیقعدہ میں بعض کہتے ہیں کہ سات مہینہ بعد ذہیہ شوال میں جس وقت حضرت عائشہ کی عمر نو برس کی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے خلوت فرمائی۔ واللہ اعلم

عبدالاشہل میں (بعض کہتے ہیں کہ ثابت بن قیس ابن اشماس میں) اور ابو ذر غفاری و منذر بن عمرو ساعدی میں اور حاطب بن ابی بلتعہ (حلیف بنو اسد بن عبد العزیٰ) و عویم بن ساعدہ (بنو عمرو بن عوف) میں اور سلمان فارسی و ابوالدرداء عمیر بن بلعہ (بنو الحارث بن الخزرج) میں اور بلال ابن عمامہ (مؤذن رسول ﷺ) و ابو ریحہ عتیمی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) میں رشتہ داریاں قائم کرائیں اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ایک دوسرے کے قربت دار بنائے گئے۔

زکوٰۃ و اذان جس وقت آنحضرت ﷺ کو مدینہ میں جمعیت و اطمینان حاصل ہو گیا اور آپ کے پاس مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) جمع ہوئے اور اسلام کو ایک گوند استحکام حاصل ہو گیا، تو اس وقت زکوٰۃ فرض کی گئی اور مقیم کی نماز میں دو رکعتیں پڑھائی گئیں جس سے چار رکعتیں پوری ہوئیں اس سے پیشتر دو ہی رکعتیں نماز مسافر و مقیم کے لئے تھیں۔

عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام عبداللہ بن سلام اسلام لائے تو یہودیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور اس و خزرج کے چند لوگوں کو بہکا کر منافق بنالیا۔ جن کا یہ کام تھا کہ وہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور کفر و کفریات پر اصرار کئے ہوئے تھے ان منافقین کے سردار بنو الخزرج سے عبداللہ بن ابی ابن سلول و جد بن قیس اور قبیلہ اوس سے حارث بن سہیل بن الصامت و عباد بن حنیف و مریح ابن قیس اور اس کے بھائی اوس (از اہل مسجد ضرار) تھے اور یہودیوں میں سے جو بظاہر اسلام لے آئے تھے لیکن خفیہ طور پر کفر و کفریات میں ڈوبے ہوئے تھے۔ سعد بن جنس و زید بن اللصیت و رافع بن خزیمہ اور رفاعہ بن

اگرچہ نماز مکہ ہی میں فرض ہوئی تھی لیکن باشتاء مغرب اس کی تین رکعتیں تھیں اور باقی سب نمازیں دو دو رکعتیں پڑھی جاتی تھیں۔ مدینہ ہجرت کے ایک مہینہ بعد ظہر میں دو رکعتیں پڑھائی گئیں۔ جب نماز کے اوقات مقرر کئے گئے تو آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کوئی علامت ایسی مقرر کرنی چاہئے کہ جس سے مسلمان بغیر بلائے نماز کے لئے مسجد میں آکر پہلے خیال کر لیں کہ یہودیوں کی طرح ایک بوق (تیز مہیب آواز والا آلہ) رکھ دیا جائے جو نماز کے وقت بجا دیا جائے لیکن آپ کو یہ امر پسند نہ آیا اس کے بعد آپ نے ناقوس رکھنے کے لئے ارشاد فرمایا مگر یہ بھی کچھ مرغوب طبع آدمی نہ ہوا اسی ارشاد میں عبداللہ بن زید بن اشلہ بن عبداللہ بن ادر بنو الحارث بن الخزرج نے شب کو یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص ہنر پوش ہاتھ میں ناقوس لئے میری طرف سے گزرا عبداللہ بن زید نے اس سے کہا کہ کیا تم اس ناقوس کو فروخت کرو گے؟ اس ہنر پوش نے کہا کہ تم اس کو خرید کے کیا کرو گے؟ عبداللہ بن زید نے جواب دیا کہ میں اس کو مسجد میں رکھ دوں گا نماز کے وقت نماز پڑھنے کے لئے یہ بجا دیا جائے گا اس ہنر پوش نے کہا کہ میں تم کو نماز کے لئے بلانے کے واسطے اس سے اچھی تدبیر بتلائے دیتا ہوں۔ اس شخص نے یہ کہہ کر کلمات اذان کے بتلائے صبح ہوتے ہیں عبداللہ بن زید آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور یہ خواب بیان کیا آنحضرت ﷺ بہت خوش ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ خواب تمہارا سچا ہے اور بلال کی چونکہ آواز بلند تھی ان کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔ الغرض جب بلال نے اذان دی۔ حضرت عمر بن الخطابؓ سن کر حاضر خدمت ہوئے اور یہ گزارش کی کہ اسے میری جگہ پر لے آؤ میں نے ایسا ہی خواب دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَبَّيْكَ الْحَمْدُ عَلٰی ذٰلِكَ)) ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس حدیث کی محمد بن ابی ہریرہ بن عبد اللہ بن زید بن قلیہ بن عبد ربیع سے روایت کی ہے امام نووی کہتے ہیں کہ اذان حکم جدید الیٰ یا جہاد آنحضرت ﷺ شروع ہوئی ہے محض عبداللہ بن زید کے خواب دیکھنے پر عمل درآمد نہیں ہوا اس میں کوئی شک اور کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ابن اسحاق بعض اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام یہود کے بہت بڑے عالم تھے ان کا خود یہ بیان ہے کہ جب میں نے آنحضرت ﷺ کا تذکرہ اور آپ کی صفت و نام و زمانہ بعثت کو دریافت کیا اس وقت سے آپ ﷺ سے ملنے کا اشتیاق ہوا یہاں تک کہ آپ تشریف لائے اور قبا میں بنو عمرو بن عوف میں مقیم ہوئے ایک روز میں باغ میں مجھ کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور میری پیچھے چالیہ خاندہ بنت الحارث بیٹھی تھی میں نے اپنے ایک شخص آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنائی میں نے سنتے ہی کبیر کبھی میری

زید بن التلویت و کنانہ بن خیروا وغیرہ تھے۔

غزوہ ابواء ۲ھ: آنحضرت ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد صفراء کے مہینہ میں آپ ﷺ حکم الہی جہاد پر کمر بستہ ہو گئے تو دو سو اصحاب کو اپنے ہمراہ لے کر اور قریش و بنو ضمرہ پر حملہ کرنے کو نکلے۔ مدینہ میں سعد بن عبادہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا جس وقت آپ ودان و ابواء میں پہنچے۔ اہل قریش تو نہ ملے البتہ خثعم بن عمرو و سردار بنو ضمرہ بن عبد مناف بن کنانہ سے ملے بھڑکے آپ نے اس سے اس کی قوم کی طرف سے عہد کرنے کے لئے فرمایا اس نے بنو جبہ ارشاد والا آپ ﷺ سے عہد و اقرار کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے۔ لڑائی نہیں ہوئی۔ یہ پہلا غزوہ تھا جس میں حضور ﷺ بہ نفس نفیس شریک ہوئے تھے۔ یہ لڑائی غزوہ ودان و ابواء کے نام سے موسوم ہے ودان و ابواء مقام کا نام ہے جہاں تک آپ اس مرتبہ پہنچے تھے یہ دونوں مقامات ایک دوسرے سے ملے ہوئے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہیں اس غزوہ میں اسلامی جھنڈا حمزہ ابن عبدالمطلبؓ کے ہاتھ میں تھا۔

غزوہ یواط: ایک بار پھر آپ ﷺ کو الہام الہی ہوا کہ تقریباً ڈھائی ہزار اہل قریش کا قافلہ جس میں امیہ بن خلف اور سو

چھ پھوپھی نے سن کر کہا ”خدا تجھ کو بد نصیب کرے واللہ اگر میں موسیٰ بن عمران کے آنے کی خبر سنتی تو بھی میں کوئی بات جدید نہ کرتی“ میں نے جواب دیا ”اے پھوپھی یہ واللہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور اسی کے دین پر مبعوث ہوا ہے“ میری پھوپھی نے کہا ”اے میرے بھتیجے کیا یہ وہی نبی ہیں جن کے مبعوث ہونے کا انتظار ہم کرتے تھے“ میں نے کہا ہاں اس کے بعد میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان لایا پھر لوٹ کر اپنے مکان پر آیا میرے کل متعلقین میرے کہنے سے مسلمان ہو گئے میں نے مصلحان اپنے اسلام کو اپنی قوم سے چھپایا۔ لیکن آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ”قوم یہود نہایت حاسد سے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کسی گوشہ مکان میں چھپادیں اور یہود کو جمع کر کے ان سے میری کیفیت دریافت فرمائیں اس سے قبل کہ وہ میرے اسلام لانے سے واقف ہوں کیونکہ اسلام کے بعد وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے اور میرے عیب بیان کریں گے“ آنحضرت ﷺ نے میرے کہنے سے ایسا ہی کیا اور یہود کو جمع کر کے فرمایا اے ((رحل الحصین بن سلام فیکم)) یعنی حصین (عبداللہ) بن سلام تم میں کیسا شخص ہے؟ یہود نے کہا ((سیدنا و ابن سیدنا و جبرنا و عالمنا)) ”یعنی ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے اور ہمارا علامہ اور ہمارا عالم ہے“ عبداللہ بن سلام یہ سنتے ہی نکل آئے اور یہود سے مخاطب ہو کر کہا ((یا معشر الیہود و اتقوا اللہ و اقبلوا ما جاءکم به قواللہ انکم لتعلمون انه لرسول اللہ یجدوہ مکنتو عندکم فی التوراة باسمہ و صفۃ فانی اشہد انه رسول اللہ و امن بہ و اصدقه و اعرفہ)) ”یعنی اے یہودیو! اللہ سے ڈر جاؤ اور جو کچھ اللہ کے نبی ﷺ تمہارے پاس لائے ہیں اسے مان لو کیونکہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو ریت میں جو تمہارے پاس ہے آپ کا نام مع آپ کے اوصاف کے لکھا ہوا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں“ میرا آپ پر ایمان ہے اور میں آپ کو پیچھتاؤں اور مانسا ہوں۔ یہود یہ سنتے ہیں ایک زبان ہو کر چلا اٹھے ((کذبت)) ”یعنی“ تو نے جھٹلایا اور عبداللہ بن سلام کو سخت و سست کہہ کر چلے گئے میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ کیا میں نے آپ کو اس قوم کی غداری اور فتنہ اور کذابی کی خبر نہ دی تھی؟ اس کے بعد میں نے اپنا اور اپنے اہل بیت کا اسلام ظاہر کر دیا اور میرے اہل بیت کے ساتھ میری پھوپھی خالدہ بنت الحریث بھی مسلمان ہو گئیں۔

(سیرۃ ابن ہشام)

۱۔ اس مہینہ میں آنحضرت ﷺ نے اپنی لڑکی حضرت فاطمہ کا عقد حضرت علی بن ابی طالب سے کیا حضرت علیؓ نے منہ کی رقم کی ادائیگی کے لئے اپنی زرہ فروخت کر دی جس کو حضرت عثمان ابن عفانؓ نے ساڑھے چار سو درہم میں خرید کر پھر انہیں کو واپس دے دی۔ علیؓ بن ابی طالب ان درہموں کو ایک چادر میں باندھ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لائے آنحضرت ﷺ نے اپنی عزیز بیٹی کا یہی منہ مقرر فرمایا اور اس سے خوشبو کی چیزیں اور کپڑے خرید کر انصار و مہاجرین کو بولا کر نکاح کر دیا۔

آدمی اہل قریش کے ہیں مکہ کی طرف جا رہا ہے۔ لہذا آنحضرت ﷺ بحکم باری تعالیٰ اس قافلے کو روکنے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لئے ماہ ربیع الثانی میں مدینہ سے نکلے اس مرتبہ مدینہ میں سائب بن عثمان بن مظعون کو قائم مقام حکمران بنایا۔ اگرچہ طبری نے لکھا ہے کہ سعد بن معاذ کو آپ ﷺ نے اس غزوہ میں مدینہ کا قائم مقام حاکم مقرر فرمایا تھا۔ بہر کیف آپ مقام بواط تک پہنچ گئے آپ کے پہنچنے سے پہلے اہل قریش کا قافلہ نکل گیا تھا اس وجہ سے آپ جنگ کے بغیر مدینہ واپس آ گئے۔

غزوہ عسیرہ: ماہ جمادی الاول میں پھر آپ اہل قریش سے جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ مدینہ میں ابوسلمہ بن عبد الاسد کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ مدینہ سے آپ ﷺ نکل کر عام راستہ کو ایک طرف چھوڑ کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس راستہ کو بطن بیح سے گزر کر صحیرات میام میں عسیرہ پر پایا اور وہاں پر بقیہ جمادی الاول اور چند راتیں جمادی الثانی تک مقیم رہے اس مرتبہ آپ نے بنو مدلج سے عہد و بیان لیا اور بلا جنگ کئے ہوئے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

مدینہ پر شب خون: غزوہ عسیرہ کے بعد مدینہ میں آنحضرت ﷺ نے تقریباً دس راتیں قیام فرمایا ہوگا کہ کرز بن جابر فہری نے مضامقات مدینہ پر شب خون مارا اس خبر کے سنتے ہی آپ مدینہ سے اس کے نقاب میں نکلے۔ یہاں تک کہ اطراف بدر (یعنی مقام سفوان) پہنچے چونکہ اس مقام پر آپ کے پہنچنے سے پہلے کرز بن جابر یہاں سے کوچ کر گیا تھا اس وجہ سے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

(مترجم) اس مرتبہ بروایت ابن ہشام مدینہ میں زید بن حارثہ کو قائم مقام فرمایا تھا واپسی کے بعد بقیہ ماہ جمادی الآخر

رجب و شعبان تک آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ اتنی

دفاعی تدابیر: ان متذکرہ غزوات میں آپ بہ نفس نفیس شریک رہے اس دوران آپ ﷺ نے جو دفاعی تدابیر اختیار فرمائیں اب ہم ان کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سیف البحر کو روانگی: غزوہ ابواء کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین (رضی اللہ عنہم) کے تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کو سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا۔ تین سو سواران مکہ کے ساتھ ابو جہل عمر ابن ہشام سے سامنا ہوا۔ لڑائی نہیں چھڑنے پائی تھی کہ محمدی بن عمرو الجعفی

۱۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آپ ﷺ مدینہ سے نکل کر بنو دینار کے عقب سے گزر کرتے ہوئے فیضاء خیار پہنچے اور بطلہ امین ازہر میں ایک درخت کے نیچے اترے وہیں آپ نے نماز ادا فرمائی آپ کے لئے کھانا پکایا گیا آپ نے اور کل ہمراہیوں نے کھایا۔ یہاں سے پھر کوچ فرمایا اور عام راستہ کو بائیں بازو چھوڑ کر شعبہ عبد اللہ پر چلے شادو لیل کو طے کرتے ہوئے حقیقہ الضوہ میں جا اترے چاہ الضوہ سے آپ نے پانی پیا۔ پھر اس مقام سے جل کر صحیرات میام میں عام اور مشہور راستہ کو پایا یہاں سے آپ اسی راستہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ بطن بیح سے نکل کر مقام عسیرہ میں قیام فرمایا۔ یہاں پر بقیہ ماہ جمادی الاول اور چند راتیں جمادی الثانی تک مقیم رہے۔ بنو مدلج اور ان کے حلفاء بنو شمیرہ سے عہد و بیان لے کر بلا لڑائی مدینہ واپس ہوئے اسی غزوہ میں آپ نے علی ابن ابی طالب کو ابوتراب کی کنیت سے یاد فرمایا۔ واللہ اعلم

درمیان میں آ گئے۔^۱

(۲) معمر کہ شہید المرار: پھر عبیدہ بن الحارث بن المطلبؓ کو ساٹھ یا اسی سوران مہاجرین رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ فرمایا یہاں تک کہ مہاجر مجاہدوں کا یہ گروہ شہید المرار میں پہنچا قریش کی ایک بہت بڑی جماعت سے مل بھڑ ہو گئی۔ عکرمہ بن ابی جہل اس کا افسر تھا اور بعض مورخ لکھتے ہیں کہ کرز بن حفص ابن الاخیف تھا اس دفعہ بھی کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ لڑائی کی نوبت نہ آئی لیکن اتنی بات ضرور ہوئی کہ مقدادؓ بن عمروؓ اور عقبہ بن غزوہؓ ان کفار کے گروہ سے نکل کر مسلمانوں کی جماعت میں آئے جو کہ اسی غرض کے لئے مکہ سے کفار کے ساتھ چلے تھے۔ چونکہ حمزہؓ ابن ابی عبدالمطلبؓ اور عبیدہ بن الحارثؓ کی روانگی نہایت قریب قریب واقع ہوئی تھی اس وجہ سے علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض حمزہؓ ابن عبدالمطلبؓ کی روانگی کو مقدم بتلاتے ہیں اور بعض اس کے برعکس لیکن اصلیت یہ ہے کہ یہ پہلا لشکر تھا جس کو آنحضرت ﷺ نے اسلام کے لئے قائم فرمایا تھا۔ طبری میں لکھا ہے کہ حضرت حمزہؓ کی روانگی غزوہ ودان سے قبل یعنی ہجرت سے سات مہینے بعد ماہ شوال میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

کرز بن جابر کا تعاقب: حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ کو آٹھ مہاجرین کے ہمراہ کرز بن جابر کے تعاقب میں روانہ فرمایا جس وقت اس نے اطراف مدینہ پر شب خون مارا تھا۔ حضرت سعد بن وقاصؓ نے فرار تک اس کا تعاقب فرمایا تھا لیکن اس کے نہ ملنے پر واپس آ گئے۔

حضرت عبد اللہ بن جحش اور فرمان نبویؐ: شب خون مارنے والے گروہ کے تعاقب سے واپسی کے بعد ماہ رجب میں عبد اللہ بن جحش بن ریاب اسدیؓ کی سرگردی میں آٹھ مہاجرین ابو حذیفہ بن عقبہؓ عکاشہ بن حصن بن اسدی بن خزیمہؓ عقبہ بن غزوہؓ ابن منصورؓ سعد بن ابی وقاصؓ عامر بن ربیعہؓ عتزی و حلیف بنو عدی و اقد بن عبد اللہ بن زید منات بن حمیم خالد بن

بعض علماء کا گمان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غزوہ ابواء سے واپسی کے وقت مدینہ میں ورود سے قبل اثناء راہ میں حمزہ بن عبدالمطلبؓ کو سیف البحر کی طرف صحیح کی جانب روانہ فرمایا تھا ان میں مہاجرین کے سوا انصار میں سے کوئی نہ تھا۔ ابو جہل ابن ہشام سے ساحل پر سامنا ہوا تھا مجذبی بن عمرو الجعفی نے (جو فریقین کے معاہدہ میں شریک تھا) سچ بچاؤ کر دیا لڑائی نہیں ہوئی ان کے جھنڈے کارنگ سفید تھا اور اس کو ابو مرثدؓ لے ہوئے تھے (سیرۃ ابن ہشام ولین اشیر)

۱۔ کتب سیر و تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سر یہ میل لڑائی نہ ہونے پر مورخین و علماء سب اتفاق کرتے ہیں لیکن بعض معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک تیر مارا اسی وجہ سے یہ مشہور ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں براہ خدا حضرت سعدؓ ہی نے تیر اندازی کی تھی۔

۲۔ مقداد بن عمروؓ بہرائی غزوہ ہرہ کے اور عقبہ بن غزوہؓ ابن جابر مازنی بنو نوفل کے حلیف تھے یہ دونوں بے چارے مسلمان تھے لیکن مجبوری سے ہجرت نہ کر سکتے تھے۔ اس مرتبہ جب کفار مکہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کو چلے تو یہ بھی سوچ کر چلے کہ بوقت جنگ مسلمانوں سے جا ملیں گے چنانچہ ایسا ہی کیا رضی اللہ عنہم و رضو عنہ

۳۔ ابن اسحاق کا یہ بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غزوہ عثیرہ ہی کے دوران حضرت سعدؓ کو روانہ فرمایا تھا اور یہ خرار (ارض حجاز) تک چلے گئے تھے اور مدینہ پہنچ کر خود بھی دوسری طرف روانہ ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم

الکیر از سعد بن لیث، سمیل بن بیضا فہری (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو روانہ فرمایا اور ایک خط لکھ کر عنایت فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ جب تک دودن کا راستہ طے نہ کر لو۔ اس تحریر کو ہرگز نہ دیکھنا، دودن کے راستہ طے کرنے کے بعد اس تحریر کو دیکھ کر جو کچھ اس میں لکھا ہو اس پر عمل کرنا اور کسی اپنے ہمراہی کو بھیج کر اکراہ اپنے ہمراہ نہ لے جانا۔ پس جب حضرت عبداللہ بن جحش دودن کا راستہ طے کر چکے۔ حسب ارشاد رسول ﷺ اس تحریر کو دیکھا تو اس میں حسب ذیل مضمون طے پایا:

”تم کو چاہئے کہ تم برابر چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ کہہ رکھ کے مابین نخلہ میں پہنچ کر مقیم ہو اور قریش کے منتظر رہو اور ہم کو ان کے حالات سے مطلع کرتے رہو۔“

حضرت عبداللہ بن جحش کا نخلہ میں قیام: عبداللہ بن جحش نے اس مضمون کو غور سے پڑھ کر بہرہ چشم قبول کیا اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا ”اے بھائیو مجھ کو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ دودن کا راستہ طے کر کے اس تحریر کو دیکھنا اور کسی اپنے ہمراہی کو بھیج کر اکراہ اپنے ہمراہ نہ لے جانا۔ چنانچہ اب میں نے دودن کا راستہ طے کر کے رسول ﷺ کی تحریر کو پڑھا۔ اب اس تحریر کے بموجب میں برابر سفر کرتا چلا جاؤں گا یہاں تک کہ مابین مکہ و طائف نخلہ میں پہنچ جاؤں۔ پس جس شخص کو شہادت عزیز ہو وہ میرے ساتھ آئے میں کسی کو بھیج کر اکراہ اپنے ہمراہ نہیں لے جانا چاہتا۔ حضرت عبداللہ بن جحش کے ہمراہیوں میں سے کسی نے جانے سے انکار نہیں کیا بلکہ بہ طیب خاطر ان کے ہمراہ چلے جا رہے تھے اتفاق سے اثناء راہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ و عقبہ بن غزوہؓ کا اونٹ راستہ بھول کر کسی اور طرف چلا گیا جس کی تلاش میں یہ دونوں بزرگ اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو گئے اور بقیہ اصحاب نخلہ میں جا کر ٹھہر گئے۔

سریہ عبداللہ بن جحش: قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ اس طرف سے گزرا جس میں تجارتی سامان تھا اور اس میں عمرو بن الحمضری و عثمان بن عبداللہ بن الحنفیہ اور اس کا بھائی نوفل اور حکم بن کیسان تھا یہ واقعہ رجب کے آخری دن کا ہے۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کرنا شروع کیا۔ بعض کہنے لگے کہ شہر الحرام میں جنگ ممنوع ہے بعضوں نے کہا کہ یہ موقع مناسب ہے حملہ کر دو۔ بحث و تکرار کے بعد اسی آخر الذکر رائے پر سب نے اتفاق کیا۔ واقعہ بن عبداللہ نے عمرو بن الحمضری کے ایک تیر مارا جس سے وہ مر گیا اس کے مرتے ہی قافلے والے پریشان و مضطرب ہو گئے۔ مسلمانوں نے پہنچ کر عثمان بن عبداللہ و حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا اور اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ نوفل اور چند لوگ بھاگ گئے اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے ہمراہیوں نے پانچواں حصہ آنحضرت ﷺ کے لئے علیحدہ کر کے بقیہ جو کچھ تھا آپس میں تقسیم کر لیا۔

مال غنیمت کی تقسیم: اس واقعہ سے واپسی کے بعد آنحضرت ﷺ کو اطلاع ہوئی کہ شہر الحرام میں قتال کیا گیا۔ یہ سن کر آپؐ آزرہ خاطر ہوئے قیدیوں اور فحش (پانچواں حصہ) کو وحی آنے تک روک رکھا۔ اس واقعہ سے حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے ہمراہیوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اس وقت ان لوگوں کی تسکین خاطر کے لئے اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ يَدْعُونَكُم مِّنْ دُونِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ﴾ ”یعنی جو لوگ آپ ﷺ سے حرمت والے مہینوں میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپؐ فرمادیجئے کہ ان میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔“

اللہ کو نہ ماننا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے باشندوں کو جلا وطن کرنا اور شرک، قتل سے بھی بڑا گناہ ہے مشرک تم سے لڑتے رہیں گے جب تک تمہیں تمہارے دین سے نہ لوٹا دیں بشرطیکہ ان کے بس میں ہو۔“

عبداللہ بن جحش اور ان کے ہمراہی اس آیت کو سن کر خوش ہو گئے اور آنحضرت ﷺ نے خمس لے لیا اور باقی مال غنیمت کو تقسیم کر دیا اور دونوں قیدیوں کو زرقہ دیا۔ عثمان بن عبداللہ تورہا ہوتے ہیں مکہ چلا گیا اور حکم بن کیسان مسلمان ہو گئے (رضی اللہ عنہ) اور حضرت سعد و عقبہؓ بخیریت مدینہ واپس آ گئے۔ یہ پہلا مال غنیمت تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور یہ پہلا خمس بھی تھا جو مال غنیمت سے اسلام میں نکالا گیا اور عمرو بن حضری پہلا مقتول ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا اسی سے جنگ بدر کبریٰ کی بنیاد پڑی۔ (واللہ اعلم)

قبلہ کی تبدیلی: ہجرت مدینہ کے سترہویں مہینہ کے شروع میں بیت المقدس کے بجائے کعبہ کی طرف قبلہ تبدیل ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے منبر پر چڑھ کر اس بارے میں خطبہ پڑھا اور دو رکعت نماز کعبہ کی طرف رخ کر کے ادا فرمائی یہ روایت ابن حزم کی ہے لیکن بعض تحویل قبلہ ہجرت سے اٹھارہ مہینہ شروع میں بتلاتے ہیں۔ اس کے سوا اور کسی نے کچھ روایت نہیں کی۔

صوم رمضان: (مترجم)

قبلہ کی تبدیلی شعبان کے نصف مہینہ میں ہوئی اس سے پیشتر آنحضرت ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ بعض کہتے

۱۔ اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ بن جحش مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر مدینہ تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو شہر حرام میں قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا خیر قیدیوں اور مال غنیمت کو حفاظت سے رکھو لیکن یہود و مشرکین مکہ نے کہنا شروع کیا کہ محمد رسول اللہ اور ان کے اصحاب نے شہر حرام میں لڑائی اور خون ریزی کی مال کو لوٹ کر قافلہ والوں کو قید کر لیا لیکن جو مسلمان مکہ سے آئے تھے وہ کہتے تھے کہ یہ واقعات ماہ شعبان کے ہیں جب لوگوں نے زیادہ بھیڑ بھاڑ شروع کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدَقَ سَبِيلُ اللَّهِ وَكَفَرُوهَ وَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَ اخْرَاجْ أَهْلَهُ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَ الْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَ لَا يَزَالُونَ يَقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ أَوْ اسْتَطَاعُوا﴾ آنحضرت ﷺ نے خمس لے لیا اور مال غنیمت تقسیم کر دیا اہل مکہ نے عثمان بن عبداللہ و حکم بن کیسان کا فدیہ بھیجا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو فدیہ لے کر نہ چھوڑوں گا جب تک میرے اصحاب سعد و عقبہؓ نہ آجائیں۔ مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم ان کو قتل کر ڈالو گے۔ پس اگر تم نے ایسا ہی کیا تو میں تمہارے ان دونوں آدمیوں کو قتل کروں گا اس اثناء میں سعد و عقبہؓ آ گئے آپ نے عثمان و حکم کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ عثمان تو مکہ چلا گیا۔ لیکن حکم مسلمان ہو گئے اور مدینہ ہی میں رہے یہاں تک کہ واقعہ یز معونہ میں شہید ہوئے۔ بعد نزول آیت مذکورہ عبداللہ بن جحش اور ان کے ہمراہیوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ہم کو اس واقعہ میں مجاہدین کا ثواب ملے گا؟ آنحضرت ﷺ جواب دینے کو تھے کہ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿إِنَّ الْمَدِينَةَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجِعُونَ رَحِمَةُ اللَّهِ غُفُورًا الرَّحِيمِ﴾

”یعنی ایمان لانے والے ہجرت کرنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں

اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔“

اس واقعہ کے حدیث کی روایت ذہری و یزید بن رومان نے عروۃ بن الزبیر سے کی ہے۔ واللہ اعلم

ہیں کہ آیہ تحویل قبلہ (یعنی قبلہ کی تبدیلی) نماز کی حالت میں نازل ہوئی تھی جب کہ آپ دو رکعت پڑھ چکے تیسری رکعت میں یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ صحابہ بھی آپ کے ساتھ پھر گئے۔ واللہ اعلم وہ آیت جس سے تحویل قبلہ ہوا تھا یہ ہے:

﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾

”یعنی ہم آسمان کی طرف آپ کے چہرے کا بار بار پھرنا دیکھ رہے ہیں اس لئے آپ کو آپ کے پسندیدہ قبلہ کی طرف پھیر دیں گے۔ آپ مسجد حرام کی طرف منہ پھیر لیں۔ مسلمانو! تم جہاں بھی ہو اسی کی طرف اپنے منہ پھیر لو۔“

جب شعبان کا مہینہ گزرنے لگا تو صوم (روزہ) فرض کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾

”یعنی رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے لئے راہنما ہے اور جس میں ہدایت کے مضبوط دلائل ہیں اور صحیح و غلط میں فرق کرنے والا ہے۔ لہذا جو یہ مہینہ پائے اسے اس کے روزے رکھنے چاہئیں۔“

باب : ۳

غزوہ بدر ۲ھ

جنگ بدر کی وجوہات : ماہ رمضان کے شروع میں آنحضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل قریش کا تجارتی مال و اسباب سے بھرا ہوا قافلہ شام سے مکہ آ رہا ہے اس کے ساتھ تیس یا چالیس آدمی خاص اہل قریش کے ہیں جن کا سردار ابوسفیان ہے اور اس کے ہمراہیوں میں عمرو بن العاصی و مخزومہ بن نوفل ہیں۔ آپ نے مسلمانانِ مہاجرین و انصار کو جمع کر کے اس قافلے کی طرف پیش قدمی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چونکہ آپ کو جنگ کا خیال غالب نہ تھا اس وجہ سے روانگی کے وقت کچھ زیادہ اہتمام نہ کیا۔ اتفاق سے یہ خبر رفتہ رفتہ ابوسفیان تک پہنچ گئی اس نے مسلمانوں سے ڈر کر ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تمہارا قافلہ محمد رسول ﷺ اور ان کے تابعین کی وجہ سے معرضِ زوال میں ہے دوڑو اور اپنے قافلہ کو بچاؤ۔ چنانچہ اہل مکہ یہ سنتے ہی سب کے سب نکل کھڑے ہوئے الا شاذ و نادار کسی وجہ سے نہ گئے۔ منجملہ اوروں کے ابولہب بھی تھا۔ آٹھ رمضان کے بعد جناب رسول ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے حضرت عمرو بن ام مکتومؓ کو اپنے بجائے نماز پڑھانے کے لئے چھوڑ گئے پھر مقامِ روحاء میں پہنچ کر ابولہبؓ کو مدینہ کا حاکم مقرر کر کے واپس کیا اس لشکر میں تین علم تھے ایک حضرت مصعب بن عمیرؓ کے دوسرا حضرت علی بن ابی طالبؓ کے تیسرا کسی انصاری کے ہاتھ میں تھا ان آخری دو کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ سیاہ رنگ کے تھے۔ واللہ اعلم

مجاہدین کی روانگی : صحابہؓ کے ساتھ اس معرکہ میں صرف ستر اونٹ تھے جس پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ ساقہ پر قیس بن ابی مصعب بخاریؓ کو مقرر فرمایا اور ان کے ساتھ انصار کا نشان تھا جو حضرت سعد بن معاذؓ لئے ہوئے تھے۔ (آنحضرت ﷺ) مدینہ کی پشت سے نکل کر ذی الحلیفہ کی طرف گئے۔ صغیراتِ یمام تک پہنچے کر پیڑ روحاء کی طرف بڑھے۔ پھر عام و مشہور راستہ کو دائیں ہاتھ چھوڑ کر صفراء پہنچے اس مقام پر پہنچنے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے ہمس بن عمرو الجعفی حلیف بنو ساعدہ اور عدی بن ابی الزعباء الجعفی حلیف بنو نجار کو بدر کی طرف ابوسفیان کے تجسس حال کے لئے روانہ کر دیا اور خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ صفراء کے دائیں جانب سے وادیِ ذقران پہنچے اس مقام پر آپ کو مکہ سے

۱۔ اونٹ ستر تھے اور آدمی تین سو دس یا بارہ تھے اس وجہ سے آنحضرت ﷺ علی بن ابی طالبؓ و مرثد بن ابی مرثد غنویؓ کے درمیان ایک اونٹ تھا اور ابوبکر و عمر و عبدالرحمنؓ بن عوف میں ایک اونٹ تھا۔ غرض اسی طرح تین تین چار چار آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تھا۔

قریش کے نکلنے کی اطلاع ہوئی۔

حضرت محمد ﷺ کا انصار و مہاجرین سے مشورہ : آپ ﷺ نے مہاجرین و انصار کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ پہلے مہاجرین نے نہایت خوبصورتی سے بسر و چشم ہر حکم کے بجالانے کا اقرار کیا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے انصار کی طرف رخ کیا ان میں سے حضرت سعد بن معاذ نے نکل کر عرض کیا ”اے رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ اگر آپ دریا میں کودنے کو فرمائیں گے تو ہم اس میں بھی غوطہ لگائیں گے۔ آپ اللہ کے نام پر ہمارے ساتھ چلے ہم ساتھ چھوڑنے والوں میں نہیں ہیں۔“ آنحضرت ﷺ یہ سن کر خوش ہو گئے اور یہ ارشاد فرمایا ”کہ تم لوگوں کو بشارت ہو اللہ جل شانہ نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔“

اسلم و عریض کی گرفتاری: اس کے بعد وادی ذقران سے روانہ ہوئے بدر کے قریب پہنچ کر حضرت علی بن ابی طالب و حضرت زبیر و حضرت سعد کو چند آدمیوں کے ہمراہ تجسس احوال کی غرض سے روانہ کیا اتفاق سے اہل قریش کے دو کم سن لڑکے ان لوگوں کے ہاتھ آ گئے یہ لوگ ان کو پکڑ لائے آنحضرت ﷺ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ استفسار پر ان لڑکوں نے ظاہر کیا کہ ہم اہل قریش کے ستے (پانی بھرنے والے ہیں) ان لوگوں نے ان کے کہنے کو سچ نہ جان کر مارنا شروع کیا اس امید سے کہ شاید مار پیٹ کے خوف سے ابوسفیان کے حالات بتلا دیں دو چار ہاتھ مار کھانے کے بعد ان دونوں نے کہنا شروع کیا ہم اہل قریش کے قافلہ والوں میں سے ہیں۔ اس اثناء میں آنحضرت ﷺ نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہو کر ان لوگوں کو مارنے سے منع فرمایا اور لڑکوں سے ارشاد فرمایا تم مجھے سچ بتلاؤ کہ اہل قریش کہاں ہیں؟ لڑکوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلہ کے اس طرف ہیں۔ ایک روز دس اونٹ اور دوسرے روز نو اونٹ ذبح کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین کی تعداد ہزار اور نو سو کے درمیان ہے۔

حضرت بسیس اور حضرت عدی کی مخبری: بسیس و عدی کا (جو جاسوسی کی غرض سے صفراء میں پہنچنے سے پہلے روانہ کئے گئے تھے) اس وقت تک کچھ پتہ نہ تھا اور نہ یہ معلوم تھا کہ وہ کہاں ہیں اور کس طرف جا رہے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے

۱۔ ان میں ایک کا نام اسلم تھا جو بنو حجاج سے تھا اور دوسرے کا نام عریض ابویسار تھا یہ بنو عاص بن سعید سے تھا۔ جب ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اہل قریش کے لئے پانی لانے کو نکلے ہیں جب مارا گیا تو کہنے لگے کہ ہم ابوسفیان کے ہمراہیوں میں سے ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے مارنا چھوڑ دیا۔ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ جب انہوں نے سچ کہا تو تم نے مارا اور جب جھوٹ کہا تو چھوڑ دیا۔ واللہ یہ اہل قریش سے ہیں آؤ لڑکو تم مجھے بتلاؤ کہ قریش کہاں ہیں انہوں نے جواب دیا کہ یہ ٹیلہ جو دکھائی دیتا ہے اس کے پیچھے ہیں پھر آپ نے دریافت کیا کتنے لوگ ہیں لڑکوں نے جواب دیا کہ کثیر العدد ہیں جن کا ہم کو شمار نہیں معلوم تب آپ نے استفسار کیا رواؤ انکس قدر اونٹ کھانے کے لئے ذبح کئے جاتے ہیں لڑکوں نے کہا کبھی دس کبھی نو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غالباً ان کی تعداد نو سو یا ہزار ہے پھر آپ نے سرداران قریش کی بابت دریافت فرمایا۔ لڑکوں نے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ ابوالنضر بن ہشام حکیم بن حزام نوفل بن خویلد حرت بن عامر بن نوفل طیبہ بن عدی بن نوفل نضر بن الحزرت زمرہ بن الاسود ابوجہل امیہ بن خلف نبیہ و معیہ پسران حجاج سمیل بن عمرو بن عبد و غیر ہم کو بتلایا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

بعد بدر کے قریب ایک ٹیلہ کے نیچے پانی کے چشمہ کی طرف دو شخص اونٹ پر سوار آتے ہوئے نظر آئے رفتہ رفتہ جب وہ پانی کے قریب آ گئے اور اپنے اونٹوں کو ایک طرف میں پانی پلانے لگے۔ مجدی بن عمرو (جمہیہ سے) ان دونوں کے قریب بیٹھا ہوا تھا اس اثناء میں دو عورتیں آپس میں باتیں کرتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری سے مخاطب ہو کر کہا کہ کل یا پرسوں اہل قریش کا قافلہ شام سے واپس ہو گا ان کے لئے کچھ کھانا وغیرہ تیار کر رکھنا چاہئے دوسری نے جواب دیا ضرور! میں تیرا حق تجھ کو دوں گی۔ اس کے بعد وہ مجدی کے پاس آئیں اور اس سے اس خبر کی تصدیق کی ان دونوں عورتوں کی باتیں وہ دونوں شتر سوار بھی سنتے ہی اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر مسکراتے ہوئے چلے گئے اس قرینہ سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں شتر سوار وہی ہیسس اور عدی ہیں جو جاسوسی کے لئے روانہ ہوئے تھے۔

مشرکین مکہ کی آمد: ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد ابوسفیان آنحضرت ﷺ کی نقل و حرکت کی جستجو میں آیا اور مجدی سے کہا: ((اھل احست اھدا)) یعنی ”کیا تو نے کسی کو آتے جاتے دیکھا ہے“ مجدی نے کہا ((راکبنا انا خایمیلان لھذا النمل فاستقی الماء و مھضا)) یعنی ”دو سوار اس ٹیلہ کی طرف سے آئے اور اونٹوں کو بٹھا کر پانی پلایا اور چلے گئے“ ابوسفیان یہ سنتے ہی اس مقام پر آیا جہاں پر انہوں نے اونٹوں کو بٹھایا تھا اور ایک بیگنی اٹھا کر توڑ کر کہنے لگا واللہ یہ شرب والے تھے اس کے بعد اس نے اونٹوں کے نشان قدم سے ان کے جانے کا سراغ لیا اور نہایت تیزی سے لوٹ کر قافلہ کو براہ ساحل لے چلا اتنے میں اہل مکہ بھی آ گئے ان سے اس نے خوش ہو کر کہا ”چلو واپس چلو ہمارا قافلہ صحیح و سالم بچ آیا“ ابو جہل نے کہا ”واللہ جب تک ہم اب بدر تک نہ پہنچ جائیں اور تین دن تک وہاں ٹھہر کر کھاپی کر مڑے نہ اڑائیں گے ہرگز ہرگز واپس نہ ہوں گے“۔ انض بن شریق نے کہا کہ تم لوگ اپنے قافلہ کو بچانے کو آئے تھے چنانچہ وہ محفوظ رہا اب واپس چلنا چاہئے میں یہاں اب ایک ساعت نہ ٹھہروں گا۔

ابو جہل کا جنگ پر اصرار: ابو جہل نے اس کا جواب ترش روئی سے دیا جس سے انض مع کل بنو زہرہ اور ان کے حلیف کے لوٹ کھڑا ہوا۔ بنو عدی پہلے ہی سے اہل مکہ کے ساتھ نہیں گئے تھے اس وجہ سے واقعہ بدر میں نہ کوئی زہری قریش تھا اور نہ کوئی عدوی قریش تھا۔ قریش سے پہلے آنحضرت ﷺ نے بدر پہنچ کر ایک چھوٹے سے کنویں پر قیام فرمایا۔ حباب بن المنذر بن عمرو بن الجحوم نے عرض کیا ”کہ اللہ جل شانہ نے ایسی منزل پر پہنچا دیا ہے اگر لڑائی کا قصد ہے تو ہرگز اس مقام کو نہ چھوڑئیے ہم آپ کے لئے کھجور کے پتوں اور لکڑیوں سے ایک مکان بنائے دیتے ہیں اور ایک حوض کھود کر پانی بھرے لیتے ہیں تاکہ دوران جنگ پانی کھینچنے اور لانے سے بے فکر رہیں“۔ آپ نے یہ تجویز پسند فرمائی اصحاب نے تھوڑی دیر میں ایک حوض کھود کر پانی سے بھر لیا اور مشکیزوں کو بھی پُر کر کے پورے کنویں پر قبضہ کر لیا قریش کا گروہ آیا اور بدر کے قریب ٹھہرا تو انہوں نے عمیر بن وہب حنظلی کو مسلمانوں کو دیکھنے اور ان کو شام کرنے کے لئے بھیجا عمیر بن وہب لشکر اسلام کے ارد گرد پھر کر واپس گیا اور مشرکین مکہ سے بیان کیا کہ اصحاب محمد رسول اللہ ﷺ تین سو دس یا کچھ کم و بیش ہیں ان کے منجملہ دو شخص زبیر و مقداد سواروں میں ہیں۔ حکیم بن حزام و عقبہ بن ربیعہ نے مسلمانوں کو قلیل المقدار اور حقیر سمجھ کر مع قریش

کے بلا جنگ لوٹنے کا قصد کیا لیکن ابو جہل نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ مشرکین مکہ نے ابو جہل کی موافقت کی دونوں گردہ آمادہ جنگ ہو گئے۔

فتح کی بشارت: آنحضرت ﷺ لشکر اسلام کی صفیں درست و مرتب کر کے اپنی قیام گاہ پر صرف حضرت ابوبکرؓ کو اپنے ہمراہ لے کر واپس ہوئے اور اللہ جل شانہ سے دعا کرنے لگے ((اللهم ان تھلك هذه الغصابة في الارض اللهم ابنخولي ما وعدتني)) یعنی ”اے اللہ اگر تو مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت ختم کر دے گا تو دنیا میں کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔ اے اللہ اپنا وعدہ پورا فرما“۔ حضرت ابوبکرؓ آمین ثم آمین کہتے جاتے اور کسی وقت انہیں کلمات کو دودھرا دیتے تھے اور حضرت سعد بن معاذؓ مکان کے دروازے پر انصار کے دو چار نوجوانوں کو لئے ہوئے حفاظت کر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ وعاما نکتے مانگتے تھوڑی دیر کے لئے خاموش سے ہو گئے پھر دفعۃً چونک کر فرمایا ((ابشروا ابابکر فقد اتى نصر الله)) ”یعنی اے ابوبکرؓ خوش ہو جاؤ اللہ کی مدد آگئی“ اس کے بعد آپؐ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو لڑائی کی ترغیب دی اور ایک مٹھی کنکری اٹھا کر شاہت الوجہ پڑھ کر مشرکین کے منہ پر ماری۔ مشرکین کے گردہ سے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور ولید ابن عتبہؓ نکل کر میدان میں آئے اور لٹکار کر اپنے مقابل لڑنے والے کو طلب کیا۔ اس طرف سے عبیدہؓ بن الحارث و حمزہ بن عبد المطلبؓ و علی بن ابی طالبؓ (رضی اللہ عنہم) نکلے حضرت حمزہؓ نے اپنے مقابل شیبہ کو اور حضرت علیؓ نے ولید کو ایک ہی وار سے قتل کر دیا، لیکن عتبہ نے حضرت عبیدہؓ پر وار کیا جس سے ان کے پاؤں کٹ گئے اتنے میں حضرت حمزہؓ و علیؓ عتبہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو بھی قتل کر ڈالا۔ میدان جنگ میں ان بزرگوں کے نکلنے سے پہلے نوجوانان انصار قرشی عوف و معوذ پسران عفراء اور عبد اللہ بن رواحہؓ لڑنے کو آئے تھے لیکن غیر قوم ہونے کی وجہ سے عتبہ و شیبہ و ولید نے ان لوگوں سے لڑنے سے انکار کیا تب حضرت عبیدہؓ و حضرت حمزہؓ و حضرت علیؓ آئے تھے اس کے بعد قوم نے مجموعی حالت سے حملہ کیا مشرکین کو شکست ہوئی۔

مقتولین و اسیران جنگ: اس لڑائی میں مشرکین میں سے ستر آدمی مارے گئے ان کے مشاہیر مکہ عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ و ولید بن عتبہؓ حنظلہ بن ابی سفیان بن حربؓ عبیدہ و عاصی پسران سعید بن العاصیؓ حرث بن عامر بن نوفلؓ اور اس کا چچا زاد بھائی طعنے بن حدیؓ زمعتہ بن الاسودؓ اور اس کا بیٹا حرثؓ اور اس کا بھائی عقیل بن الاسودؓ اور اس کا چچا زاد بھائی ابوالختری بن ہشامؓ

ان لوگوں سے پہلے جیسا کہ آگے چل کر خود علامہ نکھتا ہے انصار کے تین شخص عوف و معوذ پسران عفراء و عبد اللہ بن رواحہؓ مشرکین مکہ کے مقابلہ پر آئے تھے۔ مشرکین مکہ نے کہا ((من انتم)) ”تم لوگ کون ہو“ ان لوگوں نے جواب دیا ((دھنط من الانصار)) ”ہم انصار کے گردہ سے ہیں“ یہ سن کر مشرکین مکہ نے چلا کر کہا ((ما لنا بکم من حاجه)) ”تم سے لڑنے کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہے“ یہ سن کر انصار خاموش ہو گئے اور مشرکین کی طرف سے ایک شخص نے بآواز بلند کہا۔ ((يا محمد اصبر جالنا اكفاءنا من قومنا)) ”اے محمد ﷺ ((ہماری طرف یعنی ہم سے لڑنے کو ہماری قوم سے ہماری ذات والوں کو بھیج“ تب آنحضرت ﷺ نے حضرت عبیدہ بن الحارثؓ و حضرت حمزہؓ و حضرت علیؓ کو نام بنام اٹھا کر میدان میں بھیجا۔ جب یہ لوگ میدان جنگ میں آئے تو پھر مشرکین نے دریافت کیا حضرت عبیدہؓ نے کہا میں عبیدہ ہوں اور حضرت حمزہؓ نے کہا میں حمزہ ہوں اور حضرت علیؓ نے کہا میں علیؓ ہوں۔ مشرکین نے کہا ہاں تم لوگ ہماری قوم و برداری کے ہو اس کے بعد یا ہم لڑائی شروع ہو گئی۔

نوفل بن خولید بن اسد ابو جہل بن ہشام (اس کو معاذ و معوذہ پسرانِ عفراء نے مل کر قتل کیا تھا لیکن اس میں تھوڑا سا دم باقی تھا تو عبد اللہ بن مسعود نے اس کا سر کاٹ لیا اور اس کا بھائی عاصی بن ہشام اور ان دونوں کا ابن العم مسعود بن امیہ ابوقیس بن الولید بن المغیرہ اور اس کا ابن عم ابوقیس بن الفا کہ نبیہ و معبہ پسرانِ حجاج عاصی بن منبہ امیہ بن خلف اور اس کا لڑکا علی عمیر بن عثمان (طلحہ کا چچا) وغیرہ اس لڑائی میں کام آئے اور عباس بن عبد المطلب و عقیل بن ابی طالب و نوفل بن الحرث بن عبد المطلب و سائب بن عبد یزید (بنو مطلب سے) و عمرو بن ابی سفیان بن حرب و ابو العاصی بن الریح و خالد بن اسد بن ابی العیض و عدی بن الحیار (بنو نوفل سے) و عثمان بن عبد شمس (برادر عم زاد عقبہ بن غزوہ) و ابو عزیز (برادر مصعب بن عمیر) و خالد بن ہشام بن المغیرہ اور اس کا ابن العم رفاعہ بن ابی رفاعہ و امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ و ولید بن ولید (برادر خالد) و عبد اللہ و عمر پسرانِ ابی بن خلف و سہیل بن عمرو وغیرہ قید کر لئے گئے۔

شہداء جنگ بدر: مسلمانوں کی طرف سے اس معرکہ میں مہاجرین میں سے چھ صحابی حضرت عبیدہ بن الحارث بن المطلب حضرت عمیر بن ابی وقاص و ذوالشمالین بن عبد عمرو بن تھلہ خزاعی (حلیف بنو زہرہ) و صفوان بن بیضاء (بنو حارث ابن فہر سے) و کعب خادم حضرت عمر بن الخطاب (یہ تیر کے زخم سے شہید ہوئے) و عاقل بن البکر لیشی (حلیف بن عدی) اور انصار سے آٹھ صحابی قبیلہ اوس کے سعد بن شمیم و بشر بن عبد المذر و اور قبیلہ خزرج کے یزید بن الحارث بن الخزرج و عمیر بن الہام (بنو سلمہ سے) و رافع بن معطی (بنو حبیب بن عبد حارث سے) و حارث بن سراقہ بخاری و عوف و معوذہ پسرانِ عفراء (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) جملہ چودہ صحابی شہید ہوئے۔

مجاہدین کی واپسی: لڑائی ختم ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے مشرکین مکہ کو ایک کنوئیں میں ڈال کر مٹی ڈلوادی اور شہداء صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو علیحدہ دفن کرادیا۔ مال غنیمت کو عبد بن کعب بن مبذول بن عمرو ابن غنم بن مازن بن نجار کے سپرد کر دیا پھر بوقت مراجعت جس وقت صفراء میں پہنچے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اسی طرح مال غنیمت کو تقسیم فرمایا اور نصر بن الحارث بن کلدہ (از بنو عبد الدار) کی گردن مارنے کا حکم دیا پھر یہاں سے روانہ ہو کر عرقِ اطہیہ میں پہنچے اس مقام پر عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ کی گردن ماری گئی۔ یہ دونوں بھی قیدیانِ بدر کے ساتھ قید ہو کر آئے اور آنحضرت ﷺ سے نہایت دشمنی رکھتے تھے۔ الغرض آنحضرت ﷺ اور صحابی مع قیدیوں و مال غنیمت کے منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے

صفوں میں ترحیب کے بعد آنحضرت ﷺ جس وقت اپنی قیام گاہ پر آنے لگے اس وقت مسلمانوں کو جملہ کرنے سے منع فرمائے تھے لیکن مشرکین تیرہ تیر مار رہے تھے اور صحابہ اپنے کو بچاتے جاتے تھے لیکن ایک تیر کعبہ بنی حضرت عمر بن الخطاب کے گناح سے یہ شہید ہو گئے ان کے بعد حارث بن سراقہ بخاری کے تیر کا اور یہ بھی شہید ہو گئے اس اثناء میں آنحضرت ﷺ مکان سے باہر آئے اور لوگوں کو لڑائی پر آمادہ کر کے فرمایا جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اس کی قسم ہے کہ جو شخص آج مشرکین سے لڑے گا اور مبر و قتل سے سینہ سپر ہو کر مارا جائے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریگا۔ عمیر ابن الحارث اس وقت ہاتھ میں دو چار کھجوریں لئے ہوئے کھارہے تھے۔ یہ سنتے ہی بول اٹھے واللہ ہم سے اور جنت سے اب دوری کیا رہ گئی یہی نہ کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کر ڈالیں۔ یہ کہہ کر کھجوروں کو پھینک دیا اور تلواریں چلے گئے اور لڑکر شہید ہوئے (رضی اللہ عنہ) سیرۃ ابن ہشام

مدینہ منورہ پہنچ گئے جب کہ رمضان کے ختم ہونے میں آٹھ دن باقی تھے۔

(مترجم) مال غنیمت کی تقسیم میں اختلاف رائے: آنحضرت ﷺ جس وقت جنگ بدر سے مظہر و منصور ہو کر مدینہ واپس ہوئے اس وقت تک مال غنیمت تقسیم کرنے کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ اصحاب بدر مال غنیمت کی تقسیم پر مختلف الرائے ہو گئے جن لوگوں نے مال و اسباب جمع کیا تھا وہ یہ کہہ رہے تھے کہ یہ مال و اسباب ان کا ہے جنہوں نے جمع کیا ہے۔ دوسرے وہ اصحاب تھے جو دشمنان خدا سے لڑے اور ان سے مقابلہ کیا تھا وہ کہتے تھے کہ اگر ہم نہ ہوتے تو تم کو یہ مال و اسباب نہ ملتا بے شک ہم نے مشرکین کو تمہاری طرف متوجہ نہیں ہونے دیا۔ یہاں تک کہ تم لوگ پاگئے جو کچھ تم نے پایا (یعنی مال و اسباب جمع کر لیا لوٹ لیا) اور جو لوگ آنحضرت ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے ان کا دعویٰ یہ تھا کہ تم لوگوں سے ہم زیادہ مستحق ہیں ہم بخوبی لڑ بھی سکتے تھے اور مال و اسباب بھی جمع کر سکتے تھے کیونکہ اللہ جل شانہ نے ہماری فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تھا لیکن ہم نے دشمنان دین کے آنحضرت ﷺ پر حملے کے خوف سے ان کی حفاظت کی اس لئے تم لوگ ہم سے زیادہ مستحق نہیں ہو۔

حضرت عبادہ بن الصامت: ابن اسحاق مجھ سلسلہ عبادۃ بن الصامت سے روایت کرتا ہے کہ عبادۃ بن الصامت کہتے ہیں کہ سورہ انفال ہم لوگوں کے حق میں نازل ہوئی تھی کہ ہم لوگوں نے انفال (مال غنیمت) کی تقسیم میں اختلاف کیا تھا اور ہمارے اخلاق میں کسی قدر فرق آچلا تھا پس اللہ جل شانہ نے اس کو ہمارے قبضہ سے لے کر رسول ﷺ کے اختیار میں دے دیا۔ چنانچہ آپ نے سب مسلمانوں میں حصہ مساوی تقسیم کر دیا۔ ابن اشیر تحریر کرتا ہے کہ مال غنیمت کے تقسیم کرتے وقت آنحضرت ﷺ نے حسب ذیل ان آٹھ اصحاب کو بھی حصہ دیا جو واقعہ بدر میں حاضر نہ تھے (۱) عثمان بن عفان (ان کو آنحضرت ﷺ) ان کی بی بی رقیہ بنت رسول ﷺ کی علامت کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے۔ (۲) طلحہ بن عبید اللہ (۳) سعید بن زید (ان دونوں صاحبوں کو مدینہ سے قافلہ کی جستجو کے لئے بھیج دیا تھا) (۴) ابولبابہ (ان کو آنحضرت ﷺ مدینہ ہی میں بغرض انتظام چھوڑ گئے تھے) (۵) عاصم بن عدی ان کو عالیہ مدینہ میں چھوڑ گئے تھے (۶) حارث بن حاطب (ان کو بنو عمرو بن عوف کی طرف کسی وجہ سے لوٹا دیا تھا) (۷) حارث بن الصمۃ (۸) خوات ابن جبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) یہ اصحاب اگرچہ واقعہ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کو مال غنیمت سے حصہ دے کر بدریوں میں شامل کر لیا۔ واللہ اعلم

مردین کا انجام: مشرکین مکہ کے ساتھ دین کے پانچ آدمی بھی بدر میں لڑنے آئے تھے جن کو مسلمانوں کی تلواروں نے موت کا عہرہ چکھا دیا انہیں مقتولین مشرکین میں شمار کیا۔ بنو اسد بن عبدلعزیٰ بن قضی سے حارث بن زعمہ بنو مخزوم سے ابو قیس ابن الفا کہ بنو النضیرہ و ابو قیس بن الولید بن النضیرہ بنو نجیح سے علی بن امیہ بن خلف بنو کعبہ سے عاصی بن مغیرہ۔ یہ لوگ قبل ہجرت جس وقت آنحضرت صلی اللہ مکہ میں تھے ایمان لا چکے تھے لیکن جب حکم ہجرت صادر ہوا اور آنحضرت ﷺ مدینہ ہجرت فرما گئے ان لوگوں کو ان کے اعزہ و خاص خاص اقارب نے مکہ میں روک لیا آخر ان لوگوں نے ان کے سمجھانے سے اسلام چھوڑ دیا۔ واقعہ بدر میں اپنی قوم کے ساتھ آئے اور انہیں کے ساتھ مارے گئے۔

اہل مدینہ کو نوید فتح: بدر میں کامیابی کے بعد آنحضرت ﷺ نے عبد اللہ بن رواحہ کو اہل عالیہ مدینہ کو خوشخبری سناتے کے لئے اور اہل قافلہ مدینہ کی بشارت کے لئے زید بن حارثہ کو روانہ کیا۔ اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ فتح جنگ بدر کی خبر ہمارے کانوں تک اس وقت پہنچی جس وقت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کو ہم لوگ مٹی دے رہے تھے میں زید بن حارثہ

کے پاس آیا وہ مصلے پر کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے مارا گیا عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ ابو جہل بن ہشام و زمعہ بن الاسود ابو النحر بن عاص بن ہشام و امیہ خلف و نبیہ و منبہ پسران حجاج اثناء کلام میں میں بول اٹھا اے والد کیا یہ سچ ہے؟ جواب دیا کہ ”ہاں واللہ یہ سب مارے گئے۔“

اسیران جنگ سے حسن سلوک: اس کے بعد آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور آپؐ کے ہمراہ بدر کے قیدیوں کا قافلہ تھا آپؐ نے ان کو اپنے اصحابؓ میں تقسیم کر دیا اور فرمایا: ((ستوصوا بالاساری خیراً)) یعنی ”قیدیوں کے ساتھ ازراہ خیر نیکی کرو“ عباس بن عبدالمطلب مشکلیں باندھ کر در دولت پر رکھے گئے چونکہ ان کا ہاتھ اس سختی سے باندھا گیا تھا ان کے کراہنے سے تمام شب آنحضرت ﷺ کو نیند نہ آئی۔ صحابہؓ نے نیند نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا عباسؓ کے کراہنے نے مجھے سوئے نہیں دیا یہ سنتے ہی ایک بزرگ نے اٹھ کر ان کی مشکلیں ڈھیلی کر دیں الغرض قیدیوں کے ساتھ صحابہؓ (رضی اللہ عنہم) کا برتاؤ نہایت نرمی کا تھا جو کچھ ان کو میسر ہوتا تھا آپؐ بھی کھاتے جاتے تھے اور ان کو بھی کھلاتے تھے ابو عزیز بن عیسر بن ہاشم (برادر مصعب بن عمیرؓ) کا یہ بیان ہے کہ جب ہم لوگ قید ہو کر بدر سے آئے تو میں انصارؓ کے ایک گروہ کی حفاظت میں رکھا گیا دونوں وقت مجھے خرما اور روئیاں کھانے کو ملتی تھیں علاوہ اس کے جو شخص اس طرف سے گزرتا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز کھانے کی ہوتی تو وہ ضرور اس میں سے کچھ حصہ مجھ کو دے دیتا تھا۔

اسیران جنگ کی رہائی: چند روز کے بعد آپؐ نے اپنے اصحاب کرامؓ سے قیدیان بدر کی بابت مشورہ طلب فرمایا کسی نے کچھ رائے دی اور کوئی اور بھی کہہ رہا تھا اتنے میں حضرت عمر بن الخطابؓ بول اٹھے نہیں یا رسول اللہ ﷺ مصلحت تو یہ ہے کہ ان قیدیوں میں سے جو جس کا عزیز ہو وہی اس کو قتل کرے تاکہ دوسرے مشرکین کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں ان کی عزیز داری و قرابت کے لحاظ سے اللہ و رسولؐ کی محبت بہت زیادہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف توجہ فرمائی انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ سب ہمارے اور آپؐ کے اعزہ ہیں کوئی چچا ہے کوئی چچا کا لڑکا ہے اب چونکہ اللہ جل شانہ نے ان پر ہم کو فتح و نصرت دی ہے بہتر ہوگا کہ ان لوگوں سے فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیں عجب نہیں کہ آئندہ ایمان لائیں۔ آنحضرت ﷺ کو یہ رائے پسند آئی۔ آپؐ نے فدیہ لے کر آزاد کر دیا اور جو اداۓ فدیہ پر قادر نہ ہو سکا اس کو آنحضرت ﷺ نے ازراہ احسان خود آزاد کر دیا۔

حضرت عباسؓ کا قبول اسلام: بدر کے مشرکین قریش کا فدیہ چار ہزار درہم سے ہزار درہم فی کس تک مقرر کیا گیا۔ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے کہا کہ ”اے محمد ﷺ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا چچا اداۓ فدیہ کے لئے گدائی کرے“ آنحضرت ﷺ نے بہ الہام الہی فرمایا کہ ان درہموں میں سے دے دیجئے جو آپؐ بوقت روانگی ام الفضل کے پاس رکھ آئے تھے۔ حضرت عباسؓ نے یہ سن کر تعجب سے دریافت کیا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ آپؐ نے فرمایا میرے اللہ نے مجھے بتایا اس پر حضرت عباسؓ کا دل بھر آیا اسی وقت مسلمان ہو گئے اور فدیہ بھی ادا کر دیا۔

حضرت خدیجہؓ کا ہار بطور فدیہ: انہیں قیدیوں میں ابو العاصؓ بھی تھے جس وقت اہل مکہ اپنے اعزہ کا فدیہ روانہ کر رہے تھے ان کی بی بی زینبؓ (آنحضرت ﷺ کی بیٹی) نے اپنے گلے کا ہار ابو العاصؓ کے فدیہ میں روانہ کیا (یہ ہار حضرت خدیجہؓ کا تھا) انہوں نے اپنی لڑکی زینبؓ کو جہیز میں دیا تھا جب یہ ہار آنحضرت ﷺ کے رو بہ رو آیا تو آپؐ کو بے حد رقت ہوئی اور آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو اس قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا فدیہ بھی اس کو دے دو صحابہؓ نے بخوشی خاطر اس بات کو منظور کر لیا۔

حضرت زینب کی مدینہ میں آمد: علماء میر لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالعاصؓ سے آنحضرت ﷺ نے اقرار لے لیا تھا یا کہ ابوالعاصؓ نے خود وعدہ کیا تھا کہ بعد رہائی زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کو مدینہ پہنچا دے گا۔ بہر کیف جو واقعہ ہوا ہو کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوا۔ جس وقت ابوالعاصؓ مکہ جانے لگے تو آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہؓ اور ایک انصاری کو ابوالعاصؓ کے ہمراہ کر دیا اور یہ فرمایا ”یا کہ تم لوگ بطن یانچ میں رہنا اور جب زینبؓ آجائیں تو ان کے ہمراہ آنا چنانچہ ابوالعاصؓ نے مکہ پہنچ کر زینب کو اپنے بھائی کنانہ بن الربیع کے اونٹ پر سوار کرا کے روانہ کر دیا۔ بطن یانچ تک زینبؓ کو ان کا دیور (شوہر کا بھائی) کنانہ پہنچانے آیا اور بطن یانچ سے زید بن حارثہؓ کے ہمراہ روانہ ہوئیں۔ ایک مہینہ بعد واقعہ بدر مدینہ پہنچیں۔ یہ تو آنحضرت ﷺ کے پاس رہنے لگیں اور ابوالعاصؓ میں مکہ میں رہے یہاں تک کہ فتح مکہ سے قبل ابوالعاصؓ تجارت کی غرض سے شام گئے وہاں سے تجارت کا مال و اسباب لئے ہوئے مکہ آ رہے تھے اثناء راہ میں آنحضرت ﷺ کا سریہ ل گیا اس نے قافلے والوں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ لوگ گرفتار ہو گئے ان کے منجملہ ابوالعاصؓ بھی تھے اس واقعہ کے بعد یہ مسلمان ہو گئے جس کی تفصیل آئندہ مناسب موقع پر بیان کی جائے گی۔

مشرکین و مجاہدین کا موازنہ: بدر میں مسلمانوں کے لشکر میں ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے ایک مقداد بن عمرو کا غزوہ نامی اور دوسرا مرثد ابن مرسد کا موسوم یہ سیل تھا غازیوں کی تعداد تین سو دس سے کم نہ تھی اور نہ تین سو اٹھارہ سے زیادہ تھی منجملہ ان کے ستتر یا تراسی مہاجر اور باقی سب انصاری (رضی اللہ عنہم) تھے تلواریں معدودے چند تھیں۔ مشرکین کی تعداد نو سو یا ہزار کے مابین تھی سو گھوڑے تھے جن میں سے ستر بیچ کر مکہ پہنچے تھے کو مسلمانوں نے غنیمت میں لے لیا۔ اونٹ سات سو تھے آٹھویں رمضان کو آپؐ مدینہ سے روانہ ہوئے تھے اور سترہویں رمضان یوم جمعہ صبح کے وقت لڑائی چھڑی۔ واللہ اعلم

غزوہ کدر: واقعہ بدر سے واپسی کے بعد آنحضرت ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ غطفان اسلام کی مخالفت میں کدر پر جمع ہو رہے ہیں اس وجہ سے واپسی کی سات راتوں کے بعد مدینہ سے جنگ کے قصد سے بنو سلیم کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ میں اپنے بجائے سہا بن عرفطہ غفاری یا ابن مکتوم کو مقرر فرما گئے۔ اس سے پہلے کہ آپؐ کدر تک پہنچیں دشمنانہ اسلام آپؐ کی تشریف آوری کی خبر سن کر منتشر ہو گئے تھے۔ تین روز تک آپؐ وہیں مقیم رہ کر بلا جنگ واپس آ گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپؐ نے یہاں سے ایک سریہ روانہ کیا تھا جس میں غالب بن عبد اللہ لہثی کو سردار بنایا تھا۔ چنانچہ بنو یہ غطفان و سلیم غلے مقابل ہوئے اور مال غنیمت لے کر واپس ہوئے ماہ ذی الحجہ تک آپؐ مدینہ میں مقیم رہے اس دوران بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا۔

غزوہ سویق: جس وقت بذہیب اور نقصان اٹھانے والے مشرکین مکہ کچھ لوگوں کو بدر میں بیوند زمین کر کے اور کچھ کو مسلمانوں کی قید میں چھوڑ کر واپس ہو رہے تھے اس وقت ابوسفیان نے یہ نذر کی تھی یا قسم کھائی تھی کہ میں مدینہ پر حملہ ضرور کروں گا۔ اس وجہ سے ماہ ذی الحجہ میں دو سو سو اوروں کی جمیعت سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ شب کے وقت بنو نضیر

۱۔ یہ غزوہ ماہ شوال ۲ھ میں ہوا ہے علی بن ابی طالبؓ کے ہاتھ میں لواء اسلام تھا دس راتیں شوال کی گزر چکی تھیں تب آپؐ اس غزوہ سے واپس ہوئے تھے۔

۲۔ اس مقابلہ میں مسلمانوں کے تین آدمی شہید ہوئے تھے اور نصف شوال میں یہ سریہ واپس ہوا تھا۔

میں پہنچا اور چھپ کر حنی ابن اخطب کے پاس گیا۔ سلام بن مشکم سے ملا اور اس سے آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کا حال دریافت کر کے واپس ہوا۔ اتفاق سے اطراف مدینہ میں ایک کھجور کے باغ میں دو مخصوص کو جو اپنی کاشت کاری کے کاموں میں مصروف تھے قتل کر کے واپس ہوا۔ آنحضرت ﷺ نیز مسلمانان مدینہ کو ابوسفیان کا یہ فعل شاق گزرا آپ نے مدینہ میں ابولبابہ بن عبدالمذر کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے کدر تک ابوسفیان کا تعاقب کیا۔ چونکہ ابوسفیان اور مشرکین مکہ لشکر اسلام کے پہنچنے سے پہلے ہی اس مقام سے روانہ ہو گئے تھے اور روانگی کے وقت اپنے زادراہ سے سویق (ستو) کو چھوڑ گئے۔ مسلمانوں نے اس کو غنیمت جان کر لے لیا اسی اعتبار سے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق رکھا گیا۔

غزوہ بحران: غزوہ سویق سے واپس آ کر ذی الحجہ کے باقی ایام آپ نے مدینہ میں بسر کئے۔ ماہ محرم ۳ھ میں پھر غطفان پر چڑھائی کی۔ اس مرتبہ مدینہ میں عثمان بن عفان کو اپنا نائب مقرر فرما گئے تھے۔ ماہ صفر تک نجد میں ٹھہرے رہے۔ جب مشرکین میں سے کوئی تنفس برسر مقابلہ نہ آیا تب آپ بلا جنگ مدینہ واپس آ گئے پھر اواخر ماہ ربیع الاول میں بنیال قریش مدینہ سے روانہ ہوئے ابن مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا۔ بحران معدان (حجاز) تک بڑھ گئے تھے۔ جمادی الثانی تک وہیں مقیم رہے، لیکن کفار قریش میں سے کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا۔ اس وجہ سے اس مرتبہ بھی بلا جنگ و جدال واپس تشریف لائے۔

کعب بن اشرف کی فتنہ انگیزیاں: کعب بن اشرف طے کا ایک یہودی تھا اس کی ماں یہود بنو نضیر سے تھی۔ جس وقت آپ مدینہ میں تشریف لائے تھے۔ اسی وقت سے اس کو ایک ذاتی خصومت تھی۔ لیکن واقعہ بدر کے بعد یہ آنحضرت ﷺ کے تصور ذکر سے اور زیادہ جلنے لگا۔ چنانچہ زید بن حارثہؓ عبد اللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہما) جب مدینہ میں فتح بدر کی خوشخبری لے کر آئے اور اس نے بھی سنا تو بے ساختہ یہ کہہ اٹھا ((ویلکم احق هذا وھو لا اشرف العرب و ملوک الناس و ان کان محمد اصاب هؤلاء فبطن الارض خیر من ظھوھا)) یعنی ”تف ہو تم پر کیا یہ سچی بات ہے قرشی تو عرب کے شرفاء اور عوام کے بادشاہ تھے اگر انہیں محمد ﷺ نے ختم کر دیا ہے تو پھر زندگی سے موت بہتر ہے“ جب اس کو اس واقعہ کا یقین ہو گیا تو مکہ چلا آیا اور مطلب بن ابی وداعہ کعبی کے پاس جا کر اتر (اس کی زوجیت میں عاتکہ بنت اسید بن ابی العیس بن امیہ تھی) اور لوگوں کو آنحضرت ﷺ کی مخالفت پر ابھارنے لگا اشعار پڑھتا اور مقتولین مشرکین بدر پر روتا تھا۔ چند دنوں

۱۔ یہ واقعہ عریض میں ہوا تھا ان دو شخصوں میں سے ایک معبد بن عمر انصاری تھے اور دوسرا ان کا حلیف تھا۔

۲۔ یہی غزوہ ۳ھ کو ختم ہوتا ہے اسی سنہ کے آخری مہینہ میں عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا۔ بیعت میں دفن کئے گئے اور ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر علامت کے لئے کھڑا کر دیا گیا بعض کہتے ہیں حسن ابن علی اسی مہینہ میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ ہجرت کے بائیسویں مہینہ علی بن ابی طالب کا فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عقد ہوا پس اگر یہ صحیح ہے تو پہلی بات یقیناً باطل ہے۔ واللہ اعلم

۳۔ اسی ۳ھ کے ماہ ربیع الاول میں عثمان بن عفان کا عتقاد کثوم بنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوا اور ماہ جمادی الثانی میں ان کی رخصتی ہوئی۔

کے بعد مدینہ لوٹ آیا۔ پہلے عاتکہ بنت اسید کی نسبت عشقیہ مضامین لکھے۔ بعد ازاں مسلمانوں کی عورتوں کا اپنی غزلیات و قصائد میں ذکر کرتا اور ان کے ساتھ تفتیب کرنے لگا۔

کعب بن اشرف کا قتل آنحضرت ﷺ کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا آپ نے فرمایا ((من یقتل کعب ابن اشرف)) ”کون شخص ہے جو کعب ابن اشرف کو مارے گا؟“ محمد بن مسلمہ و ملک بن سلامہ بن قش یعنی ابونا کلبہ (کعب کے رضاعی بھائی عبدالاشہل سے) و عباد بن بشر و قش و حرث بن بشر بن معاذ ابوعیس بن حمر (حارثی) نے عرض کیا ہم لوگ اس کو ماریں گے آپ ﷺ نے ان لوگوں کو اجازت دی۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر کی ان میں سے ملک بن سلامہ پہلے اس کے پاس گئے اور بے اجازت آنحضرت ﷺ آپ سے انحراف و بیزاری ظاہر کر کے اپنی تنگی معیشت کی شکایت کی اور یہ کہا کہ تم ہم کو اور ہمارے ساتھیوں کو کھلاؤ اور ان کے ہاتھ غلہ کھانا فروخت کرو۔ تمہارے اطمینان کے لئے بعض اس کے تادائے قیمت ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن کئے دیتے ہیں“ کعب بن اشرف اس امر پر راضی ہو گیا۔ ملک بن سلامہ نے کہا کیا اچھا ہوتا کہ چاندنی رات ہے تم ہمارے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے اور تمہارے مکان سے باہر اس ٹیلہ پر ہمارے اور بھی احباب ہیں ان سے بھی باتیں کر لیتے“ کعب بن اشرف یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور ان کے ساتھ چلنے لگا۔ اپنے مکان سے کچھ زیادہ دور نہ گیا ہوگا کہ محمد بن مسلمہ وغیرہ بھی آئے۔ آپس میں ادھر ادھر کی باتیں کرتے جا رہے تھے اور کعب بن اشرف مسلمانوں کی ہجو اور ان کے تذکرے عشق و حسن کے کرتا جا رہا تھا۔ اس اثناء میں محمد بن مسلمہ نے موقع دیکھ کر ایک وار کر دیا ان کے ہاتھ کے چھوڑتے ہی اور لوگوں نے بھی تلواریں چلائیں۔ کعب بن اشرف ایک چیخ مار کر مر گیا اور اس کے ارد گرد کے اہل حصون نے سنتے ہی آگ روشن کر دی لیکن یہ لوگ دوسرے راستہ سے بچ کر نکل آئے۔

یہود کا مدینہ میں خوف و ہراس: تھوڑی دور چل کر حرت عریض کے انتظار میں ٹھہرے جب یہ آگئے تو بچھلی شب میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے ان لوگوں نے کعب بن اشرف کے مارے جانے کی اطلاع دی۔ کعب کو مارتے وقت حرت آپس ہی کی تلوار سے زخمی ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے وہ تیزی سے چل نہ سکتے تھے اور ان کے ساتھی ان کا انتظار کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے زخم پر اپنا لب لگا دیا جس سے بحکم الہی وہ اچھا ہو گیا۔ یہودیوں پر اس واقعہ سے خوف طاری ہو گیا ہر یہودی مسلمان سے ڈرنے لگا آپ نے بھی بالہام الہی یہودیوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اسی زمانہ میں حویصہ لمسعود مسلمان ہو گئے اور ان سے

حویصہ بن مسعود کے اسلام لانے کا جائز یہ ہے کہ قتل کے بعد کعب بن اشرف یہودی کے آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ تم لوگ جہاں کہیں یہودیوں پر قابو پاؤ قتل کرو۔ اتفاق سے ایک روز حویصہ ابن مسعود (حویصہ کے بھائی نے) ابن شبنہ یہودی پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا (ابن شبنہ تجارت پیشہ آدمی تھے حویصہ و حویصہ اور اہل مدینہ اس کے یہاں سے داد سن کر کیا کرتے تھے) حویصہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور حویصہ سے بڑے تھے انہوں نے حویصہ کو بچ کر مارنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ اے دشمن خدا تو نے اس کو قتل کیا ہے جس کے مال سے تو شکم میرا ہوتا رہا ہے۔ حویصہ نے کہا واللہ مجھ کو اس کے قتل کا ایسے شخص نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ تیرے قتل کا حکم دیتا تو بے شک میں تجھ کو بھی قتل کر ڈالتا۔ حویصہ نے کہا کیا تو بچ کہتا ہے کہ اگر تیرے

پہلے ان کے بھائی محبہ بعض یہودیوں کے قتل کی وجہ سے اسلام لاپچھے تھے۔

یہودیوں کی عہد شکنی : بدر میں فتح یابی کے بعد وہاں سے واپسی پر ایک روز آنحضرت ﷺ بنو قیقاع کے بازار میں تشریف لے گئے اور ان کو انہیں کی کتابوں سے سمجھانے لگے انشاء و اعظ میں آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ اپنی بے دینی اور تحد سے باز نہ آؤ گے تو اللہ جل شانہ کا تم پر اس طرح غضب نازل ہوگا جیسا کہ قریش پر بدر میں نازل ہوا اور ٹھیک اسی طرح تم لوگ بھی ذلیل و خوار ہو گے جیسا کہ وہ لوگ ہوئے۔ یہود قیقاع یہ سن کر برہم ہو گئے اور کہنے لگے ”تم اس غرہ میں نہ رہنا تمہارا ایسی قوم سے مقابلہ ہوا تھا جو لڑائی سے واقف ہی نہ تھی اس وجہ سے تم کو جو ملنا تھا مل گیا (یعنی فتح ہوئی) واللہ اگر تم ہم کو آ زماؤ گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم لوگ مرد ہیں۔“ یہود بنو قیقاع کو اس جواب پر تسکین نہیں ہوئی بلکہ بوجہ شامت اعمال نہایت درشتی سے آپ کو انہوں نے واپس کیا اور صلح نامہ سے منحرف ہو گئے جو آنحضرت ﷺ نے ہجرت مکہ کے بعد مدینہ میں ورود کے وقت تحریر فرمایا تھا۔ اللہ جل شانہ نے یہ آیات نازل فرمائی:

﴿أَمَّا تَخَافُنَ مِنْ قَوْمِ خِيَانَةٍ فَإِنَّهُ الْبِهْمُ عَلَىٰ سَوَاءٍ إِنْ اللَّهُ لَا يَحِبُّ الْخَائِنِينَ وَلَا يَحْسِنُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاسْقُوا ۖ أَنَّهُمْ لَا يَعْمُرُونَ وَاعْدُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهَبُونَ بِهِ عَدُوا اللَّهَ وَعَدُوكُمْ أَحْرَبِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۖ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَظْلُمُونَ﴾

یعنی ”اور اگر ڈرے تو کسی قوم کی خیانت سے پس پھینک دے ان کی طرف ان کے عہد کو اس طرح پر کہ برابر ہو جائیں (یعنی عہد شکنی کا الزام تم پر عائد نہ ہوگا) بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور نہ

جو محمد ﷺ میرے قتل کا حکم دیتے تو مجھ کو قتل کر دیتا؟ محبہ نے کہا واللہ اگر مجھ کو تیری گردن مارنے کا حکم دیا جاتا تو بے شک میں تیری گردن مارتا اور ذرا بھی بھائی ہونے کا خیال نہ کرتا حیرت یہ سن کر متعجب ہو گیا اور بے ساختہ کہہ اٹھا کہ جس دین کی محبت والوں میں اس درجہ ہو جائے وہ بلاشبہ حق ہے۔ اس کے بعد حویرہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور سچے دل سے مسلمان ہو گئے۔

۱۔ ابن اسحاق مجید سلطہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آ یہ کریم ﷺ قتل النذین کفر و استغلبون و تحشرون الی جہنم و بنس المہداد قد کسان لکم ایۃ فی فتنین النقة فتنۃ تقاتل فی سبیل اللہ و اخری کافرة یرونہم مثلہم لای العین و اللہ یؤید بنصرہ من یشاء ان فی ذلک لعبرة الاولی الامصار ﷺ یعنی ”آپ کافروں سے کہہ دو جلد ہی تم شکست کھاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ بدترین چھوٹے تمہارے لئے بھڑ جانے والی جماعتوں میں نشانی ہے ایک جماعت تو اللہ کی راہ میں لڑتی ہے اور دوسری کافر ہے۔ مسلمان اپنی آنکھوں سے کافروں کو دیکھ رہے ہیں اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی مدد سے تائید فرما دیتا ہے بلاشبہ اس میں آنکھوں والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔“ بنو قیقاع کی پابست نازل ہوئی ہے یہی فاضل بروایت عاصم بن عمر بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے یہود بنو قیقاع نے عہد شکنی کی اور انشاء بدو اعدائے اللہ بنے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن جعفر بن عمرو بن حزمہ نے ابو عون سے روایت کی ہے کہ دشمن دین اسلام سے اس وجہ سے جنگ کی گئی کہ ایک مسلمان عورت بنو قیقاع کے بازار میں گئی اور جو کچھ اس کو بیچنا تھا اس کو فروخت کر کے زرگر کی دکان پر چاکر ٹھہری یہودیوں نے اس کے چہرہ کو کھولنا چاہا عورت نے اس سے انکار کیا۔ زرگر نے اٹھ کر چپکے سے اس کے کپڑے کے دونوں کنارے اس کی پشت کی طرف باندھ دیے جب وہ غریب کھڑی ہوئی تو اس کا ستر کھل گیا۔ یہ لوگ ہنسنے لگے عورت نے خود چھاپا چٹا نچی ایک مسلمان مرد نے بیچ کر اس زرگر کو مار ڈالا۔ یہودیوں نے اس غریب مسلمان کو تنہا پا کر قتل کر دیا۔ جب اس کی اطلاع مسلمانان مدینہ کو ہوئی تو وہ سخت برہم ہوئے اور آنحضرت ﷺ نے نقص عہد کی وجہ سے ان سے غزہ (مذہبی لڑائی) کا اعلان کر دیا۔ واللہ اعلم

گمان کریں وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں کہ انہوں نے پیش دہشی کی ہے۔ بے شک وہ لوگ عاجز نہ کر سکیں گے اور اے مسلمانو! مہیا کرو جو کچھ کر سکو قوت سے اور آمادہ رکھنے گھوڑوں سے اس سے ڈراؤ دشمنان خدا اور اپنے دشمنوں کو اور ان کے سواروں کو تم نہیں جانتے ہو اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں پورا کیا جائے گا تمہاری طرف (یعنی ثواب دیا جائے گا) اور تم پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

غزوہ بنو قنیقاع : بعض غزوہ بنو قنیقاع کا سبب یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو کسی مظلہ کی وجہ سے ان کے بازار میں قتل کیا چونکہ یہود ازراہ حد واقعہ بدر سے بھرائے ہوئے تھے۔ اس غریب مسلمان پر ٹوٹ پڑے اور عہد شکنی کی۔ الغرض جب آیہ مرقومہ بالا نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ان پر حملہ کی تیاری کی۔ مدینہ میں بشیر بن عبدالمزید اور بروایت بعض ابولبابہؓ کو بجائے اپنے مقرر فرما کر بنو قنیقاع کی طرف بڑھے۔ بنو قنیقاع مضافات مدینہ میں رہتے تھے ان کے نہ تو باغات تھے اور نہ کاشتکاری تھی بلکہ یہ لوگ عام طور سے تجارت و حرف پیشہ تھے ان میں سات سو آدمی لڑنے والے تھے جن میں سے تین آدمی زرہ پوش تھے۔ یہ سب عبد اللہ بن سلامؓ کی قوم کے تھے پندرہ روز تک آپ نے ان کو بلا جنگ محاصرہ میں رکھا سو اہویں روز آپ کے حکم سے اصحاب بنو قنیقاع میں داخل ہوئے اور ان کی مشکیں باندھ کر قتل کرنے کو لائے۔

بنو قنیقاع کی جلا وطنی : عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے ان کی سفارش کی اور آنحضرت ﷺ سے انتہائی منت سماجت کر کے ان کی جان بخشی کرائی۔ آپ نے عبد اللہ بن ابی سلول کے کہنے سے قتل تو نہ کیا لیکن اسباب و ہتھیار لے کر جلا وطنی کا حکم دے دیا۔ چنانچہ عبادۃ ابن الصامتؓ نے ان کو خیر تک نکال دیا اور آنحضرت ﷺ مال غنیمت لے کر مدینہ واپس آئے یہ پہلا شخص ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لیا۔ اس کے بعد عید الاضحیٰ کا دن آیا آپ نے اپنے اصحاب کو ہمراہ لے کر صحراء میں جا کر نماز ادا فرمائی اور دست مبارک سے دو بکریاں قربان فرمائیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ پہلی قربانی کی تھی۔ واللہ اعلم

سریرہ زید بن حارثہ : واقعہ بدر کے بعد قریش پر مسلمانوں کا خوف کچھ ایسا غالب ہو گیا تھا کہ وہ ان کی چھیڑ چھاڑ کے خوف سے عام راستہ پر چلنا گوارا نہ کرتے تھے۔ اگرچہ تجارت کی وجہ سے سفر کرنا ان کے لئے ضروری تھا۔ لیکن بجزواری ان لوگوں نے شام کا راستہ چھوڑا اور عراق کا راستہ اختیار کیا۔ راستہ نہ جاننے کی وجہ سے فرات بن حیان کو (قبیلہ بکر بن وائل سے) رہبری کے لئے اجرت پر مقرر کیا۔ اس کے بعد تاجروں کا ایک قافلہ مکہ سے عراق ہوتا ہوا موسم سرما میں روانہ ہوا جس میں ابوسفیان بن حرب و صفوان بن امیہ بھی تھے۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس قافلہ کی روانگی اور اس کے مال و اسباب کی اطلاع ہوئی تو آپ نے زید بن حارثہ کو چند صحابیوں کے ہمراہ روانہ کیا۔ زید بن حارثہ نے نہایت تیزی و عجلت سے شبانہ روز سفر کر کے قافلہ قریش سے مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ ابوسفیان و صفوان اور اس کے ہمراہی بھاگ گئے۔ صرف فرات بن حسان علی گرفتار ہو سکے وہ بھی مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔ اس واقعہ میں مال غنیمت کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اس

۱۔ اس غزوہ میں آنحضرت ﷺ کا لواحد مبارک حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کے ہاتھ میں تھا۔

مال غنیمت سے جوٹس نکالا گیا تھا اس کی تعداد بیس ہزار تھی۔

ابن ابی حقیق کی ریشہ دوانیاں: کعب بن اشرف یہودی کے مارے جانے کے بعد سلام بن ابی حقیق یہودی نے سر اٹھایا یہ خیر کار بنے والا تھا اس کی کثرت ابورافع تھی یہ اکثر بلکہ ہمیشہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کو طرح طرح کے نالائتم کلمات سے ایذائیں دیتا تھا علی الاعلان سخت و سست کہتا پھرتا تھا آپ کے مقابلہ پر لوگوں کو ابھارتا اور گروہ بندی کرتا رہتا تھا۔ چونکہ اس و خزرج مدینہ کے سربراہ و ردہ قبائل تھے جو ایک دوسرے پر آنحضرت ﷺ کی اطاعت و امداد میں فوقیت کے خواہاں تھے یہ بالکل ناممکن تھا کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو اسلام اور آنحضرت ﷺ کی ذات خاص سے متعلق اس کو ایک قبیلہ کرے اور دوسرا اس کے جواب میں نہ کرے۔ بنو اس کعب بن اشرف یہودی کو قتل کر چکے تھے۔ لیکن بنو خزرج اس جیسا کوئی کام انجام نہیں دے سکے تھے۔ حالانکہ وہ اسی قسم کی جستجو و فکر میں تھے۔ جب ان کو ابن ابی حقیق یہودی کی بدذاتیوں اور شرارتوں کی اطلاع ہوئی تو بنو خزرج آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔ کیونکہ ابن ابی حقیق بھی کعب بن اشرف کی طرح اسلام اور اسلامیوں کا مخالف اور آنحضرت ﷺ کا جانی دشمن تھا اس لئے آپ نے ان کو اجازت دے دی۔

ابن ابی حقیق کا خاتمہ: چنانچہ قبیلہ خزرج خاندان بنو سلمہ سے آٹھ آدمی روانہ ہوئے مجملہ ان کے عبداللہ بن عتیک و مسعود بن سنان و ابو قتادہ و حرث بن ربیع (رضی اللہ عنہم) بھی تھے۔ ان سب کے سردار عبداللہ بن عتیک مقرر ہوئے۔ روانگی کے وقت آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کے لڑکوں اور عورتوں کے قتل کرنے کو منع فرما دیا۔ نصف جمادی الثانی ۳ھ ہجری میں یہ لوگ مدینہ سے نکل کر خیر پینچے اور ابن ابی حقیق کے مکان کے قریب قیام کیا۔ رات کو جب وہ اپنے مکان کے دروازے بند کر کے سو رہا تھا اس کو آواز دی ابن ابی حقیق نے جیسے ہی دروازہ کھولا یہ لوگ شمشیر برہنہ لئے ہوئے گھس پڑے اور اس کو مار کر مکان سے باہر ایک مقام پر پھینک گئے لیکن جب نائی (خبر دہندہ موت) نے قصر کی فصیل پر کھڑے ہو کر ابن ابی حقیق کے مارے جانے کا اعلان کر دیا۔ تب یہ لوگ اس کے مارے جانے کا یقین کر کے واپس ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اس کے قتل کی اطلاع دی۔ ابن ابی حقیق کے مکان سے نکلتے وقت ان لوگوں میں سے ایک شخص کی پیٹلی میں چوٹ آ گئی تھی آپ سے اس کی شکایت کی گئی آپ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا وہ اچھا ہو گیا۔

باب : ۳

غزوہ اُحد ۳ھ

قریش مکہ کی جنگی تیاریاں : ان سابقہ واقعات اور معرکہ بدر کے بعد اہل قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا خیال ترقی پذیر ہو گیا اہل قافلہ سے مالی امداد کے خواست گار ہوئے جب قابل اطمینان و بقدر کفایت مال جمع ہو گیا تب اہل قریش اپنے حلیفوں اور دوستوں کے ساتھ شوال ۳ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے۔ وسط میں پیادوں کی جماعت تھی ارد گرد نیزہ بردار اور تیر انداز سواروں کا گروہ تھا۔ میدان جنگ سے نہ بھاگتے اور سینہ سپر ہو کر لڑنے کا حلف اٹھالیا گیا۔ چوتھی شوال کو مدینہ کے مقابل ایک وادی کے کنارے اُحد کے قریب مقام ذوالخلفیہ (طعن سنجہ) میں آ کر پڑاؤ ڈالا۔ تین ہزار کی ان کی جمعیت تھی سات سوان میں زرہ پوش جنگ آزمودہ لوگ تھے ان کے علاوہ دو سو گھوڑے تھے اس لشکر کا سپہ سالار ابوسفیان تھا ان لوگوں کے ساتھ پندرہ عورتیں بھی دف لئے ہوئے تھیں جو مقتولین بدر پر روتی اور ان کو لڑائی پر ابھارتی اور غیرت دلاتی تھیں۔

طریقہ جنگ کے بارے میں صحابہ میں اختلاف رائے : ان حالات کی اطلاع جب آنحضرت ﷺ کو ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ کی قلعہ بندی کر لو اور باہر کوئی نہ نکلے۔ اس صورت میں اگر مشرکین مکہ ہم پر حملہ کریں گے تو ہم ان سے لڑیں گے ورنہ خیر۔ اس رائے پر عبداللہ بن ابی بن سلول نے بھی اپنی پرزور تائید کی لیکن ان چند صحابیوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور جنگ کے لئے پیش قدمی پر بہمت و زاری آنحضرت ﷺ کو آمادہ کیا جو اس واقعہ میں شہید ہوئے علاوہ ان کے اس میں وہ لوگ بھی شریک تھے جو بدر میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ آنحضرت ﷺ ان لوگوں کے اصرار پر اندر تشریف لے گئے اور مسلح ہو کر بکراہت باہر آئے اس وقت ان لوگوں نے اپنے اصرار کو خلاف مرضی سمجھ کر عرض کیا (یا رسول اللہ ان شئت فاقعد) یعنی ”اے رسول اللہ ﷺ اگر آپ کی رائے ہو تو بیٹھ جائیے یعنی باہر نکل کر لڑائی نہ کیجئے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ”کسی نبی کو جائز نہیں ہے جب کہ وہ مسلح ہو جائے یہ کہ قتل لڑائی کے وہ اپنے ہتھیار کو رکھے یا بلا جنگ کئے ہوئے واپس آئے۔“

مجاہدین کی روانگی : ایک ہزار صحابیوں کو لے کر آپ ﷺ مدینہ سے نکلے اور ابن ام مکتومؓ کو بقیہ مسلمانان مدینہ کے



نماز پڑھانے کے لئے چھوڑ گئے جس وقت آپ ﷺ مدینہ و احد کے وسط میں پہنچے۔ عبد اللہ بن ابی ایک ٹکٹ آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر آپ ﷺ سے اس وجہ سے علیحدہ ہو گیا کیونکہ یہ جنگ اس کی مرضی کے خلاف تھی اور مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کی تیاری کی گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ حرہ بن بنو حارثہ ہوتے ہوئے احد کی ایک گھاٹی میں جا اترے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ سات سو آدمیوں کا گروہ تھا جس میں پچاس سوار اور پچاس تیر انداز شامل تھے۔ آپ ﷺ نے بنو عمرو بن عوف سے عبد اللہ بن جبیرؓ اور خوات بن جبیرؓ کو تیر اندازوں کا سردار مقرر کر کے لشکر کے پیچھے جبل احد پر بٹھا دیا تاکہ مشرکین مکہ مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ نہ کر سکیں اور لواء مظفر کو مصعب بن عمیرؓ (بنو عبد الدار) کے سپرد فرمایا۔

کسبن مجاہدین کی واپسی: سمرہ بن جندب الفزرائیؓ و رافع بن خدیجؓ حادثی اس وقت پندرہ پندرہ برس کے تھے پہلے آپ نے ان کو واپس کیا لیکن جب اصحابؓ نے عرض کیا کہ یہ تیر اندازی جانتے ہیں تو آپ نے ان کو تیر اندازوں میں شامل فرما دیا لیکن حضرت اسامہ بن زیدؓ و حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ و حضرت زید بن ثابتؓ بخاری و حضرت عمرو بن حرام و براء بن عازبؓ و حارثی و اسید بن ظہیرؓ و غرابہ بن اوسؓ و زید بن ارقمؓ و ابو سعید خدریؓ رضی اللہ عنہم کو میدان جنگ لے کر اس بناء پر لوٹا دیا کیونکہ اس وقت ان لوگوں کی عمریں چودہ چودہ برس کی ہوں گی۔

جنگ احد: قریش کے سواران مینہ خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابو جہل مامور تھے آپ ﷺ نے اپنی سیف ابو جاندہ ساک بن خرشہ ساعدیؓ کو مرحمت فرمائی یہ بہت بڑے شجاع اور جوانمرد و نیز فنون جنگ کے بخوبی ماہر تھے قریش کے ہمراہ اس لڑائی میں ابو عامر عبد عمرو بن صقی بن مالک بن نعمان (حنظلہ غسلیل ملائکہ) کا باپ طلحہ تھا۔ یہ ایام جاہلیت میں زاہب ہو گیا تھا جب اسلام کی روشنی پھیلی تو اس پر بدبختی سوار ہو گئی مسلمانوں کی رتی دیکھ نہ سکا اس وجہ سے مکہ چلا گیا۔ کفار مکہ معرکہ احد میں اس کو اس خیال سے لائے تھے کہ بنواؤں جس کا یہ سردار تھا اس کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں گے لیکن ان کا خیال بالکل غلط نکلا۔ چنانچہ ابو عامر اسی خیال سے سب سے پہلے میدان جنگ میں لڑنے کو آیا اور بنواؤں کو آواز دی ان لوگوں نے اس کی آواز پہچان کر کہا لا انعم اللہ بک عتیا یا فاسق یعنی ”اے فاسق تیری آنکھ کو نعمت

۱۔ ابن ہشام نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ جس وقت فریقین کی صفیں مرتب ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ نے اپنی تلوار کو ہاتھ میں لے کر فرمایا ((من یاخذ هذا السيف بحقه)) یعنی ”جس کوئی جو یہ تلوار لے کر اس کا حق ادا کرے“ یہ سن کر کئی صحابیوں نے استدعا کی لیکن آپ نے کسی کو نہ دی اسثناء میں ابو جاندہ ساک بن خرشہؓ نے عرض کیا ((و ما حقه يا رسول الله)) یعنی ”اے اللہ کے رسول اس کا کیا حق ہے“ آپ نے فرمایا ((ان تضرب بالعدو حتى ينعني)) یعنی ”اس کا حق یہ ہے کہ تم اس سے دشمنوں کو مارتے جاؤ یہاں تک کہ یہ تم ہو جائے۔“ ابو جاندہ نے یہ سن کر عرض کیا ((انا اخذه يا رسول الله بحقه)) یعنی ”میں اس کو اس کا حق ادا کرنے کے لئے لیتا ہوں۔“ آنحضرت ﷺ نے یہ سنتے ہی تلوار ابو جاندہ کو دے دی۔ ابو جاندہ نے تلوار آپ کے ہاتھ سے لے کر سرخ عمامہ نکالا (جس کا وہ لڑائیوں میں باندھا کرتے تھے) اور سر پر باندھ کر اڑ کر لشکر کی صفوں میں ٹپکتے ہوئے یہاں پر بڑھ رہے تھے انا الذی عاهد فی خلیلی ☆ ونحن بالسفح لدی النخیل ☆ ان لا اقوم الدهر فی النکول ☆ اضرب بسیف اللہ و الرسول“ یعنی ”میں وہی ہوں جس سے میرے دوست نے جب کہ ہم باغ کے قریب میدان میں تھے اس بات کا پکا اقرار کر لیا ہے کہ میں کسی حال بھی میں کبھی صفوں میں نہ رہوں گا اور اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے دشمنوں کو کاٹتا رہوں گا۔“ آنحضرت ﷺ نے ابو جاندہ کو اکڑتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس رفتار کو پسند نہیں کرتا مگر ایسے وقت میں۔ واللہ اعلم

نصیب نہ ہو۔

آغاز جنگ: اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی۔ مسلمانوں نے جی کھول کر مقابلہ کیا اس میں حضرت حمزہؓ و حضرت طلحہؓ و حضرت شیبہؓ و حضرت ابودجانہؓ و حضرت نصر بن انسؓ (رضی اللہ عنہم) بڑی بڑی مشکلات میں مبتلا ہوئے۔ ان کے علاوہ انصار کی ایک جماعت سینہ سپر ہو کر شہید ہوئی لڑائی کا آغاز نہایت دشوار اور سخت ہو گیا پہلے تو قریش کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے مسلمانوں کے حملے سے منہ چھپا کر بھاگے لیکن اس کے بعد جو نبی تیر اندازان اسلام اپنا مرکز قیام چھوڑ کر آگے بڑھے مشرکین نے پلٹ کر تیر اندازوں کو پیچھے سے مارنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت: دشمنان خدا رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئے۔ لیکن حضرت مصعب بن عمیرؓ علم بردار نے جو آپ کے پاس ہی تھے کفار کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر چوٹ آئی۔ دائیں جانب کے نیچے کا دانت شہید ہو گیا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سب ایذائیں عقبہ بن ابی وقاصؓ و عمرو بن قمیہؓ نے پہنچائیں تھیں اور یہی اس امر کے بانی مبنی ہوئے تھے۔

حضرت حظلہ کی شہادت: ابوسفیانؓ پر حظلہؓ نے جیسے ہی دوڑ کر وار کرنا چاہا شداد بن اسودؓ لیشی نے ایک گڑھے سے نکل کر روک کر وار کر دیا جس سے حضرت حظلہؓ شہید ہو گئے۔ یہ اس وقت جہنی تھے (یعنی ان پر غسل جنابت فرض تھا) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ملائکہ نے غسل دیا ہے)

رسول اکرم ﷺ پر کفار کی پورش: مشرکین نے آپ ﷺ پر پتھر اڑا شروع کیا تو آپ ﷺ ایک گڑھے میں گرنے لگے حضرت علیؓ نے پہنچ کر فوراً ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت طلحہؓ رضی اللہ عنہ نے کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا چہرہ مبارک کے زخم کو مالک بن سنان خدری (والد ابوسعید خدری) نے خون سے صاف کیا مغفر (لوہے کا خود) کے دو حلقے چہرہ تک اتر آئے تھے جن کو حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ رضی اللہ عنہ نے نکالا۔ مشرکین لڑتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے کئی صحابی اس مقام پر شہید ہو گئے۔ آخری صحابی عمار بن یزید بن السنن تھے جو آنحضرت ﷺ کے بچانے کی غرض سے مشرکین کے مقابلہ پر آئے اور شہید ہوئے۔ ان کے بعد حضرت طلحہؓ نے مشرکین کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ مشرکین آپ کے پاس سے دور ہو گئے ابودجانہؓ آپ کو چھپائے ہوئے کھڑے تھے تیر پر تیران کی پشت پر لگے جاتے مگر حرکت تک نہ کرتے تھے یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے قتادہ بن العمانؓ کی آنکھ پر ایک تیر آ کر لگا جس سے ان کی آنکھ نکل کر رخسار پر آ گئی تھی آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اچھی ہو گئی۔

شہادت رسول ﷺ کی افواہ: نصر بن انسؓ لڑتے ہوئے صحابہؓ کی اس جماعت تک پہنچے جو متحیر کھڑے ہوئے تھے نصر بن انسؓ نے ان سے کہا ”تم لوگ کیا دیکھتے ہو؟“ ان لوگوں نے کہا کہ ”آنحضرت ﷺ تو شہید ہو گئے اب کیا کریں“ نصر بن انسؓ نے کہا ”چلو لاؤ جو کام آنحضرت ﷺ کے حالات حیات میں کرتے“ وہی اب کرو اور اسی

حال میں اپنی جان دے دو جس حالت میں آنحضرت ﷺ شہید ہوئے ہیں۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ان کے جسم پر ستر زخم لگ چکے تھے اکثر وہیں زخم سے شہید ہوئے۔ عبدالرحمن بن عوف کے بیس زخم لگے تھے زیادہ چوٹ پاؤں میں آئی تھی اس وجہ سے وہ لنگڑا کر چلتے تھے۔ اسی لڑائی میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب آنحضرت ﷺ کے چچا شہید ہوئے ان کو وحشی غلام بن مطعم بن عدی نے شہید کیا۔ عمرو بن قمیہ نے اسی اثناء میں مصعب بن عمیرؓ علم بردار لشکر اسلام کو آنحضرت ﷺ کے پاس شہید کیا اور اس خیال سے کہ آنحضرت ﷺ شہید ہو گئے ہیں کم بخت نے ایک بلند مقام پر چڑھ کر چلا کر کہہ دیا لا ان محمد قد قتل یعنی ”کان کھول کر سن لو محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے“ اس آواز کے سنتے ہی اصحاب کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ہوش و حواس جاتے رہے حجر کے عالم میں کھڑے ہو گئے کسی سے کچھ نہ بن پڑتا تھا حیرت زدہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ کعب بن مالک شاعر (از بنو سلمہ) نے آنحضرت ﷺ کو پہچان کر بآواز بلند کہا ”خوش ہو جاؤ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں“ آپ نے اسے دوبارہ کہنے سے روک دیا۔

مجاہدین کا پہاڑی پر اجتماع: صحابہؓ اس آواز کے سنتے ہی آپ کے پاس آ کر جمع ہو گئے اور آپ کے ہمراہ پہاڑی

۱ وحشی بن حرب قوم کا وحشی جبر بن مطعم کا غلام تھا جس وقت قریش مکہ کے ارادے سے مدینہ کو روانہ ہوئے گئے حمیر ابن مطعم نے وحشی کو بلایا اور کہا کہ اگر تو حمزہؓ کو محمد (ﷺ) کو بغض میرے چچا طہیم بن عدی کے قتل کر ڈالے گا تو تجھ کو میں آزاد کروں گا (حمیر بن عدی کا چچا طہیم بن عدی جنگ بدر میں مارا گیا تھا) وحشی اس قرار وعدہ پر روانہ ہوا جس وقت فریقین میں لڑائی ہو رہی تھی حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کفار کی صفیں چیرتے ہوئے ارطاة بن عبدشرشل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار علم بردار مشرکین تک پہنچ گئے اور اس کو قتل کر کے سباع بن عبدالعزیٰ غطفانی کی طرف ہلسم انسی یا ابن مقطعة العطور یعنی ”اے ختمہ کرنے والی عورت کے بیٹے ادھر آ“ کہہ کر بڑھے وحشی آپ کو آتے ہوئے دیکھ کر ایک پتھر کی آڑ میں چھپ گیا جب حضرت حمزہؓ جوش میں آ گئے بڑھ گئے اور اس کو ایک وار میں مار ڈالا تب وحشی نے تیر مارا حضرت حمزہؓ اس کی طرف لوٹ پڑے لیکن زخم کاری لگنے سے وحشی تک نہ پہنچ سکے وحشی نے دوبارہ ایک تیر اور مارا حضرت حمزہؓ تو شہید ہو گئے اور وحشی نے آ کر ہند بنت عتبہ سے یہ ماجرا بتایا اور ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ گیا کیونکہ یہ محل اسی کام کے لئے آیا تھا۔ ہند بنت عتبہ مع چند عورتوں کے آئی اور ان کی ناک اور کان کا لے ابو سفیان نے شہادت کے بعد نیزہ سے کٹی مزید زخم دیئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

۲ عتبہ بن ابی وقاص و ابن قمیہ لیش اوری و ابی بن خلف حمی و عبداللہ بن حمید اسدی و عبداللہ بن شہاب زہری نے آنحضرت ﷺ کے قتل کا باہم عہدہ بیان کیا تھا۔ چنانچہ ابن شہاب نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کو زخمی کیا اور عتبہ نے پتھروں سے مارا جس کی زد میں آ کر آپ کے دانت ٹوٹ گئے کلب چھٹ گئے اور ابن قمیہ نے اس زور سے حملہ کیا کہ لوہے کے دو حلقے چہرہ میں گھس گئے آپ زمین پر گر پڑے گھٹنوں میں چوٹ آئی اسے میں ابی بن خلف آپ کی طرف دوڑا آپ نے اس کا نیزہ یا زہیر یا حرث بن الصمہ کا لے کر ابی کو مارا اور ابو جاحنہ نے عبداللہ بن حمید کو قتل کیا۔ آنحضرت ﷺ چہرہ مبارک سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے ((کیف یفلح القوم خطبوا و وجہ نبیہم الدم و هو یدعوہم الی اللہ)) ”وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبیؐ کے چہرہ کو خون سے رنگا ہوا اور وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے“ اس کے بعد ابن قمیہ نے مصعب بن عمیرؓ علیہ السلام پر حملہ کیا دونوں میں لڑائی ہوئی جب حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہو گئے اور ابن قمیہ اپنے گروہ میں آ کر چلا تھا قد قتل محمد یعنی ”بے شک میں نے محمدؐ کو مار ڈالا“ نعوذ باللہ۔ یہ سن کر کفار کا دل بڑھ گیا اور صحابہؓ پریشانی کی حالت میں تمیز ہو کر لڑائی سے رک گئے حضرت ابوبکرؓ نے صحابہؓ سے خطاب ہو کر فرمایا واللہ یہ خبر غلط ہے رسول اللہ ﷺ اشاعت دین کے لئے آئے تھے اور ابھی دین اسلام کہاں پھیلا ہے؟ دھونڈو انہیں میں آنحضرت ﷺ ہوں گے اور انہیں بیان تک کہ کفار کو پیچھے ہٹاؤ حضرت ابوبکرؓ کے کہنے پر صحابہؓ کے دل میں یہ بات آ گئی اور آنحضرت ﷺ کو دھونڈنے اور لڑنے لگے یہاں تک کہ کعب بن مالک نے آپ کو سب سے پہلے پہچانا جیسا کہ مؤرخ ابن خلدون نے لکھا ہے۔

گھاٹی کی طرف چلے گئے جن میں حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و علیؓ و ذبیرؓ و حرث ابن الصمہ انصاری رضی اللہ عنہم شامل تھے اتنے میں ابی بن خلف آ پہنچا آنحضرت ﷺ نے حرث بن الصمہ کے ہاتھ سے نیزہ لے کر اس کے گلے میں مارا جس کی چوٹ سے منہ پھیر کر بھاگا مشرکین نے آواز دے کر کہا کہ ایک خفیف چوٹ کھا کر بھاگ نکلا دوڑ اور محمد ﷺ کو پکڑ۔ ابی نے کہا واللہ اس زخم سے میں جانبر نہ ہوں گا یہ نیزہ محمد ﷺ نے مارا ہے اگر کسی اور نے مارا ہوتا تو مجھ کو مطلق خیال نہ ہوتا۔ چنانچہ واپسی کے وقت اثناء راہ میں مر گیا۔

وحی کا نزول: لڑائی ختم ہونے پر علیؓ بن ابی طالب پانی لائے آپ نے منہ دھو کر وضو کیا اور پہاڑ کی چٹان پر چندے توقف کر کے بیٹھ کر اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے شکست خوردہ مسلمانوں کے لئے دعا مغفرت کی اس وقت اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾

”بے شک تمہارے جو آدمی اس دن جس دن دو جماعتوں کا مقابلہ ہوا بھاگ کھڑے ہوئے تھے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے شیطان نے ڈگمگا دیا تھا۔ اللہ نے ان کا قصور معاف فرما دیا۔ واقعی اللہ انتہائی بخشنش والا اور نہایت بردبار ہے۔“

شہدائے جنگ اُحد: جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اس لڑائی میں مسلمانوں کی طرف سے حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب اور حضرت عبد اللہ بن جحشؓ و حضرت مصعب بن عمیرؓ اور پیٹھ سرداران انصاری شہید ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے انہیں خون آلودہ کپڑوں میں جو وہ پہنے ہوئے تھے بلا غسل و نماز دفن کیا گیا اور مشرکین کی جانب سے بائیس نفر مارے گئے ان میں ولید بن العاصی بن ہشام و ابوامیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ و ہشام بن ابی حذیفہ بن المغیرہ و ابوعزہ عمرو بن عبد اللہ بن حجاج شامل تھا۔ آخر الذکر شخص جنگ بدر میں قید ہو کر آیا تھا آنحضرت ﷺ نے اس کے غریب اور کثیر العیال ہونے کی وجہ سے بلا فدیہ اس شرط پر چھوڑ دیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے مقابلہ پر نہ آئے گا لیکن جب اس لڑائی میں دوبارہ گرفتار ہوا تو آپ نے اس کی گردن زنی کا حکم دیا۔ البتہ ابی بن خلف کو آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے قتل کیا۔

ابوسفیان کی دعوت جنگ: ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر بآواز بلند کہا الحوب سجال یوم احد بیوم بدر احل ہبل یعنی ”لڑائی ختم ہوگئی یوم احد و بدر کے برابر ہو گیا ہبل اپنا دین ظاہر کر“ اور موعود کسم العامل القایل ”یعنی آئندہ سال پھر تمہاری لڑائی کا وعدہ ہے“ کہتا ہوا لوٹا۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے (ادھر) صحابہؓ نے جواب دیا ہو بینا و بینکم یعنی ”ہماری اور تمہاری کبھی میعاد ہے“ یہ سن کر مشرکین مکہ واپس ہو گئے۔

حضرت حمزہ کی لاش کا مسئلہ: لڑائی کے بعد آنحضرت ﷺ حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب کے لاش پر کھڑے ہوئے افسوس کرتے رہے ہند اور اس کے ساتھی عورتوں نے ان کا جگر نکال کر چبایا تھا۔ کان اور ناک اور اعضائے تناسل کاٹ

ڈالے تھے (عرب اسی کو مسئلہ کرنا کہتے ہیں) جب آنحضرت ﷺ نے یہ امور ملاحظہ فرمائے تو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو قریش پر فتح یاب کرے گا تو میں ان میں تیس آدمیوں کو مسئلہ کروں گا اس کے بعد آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

(مترجم) جنگ احد کے اسباب: جنگ احد پر قریش کو ابھارنے والا واقعہ بدر ہے جس میں ان کو شکست فاش اور بہت بے طرح ہزیمت ہوئی تھی اس واقعہ میں عبداللہ بن ابی رہبہ عکرمہ بن ابی جہل و صفوان بن امیہ اور ابوسفیان وغیرہ پیش پیش تھے۔ قبائل کنانہ و تہامہ مخ اپنے خلفاء کے شریک تھے ابوسفیان اپنی زوجہ ہند بنت عتبہ کو عکرمہ بن ابی جہل اپنی زوجہ ام حکیم بنت الحرث بن المغیرہ فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ (اپنی ہمشیرہ خالد) کو صفوان بن امیہ بریرہ بنت مسعود ہمشیرہ عمرو بن العاص بریط بنت منبہ بن الحجاج کو طلحہ بن ابی طلحہ سلاقہ بنت سعد اپنی زوجہ کو ساتھ لے گیا تھا علاوہ ان کے اور رؤساء قریش کی عورتیں اور خناس بنت مالک بن المضر ب (قبیلہ بنو مالک بن حنظل سے) اپنے لڑکے ابو عزیز بن عیسر کے ہمراہ اور عمرہ بنت علقمہ بنو حرث بن عبدمنہ بن کنانہ سے (شریک معرکہ احد تھی یہ عورتیں دف بجائی اور یہ اشعار پڑھتی تھیں

ان تقبلوا انفق

ونفسفرش النسم اراق

او تدبروا انفق اراق

فراق غیر و امفق

”اگر تم لڑائی میں پیش قدمی کر دو گے تو ہم تمہیں گلے لگا دیں گی اور تمہارے لئے بستر بچھائیں گی اور اگر لڑائی سے بھاگو گے تو ہم تمہیں ہوکرم سے جدا ہو جائیں گی۔“

اس لشکر کے علم بردار بنو عبدالدار تھے اور سردار ابوسفیان بن حرب تھا بدھ کو کفار قریش جبل احد کے سامنے ایک وادی میں پہنچے۔ جمہرات اور جمعہ ٹھہرے رہے۔

جبل احد کے تیر اندازوں کو ہدایت آنحضرت ﷺ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ۲ شوال ۳ھ بمطابق ۶۲۳ء کو مدینہ سے بغرض مقابلہ نکلے اور پندرہ تاریخ ماہ مذکور بروز پیر میدان میں صف آرائی کی سات سو آدمیوں میں سے پچاس تیر اندازوں کو جبل احد پر بٹھایا اور یہ حکم دیا کہ تم لوگ یہاں سے حرکت نہ کرنا خواہ ہماری فتح ہو یا شکست ہو اس غرض سے کہ کفار کا لشکر دڑہ سے نکل کر لشکر اسلام پر پہنچے سے حملہ نہ کر سکے باقی سبازھے چھ سو آدمیوں کو لے کر آگے بڑھے۔

رسول اکرم ﷺ لباس میں: اس دن آنحضرت ﷺ دوزرہ پہنے ہوئے تھے لواء اسلام حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت زبیر زبیر بن عوف کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت مقداد مینرہ کے سواڑوں کے سردار اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب مقدمہ کے افسر تھے سب سے پہلے انہوں نے اپنے مقدمہ کو آگے بڑھایا خالد و عکرمہ نے زبیر و مقداد پر اور آنحضرت ﷺ نے قلب پر حملہ کیا۔ طلحہ بن ابی طلحہ مشرکین کا علم بردار لشکر کی صفوں سے نکل کر میدان میں آیا اور ڈانٹ کر بولایا معشر اصحاب محمد انکم تزعمون ان اللہ یجعلنا بسوئکم الی النار و یجعلکم بسوئنا الی الجنة فهل احدمکم یجعلہ شیفی الی الجنة یعنی ”اے محمد ﷺ کے ماننے والو تمہارا خیال ہے کہ اللہ ہمیں تمہاری

تکواروں سے جہنم اور تمہیں ہماری تکواروں سے جنت عطا فرمادے گا تو کیا تم میں سے کوئی میری تکوار سے جنت میں جانے کا مشتاق ہے؟“ علی ابن ابی طالب یہ سنتے ہی نکل کر مقابلہ پر آئے اور اس پر ایسی تکوار چلائی کہ اس کا شانہ سے بازو اور پاؤں تک کاٹتی چلی گئی اور وہ اوندھا ہو کر ایسا گرا کہ اس کا ستر کھل گیا۔ علی ابن ابی طالب شرمنا کر واپس ہوئے آنحضرت ﷺ نے کہا تم کو کس چیز نے اس کے وارنار کرنے سے روکا۔ علی ابن ابی طالب نے عرض کیا اس کے بے ستر ہو جانے سے مجھے حیا آگئی۔ مشرکین کی پسپائی اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنی تکوار ابد جانہ کو مرحمت فرمائی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت حمزہؓ اور اصحاب کبار (رضی اللہ عنہم) کا ایک گروہ لڑتا ہوا لشکر کفار میں گھس گیا اور اللہ جل شانہ نے اپنی عنایت سے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور لشکر کفار کو شکست ہوئی عورتیں بھاگ بھاگ کر ٹیلوں پر جا بیٹھیں۔ ابوسعید بن ابی طلحہ کو سعد بن ابی وقاصؓ نے عاصم ابن ثابت نے مسافع و جلاس پسران طلحہ کو عثمان بن ابی طلحہ و ارطاة بن شریل کو حمزہ بن عبدالمطلبؓ نے ایک ہی وار میں قتل کر دیا۔ علاوہ ان کے سترہ رؤسا قریش و سرداران لشکر کفار اور مارے گئے ان کا علم بنو عبدالمطلب چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بنو ابی طلحہ کا ایک غلام حبشی اس کو لے کر لڑنے لگا جب اس کے ہاتھ کٹ کر گر گئے تو اس نے بیٹھ کر سینہ و گردن کے زور سے علم کو سنبھالا جب اس کی گردن بھی تن سے جدا ہو گئی تو کفار کا علم زمین پر گر پڑا تھوڑی دیر تک زمین پر پڑا رہا اور دلاوران اسلام بڑھ بڑھ کر کفار کو مارنے لگے۔

مجاہد تیر اندازوں کی حکم عدولی اسی اثناء میں تیر اندازان اسلام میں سے تین آدمی اپنی فتح اور کفار کی عارت گری نیز ان کی شکست اور ہزیمت دیکھ کر نبیؐ اور اپنے افسر عبداللہ بن جبیر کے حکم کے خلاف اپنی جگہ چھوڑ کر لڑنے والی جماعت سے آٹے چنانچہ اس خلاف ورزی کے نتیجہ میں تھوڑی دیر کے بعد مسلمانوں کی فتح شکست سے بدل گئی اور جس امر کا خوف آنحضرت ﷺ کو پہلے سے تھا وہی پیش آ گیا۔

خالد بن ولید کا حملہ لشکر کفار کے سواران یمینہ کے سردار خالد بن ولید نے میدان خالی دیکھ کر ایک میل کا چکر کاٹ کر درہ سے نکل کر پہلے ان بقیہ تیر اندازوں پر حملہ کیا جو جبل احد پر حسب حکم آنحضرت ﷺ بیٹھے تھے۔ ادھر عکرمہ نے مسلم تیر اندازوں کو خالد بن ولید سے مصروف جنگ دیکھ کر دوسری طرف سے لشکر اسلام پر یعنی پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اسی وقت لڑائی کا نقشہ بدل گیا مشرکین کے سواران یمینہ ان تیر اندازوں کو اسی جگہ پر شہید کر کے عکرمہ سے آٹے اور اس فوجی تغیر و تبدل میں عمرہ بنت علقمہ نے دوڑ کر مشرکین کا علم اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ ابوسفیان نے جب یہ بدلا ہوا رنگ دیکھا تو قدم جما کر دوبارہ حملہ کر دیا مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور ان کو جن مصائب میں مبتلا ہونا تھا اٹھائے ہوئے۔

رسول اکرم ﷺ پر کفار کی یلغار ابن اسحاق نے باسانید محمود بن عمرو سے روایت کی ہے کہ جس وقت فریقین ایک دوسرے سے دست بدست لڑنے لگے اور کفار کا لشکر آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گیا آپ نے اس وقت فرمایا ((من رجع جمل یشہری لسا نفسہ)) یعنی ”بے کوئی جو ہمارے لئے اپنی جان قربان کر دے؟“ زیاد بن السنن یہ سن کر کھڑے ہو گئے ان کے علاوہ پانچ انصارؓ اور آپ کے پاس شہید ہو گئے آخری شہید ہونے والے عمارہ تھے جب یہ بھی زخمی ہو کر گرے تو اور مسلمانوں نے پہنچ کر مجمع کفار کو منتشر کیا۔ آپ نے عمارہ کی نسبت ارشاد کیا ((اولوہ منسی)) ”ان کو مجھ سے قریب کر دو“ لوگوں نے آنحضرت ﷺ کا قدم مبارک اپنے رخساروں سے لگا لیا اور اسی حالت میں جا بحق ہو گئے۔ اسی وار و گیرہ پر یثانی میں حمزہ بن عبدالمطلب شہید ہوئے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر خیم آ یا جس کی تفصیل اوپر بیان کی گئی۔

حضرت ام عمارہ بنت کعب ابن ہشام تحریر فرماتے ہیں کہ اس لڑائی میں مسلمانوں کی جانب سے ایک عورت شریک جنگ ہوئیں جن کا نام ام عمارہ نسیدہ بنت کعب مازینہ تھا۔ یہ آنحضرت ﷺ کی روانگی کے بعد پیچھے پیچھے لڑائی دیکھنے کی غرض سے گئی تھیں جب تک مسلمانوں کی بازی چڑھی رہی یہ تماشا دیکھتی رہیں لیکن جس وقت مسلمانوں کو شکست ہوئی اور آنحضرت ﷺ کفار کے گھیرے میں آ گئے تب یہ بھی آنحضرت ﷺ تک پہنچ کر لڑنے لگیں۔ ان کے مونڈھے پر بھی ایک زخم لگا تھا یہ کہتی ہیں کہ میں نے ابن قمرہ پر کئی وار کئے تھے مگر وہ عدو اللہ دوزخ پہنچے ہوئے تھا۔

مجاہد بن کاہل کے ٹیلے پر اجتماع لڑائی ختم ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ مع اپنے اصحاب کے پہاڑ کے ایک ٹیلے پر جا بٹھرائے آٹھ میں خالد بن ولید عالیہ جبل پر چڑھتے ہوئے دکھائی دیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”یہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص نبی سے بلند ہو حضرت عمر بن الخطابؓ یہ سنتے ہی چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر ان سے مقابل ہوئے اور ان کو لڑ کر پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ یہ روایت ابن ہشام کی ہے اور ابن اثیر کے نزدیک خالد بن ولید نہ تھے بلکہ ابوسفیان تھا۔“

ابوسفیان کی لاف زنی اس کے بعد ابوسفیان اپنے ہمراہیوں کو ایک مقام پر جمع کر کے لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا انی القوم محمد ”کیا تم لوگوں میں محمد ہیں“ تین بار درو یافت کرنے پر بھی جب اس کا جواب حسب ارشاد آنحضرت ﷺ کچھ جواب نہ دیا گیا تو کچھ دیر سکوت کر کے پھر پکارنے لگا انی القوم امی قححافہ ”کیا تم لوگوں میں ابوقحافہ یعنی ابو بکرؓ ہیں“ تین بار اس فقرہ کی بھی اس نے تکرار کی لیکن اس طرف سے خاموشی اختیار کی گئی پھر کچھ دیر سوچ کر بہ آواز بلند دریافت کیا انی القوم عمر بن الخطاب ”کیا تم لوگوں میں عمر بن الخطاب ہیں؟“ جب اس سوال کا جواب بھی سوائے سکوت کے کچھ نہ دیا گیا تو اس وقت وہ خاموش ہو کر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اما هولاء فقد قتلوا ”یعنی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مارے گئے۔“

حضرت عمرؓ اور ابوسفیان حضرت عمرؓ بن الخطاب کو اس بات کے سننے کی تاب نہ رہی چلا کر غصہ سے بول اٹھے ((کذبت ای عدو اللہ قد ابقی اللہ ما یجزیک)) یعنی ”اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے ابھی تجھے ذلیل کرنے والے موجود ہیں“ ابوسفیان کو یہ سن کر کسی قدر تعجب ہوا پھر ازراہ فخر کہنے لگا اعلیٰ اعلیٰ ہبل یعنی ”اے ہبل (دیوتا) تیری جے ہو اور تیرا بول بالا ہو“ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا تم یہ کہو ((اللہ اعلیٰ و اجل)) یعنی ”اللہ ہی سب کے برتر اور سب سے بڑا ہے“ بعدہ ابوسفیان و حضرت عمرؓ بن الخطاب میں مکالمہ ہونے لگا آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو ابوسفیان کے ہر سوال کا جواب بتایا۔

ابوسفیان ان لنا العزی و لا عزی لکم ”یعنی عزئی (دیوی) ہماری ہے تمہاری نہیں۔“
عمر بن الخطاب: اللہ مولنا لا مولیٰ لکم ”یعنی اللہ ہمارا ہی مددگار ہے تمہارا نہیں۔“
ابوسفیان: هذا یوم بدر ”جنگ احد جنگ بدر کا بدلہ ہے اور اب ہم دونوں برابر ہیں۔“
عمر بن الخطاب: لا سواع قتلنا فی الجنة و قتلناکم فی النار ”یعنی برابر ہی نہیں ہے کیونکہ ہمارے آدمی جنت میں ہیں اور تمہارے جہنم میں ہیں۔“

اس مکالمے کے ختم ہونے کے بعد ابوسفیان نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو اپنے قریب بلایا۔ حضرت عمرؓ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے پاس گئے۔

ابوسفیان: انشدک یا عمر اقبلنا محمداً یعنی ”اے عمرؓ میں تم سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے؟“

عمر اللہم لا وانہ لیسمع کلامک الان یعنی ”نہیں ہرگز نہیں اس وقت آپ کی باتیں سن رہے ہیں“

ابوسفیان: انت اصدق و ابر من ابن قہیہ یعنی ”تم ابن قہر سے زیادہ سچے اور نیک ہو۔“

عمر نعم اللہ اصدق و ابر یعنی ”ہاں اللہ سب سے زیادہ سچا اور صداقت پسند ہے۔“

ابوسفیان: اما انکم ستحدون فی قتلاکم مثلاً واللہ ما رضیت ولا سخطت ما نہیت و ما امرت یعنی ”دیکھو تم اپنے شہیدوں کے ناک کان کٹے ہوئے پاؤ گے تو میں نہ اس سے خوش ہوا اور نہ برہم ہی ہوا نہ میں نے مثلاً کرنے کا حکم دیا اور نہ منع کیا۔“

مشرکین کی مکتہ کو مراجمعت ابوسفیان اس گفتگو کے بعد لوٹ گیا اور اپنے ساتھیوں سے بہ آواز بلند کہا ((موعدکم بندر السام القابل)) یعنی آئندہ سال بدر میں تم سے لڑائی کا وعدہ ہے۔ ادھر سے صحابہ نے آنحضرت ﷺ کی اجازت سے جواب دیا ((نعم ہو بیننا و بینک موعداً)) یعنی ”اچھا وہی ہمارا اور تیرا وعدہ ہے“ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے علی ابن ابی طالبؓ کو ابوسفیان کے پیچھے روانہ کیا اور فرمایا ”کہ اگر یہ قوم گھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سوار ہو تو سمجھ لینا کہ یہ لوگ مکہ جا رہے ہیں اور اگر گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی رکھیں تو ان کا قصد مدینہ پر حملہ کرنے کا ہوگا اس وقت مجھ کو تم بہت جلد اطلاع دینا۔“ تم ہے اس پر درود گار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر قریش نے مدینہ کا قصد کیا تو میں بھی ان پر حملہ آور ہوں گا اور ان سے بہت اچھی طرح بدلہ لوں گا۔ علی ابن ابی طالب ابوسفیان کے پیچھے گئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر دیکھا اور واپس آئے اور عرض کیا کہ ”قریش مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔“

حضرت سعد بن الربیع کی شہادت قریش کی روانگی کے بعد آپ ﷺ نے سعد بن الربیع انصاریؓ کو تلاش کیا وہ ایک گڑھے میں زخمی پائے گئے ان میں اتنا دم نہ تھا کہ اٹھا کر آپ تک لائے جاسکتے۔ انصاریؓ صاحب نے اپنے منشاہی سے آخری کلام یہ کیا کہ ”میرا سلام رسول اللہ ﷺ سے کہنا اور کہنا کہ آپ نے میرے ساتھ وہ سلوک و احسان کئے ہیں جو نبی اپنی امت کے ساتھ کرتا ہے اللہ آپ ﷺ کو جزائے خیر دے اور میری قوم سے سلام کے بعد کہنا کہ اگر آنحضرت ﷺ کو میرے بعد کوئی تکلیف پہنچائی تو اگر تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہو تو میں کل اللہ جل شانہ کے روبرو تم سے دامن گیر ہوں گا اور تمہارا کوئی حیلہ و عذر نہ سنوں گا۔“ یہ کلام ختم کرتے ہی خود بھی ختم ہو گئے۔

حکم الہی مثلاً کی ممانعت حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب مثلاً (ناک کان کاٹے ہوئے) کئے ہوئے بطن وادی میں پائے گئے آنحضرت ﷺ کو سخت صدمہ ہوا اور آپ نے فرمایا اگر اللہ جل شانہ مجھے قریش پر غلبہ مرحمت فرمائے گا تو میں ان کے بیس آدمیوں کا مثلاً کروں گا۔ صحابہؓ نے بھی یہ سن کر ایسا ہی کہا۔

پس اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

”یعنی اگر تم بدلہ لو تو اپنی ایذا کے برابر بدلہ لو اور اگر صبر کر لو تو صبر کرنے والوں کے لئے صبر سب سے اچھا ہے۔“

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے صبر کیا اور آئندہ لڑائیوں میں مثلاً کرنے سے منع فرمایا۔

شہداء کی تدفین ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے اپنے مقتول عزیزوں کو مدینہ لا کر دفن کرنا چاہا لیکن آنحضرت ﷺ نے شہداء کو مدینہ میں لا کر دفن کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا ”کہ جہاں یہ شہید ہوئے ہیں وہیں دفن کئے جائیں“ چنانچہ دودھ تین تین شہید ایک ایک قبر میں دفن کئے جانے لگے۔ البتہ پہلے وہ شخص دفن کیا جاتا تھا جو قرآن کو زیادہ جانتا تھا۔ فرمان کی خود کسی احد کے زخمیوں میں فرمان نامی ایک شخص پایا گیا جس کی نسبت آنحضرت ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے ”کہ فرمان دوزخیوں میں سے ہے“ لیکن اس نے جنگ احد میں آٹھ یا نو مشرکوں کو قتل کیا اور آخر میں خود زخمی ہوا جب اس کو گھر اٹھا کر لائے تو بعض صحابیوں نے اس سے کہا ”اے فرمان ہم تجھ کو مبارکباد دیتے ہیں“ فرمان نے جواب دیا تم مجھ کو کس بات کی مبارکباد دیتے ہو میں محمد ﷺ کی وجہ سے تو نہیں بلکہ اپنی قوم کے خیال اور ان کو بچانے کی غرض سے لڑا ہوں۔ اس کے کہنے کے بعد جب زخم کی تکلیف زیادہ ہوئی تو اس نے خود کشی کر لی جب آنحضرت ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا ((صدق اللہ ورسولہ)) ”واللہ نے اپنے رسول ﷺ کو سچا کیا۔“

مخریق کو بہترین یہود کا خطاب: اس لڑائی میں علاوہ مسلمانوں کے ایک یہودی مخریق نامی بھی قتل ہوا اس کا یہ ماجرا ہوا کہ جب اس کو آنحضرت ﷺ کی پیش قدمی کی خبر پہنچی تو اس نے اپنی قوم سے کہا اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی مدد پر فرض ہے یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا دن ہے۔ مخریق نے یہ کہہ کر کہ ”ہفتہ اس میں مانع نہیں ہو سکتا نبی ﷺ اور کفار کا مقابلہ ہے۔“ اپنی تلوار اٹھائی اور میدان میں جا کر قتل ہو گیا چونکہ اس نے رواجی کے وقت یہ کہہ دیا تھا کہ اگر میں مارا جاؤں تو محمد ﷺ سے کچھ مطالبہ نہ کرنا اس وجہ سے یہود خاموش رہے آنحضرت ﷺ نے اس کا واقعہ سن کر مخریق کو بہترین یہود فرمایا۔

حرث بن سوید منافق کا انجام: اسی لڑائی میں حرث بن سوید بن الصامت منافق مسلمانوں کے ہمراہ مدینہ سے لڑنے کے لئے نکلا جب مقابلہ کا وقت آیا تو یہ مجذربن زیاد و قیس بن زید کو شہید کر کے مکہ بھاگ گیا۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اس کا تعاقب کیا لیکن یہ دور گزر گیا تھا اس وجہ سے واپس تشریف لے آئے پھر اس نے اپنے بھائی کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ سے معافی چاہی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس کو معافی دینے سے منع فرمایا لیکن چند روز بعد خفیہ طور سے مدینہ آ گیا ایک روز اتفاق سے گرفتار ہو گیا اور آنحضرت ﷺ کے حکم سے عثمان بن عفان نے اس کو قتل کر دیا۔ ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ حرث بن سوید نے قیس بن زید کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ صرف مجذربن زیاد کو قتل کر کے بھاگ گیا تھا اس دلیل سے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو شہداء احد میں ذکر نہیں کیا۔ مجذربن زیاد کو اس نے اس وجہ سے قتل کیا تھا کیونکہ مجذربن زیاد کے باپ سوید کو قتل کیا تھا۔ سوید کا قتل اوس و خزرج کے درمیان بھگڑے کے وقت ہوا تھا۔

سورۃ آل عمران: ان واقعات کے دیکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے صبر و تحمل و ثابت قدمی اور منافقوں کے لئے یہ لڑائی اسی حکم کا حکم رکھتی تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ساتھ آیتیں سورۃ آل عمران کی اس کے حق میں نازل فرمائیں جس کی تفصیل کے لئے ایک جداگانہ کتاب لکھنے کی ضرورت ہے میرے نزدیک لڑائی کا عنوان بدل جانے کا اور کوئی ظاہری یا واقعی سبب اس کے سوائے نہ تھا جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ اگرچہ کتب تواریخ میں بے شک مورخوں نے لکھ دیا ہے۔ واللہ اعلم۔
اتھام المہتر جم

غزوہ حمراء الاسد: جنگ احد سے واپسی پر دوسرے دن ۱۶ شوال ۳ھ بروز اتوار آنحضرت ﷺ دشمنان خدا کے

مقابلے کے قصد سے پھرتیار ہوئے اور حکم دیا کہ اس غزوہ میں جابر بن عبد اللہؓ کے علاوہ صرف وہی لوگ شرکت کریں گے جو جنگ احد میں شریک تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور وہ تمام صحابہ کرام جو جنگ احد میں شریک ہوئے تھے مع زخمیوں کے روانہ ہوئے اور مدینہ سے آٹھ میل پر مقام حراء اسد میں پہنچ کر قیام کیا۔ تین روز تک آپ اس مقام پر مقیم رہے اس دوران معبد بن ابی معبد خزاعی اس طرف سے ہو کر مکہ جا رہا تھا کہ اثناء راہ میں روحا میں ابوسفیان سے ملا۔ اس وقت یہ لوگ (نحوہ باللہ) اسلام کے استیصال سے مدینہ کی طرف لوٹنے پر آمادہ ہو رہے تھے۔ معبد خزاعی نے آنحضرت ﷺ کی پیش قدمی سے مطلع کیا۔ ابوسفیان اس خبر کے سنتے ہی اس خیال سے کہ مبادا انجام دگرگوں نہ ہو جائے فوراً مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

۱۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ جس وقت آنحضرت ﷺ کے منادی نے یہ حکم سنایا کہ سوائے ان لوگوں کے جو شریک معرکہ احد ہوئے ہیں اور کوئی شخص شرکت نہ کرے جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں شریک احد نہیں ہوا لیکن میرے والد احد میں شریک ہوئے تھے اور مجھے گھر میں اس وجہ سے چھوڑ گئے تھے کہ گھر میں میں اور میری سات بہنوں کے سوا کوئی اور نہ تھا اور انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ ابھی تجھ پر جہاد فرض نہیں ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جاتا ہوں چنانچہ وہ گئے اور شہادت پائی۔ میں اپنے مکان پر اپنی بہنوں کے پاس رہ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر ان کو اس غزوہ میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمادی۔

۲۔ ابن اثیر وابن ہشام لکھتے ہیں کہ ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے جس وقت مدینہ کو واپس ہونے کو تھا اس وقت معبد خزاعی مدینہ کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا خود ابوسفیان نے معبد خزاعی سے آنحضرت ﷺ کا حال دریافت کیا تب معبد خزاعی نے کہا کہ محمد ﷺ تمہارے عقاب میں ایسی جمیعت سے نکلے ہیں کہ اس سے پیشتر میں نے نہیں دیکھی تھی اور اس مرتبہ انہوں نے ان لوگوں کو بھی ہمراہ لیا ہے جو احد میں چھوٹ گئے تھے ابوسفیان نے کہا ”ورید حک ما تقول فوالله قد اجمعنا الرجعة لستناصل ههتيهم“ ”تف ہو تجھ پر تو کیا کہتا ہے خدا کی قسم ہم نے لوٹنے پر ان کے بقیہ آدمیوں کی حج کئی پر افاق کر لیا تھا“ معبد نے کہا میں تجھ کو اس فعل سے منع کرتا ہوں کیا تو اسی وقت یہاں سے روانہ ہوگا جب ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنے گا۔ ابوسفیان یہ سن کر اپنے ارادے سے باز آیا اور عبد القیس کے سواروں سے جو مدینہ کو جا رہے تھے یہ کہلا بھیجا کہ ہمارا قصد تمہارے استیصال کا تھا لیکن ہم قوم ہونے کی وجہ سے درگزر کرتے ہیں آنحضرت ﷺ کو یہ پیغام حراء الاسد میں پہنچا۔ آپ نے سن کر ”حسبنا الله ونعم الوكيل“ فرمایا اور مدینہ واپس ہوئے۔ اثناء راہ میں ابو خزہ عمرو بن عبید اللہؓ مل گیا اسے مسلمانوں نے گرفتار کر لیا۔ مشرکین قریش اس کو حراء اسد میں سوتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے تھے یہ وہی شخص ہے جو قید یان جنگ بدر میں تھا اور غریب و کثیر العیال ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا فدیہ چھوڑ دیا تھا اور یہ اقرار کیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف ہتھیار نہ اٹھائے گا لیکن اس نے خلاف وعدہ جنگ احد میں لوگوں کو لڑائی پر ابھارا اور خود بھی لڑنے آیا جب اس مرتبہ گرفتار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو پھر خوشامد و نیش کرنے لگا۔ لیکن آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور فرمایا ”کہ مومن دوسرے دھوکا نہیں کھا سکتا“۔ معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بھی مشرکین مکہ کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا لیکن روا لگی کے وقت غلٹ میں راستہ بھول کر اپنے گروہ سے علیحدہ ہو گیا۔ مجبور ہو کر مدینہ میں حضرت عثمان بن عفان کے مکان پر آ کر روپوش ہو گیا۔ صبح کو عثمان بن عفان نے اس کو دیکھ کر کہا ”تو نے مجھ کو اور اپنے کو بھی ہلاک کر لیا“ معاویہ نے کہا میں تمہارے پاس اس وجہ سے آیا ہوں کہ تم بہ نسبت اوروں کے میرے زیادہ عزیز و قریب ہو تم مجھ کو اپنی پناہ میں لے لو حضرت عثمان بن عفان چونکہ رحیم اور کنبہ پرور تھے۔ لہذا اس کو اپنے گھر میں بٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہو گئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ معاویہ بن المغیرہ مدینہ میں عثمانؓ کے گھر پر ہے اس کو گرفتار کر لاؤ۔ حضرت عثمان بن عفان نے عرض کیا کہ مجھ اس کی قسم ہے جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے میں اس کے لئے امان طلب کرنے کو آیا ہوں آپ اسے مجھے دے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کہنے سے تین دن کی امان دی اور یہ فرمایا ”کہ اگر اس کے بعد مدینہ کے قریب بھی نہیں دکھائی دیا تو قتل کر دیا جائے گا“۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر پر تشریف لائے اور اس کو کچھ کھانا وغیرہ دے کر رخصت کر دیا۔ مگر معاویہ شامیہ اعمال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے مدینہ لے

رجیع کا واقعہ: ماہ صفر ۴ھ میں چند آدمی بطون عضل وقارہ (بنو ہون قبیلہ خزیمہ برادر بنو اسد) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ظاہر کیا کہ ہماری قوم مشرف بہ اسلام ہو چکی ہے۔ ہم اور ہماری قوم قرآن پڑھنے اور احکام شرعیہ سیکھنے کے شائق ہیں۔ لہذا آپ ایسے چند لوگ ہمارے ساتھ کر دیجئے جو ہمیں مذہبی باتیں سکھائیں۔ آپ ﷺ نے ان کے کہنے سے اپنے اصحاب میں سے حسب ذیل چھ آدمی روانہ فرمائے: (۱) مرثد بن ابی مرثد غنوی (۲) خالد بن الکثیر لیشی (۳) بنو عمر و بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی اللاح (۴) بنو حجب بن کلفہ کے خبیث بن عدی (۵) زید بن الدغنه بن بیاضہ بن عامر (۶) عبد اللہ بن طارق حلیف بنو ظفر (رضی اللہ عنہم) اور مرثد بن ابی مرثد کو افسر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ رجیع پر پہنچے تو عضل وقارہ والوں نے ان کے ساتھ غدار کی کی بنو ہذیل نے آ کر گھیر لیا۔ مرثد اپنے ہمراہیوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہیں سے لڑائی پر آمادہ ہوئے مشرکین ہذیل و عضل وقارہ نے کہا آؤ تم کو امان دیتے ہیں ہمارا مقصود یہ نہ تھا کہ تم سے لڑیں بلکہ ہم تم کو آزما رہے تھے اور ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اگر اہل مکہ کا مقابلہ ہو جائے تو تم ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکو گے یا نہیں؟ لیکن مرثد و خالد و عاصم (رضی اللہ عنہم) نے مشرکین کے عہد و بیان نیز اقرار و بیان پر اطمینان نہ کیا لڑے اور لڑ کر شہید ہو گئے۔

شہادت صحابہ: ان لوگوں کے شہید ہونے کے بعد ہذیل کو یہ طمع دامن گیر ہوئی کہ عاصم کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس لے جانا چاہتے اس سے خاطر خواہ قیمت وصول ہوگی۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ سلافہ نے جنگ احد میں نذر مانی تھی کہ عاصم کے کاسہ سر میں شراب نوشی کروں گی کیونکہ انہوں نے اس کے دو لڑکوں کو معرکہ احد میں قتل کیا تھا مگر ہذیل کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ اللہ جل شانہ نے ان کی لاش کے ارد گرد زنبوروں (بھڑ) کو بھیج دیا جس کے سبب سے کفار ہذیل عاصم کا سر نہ کاٹ سکے رات کو پانی کا ریلہ آیا اور ان کی لاش بہا لے گیا۔ ان کے باقی تین ہمراہیوں کو گرفتار کر کے مکہ لے چلے جس وقت مر الظہر ان میں پہنچے عبد اللہ بن طارق نے تلوار کھینچ لی اکیلے آدمی کیا کر سکتے تھے کفار نے دور سے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے یہاں تک کہ یہ غریب بھی شہید ہو گئے۔ خبیث و زید باقی رہے وہ مکہ میں لائے گئے۔ قریش نے ان کو خرید کر بے جرم و قصور شہید کیا۔ (رضی اللہ عنہم)

ہم میں روپوش رہا۔ چوتھے روز آپ نے زید بن حارثہ و عمار بن یاسر کو حکم دیا کہ معاویہ مدینہ کے قریب وجہار میں ہے جاؤ قتل کر ڈالو یا گرفتار کر لاؤ۔ زید و عمار حکم ملتے ہی روانہ ہوئے اور اس کو حماۃ میں گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس معاویہ نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی لاش کو پامال کیا تھا اور ان کی ناک کاٹی تھی۔ یہ عبد الملک بن الحکم کے دادا کا وہ سوتیلایہائی تھا جن کی ماں ایک اور باپ مختلف تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسی سال نصف رمضان میں حضرت حسن بن علی پیدا ہوئے ان کی ولادت کے پچاس دن کے بعد حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ پھر عالمہ ہوئیں اور بعد افضاء عدت حمل حضرت حسین بن علی پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم

ابن بشام نے لکھا ہے کہ قریش نے مکہ کے قیدی خبیث و زید کو ہذیل کے عوض خرید لیا۔ خبیث کو جیر ابن ابی اباب شمیمی حلیف بنو نوفل نے اور زید کو صفوان بن امیہ نے لیا چونکہ صفوان کا باپ امیہ بن حلف واقعہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اس نے باپ کے خون کے بدلے میں زید کو قتل کرنے کی غرض سے غلام سلاطس کے حوالہ کیا اور وہ ان کو حدود حرم سے باہر مشعم میں لے گیا۔ قتل کے وقت قریش کے اکثر لوگ موجود تھے ان میں سے ابو سفیان نے کہا اے زید کیا تم اس کو پسند نہ کرو گے کہ بجائے تمہارے اس وقت محمد ﷺ ہوتے اور ہم ان کی گردن مارتے اور تم اپنے اہل و عیال میں ہوتے؟ زید نے ترش روئی سے جواب دیا "واللہ ہم اس کو ہرگز پسند نہ کریں گے کہ ان کو کسی قسم کی اذیت پہنچے اور ہم اپنے اہل و عیال میں ہوں" ابو سفیان نے یہ سن کر کہا "میں نے آج تک کسی کا ایسا دوست نہیں دیکھا جیسے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے دوست محمد ﷺ تھے۔"

بیر معونہ کا واقعہ: ماہ صفر ۳۲ھ میں ملاعب الاسد ابوبراء عامر بنہ تو مسلمان ہی ہوا اور نہ اس نے اسلام کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے عرض کیا کہ اے محمد (ﷺ) اگر تم اپنے چند اصحاب کو اہل نجد کی طرف بغرض دعوت اسلام روانہ کرو تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ اسے قبول کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا ”مجھے ان لوگوں سے اطمینان نہیں ہے“ ابوبراء نے کہا ”میں تمہارے اصحاب کا معین و ہمدرد ہوں“ آنحضرت ﷺ نے اطمینان کے بعد منذر بن عمرو ساعدی کو چالیس اور بعض کہتے ہیں ستر صحابیوں کے ہمراہ روانہ کیا۔ انہیں لوگوں میں خث بن الصمۃ و حرام بن ثمان (انس کے ماموں) و عامر بن خبیرہ و نافع بن ہذیل بن درقاء (رضی اللہ عنہم) بھی شامل تھے جس وقت یہ لوگ بیر معونہ پر (جو کہ ارض بنو عامر و خزہ بنو سلیم کے درمیان واقع ہے) پہنچے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کا نامہ حرام بن ثمان کے معرفت عامر بن الطفیل کے پاس روانہ کیا۔

صحابہ کی شہادت: عامر بن الطفیل نے اس نامہ نامی کو دیکھا تک نہیں اور شہید کر کے بنو عامر کو بقیہ اصحاب کے قتل پر ابھارا۔ جب انہوں نے ان کی امداد سے انکار کیا تو اس نے بنو سلیم سے کہا چنانچہ ان میں سے عصبیہ و رعل و ذکوان انھ کھڑے ہوئے اور ان چالیسوں کو بلا جرم و قصور شہید کر ڈالا انہیں لوگوں کے پیچھے پیچھے منذر بن اجمہ جلائی اور عمرو بن امیہ ضمری آ رہے تھے۔ دور سے لشکر اسلام پر پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے جب قریب آئے تو ان کو بستر شہادت پر سوتا ہوا پایا۔ منذر بن اجمہ تو لڑکر اسی جگہ شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری کو دشمنان خدا اگر قمار کر کے لے گئے۔ عامر بن الطفیل نے ان کو بنو مضر کا سمجھ کر داڑھی تراش کر چھوڑ دیا۔ یہ واقعہ رجبہ کے قریب ۲۰ صفر کو رونما ہوا۔

حلیف مقتولین کا خون بہا: عمرو بن امیہ ضمری جس وقت بیر معونہ سے مدینہ کو واپس آ رہے تھے۔ اثناء راہ میں ان کو دو شخص ملے جو کلاب یا بنو سلیم کے تھے۔ یہ دونوں آدمی عمرو بن امیہ کے ساتھ ایک باغ میں ٹھہرے۔ جب یہ سو گئے تو عمرو بن امیہ ضمری نے ان کو بنو عامر یا بنو سلیم کا سمجھ کر قتل کر ڈالا۔ حالانکہ ان کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا عہد و پیمان تھا لیکن عمرو بن امیہ ہم کو دوست رکھتے ہیں اس کلام کے ختم ہونے کے بعد سراسر نے ان کو شہید کیا (رضی اللہ عنہ) غیب تھا انقضاء ماہ حرام حجہ کے قید خانہ میں رہے جب انکو متعمم میں قتل کرنے کے لئے لائے تو انہوں نے مشرکین سے کہا ”اگر تم مناسب سمجھو تو مجھ کو اس قدر مہلت دو کہ میں دو رکعتیں نماز پڑھ لوں“ مشرکین نے جواب دیا ”اچھی تھوڑی دیر تک تم اپنی جان اور بچاؤ غیب نے اطمینان تمام وضو کر کے دو رکعتیں نماز ادا کر کے مشرکین سے مخاطب ہو کر کہا ”بخدا اگر مجھ کو تمہاری بدگمانی کا خیال نہ ہوتا تو میں بہت طویل نماز پڑھتا اس کے بعد غیب سولی پر لٹکائے گئے اسی وقت سے یہ طریقہ جاری ہوا کہ مسلمان قتل کے وقت دو رکعتیں نماز پڑھا کرتے ہیں۔

۱۔ ان چالیس آدمیوں میں سے صرف کعب بن زید اور بنو یزید بن نجار میں کچھ دم باقی تھا جو اس معرکہ سے جا تیر ہوئے اور جنگ خندق میں شہید ہوئے۔

۲۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ منذر کے باپ کا نام محمد تھا اور وہ عقبہ بن اجمہ بن جراح کے بیٹے تھے انہوں نے جب اپنے ہمراہیوں کو بستر شہادت پر سوتا ہوا پایا تو عمرو بن امیہ سے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ عمرو بن امیہ نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جیل کر اس کی اطلاع دیں منذر نے کہا میری طبیعت اس کو پسند نہیں کرتی کہ میں اس مقام کو چھوڑ کر چلا جاؤں جہاں پر کہ منذر بن عمرو غناک و خون پر لپٹا ہوا میں تو اسی جگہ شہید ہونا چاہتا ہوں تم جا کر اس واقعہ کی اطلاع کر دینا منذر نے یہ کہہ کر قاتلین کو لاکار اور لڑکر شہید ہو گئے۔ (رضی اللہ عنہ)

ضمیری کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ عمرو بن امیہ نے مدینہ میں پہنچ کر آنحضرت ﷺ کو کل واقعات اور تیزان کے قتل سے مطلع کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے ایسے دو شخصوں کو قتل کیا ہے جن کا خون بہا ضروری ہے۔“

رسول اکرم ﷺ کے قتل کی سازش: اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ بنو نضیر کے مقتولوں کا خون بہا دینے کی غرض سے ان کے پاس گئے آپ کے ہمراہ حضرت ابو بکر و عمر و علی (رضی اللہ عنہم) بھی تھے۔ بنو نضیر نے بظاہر خوشی سے قبول کر لیا۔ آپ ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے لیکن درحقیقت مشرکین نے آپ کی اور آپ کے اصحاب کے قتل کی پوری پوری تدبیر کر لی۔ انہوں نے ایک شخص عمرو بن حسان بن کعب ثابی کو دیوار پر اس ہدایت کے ساتھ چڑھا دیا کہ وہ اوپر سے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر پتھر گرا دے۔ جس سے یہ لوگ دب کر مر جائیں اللہ جل شانہ نے بذریعہ وحی اپنے نبی (ﷺ) برحق کو اس سازش سے مطلع کر دیا آپ اس مقام سے اٹھ کر مدینہ چلے آئے۔ صحابہ و پیٹھ بیٹھے رہے جب کچھ تاخیر ہوئی تو آپ کو تلاش کرتے ہوئے آپ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ نے اللہ جل شانہ کی وحی اور ان کے صلاح و مشورہ سے ان کو مطلع فرمایا اور بنو نضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

غزوہ بنو نضیر: چنانچہ ابن ام مکتوم کو اپنے بجائے مدینہ میں غزوہ نمر ما کر ماہ ربیع الاول میں بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا۔ ان لوگوں نے بھی چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ چھ روز تک آپ ان کا محاصرہ کئے رہے ان کے کھجوروں کے باغات کاٹ ڈالنے اور درختوں کو جلا دینے کا حکم دے دیا۔ عبد اللہ بن ابی اور چند منافقوں نے بنو نضیر سے یہ کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں البتہ نکل کر لڑو تو ہم بھی لڑیں گے اور اگر جلا وطن ہوئے تب بھی ہم سب ہوں گے۔ اس پر بنو نضیر کچھ مغرور سے ہو گئے۔ آخر کار ذلیل اور محروم ہو کر امن کے خواستگار ہوئے عبد اللہ بن ابی بن سلول بنو نضیر کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ پیام لایا کہ بنو نضیر اپنی جانوں کی امان اور اس قدر مال و اسباب کی حفاظت چاہتے ہیں جس قدر اونٹ اٹھا کر لے جاسکے۔

بنو نضیر کی جلا وطنی: آنحضرت ﷺ نے ہتھیاروں کو مستثنیٰ کر کے اس کی اجازت دے دی ان میں سے بعض مثلاً جی ابن اخطب اور ابن ابی حقیق کے خاندان والے خیبر میں جا ٹھہرے اور بعض شام کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے آپ ﷺ نے ان کا کل مال و اسباب جہا جہا بن اولین میں بالتخصیص تقسیم کر دیا اور اسی مال غنیمت سے بوجہ فقراء ابود جاند و سہل بن حنیف کو بھی مرحمت فرمایا۔ گو یہ جہا جہا بن اولین میں سے نہ تھے اسی غزوہ میں بنو نضیر کے یہودیوں میں سے یامین بن عبید بن جاش اور سعید بن وہب مسلمان ہو گئے ان کے مال و اسباب اور ہتھیاروں میں سے کچھ بھی طلب نہیں کیا گیا۔ علماء لکھتے ہیں کہ سورہ حشر اسی غزوہ میں نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

غزوہ ذات الرقاع: غزوہ بنو نضیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علی وسلم شروع جمادی الاول ۳ھ تک مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد نجد کی طرف بنو حارث و بنو ثعلبہ (غطفان) میں اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے روانہ ہوئے۔ مدینہ میں حضرت ابوذر غفاریؓ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ بن عفان کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ نجد میں پہنچ کر غطفان کی ایک جماعت سے سامنا

ہوا۔ لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ فریقین ایک دوسرے سے ڈر گئے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ صلوات الخوف پڑھی اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہے اس وجہ سے کہ پہاڑی راستوں میں چلتے چلتے غازیان اسلام کے پاؤں پھٹ گئے تھے اور انہوں نے رفع تکلیف کے خیال سے پاؤں میں کپڑے لپیٹ لئے تھے۔ واقدی نے لکھا ہے کہ اس غزوہ میں آنحضرت ﷺ جس پہاڑ پر اترے تھے اس کا نام ذات الرقاع ہے کیونکہ اس میں سیاہی سفیدی اور سرخی کے نشانات پائے جاتے ہیں اسی اعتبار سے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع رکھا گیا۔ اس مورخ کا یہ خیال ہے کہ یہ غزوہ محرم میں ہوا تھا۔

غزوہ بدر موعده: شعبان ۲ھ میں آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں اپنے بجائے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو مقرر فرما کر خود بدر کی طرف اس وعدہ کے ایفا کی غرض سے روانہ ہوئے جو کہ جنگ احد میں فریقین کے درمیان ہوا تھا جس کا ذکر اس سے پیشتر کیا جا چکا ہے کہ ”جنگ احد میں بعد اختتام لڑائی ابوسفیان نے کہا تھا کہ آئندہ سال لڑائی بدر میں ہوگی۔ مسلمانوں کی طرف سے بحکم رسول اللہ ﷺ جواب دیا گیا اور اس کا اقرار کیا گیا تھا“ ابوسفیان بھی اہل مکہ کو لے کر حسب وعدہ آیا۔ تلہران یا عسفان میں اترالین گرانی اور قحط کا ہذر کر کے بلا جنگ واپس گیا اور آنحضرت ﷺ آٹھ روز کے بعد بدر سے واپس ہو گئے ۳ھ کی یہی واقعات اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔

غزوہ دومۃ الجندل: چند مہینوں کے بعد آخر ۳ھ سے مئی اول ۵ھ (مطابق ۶۳۶ء) میں استیصال و منتشر کرنے کی غرض سے آپ کو جو کہ مسلمانوں کے خلاف دومۃ الجندل میں جمع ہونے والے گروہ کے مدینہ سے نقل و حرکت کی ضرورت ہوئی۔ اس مرتبہ آپ نے سہاب بن عقیل غفاری کو اپنا نائب مقرر کر کے ماہ ربیع الاول ۵ھ کو مدینہ سے پیش قدمی فرمائی۔ چونکہ آپ ﷺ کے پیچھے سے پہلے مخالفین کا گروہ منتشر ہو گیا تھا۔ لہذا بلا جنگ آپ واپس تشریف لے آئے۔ اسی غزوہ میں عینیہ بن حصن کو اراضی مدینہ میں موسیوں کے چرانے کی اجازت دی گئی۔ کیونکہ اس کے ملک میں خشک سالی کی وجہ سے سبزی کا وجود برائے نام تھا اور مدینہ میں بارش کی وجہ سے باغات اور کھیت ہرے بھرے تھے۔

۱۔ اسی ۳ھ میں آنحضرت ﷺ نے ام سلمہ ام المومنین سے اپنا عقد کیا اور اسی سنہ میں زید بن ثابت کو کتب پیور کے پڑھنے کا حکم دیا اور اسی سنہ کے ماہ جمادی الاول میں عبداللہ بن عثمان بن عفان چھ سال کی عمر میں اور ان کی والدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اسی سنہ میں حسین بن علی بن ابی طالب پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم

۲۔ ابن اثیر بھی اس غزوہ میں لڑائی نہ ہونے پر اتفاق کرتا ہے لیکن لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے کفار کے کچھ اونٹ اور بکریوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

باب : ۵

غزوہ احزاب ۳ھ

غزوہ خندق: اس کو غزوہ الاحزاب بھی کہتے ہیں یہ شوال ۳ھ میں ہوا تھا اور صحیح یہ ہے کہ غزوہ ۳ھ میں ہوا ہے اس بیان کی تائید عبداللہ ابن عمرؓ کا یہ قول ہے کہ رذنٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد و انا ابن اربع عشرة سبعة ثم اجازنی یوم الخندق و انا ابن خمس عشرة سنة یعنی ”مجھے رسول اکرم ﷺ نے احد کے دن لوٹا دیا جب میں ۱۴ سال کا تھا پھر خندق کی لڑائی کی اجازت دے دی جب کہ میں ۱۵ سال کا تھا“ پس اس قول سے معلوم ہوا کہ جنگ احد اور جنگ خندق میں صرف ایک برس کا وقفہ ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ غزوہ دومۃ الجندل سے بلاشبہ پہلے ہوا ہے۔

جنگ کی وجوہات: اس غزوہ کا باعث اور سبب یہ ہوا کہ جب بنو نضیر جلاوطن ہو کر خیبر کی طرف چلے گئے تو ان میں سے چند لوگ منجملہ ان کے سلام بن ابی الحقیق و کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق و سلام و حکم و جی ابن اخطب بنو نضیر سے اور ہود بن قیس و ابو عامر بنو وائل سے تھے کہ چلے گئے وہاں انہوں نے مکہ والوں کو آنحضرت ﷺ کی مخالفت اور لڑائی پر ابھارا۔ جو لوگ قابل جنگ نہ تھے ان سے مالی امداد حاصل کی۔ اس کے بعد بنو غطفان پہنچے اور ان کو بھی لڑائی پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرث سردار قریش اور عقبہ بن حصن نے دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ کا رخ کیا۔

خندق کی کھدائی: آنحضرت ﷺ نے ان کی روانگی کی خبر سن کر مدینہ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ سلمان فارسی نے خندق کھودنے کی رائے دی تھی۔ خندق کی تیاری کے بعد کفار کا لشکر پہنچا اور مدینہ کے باہر احد کی جانب ٹھہرا۔ آنحضرت ﷺ مدینہ میں ابن ام مکتومؓ کو اپنا نائب مقرر فرما کر تین ہزار مسلمانوں کے ہمراہ کفار کے مقابلہ پر آئے اور سلح کے میدان میں قیام کیا مسلمانوں اور کفار کے درمیان خندق حائل تھی۔

بنو قریظہ کی بد عہدی: مشرکین مکہ و بنو غطفان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں سے عہد و پیمان کے باوجود بنو قریظہ بھی مسلمانوں کی مخالفت پر آمادہ ہو کر اسی گردہ میں سے مل گئے۔ اس خبر کے سنتے ہی رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ و سعد ابن عبادہ و

خواتین بن حبیبہ و عبد اللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہم) کو بنو قریظہ کا حال معلوم کرنے کی غرض سے روانہ کیا ان لوگوں نے بنو قریظہ کو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے چونکہ وہ ان کے حلیف تھے بہت کچھ سمجھایا، نصیحت و نصیحت کی۔ لیکن ان لوگوں کے دماغ سے یہ متعین ہوا نہ نکلی مجبور ہو کر حضرت سعد بن معاذؓ مع اپنے ہمراہیوں کے واپس آ گئے اور آنحضرت ﷺ سے کل واقعہ عرض کیا۔

مدینہ کا محاصرہ: آپ کو بنو قریظہ کی غداری اور عہد شکنی سے صدمہ ہوا۔ مسلمانوں کو چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا گیا۔ بنو حارثہ و بنو سلمہ نے لڑائی سے اس بہانہ سے جی چرایا کہ ہمارے مکانات مدینہ کے باہر اور کھلے ہوئے ہیں۔ تقریباً ایک مہینہ تک بلا کسی لڑائی کے محاصرہ قائم رہا اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا قصد ہوا کہ عیینہ بن حصن و حرث بن عوف سے ٹکٹ انمار مدینہ (مدینہ کے باغوں کے تہائی پھل) دے کر مصالحت کر لی جائے اور اس طویل محاصرہ سے نجات حاصل کی جائے اس بارے میں آپ نے سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ سے مشورہ فرمایا۔ ان دونوں بزرگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ جل شانہ نے آپ کو اس طرح صلح کرنے کا حکم دیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو آپ ضرور ایسا کر لیجئے یا اگر آپ کو خود یہ صلح کا طریقہ مرغوب اور محبوب ہے تو بھی آپ کر سکتے ہیں یا یہ کہ آپ نے اس میں ہماری بہتری تصور کی ہے اور ہمارے فائدہ کے لئے یہ صلح فرما رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں تمہارے لئے یہ صلح کرنا چاہتا ہوں میں نے اس مرتبہ یہ خیال کیا ہے کہ عرب نے متفق ہو کر تم پر ایک کمان سے تیر اندازی کی ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا کہ جب ہم شرک و الحاد اور بتوں کی نجاست میں مبتلا تھے اس وقت تو وہ ہم سے بجز خریداری کے ایک خرما بھی نہیں پاسکتے تھے۔ لیکن اب جب کہ ہم کو اللہ جل شانہ نے نور اسلام سے منور کیا اور آپ کی وجہ سے ہماری عزت افزائی کی تو ہم ان کو اپنا مال و پیداوار کیوں دے دیں؟ واللہ ہم ان کو ایک خرما بھی سوائے تلوار کے نہ دیں گے آپ مطمئن رہئے جب تک ہم میں سے ایک کی بھی جان باقی ہے کفار کا یہ نڈی ذل گردہ مدینہ کے قریب نہ آ سکے گا۔“ آنحضرت ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور مصالحت کی بابت سکوت اختیار فرمایا۔

فریقین میں جھڑپیں: اس کے بعد قریش کے چند سوار (جن میں عکرمہ بن ابی جہل و عمرو بن بن عبد و بنو عامر بن لوی سے اور بنو مخارب سے ضرار بن الخطاب شامل تھے) اپنے لشکر سے نکل کر مسلمانوں کی طرف بڑھے لیکن خندق دیکھ کر ایک دوسرے کا منہ ٹکٹنے لگے کیونکہ اس سے پہلے عربوں میں یہ مکروہ فریب نہ تھا۔ بہر حال ان لوگوں نے کسی ٹھک مقام سے نکل چلنے کا ارادہ کیا یہ سوچ کر سواران کفار اپنے گھوڑوں کو ہمیز کر کے خندق چھاند گئے اور مسلمانوں کے مقابلہ میں آ کر لڑنے والوں کو طلب کیا۔ علی ابن ابی طالبؓ چند صحابیوں کو ہمراہ لے کر ان کے سامنے آئے اور عمرو بن عبد و کو قتل کر ڈالا باقی اس کے ہمراہی اپنے گروہ میں سے جس طرح آئے تھے اسی طرح واپس ہو گئے انہیں ایام میں حضرت سعد بن معاذؓ کے ایک تیر رگ اکھل پڑ آ لگا۔ بعض کہتے ہیں کہ حبان بن قیس بن العزقہ نے یہ تیر مارا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ابواسامہ جمہی حلیف بنو مخزوم نے۔ علماء سیر لکھتے ہیں کہ جس وقت حضرت سعد بن معاذؓ کے تیر لگا تھا اس وقت وہ یہ دعا کر رہے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے:

”اے خدا اگر تو نے قریش کی لڑائی باقی رکھی ہو تو مجھ کو بھی اس کے لئے باقی رکھ۔ مجھ کو اس سے کوئی چیز زیادہ عزیز نہیں کہ میں اس قوم سے لڑوں اور ان سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول ﷺ کو ایذا کی دین اور ان کو حرم سے نکال دیا ہے اور اگر تو نے ہماری اور ان کی لڑائی ختم کر دی تو اسی زخم کو ہماری شہادت کا وسیلہ کر دے۔ اب سوائے اس کے اور کوئی تمنا نہیں ہے کہ مرتے وقت میری آنکھیں بنو قریظہ کی ذلت دیکھ کر ٹھنڈی ہوں۔“

حضرت نعیم بن مسعود کی حکمت عملی: محاصرے کے دوران نعیم بن مسعود بن عامر بن ایف بن ثعلبہ بن منذر بن ہلال بن خلاہ بن اشجع بن ریث بن غطفان رضی اللہ عنہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ ﷺ میں آپ پر ایمان لایا میری قوم ابھی میری اس حالت سے واقف نہیں ہوئی آپ ﷺ جو کچھ فرمائیں میں اس کے بجالانے کو موجود ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”کہ تم ایک تجربہ کار آدمی ہو ان مشرکین کے دفعیہ کی جو تدبیر مناسب سمجھو کرو“ ((فان الحرب خدعة)) ”اس واسطے کہ لڑائی فریب ہے، نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی بنو قریظہ کے پاس گئے (یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں ان کے دوست تھے اور ان سے مراسم رکھتے تھے) اور یہ سمجھایا کہ تم کو قریش اور بنو غطفان نے احقر بنا رکھا ہے اگر تم کو کامیابی ہوگی تو وہ مال غنیمت میں تمہارے بہیم و شریک ہوں گے نصف بلاد تم سے لے لیں گے اور اگر کہیں شکست ہوگئی تو یاد رکھنا کہ وہ اپنے ہی وطن و شہر میں پہنچ کر دم لیں گے تم اکیلے یہاں رہ جاؤ گے پھر تم تنہا محمد ﷺ اور ان کے ہمراہیوں کا مقابلہ نہ کر سکو گے لہذا مناسب یہ ہوگا کہ تم لوگ اس اطمینان کے لئے کہ تمہارے ساتھ وہ ہر حال میں رہیں گے تم ان کے لڑکوں کو اپنے یہاں رکھ لو۔ بنو قریظہ کے دل میں یہ بات اتر گئی اور وہ اس امر پر آمادہ ہو گئے۔

اس کے بعد نعیم بن مسعود ابوسفیان کے پاس پہنچے اور اس کو یہ خبر کا دیا کہ ”یہود بنو قریظہ تمہاری ہمراہی سے بد دل ہو کر محمد ﷺ سے مل گئے ہیں اور ان سے یہ وعدہ کر لیا ہے کہ قریش کے لڑکوں کو ہم بطور ضمانت اپنے قبضہ میں لے کر تمہارے سپرد کر دیں گے“ جب یہ باتیں ابوسفیان کے بھی ذہن نشین ہو گئیں تو نعیم ابن مسعود یہاں سے اٹھ کر غطفان کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی باتیں کہیں۔

بنو قریظہ اور قریش میں اتفاق: ابوسفیان و غطفان نے نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کی باتوں کی تصدیق کے لئے اتفاق سے پیر کی رات بنو قریظہ سے کھلا بھیجا کہ تم لوگ محمد ﷺ کے پڑوس میں رہتے ہو ان کی نقل و حرکت سے بخوبی واقف ہو گے لہذا تم پہلے حملہ کرو۔ بنو قریظہ نے یوم السبت کا حیلہ کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ پیام بھیجا کہ ”جب تک تم اپنے لڑکوں کو ہمارے اطمینان کی غرض سے ہمارے حوالے نہ کرو گے ہم ہرگز نہ لڑیں گے“ اس پیام کے پہنچتے ہی نعیم بن مسعود کی خبر کی تصدیق ہو گئی پس ان کو بنو قریظہ کی طرف سے کھٹکا پیدا ہو گیا۔ اس کے جواب میں قریش نے لڑکوں کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیا لیکن لڑنے پر ان کو مجبور کرنا چاہا جس سے بنو قریظہ کو وہ خیال جس کو نعیم بن مسعود نے ان کے دماغ میں پیدا کر دیا تھا یقین کے درجہ کو پہنچ گیا اور نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق ہو گئی اس وجہ سے قریش و بنو قریظہ میں نا اتفاقی ہو گئی۔

کفار مکہ کی واپسی: اس کے بعد اللہ جل شانہ نے قریش و غطفان پر ایک سخت ہوا بھیجی جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے، باغیاں الٹ گئیں۔ ضروری اسباب اڑ گئے آنحضرت ﷺ نے کفار کی نفاق سے مطلع ہو کر حذیفہ بن الیمان کو قریش کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے صبح کو واپس آ کر مشرکین کی واپسی کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ بھی مع اپنے اصحاب کے صبح کو مدینہ لوٹ آئے۔

بنو قریظہ کا محاصرہ: غزوہ خندق سے واپسی کے بعد یہ نظر گوشاہی اسی دن بعد نماز ظہر بنو قریظہ پر جہاد کرنے کا الہام ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا اور فرمایا کہ کوئی شخص سوائے بنو قریظہ کے کہیں اور نماز عصر نہ پڑھے۔ چنانچہ آپ مع اپنے اصحاب کے مدینہ سے نکلے رايت اسلام اسلامی جند اعلیٰ ابن ابی طالب کو دیا اور مدینہ میں اپنے بجائے ابن ام مکتوم کو چھوڑا بچیس دن تک ان کا محاصرہ کئے رہے۔

سردار بنو قریظہ کعب بن اسعد: اس اثنا میں کعب بن اسد بنو قریظہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے کہا ”اے گروہ یہود اگر تم لوگ اپنی جان و مال اور عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں کی دست برد سے بچانا چاہتے ہو تو سعادۃ طاعت اسلام قبول کر لو یا یہ کہ ہفتہ کی رات کو محمد ﷺ پر شب خون مار کر اپنے کو ان کے ہاتھوں سے بچاؤ۔ وہ ہفتہ کی رات کو اس خیال سے کہ یہودیوں نسبت (ہفتہ کے روز) کو نہیں لڑتے غافل رہیں گے اور اگر ان دونوں امور کو ناپسند کرتے ہو تو بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنی عورتوں اور بچوں کو قتل کر دو۔ مال و اسباب کو جلا دو تب شمشیر بکف ہو کر محمد رسول اللہ ﷺ سے لڑو اگر اس صورت میں ہم ناکام ہوئے تو عورتوں اور بچوں کی گرفتاری کا رنج ہم کو نہ ہوگا اور اگر کہیں فتح یاب ہو گئے تو عورتیں بہت سی مل جائیں گی اور لڑکے بھی پیدا ہو

۱۔ حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ جس وقت میں قریش کے لشکر میں گیا اس وقت اس قدر تیز ہوا کے جھوکے چل رہے تھے کہ پاؤں رکھتے تھے کہیں پڑتے تھے کہیں ہوا کے جھوکوں کے ساتھ تاریکی بھی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ ایک کو دوسرے کا چہرہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ابوسفیان نے یہ حالت دیکھ کر کہا ”اے گروہ قریش تم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لو تا کہ ہوا اور تاریکی کے صدمہ سے محفوظ رہ سکو“ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لیا جو میرے قریب تھا تو ڈی دیر کے بعد پھر ابوسفیان نے کہا کہ بنو قریظہ نے ہم سے بد عہدی کی اور ہم لوگوں کو ایسی حالت میں چھوڑ دیا ہے لہذا اب میں مکہ کو واپس ہوتا ہوں تم لوگ بھی لوٹ چلو۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہیں سب کے سب بکھر ہو گئے حذیفہ کہتے ہیں کہ میرے جی میں آیا کہ واپسی کے وقت میں اس کو مار ڈالوں جو میرا اس تاریکی میں ہم نشین تھا لیکن چونکہ آنحضرت ﷺ نے کسی سے چھیڑ کرنے سے منع فرما دیا تھا اس وجہ سے خاموش رہا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

۲۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے صبح کی نماز کے بعد واپس آئے آپ نے اور مسلمانوں نے ہتھیار کھول کر رکھ لئے لیکن ظہر کے وقت جیسا کہ زہری نے روایت کی ہے جبرائیل علیہ السلام ایک حجر پر سوار ہر زمانہ باندھے ہوئے آئے اور آنحضرت ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا آپ نے ہتھیار کھول ڈالے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! پھر حضرت جبرائیل نے فرمایا بنو نضیر ملائکہ نے ہتھیار نہیں کھولے اور نہ وہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ سے واپس ہوئے ہیں اللہ جل شانہ آپ ﷺ کو بنو قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیتا ہے میں خود انہیں کی طرف جاتا ہوں اور ان کی بناء کو حرازل کئے دیتا ہوں“ آنحضرت ﷺ نے یہ سنتے ہیں خدا کرادی کہ کوئی شخص سوائے بنو قریظہ کے اور کہیں نماز عصر نہ پڑھے۔ ابن اسحاق ہی نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض اصحاب جو کسی ضرورت سے باہر چلے گئے تھے انہوں نے عشاء کے وقت پہنچ کر قریظہ کے حکم بنو قریظہ میں آ کر نماز عصر پڑھی اس پر نہ اللہ جل شانہ نے اور نہ آنحضرت ﷺ نے کچھ ناراضگی ظاہر فرمائی تھی۔ واللہ اعلم

جائیں گے۔ بنو قریظہ نے ان میں سے ایک بات بھی تسلیم نہ کی۔

حضرت ابوالبابہؓ بن عبدالمہزہر کی لغزش: اس کے بعد ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے ابوالبابہ بن عبدالمہزہر بن عمرو بن عوف کو مشورہ کی غرض سے اس وجہ سے طلب کیا کہ بنو قریظہ ان کے خلفاء میں تھے۔ ابوالبابہ بن عبدالمہزہر کو دیکھتے ہی کل بنو قریظہ جن میں ان کے لڑکے اور عورتیں بھی شامل تھیں جمع ہو گئے اور رو رو کر کہنے لگے کہ کیا تمہاری بھی یہی رائے ہے کہ ہم محمد ﷺ کے حکم سے قلعہ بندی چھوڑ دیں اور حصار سے نکل آئیں۔ ابوالبابہ ہاں کہہ کر آنحضرت ﷺ کے پاس نہ گئے بلکہ مدینہ لوٹ آئے اور اس واپسی پر نادم ہو کر اس کے انتظار میں مسجد کے ستون سے خود کو بندھوا دیا کہ اللہ جل شانہ ان کو اس خطا پر معاف فرمائے۔ ابوالبابہ نے دل میں یہ بھی عہد کر لیا تھا کہ اس سرزمین پر میں داخل نہ ہوں گا جہاں پر میں نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بددیانتی کی ہے۔

حضرت ابوالبابہؓ کی معافی: آنحضرت ﷺ نے یہ واقعہ سن کر ارشاد فرمایا کہ اگر ابوالبابہ میرے پاس آتا تو میں اللہ تعالیٰ سے اس کا تصور معاف کرا تا لیکن اب میں جب تک اللہ تعالیٰ اس کی خطا سے درگزر نہ کرے اس کو کھول نہیں سکتا چھ روز تک ابوالبابہ مسجد کے ستون کے ساتھ بندھے رہے صرف نماز کے اوقات میں کھلتے تھے ساتویں روز اللہ جل شانہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی آنحضرت ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے ابوالبابہ کو ستون سے کھولا اس کے بعد بنو قریظہ مجبور کو کر بھگم رسول اللہ ﷺ حصار سے نکل آئے اسی شب بنو قریظہ میں سے ہذیل کے چار بھائی مسلمان ہو گئے۔ عمرو بن سعد قرظی بھاگ گیا یہ بنو قریظہ کے ساتھ عہد شکنی میں شریک نہیں ہوا تھا الغرض بنو قریظہ کے حصار سے نکلنے کے بعد بنو اوس نے آنحضرت ﷺ سے استدعا کی کہ جیسا کہ بنو خزرج کی التماس پر بنو نضیر کے ساتھ معاملہ کیا گیا ہے اسی طرح ہمارے کہنے سے بنو قریظہ کے ساتھ بھی برتاؤ کیا جائے۔

سعد بن معاذ کا فیصلہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی ہو گے کہ اس امر کا فیصلہ وہ شخص کرے جو تم میں سے ہو؟ بنو اوس نے کہا ہاں یا رسول اللہ (ﷺ) تب آپؐ نے فرمایا وہ شخص سعد بن معاذ ہیں وہی اس امر کا فیصلہ کریں گے (سعد بن معاذؓ غزوہ خندق میں زخمی ہوئے تھے عیادت و بیمار پرسی کے خیال سے مسجد نبوی کے قریب ایک خیمہ میں ٹھہرائے گئے تھے) سعد بن معاذ ایک ہمارے پرستار کے لائے گئے جس وقت یہ مجلس کے قریب آئے تو آنحضرت ﷺ نے بنو اوس سے فرمایا ((قوموا الی سیدکم)) یعنی ”اپنے سردار کی تقسیم کے لئے اٹھو“ بنو اوس نے ان کو عزت سے لا کر بٹھایا اور کہا کہ ”آنحضرت ﷺ نے تمہارے موالی اور ساتھیوں کی قسمت کا فیصلہ تمہارے سپرد کیا ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے جواب دیا ”کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے عہد یمین پر عمل کرنا چاہئے“ بنو اوس نے کہا ضرور بسر و چشم۔ اس پر سعد بن معاذؓ نے کہا میں ان کی بابت حکم دیتا ہوں کہ ”بنو قریظہ کے کل مرد قتل کئے جائیں لڑکے اور عورتیں لوٹ لی اور غلام بنائے جائیں اور مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے“ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر سعد بن معاذؓ سے فرمایا ((لقد حکمت فیہم بحکم اللہ)) ”یعنی بے شک تم نے اللہ کے حکم

کے مطابق حکم دیا۔“

بنو قریظہ کا انجام: اس کے بعد آپ ﷺ کے حکم سے بنو قریظہ بازار مدینہ کی طرف لائے گئے اور خندق میں کھود کر ان کی گردنیں ماری گئیں۔ ان کی تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی عورتوں میں صرف ہتائہ زوجہ حکم قرظی کو قتل کیا گیا کے قتل کا بھی باعث یہ تھا کہ اس نے خلاۃ بن سید بن الصامتؓ پر دیوار پر سے ایک چکی گرا دی تھی جس کی چوٹ سے وہ شہید ہو گئے تھے۔ ثابت بن قیس بن الشماسؓ کی سفارش سے زیر بن قرظیؓ کی مع اس کے بیوی بچوں کی جاں بخشی کر دی۔ اس کا مال و اسباب بھی واپس دے دیا گیا اور ارم مندر بہت قیس نجاریہ کو رفاعہ بن سہیل قرظی کو مرحمت فرمایا۔ اس واقعہ کے بعد رفاعہ مسلمان ہو گئے اور آن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بھی نصیب ہوئی۔ ان معاملات سے فارغ ہو کر آپ نے بنو قریظہ کے مال و اسباب میں سے سو اوروں کو تین تین حصے اور پیادوں کو ایک ایک حصہ مرحمت فرمایا۔ قیدیان بنو قریظہ میں رہبانہ بنت عمرو بن خنظلہ ان کے حصہ میں آئیں اور تار زمان و ذات آپ ہی کی ملک میں رہیں۔

حضرت سعد بن معاذؓ کی شہادت: ان واقعات کے بعد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وہ دعا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے مستجاب ہو گئی۔ لیکن ان کی رگ اگل سے پھر خون جاری ہو گیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے پس انہوں نے شہداء جنگ خندق کے

۱۔ ابن اسحاق نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں ہے وہ ہند۔ ثابت بن قیس جیسا کہ ابن شہاب زہری نے ذکر کیا ہے زیر بن باط قرظی کو پکڑ لائے۔ زیر بن باط ایک من و مہر آدی تھا اس نے ایام جاہلیت میں ثابت بن قیس کے ساتھ کچھ سلوک کیا تھا اشارہ راہ میں زیر بن ثابت سے کہا کیا تم مجھ کو پہچانتے ہو؟ ثابت نے جواب دیا کیا مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو بھول جائے گا میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کا بدلہ میں اپنے ہاتھ سے تجھ کو دوں۔ زیر بن نے یہ سن کر کہا بے شک کریم کو کریم نیک جزا دیتا ہے اس کے بعد ثابت رسول اللہ ﷺ سے جا کر عرض کیا کہ زیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا معاوضہ میں اس کو دوں آپ اس کا خون مجھ سے دے دیجئے یعنی جاں بخشی کیجئے۔ آپ نے فرمایا ((ہسو لک)) ”وہ تیرے واسطے ہے“ ثابت یہ سن کر خوش ہوئے اور زیر کے پاس آئے اور یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو تیری جان بخش دی ہے میں اس کو تجھ دیتا ہوں زیر نے کہا ایک بورہا شخص جس کے اہل و عیال بھی نہ ہوں وہ زندگی لے کر گیا کرے؟ ثابت یہ سن کر پھر خدمت اقدس میں آئے اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ زیر کی عورت اور لڑکوں کو بھی مجھے مرحمت فرمائیے آپ نے فرمایا ((ہسو لک)) ”وہ تیرے واسطے ہیں“ ثابت نے یہ سنتے ہی زیر سے آ کر کہا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے تیرے لڑکے اور بیوی کو بھی مرحمت فرمادیا اب میں ان کو تجھ دیتا ہوں۔ زیر نے جواب دیا کہ سرزمین مجاز میں وہ خاندان جس کے مال نہ ہو کیسے باقی رہ سکتا ہے؟ ثابت نے اسی طرح حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ نے وہ بھی ثابت کو دے دیا اور ثابت نے زیر کو دے دیا اس کے بعد زیر نے کعب بن وحی بن اخطب و عمر ابن سمول و کعب بن قریظہ و بنو عمرو بن قریظہ کا حال نام نام در یافت کیا ثابت نے کہا یہ سب مارے گئے زیر نے یہ سن کر ایک آہ سرد بکھی اور کہا کہ اسے ثابت ان لوگوں کے بعد زندگی کا کچھ لطف نہیں ہے تم مجھ کو بھی ان کے پاس پہنچا دو ثابت یہ سن کر اپنے فضل پر شرمائے اور آگے بڑھ کر ان کی گردن ماری۔

۲۔ رہبانہ بنت عمرو سے آپ نے عقد کرنا چاہا تھا لیکن رہبانہ نے کہا مجھے اس حالت میں رہنے دیجئے اس میں آپ کو اور مجھ کو آسانی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے سن کر ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا چونکہ انہوں نے قید ہونے کے وقت یہودیت کے چھوڑنے سے انکار کیا تھا اس وجہ سے آپ کو ان کی طرف خیال لگا رہتا تھا۔ ایک روز آپ ﷺ صحابہ میں تشریف رکھتے تھے کہ پیچھے سے کسی کے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہ ثعلبہ بن سعد ہے وہ رہبانہ کے اسلام کی خوشخبری سنانے آیا ہے اسے میں ثعلبہ بن سعید آئے اور عرض کیا کہ ”رہبانہ مسلمان ہو گئی“ یہ سن کر آپ خوش ہو گئے اور آپ کے زمانہ وفات تک یہ آپ ہی کی ملک میں رہیں۔

ساتویں اودھ کو پورا کیا (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) مشرکین کے گروہ میں اس لڑائی میں چار آدمی مارے گئے یہ چاروں نصر قریش کے تھے مشرکین کے مقتولوں کے مجملہ عمرو بن عبدود اور اس کا لڑکا حمل و نونل بن عبد اللہ بن المغیرہ شامل تھے۔ اس جنگ خندق کے بعد سے پھر کفار قریش نے مسلمانوں سے کوئی لڑائی نہیں چھیڑی یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا۔

تل رجیع خون کا قصاص: بنو قریظہ کی فتح کے چھ مہینے بعد جمادی الاولیٰ ۵ھ میں اہل رجیع کے عاصم بن ثابت و ضعیب بن عدی کے خون کا بدلہ لینے کی غرض سے آپ نے دو سو سواروں کی جمیعت کے ساتھ بنو لحيان کا قصد کیا۔ مدینہ سے نکل کر سیدھے شام کے راستے پر چلے تھوڑی دور چل کر صحیرات یمام سے بائیں جانب مڑ کر مکہ کے راستہ پر آ گئے رفتہ رفتہ انج و عسفان کے درمیان جا اترے۔ لیکن مشرکین کا گروہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی منتشر ہو کر پہاڑوں میں چھپ گیا لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

غزوہ الغابہ: عیینہ بن حصن فزاری نے آنحضرت ﷺ کے واپس ہونے کے چند راتوں کے بعد بنو عبد اللہ بن عطفانی کو لے کر اطراف مدینہ پر شخون مارا اور ان کی اونٹنیاں پکڑ لے گیا۔ اس واقعہ میں اس نے بنو غفار کے ایک شخص کو جو وہاں موجود تھا قتل کر کے اس کی بیوی کو ہمراہ لے گیا۔ سلمہ بن عمرو بن الماکوح اسلمی رضی اللہ عنہ واقعہ دیکھ کر مسلمانان مدینہ کو اس سے قطع کر کے اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے آنحضرت ﷺ کی اطلاع پر عیینہ کی گرفتاری کے لے مقداد بن الاسود و عباد بن بشر و سعد بن زید الشہلی و عکاشہ بن محصن و محرز بن نعلہ اسدی و ابو قتادہ (بنو سلمہ کے) مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) کو لے کر سلمہ سے جا ملے۔ ان میں سعد بن زید رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر فرمایا۔ یہ سواران اسلام نہایت تیزی سے مسافت طے کرتے ہوئے دشمنان خدا تک پہنچ گئے۔ دونوں گروہوں میں لڑائی ہوئی محرز بن نعلہ رضی اللہ عنہ کو عبد الرحمن بن عیینہ نے شہید کیا۔ مشرکوں کو شکست ہوئی۔ ایک دن اور رات آپ پشتمہ بن ذوقرد پر مقیم رہے اور مجملہ ان ناقوں کے جو مشرکین سے واپس لائے گئے تھے۔ ایک ناقہ ذبح کیا گیا۔ اس کے بعد مدینہ واپس آئے۔

غزوہ بنی مصطلق: اس غزوہ کے بعد رسول اللہ ﷺ ماہ شعبان ۶ھ تک خاموشی کی حالت میں مدینہ میں مقیم رہے۔ کیا وجہ تھا کہ کچھ دنوں سکون کی یہی کیفیت قائم رہتی لیکن مشرکین کو چین کھان بل سکتا تھا۔ نہ وہ خود آرام سے رہتے تھے اور نہ آپ ﷺ کو آرام سے بیٹھنے دیتے تھے۔ انہوں نے غزوہ لغابہ کے بعد بنو المصطلق میں جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ ان کا سردار حرت بن ابی ضرار پدربجوریہ ام المؤمنین تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی پیش قدمی سے مطلع ہو کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور بعض کہتے ہیں کہ حمیلہ بن عبد اللہ لیشی رضی اللہ عنہ کو

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جنگ خندق میں سوائے چھ آدمیوں کے اور کوئی شہید نہیں ہوا اور یہ ہیں تین آدمی بنو عبد الاشیل سے (۱) سعد بن معاذ (۲) انس بن اوس بن حنیک بن عمرو (۳) عبد اللہ بن سہیل۔ دو آدمی بنو سلمہ سے (۱) طفیل بن نعمان (۲) ثعلبہ بن غنم۔ ایک آدمی بنو دینار سے کعب بن زید (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) مشرکین کی طرف سے تین نصر منہ بن عثمان بن عبید (عبد الداری) و نونل بن عبد اللہ بن المغیرہ بن عبدود مارے گئے۔ مدینہ بن عثمان کے تیر لگا تھا جس کے زخم سے مکہ میں جابر اور پچھلے دو مین معرکہ میں مرے۔

اچانا تب مقرر فرما کر روانہ ہوئے۔ چشمہ (یا چاہ) مرسیع پر قیدی و سائل کے درمیان مشرکین بنوا المصطلق سے مڈ بھڑک ہوئی۔ فریقین نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ مشرکین کو شکست ہوئی جن کی قسمت میں مارا جانا لکھا تھا وہ میدان جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ مال و اسباب پر قبضہ کر لیا گیا اور غارتیں بچے گرفتار کر لئے گئے۔

حضرت جویریہ بنت الحارث: منجملہ ان کے جویریہ بنت الحارث سردار بنوا المصطلق بھی تھیں یہ ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئی تھیں۔ ثابت بن قیس نے ان کو مکاتبہ (معاوضہ لے کر آزاد کر دینا) کر دیا جس کی واجب الادا رقم کو آنحضرت ﷺ نے ادا فرما دیا اور جویریہؓ کو لے کر آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا جب صحابہؓ کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہؓ سے عقد کر لیا ہے تو انہوں نے آپؐ کی دامادی کی وجہ سے بنوا المصطلق کے اپنے مقبوضہ تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا ان آزاد کئے جانے والوں کی تعداد سو کے قریب یا اس سے کچھ زائد تھی۔ اس لڑائی میں بنو لیث بن بکر کے بجائے ہشام بن صباحہ لینی کو دشمن کے دھوکے میں عبادۃ ابن الصامت رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ایک شخص نے قتل کیا نیز اسی لڑائی میں واپسی کے وقت جب کہ حجاج بن مسعود غفاری ابیر عمر بن خطابؓ و سنان ابن وادعہ جہنی حلیف بنوعوف بن الخزرج میں ناچاقی ہو گئی تھی۔

مناقیق عبد اللہ بن ابی: عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے کہا تھا کہ اگر ہم بخیر و عافیت مدینہ پہنچ گئے تو ضرور ہم وہاں سے ان رذیلوں کو نکال دیں گے۔ علاوہ اس کے اسی طرح کے اور کلمات بھی آنحضرت ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں کہے تھے۔ جن کو زید بن ارقم نے اپنے کانوں سے سن کر آنحضرت ﷺ سے عرض کیا تھا۔ اللہ جل شانہ نے اسی وقت سورہ منافقین نازل فرمائی۔ عبد اللہ ابن ابی کے لڑکے عبد اللہ نے اپنے باپ سے بیزاری ظاہر کی اور یہ گزارش کی کہ ”واللہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ عزیز تر ہے اور بے شک وہی ذلیل و خوار ہے“ اگر آپؐ فرمائیں تو میں خود کو نکال دوں“ پھر جب مدینہ میں پہنچے تو عبد اللہ بن عبد اللہ نے اپنے باپ عبد اللہ بن ابی سلول سے باز پرس کی۔ گھر میں داخل نہ ہونے دیا اور علاوہ یہ کہہ دیا کہ تم کو میں اس وقت تک مکان میں قدم نہ رکھنے دوں گا جب تک آنحضرت ﷺ اجازت نہ دیں گے۔

پس یہ آنحضرت ﷺ کی اجازت سے مکان میں داخل ہوا اس کے بعد عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا ”یا رسول اللہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپؐ میرے باپ کو قتل کی فکر میں ہیں مجھ کو اس کا خوف ہے کہ آپؐ کہیں میرے سوا کسی دوسرے کو اس کام پر مامور نہ فرمائیں میرا نفس اس امر کو قبول نہ کرے گا کہ میں اپنے باپ کے قاتلوں کو چھوڑ دوں اور اگر میں نے اس کو قتل کر ڈالا تو حقیقتاً میں نے ایک کا فر ایک مسلمان کے پوتے مارا اس وجہ سے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپؐ مجھ کو میرے باپ کے مارنے کا حکم دیجئے میں ابھی اس کا سر کاٹ کر حاضر کرتا ہوں“۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن

۲ شعبان ۶ھ بروز جمعرات آپ ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے اس مرتبہ غزوہ تبوک کے خلاف منافقین کا بھی ایک گروہ آپ کے ہمراہ تھا جو اس سے پیشتر بھی کسی غزوہ میں شریک نہیں ہوا تھا۔

۳ اس لڑائی میں مہاجرین کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اور انصار کا ایمت سعد بن عباد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا مشرکوں کے مقتولوں کی تعداد معلوم نہیں ہوئی البتہ مسلمانوں کی طرف سے صرف ایک شخص شہید ہوا اور وہ بھی دھوکہ میں۔

کران کو عادی اور ان کی تسکین کر دی کہ ان کے باپ کے ساتھ سختی کے بجائے نرمی کی جائے گی۔

واقعہ اُفک: اسی غزوہ میں واقعہ اُفک پیش آیا اہل اُفک نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں بدگوئی کی جس کا ذکر کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے کتب سیر میں یہ واقعہ تصریح کے ساتھ مذکور ہے اللہ جل شانہ نے ان کی برأت و بزرگی و شرافت کی بابت آیات نازل فرمائی ہیں۔

غلط فہمی: صحیح میں یہ ذکر آ گیا ہے کہ واپسی کے وقت حضرت سعد بن عبادہ و سعد بن معاذؓ میں کچھ باتیں ہو گئی تھیں۔ درحقیقت یہ غلط فہمی ہے کیونکہ سعد بن معاذؓ بعد فتح بنو قریظہ ۳ھ میں انتقال کر چکے تھے اور غزوہ بنو المصطلق ۶ھ میں ان کے انتقال کے

۱۔ یہ واقعہ اس غزوہ میں مراجعت کے وقت پیش آیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی ان بیویوں میں تھیں جن سے آپ کو بہت زیادہ انس تھا۔ لیکن اس واقعہ میں وحی نہ نازل ہونے سے آپ بھی سخت متروک و متعیر تھے۔ قصہ مختصر اس کا یہ ہے کہ غزوہ بنو المصطلق سے واپسی کے وقت ایک مقام پر آپ نے قیام فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قضاء حاجت کے لئے لشکر سے باہر گئیں۔ جب لوٹ کر آئیں تو اپنے گئے کو تو اپنے گئے کو بار سے خالی پایا جس کو وہ اپنی بہن سے رواجی کے وقت عاریتاً لے کر آئی تھیں۔ ناچار بار کی تلاش میں جہاں قضاے حاجت کو گئی تھیں پھر گئیں۔ اسے میں لشکر نے کویج کر دیا اور جو لوگ آپ کی محل کو اونٹ پر رکھا کرتے تھے انہوں نے بھی محل کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا۔ چونکہ عائشہ صغیرہ تھیں۔ بدن میں گوشت نہیں بھرا تھا ان لوگوں کو کچھ خیال پیدا نہ ہوا۔ جب حضرت عائشہ لشکر گاہ میں بار لے کر آئیں تو لشکر کو نہ پایا۔ یہ خیال کر کے جب یہ لوگ کسی مقام پر قیام کریں گے اور مجھ کو نہ دیکھیں گے تو ضرور میری تلاش میں آئیں گے۔ ایک چادر لپیٹ کر لپٹ رہیں تو کے کا وقت تھا نیند آ گئی۔ صفوان بن معطلؓ میرا نوم ہونے کی وجہ سے ہمیشہ سب سے پیچھے کوچ کیا کرتے تھے اس میں یہ مصلحت تھی کہ یہ چھوٹی چیزوں اور آدمیوں کو با آسانی لشکر تک پہنچا دیتے تھے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زمین پر لیٹے ہوئے دیکھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہ پڑھا۔ صفوان کی آواز سن کر حضرت عائشہ جاگ اٹھیں صفوان نے اپنا اونٹ بٹھا دیا حضرت عائشہ اس پر سوار ہو گئیں۔ صفوان نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور روانہ ہو گئے تا آنکہ لشکر میں پہنچ گئے لشکر اس وقت ظہیرہ میں تھا۔ عبد اللہ بن ابی منافق اور منافقین کا ایک گروہ لشکر میں موجود تھا اس نے اس واقعہ کو دیکھتے ہی جو کچھ کہنا تھا کہنا شروع کر دیا۔ اپنے حسد و نفاق کو ظاہر کرنے لگا۔ لیکن آنحضرت ﷺ خاموش تھے جب لشکر اسلام مدینہ پہنچا تو آپ نے اپنے اصحاب سے اس واقعہ کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا کہ یہ واقعہ بالکل غلط ہے۔ دشمنوں کے کہنے پر خیال نہ فرمائیے۔ ہرگز آپ حضرت عائشہ سے علیحدگی نہ کیجئے لیکن حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ حضرت عائشہؓ کو کر دیجئے۔ دوسری عورت سے عقد کیجئے لیکن جب علیؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس واقعہ میں پس و پیش فرماتے ہیں تو حضرت علیؓ نے دوبارہ عرض کیا کہ آپ شک و شبہ کو چھوڑ دیجئے ناحق کا صدمہ نہ اٹھائیے۔ ان کے علاوہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس واقعہ کو سن کر کہا ((سبحانک ہذا بہتان عظیم)) چونکہ مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ بیمار ہو گئی تھیں اور ان کو ان واقعات سے کچھ آگاہی نہ تھی۔ البتہ آنحضرت ﷺ ان سے مخاطب کم ہوتے تھے اس وجہ سے آنحضرت ﷺ سے اجازت لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے میکے چلی آئیں چند دنوں کے بعد ایک روز رات کو امّ مسطح بنت ابی رہم بن المطلب کے ہمراہ قضاء حاجت کو باہر نکلی تھیں۔ اشاعرہ میں امّ مسطح نے مسطح کو برا کہا۔ عائشہ نے امّ مسطح سے کہا تم نے کیا کیا یہ شخص مہاجرین میں سے ہے بدر میں شریک ہوا ہے۔ امّ مسطح نے جواب دیا کہ کیا تم کو اس واقعہ کی اطلاع نہیں ہوئی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کون سا واقعہ؟ امّ مسطح نے سارا واقعہ بیان کر دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سن کر پریشان ہو گئیں قضاء حاجت بھی نہ کر سکیں روتی ہوئیں واپس چلی آئیں شب و روز رونے کے سوا کچھ کام نہ تھا۔ ایک تو بیماری دوسرے یہ صدمہ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے یہ خطبہ پڑھا جس میں بعد حمد و ثناء یہ بیان فرمایا کہ "اے لوگو! ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے میرے اہل بیت کی بابت مجھ یا اپنی بھانجی ہے اور ان پر افترا اور بہتان باندھے ہیں اور ایسے شخص کی نسبت کہتے ہیں جس سے میں نے نیکی کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور وہ کبھی کسی میرے مکان میں میرے ساتھ کے سوا داخل نہیں ہوا۔" اسید بن خنیز یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے "اے رسول اللہ! گروہ لوگ اس کے قبیلہ کے ہیں تو ہم ان کی برادری کے ہیں انہیں ہم اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور اگر ہمارے بھائی خزرج سے ہیں تو ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔" اس پر حضرت سعد بن عبادہؓ نے اٹھ کر کہا کہ اللہ

میں مبینہ بعد ہوا لہذا دو شخصوں کا جھگڑا غزوہ بنو مصطلق کے بعد ہوا پس ابن اسحاق نے جوز ہری سے اور زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے اور سعد بن عبادہ سے گفتگو ہوئی تھی وہ اسید بن ابی العاص کی باتیں تھیں۔ واللہ اعلم

بنو مصطلق کا وفد دو برس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق کے مسلمانوں سے صدقات وصول کرنے کے لئے ولید بن عقبہ بن معیط رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا جس وقت ولید بنو مصطلق کے قریب پہنچے۔ بنو المصطلق ان کے استقبال کے لئے نکلے۔ ولید یہ خیال کر کے یہ لوگ میری ہلاکت کی غرض سے آئے ہیں۔ لوٹ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع دی کہ وہ میرے قتل پر آمادہ ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بد عہدی کی بابت مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا اس اثناء میں بنو المصطلق کا وفد (ڈیپوٹیشن) آیا اور ملاقات سے پہلے ولید کی واپسی پر افسوس ظاہر کرنے کے بعد

کچھ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا خیال یہ ہے کہ اہل الکفر خورج سے ہیں اور اگر آپ کی قوم سے ہوتے تو یہ نہ کہتے "باتوں باتوں میں دونوں میں نزاع ہو گئی۔ آنحضرت ﷺ میرے آتر آئے یہ قول صاحب زادہ المعادی بدی خیر العباد کا تھا۔ لیکن ابن اثیر وابن ہشام لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تھا اور حضرت اسامہؓ اور علیؓ نے جو کچھ ان کے دل میں آیا مشورہ دیا تھا صحابہ کا اجماعی مذکور ہوا بہر کیف اس خطبہ کے بعد آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اس وقت ان کے پاس ان کے ماں باپ اور انصار کی ایک عورت تھی یہ بیٹھی ہوئی رہ رہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حمد و ثناء کی اس کے بعد ان سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے عائشہ تم کو کچھ معلوم ہے تمہاری نسبت لوگ کیا کہتے ہیں؟ اگر فی الحقیقت تم سے کوئی لغزش ہو گئی ہے تو اللہ سے رجوع کرو۔" یہ سنتے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آنسو ختم گئے اور اس انتظار میں رہیں کہ ان کے ماں باپ کچھ جواب دیں جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا تو انہوں نے اپنے ماں باپ سے کہا تم لوگ آپ ﷺ کو جواب دو ان لوگوں نے کہا ہم کیا جواب دیں ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں ہرگز تو یہ نہیں کروں گی اللہ اس کو خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں وہ بے شک میری تصدیق کرے گا باقی رہے تم لوگ اگر میں اس سے انکار کرتی ہوں تو مجھے تم لوگ سچا نہ جانو گے اس لئے میں بھی وہی کہتی ہوں جو پدیر یوسف نے کہا تھا یعنی ﴿فَصِرْ هَيْمَلًا﴾ اللہ المستعان علی ما تصفون حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس وقت میں نے یعقوب کا نام بہت یاد کیا لیکن یاد نہیں آیا۔ تب مجبور ہو کر میں نے ان کو پدیر یوسف سے تعبیر کیا۔ میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اللہ جل شانہ میری بریت کے لئے وحی بھیجے گا۔ آیات تطہیر نازل کرے گا جس کی لوگ تلاوت کریں گے الغرض اسی اثناء میں حضرت عائشہؓ اپنی جگہ سے اٹھنے نہ پائے تھے کہ وحی نازل ہونے کے آثار نمایاں ہو گئے آپ ایک چادر اوڑھ کر لیٹ رہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ کو اس مطلق علم نہ تھا کہ وحی کیا نازل ہوگی کلیتہً میں بے حرم و بے گناہ تھی جب سلسلہ وحی ختم ہوا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے پیشانی سے پسینہ پونچھتے جاتے اور فرماتے تھے (ادشری یا عائشہ فقد انزل اللہ برائک) یعنی "اے عائشہ مبارک ہو اللہ جل شانہ نے تمہاری برائت نازل فرمادی ہے۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سن کر خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے خطبہ پڑھ کر ان آیات کو جو بارہ تطہیر عائشہ رضی اللہ عنہا نازل ہوئی تھیں پڑھا ﴿ان الذین جاوا با لافک غصبة منکم لا حیسوه شراکم بل ہو خیر لکم لکل امراء منهم ما اکسب من الاثم والذى تولی کبره منهم له عذاب عظیم﴾ یعنی "الزام لگانے والی تمہاری ہی ایک جماعت ہے اس الزام کو اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ تمہارے لئے اچھا ہے ہر آدمی پر اس کی کمائی کے برابر گناہ ہے اور جو اس جماعت کا سرغنہ ہے اس کے لئے عظیم عذاب ہے" اس کے بعد اہل الکفر پر حد قذف (حرام کاری یا زنا کی ہمت لگانے کی سزا) جاری کرنے کا حکم دیا چنانچہ مسطح بن اسداء و حسان بن ثابت و حمند بن جحش کو جو کہ اس واقعہ میں زور و شور مچا رہے تھے۔ اسی اسی درے مارے لیکن عبداللہ بن ابی بادیہ و یکہ ان کا سر دار تھا و پوش ہو جانے کے سبب سے بچ گیا۔

اظہار کیا کہ بنو المصطلق ان کی تشریف آوری کے سبب سے استقبال کو آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس بیان کو مان لیا اور اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَا فَتِينُوا إِن تَصِيرُوا قَوْمًا بَجَهَالَةٍ فَتَصْحَبُوا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ

نَادِمِينَ﴾

”اے ایمان والوں! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ خبری میں کسی پر حملہ کر بیٹھو اور اپنے کئے پر نادم ہونا پڑ جائے۔“

باب ۶:

صلح حدیبیہ

سہیل سکینہ

حیدر آباد علیہ آباد ہند بکرمہ ۵۱

مکہ کو روانگی: غزوہ بنو المصطلق کے دو مہینے بعد ماہ ذی الحجہ ۶ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقصد عمرہ ادائے حج مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے۔ مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) کا ایک گروہ آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ کے ہمراہیوں کی تعداد تیرہ سوار اور پندرہ سو کے درمیان تھی اگرچہ اس امر کے اظہار کے لئے کہ آپ جنگ کے قصد سے مکہ روانہ نہیں ہوئے۔ آپ نے اپنی روانگی سے پہلے قربانی کے جانوروں کو آگے روانہ کر دیا تھا اور مدینہ ہی سے احرام باندھا لیا تھا لیکن اہل قریش اس کے باوجود خبر پاتے ہی آپ سے لڑنے اور بیت اللہ کی زیارت سے روکنے پر تل گئے۔ خالد بن الولید کو ایک دستہ سواروں کے ساتھ کراع النعیم کی طرف بڑھایا۔ یہ خبر آپ کو اس وقت پہنچی جب کہ آپ عسفان پہنچ چکے تھے آپ نے اسی مقام سے عام راستہ چھوڑ کر حدیبیہ المرار کا راستہ اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ مقام حدیبیہ (اسفل مکہ) میں پہنچے خالد بن ولید اس خبر کے سنتے ہی مع اپنے ہمراہیوں کے مکہ بغرض اطلاع لوٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس مقام سے مکہ کی طرف اپنے ناقہ کو موڑنا چاہا تو وہ بیٹھ گیا۔ لوگوں نے کہا ناقہ بیٹھ گیا۔ مکہ کی طرف جانے سے روکتا ہے آپ نے جواب دیا: ”میں مکہ کی طرف جانے سے ناواقف نہیں رک سکتا لیکن اس کو اس نے روک دیا ہے جس نے اصحاب فیل کے فیل کو روک دیا تھا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر قریش آج کے دن مجھے نہ روکتے تو میں بہ نظر صلہ رحم جو مانگتے وہی دیتا۔ اس کے بعد آپ اتر پڑے اور لوگوں کو قیام کرنے کے لئے فرمایا۔ صحابہ نے اس مقام پر پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے ایک تیرا اپنے ترکش سے نکال کر دیا جس کو انہوں نے آپ کی حسب ہدایت وادی

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ اس خبر کا پہنچانے والا آپ ﷺ صل بن مہنیان کہی ہے وہ آپ سے عسفان میں ملا اور یہ کہا ”اے رسول اللہ ﷺ قریش تمہاری روانگی کو سن کر گھروں سے نکل کھڑے ہوئے ہیں اور انہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ تم مکہ میں ہرگز نہ جانے پاؤ گے اور خالد بن ولید سواروں کو لے کر کراع النعیم کی طرف جلوہ گری کے غرض سے روانہ ہوا ہے آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ قریش پر افسوس آتا ہے کہ ان کے دماغ کو لڑائی کے خیال نے چرایا ہے۔ ان کا کیا نقصان تھا اگر آج مجھ کو نہ پھیلنے اور آئندہ وہ مجھ پر وہ فتح یاب ہو جاتے تو ان کا بھی مقصد تھا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو ان پر غالب کر دیتا تو وہ اسلام میں داخل کر لئے جاتے بخدا میں ان سے اس وقت تک لڑتا جاؤں گا۔ جب تک مردان خدا غالب نہ ہوں گے۔

کے ایک پتھر میں گزوا دیا اللہ کی قدرت سے اس قدر پانی نکلا کہ تمام لشکر کے صرف کو کافی ہو گیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یہ عمل براء بن عازب نے کیا تھا۔

بیعت رضوان: آنحضرت ﷺ اور کفار قریش میں نامہ و پیام شروع ہوا۔ حضرت عثمان بن عفانؓ ان دونوں میں نامہ بری یا سفارت کا کام سرانجام دے رہے تھے۔ اتفاقاً مکہ سے واپسی میں ان کو کچھ تاخیر ہوئی اور یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مشرکین نے ان کو شہید کر ڈالا۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر بہت برہم ہوئے اسی وقت مسلمانوں کو طلب کر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مرنے اور لڑائی سے نہ بھاگنے کی بیعت لی اور اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمانؓ کی جانب سے ہے۔

مصالحات کی گفت و شنید: نامہ و پیام کے بعد سب سے پیچھے سہیل بن عمرو قریش کی جانب سے آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور یہ بات قرار پائی کہ اس سال قربانی کر کے واپس چلے جائیں۔ سال آئندہ مکہ میں آپ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ بلا ہتھیار سوائے تلوار کے داخل ہوں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ یہ صلح دس برس تک قائم رہے۔ ایک دوسرے کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچائیں۔ نیز یہ کہ جو شخص کفار میں سے مسلمانوں میں جا ملے وہ اپنی قوم میں واپس کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص مسلمانوں میں سے ان میں مل جائے تو وہ مسلمانوں کو واپس نہ کیا جائے گا۔ یہ شرط مسلمانوں کو شاق گزری بعض نے اس میں بحث بھی کی لیکن آنحضرت ﷺ باہام الہی سمجھتے تھے کہ یہ صلح لوگوں کے امن اور ظہور اسلام کی باعث ہوگی اور اللہ جل شانہ اس میں مسلمانوں کے لئے بہودی و بہتری کی صورت پیدا کرے گا۔

صلح نامہ حدیبیہ: علی بن ابی طالبؓ نے صحیفہ (عہد نامہ) لکھا اور اس کے عنوان میں یہ عبارت تحریر کی ((ہذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)) ”یہ وہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح قبول فرمائی ہے۔“ سہیل نے یہ عبارت دیکھ کر کہا اگر ہم محمد ﷺ کو رسول اللہ سمجھتے تو ان سے کیوں لڑتے؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو اس کے محو (کاٹ دینے یا چھیلنے) کا حکم دیا۔ علی بن ابی طالبؓ نے انکار کیا آپ نے خود اس عہد نامہ کو لے کر لفظ رسول اللہ محو کر کے محمد بن عبد اللہ (ﷺ) لکھ دیا۔ ناظرین کے ذہنوں میں آنحضرت ﷺ کی اس کتابت سے یہ شبہ نہ پیدا ہو کہ اس محو اثبات سے آپ کی امیت میں کچھ فرق آ گیا اس وجہ سے کہ یہ کتاب بلا علم اشکال حروف سواد خط و نشست و برخواست الفاظ ہوئی تھی۔ پس یہ کتابت بھی آپ ﷺ کے مجملہ معجزات کے ہے اور قادح معجزہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ابو جندل بن سہیل کی آمد: عہد نامہ تحریر کئے جانے کے دوران ابو جندل بن سہیل آ گئے یہ اس واقعہ سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔ سہیل اپنے لڑکے کو دیکھتے ہی چلا اٹھا ((ہذا اول ما نقاضی علیہ)) ”یہ وہ پہلا شخص ہے جس پر ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ ہونا ہے۔“ آنحضرت ﷺ نے یہ سنتے ہی ابو جندل کو سہیل کے سپرد کر دیا اور یہ تسکین دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی نجات کی صورت نکالے گا مگر عام مسلمانوں کو یہ امر شاق گزرا اس کے بعد قریش کے تیس چالیس آدمی کو

سواران اسلام گرفتار کر کے لائے جو مسلمانوں پر شکن مارنے کی غرض سے آئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو بھی آزاد کر دیا ان واپس ہونے والوں میں عتیقی بھی شامل تھے۔ الغرض جب صلح نامہ لکھا گیا اور دستخط ہو کر مکمل ہو گیا جب آپ ﷺ نے قربانی کرنے اور سرمنڈانے کا حکم دیا۔ صحابہؓ کو چونکہ شرائط صلح شاق گزریں تھیں لہذا انہوں نے اس حکم کی تعمیل میں توقف کیا۔ آپ کو اس سے رنج ہوا آپ نے اپنی بی بی ام سلمہؓ سے اس کی شکایت کی۔ ام سلمہؓ نے یہ رائے دی کہ آپ باہر تشریف لے جائیے قربانی کیجئے بال مندا ایسے پھر صحابہؓ بھی آپ کی اتباع کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا مسلمانوں نے آپ کی اتباع کی اس دن آنحضرت ﷺ کا سر مبارک خراش بن امیہ خزاعی نے موٹا تھا۔

صلح حدیبیہ کے اثرات زہری روایت کرتے ہیں کہ جب تک مسلمانوں اور کفار قریش میں نزاع قائم تھی اس وقت تک کوئی کسی سے مل جل نہ سکتا تھا اور پھر جب مصالحت ہو کر لڑائی ختم ہو گئی اور لوگوں میں امن ہو گیا تو ایک دوسرے سے ملنے لگے نہ کوئی کسی کے مذہب پر معترض ہوتا اور نہ اسلام کی کوئی برائی کرتا تھا۔

ذوالحلیفہ کا واقعہ مدینہ سے واپسی کے بعد ابوبصیر عقبہ بن اسید بن ہار یہ ثقفی حلیف بنو زہرہ مکہ سے بھاگ کر مدینہ چلے آئے یہ پہلے ہی سے مسلمان تھے ان کی قوم نے ان کو قید کر رکھا تھا۔ ازہر بن عبدعوف عم عبدالرحمن بن عوف واصل بن شریک سردار بنو زہرہ نے جو بنو عامر بن لوئی کے ایک شخص کو مع اپنے خادم کے آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجا۔ آپ ﷺ نے ہو جب عہد نامہ ابوبصیر عقبہ بن اسید کو ان دونوں آدمیوں کے حوالے کر دیا۔ جب یہ لوگ ذوالحلیفہ پہنچے تو ابوبصیر نے ان میں سے ایک کی تلوار اٹھالی اور حامری پر اس زور سے وار کیا کہ اس نے دم تک نہ لیا فوراً مر گیا۔ دوسرا یہ واقعہ دیکھ کر اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ ابوبصیر آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا ”اے رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنا عہد پورا کیا اور اللہ نے مجھ کو چھڑا دیا۔“

آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب ان کو ایسے الفاظ میں دیا جس سے ابوبصیر یہ سمجھ گئے کہ یہ پھر کفار قریش کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ اس وجہ سے اسی وقت وہ مدینہ سے نکل کر ساحل کی طرف چلے آئے جس راستہ سے قریش شام کو جاتے تھے رفتہ رفتہ ان میں قریش کا ایک گروہ جو اسلام دوست اور مسلمان تھا آ ملا۔ ان لوگوں نے قریش کے قاتلوں کو چھیڑنا اور اوشا شروع کر دیا۔ قریش نے مجبور ہو کر آنحضرت ﷺ سے یہ درخواست کی کہ ان لوگوں کو آپ مدینہ بلا لیں۔ اس کے بعد ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر آئیں۔ ان کو لانے کے لئے ان کے بھائی عمارہ و ولید آئے۔ اللہ جل شانہ نے عورتوں کو واپس کرنے سے منع کر دیا۔ چنانچہ وہ شرط جو عہد نامہ میں لکھی گئی تھی ٹوٹ گئی۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرک عورتیں حرام کر دیں جس سے ان کا کج ٹوٹ گیا۔

انجملہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی امیہ بن العقیلہ اور ام کلثوم بنت عمرو بن جریول خزاعی کو طلاق دے دی۔ پہلی نے معاویہ بن ابی سفیان سے عقد کر لیا اور دوسری نے ابوجہم بن حذیفہ بن قحطام سے۔

مترجم

بدیل بن ورقہ زہری نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ مقام حدیبیہ میں بہ اطمینان مقیم ہو گئے اس وقت آپ کے پاس بدیل بن ورقہ خزاعی چند خزامیوں کو لے کر آیا اور حضور ﷺ کے آنے کا سبب دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا آپ ﷺ قصد لڑائی نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے تشریف لائے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ قافلہ کے آگے قربانی کے اونٹوں کی قطار ہے اور آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس قول کی تصدیق کی بدیل یہ سن کر مح اپنے ہمراہیوں کے لوٹ کر قریش کے پاس آیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہا ”اے گروہ قریش تم لوگ ناحق محمد ﷺ سے بدگمانی کرتے ہو وہ تم سے لڑنے کو نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کو آئے ہیں تم لوگ بے وجہ شور و غل مچا رہے ہو۔“ قریش نے جواب دیا ”کہ چاہے وہ جنگ کے قصد سے نہ آئے ہوں لیکن وہ اس شہر میں نہیں آسکتے اور دیکھنا آئندہ اس بارے میں گفتگو نہ کرنا۔ اس کے بعد اہل مکہ نے مرکز بن حفص بن الازیف برادر بنو عامر بن لوی کو بھیجا اس سے بھی یہی گفتگو پیش آئی اور اس نے بھی واپس ہو کر قریش کو اسی امر کی اطلاع دی۔

حلیس بن علقمہ کی واپسی: انہوں نے حلیس بن علقمہ یا ابن زہل سردار احابیش کو حال دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ قربانی کے اونٹوں کو آگے کر دو حلیس قربانی کے جانوروں کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کے پاس تک نہ گیا راستہ ہی سے لوٹ کر قریش سے کل واقعہ بیان کیا۔ قریش نے کہا بیٹھ جا جنگی آدمی کچھ سمجھتا بوجھتا نہیں ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس بات سے حلیس کو غصہ آ گیا اور اس نے نہایت تیز آواز سے کہا اے گروہ قریش واللہ ہم نے تمہارے ساتھ اس بات کا حلف نہیں لیا اور نہ اس امر پر ہم نے تم سے عہد کیا ہے وہ شخص روکا جائے گا جو بیت اللہ کی زیارت کو آتا ہے مجھ کو اس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو محمد کو جس کام کے لئے وہ آئے ہیں اجازت دو گے یا میں اپنے کل حبشیوں کو لے کر چلا جاؤں گا۔“ قریش نے رنگ بے رنگ دیکھ کر نرمی سے کہا بھائی حلیس تم خاموش رہو جو تم کو بگے وہی ہو گا ذرا ہم اپنا اطمینان تو کر لیں۔

حضرت خراش بن امیہ سے بدسلوکی: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان واقعات کے بعد پہلے آنحضرت ﷺ نے خراش بن امیہ خزاعی کو بلایا اور اپنے ثعلب نامی اونٹ پر سوار کر کے اہل مکہ کے پاس اصلی حالات کہنے کے لئے روانہ کیا اہل مکہ نے آپ کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور خراش بن امیہ کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ حبشیوں نے درمیان میں پڑ کر بچایا خراش بیچارے جان بچا کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کل واقعات عرض کئے۔

حضرت عثمان بن عفان کی سفارت: آپ ﷺ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو اہل مکہ کے پاس بھیجنے کے لئے بلایا حضرت عمر بن الخطابؓ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ مجھے مکہ جانے میں کچھ عذر نہیں ہے لیکن مجھے اپنی ذات کا قریش سے خوف ہے۔ مکہ میں کوئی بنو عدی بن کعب نہیں ہے جو میری حمایت کرے یا ان کو روکے گا۔ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ قریش مجھ سے کس قدر برہم ہیں اور مجھے دیکھ کر کس قدر آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ لیکن میں اس کام کے لئے اپنے سے زیادہ اچھے شخص کو مانتا ہوں آپ حضرت عثمان بن عفان کو بلائے اور ان سے یہ کام لیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمان بن عفان کو بلا کر ابوسفیان اور رؤسا قریش کے پاس مکہ روانہ فرمایا۔ جب یہ مکہ پہنچے تو سب

سے پہلے ابان بن سعید بن العاص سے ملاقات ہوئی۔ عثمان بن عفانؓ نے آنحضرت ﷺ کا پیام بتایا۔ وہ حضرت عثمانؓ کو ابوسفیان اور رؤساء قریش کے پاس لے گیا انہوں نے ان سے بھی آنحضرت ﷺ کا کل پیام کہہ دیا جب حضرت عثمانؓ یہ پیام پہنچا چکے تو قریش نے کہا ”کہ تمہارا اگر جی چاہتا ہو تو طواف کرو“ عثمان بن عفانؓ نے جواب دیا کہ میں یہ فعل ہرگز نہ کروں گا جب تک آنحضرت ﷺ طواف نہ کر لیں۔ قریش یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ان کو روک لیا۔

شہادت عثمانؓ کی افواہ: آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ بن عفانؓ کو اہل مکہ نے قتل کر ڈالا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ جب تک میں اس قوم سے خون بہا نہ لے لوں گا ہرگز حرکت نہ کروں گا لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا اس بیعت سے حاضرین میں سے سوائے عبد بن قیسؓ برادر بنو سلمہ کے کسی نے انکار نہیں کیا سب سے پہلے ابوسنان اسدیؓ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا۔

صلح کی پیشکش: پھر قریش نے سہیل بن عمروؓ برادر بنو عامر بن لوئیؓ کو آنحضرت ﷺ کے پاس صلح کرنے کی غرض سے بھیجا اور یہ سمجھا دیا کہ محمد ﷺ سے صلح کرو لیکن وہ اس سال واپس جائیں تاکہ عرب یہ نہ کہیں کہ محمدؐ ہجیر مکہ میں داخل ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو آتے دیکھ کر فرمایا کہ اب قریش صلح کی طرف مائل ہوئے کیونکہ انہوں نے اس شخص کو بھیجا ہے۔ ان غرض سہیل آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور شرائط صلح نامہ طے کر کے عہد نامہ لکھا جانے لگا۔

صلح نامہ حدیبیہ: آنحضرت ﷺ نے علی ابن ابی طالبؓ سے فرمایا لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا میں یہ نہیں جانتا باسمک اللهم لکھاؤ آپؐ نے ارشاد فرمایا یہی لکھو پھر فرمایا لکھو۔

یعنی ”یہ وہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمدؐ نے سہیل سے صلح کی“ سہیل نے اس پر بھی اعتراض کر دیا اگر ہم تم کو رسول اللہؐ جاننے تو تم سے کیوں لڑتے؟ تم اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھاؤ“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اچھا لکھو:

((هذا ما صالح عليه محمد بن عبد الله و سہیل بن عمرو و اصطلاحا علی وضع الحرب عن الناس عشر سنین یا من فیہن الناس ذیکف بعضهم عن بعض علی ائہ من اتی محمد امن قریش بغیر اذن ولیہ و دہ علیہم و من جاء قریشا ممن مع محمد لم یردوہ علیہ و ان بیننا عینہ مکفوفہ و انه لا اسلال ولا اغلال و انه من احب ان یدخل فی عقد محمد و عہدہ دخل فیہ و من احب ان یدخل فی عہد قریش و عہد ہم دخل فیہ و انک ترجع ہنا عامک هذا فلا ندخل علینا مکة و انه اذا کان عام قابل خرجنا عنک فدخلتها باصحابک فاقمت بها ثلاث

معک سلاح الراکب السیوف فی القرب لا تدخلها بغیرہا....))

یعنی ”یہ وہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد بن عبد اللہ نے سہیل سے صلح کی اور دس سال تک لڑائی موقوف کرنے پر اتفاق کر لیا۔ اس دس سالہ مدت میں کوئی کسی پر حملہ نہیں کرے گا اور لوگ امن سے رہیں گے اگر کوئی قرشی محمد ﷺ کے پاس اپنے ولی کی اجازت کے بغیر آئے گا تو اسے آپ ﷺ کو لوٹانا پڑے گا اور اگر کوئی مسلمان اہل قریش کے پاس آئے گا تو قرشی نہیں لوٹائیں گے۔ ہمارے درمیان لڑائی کا فتنہ موقوف رہے گا نہ تلوار سوئی جائے گی اور نہ خیانت کی جائے گی۔ ہر شخص مختار ہے جس کے ساتھ چاہے مل جائے خواہ محمد صلی اللہ

دہلیم کے ساتھ یا قریش کے ساتھ اس سال محمد ﷺ واپس ہو جائیں اور عمرے کے لئے مکہ نہ آئیں۔ ہاں اگلے سال آپ مع صحابہ کے عمرے کے لئے مکہ میں آ سکتے ہیں اور تین دن ٹھہر سکتے ہیں بشرطیکہ اسلحہ میں سے ان کے پاس صرف تلواریں ہوں اور وہ بھی میان میں ہوں۔“

صلح نامہ پر فریقین کے دستخط: یہ عہد نامہ لکھا جا رہا تھا کہ ابو جندل بن سہیل آگئے اور از روئے معاہدہ ہذا ابو جندل اپنے والد سہیل بن عمرو کے حوالے کر دیئے گئے جیسا کہ اوپر مذکور ہو معاہدے کی تحریر کے بعد اس کی تکمیل کی غرض سے اس صلح نامہ پر فریقین کے حسب ذیل عمائدین نے دستخط کئے عبدالرحمن بن عوفؓ عبداللہ بن سہیلؓ بن عمرؓ سعد بن ابی وقاصؓ محمود بن مسلمہؓ مکرز بن حفصؓ اور علی ابن ابی طالبؓ۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے سرمنڈایا قربانی کی اور دین کو واپس ہوئے انشاء رائے سورۃ فتح ﴿یعنی اننا فحناک لک انک نازل ہوئی جس میں ان واقعات اور نیز بیعت الرضوان وغیرہ کا تذکرہ ہے فمن شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الہا﴾ جو شخص بیعت الرضوان کا علم حاصل کرنا چاہے وہ سورہ مذکورہ کا مطالعہ کرے“

سلاطین کو دعوت اسلام کے خطوط: عمرۃ الخدیجہ اور اپنی وفات کے درمیان آنحضرت ﷺ نے اپنے بعض اصحاب کو عرب و عجم کے ممالک کی طرف دعوت اسلام کے خطوط دے کر روانہ کیا۔ سلیمان بن عمرو بن عبد شمس بن عبد و و برادر بنو عامر بن لوی کو ہودہ بن علی والی یمامہ کی طرف اور علاء بن الحضرمیؓ کو منذرائین ساوی برادر بنو عبد القیس والی بحرین کے پاس اور عمرو بن العاصیؓ کو جعفر بن جلدیؓ ابن عامر بن جلدی والی عمان کی جانب اور حاطبؓ بن ابی بلتعہ کو مقوقس والی اسکندریہ کی طرف اور وجیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر روم کی طرف اور شجاع بن وہب اسدی برادر بنو اسد بن خزیمہ کو حرث بن شمر غسانی والی دمشق کی طرف اور عمر بن امیہ الضمریؓ کو نجاشی کی طرف روانہ فرمایا۔

مقوقس شاہ مصر: مقوقس والی اسکندریہ نے حاطبؓ بن ابی بلتعہ کی بہت عزت کی اور آنحضرت ﷺ کے نامہ مبارک کو توقیر کی نگاہوں سے دیکھ کر قبول کیا۔ واپسی کے وقت چار لوٹیاں بطور ہدیہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیں جن میں جملہ ان کے ام المؤمنین ماریہ رضی اللہ عنہا مادر ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ تھیں۔

ہرقل کے نام خط: وجیہ کلبی جو آنحضرت ﷺ کے سفیر ہو کر قیصر روم کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ پہلے وہ بصرے گئے وہاں سے والی بصرے کے ذریعہ قیصر روم ہرقل کے دربار میں پہنچے۔ اس خط میں یہ عبارت تھی۔

((بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی ہرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الہدی۔ اما بعد فانی ادعوک بدعاۃ الاسلام اسلمہ تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین۔ فان تولیت فان علیک اثم الاریین و یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمات سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ و لا نشکر بہ شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقلوا اشهدوا بانا مسلمون))

”یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے ہرقل شاہ روم کے نام ہے ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو میں آپ کو دعوت اسلام دیتا ہوں آپ اسلام لے آئیں سلامتی سے رہیں گے اور اللہ آپ کو دہرا

اجر دے گا اور اگر آپ اسلام سے پھر جائیں گے تو آپ پر عایا کے گناہوں کا وبال ہوگا۔ اے اہل کتاب ایسے دین کی طرف آ جاؤ جس پر ہمارا اور تمہارا اتفاق ہے کہ ہم اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہ مانیں اور اللہ کے ساتھ کوئی چیز شریک نہ کریں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی کو رب نہ بنائے پھر اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو اے اہل کتاب ہمارے اسلام پر گواہ رہو“

ہرقل نے اس خط کو پڑھ کر اپنے سر اور آنکھوں پر رکھا اور دریافت احوال کے لئے فوراً ان لوگوں کو طلب کیا جو آپ کی قوم کے اس کے ملک میں بغرض تجارت گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ غزوہ سے ابوسفیان وغیرہ بلوائے گئے۔ ہرقل نے ابوسفیان وغیرہ سے آنحضرت ﷺ کے حالات دریافت کئے۔ ابوسفیان سے حالات سن کر ہرقل کی پوری تعفی ہو گئی اس کے بعد ہرقل نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی اور ایک جلسہ میں نصاریٰ کو جمع کر کے اس امر کو پیش کیا لیکن سب نے بہ

۱۔ ابوسفیان اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے ان کے ساتھ قریش کی ایک جماعت تھی جس وقت یہ لوگ قیصر کے دربار میں آئے ہرقل نے قریشیوں کو ابوسفیان کے پیچھے بٹھایا اور کہا کہ میں ان سے کچھ دریافت کروں گا اگر یہ کچھ جھوٹ کہیں تو ان کو تم جھٹلاتا“ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ مجھ سے ہرقل نے آنحضرت ﷺ کے حالات دریافت کئے میں نے ان کو تحقیر کے ساتھ بیان کرنا شروع کیا۔ لیکن ہرقل نے میرے کہنے پر غور نہ کیا اور پہلا سوال اس نے یہ کیا کہ تم میں اس کا (محمد ﷺ) نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ نہا اچھا ہے۔ پھر اس نے سوال کیا کیا اس کے خاندان میں کوئی ایسا گزرا ہے اس جیسا دعویٰ کیا ہو؟ میں نے کہا نہیں! پھر اس نے دریافت کیا کیا اس کی حکومت تھی اور اس کے پاس ملک تھا جس کو تم لوگوں نے چھین لیا؟ میں نے کہا نہیں! پھر اس نے پوچھا تم میں سے اس کے مطیع کس قسم کے آدمی ہیں؟ میں نے کہا کزوز غریب و فاجر۔ پھر اس نے کہا کیا وہ لوگ جو اس کے مطیع ہوتے ہیں اس کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ رہتے ہیں یا اس سے علیحدہ بھی ہو جاتے ہیں؟ میں نے جواب دیا اس کے تبعین میں سے کسی نے آج تک اس سے علیحدگی نہیں اختیار کی۔ پھر اس نے سوال کیا تمہاری اور اس کی لڑائیاں کیسی ہوتی ہیں؟ میں نے کہا کبھی وہ ہم پر غالب آ جاتا ہے اور کبھی ہم اس پر۔ پھر اس نے کہا کیا کبھی وہ تم سے بدعہدی بھی کرتا ہے؟ میں نے اس کے جواب دینے میں بہت کچھ سوچا لیکن اس کے سوا کوئی دوسرا جواب نہ دے سکا۔ ہرقل یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے بعد پھر ابوسفیان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شخص میں نے تجھ سے پہلے اس کا نسب دریافت کیا۔ تو نے کہا وہ اوساط الناس سے ہے۔ بلاشبہ انبیاء ایسے ہی نسب کے ہوتے ہیں۔ میں نے پھر تجھ سے دریافت کیا کہ اس کے خاندان میں سے کسی نے اس جیسا دعویٰ کیا ہے۔ تو نے کہا نہیں! پھر میں نے سوال کیا تم میں سے کسی نے اس کا ملک چھین لیا ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے اس نے یہ فعل اختیار کیا؟ تو نے کہا نہیں! میں نے اس کے تبعین کا حال دریافت کیا تو نے بیان کیا کہ ضعیف و مساکین اس کا اتباع کرتے ہیں۔ بے شک انبیاء و رسل کا اتباع ایسے ہی لوگ کرتے ہیں۔ پھر میں نے تجھ سے سوال کیا کہ جو شخص اس کا اتباع کرتا ہے اس سے جدا ہو جاتا ہے؟ یا اس کو ہمیشہ دوست رکھتا ہے۔ تو نے کہا اس کے تبعین اس کو دوست رکھتے ہیں اس سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ بلاشبہ حلاوت ایمان کی یہی صفت ہے جس قلب میں ایمان داخل ہوتا ہے اس سے پھر کبھی نہیں نکلتا۔ پھر میں نے تجھ سے اس کے عہد و اقرار کی نسبت دریافت کیا تو نے کہا کہ وہ کبھی بدعہدی نہیں کرتا۔ اگر تو نے یہ سب باتیں سچ بتلائیں ہیں تو بلاشبہ اس چیز پر غالب آئے گا جو میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے یعنی تخت قیصری یا سلطنت روم) اور اگر میں اس کے پاس موجود ہوتا تو میں اس کے پاؤں دباتا اس کے بعد اس نے مجھے رخصت کیا۔ میں کف افسوس ملتا ہوا دربار سے یہ کہتا ہوا ہر آیا ”افسوس ابن ابی کبشہ (کفار مکہ آنحضرت ﷺ کی توہین و اہانت کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتے تھے) کا یہ حال ہے کہ ملوک اس سے باوجود اس سلطنت کے ڈرتے ہیں۔“

۲۔ بعض معتبر مؤرخین کہتے ہیں کہ اس سے پہلے ہرقل نے آنحضرت ﷺ کی بابت ایک شخص کو لکھا جو رومہ میں رہتا تھا اور کتب آسمانی سے بخوبی واقف تھا۔ اس شخص نے رومہ سے لکھا کہ یہ وہی شخص ہے جس کا ہم لوگ انتظار کرتے تھے تو اس کی اتباع کرو اور اس کی نبوت کی تصدیق کر اس پر ہرقل نے بطریقہ روم کو ایک مکان میں جمع کیا اور دروازہ بند کر کے کہنے لگا میرے پاس اس شخص کا نامہ آیا ہے جو اپنے دین کی دعوت لے۔

اتفاق انکار کیا۔ جلسہ درہم برہم ہو چلا تھا قیصر نے مجلس کا رنگ بدلا دیکھا تو لوگوں کو نرمی سے بلایا اور ان کی تالیف قلوب کی۔ ابن اسحاق سے روایت کی جاتی ہے کہ اس مجمع کے منتشر ہونے کے بعد قیصر نے اراکین دولت کو طلب کر کے آنحضرت ﷺ کو جزیہ دینے کی بابت تجویز پیش کی لیکن سب کے سب نے اس سے بھی انکار کیا پھر اس نے کہا بہتر ہوگا کہ ارض سوریه (یعنی فلسطین و اردن و دمشق و حمص وغیرہ بلاد شام) دے کر صلح کر لی جائے۔ اراکین دولت نے اس سے بھی اختلاف کیا۔ واللہ اعلم

شجاع بن وہب والی دمشق: ابن اسحاق کہتا ہے کہ جو خط شجاع بن وہب اسدی لے کر حرث بن شمر غسانی والی دمشق کے پاس گئے تھے۔ اس میں لکھا ہوا تھا: ((السلام علی من اتبع الهدی و امن به ادعوک الی ان تؤمن باللہ وحدہ لا شریک لہ یقی لک ملک)) ”ہدایت کی پیروی کرنے والوں اور اس ایمان لانے والوں پر سلام پہنچے۔ میں تمہیں اللہ وحدہ لا شریک لہ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں اس سے تمہارا ملک باقی رہے گا۔“ شجاع بن وہب کہتے ہیں کہ حرث بن شمر غسانی اس مضمون کو دیکھ کر بہت برہم ہوا اور کمال طیش سے کہنے لگا ”کون شخص میرا ملک مجھ سے چھینے گا میں خود اس کی طرف جاتا ہوں۔“ آنحضرت ﷺ نے یہ پیام سن کر فرمایا تھا اس کا ملک جانے والا ہے۔

شاہ جہش نجاشی کو دعوت اسلام: نجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف جو نامہ نامی عمرو بن امیہ الصخریؓ کی معرفت دوبارہ دعوت اسلام ذریعہ جعفر بن ابی طالبؓ اور ان کے ہمراہیوں کے روانہ کیا گیا تھا اس کی عبارت یہ تھی:

((بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی النجاشی الاصحم عظیم الحبشہ سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الملک القدوس السلام المؤمن المہیمن و اشہد ان عیسیٰ بن مریم روح اللہ و کلمتہ الفاہا الی مریم الطیبۃ البتول الحمیۃ فحملت بعیسیٰ فخلقه من روحہ و نفخہ کما خلق ادم بیدہ و نفخہ و انی ادعوک الی اللہ وحدہ لا شریک لہ و المولایۃ علی طاعتہ تستعینی و تؤمن بالذی جاءنی فانی رسول اللہ و قد بعثت الیک ابن عمی جعفر او معہ نفر من المسلمین فاذا جاؤک فاقوم و دع التجری و انی ادعوک و جنودک الی اللہ فلقد بلغت و نصحت فاقبلوا الضحی و السلام علی من اتبع الهدی))

..... جہود دیتا ہے اور بے شک وہ نبی ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں پس آؤ ہم سب اس کا اتباع کریں۔ تاکہ ہماری دنیا اور دین کی بھلائی ہو بطریقہ روم یہ سنتے ہی چلا اٹھے اور ننگے کی غرض سے دروازہ کی طرف بھاگے ہر قل نے ان کی برہمی اور جان کے خوف سے ان کو پھر واپس بلایا اور کہا کہ میں تم کو آزار نہ تھا۔ اب مجھ کو تمہاری مضبوطی دیکھ کر خوشی ہوئی ان لوگوں کے چلے جانے بعد ہر قل نے وجہ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے دوست (محمد) نبی مرسل ہیں لیکن مجھ کو اس اظہار سے اپنی جان کا خوف ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں اس کا اتباع کرتا اس کے بعد ہر قل نے وجہ کو اسقف اعظم روم کے پاس بھیجا اسقف اعظم نے حال سن کر کہا کہ تمہارا دوست نبی مرسل ہے اس کا ذکر ہم کتب آسمانی میں پاتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا عصا لیا اور کلیسہ میں پہنچ کر علماء نصاریٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا میرے پاس احمد ﷺ کا نامہ ہے۔ وہ ہم کو دین خدا کی طرف بلاتا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ علماء نصاریٰ یہ سنتے ہی اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر ڈالا۔ وجہ نے یہ حال لوٹ کر ہر قل سے کہا مجھ کو بھی اس کا خوف ہے تب اس واقعہ کے بعد یوسفیان تلاش کر کے بلائے گئے اور ان سے باتیں ہوئیں۔ واللہ اعلم

”یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے نجاشی احمہ شاہ حبشہ کے نام ہے آپ پر سلامتی ہو میں آپ کے آگے اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جو یاد شاہ ہے پاک ہے ہر عیب سے۔ سراسر سلامتی ہے امن دینے والا اور سب کی یہ خبر لینے والا ہے اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ عیسیٰ روح اللہ ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم صدیقہ کی طرف ڈالا جو پاک دامن تھیں۔ چنانچہ آپ حاملہ ہو گئیں پھر اللہ نے عیسیٰ کو اسی طرح اپنی روح اور اپنی پھونک سے پیدا کیا جس طرح آدم کو اپنی روح اور پھونک سے پیدا کیا تھا۔ میں آپ کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں جو یکتا ہے اور شرکت سے بری ہے اور اس کی اطاعت کے کاموں میں تعاون کی بھی آپ میری پیروی کریں اور قرآن پر ایمان لے آئیں جو میرے پاس آیا ہے۔ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں میں آپ کے پاس اپنے چچا زاد بھائی جعفر کو بھیج رہا ہوں ان کے ساتھ مسلمانوں کی بھی ایک جماعت ہے جب یہ آپ کے پاس پہنچیں تو آپ سرکشی چھوڑ کر ان کے سامنے مسلمان ہو جائیں میں آپ کو مع آپ کے لشکر کے اسلام کی دعوت دے رہا ہوں۔ میں نے ہمدردانہ تبلیغ کر دی ہے لہذا میری خیر خواہی قبول کرو۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو۔

نجاشی کا قبول اسلام نجاشی نے اس کا یہ جواب تحریر کیا:

((السی محمد رسول اللہ من النجاشی الاصحم ابن الحر سلام علیک یا رسول اللہ من اللہ ورحمة اللہ وبرکاتہ احمد اللہ الذی لا الہ الا هو الذی ہدانا للاسلام اما بعد فقد بلغنی کتابک یا رسول اللہ فما ذکر من امر عیسیٰ فو رب السماء و الارض ما ترید بالرای علی ما ذکر من انہ کما قلت و قد عرفنا ما بعثت بہ الینا و قد قرینا ابن عمک و اصحابہ فاشہد انک رسول اللہ صادقاً مصداً فقد بايعتک و بايعت ابن عمک و اسلمت للہ رب العالمین و قد بعثت بانی ارحا الاصحم فانی لا املک الا نفسی ان شئت ان ایتک فعلت یا رسول اللہ فانی اشہدو ان الذی تقول حق و السلام علیک یا رسول اللہ))

”اللہ کے رسول محمد ﷺ کے نام نجاشی احمہ بن الحر کی طرف سے یہ خط ہے اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اللہ کا شکر ہے جس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔ اے اللہ کے رسول آپ ﷺ کا خط مجھے مل گیا آپ نے عیسیٰ کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم ہم اس پر اپنی رائے سے کچھ اضافہ نہ کریں گے۔ بلاشبہ عیسیٰ آپ کے بیان کے مطابق ہیں۔ آپ جس شریعت کو لے کر مبعوث ہوئے ہیں اسے ہم نے پہچان لیا ہے۔ میں نے آپ کے چچا زاد بھائی اور ان کے ساتھیوں کے سامنے کلمہ شہادت پڑھ لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں اور پہلی کتابوں میں آپ ﷺ کی تصدیق بھی ہے۔ میں نے آپ کے چچا زاد بھائی کے واسطے سے آپ کی بیعت کر لی ہے اور اللہ کی رضا کے لئے مسلمان ہو گیا ہوں۔ اب میں آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے ارحا احمہ کو بھیج رہا ہوں۔ مجھے بجز اپنے کسی اور پر اعتماد نہیں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر آپ مجھے بلائیں تو میں بھی حاضر خدمت ہو جاؤں گا کیونکہ مجھے آپ کی صداقت کا یقین ہے۔ والسلام

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا: مورخین لکھتے ہیں کہ نجاشی نے اپنے لڑکے کو ساٹھ حبشیوں کے ہمراہ ایک کشتی پر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ اتفاق سے وہ کشتی ڈوب گئی یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے نجاشی کو ام حبیبہ سے اپنا عقد کرنے کو لکھا تھا۔ چنانچہ نجاشی نے اپنی ایک لونڈی کے ذریعہ سے ان کے پاس پیام بھیجا انہوں نے خالد بن سعید بن العاصی کو اپنا وکیل کر دیا۔ خالد بن سعید نے چار سو دینار مہر پر بوکالت نجاشی ام حبیبہ کا عقد آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا اور نجاشی نے چار سو دینار مہر کے آنحضرت ﷺ کی طرف سے خالد بن سعید کو دیے۔ جس وقت یہ چار سو دینار مہر کے نجاشی کی لونڈی ام حبیبہ کے پاس لے کر آئی ام حبیبہ نے خوش ہو کر اس میں سے پچاس مثقال لونڈی کو مرحمت کئے۔ لیکن لونڈی نے نجاشی کے کہنے سے واپس کر دیئے۔ نجاشی کی عورتیں اس دن عود و عنبر اور خوشبو کی چیزیں لے کر ام حبیبہ کے پاس گئیں اور ان کو بنا سنوار کر مع بقیہ مہاجرین کے دو کشتیوں پر سوار کر کے مدینہ روانہ کیا۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے خیبر میں شرف نیاز حاصل کیا۔

شاہ فارس کسری کے نام فرمان نبوی: کسری شاہ فارس کے خط میں لکھا تھا:

((بسم الله الرحمن الرحيم. من محمد رسول الله الى كسرى عظيم فارس سلام على من اتبع الهدى وامن بالله ورسوله اما بعد فاني رسول الله الى الناس كافة لينذر من كان حيا انسلم تسلم فان ايت فعليك انما الممجوس))

”یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے کسری شاہ فارس کے نام ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر اور اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والوں پر سلامتی ہو۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور تمام دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں تاکہ ہر زندہ شخص کو ہشیار کر دوں۔ آپ اسلام لے آئیں سلامتی سے رہیں گے۔ اگر آپ اسلام قبول نہ کریں گے تو آپ پر مجوسیوں کا گناہ ہوگا۔“

کسری کا گستاخانہ رویہ: کسری نے اس خط کو پھاڑ ڈالا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ((فرق الله ملكه))

بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن حذافہ سہمی (جو کسری کے پاس آنحضرت ﷺ کا خط لے کر گئے تھے) کابل کا ایک ٹکڑا کفنی کی صورت پھاڑ کر پہنے ہوئے تھے جو کہ دونوں بغل سے نیچے تک بول کے کانٹوں سے کلی ہوئی تھی کمر میں ایک رسی بندھی تھی جس میں ایک ٹوٹی پھوٹی پیام میں لکوار لک رہی تھی سر پر عمامہ تھا لیکن پاؤں میں جوتا نہ تھا ایک مدت تک یہ ادھر ادھر پریشان پھرتے رہے دربار تک رسائی نہ ہوئی جب شاہ فارس کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ایک عربی نژاد شخص محمد ﷺ کا سفیر ہو کر آیا ہے جو عرب میں ان دنوں ظاہر ہوا ہے تب اس نے ان کو بلا بھیجا دربار میں داخل ہوتے ہی چوب داروں نے سجدہ کرنے کو کہا عبداللہ بن حذافہ نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور ایک طویل تقریر میں سجدہ غیر اللہ کے شرک ہونے کو بیان کیا چوب داروں نے انہیں کچھ کر زیادہ باز پرس نہیں کی۔ تخت کسری کے قریب جب پہنچے تو پھر سجدہ کرنے کی ہدایت کی مگر عبداللہ نے پھر اس کے ممنوع و خلاف شرع ہونے کا ایک اور وعظ کہہ دیا اور اسلامی طریقہ کے موافق نہ تو کسری کو سجدہ کیا اور نہ اس کے آگ بھگے۔ کسری نے ان کو غضب کی تیز گاہوں سے دیکھ کر سجدہ نہ کرنے اور زمین بوس نہ ہونے کا سبب دریافت کیا۔ عبداللہ نے کہا ہماری شریعت میں یہ سب حرام ہے کسری ان کے جواب سے برہم ہو گیا اور اس نے خط کو پڑھے بغیر چاک کر کے حکم دیا کہ اس بے ادب کے کان و ناک کاٹ کر دربار سے نکال دو۔ چوب داروں نے یہ حکم پاتے ہی کشاکش کشاکش عبداللہ کو دربار سے نکالا اور کان و ناک کاٹ کر چھوڑ دیا۔ پھر عبداللہ بن حذافہ اسی پریشانی کی حالت میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے کسری کی سختی اور خط پھاڑ ڈالنے کا حال سن کر اس کے ملک کی تباہی کی بددعا کی اور ان کے ناک اور کان ہونے بنا کر لگا دینے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم

”اللہ اس کا ملک پارہ پارہ کر دے“ ابن اسحاق کی روایت میں ((و امن باللہ و رسولہ)) کے بعد ((واشهد ان لا اله الا اللہ وحده لا شریک لہ و ان محمد اعبدہ و رسولہ و ادعوک بدعاۃ اللہ فانی انا رسول اللہ الی الناس کافۃ لا نذر من کماں حیوا و یحق القول علی الکافرین فان ابیت فائم لا یرسین علیک)) ”اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں وہ تمہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں آپ کو اللہ کی دعوت کے ساتھ اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور میں تمام لوگوں کی طرف رسول اللہ ﷺ بن کر مبعوث ہوا ہوں تاکہ انہیں ہوشیار کر دوں جن کے دلوں میں زندگی ہے اور کافروں پر اللہ کا عذاب ثابت ہو جائے“ مذکور ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر چاک کر ڈالا اور غصہ سے کہنے لگا کہ ”مجھ کو اور اس نے خط لکھا ہے اور میرے نام سے پہلے اپنے نام کو تحریر کیا ہے۔ باذان گورنر زمین کو لکھا جائے کہ فوراً دو آدمی بھیج کر اس ججازی شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دے۔

رسول اکرم ﷺ کی گرفتاری کا حکم : چنانچہ باذان گورنر زمین نے بانویہ اور خرخرہ کو سرزمین ججازی کی طرف روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ طائف پہنچے اور آنحضرت ﷺ کو دریافت کیا لوگوں نے کہا وہ مدینہ میں ہیں۔ قریش نے یہ واقعہ سن کر بہت خوشی منائی۔ بانویہ و خرخرہ چند دنوں بعد آنحضرت مدینہ پہنچ گیا اور کہا کہ ”ہمارے شہنشاہ نے ملک باذان کو تمہاری گرفتاری کا حکم دیا ہے اور اس نے ہم کو اس کام پر مامور کیا ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ تم ہمارے ساتھ ساتھ چلے چلو۔ اس میں تمہاری اور تمہاری قوم کی بہتری ہے اور اگر تم انکار کرو گے تو تمہارے حق میں بہت برا ہوگا تم خود ہلاک کر دیے جاؤ گے تمہاری قوم بھی تباہ کر دی جائے گی تمہارا ملک لوٹ لیا جائے گا۔“ آنحضرت ﷺ نے اس کلام پر کچھ توجہ نہ کی اور ان کو داڑھی منڈانے لب بڑھانے سے منع فرمایا۔ بانویہ اور خرخرہ نے کہا ہمارے خداوند نے ایسا ہی حکم دیا ہے (خداوند سے مقصود ان کا کسریٰ تھا) آنحضرت ﷺ نے کہا لیکن ہمارے خدا نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں ترشوانے کا حکم دیا ہے یہ کہہ کر آپ نے ان کو ٹھہرایا اور جواب کے لئے اگلا دن مقرر کیا۔

رسول اکرم ﷺ کا باذان کو پیغام : اسنے میں الہام ہوا کہ اللہ جل شانہ نے کسریٰ پر اس کے لڑکے شیر وہیہ کو مسلط کر دیا اور شیر وہیہ نے کسریٰ کو شب کے وقت فلاں روز اور فلاں مہینہ قتل کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے بانویہ و خرخرہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا بانویہ و خرخرہ کو اس خبر پر سخت تعجب ہوا تھوڑی دیر تک خاموشی کی حالت میں بیٹھے رہے پھر کچھ سوچ سمجھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے تم اس کہنے کا نتیجہ سمجھتے ہو کیا ہوگا۔ ہمارا شاہنشاہ تم کو اور تمہاری قوم کو تباہ کر دے گا اس سرزمین کی خاک تک کا پتہ نہ ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس خیال و فکر میں نہ پڑو جاؤ اور ملک باذان کو اس واقعہ سے مطلع کرو اور میری طرف سے یہ کہہ دو کہ میری حکومت اور میرا مذہب تمام عالم میں پھیلنے والا ہے۔ میرا غلبہ وہاں تک پہنچ جائے گا۔ جہاں تک کسریٰ کا سکہ چل رہا ہے ملک باذان اگر اسلام لائے گا تو میں اس کو جس پر وہ متصرم

ہے بحال رکھوں گا اور ملک باذان کو اس کی قوم کی سرداری دے دوں گا۔“ خرخرہ بانو یہ یہ پیام لے کر باذان کے پاس پہنچے اور اس سے سارا واقعہ ہو بہو بیان کیا۔ باذان نے کہا یہ کلام غیر معمولی آدمیوں کا کلام نہیں ہے۔ یہ باتیں نبیوں کی سی ہیں میں اس کی پیشین گوئی کا نتیجہ دیکھتا ہوں کہ کیا ہوگا۔

باذان کا قبول اسلام : باذان اس فکر و خیال میں تھا کہ شروہ کا خط آپہنچا جس میں لکھا ہوا تھا میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا اور قتل کرنے کا سبب یہ ہے کہ وہ اہل فارس پر ظلم کرتا تھا، شرفاء ملک و رؤسا شہر کو بلا وجہ قتل کرانا اور ان کے مال و اسباب لوٹ لیتا تھا۔ جس وقت میرا یہ فرمان تجھ کو ملے فوراً میری اطاعت قبول کر لے جیسا کہ اس سے پہلے تو شاہان فارس کا مطیع تھا اور اس شخص کی بابت جس کی گرفتاری کا کسریٰ نے تجھ کو حکم دیا تھا۔ یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ اس سے تاصدور حکم ثانی کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔“ باذان کو جس وقت شروہ کا یہ فرمان ملا اس نے اسی وقت آنحضرت ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی اور آپ ﷺ پر ایمان لے آیا۔ اس کے مسلمان ہوتے ہی انباء والے بھی مسلمان ہو گئے۔ بانو یہ نے باذان سے بعد واپسی مدینہ یہ بھی کہا تھا کہ میں نے بڑے بڑے امراء و سلاطین سے باتیں کیں اور ان کے ساتھ میں نے کھانا کھایا لیکن اس شخص سے زیادہ بارعب میں نے کسی کو نہ پایا۔ باذان نے دریافت کیا کیا ان کے ساتھ جانثاروں کا فوجی دستہ بھی رہتا ہے۔ بانو یہ نے کہا نہیں۔ واقعی کا بیان ہے کہ مقوقس بادشاہ قبط کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی لیکن وہ اسلام نہیں لایا۔

حلیف بنو سہم و معمر بن عبد اللہ بن نضله عدوی و ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عامر بن لؤی و ابو عمرو مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو حبشہ سے روانہ کر دیا۔ یہی لوگ ان مہاجرین میں سے باقی تھے جو بجانب حبشہ ہجرت کر گئے تھے۔ جعفر بن ابی طالب مع اپنے ہمراہیوں کے اسی دن آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس روز خیبر فتح ہوا تھا۔ آپ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور گلے سے لگا کر ارشاد فرمایا: ((ما ادری بایہما انا اسر بفتح خیبر ام بقدم جعفر)) "یعنی خبر نہیں میں کس سے خوش ہوں فتح خیبر سے یا جعفر کے آنے سے۔"

فدک اور وادی القرئی کی فتح : جب اہل فدک کو اہل خیبر کے شکست کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ پیام بھیجا کہ "ہم کو صرف ہماری جانوں کی امان دی جائے۔ مال و اسباب سے ہم کو سروکار نہیں ہے۔" آنحضرت ﷺ نے ان کی یہ درخواست قبول فرمائی چونکہ فدک پر حملہ نہیں کیا گیا تھا اور نہ اس پر کسی سوار و پیادہ کو نیزہ و تلوار چلانے کا موقع ملا تھا۔ اسی وجہ سے بلا تقسیم جیسا کہ جناب باری عزاسمہ نے حکم دیا۔ آپ کے قبضہ میں رہا اور پھر خیبر سے مراجعت کے وقت آپ نے وادی القرئی کی طرف رخ کیا اور اس کو بزور تیغ فتح کر کے اس کے مال غنیمت کو تقسیم فرما دیا۔ آپ ﷺ کا غلام مدغم یہیں شہید ہوا۔

ادائے عمرہ : فتح خیبر کے بعد تا انقضائے شوال کے آپ مدینہ میں مقیم رہے۔ جب ذیقعدہ کا چاند دکھائی دیا اس منقعی عمرے کو ادا کرنے کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے جو یوم حدیبیہ میں قریش کے روکنے کے سبب نہ ہو سکا تھا۔ اور طے پایا تھا کہ سال آئندہ از روئے معاہدہ عمرہ ادا کرنے آئیں۔ قریش کے چند اوباش طبیعت نو جوانوں نے دارالندوہ میں آپ کے خلاف مشورہ کیا لیکن گزشتہ سال کے معاہدہ کے سبب سے ان کو روک نہ سکے مجبور ہو کر خود مکہ سے نکل گئے اس خیالی کراہت سے کہ آنحضرت ﷺ سے ملاقات نہ ہو۔

حضرت میمونہ بنت الحارث سے عقد : رسول اللہ ﷺ مع ان صحابہ کے جو سال گزشتہ میں بلا ادائے حج مقام حدیبیہ سے واپس گئے تھے مکہ میں داخل ہوئے طواف کیا تین روز تک مقیم رہے اور بعد احلال بنو حلال بن عامر میں میمونہ بنت الحارثؓ و (ابن عباس و خالد بن ولید کی خالہ) سے عقد کیا اور یہ قصد کیا کہ مکہ ہی میں شبِ عروسی کی رسم ادا کریں لیکن ایام مقررہ کے تمام ہو جانے سے قریش نے ان کو مکہ میں ٹھہرنے نہ دیا چنانچہ نہایت عجلت کے ساتھ آپ مع اپنے اصحاب کے مکہ سے روانہ ہو گئے۔ ام المؤمنین میمونہ بنت الحارث سے مقام سرف میں رسم عروسی ادا کی۔

۱۔ اس مرتبہ مدینہ سے آپ نے روانگی کے وقت بجائے اپنے عویف بن الاضبط الدیلی کو مقرر فرمایا تھا۔

۲۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ تین یوم مقررہ ختم ہونے پر قریش مکہ نے خویط بن عبد العزیٰ بن ابی قیس کو مع چند نفر قریش کے آنحضرت ﷺ کے واپس چلے جانے کے لئے خدمت اقدس میں بھیجا۔ آنحضرت ﷺ نے خویط سے کہا کہ "اگر تم مجھے ہلکت دینے کو تو میں میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے عروسی کر لیتا اور تم لوگوں کی دعوت کرتا۔" خویط نے ترش روئی سے جواب دیا کہ ہم کو تمہارے کھانے کی ضرورت نہیں ہے تم حسب وعدہ فوراً چلے جاؤ۔ آنحضرت ﷺ یہ سنتے ہی مع صحابہ کے مکہ سے روانہ ہو گئے اور ابورافع کو میمونہ بنت الحارث ام المؤمنین کے پاس چھوڑ گئے یہ ان کو مقام سرف میں خدمت اقدس میں لائے ہیں۔ وہیں آپ ﷺ نے ان سے غلوت کی اور ذی حجہ میں داخل مدینہ ہوئے۔

جنگِ موتہ ۸ھ

حضرت عمرو بن العاص اور حضرت خالد بن ولید کا قبول اسلام: عمرۃ القنساء واپسی کے بعد آنحضرت ﷺ جمادی الاول ۸ھ بمطابق ۶۲۹ء تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اس کے بعد امراء اسلام کو شام کی طرف روانہ کیا۔ لیکن اس واقعہ سے پیشتر عمرو بن العاصؓ و خالد بن الولید و عثمان بن ابی طلحہ سرداران قریش (رضی اللہ عنہم) ایمان لا چکے تھے۔ عمرو بن العاصؓ کے ایمان لانے کا مجرایہ ہوا کہ قریش کی طرف سے نجاشی والی حبشہ کے پاس ان مہاجرین کو لینے گئے جو مکہ سے قریش کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ چلے گئے تھے۔ اتفاق سے نجاشی کے دربار میں عمرو بن امیہ الضمریؓ (جو آنحضرت ﷺ کے سفیر ہو کر گئے تھے) اور عمرو بن العاصؓ سے ملاقات ہو گئی باتوں باتوں میں نجاشی پر اسلام کی حقانیت ظاہر ہو گئی اس وجہ سے اس نے مہاجرین کے دینے سے انکار کیا اور عمرو بن العاصؓ سے نہایت سختی کے ساتھ پیش آیا۔ عمرو بن العاصؓ بظاہر نجاشی کے دربار سے ناکام نکلے لیکن اس ناکامی نے ان کا کام کر دیا۔ ان کے دل کو جو کفر و الحاد کی تاریکی میں ڈرا ہوا تھا۔ آفتاب اسلام نے اپنی روحانی روشنی سے منور کر کے اپنی تابندہ و تیز شعاعوں سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ قریش میں پہنچ کر خالد بن الولید سے ملے اور ان کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا خالد بن ولیدؓ نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور ان کے ہمراہ مدینہ ہجرت کر آئے۔

صحابہ کرام کی بغرض جہاد روانگی: ان بزرگوں کے اسلام لانے اور ہجرت کر آنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے شام کی طرف لشکر اسلام روانہ کیا۔ اس لشکر میں خالد بن الولیدؓ بھی شامل تھے۔ لشکر کا سردار زید بن حارثہ کو مقرر فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ ”اگر اتفاق سے زید کو کوئی حادثہ پیش آ جائے تو جعفر بن ابی طالبؓ کو لشکر کا سردار مقرر کرنا اور اگر یہ بھی کسی حادثہ ناگہانی میں مبتلا ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ امیر لشکر ہوں اور اگر یہ بھی کسی قضاء الہی میں مبتلا ہو جائیں تو مسلمانوں کو اختیار ہے جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں۔“ آنحضرت ﷺ نے یہ چند ضروری آنے والی باتیں سمجھا کر لشکر اسلام کو رخصت کیا۔ لشکریوں کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی۔ جب یہ لوگ رفتہ رفتہ مقام معان سرزمین شام میں پہنچے تو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ہرقل بادشاہ روم مسلمانوں کی نقل و حرکت سے مطلع ہو کر مقام مواب سرزمین بقاء میں ٹھہرا ہوا ہے اور اس کے ہمراہ ایک لاکھ رومی سپاہی اور ایک لاکھ نصرانیان عرب ہیں جن میں نصرانی ختم جدام تھامہؓ بیروہی اور قیس قبائل سے متعلق ہیں۔ بنو راسہ کا مالک بن راسخہ فوجی سردار ہے۔ اسلامی لشکر دو شب معان میں مقیم رہا اور باہم یہ مشورہ ہوتا رہا کہ رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا جائے اور ان کے حکم و امداد کا انتظار کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا خطبہ جہاد: عبداللہ بن رواحہؓ نے اسلامی لشکر کا یہ پس و پیش دیکھ کر بلند آواز سے لوگوں کو اپنی طرف مخاطب کر کے کہا: ((انتم انما خرجتم تطلبون الشهادة و ماتقاتل الناس بعده و لا قوة الا بهذا الذین الذی اکرمنا اللہ بہ فانطلقوا الی جموع ہر قل عند قرية موتة و رقبو المیمنة و المیسرة و اقلوا و ما ہی الا احد

الحسنین اما ظہور و اما شہادہ) یعنی ”تم شہادت کے شوق سے نکلے ہو ہم اکثریت اور طاقت کے بل پر نہیں لڑتے ہم تو اس دین کے لئے لڑتے ہیں جسے عطا فرما کر اللہ نے ہمیں سعادت بخشی۔ لہذا ہر قل کے لشکر کی طرف اور موتہ کی طرف بڑھو اور اپنا لشکر مینہ اور میسرہ سے ترتیب دے کر لڑو تمہیں دو نیکیوں میں سے ایک نیکی ضرور ملے گی (فتح یا شہادت)

حضرت زید بن حارثہ کی شہادت : اس کلام کے ختم ہوتے ہی مسلمانوں میں ایک تازہ روح دوڑ گئی۔ زید بن حارثہ ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے میں رایت اسلام لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ہر قل سے مقام موتہ میں صف آرائی کی زید بن حارثہ رایت اسلام لئے ہوئے لشکر کے آگے تھے۔ مینہ میں قطبہ بن قنادہ عذری اور میسرہ میں عبایہ بن مالک انصاریؓ تھے۔ زید بن حارثہ لڑتے لڑتے آگے بڑھ گئے۔ دشمنان اسلام کے زرنے میں پھنس گئے چاروں طرف تلوار اور نیزوں میں گھر کر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

حضرت جعفر کی شہادت : ان کے بعد جعفر بن ابی طالبؓ نے دوڑ کر رایت اسلام اٹھالیا اور لڑنے لگے یہاں تک کہ ان کا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا اور یہ پایادہ ہو کر لڑنے لگے دشمنان اسلام نے چاروں طرف سے ان پر وار شروع کر دیئے۔ جب ان کا دایاں ہاتھ کٹ کر گرا تو انہوں نے رایت اسلام کو بائیں ہاتھ سے سنبھالا۔ جب یہ بھی کٹ کر گرا تو عبداللہ بن رواحہؓ نے پہنچ کر رایت اسلام لے لیا اور لڑنے لگے تھوڑی دیر تک لڑ کر یہ بھی شہید ہو گئے۔ لڑائی کا رنگ ابتداء ہی سے بظاہر بگڑتا ہوا نظر آ رہا تھا ان کی شہادت سے اور زیادہ خطر ناک ہو گیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ بحیثیت سپہ سالار لشکر : مخالفین نے خیال کیا کہ اب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ رایت اسلام کو گرتے دیکھ کر اس کی طرف جھپٹے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے ثابت ابن اقرم رضی اللہ عنہ نے اٹھالیا اور لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر بولے: ((عاصم عشر المسلمین اصطلحوا علی رجل منکم)) ”مسلمانو! کسی ایک شخص کے امیر بنانے پر اتفاق کرلو“۔ لشکر اسلام نے جواب دیا: ((ضیبا بک)) ”ہم لوگ تمہاری امارت پر راضی ہو گئے“۔ ثابت بن اقرم نے امارت کو اہم عہدہ سمجھ کر کہا: ((ما انا بفاعل فاصطلحوا علی خالد بن الولید)) یعنی ”میں اس کام کا کرنے والا نہیں ہوں تم لوگ خالد بن الولید کی امارت پر اتفاق کرلو“۔ مسلمانوں نے اس رائے سے فوراً اتفاق کر لیا اور خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ثابت بن اقرم کے ہاتھ سے رایت اسلام لے لیا اور نہایت مردانگی سے لڑ کر رومیوں کو پسپا کر دیا۔

مجاہدین کی مراجعت : اس لڑائی میں علاوہ ان امراء لشکر اسلام کے دس صحابی شہید ہوئے۔ لیکن کسی طور پر اس خبر کے آنے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے ان امراء لشکر اسلام کے شہید ہونے کی اطلاع اسی دن دے دی تھی جس روز یہ لوگ

۱۔ ابن ہشام نے علاوہ زید بن حارثہ و جعفر بن عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہداء غزوہ موتہ میں نو آدمیوں کے نام لکھے ہیں وہ وہب بن کعب سے مسعود بن الاسود بن مالک بن حنظل سے وہب بن سعد بن حوثر بن الحزرج سے عبادہ بن قیس بن غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن الصمان بن اساف بن وازن بن نجار سے سراقہ بن عمرو بن عطیہ و ابولکلیب و جابر بن عمر و بن زید بن مالک بن افضی سے عمرو عامر بن سعد بن الحرث بن عباد رضی اللہ عنہم و روضہ

۲۔ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جس روز غازیان اسلام پر مقام موتہ میں یہ حادثہ پیش آیا اس وقت آپ ﷺ کو بہاہم الی کل واقعات کی اطلاع ہو گئی آپ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور مہر پر چڑھ کر فرمایا تمہارے لشکر کی یہ خبر آئی ہے کہ ان لوگوں نے دشمنوں کا مقابلہ کیا پس زید شہید ہوا

شہید ہوئے تھے۔ جب یہ لوگ غزوے موتہ سے واپس ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کا مدینہ سے باہر استقبال کیا۔ جعفر بن ابی طالبؓ کی شہادت سے آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ عبد اللہ بن جعفرؓ کو (یہ اس وقت لڑکے تھے) اٹھا کر اپنی سواری پر سوار کر لیا۔ جوش محبت و فرط غم سے آنسو نکل آئے ان کی مغفرت کی دعا کی اور فرمایا ”کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ مرحمت فرمائے ہیں جس سے وہ جنت میں اڑتے ہیں اسی روز سے جعفر ابن ابی طالبؓ ذوالجناحین کے لقب سے موسوم ہوئے۔ اسی اعتبار سے بعض ان کو طیار بھی کہتے ہیں۔

..... (اللہ نے اس کو بخش دیا) اس کے بعد جعفرؓ نے رایت اسلام لیا دشمنان اسلام نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا یہاں تک کہ یہ بھی شہید ہو گئے۔ (اللہ نے ان کو بھی بخش دیا) پھر عبد اللہ بن رواحہؓ نے پرچم اسلام لیا یہ کہہ کر آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے انصار کا چہرہ اس سے متغیر ہو گیا اور عبد اللہ کی طرف سے ان کو سونپنی پیدا ہو گئی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی مخالفوں سے لڑے اور شہید ہوئے۔ بے شک سب کے سب جنت میں اٹھائے گئے یہ سب اس وقت تخت زریں پر متمکن ہیں لیکن عبد اللہ کا تخت ان دونوں آدمیوں کے تخت سے گھٹ کر ہے اس کی وجہ سے کہ انہوں نے رایت اسلام لینے کے وقت کسی قدر پس و پیش کیا تھا۔ پھر فرمایا کہ ان کے بعد رایت اسلام کو سیف من سیوف اللہ خالد بن الولیدؓ نے لیا اور لڑائی کی بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالا۔ اسی دن سے خالد بن الولیدؓ سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ واللہ اعلم

باب : ۸

فتح مکہ ۸ھ

بنو خزاعہ اور بنو بکر کی عداوت: اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ جس وقت مقام حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں مصالحت ہوئی اور عہد نامہ لکھا گیا تھا اس وقت خزاعہ خواہ مؤمن ہوں یا کافر آنحضرت ﷺ کے گروہ میں داخل ہو گئے تھے اور قریش کے گروہ میں بنو بکر بن عبدمنافہ بن کنانہ شامل تھے اور زمانہ جاہلیت سے ان دونوں قبیلوں خزاعہ و بکر میں ان بن چلی آرہی تھی۔ اس وجہ سے کہ مالک بن عباد بنو حضرمی حلیف اسود بن زرن الدبلی الکبریٰ کچھ تجارت کا مال لے کر خزاعہ کے ملک میں گیا تھا۔ خزاعہ نے اس کو قتل کر کے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا تھا۔ بنو بکر نے اس کے معاوضہ میں موقع پا کر خزاعہ کے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ خزاعہ نے اس واقعہ سے برہم ہو کر سلسلی و دلتھوم و ذویب شرفاء بنو بکر قبل اسلام کو مقام عرفہ میں قتل کیا۔ خزاعہ و بنو بکر میں باہم یہ چوٹیں چل رہی تھیں کہ اسلام کا زمانہ آ گیا اور ان دونوں قبیلوں نے اسلام کے معاملات میں پڑ کر اپنی قدیمی عداوت کو بھلا دیا تھا۔

صلح حدیبیہ کی تفسیح: مقام حدیبیہ میں ایک میعاد صلح ہوئی اور مومنین و کافرین ایک دوسرے سے بے خوف ہو گئے اس وقت بنو بکر سے نوفل بن معادیہ نے خزاعہ سے بدلہ لینے کا موقع مناسب سمجھ کر خزاعہ پر حملہ کر دیا۔

نوفل بن معادیہ کے ساتھ اس واقعہ میں کل بنو بکر شامل نہ تھے بلکہ ستر فیصد ان کے ہمراہ نکلے اور باقی نے روانگی سے انکار کر دیا۔ قریش میں سے صفوان بن امیہ و عکرمہ بن ابی جہل و اہل بن عمرو وغیرہ نے پوشیدہ طور سے ان کی امداد کی۔ نوفل بن معادیہ مع اپنے ہمراہیوں کے خزاعہ پر چڑھ گیا۔ خزاعہ مقابلے سے مجبور ہو کر حرم میں آچھے لیکن نوفل کے جوش انتقام نے ان کو حرم میں بھی پناہ نہ لینے دی۔ چنانچہ خزاعہ سے چند آدمی حرم میں مارے گئے بدیل بن ورقاء خزاعی کے گھر میں گھس گئے اور اس کو لوٹ کر واپس چلے آئے۔ اس واقعہ نے صلح حدیبیہ کو فتح کر دیا اور یہی فتح مکہ کا باعث ہوا۔

ابوسفیان کی صلح حدیبیہ کی تجدید کی کوشش: اس واقعہ کے بعد بدیل بن ورقاء اور عمرو بن سالم اپنی قوم کے چند آدمیوں کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بنو بکر اور قریش کی عہد شکنی و ظلم کی شکایت کر کے امداد کے خواستگار ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے امداد کا وعدہ فرمایا جس وقت یہ لوگ واپس ہوئے۔ آپ ﷺ نے

فرمایا ابوسفیان مکہ سے مدت صلح بڑھانے اور عہد کو مضبوط کرنے آ رہا ہے لیکن بے نیل و مرام واپس جائے گا اور یہی واقعہ فتح مکہ کا باعث ہوگا۔ قریش اپنے کئے پر پشیمان ہوں گے چنانچہ ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء سے مقام عسفان میں ملاقات ہوئی ابوسفیان نے کہا بدیل تو کہاں سے آ رہا ہے؟ بدیل نے جواب دیا اسی داوی سے بدیل یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور ابوسفیان رفتہ رفتہ مدینہ میں پہنچ کر اپنی لڑکی ام المؤمنین ام حبیبہ کے پاس گیا۔ ام حبیبہ نے فرش کو لپیٹ لیا اور یہ کہا یہ آنحضرت ﷺ کا بچھونا ہے اس پر مشرک نہیں بیٹھ سکتا۔ ابوسفیان نے جھلا کر کہا اے لڑکی تو میرے بعد شر میں مبتلا ہوگی۔ ام حبیبہ نے جواب دیا نہیں! بلکہ میں نور اسلام سے منور ہو گئی اس کے بعد ابوسفیان اٹھ کر مسجد میں آیا اور آنحضرت ﷺ سے کچھ باتیں کیں۔ لیکن آپ ﷺ نے جب کچھ جواب نہ دیا۔ تو وہاں سے حضرت ابو بکرؓ کے پاس گیا اور ان سے سفارش کرنے کو کہا انہوں نے انکار کیا۔ تب حضرت عمرؓ بن الخطاب کے پاس گیا حضرت عمرؓ بن الخطاب نے اس کی صورت دیکھتے ہی فرمایا واللہ اگر مجھ کو یہ معلوم ہو گیا ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کا کیا قصد ہے تو میں تم سے آج نہٹ لیتا۔

ابوسفیان اس بات کو سن کر چپکا حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس چلا آیا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے پاس اس وقت ان کی بیوی فاطمہؓ زہرا اور حسنؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوسفیان نے اپنی وہی التجا حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے بھی پیش کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ”میں اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ سے کچھ گفتگو نہیں کر سکتا جس میں انہوں نے کچھ قصد کر لیا ہے۔“ ابوسفیان یہ سن کر حضرت فاطمہؓ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا ”اے بنت محمد (ﷺ) کیا تم اپنے اس لڑکے (حسنؓ) کو یہ حکم نہیں دے سکتی ہو کہ یہ محمد (ﷺ) سے جا کر میری کچھ سفارش کرے؟ حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کوئی شخص آنحضرت ﷺ سے کچھ نہیں کہہ سکتا اور نہ کسی کی سفارش کر سکتا ہے؟“

ابوسفیان کی بے نیل و مرام واپسی: ابوسفیان اس جواب سے مایوسی کی حالت میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا اور دل میں یہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہئے؟ اتنے میں حضرت علیؓ نے فرمایا ”اے ابوسفیان میں تم کو ایک نہایت عمدہ تدبیر بتلاتا ہوں۔“ ابوسفیان یہ سن کر خوش ہو گیا اور ان کی طرف دیکھنے لگا حضرت علیؓ نے فرمایا تم جو کائنات کے سردار ہو تم کو کسی کے تعارف کرانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اٹھو اور سیدھے مسجد میں چلے جاؤ اور بہ آواز بلند یہ کہہ کر کہ میں مدت صلح بڑھانے اور عہد نامہ کے اقرار کو مضبوط کرنے آیا ہوں۔“ اپنے شہر واپس چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کہ کیا یہ بات میرے نفع کی ہے؟ علیؓ نے فرمایا ”میرا گمان یہی ہے لیکن وقت تو یہ ہے کہ اس کے سوا اور کوئی تدبیر بھی نہیں ہے تم خود سوچو اس میں تمہارا کہاں تک نفع اور کس حد تک نقصان ہے۔“ ابوسفیان اس کلام کے ختم ہوتے ہی اٹھ کر مسجد میں آیا اور بلند آواز سے یہ کہہ کر کہ ”میں مدت صلح بڑھائے جاتا ہوں اور از سر نو عہد و اقرار کو مضبوط کئے جاتا ہوں۔“ مکہ کو چل کھڑا ہوا اہل مکہ نے یہ واقعہ سن کر ابوسفیان سے کہا کہ تو نے کچھ نہ کیا حضرت علیؓ نے تمہارے ساتھ مخرہ پن کیا۔

حضرت حاطبؓ کا خفیہ خط: ابوسفیان کی روانگی کے بعد آنحضرت ﷺ نے مکہ کی طرف چلنے کا حکم دیا صحابہ

(رضوان اللہ علیہم) سامان سفر و آلات حرب درست کرنے لگے اس اثنا میں حاطب بن ابی بلتعہؓ نے ایک خط میں ان حالات کو لکھ کر ایک عورت مزینہ کنود نامی کے ہاتھ اہل مکہ کی طرف روانہ کیا۔ آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی اس امر کی اطلاع ہو گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ زبیرؓ اور مقداد (رضی اللہ عنہم) کو اس عورت کو ڈھونڈنے اور گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا ان لوگوں نے اس کو روضہ خاخ میں پہنچ کر گرفتار کر لیا سارا اسباب اس کا ڈھونڈ لیکن خط کا پتہ نہ لگتا آپس میں کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نہایت سچے ہیں تعجب ہے کہ خط نہیں ملتا۔

مزینہ کنود کی گرفتاری: علیؓ نے اس عورت سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ تو اس خط کو دے دے ورنہ ہم بہت تنگ کریں گے عورت اس دھمکی میں آگئی اور اس نے اپنے جوڑے سے نکال کر خط دے دیا۔ یہ لوگ اس عورت کو مع خط کے آنحضرت ﷺ کے پاس پکڑ لائے آپ نے حاطب بن ابی بلتعہؓ سے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے۔ حاطب نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ واللہ میں مسلمان ہوں مجھے اسلام میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے لیکن میرے متعلقین قریش میں ہیں میں نے یہ چاہا تھا کہ وہ میرے غیاب میں میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں معلوم نہیں کہ اہل بدرؓ کی شان میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ﴿اعملوا ما شئتم فانی قد غفرت لکم﴾ یعنی ”جو چاہو کرو میں نے تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں“

رسول اللہ ﷺ کی مکہ کو روانگی: دس رمضان ۸ھ کو دس ہزار کی جمیعت سے رسول اللہ ﷺ مدینہ سے بقصد فتح مکہ روانہ ہوئے ایک گروہ میں ایک ہزار مرد بنو سلیم کے اور ایک ہزار مزینہ کے اور غفار کے چار سو اور اسلم کے چار سو اور باقی قریش و ہمد و نیم اور مہاجرین و انصار کے ممالیک و کتاب (رضی اللہ عنہم) تھے مدینہ میں کھٹوم بن حصین بن عتبہ غفاری آپ کے قائم مقام ہوئے۔ جس وقت آپ ذی الحلیفہ اور بعض کہتے ہیں کہ جحفہ میں پہنچے عباسؓ بن عبدالمطلب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آتے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے کہنے سے حضرت عباسؓ نے اپنا اسباب مدینہ بھیج دیا اور خود آپ کے ہمراہ بقصد جہاد لشکر اسلام کے ہمراہ مکہ واپس ہوئے۔ منیق العقاب میں ابوسفیان بن الحرث و عبد اللہ بن ابی امیہ سے ملاقات ہوئی یہ لوگ بھی ہجرت کئے ہوئے آ رہے تھے لیکن اس وقت تک یہ لوگ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی اجازت نہ ملی۔ ام المؤمنین ام سلمہؓ نے ان کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے کچھ گفتگو فرمائی تب ان کو حاضری کی اجازت ہوئی ان لوگوں نے حاضر ہوتے ہی اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کے ہمراہ مکہ روانہ ہوئے۔ عشاء کے وقت مر الظهران میں لشکر اسلام اترا آپ نے ایک ہزار کی ایک ایک جماعت علیحدہ کر کے ہر ایک سے آگ روشن کرنے کے لئے فرمایا اور حضرت عمر بن الخطاب کو پتروں پر رکھا۔

حضرت عباسؓ اور ابوسفیان: حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے دل میں دفعۃً یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر قریش نے اس مرتبہ آنحضرت ﷺ سے مخالفت کی اور آپ ﷺ مکہ میں بھجرا داخل ہوئے تو قریش کی خیریت نہیں ہے۔ یہ خیال رفتہ رفتہ

اس قدر ترقی پذیر ہوا کہ حضرت عباس ابن عبدالمطلبؓ آنحضرت ﷺ کے خچر پر سوار ہو کر اس ارادہ سے لشکر سے باہر چلے کہ مبادا مکہ کے کسی جانے والے کے ذریعہ اہل مکہ کو سجدہ میں اتفاق سے ابوسفیان بن حرب و بدیل بن ورقاء و حکیم بن حزام ہجری کی غرض سے مکہ سے نکل کر وادی میں پھر رہے تھے۔ بدیل بن ورقاء کہہ رہے تھے کہ یہ آگ بنو خزاعہ کی ہے ابوسفیان نے اس کا جواب دیا ”خزاعہ میں یہ قوت کہاں سے آئی وہ نہایت کمزور اور ذلیل ہیں ان کے پاس اتنا لشکر ہرگز جمع نہیں ہو سکتا۔“ حضرت عباسؓ نے یہ کلام سن کر بلند آواز سے کہا یہ لشکر رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ واللہ ہم اگر تم پر فتح یاب ہو گئے تو تم کو مار ڈالیں گے افسوس قریش کی حالت پر بہتر ہوگا کہ امن کے خواستگار ہو جاؤ اور اطاعت قبول کر لو۔ ابوسفیان اس آواز کو ڈھونڈتا ہوا آنحضرت عباسؓ کے پاس آیا حضرت عباسؓ اسے اپنے ہمراہ لئے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ اپنے ساتھ ابوسفیان کو لاتا دیکھ کر اس کی طرف چھپے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں نے اس کو اپنے امن میں لے لیا ہے حضرت عمرؓ بن الخطابؓ نے کہا یہ دشمن خدا اور رسول ﷺ ہے یہ بغیر کسی عہد و اقرار کے ہاتھ آ گیا ہے میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا چونکہ عمر بن الخطابؓ پیادہ تھے اور عباسؓ و ابوسفیان سوار تھے اس وجہ سے حضرت عباسؓ ابوسفیان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے نہایت تیزی سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور ان کے پیچھے پیچھے تلواریں کھینچے ہوئے حضرت عمرؓ بن الخطابؓ آپہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ دشمن خدا ابوسفیان بلا کسی عہد و اقرار کے ہاتھ آ گیا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی ابھی گردن مار دوں۔ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے اس کو اپنے دامن میں لے لیا۔ حضرت عمر بن الخطابؓ اس پر ملتفت نہ ہوئے اس کے قتل پر اصرار کرتے رہے اور تلواریں کھینچے ہوئے حکم و اشارہ کے منتظر تھے کہ حضرت عباسؓ نے جھلا کر کہا اگر یہ بنو عدی سے ہوتا تو عمرؓ تم اتنا اس کے قتل پر اصرار نہ کرتے لیکن چونکہ تم جانتے ہو کہ یہ بنو عبد مناف سے ہے اس وجہ سے اس کے قتل پر تم زیادہ بچل رہے ہو۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے جواب دیا واللہ تمہارا اسلام میرے نزدیک خطابؓ کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا اس وجہ سے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا بھی مبارک خیال یہی تھا حضرت عباسؓ افسوس ہے کہ تمہارا میری نسبت ایسا خیال ہے تم جو چاہو سمجھو مگر میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔

ابوسفیان کو امان: عباسؓ اس کلام کا جواب بھی نہ دینے پائے تھے کہ حضرت عمرؓ بن الخطابؓ ابوسفیان کی طرف چھپے آنحضرت ﷺ نے ارشاد کیا میں نے اس کو شب بھر کے لئے مہلت دی حضرت عمر بن الخطابؓ یہ سن کر دم بخود ہو گئے تلواریں کو نیام میں کر لیا اس کے بعد حضرت عباسؓ کو یہ حکم دیا کہ ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ صبح میرے پاس لاؤ دوسرے دن صبح ہوتے ہیں عباسؓ ابن عبدالمطلب ابوسفیان کو ہمراہ لئے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ابوسفیان سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”ابوسفیان کیا ابھی تیرے نزدیک اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ تو لا الہ الا اللہ پر ایمان لائے ابوسفیان نے عرض کیا میرے ماؤر و پدر آپ پر قربان ہوں آپ نہایت حلیم و کریم ہیں بخدا اکل سے مجھے یقین ہو گیا کہ اگر سوائے اللہ کے اور کوئی اللہ ہوتا تو مجھ کو ضرور آپ کی امداد سے مستغنی کر دیتا۔“

ابوسفیان کا قبول اسلام آنحضرت ﷺ نے ارشاد کیا ”شرم کی بات ہے کیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ تو مجھے اللہ کا رسول ﷺ جانے“ ابوسفیان نے کہا میرے ماور و پدر آپ بے فدا ہوں اس امر میں مجھے پس و پیش ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا تجھ پر تھ ہو تو اپنی گردن زنی سے پہلے اسلام لا۔ ابوسفیان یہ سن کر عباسؓ کی طرف تعجب سے دیکھنے لگا عباسؓ نے کہا دیکھ وہ عمرؓ آ رہے ہیں پس محمد رسول اللہ کہہ دے ورنہ آتے ہی وہ تیری گردن اڑا دیں گے۔ ابوسفیان نے یہ سنتے ہی گھبرا کر محمد رسول کہہ دیا اور مسلمانوں میں داخل ہو گیا۔

ابوسفیان کی عزت افزائی ابوسفیان کے ایمان لانے کے بعد حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ابوسفیان مکہ کے سرداروں میں ہے فخر کو زیادہ پسند کرتا ہے آپ اس کے لئے کوئی ایسا امتیاز کر دیجئے جس سے یہ ادروں سے ممتاز سمجھا جائے آپ نے فرمایا: اچھا جو شخص ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو لے کر کنارہ وادی پر کھڑے ہو جاؤ تا کہ یہ اللہ کے لشکریوں کو دیکھے چنانچہ حضرت عباسؓ خود ابوسفیان کو لے کر ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو گئے قبیلہ قبیلہ کا گروہ جوق و جوق گزرتے لگا ابوسفیان ہر ایک کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتا جاتا اور پوچھتا جاتا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین و انصار کے گروہ میں مسج زریں اور سفید خود پہنے ہوئے گزرے۔ ابوسفیان نے گھبرا کر دریافت کیا ((من ہولاء)) ”یہ کون لوگ ہیں“ حضرت عباس نے کہا ((ہذا رسول اللہ فی المہاجرین و الانصار)) یعنی ”یہ مہاجرین و انصار میں اللہ کے رسول ہیں“۔ ابوسفیان نے تعجب سے کہا تمہارے بھائی کے لڑکے کا ملک بہت بڑھ گیا اور اس کا لشکر بے حد زیادہ ہو گیا عباس نے کہا اے ابوسفیان یہ بادشاہی نہیں ہے بلکہ نبوت ہے پھر ابوسفیان نے پوچھا یہ سب کہاں جا رہے ہیں اور کیا کریں گے؟ حضرت عباس نے جواب دیا تیری قوم پر جاتے ہیں۔

اہل مکہ کو امان ابوسفیان یہ سن کر خاموش ہو گیا اور ان سے رخصت ہو کر مکہ آیا اور اہل مکہ کو اس امر سے مطلع کیا جس نے ان کو گھیر لیا تھا اور یہ بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد میں یا ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو یا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے لشکر اسلام کا رایت سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ میں تھا جس وقت یہ ابوسفیان کے پاس سے ہو کر گزرے اس وقت جوش میں آ کر کہہ اٹھے ((اليوم يوم المصلحة - اليوم تحل الحرمه)) یعنی ”آج لڑائی کا دن ہے اور آج حرم کعبہ حلال ہے“۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر رایت سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ سے لے کر حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو دے دیا یمینہ میں خالد بن ولیدؓ و عمار و حنینہ و حنینہ کو لئے ہوئے اور میرہ میں زبیرؓ اور مقدمہ انجیش میں عبیدہ ابن الحراجؓ اور قلب لشکر میں آنحضرت ﷺ مع حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ (رضی اللہ عنہم) کے رونق افروز ہوئے۔ حضرت زبیرؓ کو اعلیٰ مکہ سے اور خالدؓ کو اس کے اٹل سے داخل ہونے کو فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص چھڑ کرے اس سے لڑنا خود بہ نفس نفیس ذی طوی کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے۔ عکرمہ بن ابی جہل و صفوان بن امیہ و سمیل بن عمرو وغیرہ نے مقابلہ کے

ارادہ سے کچھ لوگوں کو جمع کیا تھا چنانچہ ان کا سامنا خالد بن الولیدؓ سے ہو گیا مسلمانوں میں سے کرز بن جابر (بنو حارث سے) تئیس بن خالد (خزاعہ سے) سلمہ بن جہینہ شہید ہوئے مشرکین کی طرف سے تیرہ آدمی مارے گئے۔ باقی آدمیوں کو آپ ﷺ نے امن دے دیا فتح ۲۰ رمضان ۸ھ کو ہوئی۔

عبدالعزیٰ بن نخل کا قتل: یوم فتح مکہ چند آدمیوں کا خون آپ ﷺ نے مباح کر دیا تھا۔ منجملہ ان کے ایک عبدالعزیٰ بن نخل (بنو تیم الا درم ابن غالب سے) تھا اور پہلے مسلمان ہو گیا تھا اس کو آپ ﷺ نے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ ایک انصاری اور ایک غلام رومی تھا انشاء اللہ میں غلام رومی کو اس نے قتل کر ڈالا اور مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا تھا۔ یوم فتح مکہ کعبہ کا پردہ اس خیال سے پکڑ لیا کہ شاید اس کی حرمت اس نو میدان زندگی کو امن دے سکے لیکن اس کو وہاں بھی پناہ نہ ملی۔ سعد بن حریث مخزومیؓ اور ابو بکرؓ نے قتل کیا۔

عبداللہ بن سعد: دوسرا عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ آحضرت ﷺ کا کاتب تھا یہ مرتد ہو کر مکہ چلا گیا تھا۔ یوم فتح جان کے خوف سے چھپ گیا فتح کے بعد حضرت عثمان ابن عفانؓ کے پاس آیا یہ اس کے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت عثمان اس کو آحضرت ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کیا کہ میں نے اس کو امن دیا توڑی دیر تک آپ ﷺ سکوت میں رہے ایک ساعت بعد آپ ﷺ نے بھی امن دے دیا پھر جب یہ باہر نکلا تو آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا جب میں سکوت میں تھا تم نے اس کی گردن کیوں نہ مار دی۔ انصار کے کسی نوجوان نے عرض کیا کاش آپ نے ہم کو اشارہ کر دیا ہوتا آحضرت ﷺ نے کہا نبی اشارہ بازی نہیں کرتا۔ اس مرتبہ اسلام لانے کے بعد عبداللہ بن سعد نہایت سچائی اور صفائی سے رہے کوئی برائی ان سے ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہما نے ان کو اپنے زمانہ خلافت میں مختلف بلاد کا حکمران مقرر کیا تھا۔

حویث بن نفیل اور مقیس بن صبابہ کا قتل: تیسرا قابل گردن زدنی حویث بن نفیل بنو عبد قسی سے تھا یہ قبل ہجرت مکہ میں آحضرت ﷺ کو بہت اذیتیں دیتا تھا اس کو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یوم فتح قتل کیا تھا۔ مقیس بن صبابہ بھی انہیں قابل قتل لوگوں میں سے تھا یہ غزوہ خندق میں آیا تھا اور ایک انصاری کو (جس نے اس سے پیشتر کسی کے دھوکے میں اس کے بھائی کو مار ڈالا تھا) قتل کر کے مرتد ہو کر مکہ بھاگ آیا تھا یوم فتح اس کو نمیلہ بن عبداللہ لیشی (اس کے چچا کے لڑکے) نے مارا منجملہ ان کے ابن نخل کی دو لونڈیاں تھیں۔ جن کا شب و روز یہ کام تھا کہ وہ دونوں آحضرت ﷺ کی جھو گاتی تھیں۔ ایک تو ان میں سے ماری گئی اور دوسری نے امن کی درخواست کی آپ نے اس کو امن دے دیا ان کے علاوہ بنو عبدالمطلب کی ایک خادمہ سارہ نامی بھی اسی گروہ میں سے تھی لیکن امن کی درخواست نے اس کی بھی جان بخشی کراوی۔ نیز بنو مخزوم کے دو مخصوص حرث بن ہشام و زہیر بن ابی امیہ برادر ام سلمہؓ نے ام ہانیؓ بنت ابی طالبؓ سے پناہ طلب کی۔ ام ہانیؓ نے ان کو امن دیا اور آحضرت ﷺ نے اس کو بحالہ قائم رکھا۔

زیارت کعبہ: فتح کے بعد آحضرت ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے کعبہ کا طواف کیا۔ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ

عندہ سے کلید لے کر کعبہ میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ اس وقت حضرت اسامہ و بلال و عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم تھے مجاورت بیت اللہ انہیں کے قبضہ میں رکھی۔ پس اس وقت سے آج تک اولاد شیبہ بیت اللہ کے مجاور ہوتے چلے آتے ہیں۔ کعبہ کے اندر باہر و اطراف میں جس قدر اصنام تھے۔ ان کو توڑ کر گرا دیئے کا حکم دے دیا۔ خود بہ نفس نفیس دست مبارک میں ایک چھڑی لئے ہوئے بتوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے تھے ﴿جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا﴾..... یعنی ”آگیا حق اور بھاگ گیا باطل بے شک باطل بھاگنے والا تھا“۔ آپ ﷺ کے ان کلمات فرمانے اور اشارہ کرنے سے کوئی بت ایسا نہ تھا جو اوندھا منہ کے بل نہ گر پڑا ہو جب نماز کا وقت آیا تو بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حکم سے کعبہ کی پشت پر اذان دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے اور جماعت کے ساتھ بے خوف و خطر نماز ادا کی۔

اہل مکہ سے خطاب: اس کامیابی و فتح کے دوسرے دن آنحضرت ﷺ باب کعبہ پر کھڑے ہوئے اور رسوم جاہلیت مجاورت بیت اللہ و سقاۃ الحاج کو برقرار رکھا اور یہ فرمایا کہ ”اس نے قبل اور نہ اس کے بعد مکہ کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور بے شک آج کے دن ایک ساعت کے لئے میرے واسطے حلال ہو گیا تھا لیکن اب پھر اس کی حرمت حسب سابق بحال ہو گئی

۱۔ اس مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ نے ایک جداگانہ خطبہ میں (جو آئندہ نقل کیا گیا ہے) بیان فرمایا تھا جیسا کہ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے دوسرے دن ایک نزاعی نے ایک بذلی مشرک کو مار ڈالا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر صحابہ کو جمع کر کے یہ خطبہ پڑھا:

((يا ايها الناس ان الله حرم مكة يوم خلق السموات و الارض فهي حرام الى يوم القيمة فلا يحل لامرئ يومئذ بالتوجه اليها الا من عذر مظلوم او من قبله فليدفع عن نفسه فليس عليه قتال فيها فقولوا ان الله قد احلها لرسوله و لم يحللها لكم يا معشر خزاعة ارفعوا ايديكم عن القتل فلقد كثر القتل لقد قتلتم قتيلا لا دينه فمن قتل بعد مقامي هذا فاهله بخير النظرين ان شاؤا فاقبله و ان شاؤا فاعقله))

”اے لوگو! اللہ نے جس روز آسمان زمین پیدا کئے تھے اسی روز مکہ حرم فرمادیا تھا لہذا مکہ قیامت تک حرام رہے گا۔ لہذا اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس میں خون ریزی کرے یا اس کا کوئی سر ہیز درخت کاٹے، مکہ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا اور نہ میرے بعد حلال ہوگا اور میرے واسطے بھی مجھ اس ساعت کے حلال نہیں کیا گیا۔ اب اس کی حرمت حسب سابق لوٹ آئی میرا یہ پیغام موجود کو غیر موجود کو پہنچا دے۔ اگر کوئی تم سے یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں جنگ کی ہے تو اس سے کہنا کہ اللہ نے مکہ اپنے رسول ﷺ کے واسطے حلال کر دیا تھا مگر تمہارا لئے حلال نہیں کیا۔ اے بنی خزاعہ! قتل سے اپنے ہاتھ روک لو بہت کچھ خون ریزی ہو چکی، تم نے ایک شخص کو مار ڈالا جس کی دیت (خون بہا) میں دوں گا اگر کوئی آج کے بعد کسی کو قتل کرے گا تو مقتول کے وارثوں کو اختیار ہوگا چاہے خون کے بدلے قتل کر دیں یا دیت لیں۔ درحقیقت یہ دو خطبے ہیں لیکن مؤرخ نے سلسلہ کلام میں اس امر پر نظر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

اس کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا:

((لا اله الا الله وحده لا شريك له صدق وعده و نضر عبده و هزم الاحزاب وحده الا ان كل
مساورة اودم او مال يدعى في الجاهلية فهو تحت قدمي هاتين الاسدانة الكعبة و سقاية الحاج
الاوان قتل الخطا مثل العمد بالسوط و العصا فيه الدية مغلفة مائة من الابل منها اربعون في
بطونها اولادها يا معشر قريش ان الله قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية و تعظمها بالاباء الناس
من ادم و ادم خلق من تراب قال الله تعالى يا ايها الناس انا خلقناكم من ذكر و انثى و جعلناكم
شعوبا و قبائل لتعارفوا و ان اكرمكم عند الله اتقاكم ان الله عليم خبير يا معشر قريش ما ترون
الشي لافعل بكم قالوا اخيرا اخ كريم و ابن اخ كريم قال فاني اقول كما قال يوسف لاخته لا
تشرى عليكم اليوم اذهبوا فانتم الطلقاء))

”حق دار عبادت اللہ ہی ہے جو تمہا ہے اور شریک سے بری ہے۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد کی
اور تمہا لشکر کو شکست دی۔ کان کھول کر سن لو ہر رسم یا خون یا مال جس کی جاہلیت میں دعویٰ کیا جاتا تھا میرے
پاؤں کے نیچے ہے (میں نے ان سب کو مسل دیا) ہاں کعبہ کی مجاورت اور زمزم پلانے کا عہدہ حسب دستور باقی
ہے یاد رکھو قتل خطا مثل العمد کی طرح ہے خواہ کوڑوں سے ہو یا لاشیوں سے دونوں کی دیت سگین ہے یعنی سوانٹ
جس میں چالیس حاملہ اونٹیاں ہوں اے اہل قریش اللہ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور باپ دادا پر فخر کو ختم کر
دیا تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے اللہ نے فرمایا لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے
پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنا دیے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان لو پھر جو سب سے زیادہ حق ہے وہی
اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف ہے اور اللہ بہت ہی جاننے والا اور خبردار ہے۔“

اے اہل قریش تمہارا میرے بارے میں کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟ بولے اچھائی کا خیال ہے
کیونکہ آپ بہترین بھائی ہیں اور بہترین بھائی کے بیٹے ہیں۔ فرمایا اچھا تو میں وہی کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے
کہا تھا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

بیعت: خطبہ سے فارغ ہو کر آپ کوہ صفا پر جا بیٹھے اور لوگوں سے مہما کن اطاعت خدا اور رسول کی بیعت لینے لگے مردوں
کی بیعت سے فراغت پا کر آپ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو عورتوں سے بیعت لینے پر مامور کیا اور خود بنفس نفیس ان کے لئے
استغفار کرتے رہے۔

صفوان بن امیہ اور ابن الزبیر کو امان: صفوان بن امیہ فتح کے بعد جان کے خوف سے یمن کی طرف بھاگا۔ عمیر بن
وہبؓ (اس کی قوم سے) نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر صفوان کی امان کی درخواست کی آپ نے اس کو امان
دی اور اس امر کے اظہار کے لئے اپنا وہ عمامہ مرحمت فرمایا جو کہ مکہ میں داخلے کے وقت آپ کے سر مبارک پر تھا۔ عمیر بن
وہب صفوان کو یمن کے قریب سے واپس لائے اس نے آنحضرت ﷺ سے دو مہینے کی مہلت طلب کی آپ نے چار مہینے کی
مہلت عطا فرمائی۔ ابن الزبیر شاعر بھی نجران کی طرف بھاگ گیا تھا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر واپس آیا اور ہیرہ بن ابی وہب
مخزومی شوہر ام ہانی یمن کی فتح کے وقت مکہ چلا گیا تھا اور وہیں بحالت کھر مر گیا۔

بُت خانہ عزئی کا انہدام: ان واقعات کے بعد آنحضرت ﷺ نے مکہ کے اطراف و جواب کی طرف سرایا روانہ فرمائے۔ لیکن ان کو قتال سے منع فرما دیا مجملہ ان کے خالد بن الولیدؓ بنو جذیمہ بن عامر بن عبدمناةؓ بن کنانہ کی طرف روانہ کئے گئے۔ انہوں نے بنو جذیمہ سے لڑائی کی اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ جب حضرت خالدؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اس مال و اسباب کو حضرت علیؓ کی معرفت بنو جذیمہ کو واپس کر دیا اور ان کے مقتولین کی دیت (خون بہا) ادا کیا۔ اس کے بعد پھر حضرت علیؓ کو عزئی کی جانب روانہ کیا۔ مضر و کنانہ اس کی جاہلیت میں بے حد تعظیم کرتے تھے اور اس کی مجاورت بنو شیبان قبیلہ بنو سلیم حلفاء بنو ہاشم کے قبضہ میں تھی۔ خالد بن الولیدؓ نے اس کو منہدم کر دیا۔

النصار کی تالیف قلوب: انصار کو فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ کے بلا تعین قیام سے یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید اب آپ مکہ ہی میں قیام فرمائیں گے۔ مدینہ تشریف نہ لے جائیں گے اس وجہ سے ان کو ایک گونہ صدمہ ہوا آپس میں اس سلسلے میں کچھ کہنے سننے لگے آنحضرت ﷺ کو جب اس امر کی خبر ہوئی تو باہر تشریف لائے انصار کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور فرمایا ”کہ ہماری زندگی و موت تمہاری زندگی و موت سے متعلق ہے۔“

(مترجم) تطہیر کعبہ: ابن اسحاق نے مختلف اسناد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کی فتح کے بعد مکہ میں چدرہ راتیں مقیم رہے اس اثناء میں برابر نماز قصر کرتے رہے ان بتوں کو جو خانہ کعبہ میں تھے خود اپنے دست مبارک سے منہدم کیا اور حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و عیسیٰ و مریم علیہم السلام کی تصاویر کو دفن کر دیا باقی رہے وہ بت جو اطراف و جواب مکہ میں تھے ان کے منہدم کرنے کو صحابہؓ کو روانہ کیا۔

عزئی کا انہدام: ۲۵ رمضان ۸ھ کو عزئی کے منہدم کرنے کے لئے خالد بن ولیدؓ کو تیس سواروں کی جمیعت کے ساتھ روانہ کیا۔ عمرو بن العاصؓ کو سواغ (ہذیل کے صوم) کی طرف روانہ کیا۔ عمرو بن العاصؓ جس وقت سواغ کے قریب پہنچے تو مجاور نے کہا تم کس ارادے سے آئے ہو عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا کہ مجھ کو آنحضرت ﷺ نے اس بت کو منہدم کرنے کے لئے بھیجا ہے مجاور نے حیرت کی نگاہ سے ان کو دیکھ کر کہا تم اس امر پر قادر نہ ہو سکو گے۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا کیوں؟ مجاور نے جواب دیا کہ خداوند سواغ تم کو خود روک دے گا عمرو بن العاصؓ نے کہا تجھ پر توفیق ہو تو اب تک اسی خیال باطل میں گرفتار ہے عمرو بن العاصؓ یہ کہہ کر سواغ کی طرف بڑھے اور اس کو ایک ضرب سے پاش پاش کر ڈالا ان کے ہمراہیوں نے اس کے ارد گرد کے چھوٹے چھوٹے بتوں کو توڑ کر اس کے خزانہ کو توڑا لیکن اس میں سے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ پھر عمرو بن العاصؓ مجاور کی طرف متوجہ ہو کر بولے تو نے دیکھا میں نے کیسے اس کو توڑ ڈالا۔ دیکھ جب وہ اپنے کو نہیں پہچانتا تو مجھ کو کیا نفع و ضرر پہنچا سکتا ہے مجاور یہ کلام سننے ہی مسلمان ہو گیا۔ اس طرح سعید بن زید الاشجلیؓ مناةؓ کے توڑنے پر مبعوث ہوئے یہ بت اوں دخر و زخمان کا تھا ان کے ہمراہ میں سوار تھے انہوں نے جا کر اس بت کو توڑا اور اس کے خزانہ کو کھولا لیکن یہاں سے بھی کچھ ہاتھ نہ آیا۔

بنو ہوازن اور بنو ثقیف: یوں تو مکہ کی فتح سے پہلے عربوں کو آنحضرت ﷺ کی مسلسل کامیابیوں سے آپ ﷺ کی نسبت ایک خاص خیال پیدا ہو گیا تھا اور ان کی رگوں میں جوش انتقام یا حسد و رشک کا خون دوڑ رہا تھا۔ پرانی عداوتوں کا خیال اپنے دلوں سے بھلا کر ایک دوسرے سے راہ ورسم پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے چنانچہ ہوازن و ثقیف اسی وقت سے

جب کہ آنحضرت ﷺ مدینہ سے بقصد مکہ روانہ ہوئے چوکنے ہو گئے تھے لیکن فتح مکہ کے بعد یہ سمجھ کر کہ آنحضرت ﷺ شاید ہم پر حملہ کر دیں۔ بنو نضیر میں مالک ابن عوف کے پاس مسلمانوں کے خلاف جمع ہوئے اس مجمع و مشورے میں بنو نضیر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن و بنو جشم بن معاویہ و بنو سعد بن بکر اور چند آدمی بنو ہلالی بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ کے اور ان کے اخلاف بنو مالک بن ثقیف بن بکر شریک تھے۔ بنو ہوازن میں سے کعب و کلاب شریک نہیں ہوئے۔ بنو جشم کے ہمراہ ان کے سردار درید بن الصمۃ بن بکر بن علقمہ بن خزاعہ بن جشم بھی تھا۔ گو اس کو پیرائہ سالی نے کسی کام کا نہ رکھا تھا۔ بہ مشکل تمام اپنے مقام سے حس و حرکت کر سکتا تھا لیکن اس کو جہاں دیدہ و جنگ آزمودہ ہونے کی وجہ سے صلاح و مشورہ کی غرض سے ساتھ لے لیا تھا۔ ثقیف میں قارب بن الاسود ابن مسعود بن معتب اور بنو مالک بن ذوالخمار سلیم بن الحرث بن مالک اور اس کا بھائی احمس سردار تھا اور ان سب کا سردار مالک بن عوف بنو نضیر کا سردار بنایا گیا۔

ورید بن الصمۃ کی مالک کو پند و نصائح: جس وقت عرب کا یہ گروہ اداس میں پہنچا و رید بن الصمۃ نے مالک بن عوف سے کہا ((مالی اسمع رعاء البعیر و نھاق الحمیر و یعار الشاء و بکاء الصغیر)) یعنی ”مجھے کہا ہے کہ میں اونٹوں کا بلبلانا اور گدھوں کا چیخنا اور بکریوں کا یولنا اور لڑکوں کا روناسن رہا ہوں۔“ مالک نے جواب دیا کہ میں نے ان لوگوں کو جمع ان کی اولاد اور اموال کے لڑائی پر نکالا ہے تاکہ ان ہی کے خیال سے سینہ پھر ہو کر لڑیں و رید بن الصمۃ نے کہا واللہ تو نے غلطی کی کیا مہنزم کوئی چیز جو اس کے ساتھ ہوتی ہے واپس لے کر جاتا ہے؟ اگر تیری فتح ہوئی تو تجھ کو ہتھیاروں کے سوا اور کوئی چیز فائدہ نہ پہنچائے گی اور اگر شکست ہوئی تو تو نے اہل و عیال کو بدنام اور رسوا کیا یہ کہہ کر اس نے کعب و کلاب کا حال دریافت کر کے ان کے نہ شریک ہونے کا افسوس کیا اور مالک کی طرف پھر مخاطب ہو کر کہنے لگا مالک تجھے یہ کیا ہو گیا ہے۔ ہوازن کو تو کیوں اڑدے کے منہ میں لئے جاتا ہے یہ اس کا ایک لقمہ بھی نہ ہوگا تو نے مفت میں ان کو غیر بلاد میں لا کر تباہ کیا خیر جو کچھ کیا اچھا کیا بہتر یہ ہوگا کہ بچوں اور عورتوں کو ساقہ میں یعنی سواران لشکر کے پیچھے رکھ اگر تیری فتح پائی ہوئی تو یہ تجھ سے آ ملیں گے اور اگر تو کسی آفت ناگہانی میں مبتلا ہو گیا تو یہ دشمنوں کی دست برد سے محفوظ رہیں گے۔“ مالک نے یہ تقریر نہایت حقارت کی لگا ہوں سے سن کر اس پر کچھ توجہ نہ کی۔

ذات النواط کا واقعہ: آنحضرت ﷺ نے ان کی آمد کی خبر سن کر عبد اللہ بن ابی حدود الاسلمی کو جاسوسی پر مقرر کیا اور صفوان بن امیہ سے سو (۱۰۰) زرہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چار سوزرہیں مستعار لے کر بارہ ہزار مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کے قصد سے پیش قدمی فرمائی دس ہزار صحابی تو وہ تھے جو مدینہ سے آپ کے ہمراہ آئے تھے اور دہزار مسلمانان فتح مکہ سے تھے مکہ میں بجائے اپنے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو متعین فرمایا منجملہ ان لوگوں کے جو اس واقعہ میں آپ کے ہمراہ گئے تھے عباس بن مرداس و ضحاک بن سفیان کلابی اور چند لوگ عیس و ذبیان و مزینہ و بنو اسد کے تھے انشاء راہ میں ایک درخت سدر کی طرف ہو کر گزرے جس کو عرب ایام جاہلیت میں ذات النواط کے نام سے موسوم کرتے اور اس کی تعظیم و طواف کرتے تھے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

ان لوگوں میں مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) نہیں شریک تھے۔ صرف وہی لوگ تھے جو بوقت فتح یا بعد فتح مکہ ایمان لائے تھے جیسا کہ ابن اسحاق نے حرث بن مالک سے روایت کیا ہے۔

ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمائیے جیسا کہ ان کے لئے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سوال سے ناراض ہو کر ارشاد فرمایا: ”تم نے مجھ سے ویسا ہی کہا ہے جیسا کہ قوم موسیٰ نے کہا تھا کہ ہمارے لئے بھی ایک الہ ان کی طرح بنا دو۔ تم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم لوگ ان لوگوں کا راستہ اختیار کرو گے۔ جو تم سے پیشتر گزر چکے ہیں۔ خبردار ایسے خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔“

جنگ حنین: یکم شوال ۸ھ کو آنحضرت ﷺ وادیاں تہامہ میں سے وادی حنین میں پہنچے رات ہی کے وقت سے ہوا ز وادی حنین کے دونوں جانب کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہے تھے۔ جس وقت لشکر اسلام اس وادی سے ہو کر گزرا کفار نے کمین گاہ سے نکل کر دفعہ حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کا لشکر اس اچانک حملہ سے منتشر و غیر مرتب ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ہر چند ان کو واپس آنے کے لئے آواز دی لیکن وہ واپس نہ ہو سکے آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ و عباسؓ و ابوسفیان بن الحارث اور ان کے لڑکے جعفر و فضل و حم پر ان عباس اور ان کے علاوہ ایک جماعت صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی تھی۔ آنحضرت ﷺ اپنے سفید خچر دلدل نامی پر سوار تھے اور حضرت عباسؓ نے آپ کے کہنے سے صحابہ کو پکارا۔ صحابہؓ نے لوٹنے کا قصد کیا لیکن کفار کے اثر دہام نے روک دیا۔ مجبور ہو کر وہیں ٹھہر گئے اور لڑنے لگے۔ جنگ کی حالت بظاہر مسلمانوں کے خلاف نظر آ رہی تھی۔ بنو ہوازن لڑتے لڑتے آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گئے مسلمانوں کو اس پہلے حملے میں شکست ہوئی۔

بنو ہوازن کی پسپائی جب آنحضرت ﷺ نے اللہ اکبر کہہ کر دلدل کو آگے بڑھایا تو اس آواز کے سنتے ہی ارد گرد سب کے قریب صحابہؓ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور سب کے سب نے ایک مجموعی قوت سے حملہ کیا بنو ہوازن پسپا ہو کر پیچھے ہٹے مسلمانوں نے ان کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ ان کے لڑکوں، عورتوں کو قید کر لیا۔ مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ بنو مالک کے ستر آدمی اس معرکہ میں کام آئے منجملہ ان کے ذوالنمار اور اس کا بھائی عثمان پر ان عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب تھا۔ قارب بن الاسود احلافی ثقیف

۱۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جب مسلمانوں کو خلاف توقع اس اچانک حملہ سے شکست ہوئی تو اہل مکہ جو آپ کے ہمراہ اس غزوہ میں گئے تھے آپس میں اس سلسلے میں گفتگو کرنے لگے۔ ابوسفیان نے کہا یہ شکست دریا کے اس طرف تو نہیں تھمتی۔ کلدہ بن الجحل چلا کر خوشی کے لہجہ میں بول اٹھا واہ آج سحر کا خاتمہ ہو گیا پھر آخر جھوٹ کہاں تک اصفوان بن امیہ نے جواب دیا (حالانکہ یہ اس وقت مشرک تھا) حاموش اللہ تیرے منہ کو بند کرے بخدا میرے نزدیک یہ زیادہ عزیز ہے کہ مرا ربی کوئی قریشی ہو اس سے کہ ہوازن کے کسی شخص کے پالے پڑوں۔ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ نے جوش میں آ کر کہہ دیا کہ آج میں محمد ﷺ سے بدلہ لوں گا (اس کا باپ جنگ احد میں مارا گیا تھا اور یہ اس غزوہ میں اور اہل مکہ کی طرح آنحضرت ﷺ کے ہمراہ گیا تھا) چنانچہ یہ اس قصد سے آنحضرت ﷺ کی طرف چلا لیکن حکم باری عزائمہ بے ہوش کر کر پڑا اور آپ تک نہ پہنچ سکا۔ سیرۃ ابن ہشام

۲۔ یہ ہوازن اور ثقیف کا علم بردار تھا جب یہ مارا گیا تو عثمان بن عبداللہ نے علم لے لیا اور لڑنے لگے جب یہ بھی تیغ اجل کے نذر ہوا تو اس وقت مشرکین کو شکست ہوئی۔

۳۔ بروایت ابن اسحاق یہ خلاف کا علم بردار تھا جب جنگ کا پانسہ پلٹا دیکھا تو اپنا علم ایک درخت سے لگا کر بھاگ گیا اس کے دیکھا دیکھی اس کے بچا زانو بھائی اور اس کی کل قوم بھاگ نکلی۔

شروع جنگ سے اپنا رایت (جھنڈا) چھوڑ کر بھاگ گیا اس وجہ سے ان میں سے کوئی مارا نہیں گیا۔ مالک بن عوف نصری نے اپنی قوم کی ایک جماعت کو لے کر طائف میں جا کر دم لیا ہوازن کے کچھ لوگ اوطاس کی طرف بھاگے سواران اسلام نے ان کا تعاقب کیا ورید بن الصمۃ اسی دارو گیر میں ربیعہ بن رفیع بن ابیہان بن ثعلبہ بن یربوع بن عوف سماک بن عوف بن امراء لقیس کے ہاتھ سے مارا گیا۔

بنو ہوازن کا تعاقب: آنحضرت ﷺ نے ان بنو ہوازن سے لڑنے کے لئے ابوعامر اشعری عم ابوموسیٰ کو روانہ کیا جو اوطاس کے ایک گھوڑے کے بارغ میں پناہ گزیں تھے۔ جب ابوعامر سلمہ بن ورید بن الصمۃ کے تیرے شہید ہو گئے تو ابوموسیٰ نے رایت اسلام لے کر نہایت شدت سے حملہ کیا اور اپنے چچا کے قاتل کو مار ڈالا۔ مشرکین بارغ سے نکل کر بھاگے بنو نفیر بن معادیہ سے رباب میں قتل کا بازار گرم ہو گیا ہوازن کے جتنے لوگ اس معرکہ میں آئے تھے سب کے سب مارے گئے مسلمانوں میں سے چار آدمی (۱) ایمن بن ام ایمن (برادر اخینانی اسامہ) (۲) یزید بن زمعہ بن الاسود (۳) سراقہ بن الحرث عجلانی (۴) ابوعامر اشعری (رضی اللہ عنہم) شہید ہوئے۔

طائف کا محاصرہ: واقعہ حنین سے فارغ ہو کر آپؐ نے قیدیوں اور اموال غنیمت کو بھرانہ میں جمع کرنے کے لئے فرمایا اور ان کی حفاظت کے لئے مسعود بن عمرو غفاری کو مقرر کر کے طائف کا قصد کیا لیکن آپؐ کے پہنچنے سے پہلے ثقیف نے طائف میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا تھا اور اہل طائف کو اپنا ہمدرد بنالیا۔ حنین سے طائف آتے ہوئے حصن مالک بن عوف نصری ملا آنحضرت ﷺ نے والی قلعہ سے اسلام لانے کے لئے فرمایا جب اس نے انکار کیا تو وہ آپؐ کے حکم سے منہدم کر دیا گیا نتیجہ یہی واقعہ اطم کے ساتھ بھی پیش آیا جو بنو ثقیف میں کسی شخص کا تھا۔

طائف کے سرداروں میں سے عروہ بن مسعود غلیان بن سلمہ چونکہ اس واقعہ سے پیشتر فتون جنگ کی تعلیم کی غرض سے حشر گئے ہوئے تھے۔ اس وجہ سے نہ تو وہ حنین میں شریک ہوئے تھے اور نہ طائف میں حصار کے وقت اس کو کچھ مدد پہنچا سکے۔ اگرچہ ان کو اس محاصرہ کی خبر پہنچی۔ لیکن انہوں نے اپنی غیر حاضری کو ایسے نازک و خطرناک وقت میں حاضری سے زیادہ بہتر سمجھا۔ مجاہدین کی مراجعت: آنحضرت ﷺ تقریباً بیس روز تک طائف کا محاصرہ کئے رہے اثناء محاصرہ میں اہل قلعہ تیر و پتھر برساتے تھے اور اسلامی لشکر آپؐ کے حکم سے منجیق کے ذریعہ سے ان کے مضبوط قلعہ پر پتھر برساتے تھے ایک مرتبہ چند صحابہؓ نے ایک خندق کھود کر طائف کے شہر پناہ تک جانے کا قصد کیا۔ اہل طائف نے ان پر تیر و پتھر برسانا شروع کر دیئے جس سے وہ ناکام ہو کر نقصان کے ساتھ واپس آئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے بارغ کٹوا ڈالے اس پر بھی حصار ٹکست نہ ہوا اور اہل طائف نے باغات کی بربادی پر کچھ خیال نہ کیا تو آپؐ نے صحابہ کرام سے صلاح و مشورہ کر کے حصار چھوڑ کر بھرانہ کی طرف رخ کیا جہاں پر قیدیان ہوازن و اموال غنیمت جمع تھا۔

طائف کے نواحی قبائل کی اطاعت: ان ایام میں جب کہ طائف کا آپؐ محاصرہ کئے ہوئے تھے طائف کے گرد و نواح کے رہنے والے اکثر خود اور بعض وفود کے ذریعہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ اثناء محاصرہ میں

صاحب زادہ المعاد نے لکھا ہے کہ چھ ہزار قیدی اور چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار سے زیادہ بھیڑ کمریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی واقعہ حنین میں مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ واللہ اعلم

مسلمانوں میں سے سعید بن سعید بن العاص و عبد اللہ بن ابی امیہ بن العقیلہ برادر ام سلمہ و عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ عتزی حلیف بنو عدی اور علاوہ ان کے بارہ صحابی جس میں چار انصار (رضی اللہ عنہم تھے) شہید ہوئے۔

ہوازن کا وفد: جس وقت آپ ہجرانہ میں پہنچے قیدیان و مال غنیمت کی نوبت نہیں آئی تھی کہ ہوازن کا وفد آیا اور اس نے ان کے اسلام لانے اور امن کی خواہش ظاہر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اہل و عیال واپس لینا چاہتے ہو یا مال و اسباب کو۔ بنو ہوازن کے وفد نے عرض کیا کہ ہم لوگ اپنے اہل و عیال کو واپس چاہتے ہیں تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کچھ میرا اور بنو مطلب کا حصہ تھا وہ سب تمہارا ہے لیکن وہ حصہ جو مہاجرین و انصار کا ہے اس کی بابت تم لوگ بعد نماز ظہر کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ ”ہم لوگ مسلمانوں سے ذریعہ رسول اللہ ﷺ اور رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں کے ذریعہ اپنے اہل و عیال کی سفارش کرتے ہیں“۔ میں اس وقت وہ حصہ بھی تم کو دے دوں گا غالباً مہاجرین و انصار راضی ہو جائیں گے۔

بنو ہوازن کو امان: پس جب آنحضرت ﷺ ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ہوازن کے وفد نے کھڑے ہو کر کہا ((انسانا نستشفع برسول اللہ ﷺ الی المسلمین و بالمسلمین الی رسول اللہ فی ابناء لنا و نساءنا)) یعنی ”ہم رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں سے اور مسلمانوں کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی اولاد اور عورتوں کی سفارش کرتے ہیں“۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ((اماما کان لسی و لسنی عبد المطلب فہو لکم)) یعنی ”جو میرا اور بنی عبد المطلب کا حصہ ہے وہ سب تمہارا ہے“۔ مہاجرین و انصار نے یہ سن کر جواب دیا ((ما کان لنا فہو لرسول اللہ)) یعنی ”جو ہمارا حصہ ہے وہ رسول اللہ کا ہے“۔ لیکن اقرع بن حابس و عیینہ بن حصن اور ان دونوں کی برادریوں نے اس سے انکار کیا اور اسی طرح عباس بن مرداس نے بھی کیا اور بنو سلیم نے کہا کہ جو ہمارا حصہ ہے اس کے مالک رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کی عورتوں اور اولاد کو واپس کر دیا جس نے اس امر کو ناپسند کیا اس کو اس کا معاوضہ دے دیا۔

رسول اکرم کی رضاعی ہمشیرہ: انہیں قیدیان ہوازن میں آنحضرت ﷺ کی رضاعی ہمشیرہ شیماء بھی تھیں جو قبیلہ ہوازن میں بنو سعد بن مکر سے حرث بن عبد العزی کی لڑکی تھیں جس وقت یہ آنحضرت ﷺ کے رو پر پیش کی گئی تو انہوں نے کہا میں تمہاری رضاعی بہن ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کس دلیل سے اشیما نے کہا یہ داغ تمہارے دانت کے ہیں تم نے لڑکپن میں کاٹ لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اگر تم میرے پاس رہنا پسند کرتی ہو تو میں تم کو انتہائی عزت و احترام سے رکھوں گا اور اگر اپنی قوم میں جانا چاہو تو تم کو اختیار ہے شیماء نے آخری بات کو پسند کیا آپ نے ان کو ان کی قوم میں بھیج دیا۔“

مال غنیمت کی تقسیم: اب باقی رہا مال و اسباب اس میں سے آپ ﷺ نے مسلمانوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ زیادہ حصہ ان مسلمانان قریش کو مرحمت فرمایا جن کی تالیف قلوب مقصود تھی اور وہ وقت فتح یا بعد فتح مکہ ایمان لائے تھے۔ بعض کو ان میں سے سو سو حصے اور بعض کو پچاس پچاس اور بعض کو ان دونوں کے درمیان میں دیا۔ ان لوگوں کو مولفۃ القلوب کہتے ہیں کتب سیر میں بالتفصیل مذکور ہیں جو قریب قریب چالیس افراد مجملہ ان کے ابوسفیان اور ان کا لڑکا معاویہ بن حکم بن حزام و

جس وقت ان کو چالیس اوقیہ چاندی اور ایک ساونٹ دیئے گئے تو انہوں نے کہا میرے لڑکے یزید کا حصہ لاؤ۔ آپ ﷺ نے

صفوان بن امیہ مالک بن عوف اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر و اقرع بن حابس وغیرہ ہیں ان لوگوں کو سو سو حصے دیئے گئے تھے اور عباس بن مرداس کو پہلے پچاس حصہ دیئے گئے تھے لیکن جب اس نے اپنے دو ایک اشعار پڑھے جس سے اس کی ناراضگی ظاہر ہوتی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اقطعوا عنی لسانہ فاموا الیہ المانۃ)) ”مجھ سے اس کی زبان کو روک دو پس سو اس کے بھی پورے کر دو“۔

مال غنیمت کی تقسیم پر انصار میں کشیدگی: مسلمانان مولفۃ القلوب کو اس قدر کثیر حصہ دینے سے انصار کے دل میں ایک خیال کا پیدا ہونا کچھ تعجبات سے نہ تھا وہ لوگ دل ہی دل میں کسی قدر کشیدہ ہو گئے۔ بڑے بوڑھے تو یہ بات زبان تک نہ لائے لیکن نوجوانوں کے دماغ میں اس کے علاوہ یہ ایک اور بات سما گئی کہ اب رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کے ہوئے اپنا آبائی گھر چھوڑ کر مدینہ کیوں جائیں گے آنحضرت ﷺ نے اس احساس کو کو اپنی فراست سے پہچان لیا اور انصار کو جمع کر کے فرمایا میں نے ان لوگوں کو زیادہ حصہ اس وجہ سے دیا ہے کہ یہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں میں ان کی تالیف قلوب کرنا چاہتا ہوں کیا تم لوگ اس سے خوش نہ ہو گئے کہ اور لوگ تو بکری اونٹ لے کر اپنے مکانوں کی طرف جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنی فرگاہ پر جاؤ اگر ہجرت ایک تقدیری حکم نہ ہوتا تو میں بھی انصار ہی میں سے ہوتا اگر انصار ایک راستہ پر چلیں اور لوگ دوسرا راستہ اختیار کریں تو میں بے شک انصار کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصار اور انصار کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر رحم کر۔ انصار یہ سن کر خوش ہو گئے ان کے دل میں جو کچھ خیالات تھے وہ سب دور و رفع ہو گئے اس کے بعد ہر اندہ سے مکہ کا عمرہ کیا اور وہاں پہنچ کر عتاب بن اسید ایک نوجوان شخص کو جس کی عمر بیس برس سے کچھ متجاوز تھی مکہ کا حاکم مقرر فرمایا اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قرآن و احکام دینی کی تعلیم کی غرض سے ان کے پاس چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ڈھائی مہینہ بعد جبکہ چھ روز ذیقعدہ ۸ھ کے باقی تھے۔ آپ ﷺ مع صحابہ کے داخل مدینہ ہوئے۔

عتاب بن اسید: عتاب بن اسید نہایت زاہد و باشرع اور جوان صالح تھے انہوں ہی نے سب سے پہلے اسلام میں امیر ہو کر مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ اس سال کل مسلمانوں نے حج اس صورت سے ادا کیا جس طرح اس سے پیشتر عرب جاہلیت کیا کرتے تھے۔

غیر مسلموں سے حسن سلوک کا حکم: اسی سنہ میں آنحضرت ﷺ نے عمرو بن العاص کو جیز و عبد پسران جلدی کے پاس عمان کی طرف صدقات وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جیز و عبد نے بہ خوشی خاطر اس حکم کی اطاعت کی۔ نیز اسی سنہ میں آپ نے مالک بن عوف کو ان کی مسلمان قوم اور ثقیف کا جو اطراف طائف میں رہتے تھے سردار مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے ان پر زیادہ سختی نہ کی جائے۔ بلکہ تالیف قلوب کا خیال رکھنا یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو

جہم نے فرمایا چالیس اوقیہ اور ایک سو اونٹ اور دو۔ پھر انہوں نے کہا معاویہ کا حصہ دو تب آپ صلی علیہ وسلم نے چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دینے کا حکم فرمایا۔

جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو لوگ کہ وقت فتح مکہ یا بعد فتح مکہ ایمان لائے اسلام میں داخل ہوئے اور مولفۃ القلوب کے نام سے موسوم ہوئے۔ وہ اگرچہ اور صحابہ سابقین اولین مہاجرین و انصار سے درجہ میں متفاوت ہیں۔ لیکن ان کا بھی اسلام نہایت اچھا ہوا اور وہ اس زمانہ کے اعلیٰ درجہ کے دین دار مسلمان سے خواہ وہ کسی درجہ کا ہو افضل ہیں۔ کیونکہ یہ نعمت کہ انہوں نے بحالت اسلام رسول اللہ ﷺ کو دیکھا دوسروں کو ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابراہیم کی پیدائش: اسی سنہ میں بطن ام المؤمنین ماریہ سے ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے کعب بن عمر کو ذات اطلاق (سرزمین شام) کی طرف قضاہ کے ایک گروہ کے پاس دعوت اسلام دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ ان کے ہمراہ چند رہ آدمی تھے۔ قضاہ اور اس کے سردار سدوس نے کعب بن عمر اور ان کے ہمراہیوں کو مار ڈالا ان میں سے صرف ایک مسلمان خدا جانے کس طرح سے اپنی جان بچا کر مدینہ واپس آئے۔ واللہ اعلم۔

کعب ابن زہیر کو امان و النعام: شروع ۹ھ (مطابق ۶۳۰ء) میں طائف سے واپسی کے بعد کعب ابن زہیر شاعر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اس سے پیشتر اس کا خون آپ ﷺ نے مباح کر دیا تھا لیکن جس وقت اس نے خدمت اقدس میں باریاب ہو کر اسلام قبول کیا اور اپنا قصیدہ معروضہ (جس کا یہ مطلع ہے)

((بانت سعاد فقلبی اليوم متبول متیم الثوا لم نهض مکبول))

سعاد کے جانے کے بعد میرا دل پارا پارا ہے۔ اس کے نشانات کا غلام ہے اور اس سے الگ نہیں ہے بلکہ اس کی محبت میں مقید ہے۔ پڑھا تو آپ نے اس کے صلہ میں اپنی چادر رحمت فرمائی جس کو اس کے انتقال کے بعد ورنہ کعب ابن زہیر سے امیر

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ واپسی کے بعد طائف سے مدینہ پہنچ کر بحیر بن زہیر بن ابی سلمہ نے اپنے بھائی کعب ابن زہیر شاعر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ جو لوگ آنحضرت ﷺ کی جو یا کو اذیت دیتے تھے ان کو آپ ﷺ نے قتل کر ڈالا ہے اور شعراء قریش سے ابن الزہری و ہیرہانی وہب بخوف جان کسی طرف بھاگ گئے ہیں اگر تجھ کو اپنی جان عزیز ہے تو آنحضرت ﷺ کے پاس چلا آ۔ وہ کسی کو جو تابع اور مسلمان ہو کر آتا ہے قتل نہیں کرتے اور اگر تو یہ نہیں کر سکتا تو ایسی سرزمین پر چلا جا جہاں تیری جان بچ سکے۔ کعب ابن زہیر نے اس خط سے پیشتر ایک قصیدہ آنحضرت ﷺ کی شان کے خلاف لکھ کر اپنے بھائی بحیر کے پاس بھیج دیا تھا۔ بحیر نے اس قصیدے کا جواب کعب کے پاس بھیج دیا اور اس قصیدہ کو خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ جب کہ مکہ فتح ہوا تو آپ نے اس کا بھی مباح کر دیا لیکن اتفاق سے یہ اس وقت نہیں ملا۔ پھر جب بحیر کا اس نے خط پایا اور اپنے احباب سے مشورہ کیا تو مجبور ہو کر ایک قصیدہ لکھ کر مدینہ روانہ ہوا جس میں آنحضرت ﷺ کی مدح تھی۔ مدینہ میں یہ شب کو پہنچا اور اپنے ایک پرانے رفیق کے مکان پر اتر اور اس سے اپنا ارادہ ظاہر کیا صحیح کو بعد نماز حاضر خدمت اقدس ہوا اور آپ کے رویہ و بیچہ کراپ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ کعب ابن زہیر مسلمان تابع ہو کر آپ سے امن مانگنے آیا ہے۔ کیا آپ اس کو امن دے سکتے ہیں اگر میں اس کا کام کوآ باہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”ہاں“۔

کعب ابن زہیر نے عرض کیا وہ گنہگار میں ہی ہوں۔ ایک انصاری شخص یہ سن کر بول اٹھا ”یا رسول اللہ ﷺ یہ عدو اللہ ہے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں“۔ آپ نے فرمایا ”اس سے درگزر کر دو یہ مسلمان و تابع ہو کر آیا ہے“۔ اس کے بعد کعب نے اپنا قصیدہ پڑھا اور مسلمان ہونے کے بعد انصاری تعریف میں بھی قصیدہ لکھا۔ یہ قصائد اور دونوں بھائیوں کے مراسلات کتب سیر میں مرقوم ہیں۔

معاویہؓ نے خرید لیا تھا اور اس کو ایک زمانہ تک خلفاءِ تہم کا حفاظت سے رکھتے چلے آ رہے تھے۔

بنو اسد کا قبول اسلام: پھر اس واقعہ کے بعد بنو اسد کے وفد آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور ایمان لائے منجملہ ان کے ضرار بن الازور تھے۔ ان لوگوں نے بعد اسلام بہ نظرِ فخر یہ کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ قبل اسکے کہ ہمارے پاس کسی کو تبلیغ کی غرض سے آپ بھیجیں ہم لوگ خود حاضر ہو گئے۔ اس پر اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿يَمُنُونَ عَلَيْكَ إِنَّ اسْلَمُوا قَل لَّا تَمْنُوا عَلَىٰ اسْلَامِكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنْ عَلَيْكُمْ إِنَّ هٰذَا كُمْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

”لوگ اپنے اسلام کا آپ ﷺ پر احسان جتلاتے ہیں۔ آپ ﷺ فرمادیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتلاؤ بلکہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان عطا فرمایا۔“

اس وفد کے بعد دو وفد ماہِ ربیع الاول میں اور آئے اور روہیع بن ثابت البلوہی کے یہاں مقیم ہوئے۔

غزوہ تبوک ۹ھ ہرقل کی جنگی تیاریاں: اس غزوہ کا محرک اصلی خود ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ ہوا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی پیہم کامیابیوں کو سن کر بقصد حملہ تیاری کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر آپ ﷺ کو بھی ہو گئی تو آپ نے ماہِ رجب ۹ھ میں رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دے دیا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ بعد مسافت دشمنانِ دین کی گرفتِ فصل اور میوہ جات نیز سایہ کی کمی موسمِ گرم ہونے کی صعوبتوں اور دشواریوں کو بھی بیان فرمادیا۔ ورنہ اس سے پہلے اکثر اس امر کے اظہار کے بغیر کہ کس راہ اور کس طرف جانا ہو گا مدینہ سے پیش قدمی فرمایا کرتے تھے اور صحابہؓ آپ کے ہمراہ ہوتے تھے حتیٰ کہ منافقین میں سے بھی کوئی چون و چرا نہ کرتا تھا۔

منافقین کی ریشہ دوانیاں: اس مرحلہ چونکہ آپ ﷺ نے پہلے اپنے ارادے کو ظاہر فرمادیا۔ اس وجہ سے منافقین

۱۔ صاحب زاد العباد نے لکھا ہے کہ پہلا وفد ماہِ صفر ۹ھ میں بنوعذرہ وفد آیا۔ جس میں بارہ آدمی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم لوگ کس برادری کے ہو۔ بنوعذرہ کے متکلم نے کہا ہم وہ ہیں جن کا آپ انکار نہ کریں گے۔ ہم لوگ بنوعذرہ برادرِ اخیائی (ایسے سوچیلے بھائی ہیں جن کی ماں ایک ہو اور باپ مختلف) قصی ابن کلاب کے ہیں جنہوں نے قصی کو بڑھایا اور بطن مکہ سے خزاعہ و بنو بکر کو نکالا۔ ہماری تم سے قرابت اور رشتہ داری ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ((مصرحاً بکم و اہلاً ما عرفنی بکم)) ”تم پر مرزبا ہو خوش ہو تم کو کسی چیز نے مجھ سے متعارف کرایا؟“ بنوعذرہ کے متکلم نے جواب دیا اسلام نے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر ان کو مبارکباد دی اور فتحِ شام کی بشارت سنائی۔ کاهنوں سے حالات دریافت کرنے اور غیر اللہ کے ذبیحہ کو شرف فرمایا اور یہ بتلادیا کہ ان پر سوائے قربانی کے اور کوئی چیز فرض نہیں ہے اور دوسرا وفد ملی کا تھا جو ماہِ ربیع الاول میں آیا اور روہیع بن ثابت کے مکان پر اترا۔ دوسرے دن روہیع ان کو ہمراہ لئے ہوئے آپ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یہ میری برادری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھ کو اور تیری برادری کو خوش نصیب ہو۔ روہیع نے عرض کیا کہ یہ لوگ سچے دل سے ایمان لائے اور مسلمان ہوئے آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ((الحمد لله الذي هداكم للاسلام فكل من مات على غير الاسلام فهو في النار)) ”یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی یا دیکھو غیر اسلام پر مرنے والا جہنمی ہے۔“ اس کے بعد شیخ الوفاء ابو العصب نے چند مسئلے دریافت کئے اور تیسرے دن رخصت ہو کر اپنے شہر واپس چلے گئے۔

لوگوں کو بہکانے لگے اور اس فکر میں ہو گئے کہ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو غزوہ میں جانے سے روکیں۔ چنانچہ اس گروہ کے کچھ لوگ ایک یہودی کے مکان میں جمع ہو کر صلاح و مشورہ کرتے اور لوگوں کو بہکانے کی فکر کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے طلحہ بن عبید اللہ کو اس مکان کے جلا دینے اور ویران کرنے کا حکم دے دیا۔ جو سلمہ سے ابن قیس اور چند اعراب نے حلیہ و حوالہ کر کے مکان میں ٹھہرے رہنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور ان سے سخت ناراض ہوئے یہ حال تو منافقین کا تھا۔

مسلمانوں کا ایثار اور جذبہ جہاد: اب مومنین کے حالات سنئے رسول اللہ ﷺ نے جس وقت لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور مال و اسباب کے فراہم کرنے کو فرمایا تو جو چیز جس کے پاس تھی اس نے لا کر حاضر کر دی۔ اس غزوہ میں سب سے زیادہ مال و اسباب حضرت عثمان ابن عفان نے دیا بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار سرخ اور نو سو اونٹ مع اسباب کے اور سو گھوڑے دیئے تھے۔ بعض وہ غریب صحابی جن کے پاس کچھ نہ تھا وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور سواری کے لئے عرض کیا۔ آپ کے پاس اس وقت کوئی سواری موجود نہ تھی آپ نے جواب دے دیا۔ وہ بیچارے روتے ہوئے لوٹے۔ اثناء راہ میں یامین بن عمیر نصری مل گئے انہوں نے ان سے رونے کا سبب دریافت کیا۔ ان لوگوں نے کہا نہ تو ہمارے پاس سواری ہے اور نہ ہم میں اس قدر استطاعت ہے کہ خرید کر کے آنحضرت ﷺ کے ساتھ جہاد میں چلیں۔ ہم لوگ سواری کی فکر میں آنحضرت ﷺ کے پاس گئے تھے۔ آپ ﷺ نے جواب دے دیا۔ یامین بن عمیر کا دل یہ سن کر بھرا آیا اور انہوں نے اسی وقت ان کے لئے اونٹ خرید کر دیئے۔

مجاہدین کی روانگی: جب صحابہؓ ہمہ تن مستعد و تیار ہو گئے تو مدینہ میں محمد بن مسلمہ اور بعض کہتے ہیں کہ سباع بن عرفطہ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو اپنا قائم مقام کر کے پیش قدمی فرمائی۔ تو منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول ایک گروہ لے کر آپ ﷺ کے ہمراہ ہوا لیکن تھوڑی دور چل کر مع اپنے ہمراہیوں کے واپس چلا آیا۔ حجر میں پہنچ کر آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ یہ شہر ثمود کا ہے اس کا پانی تم میں سے کوئی استعمال نہ کرے اور اس پانی سے گندھے ہوئے آٹے کو اونٹوں کو کھلا دے اور سرنگوں روتے ہوئے اس طرف سے چلیں کوئی شخص تنہا قافلہ سے نہ نکلے۔ اتفاقاً دو شخص بنو ساعدہ سے علیحدہ علیحدہ نکلے ایک کا دم گھٹ گیا جو آپ کے مس کرنے سے اچھا ہو گیا اور دوسرے کو ہوانے طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا جن کو ایک مدت کے بعد اہل طے نے آپ ﷺ کی خدمت میں واپس کیا۔

منافقین کے اعتراضات: آگے بڑھے تو اثناء راہ میں آپ کا ناقہ گم ہو گیا منافقین کی بن آئی آپس میں کہنے لگے کہ محمد ﷺ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کو آسمان سے خبریں ملا کرتی ہیں ہم آسانی حالات کو جانتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اپنے ناقہ کا

۱۔ وہ غریب صحابہؓ جن کے پاس سواری نہ تھی اور جن کا واقعہ مورخ کتاب نے بیان کیا ہے یہ ہیں سالم بن عمیر و علیہ بن یزید و ابوسلی المازلی و عمرو بن عبد و سلمہ بن صحز و عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہم۔ بعض روایات میں بجائے ان کے عبداللہ بن معقل اور معقل بن یسار ہیں ابن اسحاق نے انہیں میں عمرو بن الحسام بن الجوع کو بھی شمار کیا ہے۔

حال نہیں جانتے کہ وہ اس وقت کہاں ہے آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا بخدا میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میرے رب نے جو کچھ مجھے سکھا دیا ہے اور اب میں بہ الہام الہی کہتا ہوں کہ نافع فلاں مقام پر ہے۔ مہار اس کی ایک درخت سے انک گئی ہے جس سے وہ رکی ہے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے ایک صحابی کو بھیج کر نافع کو منگوا لیا۔ قول بالا کا کہنے والا منافقین میں سے زید بن اللصیت قبیلہ قبیعہ سے تھا کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد اس نے توبہ کر لی اور بخشی بن حمیر تابع ہو گیا تھا اور یہ دعا کی تھی کہ اس گناہ کے کفارہ میں ایسے مقام پر شہید کیا جاؤں جہاں میرا نام و نشان نہ ملے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اکیدروالی دومۃ الجندل کی اطاعت: الغرض جب آنحضرت ﷺ تبوک پہنچے۔ تو آپ کی آمد کی خبر سن کر محسنہ بن رویہ صاحب ایلہ اور اہل حربا و فرج آپ کی خدمت میں آئے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ آپ ﷺ نے ہر ایک کے لئے صلح نامہ لکھ کر اسی مقام سے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر بن عبد الملک والی دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا۔ اکیدر بن عبد الملک کندہ کا بادشاہ نصرانی مذہب رکھتا تھا اور دومۃ الجندل کا حکمران تھا آپ ﷺ نے روانگی کے وقت خالد بن الولید کو اس امر سے مطلع فرما دیا تھا کہ اکیدر تم کو شکار کھیلتا ہوا ملے گا۔ اتفاق سے اکیدر ایک روز شتر شکار کھیلتے کو اپنے قلعہ سے نکل آیا تھا شکار کے شوق نے اس کو شب بھر قلعہ کے باہر رکھا۔ صبح ہونے تک خالد بن الولید رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور اس کو گرفتار کر کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے اس سے جزیہ لے کر صلح کر کے اس کو لوٹا دیا۔

مجاہدین کی مراجعت: بیس روز تک تبوک میں مقیم رہے نہ تو کوئی عرب منصرفہ میں سے مقابلہ پر آیا اور نہ رومیوں نے

کتاب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کے لئے صلح نامہ علیحدہ علیحدہ لکھا گیا تھا لیکن تلاش کرنے سے صرف ایک صلح نامہ ملتا ہے جس میں محسنہ والی ایلہ کا نام درج ہے غالباً یہی رعایتیں اور لوگوں کو بھی دی گئی ہوں وہ صلح نامہ جو والی ایلہ کو لکھا گیا تھا یہ ہے۔

((بسم الله الرحمن الرحيم هذا ائنة من الله و محمد النبي ﷺ ليحجة بن روية و اهل ايله شفقتهم و مبادرتهم في البر و البحر لهم ذمة الله و محمد النبي و من كان معهم من اهل الشام و اهل اليمن و اهل البحر فمن احدث منهم من اهل الشام و اهل اليمن و اهل البحر فمن احدث منهم حدثا فانه لا يحول ماله دون نفسه و انه لن اخذه من الناس و انه لا يحل ان يمتعوا ما يردونه ولا طريقا يردونه من بحر او بر))

”یعنی یہ اللہ کی اور محمد رسول اللہ کی طرف سے محسنہ بن رویہ کے لئے اور ایلہ والوں کے لئے امن نامہ ہے کہ ان کی کشتیاں اور قافلے خشکی اور تری میں اللہ کی اور اللہ کے رسول کی ذمہ داری میں ہیں اور ان کے ساتھی بھی جو شام، یمن اور سندری علاقہ کے ہیں۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی نئی بات پیدا کر دے تو اس کا مال اور اس کی جان کے دو میان حائل نہ ہوگا اور جو لے لے گا اسی کا ہے اور کسی کو یہ روا نہیں کہ انہیں دریا یا خشکی کے راستے سے روک دے۔“

بن سعید نے لکھا ہے کہ اکیدروالی دومۃ الجندل سے آنحضرت ﷺ نے دو ہزار اونٹ آٹھ سو گھوڑے چار سو زریں چار سو نیزے لے کر صلح کی تھی۔

سامنا کیا۔ اکیسویں روز وہاں سے کوچ کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے اثناءِ راہ میں اتنا تھوڑا سا پانی ملا جس سے ایک دو شخص کے سوا کسی اور کو میراب نہ کر سکتا تھا۔ لیکن آپ کی ممانعت کے باوجود منافقین میں سے دو شخصوں نے اس پانی کو صرف کیا۔ آپ ﷺ ان سے نہایت ناراض ہوئے اور باقی پانی میں اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔ اللہ جل شانہ نے آپ ﷺ کی دعا سے وہ پانی وافر کر دیا کہ کل لشکر کو کافی ہو گیا۔

منافقین کی مسجد کا انہدام جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تقریباً ایک ساعت کا راستہ رہ گیا ہوگا کہ آپ ﷺ نے مالک بن دحثم سالی و معن بن عدی غلی کو مسجد ضراراً کو منہدم کرنے کے لئے بھیجا۔ اس مسجد کو منافقین نے بنایا تھا جس وقت آپ غزوہ تبوک کے لئے جا رہے تھے۔ منافقین نے آ کر التجا کہ آپ اس مسجد میں نماز پڑھتے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت سفر میں ہوں اور ایک ضروری کام کے انجام دینے کو جا رہا ہوں واپسی کے بعد دیکھا جائے گا۔ پس واپسی کے وقت آپ کے حکم سے مالک و معن نے اس کو منہدم کر کے اس کے علمہ کو چلا دیا۔

منافقین اور سورہ برأت: اس غزوہ میں بنو سلمہ سے کعب بن مالک اور بنو عمرو بن عوف سے مرارة بن الریح اور ہلال بن امیہ بن واقف جلا تکہ صالحین صحابہ میں سے تھے شریک نہیں ہوئے اسی وجہ سے بحکم رسول اللہ ﷺ یہ پاس دن تک ان لوگوں سے نہ کوئی بولتا تھا اور نہ ان سے کوئی معاملہ کیا جاتا تھا یہاں تک کہ ان کی توبہ مقبول ہوئی وہ لوگ جو بلا کسی عذر کے اس غزوہ میں نہیں گئے تھے وہ تقریباً تیس آدمی تھے سورہ برأت میں بکثرت آیات ان منافقین کی بابت نازل ہوئی ہیں۔ یہ آخری غزوہ تھا جس میں بہ نفس نفیس آنحضرت ﷺ شریک ہوئے تھے۔

عروہ بن مسعود کی شہادت: جس وقت آنحضرت ﷺ طائف کا حصار چھوڑ کر جعرانہ سے مکہ تشریف لے آئے اور وہاں سے مدینہ تشریف لارہے تھے۔ اثناءِ راہ میں عروہ بن مسعود (طائف کے سردار) آ کر ملے اور نہایت سچائی سے ایمان لا کر آپ کی اجازت سے طائف والوں کو دعوتِ اسلام دینے کی غرض سے لوٹ گئے۔ واپسی کے بعد ایک روز جب کہ وہ اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہوئے اذان دے رہے تھے کسی شخص نے تیر مارا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ عروہ نے اپنے انتقال کے وقت اپنے خون کا قصاص لینے سے منع فرما دیا تھا اور یہ وصیت کی تھی کہ شہدائے مسلمین کی قبور میں دفن کیا جائے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے لڑکے ابوالح اور قارب بن الاسود بن مسعود مدینہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے۔

بنو ثقیف کی اطاعت: اگرچہ مالک بن عوف پہلے سے ثقیف پر سختی کر رہے تھے ان کی تجارت ان کی آمد و رفت بند کر رکھی تھی ان کے مویشیوں کو چھین لیتے تھے وقتِ ضرورت ان کے آدمیوں سے بیگار کراتے تھے لیکن اس کے باوجود ثقیف کے قلوب اسلام کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں کو غزوہ تبوک سے آنحضرت ﷺ کی واپسی کی خبر پہنچی اس

اصل یہ ہے کہ اس مسجد کو بارہ منافقین نے تل کر بنوایا تھا اس میں شیخہ کرا آنحضرت ﷺ کے خلاف مشورہ کرتے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کا منصوبہ بناتے تھے اس کا ذکر کلام پاک ربانی میں بھی کیا گیا ہے۔

وقت ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب عربوں کو آنحضرت ﷺ سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے اور نہ ہم ان کے مقابلہ پر جاسکتے ہیں لہذا انہوں نے عبد یلیل بن عمر بن عبید کو ہمت و ساجت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں امان طلب کرنے اور اظہار اسلام و بیعت کی غرض سے بھیجا چاہا۔ لیکن عبد یلیل کو عروہ کے خلاف توقع شہادت نے مدینہ کی طرف نہ جانے دیا جب تک کہ اس نے ان کے احلاف میں سے دو شخصوں اور تین آدمیوں کو ہموالک سے اپنے ہمراہ نہ لے لیا۔

عبد یلیل کی مشروط اطاعت: رمضان ۹ھ کو عبد یلیل اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بیعت و اظہار اسلام کی غرض سے مدینہ پہنچے آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو مسجد کے ایک قبہ میں ٹھہرایا۔ خالد بن سعید بن العاص ان سب کی طرف سے وکیل تھے۔ جب تک خالد نہ کھاتے عبد یلیل اور ان کے ہمراہی بھی نہ کھاتے انہوں نے آپ سے بذریعہ خالد بن سعید کے یہ تین امور پیش کئے۔ (۱) یہ کہ تین برس تک لات (بت کا نام ہے) نہ توڑا جائے اس خیال سے کہ ان کی عورتیں اور ان کی اولادیں اس کے زیادہ معتقد اور اس کی طرف زیادہ راغب ہیں یہاں تک کہ ان کو اسلام سے محبت پیدا ہو جائے۔ (۲) یہ کہ نماز معاف کر دی جائے۔ (۳) یہ کہ ان کے بت خود ان کے ہاتھوں سے نہ توڑائے جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان استدعاؤں کو سن کر پہلی استدعا سے قطعاً انکار فرمایا بلکہ اس سے ناراضگی ظاہر فرمائی دوسرے استدعا کی نسبت ارشاد فرمایا کہ ((لا غیر فی دین لا صلوة فیہ)) ”اس دین میں کوئی بہتری نہیں ہے جس میں نماز نہیں“۔ تیسری استدعا کی بابت فرمایا یہ ممکن ہے۔ عبد یلیل اور ان کے ہمراہیوں نے اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کی طرف سے آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی آپ نے ان پر سب سے کم بن عثمان بن ابی العاص کو حکمران مقرر فرمایا کیوں کہ یہ اوروں کی بہ نسبت زیادہ مذہبی امور دیکھنے اور قرآن پڑھنے کا شوق زیادہ رکھتے تھے۔

بت خانہ لات کا انہدام: انہیں لوگوں کے ہمراہ ابوسفیان بن حرب و مغیرہ بن شعبہ لات کے منہدم کرنے کو روانہ کئے گئے تھے لیکن ابوسفیان کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور مغیرہ نے پہنچ کر اپنے ہاتھ سے لات کو توڑ کر گرا دیا۔ بنو معتب دور سے حیرت و خوف کی آنکھوں سے اس ماجرے کو دیکھتے رہے اس اثناء میں ابوسفیان بھی آگئے جو کچھ خزائنہ بت خانہ میں مال و اسباب و زیورات تھے سب کو یکجا کر کے پہلے اس سے عروہ و اسود پر ان مسعود کا قرض ادا کیا گیا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ بعد ازاں باقی کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

۱۔ وہ دودادی جو احلاف لے گئے تھے یہ تھے (۱) حکم بن عمرو بن وہب (۲) خزیمہ بن عیال اور ہموالک سے یہ تین اشخاص عثمان بن ابی العاص و اس بن عوف و میز بن خرشہ تھے۔

باب : ۹

سنة الوفود

فتح مکہ کا قبائل عرب پر اثر: جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے فارغ ہوئے اور ثقیف مسلمان ہو گئے۔ تو عرب کے اطراف و جوانب سے بکثرت وفود آنے لگے تا آنکہ مؤرخین نے اس سنہ کو سنہ الوفود کے نام سے موسوم کر دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عرب دراصل عرب کے سب سے بڑے قبیلہ قریش کی اسلام سے مخالفت و موافقت کا انتظار کر رہے تھے اور بغور یہ دیکھ رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ اور قریش میں کیسی منشی ہے کیونکہ قریش تمام عرب کے سرداران کے ہادی ان کے بیت اللہ اور معبد کے مجاور شہر حرام کے حلال کرنے والے اور حلال کے حرام کرنے والے اور قوی و ملکی روایت کے اعتبار سے حضرت اسماعیل کی اولاد تھے عرب کا کوئی قبیلہ ان کی سرداری اور ہادی ہونے اور حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہونے سے انکار نہیں کر سکتا تھا چونکہ قریش آنحضرت ﷺ کی ممانعت پر کمر بستہ اور آپ سے لڑنے میں مستعد اور آپ کے دین کے صریح دشمن ہو گئے تھے اس وجہ سے تمام عرب میں ایک شور مچا ہوا تھا لیکن جب اللہ جل شانہ کی عنایت سے مکہ فتح ہوا اور قریش نے اسلام قبول کر لیا تو اس وقت عربوں کو معلوم ہو گیا کہ اب کسی میں آنحضرت ﷺ سے لڑنے کی طاقت نہیں اور نہ کوئی ان کی مخالفت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے عربوں کے گروہ کے گروہ فتح مکہ کے بعد آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:

﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ

اسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾

”جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے گی اور سب لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتا ہوا دیکھیں گے تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرنے لگیں اور استغفار کرنے لگیں۔ واقعی اللہ خوب توبہ قبول کرنے والا ہے۔“

بنو تمیم کا وفد: غزوہ تبوک کے بعد سب سے پہلے آنے والا وفد بنو تمیم کا تھا اس میں ان کے حسب ذیل رؤسا شامل تھے۔ عطار بن حاجب بن زرارہ بن عدس (بنو ارم مالک سے) وحات بن زید و اقرع بن حابس و زرقان بن بدر (بنو سعد سے) و قیس بن عامر و عمرو بن الاعم (یہ دونوں بنو مضر سے تھے و نعیم بن زید اور عیینہ بن حصن فزاری۔

اگرچہ اقرع وعینہ فتح مکہ و حصار طائف میں موجود تھے لیکن اس وقت بنو تمیم کے وفود کے ہمراہ شامل ہو کر آئے تھے۔ الغرض جیسے ہی یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے کہا: ((اخرج یا محمد)) ”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکلے“۔ آنحضرت ﷺ یہ آوازن کر باہر تشریف لائے لیکن ان کی اس سوء ادبی سے آزرہ ہوئے۔ بنو تمیم کے وفد نے کہا: ((جسنا نفاخرک بخطیننا و شاعرنا)) ”ہم اپنے خطیب و شاعر کے ساتھ فخر کرنے کو آئے ہیں“۔ آپ ﷺ نے ان کے

۱۔ عرب کا دستور تھا جس جہان کا وفد جاتا اس کے ہمراہ ایک خطیب (لیکچرر) اور ایک شاعر ہوتا تھا۔ چنانچہ اسی دستور کے موافق بنو تمیم کے وفد کے ہمراہ بھی خطیب و شاعر آئے۔ بنظر دلچسپی ناظرین بنو تمیم اور آنحضرت کے خطیبوں کے خطاب اور شاعروں کے ایک ایک شعر درج کئے جاتے ہیں۔ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ جب ان کے خطیب کو اجازت ہوئی تو ان میں سے عطارد بن حاجب کھڑے ہو کر کہنے لگے ((الحمد لله الذي له علينا الفضل و المن و هو اهل الذي جعلنا ملوكا و وهب لنا اموالا عظاما نفعل فيها المعروف و جعلنا اغراهل المشرق و اكثره عددا و ابسره عيلة فمن مثلنا في الناس السنا بروس الناس و اولى فقلهم فمن فاجر فافلعه و مثل عددنا و انا لو نشاء لا كثيرا الكلام و لكن نحيا من الكفار و انا الغرف بذلك اقول هذا الان تاتوا بمثل قولنا و امر الفضل من امرنا)) یعنی ”اللہ کا شکر ہے کہ جس کا ہم پر احسان و فضل ہے اور وہ اس کا اہل ہے اسی نے ہمیں بادشاہ بنایا اور بہت سامال دیا جس سے ہم ثیرات کرتے ہیں اور ہمیں اس نے معززین اہل مشرق سے بنایا اور تعداد میں زیادہ اور قوت میں زیادہ قوی بنایا ہم جیسا لوگوں میں کون ہے؟ کیا ہم سردار نہیں اور لوگوں میں افضل نہیں؟ اگر کوئی ہم پر فخر کرے تو اسے چاہئے کہ وہ ہماری طرح اپنی تعداد گنوائے اگر ہم چاہیں تو اس سے بھی زیادہ تقریر کر سکتے ہیں لیکن افراط و تفریط سے شرم آتی ہے۔ حالانکہ ہمیں سب کچھ معلوم ہے میں کہتا ہوں ہماری تقریر کی طرح کوئی تقریر پیش کرو اور ہمادے کارناموں سے افضل کوئی کارنامہ دکھاؤ“۔ اس قدر کہنے کے بعد بنو تمیم کا خطیب بیڑہ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ثابت بن قیس بن الشماس کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ((قم فاجب الرجال في خطبة)) یعنی ”اٹھ بیس اس شخص کے خطبہ کا جواب دے“ ثابت حکم پاتے ہی اٹھ کر گویا ہوئے ((الحمد لله الذي السموات و الارض خلقه قضى فيهن امرو و وسع كرويه علمه و لم يك و شي قط الا من فضله ثم كان من قدرته ان جعلنا ملوكا و اصطفى من خير خلقه رسولا اكرمه نسبا و اصدقاه حديثا و الفضله حسبا فانزل عليه كتابه و امنته على خلقه فكان خيرة الله من العالمين ثم دعا الناس الى اليمان به فامن برسول الله المهاجرون من قومه و ذور حمة الاكرم الناس حسبا و احسن الناس وجوها و خيز الناس فعلا ثم كان اول الخلق اجابة و استجابة الله حين دعاه رسول الله لحن فنحن انصار الله و وزراء رسوله نقاتل الناس حتى يومنوا بالله فمن امن بالله و رسوله منع منا ماله و دمه و من كفر جاهدناه في الله ابدا و كان قتله علينا يسيرا اقول هذا و استغفر الله لي و للمؤمنين و المومنات و السلام عليكم)) یعنی ”اے اللہ کا شکر ہے جس نے زمین و آسمان بنائے ان میں اپنا علم جاری کیا اللہ کا علم اس کی کرسی سے بھی زیادہ وسیع ہے اور ہر چیز اللہ کے فضل کا نتیجہ ہے اس نے اپنی قدرت سے ہمیں بادشاہ بنایا اور اپنی بہترین مخلوق میں سے ایک رسول چنا جس کا حسب و نسب اعلیٰ و افضل ہے اور جو امتیازی سچا ہے پھر اللہ نے آپ پر کتاب اتاری اور آپ کو لوگوں پر امین بنایا۔ آپ تمام دنیا والوں میں سب سے زیادہ نیک ہیں پھر آپ نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی اور آپ پر آپ کی قوم میں سے مہاجرین ایمان لائے۔ جو آپ کے عزیز بھی تھے یہ شریف انص سے اور اچھے کاموں کی شہرت میں بھی ممتاز تھے اور شاعرانہ کارنامے انجام دینے والے تھے پھر رحمت عالم کی دعوت پر ہم انصار سب سے پہلے لبیک کہنے والے تھے اس لئے ہم اللہ کے دین کے مددگار اور اللہ کے رسول کے وزیر ہیں اور لوگوں سے لڑتے رہیں گے۔ جب تک وہ اللہ پر ایمان نہ لائیں پھر جو اللہ پر ایمان لے آئے گا وہ ہم سے اپنا خون اور اپنا مال محفوظ کر لے گا اور جو کفر پر اڑے گا ہم اس سے ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے اور اس کا قتل ہم پر آسان ہوگا اللہ مجھے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے آمین و السلام۔“

اس خطبہ کے ختم ہونے پر ثابت بن قیس خطیب اسلام بیٹھ گئے اور زبیر بن عوف بنو تمیم اٹھ کر نصیہ پڑھنے لگا جس کا مطلع یہ تھا

نحن الكرام فلاحی معاولنا

من المملوك و فينا نصب البيع

خطیب کو اجازت دی۔ جب ان کا خطیب عطار خطبہ پڑھ چکا اور اس میں اپنے مفاخر بیان کر چکا تو ان کے شاعر زبرقان بن بدر اٹھا۔ اس نے اپنی قوم اور اپنے فخریہ اشعار پڑھے۔

بنو تمیم کا قبول اسلام: اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے بنو الحارث بن الخزرج سے ثابت بن قیس بن العنسان اور حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہما) کو بلایا۔ ان دونوں بزرگوں نے خطبہ و اشعار پڑھے جس کو سن کر بنو تمیم کے وفد دو گنگ ہو گئے اور بے ساختہ یہ کہہ اٹھے ((هذا الرجل هو مريد من الله خطيبه اخطب من خطيبنا و شاعره اشعر من شاعرنا و اصواتهم اعلى من اصواتنا)) یعنی ”ان کی اللہ تائید فرماتا ہے اور ان کا مقرر ہمارے مقرر سے اور شاعر ہمارے شاعر سے اچھا ہے“ اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے بلند ہیں۔

اس کے بعد ان لوگوں نے سر اطاعت جھکا دیے اور بطیب خاطر اسلام قبول کر لیا۔ آنحضرت ﷺ نے ابن کو معقول صلہ مرحمت فرمایا۔ آپ کی عادات حسنہ سے تھا کہ جب کوئی وفد آتا تھا اس کی آپ ﷺ عزت کرتے اور جب وہ رخصت ہونے لگتا تو اس کو صلہ مرحمت فرماتے تھے۔

ملوک حمیر کی اطاعت: تبوک سے واپسی کے بعد رمضان میں حمیر کے بادشاہ کا خط حارث بن عبد کلال و فہیم بن عبد کلال و نعمان کی معرفت آنحضرت ﷺ کے پاس بعض کہتے ہیں کہ ذی رعبین و ہمدان و معاذ لے کر آئے تھے اور زرعا بن ذی یزن

جہ یعنی ”ہم وہ شرفاء ہیں کہ کوئی قبیلہ ہمارے مقابلہ کا نہیں ہم میں بادشاہ بھی ہیں اور ہم میں عبادت خانے بھی بنائے جاتے ہیں“۔ اتفاق سے حسان اس وقت موجود نہ تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے شاعر بنو تمیم کے جواب دینے کو بلایا ہے تو اپنے مکان سے اشعار پڑھتے ہوئے نکلے جس کا مطلع یہ تھا

على الف راض من معدو راغم

منعنا رسول الله اذ حل وسطنا

یعنی ”ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے جب آپ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ مدافعت کی خواہ معبود والے راضی ہوں یا ناراض“ جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کے علم سے جواب دینے کو کھڑے ہوئے تو اپنے کلام کو اس شعر سے شروع کیا

قد يسوا سنة للناس تنبع

ان السوائب من فہر و اخونہم

یعنی ”نہر اور اس کے ہم مثل خاندان لوگوں کے لئے ایسی ستین جاری کر گئے جن کی چروئی کی جاتی ہے“ امین شام نے لکھا ہے کہ بعض اہل علم کا یہ خیال ہے کہ بنو تمیم کے شاعر نے میرے قصیدہ پڑھا تھا جس کا مطلع یہ تھا

اذا احتلوا عند احتصار المراسم

التي ناك كما يعلم الناس قبضنا

یعنی ”ہم آپ کے پاس آئے ہیں جب لوگ ایام حج میں مجلسوں میں جمع ہوتے ہیں تو انہیں ہماری فضیلت معلوم ہے“ اور حسان بن ثابت نے اس کا جواب دیا تھا۔ مطلع یہ تھا

هل المجد الا لسود العود والهدى

وجناء الملوک واحتمال العظام

یعنی ”بزرگی طاقت و ہدایت سے شاہانہ عزت و جاہ اور بڑے بڑے مضامین برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے“ بنو تمیم کے شاعر کے اشعار پہلی روایت کے اعتبار سے آٹھ اور دوسری روایت کے مطابق چار اور حسان بن ثابت کے اشعار اٹھارہ یا تھارہ روایت سابق اور پہلی روایت کے لحاظ سے گیارہ تھے۔

کافی سیرۃ ابن ہشام

کی طرف سے مالک بن مرہ الرہادی نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر ترکِ بت پرستی سے بیزارى اور اسلام کا اظہار کیا۔ آپ نے اس کے نام ایک خط لکھایا اور مخاذ ابن جبل کو اس کے قاصد مالک بن مرہ کے ہمراہ صدقات جمع کرنے اور ارکانِ دین سکھانے بھیجا۔ اس کے بعد عبد اللہ ابن ابی سلول مردار منافقین ذی قعدہ میں مر گیا اور آنحضرت ﷺ نے نجاشی کے انتقال کی خبر صحابہؓ کو دی کہ وہ ماور جب میں قبل غزوہ تبوک انتقال کر گیا۔

بہرا کا بنو البرکاء اور بنو فزارہ کے وفود انہیں ایام میں بہرا کا وفد (جس میں میرہ آدمی تھے) آیا مقتدا بن عمرو کے یہاں مقیم ہوا۔ دوسرے دن مقتدا بن عمرو ان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مسجد میں حاضر ہوئے ان لوگوں نے اسلام کا اظہار کیا آپ نے ان کو صلہ مرحمت فرمایا۔ وہ لوگ خوش ہو کر واپس ہوئے۔ پھر بنو البرکاء کا وفد (جس میں تین آدمی تھے) اور بنو آدمیوں کا بنو فزارہ کا وفد (جس میں خارجہ بن حصن اور ان کے برادر زادہ جر بن قیس تھے) اور طے سے عدی بن حاتم کا وفد یکے بعد دیگرے آئے اور اسلام لائے۔

بنتِ حاتم کی اسیری: عدی بن حاتم کے وفد کے آنے سے پیشتر قبل غزوہ تبوک آنحضرت ﷺ نے خود حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو بلاد طے کی طرف ایک سرید کا سردار مقرر کر کے بھیجا تھا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے بلاد طے کے قریب پہنچ کر ان پر شب خون مارا حاتم کی لڑکی کو قید کر لیا اور ان کے بت خانہ سے دو تلواروں پر قبضہ کر لیا جن کو حرث بن ابی ثمر نے چڑھایا تھا عدی اس شخص سے پہلے لشکر اسلام کی روانگی کی خبر سن کر شام میں بلاد قضاہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ وہاں اس کے ہم خیال وہم مذہب (یعنی نصاریٰ) بکثرت تھے پس جب حاتم کی لڑکی گرفتار ہو کر آئی اور حسب معمول خطیرہ (دروازہ مسجد کے سامنے جہاں پر کفار کی عورتیں اور بچے قید کئے جاتے تھے) میں قید کی گئی۔

بنتِ حاتم کی رہائی: آنحضرت ﷺ خطیرہ کی طرف سے گزرے تو اس وقت حاتم کی اس لڑکی نے رو کر کہا ”میرا باپ مر گیا جو سر پرست تھا وہ بھاگ گیا۔ مجھ پر احسان کیجئے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ احسان کرے گا۔“ آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا تیرا سر پرست کون تھا؟ لڑکی نے جواب دیا عدی ابن حاتم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا وہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بھاگا ہے لڑکی نے کہا ہاں۔ اسی قسم کے سوال و جواب دو روز متواتر ہوئے۔ تیسرے روز جب کہ وہ اپنی التجا کے پورا ہونے سے ناامید ہو گئی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ پر احسان کرتا ہوں اور تجھے بلا فدیہ چھوڑتا ہوں لیکن تو جانے میں غلط نہ کر تیری قوم کا کوئی شخص آجائے تو میں اس کے ہمراہ تجھے بھیجوں گا تا کہ تو آسانی کے ساتھ بھائی کے پاس پہنچ جائے۔ اتفاق سے اس واقعہ کے دوسرے روز چند لوگ اس کی قوم کے بنو قضاہ کے قافلے کے ہمراہ شام جا رہے تھے آپ ﷺ نے اس کو ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

عدی بن حاتم کا قبول اسلام: جس وقت اس سے اور عدی سے ملاقات ہوئی تھوڑی دیر تک مقدمہ مفارقت سے دونوں خاموش رہے۔ اس کے بعد عدی نے اپنی بہن سے اپنی بابت پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے۔ اس شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) سے ملوں یا اپنی بقیہ عمر خانہ بدوشی میں گزاروں۔ اس کی بہن نے کہا کہ وہ شخص ملنے کے قابل ہے نہایت خلیق اور اعلیٰ

درجہ کا محسن ہے۔ عدی اس کلام کے سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی طرف سے وفد کی شکل میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی انتہائی عزت کی اور اپنے ہمراہ اپنے دولت خانہ پر لے آئے۔ خود زمین پر بیٹھے اور مہمان کو گدے پر بیٹھایا، اثناءِ راہ میں ایک ضعیف عورت مل گئی جب تک وہ بات کرتی رہی آپ کھڑے رہے عدی بن حاتم کو اس خلق نے مسح کر لیا۔ اس کو اس بات کا پورا پورا یقین ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ برحق نبی ہیں۔ ظاہری بادشاہ نہیں ہیں پھر باتوں باتوں میں آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنی قوم کے ساتھ لڑائی پر جاتا ہے اور ان سے مباح (مال غنیمت سے چوتھائی) لیتا ہے عدی بن حاتم نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ”یہ تیرے دین میں ناجائز ہے عدی بن حاتم یہ سن کر متعجب ہو گیا اور اس کو آپ کی نبوت کا اور زیادہ وثوق ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ شاید تم کو اس دین میں داخل ہونے سے ان کی محتاجی مانع ہوگی کیونکہ تم دیکھتے ہو کہ ان کی حاجتیں بہت ہیں اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ عنقریب اللہ جل شانہ ان کو اس قدر مال دے گا کہ یہ کسی کو مال دینا چاہیں گے تو کوئی لینے والا نظر نہ آئے گا اور پھر تم کو اس دین میں یہ امر بھی داخل ہونے سے روکے گا کہ یہ لوگ تعداد میں کم ہیں اور ان کے دشمن بکثرت ہیں۔ بخدا اس میں تم ذرہ بھر بھی شک نہ کرو کہ تم عنقریب یہ سنو گے کہ ایک عورت قادسیہ سے اپنے اونٹ پر سوار بے خوف و خطر اس مکان کی زیارت کو آئے گی اور شاید تمہیں اس دین کے قبول کرنے میں خیال بھی مانع ہوگا کہ حکومت و سلطنت دوسری قوموں کے قبضہ میں ہے لیکن تم یقین رکھو کہ عنقریب یہ لوگ بائبل کا شاعری محل فتح کر لیں گے اور مشرق سے مغرب تک ان کی حکومت پھیل جائے گی۔ عدی بن حاتم خاموش بیٹھا ہوا یہ سب باتیں سنتا رہا جب آنحضرت ﷺ کا سلسلہ کلام منقطع ہوا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اسلام قبول کر کے اپنی قوم میں واپس آیا۔

حج اور اعلانِ براءت: اس کے بعد اللہ جل شانہ نے اپنے نبی برحق ﷺ پر چالیس آیتیں اول سورۃ براءت کی نازل فرمائیں جن میں اس معاہدے میں ترمیم کرنے کا بیان تھا۔ جو آپ کے اور مشرکین کے درمیان بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکنے کی بابت ہوا تھا۔ جس میں یہ احکام تھے کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور بیت اللہ کا طواف نہ کریں اور جس سے آنحضرت ﷺ نے کوئی عہد کیا ہے وہ اس کی مدت تک پورا کر دیا جائے اور ان لوگوں کے لئے جن کے ساتھ عہد نہیں کیا گیا یوم النحر (بقرعید سے چار روز بعد) سے چار ہجینہ تک کی مدت مقرر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایام حج میں ابوبکر صدیق کو امیر مقرر کر کے ان آیات کے ساتھ روانہ کیا جن کا اوپر ذکر ہو چکا۔ جب یہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت علی ابن ابی طالب کو آپ نے بھیجا۔ حضرت علی نے حضرت صدیق سے ان آیات کو لے لیا۔

۱۔ سورۃ براءت اور حضرت علی کے متعلق مختلف آراء ابن خلدون وابن اثیر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو آیات سورۃ براءت دے کر ایام حج میں بھیجا تھا مگر جس وقت یہ ذوالحلیفہ میں پہنچے۔ تو آپ نے حضرت علی ابن ابی طالب کو بھیجا اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے سورۃ براءت کی آیات لے لیں اور حضرت ابوبکر خائف ہو کر مدینہ واپس آئے پھر وہاں علی

سورۃ براءت اور حضرت علیؓ ابو بکر اس خیال و خوف سے کہ شاید کوئی آیت ان کی بابت نازل ہوئی ہوگی۔ واپس آئے اور آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی آیت تمہارے حق میں نازل نہیں ہوئی۔ لیکن ان آیات کو کوئی غیر شخص مشرکین تک نہیں پہنچا سکتا، سوائے میرے یا میرے خاندان والوں کے۔ پس حضرت ابو بکر صدیقؓ حج کرانے پر

حجہ سے حسب علم آنحضرت ﷺ امیر حج ہو کر گئے لیکن کتب سیر سے اس کی شہادت کافی نہیں تھی۔ میرۃ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۹ھ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر حج مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ مسلمانوں کو لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے اور سورۃ براءت کی آیات کو اس عہد نامہ میں تحریم کی بابت نازل ہوئیں جو آنحضرت ﷺ اور مشرکین میں ہوا تھا کہ کوئی شخص بیت اللہ کی زیارت سے نذر و کا جائے۔ یہ کہ شہر حرام میں لڑائی نہ کی جائے یہ کہ مشرکین اور مسلمانوں میں یہ معاہدہ عام سمجھا جائے۔

ابو جعفر محمد بن علیؓ کی روایت اس کے بعد سورۃ براءت کی آیات بالتفصیل لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق نے یہ کہا ہے کہ مجھ سے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنف نے ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب براءت کی آیات آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئیں اور اس سے خوشتر حضرت ابو بکر صدیقؓ بغرض ادائے حج امیر حج ہو کر روانہ ہو گئے تھے لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی معرفت اس کو آپ نے بھیج دیا ہوتا آپ نے فرمایا اسی کو کوئی شخص میرے یا میرے خاندان والوں سے نہیں پہنچا سکتا ہے یہ کہہ کر آپ نے علیؓ ابن ابی طالبؓ کو بلا کر فرمایا کہ لو ان آیات کو لے کر جاؤ اور جس وقت لوگ یوم النحر منیٰ میں جمع ہوں تو ان آیات کو سنا کر کہہ دینا کہ جنت میں کوئی کافر نہیں داخل ہو سکے گا اور اس سال کے بعد سے کوئی مشرک حج نہ کرنے پائے گا اور بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر نہ کریں اور جس کا جو عہد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے وہ اپنی مدت تک پورا کیا جائے گا بعد انقضائے معیاد اللہ و رسولی کے عہد سے وہ بری ہے۔

چنانچہ حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ آنحضرت ﷺ کے ناقد پر سوار ہو کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ تک پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کو آتے ہوئے دیکھ کر دریافت کیا تم امیر ہو یا مامور؟ حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ نے کہا مامور اس کے بعد دونوں آدمی ساتھ ساتھ گئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ نے یوم النحر کھڑے ہو کر آیات براءت سنا کر جو پیام آنحضرت ﷺ نے بھیجا تھا علیؓ الاعلان کہہ دیا۔

ابن قیم جوزیؒ ابن قیم جوزی دمشقی نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ بعد واپسی غزوہ تبوک بقیہ رمضان و شوال ذی القعد آنحضرت ﷺ مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مسلمانوں کے ہمراہ امیر مقرر کر کے حج کرنے کے لئے روانہ فرمایا ابن سعد نے کہا کہ ابو بکر صدیقؓ تین سو مسلمانوں اور بیس قربانی کے جانوروں کو لے کر روانہ ہوئے جو آنحضرت ﷺ کی طرف سے تھے اور پانچ انہوں نے اپنی طرف سے لئے ان کی روانگی کے بعد سورۃ براءت کی آیات نازل ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان آیات کو سنانے کے لئے علیؓ ابن ابی طالبؓ کو روانہ کیا حضرت ابو بکر صدیقؓ جس وقت عرج یا بروایت ابن عاکم کو یا بروایت مشہور ذوالخلفہ میں تھے حضرت ابن ابی طالبؓ پہنچے حضرت ابو بکرؓ نے ان کو دیکھ کر دریافت فرمایا تم امیر ہو یا مامور؟ رت علیؓ نے جواب دیا مامور ہوں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے دریافت فرمایا (استعملکم رسول اللہ علی الخیر) ”تم لو رسول اللہ نے حج کا امیر بنایا ہے۔“ ((قال علی لا ولكن بعثني اقراہ براءۃ علی الناس و ابذل الی کل ذی عہد عہدہ)) یعنی ”حضرت علیؓ نے کہا نہیں لیکن آپ نے مجھے لوگوں کو براءت کی آیتیں سنانے کے لئے ہر ایک حلیف کے سامنے اس کے عہد چھیک دینے کے لئے بھیجا ہے۔“ اس کے بعد پھر حضرت ابو بکر علی رضی اللہ عنہما مکہ گئے حضرت ابو بکرؓ نے حج کیا اور کرایا اور علیؓ نے یوم النحر کو کھڑے ہو کر سورۃ براءت کی آیات پڑھ کر کہا ”اے لوگو جنت میں کوئی کافر نہیں جائے گا اس سال کے بعد مشرکین حج نہ کرنے پائیں گے اور بیت اللہ کا برہنہ ہو کر کوئی طواف نہ کرنے پائے گا اور جس کا جو عہد آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے وہ اپنی مدت تک پورا کیا جائے گا۔ اصل واقعہ اس بیان سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ محض امیر حج ہو کر روانہ ہو گئے تھے اس کے بعد حضرت علیؓ سورۃ براءت کی آیات سنانے اور پیام رسائی کی غرض سے بھیجے گئے اور یہ کہ حضرت علیؓ سے ملنے کے بعد حضرت ابو بکرؓ مدینہ نہیں آئے بلکہ وہیں ان سے جو دریافت کرنا ضروری تھا دریافت کر لیا اور دونوں بزرگ ساتھ ساتھ مکہ گئے اور اپنے اپنے مہجی کاموں کو انجام دیا۔ مورخین کو اس واقعہ میں ان الفاظ ((ثم اودف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن ابی بکر بن علی بن ابی طالب فامره ان یؤذن فبراءۃ))

اور حضرت علیؑ سوره براءت کی آیات سنائے پر مامور ہوئے۔ چنانچہ ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے قریب عقبہ یوم النحر کھڑے ہو کر سوره براءت کی آیات پڑھ کر لوگوں کو سنا دیا۔

ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام: طبری نے لکھا ہے کہ اس سنہ میں آیہ ﴿عُذِّمْنَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ﴾ ”اے ان کے مال سے صدقہ طاہر کر ان کو اور پاک کر ان کو“ نازل ہوئی۔ جس سے مسلمانوں پر صدقات فرض ہوئے اور ثعلبہ بن سعد اور قضاہ سے سعد ندیم کے وفد آئے اور بنو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو وفد مقرر کر کے بھیجا، آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں سے اسلام کی بیعت لی اور توحید، صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، صدقہ کی علیحدہ علیحدہ تعلیم فرمائی۔ ضمام بن ثعلبہ نے کہا ہے شک میں ان فرائض کو ادا کروں گا اور جس سے آپؐ نے مجھے منع فرمایا ہے اس سے احتراز کروں گا اور بخدا اس سے زیادہ نہ کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا۔ جب یہ خدمت اقدس سے واپس ہوئے تو فرمایا آپؐ نے ”کہ اگر اس شخص نے جیسا کہ وعدہ کیا ہے عمل کیا تو سیدہ جنت میں داخل ہوگا۔“ مورخین نے لکھا ہے کہ ضمام بن ثعلبہ جس وقت اپنی قوم میں پہنچے اسی وقت ان کی قوم نے بالاتفاق اسلام قبول کر لیا اور جمہور کا یہ خیال ہے کہ ضمام بن ثعلبہ ۱۵ھ میں آئے تھے یہ واقعات ۹ھ کو تمام کر دیئے ہیں اور اس کے بعد ۱۰ھ کا دور شروع ہوتا ہے۔

اہل نجران کا قبول اسلام: ۱۰ھ (مطابق ۶۳۱ء) کے ماہ ربیع الثانی یا جمادی الاول میں آنحضرت ﷺ نے خالد بن الولید کو ایک سرے کا سردار مقرر کر کے نجران اور اس کے اطراف و جوانب کی طرف روانہ فرمایا۔ اس سرے میں چار سو صحابی تھے۔ آپ ﷺ نے خالد بن الولید کو سمجھا دیا تھا کہ پہلے بنو حارث بن کعب کو دعوت اسلام تین بار دینا اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کو دین و مذہب کی تعلیم کرنا ورنہ ان سے لڑنا۔ لیکن جس وقت خالد بن الولید نجران پہنچے اور دعوت اسلام دی۔ لوگوں نے فوراً بے چوں و چرا سمعاً و طاعتاً اسلام قبول کر لیا۔ خالد بن الولید نے ایک اطلاعی خط سے اس واقعہ کو آنحضرت ﷺ سے عرض کیا چنانچہ آپؐ کی تحریر کے موافق بنو حارث بن کعب وفد کے ہمراہ مدینہ آ گئے بنو حارث بن کعب کے وفد میں قیس بن الحسین ذوالقصبہ و یزید بن عبد المداہن و یزید بن الحجل و عبد اللہ بن قراذہ و یزید بن عبد اللہ الضبابی و عمرو ابن عبد اللہ الضبابی تھے۔

آنحضرت ﷺ نے ان کی نہایت عزت و تعظیم کی اور ان سے دریافت کیا کہ تم لوگ جاہلیت میں اپنے دشمنوں میں کس وجہ سے غالب ہوتے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ”ہم لوگ آپس میں جو کام کرتے تھے متفق ہو کر کرتے تھے اتفاق کو

جہاں یعنی پھر نبی ﷺ نے ابوبکرؓ کے پیچھے علیؑ ابن ابی طالبؑ کو بھیجا اور انہیں لوگوں کو سوره براءت سنانے کا حکم دیا اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کو آیات براءت دے کر بھیجا اس کے بعد حضرت علیؑ کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور ان کو اس کے سنائے کا حکم دیا حالانکہ یہ واقعہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے حضرت علیؑ کو اس غرض سے بھیجا کہ وہ لوگوں کو سوره براءت کی آیات سنا دیں حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے کی غرض اور علیؑ کے پیچھے کی غرض اور اولاً تو مورخین کی فاش غلطی دوسرے نامی سے یہ اعتراض کرنا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو پیام رسائی کے قابل نہ سمجھ کر حضرت علیؑ کو مامور کیا یا بچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ واللہ اعلم

پاس نہ آنے دیتے تھے اور جب مظفر ہوتے تھے تو کسی پر ظلم نہ کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ تم سچ کہتے ہو ہمیشہ اتفاق سے کام لینا، اتفاق سے استرازا کرنا شروع ماہ ذی قعدہ ۶ھ میں جس وقت یہ لوگ مدینہ سے نجران واپس ہوئے۔ آپ نے قیس بن الحصین کو ان کا سردار مقرر فرمایا اور ان کے پیچھے عمرو بن حزم بخاری کو فرائض و سنن کی تعلیم کی غرض سے نجران کا عامل بنا کر روانہ کیا اور ایک فرمان لکھ کر انہیں عنایت فرمایا جس کا اہل سیر نے ذکر کیا ہے اور فقہاء نے اپنے استدلال میں اس پر اعتماد کیا۔ وہ ہذا

فرمان نبوی ﷺ:

((بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا كِتَابُ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ عَهْدَ امْنِ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ ﷺ بِعَمْرٍو بِنِ حِزْمِ بْنِ حِزْمٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ أَمْرَهُ بِتَقْوَى اللَّهِ فِي آخِرِهِ كُلِّهِ فَلَنْ اللَّهُ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ))

”بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ اے ایمان والو! اپنے عہد کو پورا کرو۔ رحمت عالم کا عمرو بن حزم کو جب کہ انہیں آپ نے یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تھا یہ عہد نامہ دیا تھا اس میں آپ نے انہیں حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ان کے تمام کاموں میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اللہ ان کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور ان کے ساتھ بھی جو احسان کرنے والے ہیں۔“

عمرو بن حزم کو ارشادات نبویؐ: اس فرمان کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے عمرو بن حزم بخاری کو روانگی کے وقت یہ نصیحتیں فرمائی تھیں کہ ہمیشہ حق پر چلنا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے اور لوگوں کو نیکی کے کرنے کا حکم دینا اور قرآن کی تعلیم دینا اور اس کے معانی کے سمجھنے کا طریقہ بتلانا اور لوگوں کو منع کرنا کہ کوئی شخص قرآن کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ وہ طاہر نہ ہو جائے اور عام طور سے ان کے نفع و نقصان سے مطلع کرتے رہنا، راہ راست پر چلنے کی صورت میں لوگوں سے نرمی کرنا اور کج روی کی حالت میں ان پر سختی کرنا کیونکہ اللہ جل شانہ نے ظلم کو حرام کیا ہے اور ظلم کرنے سے روکا ہے (جیسا کہ اپنے کلام پاک میں ﴿إِنَّ الْعَذَابَ لِلْظَّالِمِينَ﴾ یعنی ”کان کھول کر سن لو ظالموں پر اللہ کی پھینکا رہے“ اور لوگوں کو جنت کی بشارت دینا اور اس کے ملنے کے اعمال بتلانا اور دوزخ سے ڈرانا۔ نیز اس سے بچنے کی تدبیر سکھانا، لوگوں کو ملائے رکھنا تا کہ اشاعت دین ہو اور لوگ بہ رضا و رغبت دین اسلام قبول کریں۔ حج و عمرہ کے فرائض و سنن اور جس کا اللہ جل شانہ نے حج و عمرہ میں حکم دیا ہے اس کو بتلانا نماز کی تعلیم کرنا اس طرح پر کہ کوئی شخص ایک کپڑا اچھوتا پشت پر ڈال کر نماز نہ پڑھے مگر یہ کہ وہ اس قدر بڑا ہو کہ اس کے دونوں کنارے دونوں مونڈھوں کو ڈھانک لیں اور کوئی شخص آسمان کے نیچے اپنی شرم گاہ کو نہ کھولے رکھے اور اپنے سر کے بالوں کو جب کہ وہ بڑھائے جائیں نہ کٹائے اور صرف اللہ جل شانہ سے دعا کی جائے اور اسی سے مدد مانگی جائے کوئی شخص اپنے ہم جنس مخلوقات سے دعا نہ مانگے اور جو شخص اس سے باز نہ آئے اور اللہ جل شانہ کی طرف رجوع نہ کرے تو اس پر سختی کرنی چاہئے، یہاں تک کہ اللہ جل شانہ ذکرہ سے دعا مانگے اور لوگوں کو وضو پورا کرنے اور وقت پر نماز پڑھنے رکوع و سجود کو پورے اطمینان سے کرنے کی تعلیم دینا اور ہمیشہ نماز صلیح ثلاث (آخر شب کی اندھیری) میں اور ظہر بعد

زوال آفتاب اور نماز عصر جس وقت سایہ اصلی سایہ سے بڑھ جائے اور مغرب رات کے آتے ہی (اس میں اس قدر تاخیر نہ کی جائے کہ ستارے نکل آئیں) اور عشاء اول ٹکٹ شب میں پڑھنا اور تعلیم دینا اور جمعہ میں بعد اذان کل کارہ بار چھوڑ کر مسجد جانے اور غسل کرنے کا حکم دینا۔ مؤمنین سے خمس و صدقہ و زکوٰۃ لینا جو یہودی یا عیسائی سچے دل سے ایمان لائے اور دین اسلام قبول کرے اس کے حقوق وہی ہوں گے جو اور مسلمانوں کے لئے ہیں اور جو یہودی و نصرانی یا اور کسی مذہب کا پابند ہو مرد ہو یا عورت ہو، حرم ہو یا غلام اس سے جزیہ ایک دینار یا اس کے عوض کپڑا وغیرہ لینا۔ پس جو شخص اس کے دینے سے انکار کرے گا وہ

اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور کل مؤمنین کا دشمن ہے۔ انتھی صلوات اللہ علی محمد و آلہ اصحابہ اجمعین

غسان کا وفد: پھر اسی سال کے ماہ رمضان میں غسان کا وفد آیا جس میں تین آدمی تھے۔ ان لوگوں نے بھی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بطیب خاطر اسلام قبول کیا اور اپنی قوم میں لوٹ کر گئے۔ چونکہ ان کی قوم نے اسلام قبول نہ کیا اس وجہ سے ان لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپایا۔ یہاں تک کہ ان میں سے دو بحالت اسلام مر گئے اور ایک ابو عبیدہ عامر سے یرموک میں ملے تھے۔ انہوں نے اپنے اسلام سے ان کو مطلع کیا تھا اسی مہینہ میں بنو عامر کا بھی دس آدمیوں کا وفد آیا اور اسلام قبول کیا۔ ضروریات دین سکھ کر اپنی قوم میں واپس گیا۔

سلامان اور ازد کے وفد: شوال میں سلامان کا سات آدمیوں کا وفد آیا جس میں ان کے سردار حبیب بن عمرو بھی تھے۔ یہ اسلام لائے اور فراتس و سنن کی تعلیم پا کر واپس بھی گئے انہیں ایام میں ازد کا دس آدمیوں کا وفد آیا جس میں سرد بن عبد اللہ ازدی بھی تھے۔ فردہ بن عمرو کے یہاں یہ سب مقیم ہوئے۔ اگلے دن آنحضرت ﷺ کی خدمت باہرکات میں حاضر ہو کر مشرف بالا سلام ہوئے۔ آپ نے ازد کے مسلمانوں کا سرد بن عبد اللہ کو امیر بنایا اور ان کے گرد و نواح کے مشرکین پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔

جرش کا محاصرہ: چنانچہ واپسی کے بعد سرد بن عبد اللہ نے جرش کا محاصرہ کر لیا اس وقت جرش میں کچھ لوگ خشم اور یمن کے چند قبائل آباد تھے شہر بھی محفوظ تھا۔ علاوہ اس کے اہل یمن بھی مسلمانوں کے حملہ کی خبر سن کر اس کی مدد کو آ گئے۔ ایک مہینہ تک سرد نے جرش کو محاصرہ میں رکھا۔ جب فتح ہوتا نہ دکھائی دیا تو سرد محاصرہ چھوڑ کر پیچھے ہٹے۔ اہل جرش نے سرد کے پیچھے ہٹنے کو پسپائی خیال کر کے ان کا تعاقب کیا۔ جبل شکر میں پہنچ کر سرد نے قدم جمادینے اور صف آرائی کر کے جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ اہل جرش کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اس سے جو بیشتر اہل جرش نے دو افراد کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر آپ کے حالات دریافت کئے اور دیکھنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ آپ نے ان لوگوں کو واقعہ جبل شکر اسی دن بتلایا جس روز وہ واقعہ ہوا تھا۔ پھر جب وہ لوگ اپنی قوم میں آئے اور آپ کے حالات ان سے سنے تو وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

۱۔ واقدی نے لکھا ہے کہ حبیب بن عمرو نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ افضل الاعمال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز کا پڑھنا۔ واللہ اعلم

ہمدان کا وفد: اسی سنہ میں ہمدان ایمان لائے۔ ان کے وفد حضرت علی ابن ابی طالب کے ہمراہ حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ واقعہ اس کا اس طرح پر ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولیدؓ کو یمن کی طرف بغرض دعوت اسلام روانہ کیا تھا۔ یہ چھ مہینہ تک وہاں ٹھہرے ہوئے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، لیکن کسی نے قبول نہ کیا۔ تب آنحضرت ﷺ نے حضرت علی ابن ابی طالب کو روانہ کیا اور فرمایا کہ خالد بن الولید کو واپس کر دینا۔ حضرت علیؓ نے مقامات یمن میں پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا پہلے ان کو اللہ جل شانہ کے عذاب و عتاب سے ڈرایا اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا فرمان والا شان پڑھ کر سنایا۔ یہ افضال الہی کل ہمدان نے اسی دن اسلام قبول کیا آپ نے اللہ جل شانہ کی بارگاہ عالی میں سجدہ شکر ادا کیا اور تین بار السلام علی ہمدان فرمایا اس کے بعد اہل یمن جوق در جوق مسلمان ہونے لگے اور ان کے قبائل کے وفد بھی بکثرت آنے لگے۔

وفد ملوک کندہ: اسی سال فردہ بن مسیک مرادی ان کے ہمراہ مراد کا وفد ملوک کندہ سے علیحدہ ہو کر آیا اور اسلام قبول کر کے سعد بن عبادہ کے یہاں بغرض تعلیم قرآن و فرائض اسلام ٹھہرا رہا۔ واپسی کے وقت آپ نے فردہ بن مسیک مرادی کو مراد و زبید و مزنج کا عامل مقرر فرمایا اور حضرت خالد بن سعید بن العاص کو ان کے ہمراہ صدقات وصول کرنے بھیجا چنانچہ خالد آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت تک اسی کام میں مامور رہے۔ اس کے بعد عمرو بن معدیکرب زبیدی نے قیس بن کشوح مرادی سے آنحضرت ﷺ کے پاس چلنے کے لئے کہا۔ جب قیس نے انکار کیا تو عمرو بن معدیکرب زبید کا وفد ہو کر حاضر ہوا اسلام لا کر اپنی قوم میں واپس گیا لیکن آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد مرتد ہو گیا۔

عبد قیس کا وفد: اسی سنہ میں عبد قیس کا وفد آیا جس میں جارد بن عمرو سردار تھا۔ اس قبیلہ کے کل چھوٹے بڑے عیسائی مذہب رکھتے تھے لیکن واپسی کے بعد قبیلہ جارد بن عمرو سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے اور وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کے مندر بن نعمان بن المنذر معروف بہ عمرو کے ساتھ مرتد ہو گئے۔ مگر جارد بن عمرو بدستور اپنے اسلام پر ثابت قدم رہے اور نہایت استقلال سے باوجود اپنی قوم کے عداوت کے ادا امر (احکام) کی پابندی اور نواہی (وہ باتیں جن کا ذکر شرع میں منع ہے) سے احتراز کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا انتقال عبد قیس کی واپسی سے پہلے ہو گیا۔

علاء بن الحضرمی کی امارت: بحرین پر تقرری: فتح مکہ سے پیشتر آنحضرت ﷺ نے علاء بن الحضرمی کو مندر بن سادی العبدی کی طرف بھیج دیا کہ مندر بن سادی کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے اور نہایت خوبی سے اپنی اسلامی زندگی گزاری۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات کے بعد قبل ردت الی بحرین ان کا انتقال ہوا۔ علاء بن الحضرمی آنحضرت ﷺ کی طرف سے بحرین کے امیر مقرر کئے گئے تھے اور ان سے پاس رہتے تھے۔

بنو حنیفہ کا وفد: اسی سنہ میں بنو حنیفہ کا وفد آیا جس میں مسیلہ بن حبیب کذاب اور جبال بن عصفوہ اور طلق بن علی بن قیس اور سلمان بن حظلہ ان کا سردار تھا۔ ان لوگوں نے مدینہ میں پہنچ کر اسلام قبول کیا۔ چند روز ٹھہرے ہوئے ابی ابن کعب سے قرآن پڑھتے رہے۔ رجال و طلق وغیرہ اکثر خدمت اقدس میں آتے تھے اور مسیلہ اپنے قیام پر باجائز

آنحضرت ﷺ بعض حفاظت اسباب رہتا۔ جب یہ سب بھانہ واپس آئے تو مسئلہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ طلق نے اس امر کی شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا شریک بنالیا ہے اکثر آدمی اس فتنہ میں پھنس گئے جو کدہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

کندہ کا وفد: اسی سنہ میں تقریباً دس آدمیوں کا کندہ کا وفد جن کا سردار اشعث بن قیس تھا آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کندہ کے وفد میں ساٹھ اور بعض کہتے ہیں اسی آدمی تھے۔ یہ لوگ ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے اسلام لانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کو ریشمی کپڑے پہننے کی ممانعت فرمادی۔ اشعث نے اثناءِ راہ کلام میں آپ سے عرض کیا ((حسن بنو اکل المرار و انت ابن اکل المرار)) یعنی ”ہم لوگ آکل المرار کی اولاد ہیں اور تم بھی آکل المرار کے لڑکے ہو یعنی ہم اور تم ایک خاندان کے ہیں“ آنحضرت ﷺ نے یہ کلام سن کر نفی کر فرمایا نہیں! ہم نصر ابن کنانہ کی اولاد ہیں نہ تو ہم اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں نہ اپنے باپ سے انکار کرتے ہیں۔ عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن الحارث نے اپنے آپ کو اس سے منسوب کیا ہے یہ دونوں آدمی تجارت پیشہ تھے۔ جب اطراف و جوانب عرب میں جاتے تھے۔ تو اپنے آپ کو بنو آکل المرار بتاتے تھے اس وجہ سے کہ ان کے جد کلاب بن مرہ کی ماں کندہ میں سے تھی ”چونکہ بنو آکل المرار کندہ کا شاہی خاندان تھا اس لحاظ سے بنظر قحار عباس و ربیعہ اپنے مادری سلسلہ کے خیال سے آکل المرار کی طرف منسوب کرتے تھے“۔ واللہ اعلم

وائل بن حجر کا وفد: اسی زمانہ میں کنانہ کے وفد کے ساتھ حضرموت کا بھی وفد آیا۔ یہ لوگ دلیعہ کی نسل سے ہیں۔ ان کے سردار جند و جوس و شرح بھی آئے ہوئے تھے۔ سب نے بخوشی خاطر اسلام قبول کیا اور وائل بن حجر بھی انہیں پیام میں حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کے آنے کی خوشی میں صلوٰۃ جامعہ کی نداء لو کر نماز شکر یہ ادا کی۔ معاویہ کو حکم دیا کہ وائل ابن حجر کو قبائیں لے جا کر ٹھہرائیں۔ وائل بن حجر سوار تھے اور معاویہ پیادہ۔

وائل بن حجر اور حضرت معاویہ: معاویہ نے اثناءِ راہ میں کہا کہ تم مجھ کو اپنی جوتیاں دے دو تاکہ زمین کی گرمی سے میرے پاؤں محفوظ رہیں۔ وائل نے کہا میں اس کو تمہیں نہیں پہنانا چاہتا کیونکہ میں اس کو یمن چکا ہوں۔ اس پر معاویہ نے کہا اچھا تم اپنے پیچھے مجھے بٹھاؤ۔ وائل نے جواب دیا کہ تم لوگ کے ارادف (پیچھے بیٹھنے والوں میں) سے نہیں ہو پھر معاویہ نے کہا کہ زمین کی خوشی نے میرے پاؤں جلادئے۔ وائل یہ سن کر بول اٹھے ((اسن فی ظل ناقصی کھاک مد شولاً)) یعنی ”تو میرے ناکہ کے سایہ میں چل جتھے یہی شرف کافی ہے“۔ بیان کیا جاتا ہے کہ زمانہ خلافت معاویہ میں وائل ان کے پاس بھی وفد لے کر گئے تھے انہوں نے بھی ان کی عزت کی تھی۔

مذحج و محارب کے وفد: اسی سنہ میں محارب کے دس آدمیوں کا اور مذحج سے الہا کے پندرہ آدمیوں کا وفد آیا اور مسلمان ہو کر انہوں نے قرآن پڑھا اور فرائض اسلام کی تعلیم لے کر اپنی قوم میں واپس گیا پھر اسی قوم کے چند لوگ خدمت اقدس میں آئے اور آپ کے ساتھ انہوں نے حج ادا کیا۔

نجران کا وفد اسی سنہ میں نصاریٰ نجران کا وفد حضرت موت سے آیا جس میں ستر سردار اور ان کا سردار عاقب عبدالمسح (کنڈہ سے) اور ان کا اسقف ابو حارثہ (بکر بن وائل) اور سید ابہم تھا ان لوگوں نے مسجد نبوی میں داخل ہو کر دینی امور پر بحث و مباحثہ شروع کیا۔ اسی اثناء میں سورہ آل عمران کے شروع کی آیات اور آیہ مباہلہ نازل ہوئی۔ نصرانیان نجران نے مباہلہ کرنے سے گزیر کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی استدعا کی بہو جب ان سے صلح کر لی اور ہزار حلقہ صغیر اور ہزار زر جب میں اور چند زر ہیں اور نیزے اور گھوڑے بطور جزیہ ان پر مقرر فرمایا۔ ابو عبیدہ بن الجراح کو ان کا عامل مقرر کر کے ان کے ہمراہ روانہ کیا اس کے بعد عاقب و سید آئے اور مسلمان ہوئے۔

وفد حضرت موت اسی سنہ میں صف کا وفد حضرت موت سے آیا جس میں تقریباً دس آدمی تھے ان سب نے بطریق خاطر اسلام قبول کیا فرائض اسلام اور اوقات نماز سیکھ کر واپس گئے یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

عجس کا وفد اسی سنہ میں عجس کا وفد آیا ابن کلبی کہتے ہیں کہ ان میں صرف ایک شخص وفد لے کر آیا تھا اور مسلمان ہو کر جس وقت واپس جا رہا تھا۔ اثناء راہ میں انتقال ہو گیا۔ طبری کہتے ہیں کہ عدی بن حاتم بھی اسی سنہ کے ماہ شعبان میں وفد لے کر آیا تھا۔ واللہ اعلم

خولان کا وفد اسی سنہ میں خولان کا دس آدمیوں کا وفد آیا۔ سب نے اسلام قبول کیا اور اپنے بت کو توڑ ڈالا اور اس سے بیشتر زمانہ صلح حدیبیہ میں قتل خیر رفاعہ بن زید ضعی قبیلہ جذام سے وفد لے کر آئے اور ایک غلام بطور ہدیہ پیش کیا۔ جب یہ مسلمان ہو کر واپس ہونے لگے تو آپ نے ان کو ایک خط (جس میں دعوت اسلام تھی) دیا۔ جس سے ان کی قوم مسلمان ہو گئی۔

بنو ضلیح کا شب خون اس عرصہ میں وجیہ بن خلیفہ کلبی آنحضرت ﷺ کے سفیر ہو کر گئے تھے۔ ہر قل کے یہاں سے واپس آ رہے تھے ان کے ساتھ کچھ تجارتی مال بھی تھا۔ بطون جذام سے ہبید بن عوف اور اس کی قوم بنو ضلیح نے غفلت کی حالت میں وجیہ پر شب خون مارا اور جو کچھ مال و اسباب ان کے ہمراہ تھا اس کو لوٹ کر لے گئے۔ اسی واقعہ نے آئندہ جہاد کا دروازہ کھول دیا اور آنحضرت ﷺ کو بنو جذام پر حملہ کرنے کو ابھارا۔ اتفاق سے اس واقعہ کی اطلاع بنو ضلیح کے مسلمانوں کو ہو گئی۔ ان لوگوں نے یک جا ہو کر ہبید اور اس کی قوم سے وہ کل مال و اسباب جو انہوں نے لوٹ لیا تھا۔ چھین کر وجیہ کے سپرد کر دیا۔

بنو ضلیح کی سرکوبی جب وجیہ مدینہ پہنچے اور آنحضرت ﷺ سے بنو ضلیح کی بدعنوانیوں کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے زید بن حارثہ کو مسلمانوں کے ایک لشکر کا افسر مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ زید بن حارثہ نے بنو ضلیح پر مقام تضاقل میں حرہ ریل کی جانب سے حملہ کیا ہبید اور اس کا لڑکا مع ایک جماعت کے مارا گیا۔ اس واقعہ میں بنو ضلیح کے ساتھ کچھ لوگ بنو ضلیح کے بھی تھے۔ جو بنو ضلیح کے ساتھ شرکت کی وجہ سے مارے اور قید کر لئے گئے۔ رفاعہ بن زید مع ابو زید بن عمرو اور چند لوگ اپنی قوم کو لے کر خدمت اقدس میں آئے اور اس واقعہ سے آپ کو مطلع فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مقتولین کی بابت کیا کروں؟ رفاعہ اور ان کے حامیوں نے کہا ”آپ ہمارے زندوں کو چھوڑ دیجئے“۔ آپ نے حضرت

علیٰ ابن ابی طالب کو اونٹ پر سوار کر کے ان کے ہمراہ روانہ کیا اور حضرت صدیق کے لئے اپنی تلوار مرحمت فرمائی۔ حضرت علیٰ ابن ابی طالب اور زید بن حارثہؓ میں فیفاء خلیتین میں ملاقات ہوئی اور وہیں بنو ضیب کے قیدی اور ان کا مال و اسباب ان کو واپس کر دیا۔

عامر بن صعصعہ کی گستاخی: اسی سنہ میں عامر بن صعصعہ کا وفد آیا جس میں عامر بن الطفیل بن مالک واند بن ربیعہ بن مالک تھے۔ عامر نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ ”یا محمد ﷺ اپنے بعد حکومت مجھے دے جانا“۔ آپ نے فرمایا ”یہ نہ تیرے لئے ہے نہ تیری قوم کے لئے اللہ جس کو چاہے گا دے گا“۔ پھر عامر نے کہا ”اچھا تم مجھے جنگل و میدان دے دو اور اپنے لئے آبادی و شہر مخصوص کر لو“۔ آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا ”یہ بھی نہیں ہو سکتا لیکن میں تجھے گھوڑوں کی گردنیں دیتا ہوں کیونکہ تو ایک مرد شہسوار ہے“۔ عامر نے ترش روئی سے جواب دیا کہ ”میں تمہارے اس میدان کو سواروں اور پیادوں سے بھردوں گا“۔ یہ کہہ کر عامر مع اپنی قوم کے واپس ہو گیا۔ آپ نے فرمایا ((اللھم اکفھم اللھم ادھد عامر او اعن الاسلام عن عامر)) یعنی ”اے خدا ان کے لئے کافی ہو جا“ اے خدا عامر کو ہدایت حصہ دے اور اسلام کو عامر سے بے پروا کر دے“۔

عامر کا انجام: ابن اسحاق و طبری نے لکھا ہے کہ عامر و اردبہاء ہم آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کا مشورہ کر کے آئے تھے (عیاذ باللہ) لیکن یہ دونوں اپنے اس امر پر قادر نہ ہو سکے۔ اہل صحیح نے اس کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں جس وقت بنو عامر اپنے شہر سے واپس جا رہے تھے اثناء راہ میں بنو سلول کے قبیلہ میں پہنچ کر عامر بعارضہ طاعون مر گیا۔ بعدہ اس کے بھائی اردبہاء پر بجلی گری جس سے وہ بھی فی النار ہوا۔ اس واقعہ کے بعد علقمہ بن علاشہ بن عوف اور عوف بن خالد بن ربیعہ مع اپنے لڑکے کے آئے اور مسلمان ہوئے۔

طے کا وفد: اسی سنہ میں طے کا وفد آیا جس میں چندہ آدمی اور ان کے سردار زید النخیل و قبیضہ بن الاسود (بنو نہاں سے) تھے سب نے بخوشی خاطر بے ہجک اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے اسلام لانے کے بعد زید النخیل کا نام زید الخیر رکھا اور ان کو کنواں اور زمین بطور جاگیر مرحمت فرمایا لیکن واپسی کے وقت نجد میں پہنچ کر ان کا انتقال ہو گیا۔ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾

مدعی نبوت مسیلمہ کذاب: اسی سنہ میں یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے کاموں میں شریک ہوں، طلق نے اس کی شہادت دی، مسیلمہ نے محض دعوائے نبوت پر اکتفا نہ کیا بلکہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کا ایک خط بھیجا ((من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول

اللہ سلام علیک فانہی قد اشروکت فی الامر معک و ان لنا نصف الارض و لقریش نصف الارض و
۱۔ منہ ابوداؤد و طیالسی میں بڑا دین ابو داؤد وکیل عبد اللہ سے مروی ہے کہ مسیلمہ کذاب کا خط ابن النواجر و ابن اثال کے لئے آئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے
القی دونوں آدمیوں سے فرمایا کہ تم لوگ اس امر کی شہادت دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابن النواجر و ابن اثال نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم مسیلمہ کے رسول ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر میں قاصد کو قتل کرنا پسند کرتا تو میں ضرور تمہارے قتل کا حکم دیتا۔ واللہ اعلم

لكن قريش قوم يعتدون)) ”یہ خط مسیلہ کی طرف سے اللہ کے رسول محمد ﷺ کے نام ہے السلام علیک! دیکھئے میں رسالت میں آپ کا شریک ہوں آدھی زمین ہمارے لئے ہے اور آدھی اہل قریش کے لئے۔ مگر قرشی زیادتی کرتے ہیں۔“
آنحضرت ﷺ نے اس کا حسب ذیل جواب دیا:

((بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله ﷺ الى مسيلمة الكذاب سلام على من

اتبع الهدى اما بعد فان الارض لله يورثها من يشاء من عباده و العاقبة للمتقين))

”یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے مسیلہ کذاب کے نام ہے ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلام

ہو زمین اللہ کی ہے اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دے اور حسن انجام پر ہمیز گاروں

کا ہے۔“

ظہری نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کی حجة الوداع سے واپسی کے بعد کا ہے جیسا کہ ہم بیان

کریں گے۔

باب: ۱۰

حجۃ الوداع اور وفات

حجۃ الوداع: ان واقعات کے بعد ذیقعدہ کا مہینہ آ گیا۔ جب اس کی پانچ راتیں باقی رہ گئیں تو آپ بقصد حج مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کے ہمراہ مہاجرین و انصار اور رؤساء عرب کا ایک گروہ اور سوانٹ تھے۔ مکہ میں اتوار کے دن جب کہ چار روز ذی الحجہ کے گزر چکے تھے داخل ہوئے۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب بھی جو نجران میں صدقات جمع کرنے گئے ہوئے تھے مکہ میں آپ کے ساتھ گئے اور آپ کے ساتھ حج کیا۔ آپ نے اس مرتبہ لوگوں کو منانک حج کی تعلیم دی۔ اس کے سنسن بٹلائے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کی اور عرفات میں ایک طویل خطبہ دیا۔ جس میں حمد و ثناء کے بعد یہ ارشاد فرمایا:

((ایہا الناس اسمعوا قولی فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی هذا بهذا الموقف أبداً ایہا الناس ان دعاء کم و اموالکم علیکم حرام الی ان تلقوا ربکم کحرمة یومکم هذا و حرمة شهر کم و ستلقون ربکم فیسألکم من اعمالکم و قد بلغت فمن کان عنده امانة فلیودھا الی من ائمنه علیہا و ان کان رباً فہو موضوع و لكن لکم رؤس اموالکم لا تظلمون قضی اللہ انہ لا رباً و ان رباً العیاس بن عبدالمطلب موضوع کلہ و ان کل دم کان فی الجاہلیۃ موضوع کلہ و ان اول دم یوضع دم ربیعۃ بن الحارث بن عبدالمطلب و کان مسترضعاً فی بنی لیث فقتلہ بنو ہذیل فہو اول ما ابداء من دم الجاہلیۃ ایہا الناس ان الشیطان قد یئس من ان یبعد بارضکم ہذہ ابدأ و لکنہ رضی ان یطاع فیما سوی ذلک مما تحفرون من اعمالکم فاحذروہ علی دینکم ایہا الناس انما النسی زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاما و یحرمونہ عاما لیواطئوا احلہ ما حرم اللہ فیحلوا ما حرم اللہ و یحرموا ما احل اللہ الا وان الزمان قد استدار کھیئۃ یوم خلق اللہ السموات و الارض و ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہر فی کتاب اللہ یوم خلق السموات و الارض منها اربعۃ حرم ثلاثۃ متوالیۃ ذو القعدۃ و ذو الحجۃ و المحرم و رجب الفرد الذی بین جمادی و شعبان۔ اما بعد ایہا الناس فان لکم علی نساءکم حقاً و لهن علیکم حقاً لکم علیہن ان لا یوطئن فرشکم احد تکرہونہ و علیہن ان لا یتین بفاحشۃ مینۃ فان فعلن فان اللہ قد اذن لکم ان تہجروہن فی المضاجع و تضربوہن ضرباً بایسر

میرج فان انتھین فلھن رزقھن و کسوتھن بالمعروف و استوصوا بالنساء خیرا فانھن عندکم عوان لا یملکن لافسھن شیئا و انکم انما اخذتموھن بامانة اللہ و استحللتم فروجھن بکلمات اللہ فاعقلوا ایھا الناس و اسمعوا قولی فانی بلغت قولی و ترکت فیکم ما ان استعصمتم بہ فلن تضلوا ابدا کتاب اللہ و سنة نبیہ ایھا الناس اسمعوا قولی و اعلموا ان کل مسلم اخ للمسلم و ان المسلمین اخوة فلا یحل لامری من مال اخیه الا ما اعطاه ایاه من طیب نفس فلا تظلموا انفسکم الاھل بلغت قالوا اللھم نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اشھد))

”یعنی لوگو! میری باتیں سن لو مجھے کچھ خبر نہیں شاید میں تم سے اس قیام گاہ میں اس سال کے بعد کبھی ملاقات نہ کر سکوں۔ لوگو! دیکھو تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر مرتے دم تک اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن اور یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ تم عنقریب اپنے رب سے جا ملو گے اور وہ تم سے تمہارے عملوں کے بارے میں پوچھے گا میں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے اگر کسی کے پاس کسی کی امانت ہو تو وہ اسے اس کے مالک کو ادا کر دے اور اگر سود ہو تو وہ موقوف کر دیا گیا ہے ہاں تمہیں تمہارا سرمایہ مل جائے گا نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اللہ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ سود ختم کر دیا گیا۔ عباسؓ کا تمام سود موقوف کر دیا گیا اور جاہلیت کے تمام خون باطل کر دیئے گئے دیکھو سب سے پہلا خون جو باطل کیا جاتا ہے وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلبؓ کا ہے۔ ربیعہ بنولیت کے شیرخوار تھے اور انہیں بنو ہذیل نے قتل کر دیا تھا اس لئے میں ان کا خون باطل کر کے جاہلیت کے خونوں کے باطل کرنے کی ابتداء کرتا ہوں۔ لوگو! تمہاری اس سرزمین میں شیطان اپنے پوجے جانے سے ناامید ہو گیا ہے۔ لیکن دیگر معمولی گناہوں میں اپنی اطاعت کئے جانے پر خوش ہے۔ اس لئے اپنا دین اس سے محفوظ رکھو لوگو حرمت والے مہینوں کا ہٹا دینا ماننا کفر میں زیادتی ہے اس سے کافر گمراہ ہو جاتے ہیں کہ ایک ہی مہینہ کو ایک سال میں حلال کر دیتے ہیں اور ایک سال حرام تاکہ حرمت والے مہینوں کی تعداد روند ڈالے اور اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیں۔ دیکھو زمانہ گھوم گھام کر اپنی اصلی صورت پر آ گیا ہے جس صورت پر اس دن تھا جب خدا نے زمین و آسمان پیدا کئے تھے اور اللہ کی کتاب میں مہینوں کی تعداد اسی دن سے بارہ ہے جس دن اللہ نے زمین و آسمان پیدا کئے تھے ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین (ذی قعدہ ذی الحجہ اور محرم) تو لگاتار ہیں اور تمہار جب ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ (آپ نے حمد و صلاۃ کے بعد فرمایا) لوگو! عورتوں پر تمہارے بھی حقوق ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ سلائیں اور کھلم کھلا بے حیائی کی حرکت نہ ہوں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ انہیں ان کے بستر میں چھوڑ دو اور انہیں اس طرح مارو کہ جسم پر نشان نہ پڑے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو انہیں غیر معروف نان و نفقہ دو اور عورتوں سے بھلائی سے پیش آؤ۔ کیونکہ وہ تمہارے حصہ میں شریک ہیں اور ذاتی طور پر کسی چیز کی مالک نہیں۔ تم نے انہیں اللہ کی امانت سے حاصل کیا ہے اور انہیں اپنے لئے اللہ کی آیتوں سے حلال کر لیا ہے۔ لوگو! میری باتیں سنو اور سمجھو میں نے تمہیں شرعی احکام سمجھا دیئے ہیں اور تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب کو اور اس کے

نبی ﷺ کی سنت کو لوگوں میری باتیں سنو یقین مانو ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان بھائی بھائی ہیں اس لئے کسی شخص کو اپنے بھائی کے مال میں وہی حلال ہے جسے وہ خوشی سے دے دے۔ خبردار اپنے اوپر ظلم نہ کرو (پھر پوچھا) کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ صحابہ نے جواب دیا بے شک آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

تاسیس حکومت۔ چونکہ کسری کے گورنر باذان کے ایمان لانے سے اکثر باشندگان یمن بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے اس وجہ سے آنحضرت ﷺ نے بدستور یمن کی حکومت پر قائم رکھا تھا اور اس کے ساتھ کسی کو اس کا شریک اور حقدار نہیں فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا تھا اس کی اطلاع آپ کو حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت ہوئی۔ آپ نے اس کے ملک کو اپنے اصحاب میں اس طرح تقسیم فرمایا کہ صنعاء پر اس کے لڑکے شہر یمن باذان کو اور مارب پر ابو موسیٰ اشعرئ کو اور جہد پر یعلیٰ بن امیہ کو اور ہمدان پر حامر بن شہر ہمدانی اور عک و اشعر بن پر طاہر بن ابی ہالہ کو اور مائین نجران و مضع و زبید پر خالد بن سعید بن العاصی کو اور خاص نجران پر عمرو بن حزم کو اور بلا و حضرموت پر زیاد بن لبید یا ضیٰ کو اور سکاسک و سکون پر عکاشہ بن ثور بن اصفر غوثی کو اور معاویہ بن کندہ پر عبداللہ الحمہ جہد بن ابی امیہ کو مقرر فرمایا لیکن عبداللہ الحمہ جہد نے اپنے نہ جانے کا ایک معقول عذر پیش کیا۔ جس سے ان کے اعمال کا بھی زیاد بن لبید انتظام کرتے رہے اور معاذ بن جبل اہل یمن و بلا و حضرموت کی تعلیم کے لئے روانہ کئے گئے۔

اس واقعہ سے پیشتر عدی بن حاتم بنو طے کے صدقات وصول کرنے کو اور اسد و مالک بن نویرہ صدقات بنو حظلہ پر اور علاء بن حضرمی بحرین کی طرف اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب نجران کی جانب صدقات اور جزیہ (خراج) وصول کرنے کو بھیجے گئے تھے۔ بنو سعد کا صدقہ انہیں میں سے دو شخصوں پر تقسیم کر دیا گیا تھا ان میں سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب نجران سے صدقات وصول کر کے حجۃ الوداع میں آ کر شریک ہو گئے تھے جیسا کہ کتب تواریخ میں مذکور ہے۔

اسود غنسی کا خروج۔ اس کا نام عہلہ بن کعب اور لقب ذوالحمرا تھا۔ شیریں کلامی شعبدہ بازی اور قال نکالنے میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا اس کی شیریں کلامی اور تالیف قلوب سے لوگ بہت جلد اس سے مانوس ہو جاتے تھے۔ مقام کہف حنار میں پیدا ہوا اور وہیں نشوونما پا کر بڑا ہوا ہوش سنبھالا آنکھیں کھولیں تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ مذحج و نجران والوں نے اس کی تحریر کو سمعاً و طاعت قبول کر لیا چنانچہ اہل نجران نے حج ہو کر عمرو بن حزم و خالد بن سعید العاصی کو نکال دیا اور قیس بن عبد یغوث نے دفعۃً حملہ کر کے فرودہ بن مسیک کو بلا وطن کر دیا۔ فرودہ اس وقت آنحضرت ﷺ کی طرف سے مراد پر حکمران تھے۔ اس کے بعد اسود غنسی سات سو سواروں کو لے کر صنعاء کی طرف بڑھا۔ شہر ابن باذان نے اس کا مقابلہ کیا۔ اسود غنسی نے شہر ابن باذان کو شکست دے کر مارڈالا اور اس کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ صنعاء و حضرموت کے درمیان اعمال طائف تک اور عدن کی طرف سے بحرین تک اپنے قبضہ میں لے لیا۔

اہل یمن کا ارتداد۔ اس واقعہ سے اکثر اہل یمن مرتد ہو گئے عمرو بن معدیکرب خالد بن سعید بن العاصی کے ہمراہ

تھے۔ اس نے اسود غنسی کی طرف میلان ظاہر کیا۔ خالد بن سعیدؓ کو تاب نہ آئی تلوار کھینچ کر آگے بڑھے۔ دونوں آدمیوں میں دودو ہاتھ چل گئے۔ خالدؓ نے اس کی تلوار سمصامہ توڑ کر اس کے ہاتھ سے چھین لی۔ تب عمرو بن معدیکرب گھوڑے سے اتر کر اسود بن غنسی کی طرف بھاگ گیا۔ اسود نے اس کو مدح کا سردار بنادیا اس کے لشکر کا سردار قیس بن عبد یغوث مرادی تھا اور اپنا پر اس کی طرف سے فیروز و دادویہ عکراتی کر رہے تھے۔ اہل یمن کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر معاذ بن جبلؓ نکل کر بھاگے اور مارب میں ابو موسیٰ کی طرف سے گزرے۔ ابو موسیٰؓ بھی ان کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ معاذؓ نے سکون میں قیام کیا لیکن ابو موسیٰ نے سکا سک میں جا کر دم لیا اور طاہر بن ابی ہالہ بلاد حک (جہاں صنعاء) میں جا چھپے۔ لیکن عمرو بن حزم و خالد بن سعیدؓ نے مدینہ پہنچ کر ان کل واقعات سے آنحضرت ﷺ کو مطلع فرمایا۔

اسود غنسی اور فیروز: اس اثناء میں جب کہ اسود غنسی کو ملک یمن پر ایک مسلم حکومت حاصل ہو گئی اور اس نے شہر ابن باذان کو قتل کے بعد اس کی بیوی آزاد کو اپنے گھر میں ڈال لیا۔ یہ فیروز کی چچا زاد بہن تھی فیروز کو اسود کی یہ حرکتیں پسند نہ آئیں اس لئے فیروز اسود سے کبیدہ خاطر ہو گیا۔ فیروز کے علاوہ قیس بن عبد یغوثؓ بھی اسود کی نخوت سے دل ہی دل میں بیچ و تاب کھارہا تھا لیکن کوئی مناسب موقع ہاتھ نہ آنے سے خاموشی و سکوت کی حالت میں اسود کے ہر نرم و گرم احکام کی پابندی کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے اسود کی گوشمالی و سرکوبی کے لئے ویر بن نخیس کی معرفت جس طرح ممکن ہوا ایک خط لکھ کر ابو موسیٰؓ و معاذؓ و طاہرؓ کی طرف روانہ کیا۔ لیکن ان لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ قیس بن عبد یغوثؓ اسود سے کبیدہ خاطر ہے تو انہوں نے اس کو بھی اپنا شریک و راز دار بنالیا۔ پھر فیروز اپنی چچا زاد بہن آزاد و وجہ اسود کے پاس گیا اس نے اسود کے قتل کرا دینے کا وعدہ کیا، ہنوز کوئی تدبیر مکمل نہ ہونے پائے تھی کہ اسود کو قیس و فیروز کی بددلی کی خبر ہو گئی۔ اس نے ان لوگوں کو عتاب آمیز نگاہوں سے دیکھا کہ ان کی چشم نمائی کرنی چاہئے۔ یہ لوگ بھاگ کر مضافات میں روپوش ہو گئے لیکن اس کی بیوی مسماۃ آزاد سے پوشیدہ خط و کتابت جاری رہی۔

اسود غنسی کا خاتمہ: ایک روز موقع پا کر فیروزؓ اور قیسؓ اسود کے گھر میں نقب کے ذریعہ سے گھس گئے اس کو گرفتار کر کے ذبح کر ڈالا۔ یہاں تک کہ فجر کی نماز کا وقت آ گیا۔ اذان ہوئی ویر بن نخیسؓ نے نماز پڑھائی فجر کی نماز کے بعد اسود کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو اس کے متعین نکل پڑے شہر میں ایک اہل چل چل گئی مسلمانوں اور اسود کے مقلدین میں تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار جو کچھ ان کے ہاتھ میں تھا اس کو بھی وہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ صنعاء و نجران مرتدین ہند میں سے خالی ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ کے اعمال حسب سابق اپنے اپنے مضافات کی طرف چلے گئے۔ البتہ صنعاء کی امارت کے سلسلہ میں کمی قدر مناقشہ ہوا لیکن بہت جلد سب لوگوں نے معاذؓ بن جبل کے امیر ہونے پر اتفاق کر لیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

اس واقعہ سے فراغت پا کر ان لوگوں نے ایک قاصد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے آپ کو بذریعہ الہام اس کی خبر ہو گئی اور آپ نے فرمایا کہ ”شب گزشتہ کو غنسی مارا گیا اس کو ایک مرد مبارک فیروز نامی نے قتل کیا ہے۔“ لیکن جب قاصد پہنچا تو آنحضرت ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔

جیش اسامہ: آخری ذی الحجہ آنحضرت ﷺ حجۃ الوداع سے مدینہ واپس ہوئے۔ ماہ مذکور ختم کر کے محرم کے مہینہ میں آپ نے بلاد شام پر جہاد کی تیاری کا حکم دیا اور ان مجاہدین پر اسامہ بن زید بن حارثہ کو امیر مقرر فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ ”بقاء و داروم کی طرف سے اردن تک یا ارض فلسطین میں شام کے بلاد میں کفار و شرکین پر جہاد کرنا یہاں تک کہ وہ اسلام لائیں یا مطیع ہو جائیں۔“ اس لشکر میں مہاجرین اولین اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ کو روانگی کا حکم دیا گیا تھا۔ اسامہ بن زید روانگی کی تیاری میں تھے کہ آنحضرت ﷺ علیل ہو گئے۔ یہ وہی علالت تھی جس میں آپ رحمت الہی سے جا ملے اسی زمانہ میں اسود و مسیلہ کے ارتداد کی خبر آئی۔ آپ در دوسری شدید تکلیف سے سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے گذشتہ شب کو خواب میں دیکھا ہے کہ میری کلائی میں دو نکلن سونے کے ہیں۔ میں نے ان کو ناپسندیدہ سمجھ کر پھینک دیا۔ اس خواب کی میں نے یہ تعبیر لی ہے کہ یہ دونوں نکلن یہی دونوں کذاب یعنی صاحب یمامہ اور صاحب یمن ہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لوگوں نے اسامہ کی امارت میں کچھ بحث و کلام کیا ہے اور اس سے پہلے اس کے باپ (زید) کی امارت میں بھی لوگوں نے کچھ کہا تھا۔ پس اگر اس کا باپ لائق امارت تھا تو یہ بھی امیر ہونے کے قابل ہے جاتے جاؤ۔ اسامہ نے یہ سنتے ہی کوچ کا حکم دے دیا اس کے بعد آپ کی علالت بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ اسامہ کی روانگی سے قبل آپ کا وصال ہو گیا۔

مسیلہ کذاب و طلحہ مدعیان نبوت: اسود غسانی کے زمانہ خروج میں حجۃ الوداع کے بعد مسیلہ یمامہ میں اور طلحہ بن خویلد بنواسد میں ظاہر ہوا انہوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے نامہ و پیام سے ان کا مقابلہ کیا اور اپنے ان اعمال کو جو اسلام پر ثابت قدم رہے۔ مسیلہ و طلحہ کے خلاف جہاد کرنے کو لکھا۔ اسود کے ساتھ جو کچھ واقعات پیش آئے۔ وہ اس سے پیشتر لکھے جا چکے ہیں باقی رہے مسیلہ اور طلحہ ان کی سرکوبی کو ہر طرف سے عرب کا اسلامی لشکر نکل پڑا۔ مسیلہ کا خط آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا جس کا جواب بھی دیا گیا جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا۔ اس کے بعد طلحہ نے بھی صلح کا پیام بھیجا لیکن آپ کے وصال کے بعد جو کچھ واقعات مسیلہ و طلحہ پر گزرے۔ وہ آئندہ بیان کئے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

علالت: اگرچہ آنحضرت ﷺ پر سب سے پہلے اللہ جل شانہ کے قول ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ﴾ والی پوری سورۃ میں اپنے وصال کی خبر منکشف ہو گئی تھی۔ اس کے بعد مفر اللہ (مطابق ۶۳۲ھ) کی دو راتیں باقی تھیں کہ آپ کے درد ہوا آپ اسی درد کی حالت میں ازواج مطہرات کے گھروں میں باری باری پھرتے رہے یہاں تک کہ یموٹہ کے مکان میں ٹھہرے۔ کل ازواج مطہرات نے زمانہ علالت حجرہ عائشہؓ میں گزارنے کی اجازت دی۔ آپ وہاں سے عائشہ صدیقہؓ

۱۔ کتب میر و تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ نے اس لڑائی میں چھوٹے بڑے سب صحابہؓ کو روانگی کا حکم دیا تھا۔ حضرت ابوبکر و عباس و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ اسامہ بن زید ہی کے ماتحت روانہ کئے گئے تھے لیکن علالت کی وجہ سے آپ نے بجا جازت اسامہ علی و عباس رضی اللہ عنہما کو پیش رواری کی غرض سے اپنے پاس روک لیا۔ باقی اور جلیل القدر صحابہؓ حضرت اسامہ کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے اسامہ مدینہ سے ایک کوس چل کر جوف میں مقیم ہوئے اور وہاں سے حضرت ابوبکر و عمر و غیرہ رضی اللہ عنہما حضرت اسامہ سے اجازت لے کر آنحضرت ﷺ کو دیکھنے آئے تھے اور واپس چلے جاتے تھے اس مقام سے اسامہ کوچ نہ کرنے پائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

کے مکان میں آگئے باہر نکل کر لوگوں کو سمجھایا بچھایا۔ شہداء احد پر نماز پڑھی اور ان کے لئے دعاء مغفرت کی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا ”بے شک ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے دنیا اور اس چیز کا جو اس کے پاس ہے (یعنی آخرت کا) اختیار دیا۔ پس بندہ نے اس کو اختیار کیا جو اس کے پاس ہے۔“ حضرت ابو بکرؓ اس جلسہ میں حاضر تھے وہ اس فقرہ کو سمجھ کر رو اٹھے اور عرض کیا ”یا حضرت ﷺ ہم آپ کا اپنی جانوں اور بچوں سے فدیہ دیتے ہیں۔“ آپ نے فرمایا خاموش رہو۔ اس کے بعد آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا۔ ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے جاتے رہے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

خطبہ نبی ﷺ: اسی سلسلہ کلام میں آپ نے یہ بھی فرمایا:

((اوصيكم بتقوى الله و اوصي الله بكم و استخلفه عليكم و اوعدكم اليه اني لكم نذير و بشير الاتعلوا على الله في بلاده و عبادته فانه قال لي و لكم تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يرفلون علوا في الارض و لا فسادا و العاقبة للمتقين و قال اليس في جهنم مثوى متكبرين))
”یعنی میں تمہیں تقویٰ کا حکم کرتا ہوں اور اللہ نے بھی تمہیں یہی حکم دیا ہے میں تم پر اللہ کو خلیفہ بناتا ہوں اور تمہیں اس کے سپرد کرتا ہوں بلاشبہ میں تمہیں جہنم سے ڈرانے والا اور جنت کی بشارت دینے والا ہوں۔ اللہ کے شہروں میں اور اللہ کے بندوں پر برتری حاصل نہ کرو۔ کیونکہ اللہ نے مجھ سے اور تم سے فرمایا ہے کہ ہم نے آخرت کا گھرانہ کے لئے بنایا ہے جو دنیا میں برتری اور فساد کا قصد نہیں کرتے اور حسن انجام پر ہیزگاروں کے لئے ہے اور فرمایا کہ جہنم میں مغروروں کے سوا کسی کا ٹھکانہ نہیں۔“

اس کے بعد لوگوں نے غسل کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”میرے انہیں کپڑوں میں کفنا دینا یا مصری کپڑا ہو یا حلہ بمانیہ ہو۔“ پھر نماز کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ ”مجھ کو میرے (تخت) پر میری قبر کے کنارے رکھ کر ایک ساعت کے لئے باہر چلے جانا تاکہ ملائکہ نماز پڑھ لیں۔ اس کے بعد گروہ کے گروہ نماز پڑھنا، پہلے میرے خاندان کے مرد نماز پڑھیں ان کے بعد ان کی عورتیں۔“ قبر میں اتارنے کی بابت فرمایا ”کہ میرے خاندان والے مجھے قبر میں رکھیں۔“

واقعہ قرطاس: یہ کہہ کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس دوات اور کاغذ لاؤ۔ میں تم کو کچھ لکھ کر دوں تاکہ اس کے بعد گمراہ

۱۔ یہ قصہ بخاری و مسلم میں بروایت ابن عباسؓ مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی وفات سے چار روز پہلے بروز جمعرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا جس وقت کہ وہ حجرہ مبارک میں حاضر تھے تم لوگ میرے پاس دوات اور کاغذ قلم لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے لکھ دوں۔ جس سے تم لوگ میرے بعد گمراہ نہ ہو لوگوں نے دوات قلم کے لانے میں اذیت لائے میں اختلاف کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہمارے لئے قرآن مجید کافی ہے جو ہمارے پاس ہے اور بے شک اس وقت آپ کے در زیادہ دور ہاتھ۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے قول عمرؓ کی تائید کی اور بعض نے کہا کہ قلم و دوات لانا چاہئے اسی اثناء میں کسی نے یہ بھی کہہ دیا کہ ان کو اختلاف کلام ہو گیا ہے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ سے اس کلام کا اعادہ کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پیغمبروں کے پاس شور و غیب کا کام نہیں ہے۔ اس روایت سے مسلمانوں کے دو فرقوں میں ایک عظیم تفرقہ ڈال رکھا ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بے جا کیا۔ رسول اللہ ﷺ خلافت کی بابت ضرور کچھ لکھتے مسلمانوں کے اختلاف کا کل بار حضرت عمرؓ کی گردن پر ہے۔ دوسرا فریق کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بہت صحیح اور درست کیا عام قاعدہ ہے کہ لوگ اپنے اعضاء و اقارب کو عیال کی حالت میں تکلیف نہیں دیا کرتے علاوہ اس کے حضرت عمرؓ نے یہی کہا کہ قرآن مجید ہمارے لئے کافی ہے اور یہ بہت درست ہے جو ضروری امور اور ارکان دین ہیں وہ سب قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ لہذا

نہ ہو۔ لوگ اس سلسلے میں بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب پھر اس کلام کا اعادہ کرنا چاہا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”کہ تم لوگ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو میں جس حالت میں ہوں اس سے اچھا ہوں جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو۔“ پھر آپ نے تین امور کی وصیت کی۔ ایک یہ کہ مشرکین جزیرہ عرب سے نکال دیئے جائیں دوسرے یہ کہ دُفد کو جائزہ دیا جائے جیسا کہ ان کو جائزہ دیا جاتا تھا اور تیسری پر آپ نے خود سکوت کیا یہ کہ راوی خود بھول گیا۔ پھر آپ نے انصار کے حق میں وصیت فرمائی کہ یہ لوگ میرے معاون و مددگار ہیں میں اپنی قوم سے بھاگ کر ان میں آ ملا نہیں تم لوگ اپنے کریم و محسن کے ساتھ نیک سلوک کرو اور ان کی غلطی سے درگزر کرو اے گروہ مہاجرین تم لوگ بڑھتے چلے گئے اور انصار نہیں بڑھے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا مرتبہ: آپ ﷺ نے مسجد کی طرف کے جتنے دروازے تھے سب کے بند کرنے کا حکم دے دیا اور حضرت ابوبکرؓ کے دروازہ پر ارشاد فرمایا کہ ”میں کسی کو ابوبکرؓ سے اپنی صحبت میں افضل نہیں جانتا اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو اپنا خلیل بناتا۔“

حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم: اس کے بعد پھر درد کی شدت میں اس قدر زیادتی ہوئی کہ آپ ﷺ غافل ہو گئے۔ امہات المؤمنین اور فاطمہؓ و عباسؓ و علیؓ سب کے سب آپ ﷺ کے گرد آ کر جمع ہو گئے اس عرصہ میں نماز کا وقت آ گیا درد میں کسی قدر کمی معلوم ہوئی۔ غفلت جاتی رہی لیکن ضعف کی وجہ سے اٹھ نہ سکتے تھے۔ لیکن آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ سے نماز پڑھوانے کے لئے کوہِ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ (ابوبکرؓ) ایک ضعیف و رقیب القلب ضعیف الصورت آدمی ہیں۔ آپ کی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ حضرت عمرؓ کو اس امر پر مامور فرمائیے آپ نے اس سے انکار کر کے حضرت ابوبکرؓ کو امامت پر مامور فرمایا۔

رسول اکرم ﷺ کا آخری خطبہ: ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ درد کے خفیف ہو جانے سے باہر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کا مونڈھا پکڑ کر دبا دیا اور ان کو جگہ سے ہٹنے نہ دیا اور خود ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز تمام کی اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی علالت کی حالت میں تیرہ نمازیں پڑھائیں حالت نزع میں آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا رکھا تھا۔ بار بار آپ ﷺ دست مبارک اس سے تر فرما کر چہرہ انور پر پھیرتے اور فرماتے ((اللھم اعننی علی مسکرات الموت)) یعنی ”اے خدا میری مدد کر مسکرات موت پر“۔ پس جب پھر یعنی وفات کا دن آیا تو صبح کی نماز کے وقت آپ ﷺ سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اس وقت حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس مرتبہ بھی نماز سے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا لیکن آپ نے ان کو پھراپنے ہاتھ سے لوٹا دیا اور دائیں طرف بیٹھ کر نماز ادا کی اس کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ((ایہا الناس معروث النار و قبلت الفتن کقطع اللیل المظلم و انی اللہ ما

حم جیسا کہ اس واقعہ سے تین مہینہ شتر آئے) ((الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام ذینا)) سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلاشبہ اس سلسلے میں عمرؓ پر کوئی الزام لگانا اپنے مسلح علم و استعداد کو ظاہر کرنا ہے۔ عجیب بات ہے کہ قرآن مجید میں نبیت کی برائی ہو چھوٹے بڑے قصہ مذکور ہوں اور مذکور نہ ہوتا خلافت کا بیان جو نماز ایمان ہے۔

تمسکون علیٰ بشی انی لم احل الا ما احل القرآن و لم احرم الا ما احرم القرآن) یعنی ”لوگو! آگ بھڑک اٹھی اور اندھیری رات کے کھڑے کی طرح فتنہ آگیا خبردار دین کے خلاف کوئی بات پیدا نہ کرنا۔ میں نے وہی چیز حلال حرام کی ہے جو قرآن میں ہے۔“ جب آپ ﷺ نے اپنا سلسلہ کلام ختم کیا۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ ”ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کی عنایت سے نہایت خوشی سے صبح کی جیسا کہ ہم چاہتے تھے۔“

وفات ۱۱ھ: ابو بکرؓ یہ کہہ کر اپنے اہل کے پاس رخ چلے گئے اور آنحضرت ﷺ اپنے مکان پر تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے۔ اس اثناء میں عبدالرحمن بن ابی بکر ایک ترسواک ہاتھ میں لئے ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیق رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ مسواک چاہتے ہیں۔ پس جنابہ موصوفہ نے اپنے بھائی کے ہاتھ سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے خوب چبا کر پکلا جب وہ نرم ہو گئی تو آنحضرت ﷺ کو دی آپ نے وہ مسواک لے کر کی۔ پھر اس کو چھوڑ کر اپنے سر مبارک کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر رکھ کر پاؤں پھیلا دیئے۔ رہ رہ کر آپ کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ دوپہر کے قریب اس دار فانی سے آپ ﷺ نے انتقال فرمایا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا انتقال میرے سینہ وحلق کے درمیان میں ہوا ہے۔ پھر کے دن دوپہر کے وقت جب کہ گیارہ راتیں ربیع الاول کی گزر چکی تھیں اور اگلے دن منگل کو بعد دوپہر مدفون ہوئے۔

حضرت عمرؓ کی وارفتگی: آنحضرت ﷺ کا وصال ہوتے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایک عظیم پریشانی پھیل گئی۔ جو شخص اس واقعہ کو سنتا تھا حیران و ششدر رہ جاتا تھا نہ تو ان کے ہوش و حواس باقی تھے جو اس وقت حجرہ شریفہ اور مسجد اقدس میں موجود تھے اور نہ وہ حیرت و پریشانی سے بری تھے جو یہ خبر سن کر جوق در جوق چلے آ رہے تھے۔ ابو بکرؓ اس وقت اپنے اہل کے پاس رخ گئے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب اور اکثر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے، حضرت عمرؓ بن الخطاب اس حادثہ ناگہانی سے متحیر ہو گئے۔ کچھ ہوش و حواس نہ رہے تلوار بکھینچ کر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے ((ان رجالا من المنافقین زعموا ان رسول اللہ ﷺ مات و انه لم یمت و انه ذهب الی ربہ کما ذهب موسیٰ و لیرجعن فیقطنن ایدی رجال و ارحلیم)) ”کچھ منافقوں کا خیال ہے کہ اللہ کے رسول فوت ہو گئے حالانکہ آپ فوت نہیں ہوئے بلکہ موسیٰ کی طرح اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں اور واپس کر آ کر ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔“ عمرؓ جوش و غضب میں یہ کہے جا رہے تھے لیکن کسی کی مجال نہ تھی کہ کوئی شخص ان سے یہ کہتا تھا کہ تم تلوار نیام میں کر لو۔ آنحضرت ﷺ کا وصال ہو گیا۔

حضرت ابو بکرؓ کا استقلال: اس عرصہ میں یہ واقعہ جاں گداز سن کر حضرت ابو بکرؓ آنچنے اور سیدھے حجرہ مبارک میں عائشہؓ کی گود سے سر مبارک لے کر بغور دیکھا۔ کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں بے شک آپ نے موت کا ذائقہ چکھا جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لکھا تھا اور اب ہرگز اس کے بعد آپ کو موت نہ آئے گی۔ ﴿انا لله و انا

المینہ راجعون کہتے ہوئے باہر آئے حضرت عمرؓ بن الخطاب لوگوں سے وہی باتیں کہہ رہے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا چپ رہو۔ حضرت عمرؓ نے کچھ بھی خیال نہ کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے دوبارہ کہنا مناسب سمجھ کر علیہہ کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوئے جس قدر آدمی عمرؓ کے پاس جمع تھے وہ سب حضرت عمرؓ کو تنہا چھوڑ کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس چلے آئے۔

حضرت ابو بکر کا خطبہ: اس وقت انہوں نے حمد و ثناء کے بعد خطبہ پڑھا ((ایہا الناس من کان یبعد محمداً فان محمد قد مات و من کان یبعد اللہ فان اللہ حی لا یموت ثم تلاوا ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم و من ینقلب علی عقبیہ فلن یغفر شیئاً و سيجزى اللہ الشاکرین)) یعنی ”جو محمد ﷺ کا پیجاری تھا تو محمد ﷺ فوت ہو گئے اور جو اللہ کا پیجاری تھا تو اللہ زندہ ہے اور اسے کبھی فنا نہیں۔ پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی محمد ﷺ ایک رسول ﷺ ہی تو ہیں آپ سے پہلے بھی تو رسول گزر گئے پھر اگر آپ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر لوٹ جائے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا اور اللہ شکر گزاروں کو جزا دینے والا ہے۔“

خطبہ ابو بکر کا اثر: حضرت ابو بکرؓ کی زبان سے ان آیات کا نکلنا تھا کہ دفعۃً لوگوں کے خیالات بدل گئے اور حیرت کا عالم ایسا دور ہو گیا کہ گویا اس سے پہلے وہ تھا ہی نہیں اس فوری تغیر و تبدل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اس آیت کے نزول کا حال ہی نہیں جانتے تھے۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ پہلے میں نے حضرت ابو بکرؓ کے کہنے پر مطلق خیال نہیں کیا۔ لیکن جس وقت انہوں نے یہ آیت پڑھی تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے مارے خوف کے میرے پاؤں تھرا گئے اور اس قدر کانپنے کے میں زمین پر گر پڑا اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

سقیفہ بنی ساعدہ: یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص نے آ کر یہ خبر دی کہ انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہیں اور وہ سب سجدہ بنی عبادہ کی بیعت کیا چاہتے ہیں اور ان میں سے اکثر یہ بھی کہتے ہیں ((مننا امیر و من قریبش امیر)) یعنی ”ایک ہمارا امیر ہو اور ایک اہل قریش کا“۔ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ صبح ایک گردہ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس شور و غل کی روک تھام کے لئے سقیفہ بنو ساعدہ کی طرف گئے اور حضرت علیؓ و عباسؓ اور ان کے دونوں لڑکے فضلؓ و کثمؓ و اسامہؓ بن زیدؓ آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین پر متعین ہوئے۔

تجہیز و تکفین: علیؓ آپ ﷺ کی پشت مبارک کو ٹیک لگائے ہوئے غسل دے رہے تھے اور عباسؓ اور ان کے دونوں لڑکے کروٹ دلاتے جاتے اور اسامہؓ و سقرانؓ پانی ڈالتے تھے۔ ان لوگوں نے قیل و غسل دینے کے اس امر میں اختلاف کیا تھا کہ آپؓ کو قبر ہنہ کرنے کے نہلائیں یا کہ مع کپڑوں کے۔ ناگاہ مکان کے باہر سے یہ آواز آئی ”کپڑے نہ اتارے جائیں آپ کو مع کپڑوں کے نہلاؤ“۔ پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا، غسل دینے کے بعد تین کپڑوں میں کفنایا دو سفید تھے اور ایک بڑا بھانیا تھا، پھر قبر کھودنے والوں کو بلایا۔ ایک ان میں سے لحد بناتا تھا اور دوسرے لحدی کھودتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس میں بھی باہم

اختلاف ہوا کوئی کہتا تھا کہ لحد (صندوقی) قبر کھودی جائے اور کسی کی رائے بغلی قبر بنانے کی تھی۔ حضرت عباسؓ نے دو شخصوں کو ان دونوں آدمیوں کو بلانے کو بھیجا اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ جو میرا اپنے نبی ﷺ کے لئے پسند کرتا ہو اس کو بھیج۔ پس وہی شخص پہلے آیا جو قبر صندوقی بنانا تھا یعنی ابو طلحہؓ زید بن سمیل یہی اہل مدینہ کی قبر کھودا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے صندوقی قبر بنائی۔

جب بروز منگل آپ کی تجھیز سے فراغت ہوئی اور آپ کو آپ کے مکان کے (تحت) پر رکھا۔ تو پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے مقام دفن میں اختلاف کیا۔ بعض کہتے تھے کہ مسجد مبارک میں دفن کئے جائیں اور بعض کہتے تھے کہ اپنے ہی مکان میں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ کسی نبی کی روح نہیں قبض کی گئی مگر وہ وہیں دفن کیا گیا جہاں پر اس کی روح قبض کی گئی ہے۔ لوگوں نے یہ سنتے ہی آپ کے فرش کو (جس پر آپ ﷺ کا انتقال ہوا تھا) اٹھا دیا اور اسی جگہ پر قبر کھودی گئی۔ اس کے بعد گروہ کے گروہ پہلے مردوں نے ان کے بعد عورتوں نے ان کے بعد لڑکوں نے اور پھر غلاموں نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ کوئی کسی کی امامت نہ کرتا تھا۔ پھر آپ نصف شب بدھ کے دن دفن کئے گئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ واقعہ ربیع الاول کی بارہویں شب کا تھا۔ اس حساب سے ہجرت کے دس سال پورے ہو گئے تریسٹھ برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا لیکن بعض پینسٹھ بعض ساٹھ بھی بتلاتے ہیں۔ واللہ اعلم

اختلافی مسائل (مترجم)۔ یہ واقعہ بھی اسلام کے ان واقعات میں سے ہے جن سے اسلام میں عظیم تفرقے اور اختلاف

رہنا ہوئے۔ لیکن اگر دیدہ بصیرت سے تعقیق وغور کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو نہ اختلاف باقی رہ جاتا ہے اور نہ پھر کسی بحث و کلام کا موقع ملتا ہے۔ اکثر معتبر و مستند کتب تواریخ و سیر کے مقامات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چھبیس صفر بروز پیر آنحضرت ﷺ نے لوگوں سے رومیوں کے خلاف جہاد کی تحریک اور تیاری کا حکم دیا اور ۲ صفر بروز منگل کو اسامہؓ بن زید امیر لشکر مقرر کئے گئے۔ ۲۸ صفر بروز بدھ باوجود اپنی علالت کے خاص اپنے دست مبارک سے ایک نشان درست کر کے اسامہؓ کو دیا اور فرمایا ((غزو بسم اللہ و فی سبیل اللہ و قاتل من کفر باللہ)) یعنی ”جہاد کر اللہ کے نام پر اور اللہ کی راہ میں اور اس سے جو اللہ کے ساتھ کفر کرے“۔ اسامہؓ یہ نشان لئے ہوئے باہر آئے اور بریدہ بن الحصیبؓ اسلمی کو وے کر لشکر سلام کا ان کو علم بردار بنا کر مدینہ سے کوچ کیا۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا تھا۔ منجملہ ان کے حضرت علیؓ عباسؓ ابو بکرؓ عثمانؓ سعد بن ابی وقاصؓ ابو عبیدہؓ بن الجراحؓ سعد بن زیدؓ قناده بن العمانؓ اور سلمہ بن اسلمؓ (رضی اللہ عنہم) شامل تھے۔ لیکن رواج کی کے وقت چونکہ آپ ﷺ کی علالت شروع ہو چکی تھی۔ اس لئے

۱۔ علماء سیر و تاریخ نے لکھا ہے کہ پہلے قبر میں حضرت علیؓ اور فضلؓ قثمؓ پر ان عباسؓ و سقران اترے تھے۔ اس کے بعد اوس بن خوی انصاریؓ نے حضرت علیؓ سے کہا خدا تم کو سمجھائے ہمارا بھی حصہ رسول اللہ ﷺ میں ہے حضرت علیؓ نے یہ سن کر اوس بن خوی کو قبر میں اترنے کی اجازت دی پس یہی چار بزرگ تھے جنہوں نے آپ کو قبر میں اتارا۔

آپ ﷺ نے حضرت اسامہؓ کی اجازت سے حضرت علیؓ و عباسؓ کو روک لیا۔ بقیہ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت اسامہؓ کے ساتھ مدینہ سے نکل کر جرف میں خیمہ زن ہوئے۔ اس مقام سے کوچ کی نوبت نہ آئی تھی کہ آخر روز بدھ، جمعرات کی درمیانی شب کے اول وقت سے آپ کی علالت زیادہ ہو گئی جس سے ایک تہلکہ عظیم پیدا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن عشاء کے وقت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر نماز پڑھانے پر متعین فرما دیا۔ اس وجہ سے حضرت اسامہؓ نے بھی جرف سے آگے بڑھنے کی جرأت نہ کی اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے ہمراہ تھے۔ وہ ان سے اجازت لے کر آنحضرت ﷺ کے دیکھنے کے لئے آتے رہے یہاں تک کہ پیر کا دن آ گیا۔ اس دن گزشتہ دنوں کی بہ نسبت مرض کی شدت میں کمی رہی۔ بلکہ بعضوں کو خیال ہوا کہ آپ اچھے ہو گئے۔ اسامہؓ بن زید یہ سن کر بقصد کوچ سوار ہو رہے تھے۔ کہ ام ایمنؓ مادر اسامہؓ نے کہا ابھیجا کہ آنحضرت ﷺ حالت نزع میں ہیں اسامہؓ اور کل صحابہ رضی اللہ عنہم اس خبر قیامت کے اثر کے منتظر ہی افاقہ وغیراں جرف سے مدینہ آ گئے۔ بریدہؓ نے نشان لاکر حجرہ کے دروازہ پر کھڑا کر دیا۔

وفات نبوی ﷺ پر صحابہ کی وارفتگی۔ جب دوپہر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ تو اور زیادہ شور و غل برپا ہو گیا کسی کے ہوش و حواس بجا نہ رہے۔ ایک تہلکہ عظیم برپا ہو گیا۔ حضرت عمرؓ یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال نہیں ہوا حضرت عثمانؓ ایک سکتہ کے عالم میں پشت بد یوار بیٹھے ہوئے تھے نہ کسی سے بولتے تھے نہ کسی کی بات کا جواب دیتے تھے۔ حضرت علیؓ روتے روتے بے ہوش گئے۔ حضرت عباسؓ ادھر ادھر حیران پھر رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ مہربان اپنے سینہ میں لئے ہوئے بیٹھیں تھیں۔ اس اثناء میں حضرت ابوبکرؓ کو خبر ہوئی اور وہ آ گئے۔ انہوں نے پہلے حضرت عائشہؓ کے سینہ پر سے سر مبارک اٹھا کر روشنی کی طرف دیکھا۔ پیشانی پر بوسہ دے کر کہا ”اچھے زندہ رہے“ اچھے مرے“ کہہ کر لٹا کر باہر آئے۔ حضرت عمرؓ برہنہ شمشیر لئے ہوئے بار بار ((مات رسول اللہ علی وسلم)) کہہ رہے تھے لوگوں کا ایک جھوم لگا ہوا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کا غیر معمولی تدبیر و فراست۔ ایسے نازک وقت میں حضرت ابوبکرؓ کا ہی کام تھا کہ انہوں نے نہایت استقلال و دلائلی سے حضرت عمرؓ کے جوش اور لوگوں کے شور و غل کو رفع کیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ معمولی سی تحریک بڑے سے بڑے فتنہ کا دروازہ کھول سکتی تھی۔ جو پھر تاقیامت نہ بند ہوتا اور نہ کوئی اسلام کا نام جانتا۔ اس شور کے کم ہوتے ہی سقیفہ میں ایک دوسرا ہنگامہ شروع ہو گیا جو اس سے زیادہ خوفناک تھا جس میں انصار و مہاجرین ایک دوسرے سے گتھا چاہتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس موقع پر پھر نہایت سنجیدگی و عقل سے کام لیا اور درحقیقت یہ انہیں کا کام تھا کہ انہوں نے فوراً آنحضرت ﷺ کی وصیت کے مطابق جمہور و متعین پر بنو ہاشم کو متعین کیا اور خود حضرت عمرؓ اور جلیل القدر صحابہ کے ساتھ سقیفہ صحیحہ کو فتنہ و فساد کے اس دروازے کو بند کر دیا جس کے کھلنے کے بعد عرب سے دین اسلام کسی ہی میں جلا وطن ہو جاتا اور پھر اس کا نام لپٹنے والا دنیا کے صفحہ پر نہ ملتا۔ (لا ماشاء اللہ)

جمہور و متعین کے متعلق غلط فہمی۔ حضرت ابوبکرؓ ان اہم امور سے جن کو دین کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ فراغت پا کر جمہور و متعین میں آ کر شریک ہوئے اور منگل کے دن دوپہر کے بعد دفن کیا۔ جیسا کہ معتبر کتب تواریخ و سیر میں بالفاظ ((دفن من الخمد نصفہ النہار من یوم الثلاثاء)) ”اور دفن کئے گئے اگلے دن دوپہر کے وقت بروز منگل“ مرقوم ہیں اور یہی زیادہ صحیح

روایت ہے بعض کہتے ہیں کہ آپ تین دن تک بے گور و کفن رہے۔ دفن نہیں کئے گئے اس طرح پر کہ آپ کا انتقال بروز پیر بوقت شب ہوا اور بدھ کی رات کو آدھی رات کے وقت دفن کئے گئے۔ میرے نزدیک اس روایت کی رو سے بھی تین دن نہیں ہوتے کیونکہ پیر کا دن گزر کر رات کے وقت انتقال ہوا جو کہ منگل کی رات تھی پھر منگل کو دن کے وقت آپ دفن نہیں کئے گئے بلکہ رات کے وقت (جو کہ بدھ کی رات تھی) مدفون ہوئے۔ اس حساب سے تقریباً ایک دن اور رات کے بعد آپ دفن کئے گئے۔ لوگوں نے ناہمی سے ادھر منگل کی رات کے ساتھ دن کو بھی شمار کر لیا، جس دن درحقیقت آپ موجود تھے۔ لیکن علیل و حالت نزع میں تھے اور ادھر بدھ کی رات کے ساتھ بدھ کے دن کو بھی شامل کر لیا۔ جس کی رات ہی کو تجمیز و تکفین و تدفین سے فراغت ہو گئی تھی۔ منشاء اس غلطی کا شاید لیلۃ الاربعاء ہے جس کے معنی بدھ کی رات کے ہیں۔ اہل عرب ہر رات کو اگلے دن میں شمار کرتے ہیں۔ مثلاً لیلۃ الاربعاء اس رات کو کہیں گے جس کے آگے بدھ کا دن آئے گا اور عجمی ہر رات کو موجودہ دن کا تابع جانتے ہیں مثلاً لیلۃ الاربعاء (بدھ کی رات) اس رات کو کہیں گے جو بدھ کے دن کے بعد آئے۔ جو عرب کے نزدیک درحقیقت لیلۃ الخمیس (جمعرات کی رات) ہے۔

قائم مقام کی ضرورت : بعضوں کا خیال ہے کہ بیعت ابو بکرؓ کے بعد تجمیز و تکفین کا کام شروع ہوا تھا۔ اگر یہ روایت بجائے خود صحیح مان لی جائے تو بھی رسماً یہ طریقہ نہایت درست معلوم ہوتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی جلیل القدر شخص کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو جب تک اس کا کوئی جانشین یا گھر کا پیشوا نہیں بن جاتا اس وقت تک کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس جلیل القدر شخص کے مرنے سے گھریا خاندان یا ملک و حکومت و شہر بے سردار کے رہ جاتا ہے اور سب کے سب ایک مساوی درجہ میں ہو جاتے ہیں۔ نیز حیرت و سستہ کی حالت ان پر طاری ہو جاتی ہے۔ لہذا دفن کفن سے پہلے ایک ذمہ دار قائم مقام کی ضرورت پوری کرنا مقتضائے فطرت ہے۔ پھر جیسے ہی کوئی شخص قائم مقام ہو گیا یا اس نے اس گھریا خاندان یا ملک و حکومت یا شہر کا کام سنبھال لیا تو فوراً اس کے حکم سے کل کام ہونے لگیں گے۔

حضرت ابو بکرؓ کے راست اقدام : اگر حضرت ابو بکرؓ اپنے ہنگامہ میں جس وقت کہ کسی کے ہوش و حواس بھانہ تھے۔ پیش پیش نہ ہو گئے ہوتے تو حضرت عمرؓ کو ان کے پر جوش کلام سے کون روکتا۔ حضرت عائشہؓ کے سینہ پر سے سر مبارک کون اٹھاتا۔ سقیفہ میں انصار و مہاجرین کے جھگڑے کو کون ختم کرتا، مرتدین کا کون قلع قمع کرتا۔ ان واقعات کے دیکھنے والے بخوبی سمجھ لیں گے کہ یہ امور اہم تھے جنہیں حضرت ابو بکرؓ نے بخیر و خوبی انجام دیا۔ علاوہ بریں آنحضرت ﷺ نے وصیت فرمادی تھی کہ مجھ کو میرے خاندان والے نہ لائیں پھر کون سا موقع تھا کہ حضرت ابو بکرؓ وصیت کے خلاف غسل دینے میں مصروف ہو جاتے۔ جب کہ حضور ﷺ کے خاندان والے بموجب وصیت تجمیز و تکفین میں مصروف ہو گئے تھے۔ لہذا ایسے نادرک وقت میں حضرت ابو بکرؓ صدیق کا حضور ﷺ کے دولت کدے پر صرف حاضری کی خاطر موجود رہنا مناسب تھا یا ان خطرناک ترین جھگڑوں کا رفع جو آنحضرت ﷺ کے وصال کی خبر پر رونما ہوئے تھے۔ جنہیں بے کم و کاست بلا در عایت نہایت صحیح و مستند کتابوں سے منتخب کر کے لکھ دیا گیا جس میں کسی کی طرف داری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حلیہ مبارک : آنحضرت ﷺ نہ تو بہت طویل القامت تھے اور نہ بہت زیادہ پست قد۔ سر بڑا بھری ہوئی داڑھی۔ دونوں بازو اور قد پر گوشت، سرخی مائل گندھی رنگ، گول بڑی بڑی سیاہ پر رونق آنکھیں، سر کے بال سیدھے، پیشانی چوڑی تھی۔ لیس کا بیان ہے کہ آپ کے بالوں پر بھری کے آثار نمایاں نہیں ہوئے تھے لیکن بعض کہتے ہیں کہ آپ کی داڑھی میں سامنے

تقریباً بیس پچیس سفید بال تھے جن کو آپ نے کبھی کسی چیز سے نہیں رنگا۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ آپ کے سر میں بھی چند سفید بال تھے جو تیل لگانے اور کنگھی کرنے سے چھپ جاتے تھے۔ سر کے بال کبھی کاندھوں تک اور کبھی کانوں تک بڑھے رہتے تھے۔ سر میں تیل بکثرت ڈالتے اور آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے، شجاع، خلیق، شیریں کلام، فصیح، خندہ رو، جمیع محاسن ظاہر و باطن سے مزین تھے جسم کے سوا کبھی کھلکھلا کر آپ نہیں بنے۔

حضرت خدیجہ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ تیرہ عورتیں آپ کی زوجیت میں آئیں۔ جن میں سے انتقال کے وقت نوموجود تھیں سب سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجہ آپ کے عقد میں آئیں۔ یہ خویلد بن اسد کی لڑکی تھیں ان کی پہلی شادی عتیق بن عابد بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم سے ہوئی تھی۔ عتیق کے مرنے کے بعد ابو ہالہ بن زرارہ بن نباش بن عدی سے عقد ثانی ہوا۔ پھر جب ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ تو اس کے بعد ان کا تیسرا عقد ان کے باپ خویلد یا بعض روایتوں کے بموجب ان کے بھائی عمرو بن خویلد نے آنحضرت ﷺ سے کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے بیس اونٹ مہر ادا کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے طعن سے آپ کے چار لڑکے قاسم، طیب، طاہر اور عبد اللہ پیدا ہوئے اور چار لڑکیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ ان اولاد کو عالم طفلی میں انتقال ہو گیا لیکن چاروں لڑکیاں جوان ہو کر بیاہی گئیں اور صاحب اولاد ہوئیں۔

حضرت عائشہ بنت حضرت ابو بکر حضرت خدیجہ کی حیات میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ جب ان کا ہجرت سے تین برس پہلے انتقال ہو گیا۔ تب آپ نے سودہ بنت زمعہ یا عائشہ صدیقہ سے عقد کیا۔ عقد کے وقت حضرت عائشہ کی عمر سات برس کی تھی۔ مکہ میں آپ کے والد بزرگوار حضرت ابو بکرؓ نے آپ کے ساتھ عقد کیا اور مدینہ میں پہنچ کر جب کہ ان کا سن نو یا دس برس کا تھا۔ زفاف کیا اور جب اٹھارہ برس کی تھیں کہ آنحضرت ﷺ کا وصال ہو گیا۔ ان کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا تھا جس کو آپ نے ادا کر دیا۔ ان کے سوا اور کوئی امہات المومنین میں سے باکرہ نہ تھیں انہوں نے ۱۵ھ میں وفات پائی۔ یہ آپ کی محبوب ترین ازواج میں سے ہیں۔

حضرت سودہ بنت زمعہ : سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس کی پہلی شادی سکران بن عمرو بن عبد شمس سے ہوئی تھی۔ جب یہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا اور وہاں نصرانی ہو کر مر گیا تب ان کے باپ زمعہ نے چار سو درہم مہر پر ان کا عقد آنحضرت ﷺ سے کر دیا آپ نے مہر ادا کر دیا۔

حضرت حفصہ بنت عمر حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ پھر آپ نے حضرت حفصہ بنت حضرت عمر الخطاب سے عقد کیا۔ یہ پہلے حمیس بن صدافہ کے عقد میں تھیں۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو آپ کے عقد میں آئیں۔ ان کا بھی مہر چار سو درہم تھا جو ادا کر دیا۔ پھر ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المخیرہ سے نکاح کیا۔ ان کا نام ہند تھا یہ آپ سے پہلے سلمہ بن ابی سلمہ بن عبد الاسد کے عقد میں تھیں۔ یہ بدری صحابی ہیں جنگ احد میں زخمی ہوئے اور اسی زخم میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت زینب بنت خزیمہ پھر حضرت زینب بنت خزیمہ سے چار سو درہم مہر پر عقد کیا۔ اس سے پہلے وہ عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف کے اور عبیدہ سے پیشتر مبہم بن عمرو بن الحارث کی زوجیت میں تھیں۔ یہ طبعا رجم اور غریب ترس زیادہ تھیں اسی وجہ سے ان کو ام المساکین بھی کہا کرتے ہیں۔

حضرت جویریہ بنت الحارث : پھر عام المریض میں جویریہ بنت ابی ضرار خزاعی (بنو المصطلق) سے عقد کیا۔ یہ بنو

المصطلق کے قیدیوں میں سے تھیں۔ تقسیم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں۔ انہوں نے اپنے کو مکاتبہ ذاتی مال دے کر (آزادی حاصل کرنا) کر لیا تھا۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور یہ ارشاد کیا کہ کیا میں تجھ کو اس سے بھتر کوئی بات بتاؤں۔ جویریہؓ نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں تمہاری واجب الادا رقم ادا کئے دیتا ہوں۔ تم مجھ سے عقد کرو جویریہؓ نے اس کو منظور کر لیا آپ نے اسی وقت وہ رقم ادا کر کے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ یہ پہلے سافع بن صفوان مصطلق کے نکاح میں تھیں۔

حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان پھر ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرث سے عقد کیا۔ ان کا نام رابلہ تھا ان کا عقد خالد بن سعید بن العاصی نے کیا۔ جس زمانہ میں یہ دونوں حبشہ تھے نجاشی نے آپ کی طرف سے ان کا مہر چار سو دینار ادا کیا۔ یہ پہلے عبداللہ بن جحش اسدی کی زوجیت میں تھیں ان کا انتقال زمانہ خلافت معاویہ میں ہوا۔

حضرت زینبؓ بنت جحش پھر زینبؓ بنت جحش آپ کی زوجیت میں داخل ہوئیں۔ پہلے یہ زید بن حارثؓ آپ کے آزاد کردہ غلام کے عقد میں تھیں۔ ان کا مہر بھی آپ نے چار سو درہم ادا فرمایا۔ انہیں کے قصہ میں ﴿فلما قضی زید منها و طوا زوجها﴾ لکھا ہے ان کا انتقال زمانہ خلافت حضرت عمرؓ بن الخطاب میں ہوا۔

حضرت صفیہؓ بنت حی ابن اخطب پھر عام خیبر میں صفیہؓ بنت حی ابن اخطب سے نکاح کیا۔ یہ پہلے سلام بن مظہم کی زوجہ تھیں۔ پھر کنانہ بن الربیع ان کے شوہر ہوئے۔ جنگ خیبر میں یہ گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنے لئے ان کو منتخب فرمایا اور بعد نکاح ولیدؓ کیس میں گوشت وغیرہ نہ تھا۔

حضرت میمونہؓ بنت الحارث پھر میمونہؓ بنت الحارث سے نکاح ہوا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے آپ کی طرف سے ان کا چار سو درہم مہر ادا کیا۔ یہ اس سے پہلے ابی رہم بن عبد العزیٰ بن ابی قیس کی زوجہ تھیں۔ یہ حضرت عباسؓ و خالد بن ولیدؓ کی خالہ تھیں۔

حضرت اسماءؓ بنت نعمان اور حضرت عمرہؓ بنت یزید کلابیہ پس یہ گیارہ امہات المؤمنین ہیں۔ جن سے آپ نے مقارنت (تعلق یا قربت) کی۔ ان میں سے دو آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں انتقال فرما گئیں (یعنی خدیجہؓ و زینبؓ بنت خزیمہ)۔ باقی نو امہات المؤمنین کو چھوڑ کر آپ ﷺ نے انتقال فرمایا دو بیویاں ایسی تھیں جن سے نوبت مقارنت نہیں آئی۔ ایک سلمہ بنت نعمان کنذیہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ لیکن سفید داغ ہونے کی وجہ سے آپ نے ان کو ان کے خاندان کی طرف لوٹا دیا۔ دوسری عمرہ بنت یزید بن کلابیہ ان کو تھوڑا زمانہ ہوا تھا کہ یہ مسلمان ہوئیں تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق کی خواہش ظاہر کی آپ ﷺ نے ان کو ان کے خاندان کی طرف لوٹا دیا۔

ان امہات المؤمنین میں سے چھ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد عاتکہؓ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ و حفصہؓ بنت عمر بن الخطاب بن نفیل و ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرث و ام سلمہؓ بنت ابی امیہ بن المغیرہ و مسودہؓ بنت زید بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی فرشیات اور باقی عربیات سوائے صفیہؓ بنت حی ابن اخطب کے تھیں۔ واللہ اعلم

موالی آنحضرت ﷺ کے موالی (آزاد غلام) بھی تھے منجملہ ان کے زید بن حارثؓ اور ان کے لڑکے اسماء بن

زیدؓ اور ثوبان (ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی) سرات کے رہنے والے تھے۔ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد یہ حص چلے گئے اور وہیں ۵۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ شمر ان (یہ حبشہ کے رہنے والے تھے نام ان کا صالح تھا) اور افع ابراہیم (یہ عباس ابن عبد المطلب کے مملوک تھے۔ انہوں نے ان کو آنحضرت ﷺ کو بہہ کر دیا اور آپ نے آزاد کیا) اور سلمان فارسی (ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی یہ اصفہان کے رہنے والے تھے۔ بنو کلب میں سے ایک شخص ان کو کسی لڑائی سے گرفتار کر لیا اور ایک یہودی کے ہاتھ میں وادی ام القرئی میں فروخت کر ڈالا۔ یہودی مالک نے ان کو مکاتیب (وہ غلام جو مالک کی اجازت سے اپنی قیمت آپ محنت مزدوری کر کے مالک کو ادا کر کے آزاد ہو جائے) بنایا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی مدد کی تا آنکہ آزاد ہو گئے) سفینہ (یہ ام سلمہؓ کے غلام تھے ان کو جثاہ موصوفہ نے اس شرط سے آزاد کیا تھا کہ ہمیشہ آنحضرت ﷺ کی خدمت کیا کریں) اور ابو کبشہ سلیم (ان کو آنحضرت ﷺ نے خرید فرما کر آزاد کر دیا تھا۔ یہ کل لڑائیوں میں شریک ہوئے اور ۱۳ھ یوم خلافت حضرت عمر ابن الخطابؓ میں ان کا انتقال ہوا) اور ربیع ابو مہینہ (یہ بھی آپ کے زرخید اور آزاد کئے ہوئے تھے) اور ربیع دوسو اور فضالہ اور مدغم (یہ وادی القرئی میں شہید ہوئے تھے) اور ابو ضمیرہ اور یار رضی اللہ عنہم تھے۔

کاتبین علماء سیر و تاریخ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ ابن عفان و حضرت علیؓ ابن ابی طالب گاہے گاہے آنحضرت ﷺ کے لکھنے والوں میں سے تھے۔ ان کے علاوہ خالد بن سعید و ابان بن سعید و علاء بن الحضرمی بھی لکھا کرتے تھے۔ اول جس کو آپ ﷺ کا شرف حاصل ہوا وہ ابی بن کعب ہیں انہیں کاتبین میں زید بن ثابتؓ معاویہ بن ابوسفیان اور حذفہ اسید شمر کئے جاتے ہیں کسی زمانہ میں عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح بھی لکھا کرتے تھے لیکن کچھ دن بعد مرتد ہو گئے پھر یوم فتح مکہ اسلام کی طرف رجوع کیا۔

سقیفہ بن ساعدہ کا واقعہ: آنحضرت ﷺ کے انتقال سے آپ کے جانشین صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو کیفیت طاری ہوئی وہ قدرتی تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بعضوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہی نہیں ہوا ان کا یہ کہنا فرط محبت کے سبب سے تھا نہ کہ ناہمی سے۔ اسی اثناء میں انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ”رسول اللہ ﷺ کے بعد استحقاق خلافت انصار کو حاصل ہے۔ کیونکہ انہوں نے دین کی مدد کی۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرایا ان کے ساتھ ہو کر اعداء دین سے لڑے“ لیکن وہ مہاجرین جو سقیفہ بنی ساعدہ اسی وقت پہنچ گئے تھے انہوں نے اس کی مخالفت کی۔ چنانچہ فریقین میں بحث و تکرار ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ اس امر کی اطلاع حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو ہوئی۔ یہ دونوں بزرگ مع ابوعبیدہ بن الجراح سقیفہ روانہ ہوئے۔ اثناء راہ حضرت عاصم بن عدیؓ و حضرت عویم بن سادہؓ سے ملاقات ہو گئی عاصم و عویم نے ان کو روکنے کا قصد کیا۔ لیکن وہ لوگ ان کے روکنے سے نہ رکے۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکا سقیفہ میں جہاں پر انصار جمع تھے جا پہنچے اور باہم مباحثہ ہونے لگا۔

مسئلہ خلافت پر بحث و نتیجہ: ابو بکرؓ: ہم لوگ سابقین اولین میں ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں رہے کفار کے ہاتھوں سے ایذا اٹھائیں۔ پھر انہیں کے ہمراہ ہجرت کی۔ تم لوگ اس بارے میں ہم لوگوں سے بحث نہ کرو۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم کو حق و نصرت نیز سابق الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ بایں لحاظ ہم لوگ امراء ہیں اور تم وزراء ہو۔

حباب بن المہذربن الجموع: مناسب یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے یہ کہہ کر انصار کی طرف مخاطب ہو کر کہا ”اے گروہ انصار“ اگر مہاجرین اس سے انکار کریں تو ان کو تم اپنی تلواروں سے اپنے شہر سے نکل باہر کرو دین کی اشاعت ہمارے ذریعہ سے ہوئی ہے ہم لوگ خلافت رسول اللہ ﷺ کے مستحق ہیں۔ لیکن بخیال رفع نزاع ہم کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک امیر ہو اور ایک ہم میں سے۔

عمر بن الخطاب: تم کو خوب یاد ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے اور اگر تم کو استحقاق امارت ہوتا تو آنحضرت ﷺ تم کو وصیت کرتے۔

عمر بن الخطاب اس قدر کہنے پائے تھے کہ حباب بن المہذربن الجموع نے گئے اور دونوں آدمیوں میں زور زور سے باتیں ہونے لگیں۔ حضرت عبیدہ ان دونوں بزرگوں کو روک رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے اے گروہ انصار اللہ سے ڈرو تم لوگ وہ سب نے سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کی مدد کی۔ پس اب تم سب سے پہلے ان لوگوں میں سے نہ بنو۔ جنہوں نے اپنے طبائع کو متبدل و خفیہ کر دیا ہو۔

بشیر بن سعد بن العثمان بن کعب بن الخزرج بے شک رسول اللہ ﷺ قبیلہ قریش سے تھے اور ان کی قوم امارت و خلافت کی زیادہ مستحق ہے اور ہم لوگ اگرچہ انصار دین اور سابق الاسلام ہیں۔ لیکن اس اسلام سے ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کا راضی رکھنا تھا اور اس کی اطاعت و نظر تھی۔ اس کا معاوضہ ہم دنیا میں نہیں چاہتے اور نہ اس بابت ہم مہاجرین سے جھگڑا کرنا چاہتے ہیں۔

حباب بن المہذربن الجموع نے بشیر کو نے واللہ بڑی بزدلی ظاہر کی تو نے سارا کارخانہ ہی درہم برہم کر دیا۔ بشیرؓ نہیں نہیں میں نے بزدلی سے اپنا خیال ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ میں امارت و خلافت کے لئے ایسی قوم سے نزاع کروں جو اس کی مستحق ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((الایمة من قریش)) ”کل امام قریش سے ہوں گے۔“

اس کلام کے تمام ہوتے ہی دو چار انصار و مہاجرین نے اس حدیث کی تصدیق کر دی جس سے حباب بن المہذربن الجموع کا خیال بدل گیا اور دفعۃً وہ شور و غل جو اس مجمع میں امارت کے سلسلے میں برپا تھا۔ بالکل رفع ہو گیا سب کے سب ایک خاموشی کی حالت میں ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ و ابوعبیدہ کی طرف بیعت کا اشارہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں ہرگز بیعت نہ لوں گا جب تک ابوبکرؓ موجود ہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

بیعت خلافت: تب بشیر بن سعد نے انھیں سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ و ابوعبیدہؓ نے پھر اس نے کیونکہ یہ خزرج کی امارت سے کبیدہ خاطر تھے۔ انہیں لوگوں میں اسید بن خنیس بھی تھے۔ ان کے بعد بیعت

کرنے والے چاروں طرف سے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر امنڈے چلے آتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایسی کثرت ہو گئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ سعد بن عبادہؓ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کسی نے ان کے ہمراہیوں میں سے کہا دیکھو کہیں سعد اس کشمکش میں دب کر نہ مر جائے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اس کو اللہ تعالیٰ ہی نے مارا ہے۔ سعد یہ سن کر اٹھ کر ان سے دست بگریاں ہو گئے۔ عمرؓ کو بھی غصہ آ گیا لیکن حضرت ابوبکرؓ کے روکنے سے رک گئے۔ جب سب لوگ بیعت کر چکے تو سعدؓ سے بیعت کرنے کے لئے کہا گیا سعدؓ نے بیعت سے انکار کیا۔ حضرت بشیرؓ نے کہا یہ تن تھا آدمی ہیں ان سے درگزر کرو ان کو ان کی حالت پر رہنے دو۔ پس حضرت سعدؓ بن عبادہ اس واقعہ کے بعد نہ تو ان کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے تھے اور نہ ان سے ملتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہو گیا۔ علامہ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ نے بھی تھوڑی دیر کے بعد اسی دن حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت سعدؓ بن عبادہ شام کی طرف چلے گئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ انتقال ہو گیا مشہور ہے کہ ان کو جن نے مارا ہے اس روایت کی تائید میں یہ بتیں پڑھی جاتی ہیں۔

نحن قتلنا سيد الخزرج سعد بن عبادہ

فرميناہ بسہمین فلم نخط فوادہ

”یعنی ہم نے سعد بن عبادہؓ سردار خزرج کو قتل کر دیا۔ ہم نے ان کے دو تیر مارے اور ان کے دل سے خطا نہیں کی۔“

حضرت علیؓ اور حضرت ابوسفیانؓ: یہ بیعت باجماع انصار و مہاجرین (رضی اللہ عنہم) ہوئی۔ اگرچہ ابتداً انصارؓ میں سے سعد بن عبادہؓ اور مہاجرین میں سے حضرت علیؓ و بنو ہاشم و ذیہ و طلحہؓ بیعت میں پیچھے رہے۔ لیکن واقعات و حالات قبل و بعد بیعت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کا ابتداً بیعت سے تحلف (پیچھے رہنا) کرنا تقاضائے بشریت سے تھا نہ کہ کسی اور خیال و وجہ سے۔ جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کے بعد ایک روز حضرت ابوسفیانؓ مدینہ میں حضرت علیؓ کے پاس یہ کہتے ہوئے آئے کہ ”مدینہ میں میں ایک عجیب شورش دیکھتا ہوں جس کو سوائے کشت و خون کے اور کوئی چیز نہیں فرو کر سکتی اے آل عبد مناف ابوبکرؓ تمہارے ہوتے ہوئے سرداری کا کبھی مستحق ہو سکتا ہے کہاں ہیں وہ دونوں ضعیف و ذلیل۔ حضرت علیؓ و عباسؓ یہ عجیب بات ہے کہ حکومت و سلطنت قریش کے نہایت چھوٹے اور حقیر قبیلہ میں چلی جائے“ یہ کہہ کر علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا (ابسط یدک ابنا بک فواللہ لئن شئت لا ملانہا علیہ خیلا و ارجلا) ”ہاتھ بڑھاؤ میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ بخدا اگر تم کہو میں ابوبکرؓ پر یہ میدان تنگ کر دوں اور پلک جھپکنے میں اسے سواروں اور پیادوں سے بھر دوں“ علیؓ نے یہ سن کر اس کا جواب نہایت سختی سے دیا اور کہا واللہ تمہاری اس بات میں سوائے فتنہ و فساد کے اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ بخدا تم نے اسلام میں آتش فتنہ روشن کرنے کی کوشش کی ہے۔ جاؤ مجھے تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں۔

حضرت علیؑ کی بیعت: ابوسفیان اس جواب سے اپنے بکے پر پشیمان ہو کر اٹھ گئے اور حضرت علیؑ سیدھے حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے۔ اتفاق سے اس وقت حضرت ابو بکرؓ کے پاس حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؑ نے حضرت ابو بکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”کہ میں آپ سے کچھ گفتگو کرنے آیا ہوں اور تخلیہ چاہتا ہوں۔“ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو ہٹا دیا۔ تب حضرت علیؑ نے فرمایا: ”آپ نے سقیفہ میں میری عدم موجودگی میں بیعت کیوں لی؟ آپ نے مجھ سے مشورہ تک نہ لیا۔ آپ مجھ کو بلوا لیتے۔“ حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا: ”کہ میں سقیفہ میں بیعت لینے کی غرض سے نہیں گیا تھا، بلکہ انصار و مہاجرین کا نزاع رفع کرنے گیا تھا۔ انصار کہتے تھے کہ ہم میں سے امیر ہو اور مہاجرین کہتے تھے کہ ہم میں سے ہو، دونوں اس بات پر لڑنے پر تیار ہو رہے تھے میں نے خود اپنی بیعت کی درخواست نہیں کی بلکہ حاضرین نے بالاتفاق خود میرے ہاتھ پر بیعت کی باقی رہا یہ امر کہ میں نے تم کو بلوایا نہیں اور میں نے مشورہ نہیں لیا۔ اس کا انصاف تم خود کر سکتے ہوں کہ تم جب تجھیز و تکلف میں مصروف تھے تو میں تم کو کیسے محض اس کام کے لئے وہاں سے بلواتا اور اس سلسلے میں مشورہ کرتا۔ اگر میں ان لوگوں کے کہنے سے بیعت نہ لیتا تو بہت جلد اس قدر فتنہ و فساد برپا ہو جاتا کہ جس کا فرو کرنا امکان سے باہر تھا۔“ حضرت علیؑ یہ جواب سن کر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتے رہے۔ اس کے بعد ہاتھ بڑھا کر حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ علامہ طبری نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے چالیس روز بعد حضرت علیؑ نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی یہی صحیح ہے۔

خطبہ خلافت: حضرت ابو بکرؓ بیعت سقیفہ کے دوسرے دن مسجد میں آئے اور ممبر پر بیٹھ کر لوگوں سے بیعت عامہ لی۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر حمد و نعت کے بعد حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

((ایہنا الناس قد ولیت علیکم و سلّت بخیر کم فان احسنت فاعینونی و ان اسأت فقومنی الصّدق امانۃ و الکذب خیانة و الضعیف فیکم قوی عندی حتی اخذله حقہ و القوی ضعیف عندی حتی اخذ منه الحق ان شاء اللہ تعالیٰ لا یدع منکم الجہاد فانہ لا یدعہ قوم لا اضر بہم اللہ بالذل اطیعونی ما اطعت اللہ و رسولہ فاذا عصیت اللہ و رسولہ فلا طاعة لی علیکم قوموا الی صلواتکم رحمکم اللہ))

”یعنی لوگو! میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں ٹھیک ٹھیک رہوں تو میری مدد کرو اور اگر بُری راہ اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ جب تک میں اس کا حق اسے نہ دلوں اور قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق واپس نہ لے لوں کوئی شخص جہاد ترک نہ کرے کیونکہ اللہ جہاد چھوڑنے والوں پر ذلت ڈال دیتا ہے۔ تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں اور جب نافرمانی کرنے لگوں تو میری اطاعت نہ کرو۔ اچھا اب نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ تم پر رحم فرمائے۔“

من گھڑت اور غلط روایتیں: اس واقعہ کے دوران لوگوں نے خوب خوب قصے اختراع کئے ہیں کوئی کہتا ہے کہ (عیاذ باللہ) حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا گھر جلا دیا اس وجہ سے کہ وہاں وہ لوگ جمع ہوتے تھے جنہوں نے بیعت سے تحلف (توقف) کیا تھا اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کی مشکیں ہاندھ کر بیعت کرنے کو پکڑ لائے تھے اور حضرت فاطمہؓ کے ایک لات ماری تھی جس سے اسقاط حمل ہو گیا ((السی غیر ذلک)) لیکن میرے نزدیک ان روایات کی اس کے سوائے کوئی اصلیت نہیں ہے کہ محبت کے پردے میں بھی لوگوں نے بزرگان دین کی ہر پہلو سے توہین کی ہے۔ ((واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم))

باب: ۱۱

حضرت ابو بکر صدیقؓ

۱۱ تا ۱۳ھ

ابتدائی مشکلات: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سقیفہ میں جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔ سوائے سعد بن عبادہ کے مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم نے بالافتاق حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بشرط صحت روایت کسی نے بیعت سے خلف نہ کیا۔ پس ان سے شاذ ہونے کی وجہ زیادہ چھیڑ چھاڑ نہیں کی گئی، انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا۔

جیش اسامہ کی روانگی: حضرت ابو بکرؓ نے اپنی خلافت میں سب سے پہلا کام جو کیا۔ وہ لشکر اسامہؓ کو روانہ کرنا تھا۔ اگرچہ اس وقت تقریباً کل عرب مرتد ہو گیا تھا۔ اکثر قبائل کے قبائل اسلام سے پھر گئے تھے ایسے قبیلے بہت کم تھے جن میں شاذ مرتد ہوئے تھے۔ ہر طرف فتنہ کی تاریکی چھا گئی تھی مخالف ہواؤں کے جھوٹے چل رہے تھے ارداد کی سیاہ گھنائیں اٹھی چلی آ رہی تھیں۔ مسلمان غریب ایسی شب تاریک میں اپنی قلت جماعت و کثرت اعداء سے حیران و پریشان ہو رہے تھے۔ لیکن بایں ہمد نہایت استقلال سے ابو بکرؓ نے لوگوں کو اسامہؓ کے اتھاروا لگی کا حکم دیا۔ اسامہؓ نے اس خیال سے کہ شاید کوئی اہم امر پیش نہ آ جائے۔ حضرت عمرؓ کو ابو بکرؓ کے پاس واپس کیا۔ انصارؓ نے عمرؓ کی زبانی خلیفہ المسلمین سے یہ کہلا بھیجا کہ ایسی حالت میں لشکر کی روانگی مناسب نہیں بہتر ہو گا یہ امر آئندہ کسی مناسب وقت پر موقوف رکھا جائے اور اگر روانگی لشکر ضروری سمجھی جائے تو اسامہؓ سے زیادہ کسی حمراور آزمودہ کار کو ہمارا سر دار مقرر کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے جس وقت انصار کا یہ پیام ابو بکرؓ کے گوش گزار کیا تو حضرت ابو بکرؓ اٹھ کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے اور کہنے لگے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہیں ٹال سکتا۔ اگر مجھے اس امر کا خوف ہوتا کہ مجھے مدینہ میں کوئی درندہ آ کر پھاڑ ڈالے گا یا کوئی مجھے لوٹ لے جائے گا تو بھی میں اسامہؓ کو روانہ کرتا کس کے منہ میں دانت ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف کرے جس کو وہ مقرر کر جائیں اس کو موقوف کرے۔ میں جب تک اسامہؓ غور و انداز نہ کر لوں ہرگز ایک لمحہ قرار نہ پاؤں گا۔

حضرت ابو بکرؓ کی حضرت اسامہؓ کو ہدایات: یہ کہہ کر حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اٹھے اور اسامہؓ کے

ساتھ ساتھ مدینہ سے نکلے۔ اسامہؓ سے اثناء راہ میں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

”میں تم کو ان چند باتوں کی ہدایت کرتا ہوں ان کو تم یاد کر لو۔ یہ کہ خیانت نہ کرنا، جھوٹ نہ بولنا، بدعہدی نہ کرنا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ کسی پھلدار درخت کو نہ اکھیرنا اور نہ جلا نا اور نہ کاٹنا۔ کھانے کے سوا بکری گائے اور اونٹ کو ظلمانہ ذبح کرنا۔ کسی قوم کے پاس پہنچ کر ان کو نرمی سے اسلام کی طرف بلانا اور جب کسی سے ملو تو اس کے حفظ مراتب کا خیال رکھنا۔ لیکن جو شخص اسلام کی مخالفت کرے اس کی بے تامل گردن مار دینا اور جب کھانا شروع کرنا تو اللہ کا نام لے کر کھانا۔ اے اسامہ! ان کل کاموں کو کرنا جن کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو دیا ہے۔ اس میں کچھ کمی نہ کرنا اور نہ زیادتی جاؤ اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں کفار سے لڑو۔“

ابوبکرؓ اس قدر باتیں سمجھا کر جرف سے واپس آئے اور اسامہؓ نے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا دارون و بلقار میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی چالیس دن اور بعض کہتے ہیں کہ ستر دن کے بعد بے شمار لاقعد ادمالی غنمت و قیدیوں کو لے کر واپس آئے۔ اسامہؓ کی یہ روانگی اور ان کی لڑائی مسلمانوں کے حق میں بے حد مفید ثابت ہوئی عربوں کا خیال بدل گیا بہت سی باتیں جن کو وہ کرنے والے تھے اس واقعہ سے ڈر کر خاموش ہو رہے۔

ارتداد کی وبا: اس زمانہ میں جب اسامہؓ رومیوں سے لڑ رہے تھے حضرت ابوبکرؓ بالکل خاموشی کی حالت میں بیٹھے رہے۔ اگرچہ عربوں کے مرتد ہونے کی خبریں وقفہ وقفہ آتی رہیں آخر ردت کی یہ نوبت پہنچ گئی کہ ادھر سوائے قبیلہ قریش و ثقیف کے کل قبائل عرب عام طور سے کل یا بعض مرتد ہو گئے اور ادھر مسیلہ کذاب کے کاموں میں ایک گوندہ استحکام پیدا ہو گیا۔ طلحہ کے پاس قبائل طے اور اسد کا ایک خاصہ گروہ جمع ہو گیا غطفان مرتد ہو گئے۔ بنو ہوازن نے ان سے اتفاق کیا صدقہ بند کر دیا۔ سلیم کے خاص خاص لوگ اسلام سے پھر گئے۔ علی ہذا ہر مقام پر اکثر آدمی ارتداد کی بلالے بد میں مبتلا ہو گئے یمن یمامہ مبنی اسد اور ہر ایک مقام کے امراء و نوابین کے قاصد عرب کے عام طور سے مرتد ہونے کی خبریں لانے لگے حضرت ابوبکرؓ نہایت استقلال و مضبوطی سے ان کل خبروں کو سن کر خطوط اور نامہ بروں سے محاسبہ کرتے رہے اور ان کی سرکوبی کے لئے اسامہؓ کی واپسی کے منتظر تھے۔

منکرین زکوٰۃ و نماز: قبیلہ عس و ذبیان جوش مردانگی سے ابل پڑے۔ عس ابرق اور ذبیان ذی القصد میں آترے۔ ان کے ساتھ کچھ لوگ بنی اسد و بنی کنانہ کے بھی تھے۔ ان لوگوں نے متفق ہو کر چند آدمیوں کو بطور وفد حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے بمقابلہ معززین مدینہ نماز کی کمی اور زکوٰۃ کی معافی کی درخواست کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا واللہ اگر ایک عقال (جس رسی سے اونٹ کے پاؤں باندھتے ہیں) نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا اور پانچ وقت کی نماز میں سے ایک رکعت کی بھی کمی نہ کی جائے گی۔

مدینہ پر حملہ: مرتدین کے وفود یہ خشک جواب سن کر اپنے گروہ میں واپس آئے اور مسلمانوں کی قلیل تعداد سے آگاہ کیا۔ عس و ذبیان اس خبر کے سنتے ہی مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے۔ اسی وقت بلا واپس مدینہ پر حملہ کر دیا۔ لیکن ان

کے حملہ کرنے سے پہلے ابوبکرؓ نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ گشت پر علیؓ و زبیرؓ و طلحہؓ و عبداللہ بن مسعودؓ کو مقرر کیا تھا اور جو لوگ مدینہ میں موجود تھے۔ ان کو مسجد نبوی کے سامنے یک جا کر رکھا تھا۔ جس وقت عیس و ذبیان نے اسلامی گشت پر حملہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس واقعہ سے مطلع ہوتے ہی مسلمانان مدینہ کو ان کی کمک پر بھیج دیا۔ مرتدین کو شکست ہوئی اسلامی لشکر ذی شہب تک ان کے تعاقب میں گیا۔ اس کے بعد مرتدین دوسرے راستہ سے بانسری و دف بجاتے زمین پر پاؤں پکٹتے طرح طرح کی حرکات و تماشے کرتے ہوئے لوٹے۔ جس سے اسلامی لشکر کے اونٹ بھڑک کر بھاگے۔ مسلمانوں نے اونٹوں کو ہر چند پھیرنا چاہا لیکن اونٹوں نے مدینہ میں پہنچ کر دم لیا۔

دفاع مدینہ: ادھر مرتدین نے یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کو شکست ہو گئی۔ اہل ذی قصبہ کو مدینہ پر حملہ کے لئے کہلا بھیجا۔ ادھر ابوبکرؓ خود مقابلہ کے قصد سے مسلح ہو کر نکلے۔ مہینہ پر نعمان بن مقرن کو اور میسرہ بن عبداللہ بن مقرن اور ساقہ پر سوید بن مقرن کو مقرر کر کے فجر کی نماز اول وقت پڑھ کر مرتدین پر حملہ آور ہوئے۔ دوپہر نہ ہونے پائی تھی کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی مرتدین میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ بنی اسد سے حبال مارا گیا۔ ظہر کے وقت حضرت نعمان چند مسلمانوں کے ساتھ مال غنیمت لے کر مدینہ واپس ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ مرتدین کے تعاقب میں ذی قصبہ تک بڑھے چلے گئے۔ اس اثناء میں بنو ذبیان و عیس نے موقع پر نعمان پر دفعہ حملہ کر کے مال غنیمت لوٹ لیا اور جس قدر مسلمان سامنے آئے انہیں شہید کر ڈالا۔ ابوبکرؓ جب تعاقب سے واپس آئے اور اس واقعہ کو سنا تو انہوں نے قسم کھالی کہ جس قدر مرتدین و مشرکین نے مسلمانوں کو مارا ہے۔ اتنے ہی آدمیوں کو میں ان میں سے ماروں گا اور جب تک دشمنان خدا سے اس کا بدلہ نہ لے لوں گا۔ آسائش سے نہ بیٹھوں گا غرض کہ حضرت ابوبکرؓ اسی ارادے میں تھے کہ مدینہ میں اطراف و جوانب ممالک سے صدقات آگئے اور اسامہ بھی مال غنیمت لئے ہوئے آ پہنچے۔

عیس و ذبیان کی سرکوبی: ابوبکرؓ نے اسی وقت اسامہؓ کو مدینہ میں اپنے بجائے مقرر کر کے لشکر اسلام کو مرتب کیا اور چند آدمیوں کو لے کر ذی شہب و ذی قصبہ کی طرف پیش قدمی فرمائی۔ ابرق پہنچ کر عیس و ذبیان و بنو بکر (کنانہ) ثعلبہ بن سعد اور ان کے ہمراہیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ فریقین نے کشت و خون کا بازار گرم کر دیا۔ انجام کار مرتدین شکست کھا کر بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کو شمشیر و نیزہ پر رکھ لیا اور ایک کثیر جماعت ان میں سے ماری گئی۔ اس واقعہ کے بعد ابرق میں حضرت ابوبکرؓ نے چند روز قیام کر کے بنو ذبیان کو ان مقامات سے بالکل بے دخل کر کے مسلمانوں کے قبضہ میں دے دیا اور خود مدینہ واپس آ گئے۔

مکہ کے مرتدین: بوقت وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ و بنی کنانہ پر خطاب بن اسید اور طائف اور اس کے تعلقات پر عثمان بن ابی العاص اور عمر ہوازن پر عکرمہ بن ابی اور نجران مع اس کے تعلقات پر عمرو بن حزم نماز پڑھانے اور یوسفیان بن حرب صدقات پر اور مابین زمخ و زبید بحران تک پر خالد بن سعید بن العاص اور ہمدان پر عامر بن شہر ہمدانی اور صنعاء پر فیروز دیلمی اور جند پر یعلیٰ بن امیہ اور مارب پر ابو موسیٰ اشعری اور اشعر میں و مکہ پر طاہر بن ابی ہالہ اور حضر موت پر

زیاد بن لبید یحاضی و عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی اور کندہ پر مہاجرین ابی امیہ (رضی اللہ عنہم) عامل تھے اور معاذ بن جبل کل ملک یمن میں ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں دورہ کرتے اور قرآن کی تعلیم دیتے تھے چونکہ مہاجرین ابی امیہ پر غزوہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اگرچہ ام المؤمنین ام سلمہ بھی سفارش سے وہ ناراضگی رفع ہو گئی تھی اور آپؐ نے ان کو کندہ کا عامل مقرر فرمایا تھا لیکن آپؐ کی علالت و انتقال کی وجہ سے مہاجرین ابی امیہ کندہ نہ جاسکے اور زیاد بن لبید ان کی قائم مقامی میں کام انجام دیتے رہے۔

قیس بن عبد یغوث کا صنعاء پر قبضہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اہل یمن اسود غسی کی وجہ سے مرتد ہو گئے تھے جن کی اصلاح آپؐ نے پہلے نامہ و پیام سے فرمائی آخر الامرایں زمانہ میں اسود مارا گیا اور یمن میں پھر اسلام کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کی خبر اہل یمن کو پہنچی تو وہ بھی دیگر عربوں کی طرح پھر مرتد ہو گئے۔ خالد جو غسی کے لشکر میں تھا وہ پہلے ہی غسی کے مارے جانے کے بعد مابین نجران و صنعاء کے مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو برا بھینٹہ کر رہا تھا۔ عمرو بن معدیکرب قیس بن عبد یغوث بن کنشوح وغیرہ کے مرتد ہو جانے سے یمن کی ہوا بالکل بگڑ گئی۔ قیس بن عبد یغوث نے ابتداء فیروز و دادیہ و خشش کو حیلے سے اس غرض سے ان سب کو قتل کرنے کی کوشش کی کہ ان کے بعد صنعاء پر اس کا تسلط کلی حاصل ہو جائے گا۔ لیکن مصلح کھلم کھلا برسر میدان خود تو نہ آیا قالہ سے کھلا بھیجا کہ موقع مناسب ہے۔ غسی کا لشکر لے کر ابتداء فیروز پر حملہ کر کے صنعاء پر قبضہ حاصل کر لینا چاہئے۔ میں بھی تیری مدد کو تیار ہوں جب فیروز کو قالہ کی تیاری کا حال معلوم ہوا تو اس نے قیس سے مدد چاہی۔ قیس نے اظہار محبت سے اس کو نصیحتیں کیں اور دھوکہ سے قتل کرنے کی غرض سے اس کی دعوت کی۔ اتفاق سے دادیہ پر اس کو کامیابی حاصل ہو گئی اور فیروز و خشش بخوف جان بھاگ نکلے۔ قیس نے ان کا تعاقب کیا۔ لیکن یہ جبل خولان میں اپنے ماموں کے پاس پناہ گزیں ہو گئے۔ قیس نے لوٹ کر صنعاء پر قبضہ کر لیا اور قالہ بھی غسی کا لشکر لے کر اس سے آ کر مل گیا۔

قیس بن عبد یغوث کی شکست و فرار: فیروز و خشش نے اس واقعہ سے حضرت ابو بکر صدیق کو مطلع کیا۔ جناب موصوف نے فیروز کو بدستور ولایت صنعاء پر قائم رکھ کر طاہر بن ابی ہالد و عکاشہ بن ثور و دی الکلاخ سمیع و ذی طلہیم و شب و ذی تمان شہر کو اس کی امداد کو لکھا اور اسلامی لشکر ظفر بیک کے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ فیروز کے پاس جب طاہر و عکاشہ وغیرہ کے مل جانے سے ایک محقول جمعیت ہو گئی۔ تو اس وقت وہ قیس کے مقابلہ پر نکلا۔ قیس نے یہ سن کر پہلے یہ انتظام کیا کہ فیروز کے عیال و اطفال کے دو گروہ کر کے ایک کو عدن کی طرف بھیجا تا کہ براہ دریا جلاوطن کر دیے جائیں اور دوسرے گروہ کو خشکی کی طرف اس غرض سے روانہ کر دیا تا کہ بیابان و صحرائیں آوارہ و پریشان ہو کر جس طرف چاہیں چلے جائیں۔ اس کے بعد غسی کا لشکر اور قبائل مرتدہ کو لے کر فیروز سے لڑنے کے لئے چلا۔ فیروز کے لکھنے پر بنی عقل بن ربیعہ و حک نے لڑکوں کو چھین لیا اور ان کے ساتھ جو قیس کے آدمی تھے ان کو بھی قتل کر کے فیروز سے آ ملے اور اس کے ہمراہ ہو کر قیس سے لڑے۔ یہ لڑائی صنعاء کے باہر ایک کھلے میدان میں ہوئی۔ فریقین میں شبانہ روز لڑائی قائم رہنے کے بعد قیس کو شکست ہوئی۔ وہ بھاگ کر اسی مقام پر چلا

گیا جہاں پر قالہ کے ساتھ تھا۔

عمرو بن معدی کرب: اس کے بعد قیس کے ساتھ عمرو بن معدی کرب بھی آ کر مل گیا۔ یہ اسی زمانہ میں مرتد ہو گیا تھا جس وقت کہ اسود غسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ فردہ بن مسیک اور قیس اور یہ تقریباً ایک ہی زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس کو قبل اسلام عمرو بن معدی کرب صدقات مراد پر متعین فرمایا تھا اور عمرو بن معدی کرب اپنی قوم سعد العشیرہ سے علیحدہ ہو کر زبید کے ساتھ حاضر خدمت اقدس ہو کر ایمان لایا تھا۔ جب اسود نے نبوت کا دعویٰ کر کے بغاوت اختیار کی اور مدحج نے اس کا اتباع کیا۔ تو عمرو بن معدی کرب بھی منجملہ انہیں لوگوں میں سے تھا لیکن فردہ مع اپنے ہمراہیوں کے اسلام پر ثابت قدم رہا اور اسی وقت اسود غسی نے عمرو بن معدی کرب کو اپنا نائب بنالیا تھا۔

بنی عمرو بن معاویہ کا صدقات دینے سے انکار: اسی زمانہ میں کندہ بھی مرتد ہو کر اسود غسی کے تابع ہو گئے تھے ان کے مرتد ہونے کی علت یہ ہوئی تھی کہ زیاد کنذی (جو ان سے صدقات وصول کرنے پر متعین تھے۔ بنی عمرو بن معاویہ (کندہ) میں ایک روز صدقات وصول کرنے کو گئے۔ بنی عمرو بن معاویہ نے باوجود صدقات واجب ہونے کے ان کو دینے سے انکار کیا۔ زیاد نے ان پر حملہ کر کے ان کو شکست دی۔ اس وجہ سے کل بنی عمرو بن معاویہ اس واقعہ سے برہم ہو کر صدقہ دینے سے منکر ہوئے اور مرتد ہو گئے۔ اگرچہ شراحیل بن اسط نے اپنی قوم بنی عمرو بن معاویہ کو صدقہ سے انکار اور مرتد ہونے سے بہت روکا۔ لیکن انہوں نے جب ان کی نہ سنی۔ تو شراحیل مع اپنے لڑکوں کے زیادؓ سے آ ملے اور یہ بیان کیا کہ ”بنی عمرو بن معاویہ سے بعض سکا سک و حضر موت و ابضہ و حمد و شرح و نخوس اور انکی بہن عمروہ نے سازش کر لی ہے۔ اگر تم نے ان کو ایک دن کی بھی مہلت دے دی۔ تو پھر ان پر کامیابی حاصل کرنی دشوار ہو جائے گی۔“ زیادؓ نے یہ سن کر اسی وقت ان پر حملہ کر دیا اور ایک خوزیر لڑائی کے بعد مرتدین گروہ کو منتشر کر کے مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے۔ اثناءِ راہ میں اشعث بن قیس و بنی حرث بن معاویہ سے ملاقات ہو گئی۔ قیدیوں کی عورتوں نے اشعث و بنی حرث سے فریاد کی۔ جس سے اشعث و بنی حرث کی رگ حیت جوش میں آ گئی اور اس نے غفلت کی حالت میں زیاد پر حملہ کر کے کل قیدیوں کو چھڑا لیا۔ اس کے بعد کل بنی معاویہ اور سکا سک و حضر موت نے ان کے مطہج ہوئے تھے سب کے سب جمع ہو کر ارتداد پر قائم رہے۔

معمر کہ اعلیٰ: حضرت ابوبکر صدیق پہلے تو اہل ردت سے نامہ و پیام سے محاربہ کرتے رہے۔ مہاجرین و انصارؓ کو ان کی سرکوبی کو نہ بھیجا۔ لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ مرتدین کی جمیعت یونانیوں یا بوحقی جاتی ہے اور دیگر امور سے ان کو ایک گوندہ طمینان بھی حاصل ہو گیا۔ تب موصوف الصدور نے عتاب بن اسید کو مکہ اور عثمان بن ابی العاصؓ کو طائف میں لکھا کہ جس قدر لوگ اسلام پر ثابت قدم ہیں اور وہ بفضلِ تعالیٰ اس وقت تک مرتد نہیں ہوئے ان کو لے کر مرتدین پر حملہ کر دو۔ چنانچہ تہامہ میں جو مرتدین مدحج و خزاعہ کا گروہ جمع ہو رہا تھا۔ ان کو عتاب بن اسید نے قتل و غارت کر کے متفرق کر دیا اور جس قدر لوگ ازود ششم و بجیلہ کے شتواۃ میں موجود تھے۔ ان کو عثمانؓ نے

۱۔ بنی عمرو بن معاویہ کندہ کا ایک چھوٹا سا قبیلہ تھا اس لڑائی اور ارتداد کا بانی مہابی عداء بن صحر برادر شیطان بن حجر ہے۔ زیادؓ نے اس کا اونٹ ہار برداری کے لئے پکڑ لیا تھا جس پر عداء بن حجر نے بے حد شورو غل مچا کر لوگوں کو زیادؓ کی مخالفت پر ابھار دیا اور سب کے سب مرتد ہو گئے۔

۲۔ عثمان بن العاص نے ازود ششم و بجیلہ کی جماعت مرتدہ کے منتشر کرنے اور ان کے زیر کرنے کو ایک سریہ روانہ کیا تھا جس کی انصری عثمان بن ابی ربیعہ کے قبضہ میں تھی اور مرتدین کے گروہ کا سردار حمیضہ ابن العثمان تھا۔

العاص نے ان کے قبائل مرتدہ کی دیکھا دیکھی ایک گروہ عک و اشعرین کا بھی مرتد ہو کر اعلا ب (راہ ساحل) میں جمع ہوا۔ طاہر بن ابی ہالہ مع مسروقؓ بھی کے یہ سن کر ان کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ فریقین سے مقام اعلا ب میں لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ طاہر کے ہاتھ رہا۔ عک و اشعرین کو شکست ہوئی۔ بے شمار ان کے آدمی مارے گئے طاہر بن ابی ہالہ نے اس واقعہ سے حضرت ابوبکرؓ کو مطلع کیا اور ان کے حکم کے انتظار میں لشکر لئے ہوئے ٹھہرے رہے۔

اہل نجران سے معاہدہ کی تجدید: اہل نجران نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو سن کر چالیس ہزار سواروں سے خروج کیا اور اپنے وفود (جمع ہے وفد کی بمعنی ڈیپوٹیشن) کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بغرض تجدید عہد روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک جدید عہد نامہ لکھ کر ان کو دے دیا اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ عرب میں دودین نہیں رہیں گے۔

حضرت جرید بن عبد اللہ کی یمن کو روانگی: ان واقعات کے بعد جرید بن عبد اللہ و اقرع و در بن غنیمس واپس آئے۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عسی کے خروج کے زمانہ میں روانہ کیا تھا۔ پھر ابوبکرؓ نے جریدؓ کو اس غرض سے یمن کی طرف واپس کیا کہ جو لوگ اسلام پر ثابت قدم ہیں۔ ان کو لے کر مرتدین سے لڑیں اور خشم کو زیر کر کے جمعیت اسلام کی نگہداشت اور حفاظت کی خاطر نجران میں ٹھہرے رہیں۔ جرید یہ حکم پا کر ہی پھر یمن واپس آئے۔ خشم کے چند آدمیوں نے مقابلہ کیا۔ جن کو وہ قتل و قید کر کے نجران کی طرف چلے گئے عثمان بن ابی العاص والی طائف نے بحکم حضرت ابوبکرؓ آدھوں کو اپنے بھائی کی سرکردگی میں مخالفین اہل طائف پر اور عتاب بن اسید مکہ و اعمال مکہ پر اپنے بھائی خالدؓ کی سرکردگی میں پانچ سو آدمیوں کو مقرر کر کے تاحکم ثانی کے منتظر رہے۔ جب یمن کی انتہی عدوت کی حالت حد متجاوز ہو گئی اور کسی طرح اس کی بگڑی ہوئی کیفیت سلجھتی نظر نہ آئی۔ تب مہاجر بن ابی امیہ حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے یمن کی بغاوت فرو کرنے کے لئے یمن کی طرف بڑھے۔ مکہ و طائف میں عتاب و عثمانؓ سے ملتے ہوئے خالد بن اسید و عبد الرحمن بن ابی العاص کو مع ان کے ہمراہیوں کے لیتے ہوئے جرید بن عبد اللہ و عکاش بن ثور کے پاس پہنچے۔ ان کو بھی اپنے لشکر میں شامل کر کے نجران میں داخل ہوئے فردہ بن مسیک نے ان لوگوں سے ملاقات کی مرتدین کے حالات سے ان کو مطلع کیا۔

نجران کی مہم: نجران میں پہنچنے کے دوسرے دن عمرو بن معدی کرب و قیس بن مکشوح نے ایک گروہ مرتدین کا لے کر مقابلہ کیا۔ لڑائی کا آغاز نہایت خطرناک تھا چاروں طرف سے مرتدین گھیرے ہوئے تھے۔ لیکن اللہ جل شانہ کی عنایت سے مرتدین کو مسلمانوں نے میدان سے مار کر بھگا دیا۔ بے شمار مرتدین اس واقعہ میں کام آئے۔ عمرو بن معدی کرب و قیس بن مکشوح گرفتار کر کے مدینہ ابوبکر صدیق کے پاس بھیج دیئے گئے۔ عمرو بن معدی کرب و قیس بن مکشوح نے ردت سے توبہ کی اور دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ان دونوں آدمیوں کو پھر یمن کی طرف واپس کر دیا۔

مرتدین کندہ کی سرکوبی: مہاجر بن ابی امیہ نجران کی مہم سے فارغ ہو کر حنناء واپس پہنچ کر قبائل مرتدہ کی سرکوبی اور سرگروہ مرتدین کی گوشامی میں مصروف رہے۔ جن لوگوں نے توبہ کی ان کو پھر اسلام میں داخل کر لیا اور جنہوں نے ذرا بھی

سرتابی کی ان کی فوراً گردن اڑادی۔ الغرض صنعاء کو بھی مہاجرین ابی امیہ نے مرتدوں سے صاف کر کے حضرت ابو بکر صدیق کو اس سے آگاہ کیا اس وقت حضرت ابو بکر صدیق نے عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ کندہ پر حملہ کرنے کو لکھا۔ عکرمہ بن ابی جہل ایک آزمودہ کار تھے ان کے پاس انہیں دونوں اطراف عمان سے ایک گروہ مہرہ وازد وناجیہ و عبد القیس اور ان کے ساتھ ساتھ کندہ کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ یہ مع ان لوگوں کے مہاجرین ابی امیہ سے آئے اور ان کے ساتھ ساتھ کندہ کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ مقام مغازہ مابین مارب و حضرموت کے زیادہ کندی کا خط ملا جس میں انہوں نے کندہ پر نہایت تیزی سے حملہ کرنے کی تحریک کی تھی۔ مہاجرین ابی امیہ نے خط ملتے ہی اپنے بجائے عکرمہ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے خود کچھ حصہ اسلامی فوج کا لے کر نہایت جگت سے زیادہ سے جا ملے اور ان کی ہر ایک میں کندہ کی مقابل ہوئے۔ کندہ کی افسری اشعث بن قیس کر رہا تھا۔ مقام حجر البرقان میں صف آرائی ہوئی۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کہہ کر حملہ کیا۔ مرتدین کندہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے۔

قلعہ بنجرہ کا محاصرہ: اشعث کندہ و ساسک و سکون و حضرموت کے بقیہ السیف کو لے کر قلعہ بنجرہ میں جا چھا اور ایک پہاڑی و دشوار گزار راستے کے سوا ہر طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ اس اثناء میں عکرمہ مع بقیہ اسلامی لشکر کے آگئے اور انہوں نے اس راستہ کو بھی بند کر دیا جس کو اشعث نے مدد و رسد کے لئے کھول رکھا تھا۔ چند دنوں کے محاصرے کے بعد اشعث نے مجبور ہو کر اس شرط سے قلعہ کا دروازہ کھول دینے کا اقرار کیا کہ اس کی قوم کے نو آدمیوں کو مع ان کے اہل و عیال و مال کے پناہ دی جائے مہاجر و زیادہ اس شرط پر راضی ہو گئے۔ اشعث نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اسلامی لشکر نے گھس کر دشمنان دین کو قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ اس واقعہ میں قیدیوں کی تعداد کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک ہزار صرف عورتیں قید ہوئیں تھیں۔ جب مسلمانوں نے اس سے فراغت پائی تو اس وقت اشعث کا وہ خط کھولا گیا جس میں اس نے مامونین کے نام لکھے تھے لیکن اتفاق سے نام لکھتے وقت یہ اپنا نام لکھتا بھول گیا۔ لہذا مسلمانوں نے فوراً اس کی بھی مشکیں باندھ لیں اور قیدیوں کے ساتھ بغرض صدور حکم حضرت ابو بکر صدیق کے پاس مدینہ بھیج دیا گیا۔

اشعث کو امان: ابو بکر صدیق نے اشعث سے کہا کہ تو مرتد ہو گیا۔ مسلمانوں سے لڑا۔ ان کی خونریزی کی اس کی پاداش میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اشعث نے جواب دیا کہ میں نے بذریعہ خط اپنی قوم کی جان بخشی کرائی ہے ابو بکرؓ نے کہا بے شک صلح اور امن اسی کے لئے ہے جس کا نام صحیفہ میں مندرج ہے اور جس کا نام صحیفہ میں نہیں۔ اس کا قول مردود اور وہ قابل گردن زنی ہے۔ اشعث یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا اس کے بعد نہامت سے اپنی آنکھیں نیچی کر کے کہنے لگا اے خلیفہ رسول اللہ میں توبہ کرتا ہوں۔ میرا اسلام آپ قبول کیجئے اور میری بی بی میرے حوالہ کیجئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور اس کی بیوی یہ کہہ کر اس کے سپرد کر دی کہ مجھ کو امید ہے کہ آئندہ تجھ سے نیکی کے سوا اور کوئی فعل سرزد نہ ہوگا اور ہمیشہ مجھے تیری نیکی کی خبر ملتی رہے گی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے مال غنیمت کو تقسیم کر دیا اور قیدیوں کو کندہ سے فدیہ لے کر ان کو بھی آزاد کر دیا۔

خود سہر مُرتد امراء کا استیصال: اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت اسماءؓ کو شام سے واپسی پر اپنا نائب مقرر کر کے ریزہ کی طرف بڑھے تھے اور بنی عس و ذبیان و کنانہ کو ابرق میں شکست دے کر پھر مدینہ واپس آئے تھے۔ اس اثنا میں لشکر اسماءؓ کی سفر کی ٹکان دور ہو گئی تھی اور وہ دشمنانِ خدا کے مقابلہ و مقاتلہ پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مرتدین و مخرقین اسلام کی سرکوبی کی غرض سے گیارہ لشکر تیار کر کے ہر ایک کے لئے ایک ایک نشان اور ایک ایک سردار مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ ہر قبیلہ سے چند مسلمانوں کو ان کی اپنی حفاظت کے لئے چھوڑ کر باقی کو اپنے ہمراہ لے کر اہلِ ردت سے مقابلہ و مقاتلہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ پھر دائرۃ اسلام میں داخل ہو جائیں یا یہ کہ صفحہ ہستی سے ان کا نام و نشان مٹ جائے۔

گیارہ جیشوں کی روانگی: ان کے علاوہ ایک لواء خالد بن ولیدؓ کے لئے تیار کیا اور ان کو حکم دیا کہ پہلے طلحہ پر چڑھائی کرو۔ اس کے بعد مالک بن نویرہ پر بطاح میں حملہ کرنا اور ایک لواء عکرمہ بن ابی جہل کو دے کر مسیلہ و یمامہ کی طرف روانگی کا حکم دیا۔ پھر ان کے بعد انہیں دونوں کی طرف شرحیل بن حسنہؓ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ یمامہ سے فراغت حاصل کر کے قضاۃ سے لڑنا۔ پھر کندہ پر حضر موت میں حملہ کرنا اور ایک لواء خالد بن سعید بن العاصؓ کو دیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یمن سے اپنا صوبہ چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تھے۔ ان کو ابو بکر صدیقؓ نے مشارف شام کی طرف بڑھنے کو کہا اور ایک لواء عمرو بن العاصؓ کو دے کر مرتدین قضاۃ سے لڑنے کے لئے فرمایا اور ایک لواء حذیفہ بن یحییٰ اور ایک عرفہ بن ہرثمہ کو دے کر سابق الذکر کو اہلِ وبا پر اور مؤخر الذکر کو مہرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ایک لواء طریفہ بن عاجز کو دے کر بنی سلیم اور ان کے ہمراہیوں بنی ہوازن کی سرکوبی پر متعین کیا اور ایک لواء سوید بن مقرن کے لئے بنا کر ان کو یمن کی طرف بھیجا اور ایک لواء علاء حضرمی کے لئے تیار کر کے بحرین کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

امیر لشکر کو خلیفہٴ اول کا فرمان: الغرض ہر ایک لشکر پر ایک ایک امیر مقرر کر کے ایک ہی عبارت کا ہر ایک امیر کو ایک ایک فرمان لکھ کر دیا جس کی عبارت یہ تھی:

((بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہذا عہد من امی بکر خلیفۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفلان حسین بعثہ فیمین بعثہ لقتال من رجع عن الاسلام و عہد الیہ ان یتقی اللہ ما استطاع فی امرہ کلہ سرہ و جہرہ و امرہ بالجہد فی امر اللہ و مجاہدۃ من تولیٰ عنہ و رجع عن الاسلام الی امانی الشیطان بعد ان یعذر الیہم فیدعوہم بدعاۃ الاسلام فان اجابوہ امسک عنہم و ان لم یجیبوہ ذن غارتہ حتی یقرؤا لہ ثم ینہم علیہم و الذی لہم فیاخلد ما علیہم و یعطیہم الذی لہم لا ینظرہم و لا یورد المسلمین عن قتال عدوہم فمن اجاب الی امر اللہ عزوجل و اقرلہ قبل ذلک منہ و اعان علیہ بالمعروف و انما یقاتل من کفر باللہ علی الاقرار بما جاء من عند اللہ فاذا اجاب الدعویۃ لم یکن علیہ سبیل و کان اللہ حسیباً بعد فیما استسربہ و من لم یجب الی داعیۃ اللہ قتل و قتل حیث کان و حیث بلغ مراغمة لا یقبل اللہ من احد شیتا مما

اعطی الاسلام فمن اجابه اقر قبل منه و اعانه و من ابى قاتله فان اظهره الله عليه عز وجل قتلهم فيه كل قتلة بالسلاح و الميزان ثم قسم ما افاء الله عليه الا الخمس فانه يبلعته و يمنع اصحابه العجلة و الفساد. و ان لا يدخل فيهم حشواً حتى يعرفهم و يعلم ما هم لئلا يكونوا اعدوا و لئلا يوتى المسلمون من قبلهم و ان يتفقل بالمسلمين و يرفق بهم في السير و المنزل و يتفقد هم و لا يعجل بعضهم عن بعض و يستوصى بالمسلمين في حسن الصحبة و لين القول))

”یعنی شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ ابوبکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلائ شخص سے جب کہ آپ نے اسے مجاہدوں کا امیر بنا کر مرتد ہونے والوں سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ عہد ہے کہ مقدور بھراپنے تمام کاموں میں خلوت و جلوت میں اللہ سے ڈرتا رہے اور اللہ کے کاموں میں سرگرم عمل رہے اور جو اسلام چھوڑ کر شیطانی آرزوؤں کی طرف لوٹ گئے ان سے جہاد کرے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دے۔ اگر مان لیں تو فیماورد نہ ان پر حملہ کرنے۔ جب تک اسلام کا اقرار نہ کر لیں۔ پھر انہیں وہ حقوق بتائے جو ان پر واجب ہیں اور انہیں ان کے حقوق بھی سمجھا دے دوسروں کے حقوق ان سے لے لے اور ان کے حقوق انہیں دے دے اور انہیں مہلت نہ دے اور مسلمانوں کو جہاد سے نہ روکے۔ پھر جب اللہ کا حکم مان لے اور اس کا اقرار کر لے تو اس سے قبول کر لے اور نیک کاموں میں اس کی مدد کرے جنگ اسی سے کرے جو اللہ کے پاس سے آئی ہوئی شریعت کا انکار کر دے۔ اگر اسے مان لے تو پھر اس پر کوئی راہ نہیں ہے اور اس کے دل کے حالات سے اللہ واقف ہے اور وہی اس کا محاسب ہے اور جو اللہ کی دعوت نہ مانے اس سے جنگ کی جائے اور جہاں بھی ہو قتل کر دیا جائے۔ اللہ بجز اسلام کے کسی سے کوئی چیز قبول نہیں فرماتا۔ پھر جس نے اسلام قبول کر لیا اس کا اسلام مان لیا جائے گا اور اس پر اس کی مدد کی جائے گی اور جس نے انکار کر دیا اس سے جنگ کی جائے پھر اگر اللہ ان پر غالب کر دے تو ان کا اسلحہ اور آگ سے قتل عام کرے۔ پھر مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر اسے مجاہدوں میں تقسیم کر دے اور پانچواں حصہ ہمارے پاس بھیج دے اور اپنے ساتھیوں کو جلدی سے اور فساد مچانے سے روک دے اور مجاہدوں میں غیروں کو داخل نہ ہونے دیا جائے۔ جب تک انہیں جان پہچان نہ لے مبادا وہ جاسوس ہوں اور ان سے مسلمانوں کو کچھ افیت پہنچ جائے اور مسلمانوں کی خیر خبر رکھے۔ راستوں اور پڑاؤ میں ان سے محبت و پیار سے پیش آئے مسلمان کو ایک دوسرے سے جلدی نہ کریں اور امیر ان کے ساتھ حسن معاشرت اور نرم کلامی سے پیش آئے۔“

مرتدین کے لئے فرمان ہدایت: یہ فرمان تو وہ تھا جو سرداران لشکر کو روانگی کے وقت دیا گیا تھا۔ لیکن ان لوگوں کے روانہ ہونے سے پیشتر حضرت ابوبکر صدیق نے قطع حجت کے لئے مرتدین کی طرف بھی ایک ایک خط روانہ کیا تھا۔ جن کی سرکوبی و گوشامی کے لئے جیوش اسلامیہ روانہ ہو رہے تھے یہ کل خطوط بھی ایک ہی مضمون کے تھے۔ جس میں بسم اللہ کے بعد یہ لکھا تھا:

((هذا عهد من ابوبکر خليفة الرسول الله صلى الله عليه وسلم الى من بلغه كتابي هذا من عامة او خاصة اقام على الاسلام اودرجع عند سلام على من اتبع الهدي و لم يرجع الى الضلالة و الهوى فاني احمد ليكم الله الذي لا اله الا هو وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده

و رسوله و اومن ما جاء به ا كفر من ابى و اجاهدہ (اما بعد ثم قرر امر النبوة و وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم و اطيب في الموعظة ثم قال و انى قد بعثت اليكم فلانا في جيش المهاجرين و الانصار و التابعين باحسان و امرته الا يقتال احداً و لا يقتله حتى يدعوه الى داعية الله فمن استجاب له و اقر و كف و عمل صالحاً قبل منه و اعانه و من ابى امرته ان يقتله على ذلك ثم لا يبقى على احد منهم قدر عليه فمن اتبعه فهو خير له و من تركه فلن يعجز الله و قد امرت رسولى ان يقرء كتابى في كل مجمع لكم و الداعية الاذن فاذا اذن المسلمون فاذنوا كفوا عنهم و ان لم يوذوا فاستألوهم بما عليهم فان ابوعاجلهم و ان اقرؤا قبل منهم و حملهم على ما ينبغي لهم))

”یعنی یہ ابو بکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس شخص کے لئے ہدایت ہے۔ جس کے پاس یہ فرمان پہنچے خواہ وہ عام ہو یا خاص اور اسلام پر قائم ہو یا نہ ہو۔ اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی اتباع کی اور گمراہی اور خواہش نفس کی طرف نہ لوٹا۔ اس اللہ کی تعریف ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہ ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ جو دین لے کر آئے ہیں اس پر ایمان لاتا ہوں اور انکار کرنے والوں کو مردود سمجھتا ہوں اور اس سے جہاد کے لئے تیار ہوں۔ اس کے بعد ابو بکر صدیق نے نبوت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو عمدہ طریقے سے بیان کیا اور خوب خوب نصیحتیں کیں (پھر لکھا میں فلاں کو مہاجرین و انصار اور تابعین کے لشکر کا سردار بنا کر بھیج رہا ہوں۔ میرا حکم ہے کہ وہ کسی سے نہ لڑے اور نہ کسی کو مارے جب تک اسے اسلام کی دعوت نہ دے۔ پھر جس نے کلمہ پڑھ لیا اسلام قبول کر لیا پرائیوں سے رک گیا اور نیک عملوں میں لگ گیا۔ اس کا اسلام قابل قبول ہے اور اس کی مدد کی جائے اور جو اسلام سے انکار کرے اس سے لڑنے کی اجازت دی ہے۔ جب تک اس میں کفر کا اثر باقی ہے پھر جو اسلام لے آئے گا اس کے لئے بہتری ہے اور جو اسلام نہیں لائے گا تو وہ اللہ کو تو عاجز کرنے سے رہا۔ میں نے قاصد کو حکم دے دیا ہے کہ وہ یہ خط مجمع عام میں پڑھ کر سنائے اور تمہاری اذان کے ذریعہ دعوت دے پھر اگر مسلمان کی اذان سن کر لوگ بھی اذان دینے لگیں۔ تو ان سے رک جاؤ اور اگر اذان نہ دیں تو ان سے اذان نہ دینے کی وجہ پوچھو۔ اگر وہ انکار کر دیں تو ان کے بارے میں جلدی کرو اور اگر یہ اقرار تو یہ کر لیں تو توبہ قبول کر لی جائے اور ان کے مناسب احکام جاری کر دیئے جائیں۔“

اسی مضمون کے خطوط متعدد سفراء لے کر لشکر اسلام کی روانگی سے پہلے روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد سرداران لشکر اپنا اپنا اسلامی جھنڈا لئے ہوئے مع اس فرمان کے جس کا ذکر اوپر ہو چکا نکل کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے خالد بن الولید نے طلحہ و بنی اسد پر حملہ کیا۔

طلحہ اسدی: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طلحہ مرتد ہو کر کیرا میں آ کر مقیم ہو گیا تھا۔ یہ کاہن تھا اس نے دعوت نبوت کیا تھا اور بنی اسرائیل کے چند فرقے اس کے مطیع ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سرکوبی کو ضرار بن الازور کی سرکردگی میں چند مسلمانوں کو روانہ فرمایا تھا، ہوز طلحہ کی سرکوبی نہ ہونے پائی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

مسلم کی وفات کی خبر مشہور ہو گئی جس سے اس کے کاموں میں ایک گونہ استحکام پیدا ہو گیا۔ غطفان و ہوازن و طے اس کے حامی ہو گئے۔ ضرار اور ان کے ساتھی اعمال سب کے سب مدینہ چلے آئے اور اس کے بعد غطفان کے وفود ابو بکر صدیق کی خدمت میں معافی و ترک زکوٰۃ کے لئے حاضر ہوئے۔ لیکن ابو بکر صدیق نے اس سے انکار کیا اور ان پر حملہ کے خیال سے پیش قدمی فرما کر ذی القعدہ میں ان کے مقابل ہوئے اور ان کو شکست دی۔ جیسا کہ ہم نے اس سے پیشتر بیان کیا شکست کے بعد غطفان اور بنی اسد بزانہ میں طلبہ سے آ کر مل گئے اور طے نے بھی ایسا ہی کیا، خالد بن الولید ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے آگے بڑھے اور ان کی روانگی سے پہلے طے کی طرف عدی بن حاتم روانہ کئے گئے تھے۔ جن کی کوششوں اور مدد برائہ حکمت عملیوں کی وجہ سے طے طلبہ کی ہمراہی سے علیحدہ ہو کر پھر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

معمر کہ بز اخذ: اس اثناء میں خالد بن الولید بھی بز اخذ پہنچ گئے۔ جہاں پر طلبہ اور عیینہ بن حصن مرتدین کے گروہ کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے۔ لشکر اسلام سے عکاشہ بن جھن و ثابت بن اقرم انصاری پٹرول کے لئے نکلے۔ اتفاق سے طلبہ اور اس کے بھائی جبال نے حالت غفلت میں عکاشہ و ثابت کو شہید کر ڈالا۔ مسلمانوں کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ خالد بن ولید نے انصار پر ثابت بن قیس کو طے پر عدی بن حاتم کو مقرر کر کے طلبہ سے مقابلہ کیا۔ لڑائی کا آغاز فریقین کے لئے خطرناک نظر آ رہا تھا۔ عیینہ بن حصن میدان جنگ میں لڑ رہا تھا اور طلبہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک چادر اوڑھے ہوئے وحی کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ جس وقت مرتدین کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑتے نظر آئے اس وقت عیینہ لوگوں کو لڑنا ہوا چھوڑ کر طلبہ کے پاس دوڑ کر آیا اور اس سے دریافت کیا ”کیا تمہارے پاس میرے بعد کوئی آیا تھا؟“ (عینینہ کا اس سوال سے مقصود یہ تھا کہ کیا تیرے پاس میرے بعد وحی آئی تھی؟) ”طلبہ نے کہا ”نہیں“۔ عیینہ یہ سن کر پھر میدان جنگ میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر تک لڑ کر دوبارہ طلبہ کے پاس آیا اور دریافت کر کے پھر میدان جنگ کو لوٹ گیا۔ چند ساعت کے بعد پھر طلبہ کے پاس بھاگ کر آیا اور دریافت کیا طلبہ نے کہا ”ہاں جبرائیل آئے تھے“۔ عیینہ نے کہا کیا کہا؟ طلبہ نے جواب دیا وہ مجھ سے کہہ گیا ہے کہ تیرے لئے وہی ہو گا جو تیری قسمت میں لکھا ہے“۔ عیینہ نے یہ سن کر کہا اے بنی فزارہ! یہ شخص کذاب ہے میں تو جانتا ہوں تم بھی لڑائی سے لوٹو۔ عیینہ کی زبان سے ان کلمات کا نکلنا تھا کہ میدان جنگ مرتدین سے خالی ہو گیا۔ بہت سے مرتدین مارے گئے کچھ لوگ ایمان لے آئے۔

طلبہ کا فرار: طلبہ مع اپنی بیوی کے گھوڑے پر سوار ہو کر شام کی طرف چلا گیا اور قبیلہ قحطانہ بنی کلب میں جا کر مقیم ہوا۔ یہاں تک کہ بنی اسد و غطفان ایمان لائے اور آخر الامر یہ بھی مسلمان ہو کر حضرت عمرؓ بن الخطاب کی خلافت کے زمانہ میں حج کو آیا مدینہ گیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی لشکر شام کے ساتھ لڑنے کو گیا اور خوب خوب کامیابیاں حاصل کیں۔ اس لڑائی میں جو مقام بز اخذ میں مرتدین اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی عیال بنی اسد کو کوئی صدمہ نہیں پہنچے پایا۔ کیونکہ ان لوگوں نے اس واقعہ سے قبل ہی ان کو محفوظ مقام پر بھیج دیا تھا اور اس کے بعد بخوف آئندہ مسلمان ہو گئے۔

بنی حامر کے مرتدین: اسی زمانہ میں بنی عامر روت و اسلام میں پس و پیش کر رہے تھے اور زیادہ تر ان کو طلبہ کے کاموں

کے نتائج اور اسد و غطفان کے انجام کا خیال پیش نظر تھا۔ قرۃ بن مہیرہ کعب میں اور علقمہ بن علاء کلب میں سرداری کر رہے تھے۔ علقمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں طائف کی فتح کے بعد مرتد ہو کر شام چلا گیا تھا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ تب اپنی قوم میں واپس آیا حضرت ابوبکر صدیق نے یہ خبر پا کر ایک سریہ بسر داری قنقح ابن عمرو (بن تمیم) روانہ کیا قنقح ابن عمرو نے علقمہ پر حملہ کیا اور اس کو مع اس کے اہل و عیال و قوم کے ابوبکر صدیق کے پاس پکڑ لائے ان لوگوں نے مدینہ میں پہنچ کر توبہ کی اور دوبارہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

بنو عامر اور ہوازن کی اطاعت: قرۃ بن مہیرہ طریہ ماجرا کر کے بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی مسند بنی بنی ذالک سے تھا کہ اتفاق سے حضرت عمرو بن العاص (جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت عمان کی طرف بھیجا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عمان سے واپس ہوتے ہوئے قرۃ کی طرف سے ہو کر گزرے۔ قرۃ نے بڑی عزت سے ان کو ٹھہرایا۔ دھوم دھام سے دعوت کی جب سب لوگ ملاقات کر کے جٹ گئے اس وقت قرۃ نے عمرو بن العاص سے کہا کہ اگر زکوٰۃ معاف کر دی جائے تو بہت زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ عربوں نے تمہارا دین خراج دینے کے لئے قبول نہیں کیا۔ عمرو بن العاص نے اس بات پر اس سے ناراضگی ظاہر کی اور اس سے کبیہہ خاطر ہو کر مدینہ چلے آئے اور ابوبکر صدیق کو قرۃ کے حالات سے آگاہ کیا۔ پس جب خالد بن الولید نے بنی اسد و غطفان پر حملہ کر کے ان کو زیر کر لیا اور اس وقت ہوازن و سلم و عامر جو ان قبائل کے انجام کار دینے کے منتظر تھے۔ خالد بن الولید کے پاس آئے اور اسلام لائے خالد بن الولید نے ان سب لوگوں کا اسلام قبول کر لیا۔ سوائے ان چند اشخاص کے جنہوں نے زمانہ روت میں مسلمانوں کو شہید و قتل کیا تھا۔ ان کو خالد بن الولید نے جن جن کر گرفتار کر کے کسی کو قتل اور کسی کو سگسار کیا۔ جب ان کو بنی عامر کے کاموں سے فراغت حاصل ہوئی۔ تب عیینہ بن حصن و قرۃ بن مہیرہ کو گرفتار کر کے ابوبکر صدیق کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عیینہ و قرۃ کو روت پر قائم نہ رہنے اور دوبارہ اسلام نہ قبول کرنے کی وجہ سے ان دونوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

سلمی بنت مالک: اس کے بعد قبائل غطفان و سلم و غیرہ کے بھیہ لوگ سلمی بنت مالک بن حذیفہ بن بدر بن ظفر کے پاس حواب میں جامع ہوئے اور اس کو اپنا پیشوا بنا لیا یہ سلمیٰ وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں قید ہو کر آئی تھی لیکن اتفاقاً ام المؤمنین حضرت عائشہ کے روبرو پڑ گئی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ کر آزاد کرادیا تھا۔ پھر جب یہ قوم میں لوٹ کر آئی تو مرتد ہو گئی اور کچھ لوگ غطفان و ہوازن و سلم و طے و اسد کے اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ جب اس کی اطلاع خالد بن الولید کو ہوئی تو وہ مرتدین سے مسلمانوں کے خون کا بدلہ لیتے ہوئے سلمیٰ سے آ کر مقابل

۱۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت عیینہ پابہ زنجیر حلیں باندھی ہوئی مدینہ میں آیا تھا اس وقت مدینہ کے لڑکوں کا ایک گروہ اس کے پیچھے تھا اور وہ سب کہہ رہے تھے کہ اے دشمن خدا سو من ہونے کے بعد کافر ہوا اور عیینہ یہ کہتا جاتا تھا بخدا میں ایک لمحہ کے لئے بھی ایمان نہیں لایا اور نہ اب لاؤں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے یہ سن کر اس کے قتل کا حکم دیا۔

ہو گئے۔ سلمیٰ ایک ناقہ پر سوار لوگوں کو لڑا رہی تھی۔ سو آدمی اس کے ناقہ کے پاس مارے گئے جب اس کا ناقہ زخمی ہو کر گرا اور یہ بھی ماری گئی تو اس وقت مرتدین کا گروہ میدان جنگ سے بھاگ نکلا، مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

مرتدین بنی سلیم باقی رہے بنی سلیم ان میں الحجاجۃ بن عبد یلیل حضرت ابو بکر صدیق کے پاس آیا اور ظاہر کیا کہ ”میں مسلمان ہوں میری آپ مدد کیجئے مجھے لڑائی کا سامان دیجئے میں اہل ردت سے لڑوں گا۔“ حضرت ابو بکر صدیق نے اس کو ہتھیار جنگ دے کر اہل ردت سے لڑنے کا حکم دیا۔ الحجاجۃ بن عبد یلیل ہتھیار جنگ لئے ہوئے مدینہ سے نکل کر جون (یا جواء) پہنچا اور مرتد ہو کر بنی شرید سے نجد بن ابی امیہ کو بنی سلیم و ہوازن کے مسلمانوں پر شب خون مارنے کو روانہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے یہ خبر پا کر طرفہ بن حازم کو الحجاجۃ و نجد پر حملہ کرنے کے لئے لکھا اور ان کی امداد کے لئے عبد اللہ بن قیس الحاشی کو روانہ کیا۔ فریقین نے ایک کھلے میدان میں صف آرائی کی۔ نجد تو میدان جنگ میں مارا گیا اور الحجاجۃ بھاگا جس کو طرفہ نے تعاقب کر کے گرفتار کر لیا اور اپنے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس لائے اور حضرت ابو بکر صدیق نے مصلے مدینہ میں آگ روشن کرا کے الحجاجۃ کو اس میں ڈلوادیا اور ابو شجرہ بن عبد العزیٰ ابو الحسداء بقیہ بنی سلیم کے ساتھ اسلام میں داخل ہوا یہ بھی مجملہ مرتدین کے تھا۔

بنی تمیم میں تفرقہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بنی تمیم میں آپ کے عمال کی تفصیل یہ تھی کہ رباب و عوف و ابناہ میں زبرقان میں بدر قیس بن عاصم مقامس و بطون میں صفوان بن صفوان و سہرہ بن عمرو بنی عمرو میں وکج بن مالک بنی مالک میں مالک بن مالک بن نویرہ حظلہ میں تھے۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصال کی خبر مشہور ہوئی تو صفوان صدقات بنی عمرو اور زبرقان رباب و ابناہ و عوف کے صدقات لے کر حضرت ابو بکر صدیق کے پاس مدینہ چلے آئے۔ لیکن قیس بن عاصم نے مقامس و بطون میں ان کی مخالفت کی کیونکہ وہ ایسے وقت کا منتظر تھا۔ ان دونوں بزرگوں کے چلے جانے اور قیس کی مخالفت کی وجہ سے بنی تمیم میں تفرقہ شروع ہو گیا مسلمانوں اور مرتدوں میں لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا۔

سجاح بنت الحمرث: اس اثناء میں جب کہ فریقین ایک دوسرے کے ساتھ لڑ جھگڑ رہے تھے۔ سجاح بنت الحمرث بن سوید (یہ بن غطفان قبیلہ بعلب سے تھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) خروج کیا اور ہذیل بن عمران نے بنی تغلب بن عقبہ ابن ہلال نے نمرین سلیل بن قیس نے شیان میں اور زیادہ بن ہلال نے اس کی اتباع کی ہذیل بن عمران نصرانی تھا۔ لیکن اس نے اپنے دین کو سجاح کے دین کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ سجاح بنت الحمرث اس گروہ کو لئے ہوئے مدینہ پر حملہ کرنے اور ابو بکر و مسلمانوں سے لڑنے کو چلی۔ بنی تمیم میں اختلاف تو پہلے ہی تھا سجاح کے خروج سے مخالفت اور زیادہ ہو گئی۔ مالک بن نویرہ نے اس سے مصالحت کر لی اور اس کو مدینہ پر فوج کشی کرنے سے روک کر بطون بنی تمیم پر حملہ کرنے کی تحریک کی۔ بنی تمیم اس کے مقابلہ سے بھاگے لیکن وکج بن مالک اس سے مل گیا رباب و منہ نے متحد ہو کر لڑائی کی سجاح کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ اس کے متعدد ہمراہی قید کر لئے گئے اس کے بعد بحیثیت کل صلح کر لی اور سجاح مع اپنے ہمراہیوں کے مدینہ کی طرف روانہ ہو کر بناج پہنچی۔ اس بن خزیمہ جیسی نے بنی عمرو کو لے کر اس پر حملہ کر دیا۔

فریقین میں سخت لڑائی ہوئی۔ سجاح کے ہمراہیوں میں سے ہذیل و عقبہ گرفتار کر لئے گئے۔ پھر فریقین کی اس شرط پر صلح ہوئی کہ اوس بن خزیمہ قیدیان سجاح کو چھوڑ دے اور سجاح اوس کے شہروں میں کسی قسم کا تصرف نہ کرے۔

سجاح اور مسیلمہ کذاب کا عقد و اتحاد: اس واقعہ کے بعد مالک بن نویر و کعب بن مالک اس سے علیحدہ ہو کر اپنی قوم میں چلے آئے۔ چنانچہ سجاح کے ہمراہی اپنی کمزوری کی وجہ سے ان کو روک بھی نہ سکے اور ان کی امداد و اعانت سے ناامید ہو کر بنی حنیفہ کی طرف بڑھے۔ مسیلمہ نے یہ خیال کر کے کہ اگر وہ سجاح سے متصادم ہوگا اور اس سے لڑائی میں مصروف ہو جائے گا تو شامہ بن اعل یمامہ میں ضرور چھیڑ چھاڑ کرے گا اور شرحمیل بن حسنا اور اسلامی لشکر بھی شب خون و غارت گری پر آمادہ ہو جائیں گے سجاح کے پاس قیمتی تحائف بھیجے اور اس سے یہ کہلا بھیجا کہ پہلے عرب کے کل بلاد نصف ہمارے تھے اور نصف قریش کے۔ لیکن چونکہ قریش نے بد عہدی کی ہے لہذا وہ نصف میں نے تم کو دے دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سجاح خود اس کے پاس آئی اور اس سے امن کی خواست گار ہوئی۔ بہر کیف مسیلمہ اس سے ملنے کو قلعہ سے نکل کر اس خیمہ میں آیا۔ جو ملاقات کے لئے سجایا گیا اور مضطر کیا گیا تھا۔ محافظین خیمہ سے باہر نکال دیئے گئے۔ مسیلمہ و سجاح میں تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ جب مسیلمہ نے اپنے مرصع فقرے پڑھے تو سجاح نے اس کی نبوت کا اقرار کر لیا اور خود کو اس کی زوجیت میں دے دیا۔ تین روز تک اس کے پاس خیمہ میں مقیم رہی، چوتھے روز جس وقت وہاں سے لوٹ کر اپنی قوم میں آئی۔ تو اس کی قوم بلا ادائے مہر نکاح کرنے پر اس کو لعنت و ملامت کرنے لگی۔ مجبور ہو کر سجاح مسیلمہ کے پاس پھر لوٹ آئی اور اس سے مہر کا تقاضا کیا۔ مسیلمہ نے کہا جا اپنے ہمراہیوں سے کہہ دے کہ مسیلمہ رسول اللہ نے دو نمازیں یعنی نماز فجر و عشاء کی معاف کر دیں، جن کو محمد ﷺ نے تم پر فرض کیا تھا۔

سجاح کا فرار: اس کے علاوہ مسیلمہ سے سجاح یمامہ کی نصف پیداوار لے کر اور صلح کر کے جزیرہ کو واپس ہوئی اور ہذیل و عقبہ کو آئندہ سال کی نصف پیداوار لینے کے لئے چھوڑ گئی۔ اتفاق سے اثناء راہ میں خالد بن الولید کی سرکردگی میں اسلامی لشکر سے سامنا ہو گیا۔ جس سے اس کی جماعت منتشر ہو گئی اور وہ خود بنی تغلب کے جزیرہ میں جا کر مقیم رہی یہاں تک کہ معاویہ نے عام الحجاجۃ (قطہ سالی) میں اس کو مع بنی غطفان اس کے قبیلہ کے کوٹہ میں لا کر ٹھہرایا۔ اسی زمانہ میں سجاح ایمان لائی اور باقی زندگی زمانہ اسلام میں اچھی طرح بسر کی۔

حضرت خالد بن الولید کی بطاح کی جانب روانگی: جس وقت سجاح جزیرہ کو واپس ہوئی اور بنی تمیم نے پھر اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت تک مالک بن نویرہ اسی شیش و بیخ میں رہا۔ بطاح میں قبیلہ تمیم بنی حنظلہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ لیکن مالک بن نویرہ چونکہ خود اس سے متردد تھا۔ اس نے بنی حنظلہ کا مال و اسباب محفوظ مقام پر رکھوا دیا اور ان کو لڑائی کرنے سے منع کر کے اپنے مکان پر لوٹ آیا۔ خالد بن الولید یہ سن کر حنظلہ مالک بن نویرہ کے پاس بطاح میں جمع ہو رہے ہیں لشکر اسلام لے کر ان کی سرکوبی کو بڑھے اگرچہ انصار نے ابتداء خالد بن الولید کی مخالفت کی اور یہ کہا کہ جب تک خلیفہ کا کوئی حکم نہ آئے گا۔ ہم آگے نہ بڑھیں گے لیکن پھر یہ سوچ کر کہ مبادا اگر یہ لوگ ناکام ہوئے تو ہم پر ان کے نہ بچانے کا الزام عائد ہو گا۔ حضرت خالدؓ کے ہمراہ ہو گئے۔ پس خالد بن الولید نے بطاح پہنچے ہی ایک سریہ روانہ کیا اور اس کو یہ ہدایت کر دی کہ

لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں، جو شخص اس سے انکار کرے اس کو گرفتار کر لائیں تاکہ قتل کیا جائے۔

مالک بن نویرہ: چنانچہ مالک بن نویرہ کو مع چند نفر بنی ثعلبہ بن یزید کے گرفتار کر لائے۔ لوگوں نے حضرت خالد بن الولید کے پاس پہنچ کر شہادت میں اختلاف کیا۔ بعض نے تو یہ کہا کہ مالک بن نویرہ اور اس کے ہمراہیوں نے اذان دی اور نماز پڑھی منجملہ ان کے ایک ابو قتادہ تھے اور بعضوں نے کہا کہ ان لوگوں نے نہ تو اذان دی اور نہ نماز پڑھی۔ خالد بن الولید اہل سریہ کی اس مختلف شہادت سے کوئی نتیجہ نہ نکال سکے۔ مجبور ہو کر ان لوگوں کو زیر نگرانی ضرر بن الازور قید کر دیا۔ رات میں ان کے منادی نے ادھوا سرا کم کی ندا دی یہ محاورہ کتناہ میں قتال کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ پس اس ندا کے سنتے ہی ضرار نے چونکہ کتناہ تھے۔ سب کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ خالد بن الولید شور و غل کی آواز سن کر منع کرنے کی غرض سے باہر نکلے لیکن اس سے پیشتر ضرار ان کے قتل سے فراغت حاصل کر چکے تھے۔ ابو قتادہ و خالد میں اس بات پر قدرے جھگڑا ہوا کہ ابو قتادہ ناراض ہو کر حضرت ابو بکر صدیق کے پاس چلے آئے۔ پھر جب خالد بن الولید حسب طلب حضرت ابو بکر صدیق مدینہ آئے تو حضرت عمر ابن الخطاب نے مالک بن نویرہ کے مقدمہ میں حضرت ابو بکر صدیق سے خالد بن الولید سے قصاص لینے اور ان کے معزول کرنے کا مطالبہ کیا۔ لیکن حضرت ابو بکر صدیق نے صاف الفاظ میں فرمادیا کہ ”میں اس تلوار کو پیام میں نہیں کرنا چاہتا جس کو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے سامان پر رکھا ہو“ اس کے بعد مالک اور اس کے ہمراہیوں کا خون بہا بیت المال سے دے دیا اور خالد گوان کے متعلقات بلا کی طرف لوٹا دیا۔

مسئلہ کذاب: جس وقت حضرت ابو بکر صدیق نے گیارہ لشکر مرتدین عرب کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے تھے۔ اس وقت عکرمہ بن ابی جہل کو مسئلہ کذاب سے لڑنے کے لئے یمامہ کی طرف بھیجا تھا پھر ان کے بعد شریصل کو انہیں کی امداد کی غرض سے روانہ کیا۔ عکرمہ بن ابی جہل نے غلت کر کے شریصل کے آنے سے پہلے لڑائی چھیڑ دی۔ جس میں خود عکرمہ کو شکست ہوئی اس شکست سے جب حضرت ابو بکر صدیق کو مطلع کیا گیا۔ تو انہوں نے عکرمہ کو لکھ بھیجا کہ خود تو تم استاد ہی جانتے ہی نہیں لیکن شاگردوں میں عیب نکالتے ہو بغیر شریصل کے آئے ہوئے تم نے حملہ کیوں کر دیا خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا مدینہ کا رخ نہ کرنا۔ حذیفہ و عرفہ کے پاس جاؤ اور ان کی ماتحتی میں مہرہ اور اہل عمان سے لڑو۔ جب ان کی جنگ سے فراغت حاصل ہو تو تم مع اپنے لشکر کے مہاجر بن ابی امیہ کے پاس یمن و حضرموت میں چلے جاؤ۔ شریصل کو لکھا کہ تم خالد بن الولید کے اعمال کی طرف چلے جاؤ۔ پس جب وہاں لڑائی سے کامیابی کے ساتھ فارغ ہو جاؤ تو قضاہ کی طرف چلے جانا اور عمرو بن العاص کے ہمراہ ہو کر ان لوگوں سے لڑنا جو ان میں سے مرتد ہو گئے ہیں۔ اس اثناء میں جب خالد بن الولید بطاح سے فارغ ہو کر حضرت ابو بکر صدیق کی طلبی پر ان کے پاس حاضر ہوئے۔ لیکن حضرت خالد بن الولید سے اصلی واقعات سن کر راضی ہو گئے۔ تب انہوں نے خالد بن الولید کو مسئلہ کی طرف روانہ کیا اور کافی تعداد آدمیوں کی ان کے ہمراہ کر دی۔ مہاجرین پر ابو حذیفہ اور زید تھے انصار پر ثابت بن قیس و براء میں عازب تھے۔

مسئلہ کذاب کی قوت میں اضافہ: خالد بن الولید روانگی کا حکم پاتے ہی مدینہ سے نکل کر لشکر کے انتظار میں بطاح

میں آ کر ٹھہر گئے۔ جس وقت اسلامی لشکر آ گیا اس وقت یمامہ کی طرف روانہ ہوئے بنی حنیفہ کا اس وقت زور و شور تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چالیس ہزار جنگ آور سپاہی یمامہ کے قریات اور وادیوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ عکرمہ کی طرح شرحبیل نے بھی عجلت کر کے لڑائی شروع کر دی۔ جس میں ان کو بھی ناکامی ہوئی اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے شرحبیل کو عجلت کرنے پر ملامت کی لڑائی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک اور گروہ کو حضرت خالد کی مدد کے لئے بھیج دیا۔ ایک تو خود مسیلہ کے پاس جمعیت کثیر تھی دوسرے سجاج کی باقی ماندہ فوج بھی آ کر اس سے مل گئی تھی۔

مسیلہ کذاب اور رجال: رجال (اس کا نام نہا رہا تھا اور یہ شرفاء بنی حنیفہ سے تھا) بن عتقہ نے مسیلہ کے نبوت کی شہادت دی اور یہ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو حکومت میں شریک کیا ہے۔ رجال کے اس کہنے کا اثر لوگوں پر اس وجہ سے زیادہ ہوا کہ یہ ہجرت کر کے آنحضرت ﷺ کے پاس چلا گیا تھا اور اس نے خدمت اقدس میں مقیم رہ کر قرآن پڑھا دین کی باتیں بھی تھیں۔ جب مسیلہ مرتد ہوا تو آنحضرت ﷺ نے اس کو اہل یمامہ کی تعلیم اور مسیلہ کے سمجھانے کے لئے بھیجا لیکن اس نے یمامہ پہنچ کر مسیلہ کی اطاعت و اتباع نہ کی۔ اس کی اذان دینے لگا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس کی رسالت کا اقرار بھی کر لیا تھا۔ مسیلہ بہت سے فقرہ بجا کر لوگوں کو سنا تا اور کہتا تھا کہ یہ قرآن ہے اور چند باتیں خلاف عادات انسانی دکھا کر اس کو معجزہ بتلاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو اور بنی حنیفہ کو حضرت خالد بن ولیدؓ کے قریب پہنچنے کی خبر معلوم ہوئی اور ان لوگوں نے جنگ کے قصد سے یمامہ سے باہر صف آرائی کی۔

مجامعہ کی گرفتاری: مسیلہ تک پہنچنے کا ایک روز کا سفر باقی تھا کہ حضرت خالدؓ نے شرحبیل کو مقدمہ الجیش پر مقرر کر کے خود آگے بڑھنا چاہا۔ لیکن اتفاق سے شب کے وقت مجامعہ سے مد بھیڑ ہو گئی جو چالیس یا ساٹھ آدمیوں کا گروہ لے کر بلاد بنی عامر و بنی تمیم کی طرف شب خون مارنے گیا تھا شرحبیل نے مجامعہ پر حملہ کر دیا اور لڑ کر مجامعہ بن مرارہ کے علاوہ پورے گروہ کو فرش زمین پر آرام کے ساتھ سلا دیا۔

جنگ یمامہ: اس واقعہ کے بعد حضرت خالدؓ آ گئے۔ مسیلہ و بنی حنیفہ نے بوہ کر تیغ و سنان سے ان کا استقبال کیا۔ مسیلہ کے ہمراہ اس معرکہ میں چالیس ہزار فوج تھی۔ اس کے مقدمہ پر رجال تھا مسلمانوں کا لشکر تعداد میں تیرہ ہزار تھا۔ جس کی افسری خالد بن ولیدؓ کر رہے تھے اور ان کی ماتحتی میں نامی گرامی دلاور لڑنے والے کام کر رہے تھے۔ فریقین نے نہایت سختی سے لڑائی شروع کی بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہی لڑائی فریقین کی قسمت کا فیصلہ کرنے والی ہوگی دونوں طرف سے لڑنے والے جی توڑ کر لڑ رہے تھے پہلے حملہ میں بنو حنیفہ لڑتے لڑتے حضرت خالدؓ کے اس خیمہ تک پہنچ گئے جہاں پر مجامعہ قید تھا اور اسی خیمہ میں ام تمیم یا تمیم زوجہ حضرت خالدؓ بھی تھیں۔ مجامعہ نے باوجود قیدی ہونے کے انتہائی دلیری سے اٹھ کر مرتدین کو خیمہ کے پاس سے علیحدہ کیا اس کے بعد لشکر اسلام اللہ اکبر کہہ کر بنی حنیفہ پر ٹوٹ پڑا جس سے بنی حنیفہ بدحواسی کے عالم میں بھاگ نکلے۔

محکم بن طفیل کا خاتمہ: محکم بن طفیل نے (جو لشکر مسیلہ کے میسرہ پر تھا) ((ادخلوا الحلیفہ لیا بنی حنیفہ فانی امنع

۱۔ شہر یمامہ کے دروازہ پر ایک باغ تھا جس کو صدیقہ الرحمن کہتے تھے مسیلہ نے اپنا خیمہ اسی باغ میں نصب کیا تھا۔

ادبار کسم)) ”اے بنی حنیفہ حدیقہ میں چلے جاؤ میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ یہ سن کر بنی حنیفہ تو حدیقہ چلے گئے اور محکم بن اطفیل ایک ساعت تک لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ عبدالرحمن بن ابی بکر نے اس کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے نہایت سختی سے پاؤں جما کر لڑائی شروع کر دی رایت اسلام ثابت بن قیس کے ہاتھ میں تھا جب یہ لڑ کر شہید ہو گئے تو حضرت زید بن الخطاب نے لیا پھر ابو حنیفہ پھر سالم مولیٰ ابو حنیفہ نے پھر براہؓ برادر اوس بن مالک نے لے کر مقابلہ کیا۔ اللہ جل شانہ کی عنایت سے مرتدین کو شکست ہوئی۔

مسئلہ کذاب کا قتل

مسلمانوں نے ان کو مارتے مارتے حدیقہ تک پہنچا دیا جہاں پر مسئلہ مقیم تھا۔ تھوڑی دیر تک حدیقہ سے کہا کہ ”وہ تیرا وعدہ کہاں ہے جو تیرا خدا تجھ سے کرتا تھا“۔ مسئلہ نے جواب دیا کہ ہر شخص اپنے اہل و عیال کے لئے خود پھین کر گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک گروہ کو ساتھ لے کر لڑتا ہوا باہر نکلا۔ باغ سے جو نبی باہر آیا وحشی نے ایک ایسا شیر مارا کہ مسئلہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکا اور حضرت زید بن الخطاب نے رجال بن عتوہ کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے مرتدین کے رہے سبے ہوش و حواس بھی جاتے رہے۔ سترہ ہزار جنگ آور ابو حنیفہ مارے گئے۔ لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حضرت خالدؓ بن الولید مجاہد کو اپنے ساتھ لئے ہوئے مرتدوں کے مقتولین کی طرف سے گزرے۔ حضرت خالدؓ بن الولید نے محکم کی لاش دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ وہی (مسئلہ) ہے؟ مجاہد نے کہا واللہ مسئلہ اس سے اچھا تھا۔ پھر حضرت خالدؓ بن الولید نے مسئلہ رو محمل ویمم انھیں کو دکھا کر کہا کہ تیرے سردار یہی تھے اور یہی تجھ پر حکومت کرتے تھے۔ مجاہد نے کہا مسئلہ یہی ہے اور یہ کرنے کے لئے ایک مدت چاہئے۔ تم مجھ کو چھوڑ دو اور مجھ سے اور میری قوم سے مصالحت کر لو تو میں ان کو تم سے صلح کر لینے پر مامور کروں گا۔

ابن یمامہ سے مصالحت

خالد بن الولید چونکہ کسی قدر مال غنیمت جمع کر چکے تھے اور لشکریوں کو کمر کھول دینے کا حکم دے چکے تھے۔ اسی وجہ سے مجاہد سے کہا میں تجھے قید سے رہا کئے دیتا ہوں تو اپنی قوم میں جا اور ان کو صلح کر لینے پر آمادہ کر میں سے فقط ان کے نفوس کی بابت صلح کروں گا۔ مجاہد خالدؓ کے پاس سے اٹھ کر اہل یمامہ کے پاس گیا اور عورتوں کو صلح کر کے ناہ کی فسیل پر کھڑا کر کے خالدؓ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ وہ لوگ محض اپنی جانوں پر مصالحت نہ کریں گے۔ خالدؓ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کی فسیلیں ہتھیاروں سے چمکتی نظر آئیں اور لشکر اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ انصار میں تین سو آدمی اور اسی قدر مہاجرین اور اسی قدر تابعینؓ میں سے شہید ہو چکے تھے۔ جو باقی تھے ان میں زخمیوں کی تعداد تھی۔ ان کے پیش نظر حضرت خالدؓ نے مجاہد سے نصف مال و اسباب و زمین مزرود و غیر مزرود و باغات و قیدیوں کی بنیاد پر صلح کی تجویز پیش کی۔ لیکن ان لوگوں نے اس سے بھی انکار کیا۔ تو رابع (چوتھا) مال و اسباب پر صلح کر لی۔ صلح نامہ لکھنے

کے بعد قلعہ کھولا گیا تو سوائے عورتوں اور لڑکوں کے اور کوئی نظر نہ آیا۔ خالدؓ نے مجاہد سے کہا کہ تو نے میرے ساتھ دعا کی اور فریب سے صلح نامہ لکھوا لیا۔ مجاہد نے عرض کیا اے امیر میری قوم میں کسی قسم کی استطاعت باقی نہ رہ جاتی اگر میں یہ حیلہ نہ کرتا مجھے اب معاف فرمائیے میں نے ان کی رسوائی کے خیال سے یہ سب کچھ کیا۔ خالدؓ بن الولید یہ سن کر خاموش ہو رہے اور اس صلح نامہ کو بحالہ قائم رکھا۔

سلمہ بن عمیر کا انجام: لیکن سلمہ بن عمیر نے کہا کہ ”ہم اس صلح کو قبول نہ کریں گے اور قلعوں کو محفوظ رکھیں گے اور اہل قرئی کو لڑائی پر آمادہ کریں گے غلہ و رسد کافی ہے موسم سرما بھی آ گیا“۔ مجاہد نے اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ اگر میں حیلہ و فریب نہ کرتا تو خالدؓ بھی اس شرط پر صلح نہ کرتے میں نے نہایت چالاکی سے یہ صلح نامہ لکھوایا ہے۔ مجاہد کے کہنے پر سات آدمی اس کی قوم سے نکلے اور خالدؓ سے انہوں نے صلح کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جس خیال پر وہ اس سے پیشتر تھے اس سے براءت ظاہر کر دی۔ سلمہ بن عمیر کے دل میں خالدؓ کی جانب سے ایک خلش مضمحل ہو گئی اور اس نے ان کے ساتھ دعا بازی کا قصد کر لیا۔ مگر سلمہ کے ہمراہیوں نے خالدؓ کو اس ناشائستہ حرکت سے مطلع کر دیا جس کی پاداش میں خالدؓ نے اس کو قید کر دیا لیکن یہ قید سے نکل بھاگا۔ لیکن پھر لوگوں نے اس کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔

اہل یمامہ کا وفد: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سلمہ بن قیس کو ایک خط دے کر حضرت خالدؓ کے پاس بھیجا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ ”اگر اللہ جل شانہ مرتدین پر تم کو فتح یاب کرے تو بنو حنیفہ سے جو بالغ ہو چکے ہوں وہ سب کے سب قتل کئے جائیں البتہ نو عمر لڑکے اور عورتیں قید کر لی جائیں“۔ لیکن اس خط کے پہنچنے سے پہلے حضرت خالدؓ صلح کر چکے تھے۔ اس وجہ سے اس خط پر عمل درآمد نہ کیا گیا۔ لہذا ان میں سے ایک گروہ کو اپنے خط کے ساتھ وفد کی صورت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس روانہ کر دیا۔ حضرت خالدؓ نے اپنے خط میں مسیلہ کے مارے جانے اور اہل یمامہ پر فتح پانے نیز صلح کرنے اور ان لوگوں کے اسلام لانے کا مفصل حال لکھا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اہل وفد سے بکمال عزت و احترام ملاقات کی اور ان لوگوں سے مسیلہ کے بنائے ہوئے فقرات کو دریافت فرمایا ان لوگوں نے جو کچھ انہیں یاد تھا پڑھ کر سنایا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا ”واللہ یہ کلام خدا نہیں ہے پاک ہے وہ اللہ جس کو وہ گمراہ کرے اس کا کوئی ہادی نہیں اور جس کو وہ راہ راست پر لائے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا جاؤ اپنی قوم میں رہو اور اسلام پر ثابت قدمی دکھاؤ۔ جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہو۔“

اہل بحرین کا ارتداد: خالد بن الولیدؓ نے یمامہ سے فارغ ہو کر اس کی وادیوں میں سے ایک وادی کی طرف رخ کیا۔ جہاں پر عبدالقیس و بکر بن وائل وغیرہ بطون ربیعہ جمع ہو رہے تھے۔ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے اور اسی طرح منذر بن سادی بھی رسول اللہ ﷺ کے وصال کے تھوڑے دنوں بعد اسلام چھوڑ بیٹھا تھا۔ یہ جارد بن المعلیٰ وہی ہیں جو وفد کی صورت میں آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں سے اسلام لا کر اپنی قوم میں آئے۔ ان کی تحریک پر وہ لوگ ایمان لائے تھے۔ پس جب عبدالقیس کو آنحضرت ﷺ کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی تو وہ لوگ بھی مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ ”اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو نہ مرتے“ جارد بن المعلیٰ نے کہا ”تمہاری عقلوں پر تھرپڑیں کیا تم نے یہ نہیں سنا اور کیا تم یہ نہیں جانتے ہو کہ اللہ

تعالیٰ نے محمد ﷺ سے پہلے اور انبیاء کرام بھیجے تھے اور وہ لوگ اپنا زمانہ جاہلیت پورا کر کے مر گئے ہیں؟ اسی طرح محمد ﷺ بھی ایک نبی تھے جب ان کا زمانہ وفات آیا تو وہ بھی مر گئے۔“ جارود نے بن کر کلمہ شہادت پڑھا عبد القیس کے دل پر ان کلمات کا ایسا فوری اثر ہوا کہ وہ لوگ بھی ان کے ساتھ ساتھ کلمہ پڑھنے لگے اور اسلام پر ثابت قدم رہے۔

حطم بن ربیعہ کا ارتداد: ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے علاء بن الحضرمی کو منذر کی طرف مقرر فرمایا اس سے پیشتر آنحضرت ﷺ نے انہیں کو منذر کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ پس جب آپ کا انتقال ہو گیا اور بطون ربیعہ مرتد ہو گئے اور ان لوگوں نے منذر بن العثمان بن المذکر کو (جو کہ مغرور کے نام سے موسوم تھا) اپنا حاکم بنالیا اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جیسا کہ حیرہ میں اس کی قوم نے کیا تھا اور جارود کی وجہ سے عبد القیس اسلام پر ثابت قدم رہے اور بکر بن وائل نے ردت پر قیام کیا اور حطم بن برادر بنوقیس بن ثعلبہ خروج کر کے عطیفہ و بجر کے درمیان قیام پذیر ہوا اور اس نے چند آدمیوں کو دارین کی طرف عبد القیس کو اسلام سے پھیرنے کے لئے بھیجا لیکن عبد القیس نے اس سے انکار کیا تو اس نے مغرور بن سوید کو جواتی کی جانب یہ کہہ کر روانہ کیا کہ اگر تو ان پر فتیاب ہو گیا تو میں تجھ کو بحرین کا دینا یعنی بادشاہ بنادوں گا جیسا کہ حیرہ کا نعمان ہے۔ پس اس نے جواتی میں پہنچ کر مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا اس اثناء میں حضرت علاء بن الحضرمی اہل ردت سے لڑنے کے لئے بحرین آ پہنچے اور جارود بن المعلى سے کہلا بھیجا کہ عبد القیس کو لے کر حطم اور اس کی قوم پر جو اس کے گرد و نواح میں ہے حملہ کر دو اس خبر کے سنتے ہی کل مسلمان علاء کے پاس آ کر اور اہل دارین کے علاوہ جس قدر مشرکین تھے آ کر جمع ہو گئے اور اپنے ارد گرد چاروں طرف سے خندق کو دو کر لڑائی شروع کر دی۔ ایک ماہ کامل لڑائی ہوتی رہی یہ نہ ان پر غالب ہوتے تھے اور نہ وہ ان سے لڑائی میں پیچھے ہٹتے تھے۔

حطم بن ربیعہ کا خاتمہ: اتفاق سے ایک روز شب کے وقت کچھ شور و غل کی آواز آنے لگی۔ علاء بن الحضرمی نے کان لگا کر سنا تو علاوہ شور و غل کے گانے بجانے لڑنے فضول بکنے کی آوازیں بھی آرہی تھیں۔ تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں لیٹے ہوئے سنتے رہے۔ جب صبر نہ ہوا تو انہوں نے ایک خبر کو بھیجا اس نے وہاں سے آ کر اطلاع دی کہ کل فریق مخالف شراب پی کر مست پڑے ہوئے ہیں۔ علاء بن الحضرمی نے اس خبر کے سنتے ہی اسی وقت اسلامی لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ نبرد آزما یاں اسلام خندق کو عبور کر کے مرتدین کے سر پر پہنچ گئے۔ مرتدین حالت نشہ میں نہ اپنے کو سنجال سکے اور نہ گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ سکے۔ مسلمانوں نے ان میں سے اکثر قتل کیا جو باقی رہے ان میں سے بعض قید کر لئے اور بعض کشتیوں میں سوار ہو کر دارین میں چاہے اور بعض اپنی قوم میں جا ملے۔ حطم بن ربیعہ (جو مرتدین کا سرگروہ تھا) اپنے کو کچھ سنجال کر گھوڑے پر چڑھ رہا تھا کہ قیس بن عاصم نے پہنچ کر اس پر ایسا وار کیا کہ کمر سے اس کا ایک پاؤں کٹ کر گر پڑا اسے میں جابر بن بھیر آ گیا اور اس نے قیس پر حملہ کر دیا قیس نے اس کا وار خالی دے کر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کی گردن دوش سے جدا ہو کر علیحدہ جا پڑی۔ پھر قیس نے لپک کر حطم بن ربیعہ کا بھی کام تمام کر دیا۔

معمر کہ دارین: عقیف بن منذر نے مغرور بن سوید کو گرفتار کر لیا تمام شب کشت و خون کا بازار گرم رہا صبح ہونے تک جب

میدان مرتدین سے خالی ہو گیا تو علاء نے صبح کی نماز کے بعد مغرور کے قتل کا حکم دے کر مال غنیمت کو تقسیم کر دیا۔ بکر بن وائل میں ان لوگوں کو جو اسلام پر ثابت قدم رہے تھے اور نصفہ تہیں اور شی بن حارث کو اہل ردت کے روکنے کو لکھا لیکن اس خط کے پہنچنے سے پہلے اہل ردت دارین میں پہنچ گئے۔ مسلمانان بکر بن وائل علاء کو جب اس سے مطلع کر کے خود دارین کی طرف بڑھے تو علاء بن الحضرمی بھی اس اطلاع پر اسلامی لشکر لئے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے دارین کی طرف روانہ ہوئے۔ دریا کے کنارے پر پہنچ کر کشتی نہ ملنے سے لشکر اسلام رک گیا۔ علاء بن الحضرمی نے گھوڑے سے اتر کر جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور سب کے سب دعا کرنے لگے۔

((یا ارحم الراحمین یا کریم یا حلیم یا احد یا صمد یا حی یا قیوم لا الہ الا انت یا ربنا))

دعا ختم کرنے کے بعد علاء نے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک ایڑ دیا اور اسلامی لشکر ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گیا اللہ تعالیٰ کی عنایت سے دریا پایاب ہو گیا اور اسلامی لشکر نے اس کو عبور کر کے دشمنان خدا کے سر پر پہنچ کر قتل و غارت کرنا شروع کر دیا اور ایک شب و روز کی لڑائی کے بعد مرتدین کو شکست ہوئی چھ ہزار سوار اور دو ہزار پیادے ان کے مارے گئے باقی جس قدر تھے وہ سب گرفتار و قید کر لئے گئے۔

علاء بن الحضرمی کا بحرین کی امارت پر تقرر: اس خدا داد کامیابی کے بعد علاء بن الحضرمی بحرین واپس آئے اور حرانہ میں لشکر اسلام کو ٹھہرنے کا حکم دیا لیکن فتنہ انگیزوں نے یہ غلط خبر مشہور کر دی کہ ابوشیبان و ثعلبہ و حاشیانوں کو ردت پر ابھار کر ان کو مسلمانوں سے لڑائی کے لئے جمع کر رہے تھے۔ حالانکہ وہ علاء کی امداد کے لئے جمع ہو رہے جس وقت علاء ان فتنہ انگیزوں کے کہنے پر اعتماد کر کے ابوشیبان وغیرہ کے مقابل ہوئے۔ اس وقت حقیقت حال کا انکشاف ہوا اور وہ لوٹ کر اپنی قیام گاہ پر آئے اور حضرت ابوبکر صدیق کو ایک خط لکھا۔ جس میں اہل خندق کی شکست اور حکم کے مارے جانے کی مفصل کیفیت درج کی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق اس خط کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور علاء کو حکومت بحرین پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد ثمامہ بن اثال ایک گروہ کو ہمراہ لے کر نکل کھڑا ہوا۔ اتفاق سے قیس بن ثعلبہ بن بکر بن وائل کے راستہ میں مل گیا اس کے پاس حکم بن ربیعہ کی سیاہ چادر تھی۔ اہل قافلہ نے کہا اسی نے حکم کو مارا ہے قیس بن ثعلبہ نے ہر چند کہا کہ میں نے اس کو نہیں مارا مجھ کو امیر نے بنا دیا ہے لیکن ان لوگوں نے ان کے کہنے پر مطلق توجہ نہ کی اور ان کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔

عمان و مہرہ کے مرتدین: اس سے پیشتر زمانہ جاہلیت میں عمان کی حکومت یقیط بن مالک ازدی کے خاندان میں تھی لیکن انقلاب زمانہ میں اس کے خاندان سے حکومت نکل کر جعفر و عبد پسران جلدی کے قبضہ میں آ گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد جس وقت اہل عمان و مہرہ مرتد ہو چلے تھے۔ اس وقت یقیط بن مالک نے موقع مناسب دیکھ کر نبوت کا دعویٰ کر کے عمان سے جعفر و عبد کو نکال دیا اور خود عمان پر حکومت کرنے لگا۔ جعفر نے حضرت ابوبکر صدیق کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے حذیفہ بن یحییٰ کو عمان کی طرف اور عتبہ بن جریج کو مہرہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

روانگی کے وقت حذیفہ کو حکم دیا کہ مہم عمان سے فارغ ہو کر مہرہ میں عرفہ کو مدد دینا اور دونوں آدمی جبر کی رائے سے کام کرنا۔ اگرچہ اس سے پیشتر عکرمہ بن ابی جہل کو یمامہ کی طرف میلہ سے لڑنے کو بھیجا تھا۔ لیکن عکرمہ کو بوجہ غلبت شکست ہوئی تھی اور حضرت ابو بکر صدیق نے ان کو لکھ کر بھیجا تھا کہ تم حذیفہ و عرفہ کے ساتھ شریک ہو کر اہل عمان و مہرہ سے لڑنا اور جب مہم عمان و مہرہ سے فارغ ہو جاؤ تو یمن چلے جانا (جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں) اس وجہ سے عکرمہ بن ابی جہل۔ حذیفہ و عرفہ کے پیچھے سے پہلے عمان پہنچ گئے اس کے بعد جب حذیفہ و عرفہ بھی آگئے تو انہوں نے جعفر و عبد کو اپنے آنے سے مطلع کیا۔ جعفر و عبد فوراً اپنی موجودہ فوج لے کر اسلامی لشکر میں آگئے اور صحرائے عمان میں خیمہ زن ہوئے۔

عثمان کی فتح۔ یقیناً نے یہ خبر پا کر اپنے لشکر کو جمع کی اور کمال مردانگی سے شہر میں لاکر مقابلہ کی غرض سے ٹھہرایا۔ مقدمہ انجیش میں عکرمہ تھے اور یمینہ پر حذیفہ اور میسرہ پر عرفہ اور رؤسا عمان جو ہنوز اسلام پر ثابت قدم تھے۔ مع جعفر و عبد کے قلب میں تھے ادھر یقیناً اور اس کے ہمراہی ایک کثیر تعداد میں صف بصف مقابلہ میں کھڑے تھے اور ان کے پیچھے ان کی عورتیں اور لڑکے تھے۔ نماز فجر کے بعد لڑائی شروع ہوئی فریقین نے جی توڑ کر لڑنا شروع کیا لڑائی کا آغاز نہایت خطرناک نظر آ رہا تھا۔ مسلمانوں کا لشکر نشیب میں اور مرتدین کی یلغار بلندی پر تھی۔ مگر بائیں ہند مسلمان تھیلی پر سر رکھ کر مدد آگے بڑھتے جاتے تھے۔ یقیناً نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی فوج کو لگا کر آگے بڑھایا اور خود ایک ہاتھ میں پرچم اور دوسرے میں نیزے لے لے ہوئے گھوڑے کو مہیز کر کے مسلمانوں کی طرف چلا۔ اسلامی لشکر اس اچانک اور مجموعی حملہ سے گھبرا کر پسپا ہوا چاہتے تھے اور قریب تھا کہ یقیناً فقیاب ہو جاتا لیکن اتفاقاً بنی ناجیہ کا ایک گروہ جس میں حرث بن ارشد اور کچھ لوگ عبدالقیس کے شامل تھے (جس کا سردار سجاد بن صرمار تھا) ان کی مدد کو گیا۔ اسلامی لشکر کا دل اس غیر متوقع امداد سے بڑھ گیا اور انہوں نے اللہ اکبر کہہ کر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ دشمنان دین شکست اٹھا کر منہ کے بل گرتے پڑتے بھاگے۔ دس ہزار کے قریب ان میں سے مارے گئے قیدیوں کی تعداد کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مال غنیمت کی تقسیم کے بعد جو خس (پانچواں حصہ) حضرت ابو بکر صدیق کے پاس مدینہ بھیجا گیا تھا اس میں آٹھ سو قیدی تھے لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حذیفہ تو عمان میں ٹھہرے رہے اور عکرمہ مہرہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اہل مہرہ کی اطاعت۔ مہرہ میں کچھ لوگ عمان اور ازاد عبدالقیس و بنی سعید قبائل کے ہاں جا کر شریک ہو گئے اور یہ لوگ دو گروہ ہو کر حکومت و ریاست کے لئے ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ عکرمہ نے مہرہ میں پہنچ کر دونوں گروہوں کو اسلام کی دعوت دی۔ ایک نے ان میں سے اسلام قبول کر لیا اور دوسرے نے (جس کا سردار صحیح تھا) اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ عکرمہ نے گروہ اول کے ساتھ ہو کر حملہ کیا اور دوسرے فریق کو شکست دے کر ان کے سردار کو مار ڈالا بہت سے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ مسلمانوں کو اس واقعہ سے بہت مدد پہنچی اس کے بعد اس اطراف و جوانب کے کل رہنے والے نجد، روضہ و ساطی و جزایر و مرو و لسان و اہل جبرہ و ظہور و الشحر و فرات و ذات النخیم و فرہ بالا اتفاق مسلمان ہو گئے۔ عکرمہ نے اس واقعہ کا ایک اطلاعی خط حضرت ابو بکر صدیق کے پاس بھیج دیا اور خود حسب ہدایت حضرت ابو بکر صدیق براہ یمن مہاجر بن ابی امیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

باب: ۱۲

فتوحات عراق و شام

۱۲ھ تا ۱۳ھ

اہل حیرہ کی اطاعت: محرم ۱۲ھ (مطابق ۶۳۳ھ) میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خالد بن الولیدؓ کو یمامہ کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد عراق میں ایلہ کی جانب سے داخل ہونے کو لکھا (ایلہ منجھائے بحر فارس پر جانب شمال بصرہ کے قریب واقع ہے) نیز یہ بھی لکھا کہ اہل فارس اور ان لوگوں کی تالیف قلوب کرنا۔ جو ان کے ملک میں دیگر مذہب و ملت کے آباد ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن الولیدؓ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو کر مدینہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور یہاں سے ان کے حکم سے عراق کی طرف روانہ ہو کر بافتیاد یوسو ما پہنچے۔ ان کے حکمرانان جابان و صلو بانی حاضر ہو کر دس ہزار دینار پر مصالحت کر لی۔ حضرت خالدؓ بن الولید اس رقم کو وصول کر کے حیرہ پہنچے۔ اپنے سیرایاسؓ میں قبیصہ طائی کے ہمراہ حیرہ کے شرفاء لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر خالدؓ بن ولید کے پاس آئے۔ حضرت خالدؓ نے ان لوگوں سے کہا ہم اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے آئے ہیں تم لوگ اسلام قبول کرو یا مطیع اسلام ہو کر جزیہ دو تو ہم تمہاری جان اور مال کے ذمہ دار اور محافظ ہوں گے یا برسر میدان جنگ میں آؤ۔ شرفاء حیرہ نے اسلام کی اطاعت قبول کر کے نوے ہزار درہم جزیہ (خراج) پر صلح کر لی۔

بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ کو اسفل عراق میں ایلہ کی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا تھا اور عیاض بن غنم کو لکھا تھا کہ وہ اعلیٰ عراق سے داخل ہو کر شیع سے لڑائی شروع کر کے عراق میں خالدؓ سے جا کر مل جائیں اگرچہ اس سے پیشتر ثقی بن حارث شیبانی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اجازت حاصل کر کے عراق چلے گئے تھے اور حضرت خالدؓ کے پہنچنے سے پہلے لڑائی چھیڑ دی تھی۔ پس جس وقت حضرت خالدؓ بن ولید عراق پہنچے اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے ثقی بن حارث و حرمہ و مدعور (بامعذور) و سلمان ایلہ میں حضرت خالدؓ کے لشکر سے آ کر مل گئے۔

۱۔ نعمان بن منذر کے بعد ایاس بن قبیصہ طائی امیر حیرہ بنائے گئے تھے۔

۲۔ یہ پہلا جزیہ ہے کہ اسلام نے فارس سے لیا۔

جنگِ سلاسل: حضرت خالدؓ کے ہمراہ دس ہزار فوج تھی اور ثنی بن حارث کے ساتھ آٹھ ہزار۔ خالدؓ نے اپنے لشکر کو کھل تین حصوں میں منقسم کر کے اگلے حصہ پر ثنی کو اور درمیان پر عدی بن حاتم کو مقرر کیا اور پچھلے پر خود رہے اور فوج کے تینوں حصوں کو مختلف راستوں سے اس طرح پروانہ کیا کہ ہر حصہ دوسرے حصہ سے ایک دن کی مسافت پر تھا۔ پہلے دونوں حصوں کو حصیر میں دشمنانِ دین سے مقابلے کی غرض سے جمع ہونے کا حکم دیا۔ شاہ فارس کی طرف سے اس صوبہ کا گورنر ہرمزان نامی ایک شخص نہایت دلیر اور نبرد آزما تھا جو خشکی میں عرب سے اور بحر میں ہند سے لڑتا رہتا تھا۔ ہرمز خالدؓ کی آمد کی سن کر اردشیر کسری کے پاس ایک اطلاعی عرضداشت بھیج کر خود نہایت غلٹ سے تیاری کر کے ایک منظم فوج لئے ہوئے حصیر آ پہنچا۔ اس کے مقدمہ انجیش پر قباد و نوش جان (اولاد اردشیر اکبر سے) تھے انہوں نے بھاگنے کے خیال سے اپنی فوج کو چاروں طرف سے زنجیروں سے گھیر دیا۔ فریقین نے حصیر کے سامنے ایک میدان میں اپنی اپنی صفوں کو منظم کیا۔ اتفاق سے اسلامی لشکر جو ان کے مقابلہ پر تھا وہ ایسے مقام پر خیمے نصب کر رہا تھا جہاں پانی نہ تھا خالدؓ کے ہمراہیوں نے کہا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ لشکر بغیر پانی کے مرجائے گا۔ خالدؓ نے جواب دیا ”صبر کرو اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔“ یہ سن کر لوگ خاموشی کے ساتھ خیمے نصب کرنے اور اسباب اتارنے لگے تھوڑی دیر کے بعد حکم خدا ایک ہر آیا جس سے ان کے ارد گرد کے چشمے بھر گئے۔

ہرمز کا خاتمہ: صفوان کے منتظم ہونے کے بعد خالدؓ اسلامی لشکر کی صفوں سے نکل کر میدان میں گئے اور لکاڑ کر اپنے مقابلہ پر لڑنے والے کو طلب کیا۔ ہرمزان کی آواز سن کر میدان میں نکل آیا۔ دونوں لڑنے والے گھوڑوں سے اتر کر پیادہ ہو گئے پہلے خالدؓ نے ہرمز پر وار کیا، ہرمز نے پیچھے ہٹ کر خالدؓ پر حملہ کیا۔ خالدؓ نے اس کی تلوار چھین لی اور لپک کر اس کی کمر پکڑ کر زمین پر پٹک دیا۔ جاٹاران فوج کا دستہ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت خالدؓ کی طرف بڑھا۔ لیکن حضرت خالدؓ کا یہ دلیرانہ حملہ ان کو ہرمز کے قتل سے نہ روک سکا۔ یہ دستہ خالدؓ تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ قحطاع بن عمرو نے اس دستہ پر حملہ کر کے ایک ایک کو چن چن کے مار ڈالا۔ اس کے بعد بقیہ لشکر فارس میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا۔ تھوڑی دور تک مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جس کو پایا اس کو قتل کیا اس لڑائی کا نام واقعہ ذات السلاسل ہے۔ حضرت خالدؓ نے ہرمز کے قتل کے بعد اس کے ہتھیار اور اسباب لے لئے اس کی صرف ایک ٹوپی ایک لاکھ کی تھی۔

حصن المرأة کی فتح: لڑائی ختم ہونے کے بعد حضرت خالدؓ نے مالی غنیمت سے فیس اور نوید فتح دے کر قاصد کو حضرت ابو بکر صدیق کے پاس بھیجا اور خود حصیر سے روانہ ہو کر موضع جسر اعظم (بصرہ) میں جا اترے۔ حضرت ثنی بن حارث کو دشمنانِ خدا کے پیچھے روانہ کیا۔ چنانچہ ثنی نے حصن المرأة کا محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا۔ حاکم قلعہ کی بیوی مسلمان ہو گئی۔ اس کو ثنی نے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ انہیں ایام میں حضرت خالدؓ بن ولید نے معقل بن مقرن کو ایلیہ کی طرف بھیجا تھا لیکن اس کو عتبہ بن غزوہ نے حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں ۱۲ھ میں فتح کیا۔

جنگِ مذار: کسراے اردشیر نے ہرمز کی اطلاعی عرضداشت (جس میں اس نے خالدؓ کی آمد کو لکھا تھا) پڑھ کر ہرمز کی مدد پر قارن بن قریانس کو فوج کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہرمز مارا جا چکا تھا اور اس کے ہمراہی میدانِ جنگ

سے بھاگے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ مقام نذار میں قارن اور منہر میں ہر مز کے لشکریوں سے ملاقات ہوئی۔ قارن نے ان لوگوں کو دم دلا سہارے کر دوبارہ لڑائی پر آمادہ کیا اور اپنے ہمراہ لے کر لشکر اسلام سے مقابلہ کرنے کی غرض سے منہر پر آ کر ٹھہرا۔ حضرت خالد بن ولید یہ سن کر لشکر اسلام کو منظم کر کے قارن کے مقابلے پر آئے۔ فریقین نے مردانگی سے لڑائی شروع کی اثناء جنگ میں معقل بن الاعشی بن التباش نے قارن کو اور عاصم نے انوش جان کو اور عدی نے قباد کو ایک ہی حملہ میں مار ڈالا۔ جس کی وجہ سے پھر لشکر فارس کو شکست ہوئی۔ اس معرکہ میں ان لوگوں کے علاوہ جو دار و گیر وقت منہر میں ڈوب گئے۔ تقریباً تین ہزار فارس کے لشکری مارے گئے۔ جو باقی رہے ان سے جزیہ لے کر اپنی حفاظت میں لے لیا۔ مسلمانوں کو اہل فارس سے بے حد مال و اسباب ملا اور ان کے مقتولین کے لڑکوں اور عورتوں کو قید کر کے لونڈی غلام بنالیا۔ قارن کی لڑائی کے بعد مسلمانوں نے فارس سے کوئی بڑی لڑائی نہیں لڑی اس لڑائی کا نام شتی یعنی منہر ہے۔

جنگ دلجہ: اس شکست کے بعد اردشیر نے سواد کے بہت بڑے شہسوار اندر عز کو روانہ کیا اور اس کے پیچھے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بہمن جاذویہ کو بھی بھیجا۔ اندر عز نے اپنی ہمراہی فوج کے علاوہ اردشیر کے حکم کے بموجب حیرہ و کسکو کے درمیان سے عرب ضاحیہ اور دہقانوں کے ایک گروہ کثیر کو اپنے لشکر میں شامل کر کے دلجہ میں صف آرائی کی۔ حضرت خالد بن ولید منہر کو عبور کر کے اس کے مقابلے پر گئے۔ لڑائی سے پہلے حضرت خالد نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں چھپا دیا تھا اور بقیہ لشکر کو دو حصوں میں منقسم کر کے مقابل ہوئے تھے۔ اسلامی لشکر حضرت خالد بن ولید کے اشارہ سے لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا۔ جس وقت لشکر فارس کمین گاہ سے آگے بڑھا۔ اہل کمین گاہ نے کمین گاہ سے نکل کر لشکر فارس پر پیچھے سے اور سامنے سے لڑنے والے اسلامی لشکر نے آگے سے اور حضرت خالد نے ایک کوس کا چکر کاٹ کر دائیں بازو سے حملہ کر دیا۔ لشکر فارس اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا ایک گروہ کثیر ان کا مارا گیا اور اندر عز لڑتے لڑتے پیاس کی شدت سے مر گیا۔ باقی لشکریوں کو حضرت خالد نے امان دے کر اپنی حفاظت میں لے لیا۔

جنگ الیس: چونکہ اس لڑائی میں دو عیسائی بنی وائل کا جابر بن بکیر دوسرا عجل کا ابن عبدالاسود مسلمانوں نے گرفتار کر لئے تھے۔ اس وجہ سے بنی وائل کے نصرانی برہم ہو کر مسلمانوں کے خلاف مقام الیس میں جمع ہوئے۔ عبدالاسود عجلی کو اپنا سردار بنایا۔ اردشیر نے شکست کے بعد بہمن جاذویہ کو عرب کے نصرانیوں کے ساتھ مقام الیس میں پہنچ کر مدد دینے اور ان کے ہمراہ ہو کر لڑنے کو لکھا اور لکھا کہ جب تک جابان مرزبان نہ پہنچ لے اس وقت لڑائی نہ چھیڑی جائے۔ بہمن جاذویہ عجل و بنی وائل کے نصرانیوں کے پاس اردشیر کا یہ پیام پہنچا کہ اردشیر کے پاس مشورے کی غرض سے واپس آیا۔ لیکن اردشیر کی علالت نے اس کو عجلت کے ساتھ الیس کی طرف لوٹنے نہ دیا۔ اس اثناء میں جابان نصرانیان عرب بنی عجل و تمیم اللات و ضبیہ و عرب انصاحیہ کے پاس الیس میں آ گیا۔ جب ان لوگوں کے اجتماع کی خبر حضرت خالد بن ولید کو پہنچی۔ تو وہ بھی ان کی طرف اسلامی لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ ان کو جابان مرزبان کی شرکت کی اطلاع نہ تھی۔ انہوں نے الیس میں پہنچ کر بلا کسی انتظار کے اعلان جنگ کر دیا اور خود میدان جنگ میں بڑھ کر لڑنے والوں کو طلب کیا۔ فریق مخالف کی فوج سے مالک بن قیس مقابلہ پر آیا جس

کو حضرت خالدؓ نے دم لینے کی بھی مہلت نہ دی۔ مالک بن قیس کے مارے جانے کے بعد لڑائی کا بازار بے حد گرم ہو گیا۔ عرب کے نصرانی لڑتے جاتے تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بہن جاذو یہ کو دیکھ رہے تھے جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کا انتظار کر رہے ہیں تھوڑی دیر کے بعد جب ان کی مایوسانہ کوششوں نے جواب دے دیا اور بہن جاذو یہ کے آنے سے قطعاً ناامید ہو گئے تو ایک دوسرے پر منہ کے بل گرتے پڑتے میدان جنگ سے بھاگے مسلمانوں نے ان کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ ان میں سے ایک گروہ کثیر قید کر لیا گیا۔ جن کو حضرت خالدؓ نے قتل کیا اس قدر کثیر التعداد آدمیوں کے مارے جانے سے خون کی ندی جاری ہو گئی۔ جو نہر الدم کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس واقعہ میں مقتولین کی تعداد ستر ہزار بیان کی جاتی ہے۔ مال غنیمت کا کوئی صحیح اندازہ نہیں ہو سکا۔

امعیشیا کی فتح: خالدؓ عجیبوں کے کھانے پر جا کر کھڑے ہو گئے اور دن بھر کی لڑائی سفر میں تھکے ہارے اور بھوکے پیاسے مسلمانوں نے لڑائی ختم ہونے پر کھانا شروع کر دیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر میں واقعہ ہوا ہے اس کے بعد خالد اپنا لشکر لئے ہوئے امعیشیا جا پہنچے اور تیڑی سے اس پر حملہ کر دیا کہ اہل امعیشیا اپنا مال و اسباب تک دوسرے مقام پر نہ بھیج سکے۔ اسلامی لشکر نے اس واقعہ میں اس قدر مال غنیمت فراہم کیا کہ اتنا کسی اور واقعہ میں نہیں ملا ہوگا۔

حیرہ کا محاصرہ: متذکرہ بالا واقعہ سے فارغ ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ اسلامی لشکر اسباب کو کشتیوں میں سوار کر کے حیرہ کی طرف روانہ ہوئے ابن زبایان و مرزبان حیرہ نے مع از او یہ کے حیرہ سے نکل کر غرین میں پہنچ کر لشکر کو منظم کیا اور اپنے لڑکے کو ایک کثیر التعداد لشکر کے ساتھ حضرت خالدؓ کے مقابلہ پر روانہ کیا تا کہ کشتی سے اسلامی لشکر جنگی پر نہ آنے پائے۔ خالد بن الولید نے اس سے فرات کو باذقلا پر حملہ کیا اور مرزبان کے بیٹے کو اس کے کل ہمراہیوں کے ساتھ قتل کر کے حیرہ کی طرف بڑھے۔ ابن زبایان و مرزبان حیرہ اپنے لڑکے کا قتل اور اردشیر کسریٰ کی موت کا واقعہ سن کر بغیر جنگ حیرہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ حضرت خالدؓ نے غرین پہنچ کر قیام فرمایا، مسلمانوں نے قصور حیرہ کا محاصرہ کر لیا اور اثناء محاصرہ میں دیور کو بڑو تیغ فتح کیا۔

اہل حیرہ کی اطاعت: جب طول حصار سے محصورین بے آب و دانہ مرنے لگا اور قیس و رہبانوں نے اہل قصور کو چلا چلا کر سخت دست کہنا شروع کر دیا۔ تب ایسا بن قیسہ قصر ابیض سے اور عمرو بن عبد المسیح بن قیس ابن حیان بن الحرث قصور حیرہ سے نکل کر حضرت خالدؓ کے پاس آئے اور گفتگو شروع کر دی۔ خالدؓ نے حیرہ کی کثرت آبادی سے متعجب ہو کر اس کا حال دریافت کیا۔ عمرو بن عبد المسیح نے کہا کہ میں نے دمشق و حیرہ کے درمیان ایک دوسرے سے اس قدر متصل قصابات دیکھے ہیں کہ ایک عورت ان دونوں شہروں کے درمیان بغیر اس کے کہ اس کے پاس زاد سفر سوائے چند کھجوروں کے اور کچھ نہ ہو سفر کر سکتی ہے۔ خالدؓ یہ سن کر ہنس پڑے اور اس کے خادم کے ہاتھ سے تھیلی لے کر کھول کر زہر کو اپنے ہاتھ پر پھیلا لیا اور اس سے دریافت کیا کہ تم اس کو اپنے ہمراہ کیوں لائے ہو؟ عمرو بن عبد المسیح نے جواب دیا کہ اس کو اپنے ہمراہ اس خیال سے لایا ہوں کہ اگر میں تم کو اپنے خیال کے خلاف پاؤں تو اس صورت مجھے زیادہ عزیز ہوگی۔ اس سے کہ میں اپنی قوم میں کوئی چیز بدل کر جاؤں۔ خالدؓ یہ کہہ کر کہ ”جب تک موت نہیں آتی اس وقت کوئی شخص نہیں مر سکتا۔“ ((بسم اللہ لا یضر مع اسمہ شئی))

پڑھ کر اس کو کھا گئے تھوڑے عرصہ کے عالم بے ہوشی میں پڑے رہے اور اس کے بعد اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اچھی طرح سے باتیں کرنے لگے۔ ابن عبد المسیح نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا ”واللہ تم لوگ جو چاہو گے حاصل کر لو گے جب تم میں ایسا ایک شخص موجود رہے گا۔“ اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت خالدؓ سے ایک لاکھ نوے ہزار یا دو لاکھ نوے ہزار اور کرامت بنت عبد المسیح کو دے کر صلح کر لی۔

کرامت بنت عبد المسیح: صلح کے بعد کرامت شویل کو دے دی گئی کیونکہ اس سے پیشتر ایک وقت میں جبکہ آنحضرت ﷺ بطور پیشین گوئی کے حیرہ پر اپنی امت کی استیلاء کا ذکر فرما رہے تھے۔ اس وقت شویل نے کرامت بنت عبد المسیح کو آنحضرت ﷺ سے مانگ لیا تھا اور آپ ﷺ نے کرامت کے دینے کا شویل سے وعدہ کر لیا تھا۔ پس جب حیرہ فتح ہوا تو شویل نے خالدؓ کو آنحضرت ﷺ کا وعدہ یاد دلا کر کرامت کو لے لیا اور کرامت نے ایک ہزار درہم اپنی قیمت دے کر اپنے آپ کو آزاد کرالیا یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۱۲ھ کا ہے۔

حیرہ کے نواحی قبائل کی اطاعت: حیرہ کے گرد و نواح کے دیہات و قصبات اور چھوٹے چھوٹے شہر والے جو حیرہ کے آخری انجام کو دیکھ رہے تھے۔ فتح حیرہ کے بعد خالدؓ کے پاس آئے اور اطراف حیرہ سے مابین فلانج تک پر دو مرتبہ ہزار ہزار درہم دے کر خالدؓ سے صلح کر لی۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ نے ضرار بن الازور و ضرار بن الخطاب و قعقاع بن عمرو ثقیفی ابن حارث و عینیہ بن الشماس (رضی اللہ عنہم) امراء لشکر کو سواد حیرہ کی طرف بھیجا اور یہ حکم دیا کہ ”اگر وہ لوگ اسلام قبول کر لیں یا جزیہ دینا منظور کر لیں تو ان سے کچھ نہ کہنا ورنہ قتل و غارت کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا جائے۔ پس ان لوگوں نے حسب الحکم حضرت خالدؓ حیرہ سے شط و جلد تک فتح کر لیا۔

حضرت خالد کا شاہ فارس کو پیغام: اسی اثناء میں حضرت خالدؓ نے شہنشاہ فارس کو بعد حمد و نعت کے اس مضمون کا خط لکھا:

((اما بعد فالحمد لله الذي حل نظامكم ووهن كيدكم و فرق كلمتكم و لو لم نفعل ذلك كان شرنا لكم فادخلوا في امر ناندعكم و ارضكم و نجوزكم الى غيركم و الا كان ذلك فانتم كارهون على ايدي قوم يحبون الموت كما تحبون الحيات))

”یعنی حمد و نعت کے بعد تمام ستائش اللہ کے واسطے ہے جس نے تمہارے نظام کو کھول دیا اور تمہارے مکر کو ست کر دیا اور تمہارے گرد و مفرق کر دیا اور اگر ہم ایسا نہ کرتے (یعنی حملہ نہ کرتے) تو تمہارے لئے برا ہی ہوتی۔ پس تم لوگ ہمارے حکم کے مطیع ہو جاؤ ہم تم کو اور تمہارے ملک کو چھوڑ دیں گے اور دوسروں کی طرف چلے جائیں گے (یعنی تم سے معرض نہ ہوں گے) ورنہ یہ ہوگا کہ تم لوگ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہو گے جو موت کو دوست رکھتے ہیں جیسا کہ حیات کو تم دوست رکھتے ہو۔“

اور شہنشاہ فارس کے مرزبانوں کے پاس ایک گشتی مراسلہ اس مضمون کا بھیجا:

((اما بعد فالحمد لله الذي فضل حديثكم و فرق كلمتكم و جعل حرمكم و كسر شوكنكم

فاسلموا تسلموا والا ناعتقدوا امنی الذمة وادوا الجزية والافقوا اجتكم يقوم يحيون الموت
كما تحبون شرب الخمر))

یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے تمہاری تیزی توڑ دی، تمہاری جمعیت منتشر کر دی۔ تمہاری عورتیں بھگا دیں اور
تمہاری شوکت خاک میں ملا دی لہذا اسلام لے آؤ۔ سلامتی سے رہو گے ورنہ میرے ذمہ میں آ جاؤ اور جزیہ ادا
کر دو اور اگر یہ بھی نہ مانو تو میں تمہارے مقابلہ کے لئے ایسے جانناز لایا ہوں۔ جنہیں موت اسی طرح محبوب ہے
جیسے تمہیں شراب محبوب ہے۔

ایرانیوں میں اختلاف: اگرچہ ان دنوں اہل عجم میں اردشیر کی موت کی وجہ سے آپس میں اختلاف ہو رہا تھا۔ لیکن
باوجود طوائف الملوکی کے خالدؓ کے مقابلے کے لئے وہ سب متفق تھے۔ انہوں نے بہمن جاذدیہ کو ایک لشکر پر افسر مقرر کر کے
مسلمانوں کو لڑنے کو بھیج دیا تھا۔ خالدؓ ایک برس تک شام پر حملہ کرنے سے پہلے حیرہ میں مقیم تھے۔ کبھی حیرہ کے بالائی حصہ کو اور
گاہے حیرہ کے تجانی حصہ کو اپنے قبضہ میں لانے کی فکر کرتے رہے اور اہل فارس کے گروہ کے گروہ اس کے بچانے پر کمر بستہ
رہے۔ جس پر خالدؓ قبضہ کر لیا کرتے تھے مگر ایسا کوئی شخص ان کی نظر میں نہ آتا تھا۔ جس کی حکومت کو سب اہل فارس تسلیم کر لیتے
اور اس کے ساتھ حج ہو کر خالدؓ کی دست برد سے اپنے ملک کو بچا لیتے۔ کیونکہ سیرین نے ان تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا تھا جو بہرام
جور کی نسل سے تھے۔ پس جب خالدؓ کا خط مذکورہ بالا پہنچا تو کسریٰ کے خاندان کی عورتوں نے فرخ زاد بن بندوان کو اس امر
کے لئے مقرر کیا کہ وہ ایسے شخص کو بادشاہ بنائے جس کے مطیع اہل کسریٰ ہو سکتے ہوں۔

حضرت جریر بن عبد اللہ کی روانگی: حیرہ کی فتح کے بعد جریر بن عبد اللہ الجلی خالدؓ کے پاس آ گئے اس سے پیشتر وہ
خالدؓ بن سعید بن العاص کے ساتھ شام میں تھے۔ وہاں سے خالدؓ بن سعید کی اجازت سے حضرت ابو بکرؓ کے پاس اس غرض
سے چلے آئے تھے کہ وہ اپنی قوم کے تفرقہ کو دور کر کے سب کو ایک کر دیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے خالدؓ بن سعید سے اس
کا وعدہ فرمایا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ یہ سن کر خالدؓ بن سعید سے سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم مجھ سے فضول باتیں کرنے آئے
ہو تم دیکھتے ہو کہ اس وقت فارس و روم کے مہم میں ہم مصروف ہیں۔ تم سیدھے خالدؓ کے پاس جاؤ وہ اس وقت پہنچے جب کہ وہ
حیرہ فتح کر چکے تھے اور اس سے پہلے عراق میں کارہائے نمایاں انجام دے چکے تھے۔ ان میں یہ شریک نہیں ہو سکے اور نہ
انہوں نے اہل روم کے قتل و جنگ میں خالدؓ کے ساتھ شرکت کی۔

انبار کی فتح: حیرہ پر قبضہ کر لینے کے بعد خالدؓ لشکر کو منظم کر کے انبار کے قصد سے روانہ ہوئے اور مقدمہ الجیش پر اتر عین
حالبس کو مقرر کیا۔ شیر زاد والی سبابا لشکر انبار کا اعلیٰ افسر تھا۔ اس نے لشکر اسلام کے مقابلہ پر اپنے لشکر کو آراستہ اور فضیلوں اور
خندقوں کو درست کر کے مسلمانوں کی نقل و حرکت دریافت کرنے کی غرض سے جاسوسوں کو مقرر کیا۔ خالدؓ نے انبار پہنچ کر اس کا
محاصرہ کر لیا اور شہر پناہ کی فضیلوں کے مقابلے پر مٹی کے دھڑے باندھ کر تیر باری شروع کر دی۔ جس سے یک لخت ایک ہزار
آدمیوں کی آنکھیں پھوٹ گئیں۔ اس کے بعد کمز و ناتواں اوتوں کو ذبح کر کے خندق کو بھر دیا اس طرح اسلامی خندقوں کو

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اسی وجہ سے اس واقعہ کا نام غزوہ ذات العیمون رکھا گیا ہے۔ واللہ اعلم

عبور کر کے انبار کی فصیل تک پہنچ گیا۔ اس مقام پر مسلمانوں اور کفار کے درمیان ایک سخت خطرناک لڑائی ہوئی۔ اہل انبار نے ہر چند اسلامی لشکر کو پسپا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھتے گئے۔ ناچار ہو کر شہر زاد نے حضرت خالدؓ کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ حضرت خالدؓ نے شہر زاد سے اس شرط پر صلح کر لی کہ ”شہر زاد بلا اسباب و ہتھیار جنگ صرف تین روز کا کھانا اور اپنے مخصوص لوگوں کا کھانا لے کر شہر چھوڑ دے“۔ شہر زاد بموجب صلح انبار چھوڑ کر بہن جاذویہ کے پاس چلا گیا اور حضرت خالدؓ مظفر و منصور انبار میں داخل ہوئے۔

معمر کہ عین التمر : اس کامیابی کے بعد حضرت خالدؓ نے زبرقان بن بدر کو انبار کا حاکم مقرر کر کے عین التمر پر حملہ کیا۔ عین التمر میں مہران بن بہرام چوہیں، عجمیوں کا ایک گروہ عظیم اور عقبہ بن ابی عقبہ عرب کے کثیر التعداد آدمیوں کو لئے ہوئے موجود تھا۔ ان کے علاوہ اس کے گرد و نواح میں ایک بہت بڑا گروہ نمر و تغلب و آیا دو غیرہ قبائل عرب کے مسلمانوں کے مقابلہ پر آئے ہوئے تھے۔ عقبہ نے ابن بہرام سے کہا کہ ہم کو اور خالدؓ کو لڑنے دو کیونکہ ہم اور وہ دونوں عرب ہیں اور عرب کی لڑائی عرب خوب سمجھتا ہے۔ ابن بہرام نے کہا ”تم یہ بہت صحیح کہتے ہو بے شک لوہے کو لوہے سے نرم کرنا چاہئے“۔ ابن بہرام نے یہ جواب دے کر عقبہ کو خالدؓ کے مقابلہ پر بھیجا۔ خالدؓ نے حق تھا عقبہ پر حملہ کر کے گرفتار کر لیا۔ عقبہ کا لشکر بغیر جنگ کئے ہوئے لڑائی کے میدان سے بھاگ نکلا۔ مسلمانوں نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قید کر لیا ابن بہرام پر اس واقعہ سے اسکی بیست طاری ہوئی کہ وہ میدان جنگ کا کیا ذکر ہے قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور عقبہ کے شکست خوردہ ہمراہیوں نے قلعہ میں پہنچ کر دروازہ بند کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے چاروں طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر کے لشکر کو قیام کا حکم دے دیا۔ محصورین نے چار روز کے بعد فتح نصیب سپہ سالار خالدؓ سے اس کی درخواست کی۔ لیکن حضرت خالدؓ نے مصلحتاً اسن دینے سے انکار کیا اور بزور تیغ قلعہ سے باہر نکال کر عقبہ کو مع اس کے لشکریوں کے قتل کر ڈالا۔ جو کچھ مال و اسباب قلعہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا اور چالیس نو عمر لڑکوں کو جو اس قلعہ کے کلینہ میں انجیل سیکھتے اور سکھاتے تھے گرفتار کر کے باہم تقسیم کر لیا۔ جن میں سیر بن ابومحمد و نصیر ابوموسیٰ و حمران مولیٰ عثمان وغیرہ شامل تھے۔ اس واقعہ میں مسلمانوں میں سے عمیر بن رباب سہمی مہاجرین حبشہ میں سے اور بشیر بن سعد انصاری و ابوالنعمان شہید ہوئے۔ اس خداداد کامیابی کے بعد نفس و نوید فتح دے کر ایک قاصد حضرت ابوبکر صدیق کے پاس روانہ کیا گیا۔

دومۃ الجندل : فتح عین التمر کے بعد حضرت خالدؓ کے پاس عیاض بن غنم کا خط آیا جو نصرانیوں اور مشرکین عرب، بحر اہلبک و غسان و تنوخ و ضحاکم سے دومۃ الجندل میں لڑ رہے تھے۔ عیاض نے نصرانیوں اور مشرکین عرب سے تنگ ہو کر حضرت خالدؓ سے اعانت کی درخواست کی تھی۔ حضرت خالدؓ کا لشکر اگرچہ شب و روز لڑائی کرتے کرتے تھک گیا تھا۔ لیکن اس کی رگوں میں اسلامی خون کا جوش و بیاہی موجود تھا جیسا کہ لڑائی سے پہلے تھا۔ حضرت خالدؓ نے خط پاتے ہی لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور خود مسلح ہو کر نکل کھڑے ہوئے۔ دومۃ الجندل میں دو ریکس تھے ایک اکیدر بن عبد الملک دوسرا جودی بن ربیعہ یہ دونوں مسلمانوں کے مقابلہ پر تلے ہوئے تھے۔ اکیدر نے حضرت خالدؓ کی آمد کی خبر سن کر اپنے ہمراہیوں سے صلح کرنے کو کہا جب

ان لوگوں نے انکار کیا تو اکیدران کا ساتھ چھوڑ کر نکل کھڑا ہوا۔ حضرت خالدؓ نے یہ واقعہ سن کر چند آدمیوں کو اکیدر کو گرفتار کرنے کے لئے بھیج دیا جنہوں نے اس کے ہمراہ جو کچھ تھا اکیدر کو قتل کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

جودی بن ربیعہ کا خاتمہ: باقی رہا جودی اس نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو عیاض کے مقابلہ پر جو دومتہ الجندل کے مشرقی جانب تھے لڑنے کو بھیجا اور خود دوسرے حصہ کو لے کر حضرت خالدؓ کے مقابلہ پر آیا۔ حضرت خالدؓ نے لشکر کی صف سے نکل کر جودی کو لاکارا۔ جودی جس وقت میدان میں آیا حضرت خالدؓ نے دوڑ کر گرفتار کر لیا اور مسلمانوں نے دفعۃً حملہ کر کے اس کے ساتھیوں کو اور عیاض نے اپنے فریق مقابل کو شکست دے کر ہپا کر دیا۔ شکست خوردہ گروہ نے دونوں طرف سے شکست کھا کر قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے اہل قلعہ سے دروازہ کھول دینے کے لئے کہا لیکن وہ لوگ مقابلہ سے نہ بٹے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے ان کے روبرو جودی کو مار ڈالا۔ اس کے بعد قلعہ پر دھاوا کر کے اس کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ قلعہ میں جتنے جوان اور لڑنے والے تھے ان کو قتل کیا لیکن لڑکوں اور عورتوں کو گرفتار کر کے لوٹ ڈی غلام بنالیا۔

معمر کہ حصید: اہل فارس نے حضرت خالدؓ کے دومتہ الجندل کی طرف چلے جانے کے بعد حیرہ کو واپس لینے کی ایک آخری کوشش کی انہوں نے حیرہ کو خالدؓ سے خالی پا کر اس پر بزور قبضہ کر لینا ایک آسان امر سمجھ کر اپنے لشکر کو منظم کرنا شروع کر دیا۔ حیرہ کے عربوں نے بھی عقبہ بن عقبہ کے قتل سے برہم ہو کر مسلمانوں کے خلاف ان کو ابھارا۔ چنانچہ دو نامی سپہ سالار زرمہرو روز بہ انبار کی طرف خروج کر کے حصید و خنافس تک پہنچ گئے۔ قعقاع بن عمرو نے (جس کو حضرت خالدؓ نے بطور نائب کے حیرہ میں مقرر کیا تھا) یہ خبر سن کر دو فوجیں حیرہ سے اہل فارس کے مقابلہ پر روانہ کیں۔ جوان دونوں کے درمیان ردیف میں حاکم ہو گئیں۔ اسی اثناء میں حضرت خالدؓ براستہ حیرہ مدائن واپس آ رہے تھے۔ قعقاعؓ بن عمرو ابولہلیؓ حصید میں حضرت خالدؓ کے آنے سے پہلے اہل فارس سے بھڑ گئے، لیکن عظیم خونریز لڑائی کے بعد ان دونوں سپہ سالاروں کو فتح حاصل ہوئی۔ اس معرکہ میں عجمیوں کے لشکر کے دو حصہ تدریج ہو گئے۔ باقی ایک حصہ خنافس کی طرف بھاگا جہاں پر ان لوگوں کو ایک مشہور و نامور شہسوار بہوذان ایک گروہ کثیر لئے ہوئے ٹھہرا ہوا تھا۔ ابولہلیؓ نے ان کا تعاقب کیا لیکن بہوذان اس شکست خوردہ گروہ کے ساتھ خنافس سے نکل کر مفتح کی طرف بھاگا۔ مفتح میں ہذیل بن عمران و ربیعہ بن بجر۔ عرب جزیرہ کا ایک بڑا گروہ لئے ہوئے اہل حصید کی امداد کی غرض سے مقیم تھا۔

مفتح کی فتح: خالدؓ نے یہ واقعات سن کر قعقاعؓ و ابولہلیؓ کو ایک معین وقت و یوم پر مفتح کے قریب جمع ہونے کو لکھا۔ پس جس وقت یہ لوگ یوم و وقت مقررہ پر مفتح کے قریب آ گئے اس وقت حضرت خالدؓ نے ہذیل اور ان لوگوں پر جو ان کے ہمراہ تھے تین طرف سے حملہ کر کے ان میں سے بے شمار بے حد آدمیوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ ہذیل چند آدمیوں کو لے کر بھاگ گیا۔ مفتح میں ہذیل کے ساتھ عبد العزیز بن ابی رہم (اوس مناتہ سے) اور لبید بن جریج بھی تھے جو مسلمان ہو چکے تھے اور حضرت ابوبکرؓ صدیقؓ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ان قیدیوں میں قبیلہ کلب کے بھی بہت سے آدمی تھے جن کو نبیؐ نے خالدؓ سے یہ کہہ کر کہ ہم نے ان کو امن دے دیا ہے قتل سے بچالیا اور یہ لوگ ان کے خلفاء تھے۔

نے ان کے اسلام کی یابت لکھ دیا تھا۔ لیکن اس معرکہ جنگ میں ہذیل کے ہمراہیوں کے ساتھ قتل ہو گئے تھے۔ پس حضرت ابو بکر صدیق نے ان کا خون بہا ادا کیا اور ان کی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی۔ حضرت عمر فاروق حضرت خالد سے متذکرہ دونوں اصحاب اور مالک بن نویرہ کے قتل سے کبیدہ خاطر تھے اور حضرت ابو بکر صدیق سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ”جو شخص اہل شرک کے ساتھ رہے گا اس کا یہی نتیجہ ہوگا۔“

ثنی کی مہم: اس واقعہ کے بعد ہذیل تو عتاب بن اسید کے پاس ہجر جا پہنچا۔ لیکن خالدؓ، قحطاعؓ اور ابو لیلیٰؓ کو دو مختلف راستوں سے ربیعہ بن بکیر تغلیٰ پر حملہ کرنے کو روانہ کر کے خود ایک جداگانہ راستہ سے روانہ ہوئے اور ایک وقت و یوم مقررہ پر جمع ہونے کی ہدایت کر دی۔ ربیعہ بن بکیر تغلیٰ ثنی میں (جو رصافہ کے مشرقی جانب ہے) اہل فارس کی کمک کے لئے آکر ٹھہرا ہوا تھا اس کے ہمراہ بھی عربوں کا ایک بڑا گروہ تھا۔ حضرت خالدؓ نے اپنے ہمراہیوں کو ربیعہ پر تین طرف سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعہ میں دشمنان خدا اپنے آپ کو سنبھال بھی نہ سکے۔ سوائے عورتوں اور لڑکوں کے سب کے سب مارے گئے۔ ایک قنص ان میں سے نہ بچا۔ عورتوں اور لڑکوں کو مسلمانوں نے قید کر لیا۔

عتاب بن اسید کا انجام: خالد بن ولید مہم ثنی سے فارغ ہو کر نہایت تیزی و عجلت سے قتل اس کے کہ ربیعہ کا واقعہ ان کو معلوم ہوا بشر بن عتاب بن اسید کے سر پر جا پہنچے جہاں کہ ہذیل نے جا کر پناہ لی تھی۔ چاروں طرف ان کو گھیر کر ایک ایک کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ رصافہ کی طرف بڑھے لیکن ان کے پیچھے سے پہلے ہلال بن عقبہ اور اس کے ہمراہی منتشر و متفرق ہو کر بھاگ گئے تھے۔ لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

جنگ فراض: پھر رصافہ سے رضاب و فراض کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ دونوں مقامات شام و عراق و جزیرہ کی سرحد پر واقع ہیں۔ یہاں پر فارس و عرب جزیرہ کی امداد کو رومی لشکر اور قبائل تغلب و نمریاد کی ایک بہت بڑی جماعت موجود تھی۔ حضرت خالدؓ نے فراض پہنچ کر مسلسل جنگ میں مصروف رہنے کی وجہ سے رمضان کے روزے قضا کر دیئے۔ رومی لشکر نے فرات کے قریب پہنچ کر حضرت خالدؓ کے پاس کہلا بھیجا کہ ”یا تو تم فرات کو عبور کر کے آؤ یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دے دو۔“ حضرت خالدؓ نے جواب دیا کہ ”تم فرات کو عبور کر کے آؤ۔“ اس پر رومی لشکر نے پیغام بھیجا کہ ”تم ہمارے راستہ سے ذرا ہٹ جاؤ۔“ حضرت خالدؓ نے ان کا یہ مطالبہ رد کر دیا۔ رومی لشکر چاروں طرف فرات کو اسفل کی طرف سے عبور کر کے حضرت خالدؓ کے مقابلہ پر آیا اور لڑائی شروع کر دی۔ لڑائی کا آغاز خطرناک تھا رومی اور ان کے ہمراہی ایک فیصلہ کن لڑائی لڑ رہے تھے۔ اسلامی لشکر اگرچہ شب و روز لڑتے لڑتے تھک گیا تھا لیکن اللہ اکبر کی آواز پر ان کی رگوں میں اس طرح خون جوش کے ساتھ دورہ کراٹھتا تھا جیسا کہ لڑائی کرنے سے پہلے دورہ کرتا تھا اور وہ لوگ طیش سے جھٹ جھٹ کراہتا وار کرتے تھے کہ بڑے بڑے دلاور نیرد آ زمان کے سامنے جانے کی ہمت نہ کرتے تھے۔ یہم لڑائی کے بعد میدان جنگ سے لشکر روم بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے بھاگتے ہی اور لوگ بھی بھاگ نکلے اس معرکہ اور تعاقب کے دوران فریق ثانی کے ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی بغرض حج روانگی: آخری ماہ ذیقعدہ تک حضرت خالدؓ فراض میں مقیم رہے۔ لیکن اس ماہ کے ختم ہونے سے پانچ راتیں قبل حضرت خالدؓ نے اسلامی لشکر کو حیرہ کی طرف واپس ہونے کا حکم دیا اور ساقہ کے ساتھ شجرہ بن الاغر کو روانہ کر کے خود فراض سے چند آدمیوں کو لے کر حج کو چلے گئے لیکن حج کر کے اس عجلت سے واپس آئے کہ حیرہ اسلامی لشکر کے ساتھ داخل ہو گئے کسی کو سوائے ان لوگوں کے کہ جن کو پہلے سے معلوم تھا ان کے جانے آنے کا حال نہ معلوم ہوا۔ لیکن جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت خالدؓ سے ناراض ہو کر عراق سے شام کی طرف بھیج دیا حج سے واپسی کے بعد خالدؓ نے سوق بغداد و قطر بل و عترق و ما و مکسن و بادر و باہر شہون مار کر ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اسی مہینہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی حج کے لئے گئے اور اپنے بجائے مدینہ میں عثمان بن عفان کو مقرر کر کے گئے۔

حضرت خالد بن سعیدؓ کی شام کو روانگی: اوائل ۱۳ھ (مطابق ۶۳۳ء) میں حج سے واپس ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خالد بن سعید بن العاص کو ایک لشکر اسلامی کا سردار مقرر کر کے شام کی طرف روانہ کیا۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ موصوف کو حضرت خالدؓ کی عراق کی طرف روانگی کے وقت ساتھ ہی شام کی طرف روانہ کیا تھا لیکن خالد بن سعیدؓ کی شام کی طرف روانگی سے قبل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا حکم واپس لے لیا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خالد بن سعیدؓ چند روز تک حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت سے پس و پیش کر رہے تھے اور علیؓ و عثمان بن عفانؓ رو سائے بنی عبد مناف کے پاس گئے تھے۔ اگرچہ علیؓ نے ان کو بیعت سے پس و پیش کرنے سے منع فرمایا تھا اس کے بعد خالد بن سعیدؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے بیعت کر لی اور جب ان کے بیعت کر لینے کی اطلاع شیخین کو ہوئی تو پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خالد بن سعیدؓ کو دوبارہ امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ قاصد تا حکم ثانی یتما میں مقیم رہیں۔ مسلمانان عرب کو جہاد پر آمادہ و تیار کریں اور کسی سے سوائے اس کے نہ لڑیں جو ان سے لڑے چنانچہ خالد بن سعیدؓ کی تحریک سے عرب کا ایک گروہ کثیر جمع ہو گیا۔

جیش البدل: قیصر روم نے یہ خبریں سن کر شام میں عرب الضاحیہ بھرا و سلخ و کلب و غسان و نحم و جذام کو مسلمانوں کے خلاف ابھار کر لڑائی پر تیار کر دیا۔ خالد بن سعیدؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس سے مطلع کیا اور وہ حسب حکم ان کے عرب الضاحیہ کی طرف بڑھے جس وقت خالد بن سعیدؓ ان کے لشکر گاہ کے قریب پہنچے وہ لوگ گھبرا کر متفرق ہو گئے۔ خالد بن سعیدؓ ان کے مورچوں پر قبضہ کر کے حکم ابوبکر صدیقؓ آگے بڑھے۔ بطریق روم ماہان ثانی ایک لشکر کو لے کر ان کے مقابلہ پر آیا۔ خالد بن سعیدؓ نے نہایت سخت لڑائی کے بعد بطریق ماہان کو شکست دے کر اس کے لشکر کے بڑے حصہ کو قتل کر ڈالا۔ ایک خط میں اس معرکہ کا تفصیلی حال لکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس روانہ کیا اور آمد کی درخواست کی۔ اتفاق سے یہ خط اور ذوالکلاع جمع حیرہ کے یمن سے اور عکرمہ بن ابی جہل مع ان لوگوں کے جو ان کے ساتھ تہامہ و شحر و عمان و بحرین سے آئے تھے ایک ساتھ مدینہ پہنچے ابوبکر صدیقؓ نے ان لوگوں کو خالد بن سعیدؓ کی طرف بھیج دیا۔ نیز اس وقت شام کی مہم کا اہتمام کرنے لگے۔ کل امراء صدقات کو تبدیل کر کے خالد بن سعیدؓ کی مدد کے لئے بھیج دیا اسی اعتبار سے اس لشکر کا نام جیش البدل رکھا گیا۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کی روانگی: چنانچہ عمرو بن العاصؓ کو شام کی مہم کے پیش آ جانے سے صدقات سعد بن مذہب و بنی غدرہ سے تبدیل کر کے جہاد روم میں خالد بن سعیدؓ کے ساتھ شریک ہونے کو لکھا اور فلسطین کی طرف سے حملہ کرنے کا حکم دیا جن کو آنحضرت ﷺ نے عمان کی طرف روانہ کیا تھا اور ان سے آپ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ عمان سے واپسی پر پھر وہ اپنے

مضافات و اعمال کی طرف بھیج دیئے جائیں گے لیکن جب یہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد عمان سے واپس آئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی آنحضرت ﷺ کے ایفاء وعدہ کے خیال سے صدقات سعد ہذیم و بنی غذرہ کی طرف ان کو بھیجا اور ولید بن عقبہ کو جو کہ صدقات قضاہ کے متولی تھے اردن کی جانب بڑھنے کے لئے لکھا اور ایک حصہ لشکر پر یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کیا جس میں سہیل بن عمرو وغیرہ شامل تھے اور ایک جماعت پر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو امیر مقرر کر کے محض پر حملہ کرنے کو روانہ کیا اور ان میں سے ہر ایک کو ضروری ضروری ہدایتیں عکریہ دیں۔

بطریق ہامان سے جھڑپ: جب خالد بن سعید کو یہ معلوم ہوا کہ ان کی امداد کے لئے مدینہ سے اسلامی عساکر روانہ کئے گئے ہیں تو انہوں نے رومیوں سے جنگ کرنے میں عجلت سے کام لیا اور امراء لشکر اسلامی کے آنے سے پہلے رومیوں سے متصادم ہو گئے۔ بطریق ہامان ایک کثیر التعداد فوج لے کر ان کے مقابلہ پر آیا اور ایک لڑائی لڑ کر دمشق کی طرف چلا گیا۔

۱۔ ابوبکر صدیقؓ نے جو خط عمرو بن العاصؓ کو لکھا تھا اس کے آخری فقرے یہ ہیں ((السی كنت قبدر دونك على العمل الذي ولاك رسول الله صلى الله عليه وسلم مرة و وعدك به اخرى انجازا للو اعيد رسول الله صلى الله عليه وسلم و قد احدث ان افرضك لما هو خير لك في الدنيا و الاخرى الا ان يكون الذي انت فيه احب اليك)) یعنی میں نے رحمت عالم کا وعدہ پورا کرنے کی غرض سے تمہیں وہ وعدہ دیا ہے جسے تمہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ایک بار دیا تھا اور دوبارہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا اور مجھے یہ بات محبوب ہے کہ تمہاری توجہ اس طرف پھیر دوں جو دین و دنیا میں تمہارے لئے بہتر ہے ہاں اگر موجودہ حالی تمہارے لئے محبوب ہو تو خیر "عمرو بن العاصؓ نے اس کے جواب میں لکھا۔ ((السی سہم من سہام الاسلام و انت بعد الله الراعى بها و الجامع لها فانظر اشدها و اخشاه و افضلها نارم به)) "یعنی میں اسلام کے تیروں میں سے ایک ہوں اور آپ اللہ کے بعد اسے پھیلنے والے اور جمع کرنے والے لہذا آپ مجھے خطرناک سخت اور افضل دیکھیں اسے پھینک دیں۔"

۲۔ جو ہدایتیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے امراء اسلام کو روانگی کے وقت کی تھیں اس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے:

"میں نے تم کو مسلمانوں کا امیر مقرر کیا ہے اس غرض سے کہ تمہارا میں امتحان لوں اور تم کو آزمائوں کہ تم مسلمانوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے اگر اچھا برتاؤ کرو گے تو تم سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہوگا اور دنیا میں تمہارے مضافات بڑھادوں گا اور آخرت میں تم کو اس کا اجر ملے گا اور اگر تم نے کوئی برائی کی تو میں تم کو معزول کر دوں گا ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہ تمہارے باطن کو اس طرح دیکھتا ہے جس طرح تمہارے ظاہر کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اور بہتر وہی شخص ہے جو باعتبار اعمال صالح کے اس سے قریب ہو۔ زمانہ جاہلیت کے عادات و اطوار ترک کرو بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے اور اس کے کرنے والوں کو برا جانتا ہے۔ لشکر کے ساتھ سفر کرنے میں ہمیشہ ان کی صحبت کا خیال رکھنا اور جب ان کو کچھ سمجھانا ہو تو مختصر کلام میں سمجھانا کیونکہ زیادہ بولنا نقصان پہنچاتا ہے۔ نمازوں کو مقررہ اوقات پر پڑھنا رکوع اور سجدہ بہ اطمینان کرنا اور جب تمہارے دشمنوں کے قاصد آئیں تو ان کی عزت کرنا اپنے لشکر کی پوری حفاظت کرنا۔ رات کو پہرہ مقرر کرنا ایسا نہ ہو کہ حالت غفلت میں دشمن تم پر حملہ آور ہو جائیں۔ اپنا ظاہر و باطن یکساں رکھنا۔ جو کام کرو مشورہ سے کرو اور جب تنہائی میں کسی سے غفلت دیکھو تو اس کو سزا دینا لیکن زیادتی کے ساتھ نہیں مستحق کی حقارت سے ڈرنا لشکریوں کے افعال و حرکات کی نگرانی کرتے رہنا لڑکوں بوجھوں اور عورتوں کو لڑ نہ کرنا۔ جو ہتھیار رکھو دے یا اسلام قبول کر لے اس کو بھی نہ مارنا۔ سچائی اور ایفاء وعدہ کے ہمیشہ پابند رہنا یا حسن و صبا ہیں ان پر عمل کرنا۔ جاؤ اللہ کے نام پر اور اپنی راہ میں لڑو۔"

۳۔ ابن اشیر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ابوعبیدہ بن الجراح بلقاء کے دروازے پر رومیوں سے لڑے تھے جس میں اہل بلقاء نے زیر ہو کر صلح کر لی تھی۔ یہ پہلی صلح تھی جو شام میں ہوئی۔ پھر رومی عربیہ سرزمین فلسطین میں جمع ہوئے جن کے سر کرنے کو یزید بن ابی سفیان نے ابوامامہ باہلی کو روانہ کیا۔ عربیہ میں رومیوں اور یزید بن ابی سفیان سے لڑائی ہوئی رومیوں نے بھاگ کر وادئ میں جا کر دم لیا۔ ابوامامہ نے ان کو وہاں سے بھی لڑ کر بھاگایا ان لڑائیوں کے بعد مروج صفر کا واقعہ پیش آیا جس میں سعید ابن خالدؓ شہید ہوئے۔

خالد شام کو لوٹتے ہوئے مرج الصفر میں جا پہنچے۔ خالد کے ساتھ اس واقعہ میں ذوالکلاع و عکرمہ و ولید بن عقبہ بھی تھے۔ جس وقت یہ لوگ دمشق کے قریب مرج الصفر میں داخل ہو گئے۔ ماہان نے چاروں طرف سے ان کا راستہ بند کر کے حملہ کر دیا۔ اتفاقاً سعید بن خالد سامنے پڑ گئے اور انہیں سے اس کا مقابلہ ہو گیا اس نے ان کو شہید کر ڈالا۔ ان کے باپ خالد نے یہ خبر سن کر مرج اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ شام سے بھاگ کر ذی المروہ (قریب مدینہ) میں آ کر دم لیا۔ ان کے چلے آنے کے بعد عکرمہ بقیہ اسلامی لشکر لئے ہوئے شام کے قریب رومیوں کے مقابلہ پر صف آراء رہے۔ اس اثناء میں شرحبیل بن حسنہ عراق سے حضرت ابوبکر صدیق کے پاس حضرت خالد بن ولید کے سفیر ہو کر آئے ہوئے تھے۔ ابوبکر صدیق نے چند آدمیوں کو جمع کر شرحبیل بن حسنہ کے ہمراہ اردن کی طرف روانہ کر دیا اور شرحبیل کی جگہ پر ولید بن عقبہ کو روانہ کیا۔

حضرت شرحبیل اور حضرت معاویہ کی روانگی شرحبیل بن حسنہ خالد بن سعید سے اثناء راہ میں ملتے ہوئے اور ان کے ہمراہیوں میں سے کچھ لوگوں کو لیتے ہوئے اردن کی طرف روانہ ہوئے اس کے بعد ابوبکر صدیق نے ایک چھوٹا سا لشکر منظم کر کے معاویہ بن ابی سفیان کی سرکردگی میں یزید بن ابی سفیان کی مدد کو روانہ کیا۔ معاویہ ذی المروہ سے بقیہ لوگوں کو لے کر یزید بن ابی سفیان کی جانب چلے۔ جب خالد بن سعید ذی المروہ میں تہا رہ گئے۔ تو ان کو مدینہ میں آنے کی اجازت دی گئی۔

مجاہدین کا یرموک میں اجتماع: پس جب یہ امراء لشکر اپنا اپنا لشکر لئے ہوئے شام پہنچ گئے اور ہر قل کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے پہلے اپنے سرداران لشکر کو جمع کر کے عربوں سے لڑنے کے لئے منع کیا اور یہ رائے ظاہر کی کہ عرب جو چاہتے ہوں ان کو دے کر صلح کر لی جائے۔ لیکن اس کے اراکین لشکر نے اس سے انکار کیا اور عربوں سے لڑنے پر آمادگی ظاہر کی۔ ہر قل نے مجبور ہو کر اپنے امراء لشکر کو اسلامی سپہ سالاروں کے مقابلہ پر اس طرح تقسیم کیا کہ شقیۃ مدارق (اپنے حقیقی بھائی) کو نوے ہزار فوج کے ساتھ عمرو بن العاص کے مقابلہ پر بلقاء کی طرف اور دراقص کو بمقابلہ شرحبیل بن حسنہ پچاس ہزار کے ساتھ اردن کی طرف اور قیقلان بن نسطورس کو ساٹھ ہزار فوج دے کر ابوجہیدہ بن الحراح کے مقابلہ پر جابیہ کی طرف روانہ کیا امراء اسلام میں یہ تیاری اور کثرت فوج سن کر صلاح و مشورہ ہونے لگے سب نے اتفاق رائے یہ قرار پایا کہ چونکہ اس قدر کثیر التعداد لشکر سے علیحدہ علیحدہ مقابلہ کرنا مسلمانوں کو معرض زوال میں ڈالتا ہے۔ لہذا کل اسلامی لشکر کو یکجا ہو کر لڑنا چاہئے اس اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق کا اسی مضمون کا خط آ پہنچا۔ پھر کیا تھا سب کے سب یرموک میں جمع ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولید کی شام کو روانگی: مسلمانوں کی تعداد اس وقت اکیس ہزار تھی ہر قل نے بھی اپنے متفرق لشکر کو یرموک میں جمع ہونے کا حکم دیا اور ملحان کے روانہ کرنے کا وعدہ کیا رومیوں کے لشکر کا افسر اعلیٰ شقیۃ مدارق تھا اور اس کے مقدمہ الجیش پر جرجہ مینہ پر ماہان میسرہ پر دراقص ساتھ میں قیقلان بن نسطورس تھا۔ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان میں وادی و خندق خال تھی۔ جس سے نہ رومی لشکر مسلمانوں پر حملہ کر سکتا تھا اور نہ ہی مسلمان آگے بڑھ سکتے تھے۔ مسلمانوں نے طول قیام سے گھبرا کر حضرت ابوبکر صدیق کو لکھا اور ان سے امداد طلب کی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے خالد بن ولید کو لشکر شام

پرامیر مقرر کر کے عراق سے روانہ کیا اور عراق میں ان کے بجائے شعی بن حارث کو امارت پر متعین فرمایا۔

(مترجم) بنی تغلب کی شکست۔ خالد بن ولید حسب حکم حضرت ابو بکر صدیق عراق میں شعی بن حارث کی سرکردگی میں

نصف لشکر عراق میں چھوڑ کر بقیہ نصف اپنے ہمراہ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جس وقت حدوداء میں پہنچے اہل حدوداء نے راستہ نہ دیا لڑائی پر آمادہ ہوئے خالد بن ولید نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کو شکست دیتے ہوئے مسیح میں جا ترے۔ مسیح میں بنی تغلب کا ایک گروہ اسلامی لشکر کے روکنے کے لئے جمع ہو رہا تھا خالد بن ولید کا ان سے بھی مقابلہ ہوا۔ صبح سے دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ ظہر کے قریب بنی تغلب میدان سے بھاگ نکلے مسلمانوں نے ان کو قتل و قید کرنا اور ان کے اسباب و خیموں پر قبضہ کر لیا۔ انہیں قیدیوں میں نصیباء بنت حبیب بن بکر مادر عمر بن حضرت علی بن ابی طالب تھیں۔ اس کے بعد حضرت خالد نے دوسرے روز یہاں سے سفر کر کے قراق (ماء کلب) میں پہنچ کر قیام فرمایا اور وہاں کے رہنے والوں پر شب خون مار کر نہایت تیزی سے سوئی (اب بھراء) کی طرف روانگی کے لئے تیاری کی اور رافع بن عیمیرہ طائی کو رہبری کے لئے بلا یا اور اس سے راستہ کا حال دریافت کیا۔ رافع نے کہا کہ ”تم اس راستہ کو اتنے بڑے لشکر و اسباب کے ساتھ طے نہیں کر سکو گے جب کہ بخدا ایک تنہا سوار بھی اس راستہ کو طے کرتے ہوئے اپنی جان کا خوف کرتا ہے آج سے پانچ دن تک تم کو راستہ میں کسی مقام پر پانی نہ ملے گا۔“

سوئی کا دشوار گزار راستہ۔ خالد نے یہ سن کر جواب دیا کہ مجھ کو یہ راستہ طے کرنا ضروری ہے مجھے اس سے زیادہ کیا کام ہوگا کہ میں رومیوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی مدد کے لئے جا رہا ہوں۔ تیرا مقصود اس کہنے سے یہ ہے کہ میں ان کی مدد نہ جاؤں میں نے اپنی جان اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہے۔ رافع یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا اور خالد نے اپنے امراء لشکر کو طلب کر کے حکم دیا کہ ”تم لوگ اپنی جماعت سے کہہ دو کہ ہر شخص اپنے لئے پانچ دن کے لئے پانی لے لے اور اونٹوں کو کمر پانی پلا دے“ لشکریوں نے اس حکم کے سننے ہی اونٹوں کے کبادوں سے چھاگلوں اور مشکیزوں کو کھول کر پانی بھر لیا اور اونٹوں کو کچھ وقفہ دے کر کمر پانی پلا دیا اور ان کے پاؤں پر کپڑے لپیٹ دیئے تاکہ روزانہ کے سفر سے پیٹنے سے محفوظ رہیں۔ الغرض جب لشکریوں نے اپنا انتظام کر لیا اس وقت حضرت خالد بن ولید کو اپنے ہمراہ لے کر آگے بڑھے اور اسلامی لشکر ان کے پیچھے روانہ ہوا چار شبانہ روز کی مسافت طے کر کے پانچویں روز عسین کے قریب پہنچے رافع نے لوگوں سے کہا کہ ”تم لوگ غور سے دیکھو کہیں اس گروہ و نواح میں عوج کا درخت دکھائی دیتا ہے“ لوگوں نے جواب دیا ہم کو عوج نظر نہیں آتا۔ رافع نے یہ سن کر ((ان اللہ وانا الیہ راجعون)) پڑھ کر کہا ”افسوس تم بھی ہلاک ہوئے اور مجھ کو بھی ہلاک کیا۔ میں پہلے ہی کہتا تھا کہ یہ راستہ دشوار گزار ہے۔“

سوئی کا معرکہ۔ تھوڑی دور چل کر پھر اس نے لوگوں کو عوج کے دھونڈنے کے لئے کہا لوگوں نے دور سے عوج کو دیکھ کر تکبیر کی۔ رافع نے کہا اس کی جڑ کے پاس کھودو۔ لوگوں نے اس کے کہنے سے ایک گڑ بھر کا گڑھا کھود کر چشمہ کا منہ کھول دیا۔ لشکریوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو پلا کر چھاگلوں اور مشکیزوں کو بھر لیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد سوئی میں پہنچ گئے یہی سوئی بھراء کے رہنے کا مقام تھا لوگ حالت غفلت میں بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے اور اس کا معنی (گویا) گارہا تھا مسلمانوں نے ان پر چھاپہ مارا ان کے گروے اور ان کے سردار حرقص بن نعمان بھرائی کو مار کر ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔

اہل قرہ تہین سے جنگ۔ پھر یہاں سے روانہ ہو کر اہل ارک و دمر سے صلح کرتے ہوئے قرہ تہین پہنچے۔ قرہ تہین والوں نے اسلامی لشکر سے مزاحمت کی باہم لڑائی ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے اس کو شکست دے کر ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔

اہل حوارین کی اطاعت: اس کے بعد اسلامی لشکر حوارین میں پہنچا یہاں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ پھر یہاں سے عصر کے وقت روانہ ہو کر دوسرے روز تلہر کے قریب قسم میں پہنچا۔ یہاں قبیلہ قضاہ کے بنی مشجہہ رہتے تھے۔ ان لوگوں نے خالدؓ سے صلح کر کے اپنی جان اور جھوٹی عزت بچالی۔

بصرے کی فتح: اس کے بعد خالدؓ اسلامی لشکر لائے ہوئے رافع کے ساتھ مرج رہط پہنچے اور اسی دن حسان پر حملہ کر کے ان کو قتل و قید کیا اور اسی مقام سے ایک سریہ کنیہ غوطہ کی طرف بھیجا جو ان کے مردوں کو مار کر ان کے لڑکوں اور عورتوں کو گرفتار کر لایا۔ دوسرے روز مرج رہط سے چل کر بصرے میں پہنچے اور اہل بصرے سے لڑ کر ان پر کامیابی حاصل کی۔ یہ شام کا پہلا شہر تھا جو خالدؓ و اہل عراق کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ خالدؓ نے یہاں کے اور جو اس وقت تک دوسرے مقامات سے مال غنیمت حاصل ہو چکا تھا اس کو مسلمانوں پر تقسیم کر کے حسب دستور فس (پانچواں حصہ) حضرت ابوبکر صدیق کے پاس مدینہ کو روانہ کیا اور خود یہاں سے ماہ ربیع الثانی ۳ھ کے آخری دن بروز ہفتہ چل کر عازنِ شام کے پاس یرموک میں پہنچ گئے۔

معرکہ یرموک: اتفاق سے جس روز خالدؓ بن ولید یرموک میں اسلامی لشکر میں پہنچے اسی روز ماہان بطریق بھی مع شامہ اور قسینوں اور رہبانوں کے رومی لشکر میں داخل ہوا۔ خالدؓ بن ولید شام ہی سے اپنی فوج کی تنظیم میں مصروف ہو گئے۔ صبح ہوتے ہوئے لشکر کو منظم کر کے ہر ایک امیر کو اس کی جماعت کا ذمہ دار کر کے حضرت خالدؓ نے اپنے مقابل پر اور امراء لشکر نے اپنے اپنے مقابل پر حملہ کیا۔ فریقین جی توڑ کر لڑنے لگے اور اپنی قسمت کے آخری فیصلہ کو دیکھنے کو بڑھ بڑھ کر وار کرتے جاتے تھے۔ اگر رومی لشکر اپنے مذہبی پیشواؤں کے تحریک و دھم سے ایک قدم بڑھنے کا قصد کرتا تھا تو اسلامی لشکر خالدؓ بن ولید کے نعرہ اللہ اکبر سے رومیوں کو دس دس قدم پیچھے ہٹا دیتا تھا۔ آخر الامر خالدؓ بن ولید نے سب سے پہلے ماہان کو شکست دے کر میدانِ جنگ سے بھگا دیا۔ اس کے بعد دیگر رومی افروں کے بھی یکے بعد دیگرے پاؤں اکھڑنے شروع ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد میدانِ جنگ رومیوں سے خالی ہو گیا۔ دولاکھ چالیس ہزار رومی لشکر میں سے اکثر مارے گئے اور کچھ لوگ واقوہ دھوے میں ڈوب گئے اور ایک حصہ خندق میں گر کر مر گیا ان کے نامی گرامی سپہ سالار اور مشاہیر اراکین سلطنت قتل کئے گئے۔ منجملہ ان کے تذاریق برادر ہر قتل بھی تھا۔

حمص اور دمشق کی قلعہ بندی: اس رومی لشکر کا نہایت چھوٹا حصہ شکست کھا کر مرتا کھتا ہر قتل تک پہنچا جو ان دنوں لڑائی کا نتیجہ سننے اور اپنے لشکر کو مدد پہنچانے کی غرض سے حمص میں مقیم تھا اپنے لشکر کی یہ غیر متوقع شکست سن کر اور ان کی بدحواسی دیکھ کر حمص میں نہ ٹھہر سکا اسی وقت حمص سے نکل کر دوسرے شہر چلا گیا اور حمص و دمشق کی قلعہ بندی کا حکم دے دیا۔ اس واقعہ میں اسلام لشکر کی تعداد چھیالیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ ان میں ستائیس ہزار تو ان امراء کے ہمراہ تھے جن کو ابوبکر صدیقؓ نے شام پر حملہ کرنے کے لئے مدینہ سے روانہ کیا تھا اور دس ہزار خالدؓ بن ولید کے ہمراہ عراق سے آئے تھے اور تین ہزار وہ لوگ تھے۔ جو خالدؓ بن سعید کے بھاگ جانے کے بعد باقی رہ گئے تھے اور چھ ہزار عمرہ بن ابی جہل کے ہمراہ رہ گئے تھے۔ یہ لڑائی ماہ جمادی الاول میں ہوئی اس سے پیشتر نہ ایسی تیاری عربوں نے کبھی کی تھی اور نہ رومیوں نے۔ خالدؓ بن سعید نے پہلے اپنے لشکر کے ایک ہزار آدمیوں کی جماعت علیحدہ کر کے اس پر ایک ایک امیر مقرر کر دیا اور اس کا نام کر دوس رکھا تھا کیونکہ رومیوں

نے بھی اپنے لشکر کو اسی طرح پر تقسیم کیا تھا اس لڑائی میں ابی سفیان بن حرب بہت زیادہ نیک نام رہے وہ بڑے مخصوص میں پڑ گئے تھے۔

جرجہ کا قبول اسلام: ارباب سیر و تواریخ نے لکھا ہے کہ اثناء جنگ میں مدینہ سے ایک قاصد ابو بکر صدیق کے انتقال اور عمر فاروقؓ کی امارت کی خبر لے کر آیا۔ خالدؓ نے اس کو لوگوں سے مخفی رکھا۔ پھر امراء لشکر روم سے جرجہ نکل کر میدان میں آیا اور خالد کو بلا کر اسلام کی حقیقت دریافت کی۔ خالد نے اس کو خوب سمجھایا اور اچھی طرح سے اس کے ذہن نشین کروا دیا کہ جس مذہب پر وہ ہے وہ باطل ہے اور اسلام ایک سچا و پاک و صاف مذہب ہے نجات ابدی اس کے قبول کرنے سے ملتی ہے اللہ تعالیٰ نے جرجہ کی چشم بصیرت کھول دی وہ نہایت سچائی سے مسلمان ہو کر اسلام میں آ ملا۔ رومیوں کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا۔

رومیوں کی شکست: دوسرے دن خالد بن ولید نے لشکر اسلام کی ایک جماعت لے کر حملہ کیا جس میں جرجہ بھی تھے۔ لڑائی کا آغاز نہایت خطرناک تھا رومیوں کی لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اور وہ لڑائی سے منہ پھیرتے نظر نہ آتے تھے۔ دو پہر تک یہی کیفیت رہی مسلمانوں نے اشارہ سے ظہر کی نماز ادا کی اور خالد بن ولید نے اللہ اکبر کہہ کر حملہ کر دیا۔ رومی اس دفعہ حملہ سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ اس لڑائی میں جرجہ، عکرمہ بن ابی جہل اور ان کے لڑکے عمرو و سلمہ بن ہشام و عمر وایان پسران سعید و ہشام بن العاص و ہبار بن سفیان و طفیل بن عمرو وغیرہ (رضی اللہ عنہم) نامی گرامی امراء لشکر اسلام شہید ہو گئے ابوسفیان کی ایک آنکھ تیر لگنے سے جاتی رہی۔

بصرے کی فتح: بعض نے لکھا ہے کہ خالد بن ولید عراق سے شام کو روانہ ہوئے تو اثناء راہ میں بصرے میں مسلمانوں سے اس وقت ملے جس وقت لوگ بصرے کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور انہوں نے سب کے ساتھ مل کر اس کو جزیرہ (خراج) پر فتح کیا تھا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر فلسطین کی طرف بغرض امداد عمرو بن العاص آیا۔ عمرو ان دونوں غور میں اور رومی لشکر جلق میں تدارق برادر ہرقل کی ماتحتی میں تھا۔ پھر رومی لشکر جلق سے نکل کر املہ کے قریب اجتادین کی طرف آیا۔ مسلمانوں نے غور سے ان پر حملہ کر کے نہایت مردانگی سے پسا کر دیا۔ یہ معرکہ نصف ماہ جمادی الاول میں واقع ہوا تدارق تو اس لڑائی میں مارا گیا اور ہرقل یہاں سے لوٹ کر مسلمانوں سے قاصدہ میں یرموک کے نزدیک مقابل ہوا۔ اس حساب سے واقعہ یرموک رجب میں اجتادین کے بعد ہوا اور مسلمانوں کو ابو بکر صدیق کے انتقال کی خبر اس وقت پہنچی جب کہ جمادی الثانی کے آٹھ دن باقی تھے۔

(مترجم) جنگ اجتادین: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حملہ چھالیس ہزار لشکر کے جو اس واقعہ میں خالدؓ کے ہمراہ تھا ایک ہزار مہاجرین و انصارؓ تھے۔ جن کو آنحضرت ﷺ کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی تھی اور ان میں ایک سو وہ صحابی تھے جو بدر میں شریک ہوئے تھے ان کے مقابلہ پر رومیوں کا دو لاکھ چالیس ہزار کا لشکر آیا ہوا تھا۔ ہرقل کا بھائی پوری فوج کا افسر اعلیٰ تھا اور اس کی ماتحتی میں نامی گرامی تجربہ کار سپہ سالار کام کر رہے تھے ایک مہینہ بیشتر سے قسین و رہبان و بطریق لوگوں کو لڑائی کی

ترغیب دیجئے اور ان کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتے تھے قلب لشکر میں بطریق اعظم اطمینانی غلاف میں انجیل کو لپیٹے ہوئے صلیبی نشان کے نیچے کھڑا ہوا لشکر کو لڑائی پر آمادہ کر رہا تھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی دعا خالد بن ولیدؓ نے اس کے لشکر کا یہ رنگ دیکھ کر پہلے اپنے لشکر کو منظم کیا اور ہر سردار کو موقع موقع سے کھڑا کر کے لشکر کے قاریوں کو سورہ انفال پڑھنے کا حکم دیا اور خود قلب میں کھڑے ہو کر مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) کو سب سے علیحدہ کیا اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرنے لگے ”اے پروردگار عالم یہ وہ تیرے خاص بندے ہیں جنہوں نے تیرے رسول ﷺ کا ساتھ دیا ہے اور ان کے مددگار و معاون رہے ہیں۔ تیری مرضی کے لئے انہوں نے اپنے گھر، مال و اطفال کو چھوڑا ہے۔ تو ہماری عزت نہ رکھ بلکہ اپنے سچے دین اور اپنے سچے رسول کی عزت رکھ کہ ہماری مدد نہ کر اپنے دین کی مدد کر۔ اے بے سکون کے چارہ ساز تو ان کے ذریعہ سے ہماری مدد کر اور کفار کے ہاتھ سے ذلیل و خوار نہ کر۔“

حضرت خالدؓ کا خطبہ خالد اس دعا سے فارغ ہو کر لشکریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حمد و نعت کے بعد نہایت فصاحت و بلاغت سے ایک خطبہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”اے مسلمانو! یہ دن تمہاری آزمائش و امتحان کا ہے آج کے دن تم کو نہ فخر کرنا چاہئے اور نہ ریاکاری کو دخل دینا چاہئے۔ تم لوگ آج جو کام کرو خاص اللہ تعالیٰ کے لئے کرو اور اپنے نیک اعمال سے اس کو راضی کرو۔ یہ وہ دن ہے کہ اگر تم مارے گئے تو بے شک جنت میں جاؤ گے اور اگر دشمنان خدا پر فتح یاب ہو گئے تو غازی کہلاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ”کہ جنت تلوار کے سایہ میں ہے“ پس اگر تم لوگوں کو جنت لینا اور اللہ کو راضی کرنا ہے تو لڑو! لڑو! لڑو! شاید اس کے بعد پھر ایسا موقع تم کو نہ ملے اور تمہاری موت آ جائے۔ بستر پر ذلت کی حالت میں مرنے سے بہتر ہے کہ برسر میدان اللہ کی راہ میں مارے جاؤ اور اسی خون آلودہ کپڑے میں دفن کر دیے جاؤ تاکہ قیامت میں تمہارے فی سبیل اللہ لڑنے اور لڑتے لڑتے جان دے دینے کی وہ شہادت دیں۔ اے بھائیو! یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج تمہارے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں کیا تم لوگ جنت میں جانا پسند نہ کرو گے! اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر نازل ہو چاہتی ہے تم کو اللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے فتح یاب کر لے گا۔ نیک نیتی سے اس کی راہ میں کوشش کرو اور اس امر کو بخوبی سمجھ لو کہ اب تم سے دنیا چھوٹی ہے۔ اللہ اللہ ہر شخص اپنے لئے زاد سفر تیار کر لے اور اگر تم لڑ کر شہید ہوئے یا فتح یاب ہو گئے تو تم سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک اور کوئی نہ ہوگا اور اگر تم نے لڑنے میں کچھ بھی پس و پیش کیا تو تم سے دنیا تو چھوٹی ہی گئی ہے نہایت بے عزتی سے کفار کے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اور قیامت تک تم سے اللہ کی رحمت دور رہے گی پھر تم اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو اور اس کے خلیفہ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ چلو چلو اپنی مرادیں حاصل کرو دیکھو دشمنان خدا تمہاری طرف بڑھنے کا قصد کرتے ہیں۔ پس تم اس سے پہلے کہ وہ تم پر حملہ کریں تم ان پر ٹوٹ پڑو اگر تم نے ان کو خندق کی طرف لوٹا دیا تو پھر کیا ہے ان کو شکست ہوگی اور اگر خدا نخواستہ انہوں نے تم کو شکست دی تو خدا کی قسم ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا اپنے کو جہنم میں ڈالنا ہے۔ چلو آگے بڑھو اور تمہارے ایک ایک قدم پر ہزار ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ آؤ جو کچھ لینا ہے آج ہی لے لو کل پر باقی نہ رکھو۔“

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کی خبر اسلامی لشکر کا دل اس تقریر سے بھر آیا سب کے سب نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر تلواریں کھینچ لیں۔ خالدؓ نے عمرہ بن ابی جہل و قحطاف بن عمرو کو آگے بڑھ کر لڑائی شروع کر دینے کا حکم دیا۔ رومی لشکر نے اسلامی لشکر کو آگے بڑھنا دیکھ کر تیر اندازی شروع کر دی۔ لیکن جب اسلامی لشکر کی حرکت کو ان کے تیر نہ روک سکے تو اس وقت تلوار و نیزے لے کر جمعیت پڑے۔ لڑائی نہایت تیزی سے ہو رہی تھی اور ہر فریق دوسرے کے ہٹا دینے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس بادشاہ میں مدینہ سے محمد بن زینم آئے اور انہوں نے خالد کو بلا کر چپکے سے حضرت ابو بکر صدیق کے انتقال اور عمر کی امارت کی خبر دی۔ خالد نے مصلحتاً خبر کو مستہتر نہ کیا۔ لڑائی جس طرح سے شروع ہوئی تھی اسی طرح جاری رکھی۔ جرجہ کا قبول اسلام: تھوڑی دیر کے بعد رومی لشکر کی صف سے جرجہ نکل کر میدان میں آیا اور خالد بن ولید کو بلوایا۔ فریقین ایک دوسرے کو امن دے کر باہم گفتگو کرنے لگے۔

جرجہ: خالد مجھ کو امید ہے کہ جو واقعہ صحیح ہوگا تم وہ مجھ سے بیان کر دو گے۔
خالد: بے شک ہمارے مذہب میں جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے۔
جرجہ: اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تمہارے نبی ﷺ پر آسمان سے کوئی تلوار اتری تھی۔ جس کو تمہارے نبی ﷺ نے تم کو دی ہے اور جس ذریعہ سے تم جس قوم پر حملہ آور ہوتے ہو اور فتحیاب ہوتے ہو۔
خالد: نہیں۔

جرجہ: پھر تمہیں سیف اللہ کیوں کہا جاتا ہے اور کیوں ہمیشہ فتحیاب ہوتے ہو؟
خالد: اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک نبی معبود کیا ہے میں پہلے اس کو جھٹلاتا تھا اور اس سے لڑتا تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی اور میں مسلمان ہو کر اس کا مطیع ہو گیا۔ تب اس نے میرے فتحیاب ہونے کی دعا فرمائی اور کہا کہ تو سیف اللہ ہے تجھ کو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لئے بھیجا ہے تو ہمیشہ مظفر و منصور ہوگا۔

جرجہ: تم ہم لوگوں سے کیوں لڑنے آئے ہو؟
خالد: تم لوگوں نے خدا کو بھلا دیا ہے اس کے نبی ﷺ کو تمہیں مانتے۔ تم لوگ یا تو اسلام قبول کر لو یا ہمارے مطیع ہو جاؤ جزیہ دو اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو لڑو۔

جرجہ: جو شخص تمہاری دعوت قبول کر لیتا ہے وہ کیسا سمجھا جاتا ہے؟
خالد: ہم سب لوگ ایک دوسرے کے بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اسلام کی حیثیت سے امیر و غریب سب برابر ہیں۔

جرجہ: کیا تمہاری طرح اس کو بھی اجر ملے گا؟
خالد: ہاں اللہ تعالیٰ بخیل نہیں ہے جو شخص نیک نیتی سے ہم میں داخل ہوگا وہ ہم سے افضل ہوگا اور اس کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں عزت عنایت فرمائے گا۔

جرجہ کا دل خالد کے جواب سے پھر آیا اور انہوں نے نہایت چٹائی سے اسلام قبول کر لیا۔ خالد نے ان کو خط لکھ کر دور رکھتے نماز پڑھوائی اور اپنے ساتھ لے کر لڑائی کو نکلے۔ پہلے حملہ میں رومیوں نے مسلمانوں کو ان کے اس مورچے سے ہٹا دیا۔ حضرت عکرمہؓ کی جانشناری: جس طرف عکرمہؓ بن ابی جہل اور ان کے چچا حارث بن ہشام تھے۔ عکرمہؓ نے یہ کہہ کر کہ انہوں کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو تمام عمر لڑتے رہے اور آج دشمنان خدا کے رو برو پیچھے قدم پڑ رہے ہیں۔ بلند آواز سے کہا: ((من یبایع الموت)) "کون شخص مرنے کی بیعت کرتا ہے" (یعنی کون شخص اس امر پر بیعت کرتا ہے کہ مر کر میدان سے بے یاس مند ہو کر) حارث بن ہشام اور ضرار بن المازد نے یہ سن کر چار سونامی گرامی جنگ آوروں کے ساتھ بیعت کی اور رومیوں کے لشکر میں اللہ اکبر کہہ کر گھس گئے اور نہایت مردانگی سے لڑتے رہے یہاں تک کہ بعض زخمی ہو کر آ پانچ ہو گئے اور بعض

شہید ہو گئے۔

رومیوں کو شکست : خالد و جرجون ڈھلے تک لڑتے رہے لشکریوں نے ظہر و عصر اشارہ سے پڑھی مغرب کے قریب مسلمانوں نے رومی سواروں کو بھاگنے کے ارادے میں دیکھ کر راستہ دے دیا جس سے سواروں کا زیادہ حصہ جان بچا کر بھاگ گیا۔ البتہ پیادوں میں سب کے سب تہ تیغ کر دیئے گئے بارہ ہزار رومی علاوہ ان لوگوں کے جو عین معرکہ میں کام آئے مارے گئے اور ایک گروہ ان کے سرداروں کا گرفتار کر لیا گیا جن کی دوسرے دن گردن مادی گئی۔ کامیابی کے بعد خالدؓ ہرق کے خیمہ میں داخل ہوئے عکرمہ بن ابی جہل اور ان کے لڑکے میدان جنگ سے زخمی حالت میں اٹھا کر لائے گئے۔ حضرت خالدؓ نے عکرمہ کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھ کر چند قطرے پانی کے ان کے حلق میں ڈالے اور عکرمہ کلہ شہادت پڑھتے ہوئے راہی جنت ہو گئے اس معرکہ میں عکرمہ اور ان کے لڑکے کے علاوہ تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہم ورضوانہ۔

(مترجم) سیرت صدیق ابو بکر صدیق کی وفات بروز منگل بوقت شب ہوئی جب کہ آٹھ راتیں جمادی الثانی ۳۱ھ کی باقی رہ گئیں تھیں یہ ہے کہ تریسٹھ برس کی عمر پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے چاول یا حریرہ میں زہر دیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ایک روز سردی کے وقت آپؐ نہائے تھے جس سے بیمار آ گیا۔ پندرہ روز تک بخار میں مبتلا رہے گھر سے باہر نہ آ سکتے تھے۔ آپؐ کے حکم سے حضرت عمرؓ لوگوں کو نمازیں پڑھاتے تھے۔ آپؐ نے دو برس تین مہینہ دس دن خلافت فرمائی اور بعض مورخ ان کے زمانہ خلافت کو دو برس تین مہینے چھبیس دن بیان کرتے ہیں۔ عام الفیل کے تین برس بعد پیدا ہوئے۔

تہنیر و تکفین : آپؐ کی وصیت کے بموجب اسماء بنت عمیس (آپؐ کی بیوی) اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے نہلایا اور تین کپڑوں میں کفایا۔ ان میں سے دو پرانے تھے جو ان کے استعمال میں تھے اور ایک نیا خرید کر لیا تھا۔ غسل و تکفین کے بعد جس تخت پر آنحضرت ﷺ کو اٹھایا تھا اسی پر حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی اٹھائے گئے اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ نے قبر میں اتارا اور ان کے سر کو آنحضرت ﷺ کے مؤذنوں کے برابر رکھا اور ان کی لحد کو آنحضرت ﷺ کی لحد سے ملا دیا اور ان کی قبر کو آنحضرت ﷺ کی قبر کی طرح سطح رکھا۔ سب سے آخری کلمے جو حضرت ابو بکرؓ کی زبان سے نکلے وہ ((توفیہ مسلماً و الحقنی بالصلحین)) تھے۔

حلیہ و نسب : ابو بکرؓ کا رنگ سفید رخسار ہلکے چہرہ پر رگیں نمایاں، نحیف البدن آنکھیں اندر کو گھسی ہوئی تھیں۔ بالوں کو حناء و کھم سے رنگتے تھے۔ نام ان کا عبد اللہؓ نہایت ابو بکرؓ تھی ابو قحافہ عثمان بن عامر قریشی کے لڑکے تھے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ساتویں پشت مرہ بن کعب بن شریک ہیں۔ آپؐ کی والدہ ام الخیر سلمیٰ بنت صحز بن عمرو بن کعب بن معد بن ثیم تھیں یہ بھی قدیم الاسلام ہیں اپنے لڑکے ابو بکرؓ کے بعد اسلام لائیں۔

ازواج و اولاد : ابو بکرؓ نے دو نکاح جاہلیت میں کئے ایک قبیلہ بنت عبد العزیٰ ابن عامری بن لوی کے ساتھ جس سے اسماء و عبد اللہؓ پیدا ہوئے۔ اور دوسرا ام رومان و عد بنت عامر بن عمیر کنانہ کے ساتھ جس سے عبدالرحمن و عائشہ زوجہ رسول (ﷺ) پیدا ہوئیں۔ دو نکاح اسلام لانے کے بعد کئے ایک اسماء بنت عمیس سے جو ان سے پہلے جعفر بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں۔ ان سے محمد بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے اور دوسرے حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری سے جن سے آپؐ کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

عمال : حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کتابت علیؓ ابن ابی طالب و زید بن ثابتؓ و عثمانؓ بن عفان اکثر کرتے تھے علاوہ ان کے وقت

ضرورت جو سامنے آ جاتا تھا اس سے لکھا لیتے تھے۔ ان کے عہد خلافت میں حضرت ابو عبیدہؓ بیت المال کے اور عمرؓ ابن الخطاب دارالقضاء کے متولی تھے اور عمال جو اطراف و جوانب بلاد میں ان کی طرف سے عکرائی کرتے تھے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مکہ: عتاب بن اسیدؓ ان کا انتقال اتفاق سے اسی دن ہوا ہے جس دن ابو بکر صدیقؓ کی وفات ہوئی۔

طائف: عثمان بن ابی العاصؓ

ھضعاء: مہاجر بن ابی امیہؓ

حضر موت: زیاد بن لییدؓ انصاریؓ

خولان: یعلیٰ بن مدیہؓ

زبید و زمع: ابو موسیٰؓ

جند: معاذ بن جبلؓ

بحرین: علاء بن الحضریؓ

بحران: جریر بن عبد اللہؓ

جرش: عبد اللہ بن ثورؓ

دومۃ الجندل: عیاض بن غنمؓ

حضرت ابو عبیدہ و شریکؓ و زبید و عمرؓ ہر ایک علیحدہ علیحدہ ایک ایک لشکر کے افسر تھے اور ان سب کے افسر اعلیٰ خالد بن ولیدؓ تھے اور شام میں رومیوں سے لڑ رہے تھے یہی گویا ان کے وزیر صفیہ جنگ یا سپہ سالار کل افواج اسلامیہ تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی انگوٹھی پر ((نعم القادر اللہ)) کندہ تھا ان کے انتقال کے بعد ابوقافہ چھ برس اور چند ایام زندہ رہ کر ستائیس برس کی عمر میں رہ گزائے عالم جاودانی ہوئے۔

خیرات و جہاد آپؓ سابقین اولین میں سے ہیں۔ سب سے پہلے آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے۔ آپ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے ”میں نے کسی کو اسلام کی دعوت نہیں دی مگر یہ کہ اس کے دل میں اولاً اس سے کچھ کشیدگی نہ پیدا ہوئی ہو سوائے ابو بکرؓ کے“۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ انہوں نے ہجرت کی اور شرف صحبت کا فخر انہیں کو حاصل ہوا۔ بدر احد احزاب بڑے بڑے مشاہد میں ہر کام رہے۔ سات آدمیوں کو خرید کر آزاد کیا منجملہ ان کے بلال و عاصم بن فہرہ و زبیرہ و نہدیہ وغیرہ ہیں۔ چالیس ہزار مع اس کے جو اس سے منعت ہوئی تھی اللہ کی راہ میں صرف کئے جب یہ غلیف ہوئے اور عرب مرتد ہو گیا۔ تب تلوار کھینچے ہوئے ذی القعدة کی طرف نکلے۔ حضرت علیؓ نے پہنچ کر سواری کی لگام پکڑ لی اور کہنے لگے ”اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہاں جا رہے ہو میں تم سے وہی کہتا ہوں جو آنحضرت ﷺ سے یوم احد میں کہا تھا خدا کے لئے اپنی تلوار کو نیام میں کر لو۔ تم بذاتہ نہ لڑنے جاؤ مباد کہیں کسی مصیبت میں نہ مبتلا ہو جاؤ اور اگر ایسا ہوا تو نظام اسلام باقی نہ رہ جائے گا“۔

غنیمت کی مساوی تقسیم ابو بکرؓ نے ان کو مجاہد یا اور لشکر کے ساتھ جا کر مرتدین کو منتشر کر دیا۔ مال غنیمت کو سابقین اولین اور متاخرین اسلام اور مرد و عورت میں برابر تقسیم کرتے تھے۔ کسی نے ایک مرتبہ اس فعل پر اعتراض کیا آپؓ نے اس کا جواب دے دیا کہ ”سابقین اولین جو پہلے سے ایمان لائے ہیں تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں دے گا اور یہ تو دنیا ہے اس

میں سب مسلمان برابر ہیں۔“

مساکین و یتامی کی سرپرستی: ایام سرما میں کھل اور کپڑے خرید کر بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کو دیتے تھے خلافت سے پہلے ان کا مال واسباب رخ میں رہتا تھا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر رخ چلے جاتے تھے اور صبح کو اکثر پیادہ اور کبھی سواری پر مسجد نبوی میں اجاتے تھے۔ لیکن بیعت خلافت کے چھ مہینے بعد اپنا سب مال واسباب مدینہ لے آئے۔ ہر روز بازار جا کر مجبور عورتوں اور مردوں کو ضروریات کی اشیاء خرید کر لاتے تھے۔ اپنی بکریوں کو اکثر خود اور کبھی دوسرے لوگ چرانے لے جاتے تھے اور ان کا دودھ خود دھ کر غربا کو تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک روز خلافت کے بعد ایک عورت نے کہا ”اب تو تم خلیفہ ہو گئے ہو اب ہمارے گھر میں دودھ کہاں سے آئے گا اور تم کیوں دو ہو گے“۔ ابو بکرؓ نے یہ سن کر جواب دیا ”بھدا میں تم لوگوں کے لئے دو ہوں گا میں اس خلافت سے اپنی عادت کو نہ بدلوں گا“۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب تک زندہ رہے بکریوں کا دودھ خود دھ کر غربا کو دے آتے تھے۔ خلافت کے بعد تجارت چھوڑ دی تھی رات دن مسلمانوں کی اصلاح میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے انتقال کے وقت یہ وصیت کی تھی کہ جو کچھ بیت المال سے ان کی ذات خاص پر صرف ہوا ہے۔ اس کے عوض ان کی مملوکہ زمین فروخت کر کے اس کی قیمت بیت المال میں داخل کر دی جائے۔“

خلیفہ اول: مسلمانوں میں یہ پہلے خلیفہ ہیں جن کے صرف کے لئے رعیت نے تنخواہ مقرر کی تھی اور یہ پہلے خلیفہ تھے کہ جن کے باپ زندہ تھے اور یہ والی ہوئے اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مصحف قرآن کو مصحف کے نام سے موسوم کیا اور یہی سب سے پہلے خلیفہ کہلائے۔

حضرت ابو بکرؓ کا حضرت عمرؓ کو خطبہ: عمرؓ ابن الخطاب کو بوقت استخلاف نہایت عمدہ اور کارآمد وصیتیں کیں۔ منجملہ ان کے یہ تھیں ”اے عمرؓ میں نے تم کو اصحاب رسول اللہ ﷺ پر اپنا نائب بنایا ہے اللہ سے ظاہر و باطن ڈرنا۔ اے عمرؓ بے شک اللہ کا ایک حق رات میں ہے جس کو وہ دن میں قبول نہیں کرے گا اور اس کا ایک حق دن میں ہے جس کو وہ رات میں قبول نہیں کرتا اور بے شک اللہ تعالیٰ نوافل کو قبول نہ کرے گا جب تک فرائض ادا نہ کئے جائیں گے۔ اے عمرؓ کیا تم نہیں جانتے کہ جس کے اعمال قیامت میں بھاری ہوں گے وہی گراں ہوں گے اور جن کے اعمال ہلکے ہوں گے وہ سبک ہوں گے اور یہ باتیں حق و باطل کے اتباع سے حاصل ہوں گی۔ اے عمرؓ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ نرم آیات کے ساتھ شدت کی آیات اور شدت کی آیات کے ساتھ نرم آیات نازل ہوئی ہیں تاکہ مومن اللہ سے ڈرتا اور اس سے اپنی مغفرت مانگتا رہے۔ اے عمرؓ جب اہل نار کا ذکر آئے گا تو کہنا کہ اے اللہ مجھے امید ہے کہ تو مجھے ان میں سے نہ کرے گا“ اور جب اہل جنت کا تذکرہ آئے اور ان کے اعمال صالحہ کا بیان ہو تو اللہ سے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کو ان میں شامل کرے“ اور جب تم میری ان وصیتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا ہوا پاؤ گے۔ حضرت ابو بکرؓ صدیق نے اسی طرح کی وصیتیں کر کے شام کے وقت انتقال کیا اور رات ہی کو دفن کئے گئے۔

حضرت ابو بکرؓ کی وفات: جس وقت ابو بکرؓ حالت احتضار میں مبتلا ہوئے اس وقت طلحہ و عثمان و عبدالرحمن بن عوف و علی بن ابی طالب وغیرہ (رضی اللہ عنہم) کو طلب کر کے مشورہ کیا اور ان لوگوں سے حضرت عمرؓ کی خلافت کی بابت اپنی رائے

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے مرض الموت میں سب سے پہلے عبدالرحمن بن عوف کو بلا کر حضرت عمرؓ کا حال دریافت کیا۔ عبدالرحمن نے جواب دیا کہ ان کی رائے آپ کی رائے سے بہتر ہے مگر ان میں سختی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس کی وجہ اللہ

ظاہر فرمائی۔ جب ان لوگوں نے اتفاق رائے کر لیا تب حضرت ابوبکرؓ صدیق گھر سے نکل کر باہر آئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ ”میں نے عمرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا ہے اور اس سے میں نے تمہاری بہتری کا قصد کیا ہے پس تم لوگ جو وہ کہیں گے اس کو سنو اور ان کی اطاعت کرو“۔ یہ کہہ کر حضرت عثمانؓ کو بلا دیا اور ان سے یہ عہد نامہ لکھوایا۔

حضرت عمرؓ کا تقرر:

((بسم اللہ الرحمن الرحیم هذا ما عہد بہ ابوبکرؓ خلیفہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند اخرہ بالدنیا و اول عہدہ بالآخرۃ فی الحال التی یومن فیہا الکافرون و یوقن الفاجر انی استعملت علیکم عمر بن الخطاب و لم ال لکم خیرا فان صبروا عدل فذلک علمی بہ و راتی فیہ و ان جار و بدل فلا علم لی بالغیب و الخیر اردت و لکل امرأ ما اکتسب و سيعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون))

”یہ وہ عہد نامہ ہے جسے ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری زمانہ میں دنیا سے جاتے وقت اس حالت میں لکھوایا ہے جس میں کافر بھی ایمان لے آتا ہے اور کافر کو بھی یقین آ جاتا ہے کہ میں نے تم پر عمرؓ کو خلیفہ بنایا اور میں نے تمہارا سب سے خیر خواہی میں کو نامی نہیں کی ہے پھر اگر عمرؓ تمہاری اور انصاف سے کام لیں تو مجھے یہی یقین تھا اور ان کے بارے میں یہی رائے ہے اور اگر ظلم کریں اور عہد بدل دیں تو مجھے غیب کا علم نہیں میں نے تو بہتری ہی چاہی ہے۔ ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا ہے ظالموں کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروت پر پھیر دیئے جائیں گے۔“

چہ یہ ہے کہ جب وہ مجھے کسی معاملے میں نرمی کرتے دیکھتے ہیں تو وہ سختی کرتے ہیں اگر خلافت ان کے سپرد کر دی جائے تو سختی چھوڑ دیں گے کیونکہ جب وہ مجھے کسی پر غصہ کرتے دیکھتے ہیں تو وہ نرم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد عثمانؓ کو بلا کر عمرؓ کا حال دریافت فرمایا عثمانؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا باطن ظاہر سے اچھا ہے اور ہم میں کوئی ان جیسا نہیں ہے حضرت ابوبکرؓ نے یہ سن کر ان دونوں آدمیوں کو اتھاہ راز کو فرمایا۔ اس اثناء میں طلحہؓ بن عبید اللہ آگئے حضرت ابوبکرؓ نے ان سے فرمایا ”میں نے حضرت عمرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ طلحہؓ نے جواب دیا کہ ”محض یہ آپ اللہ تعالیٰ سے ملے والے ہیں اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھے گا کہ تم نے رعیت کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟“ ابوبکرؓ نے جواب فرمایا کہ مجھ کو اتھاہ کر بٹھاؤ جب لوگوں نے ان کو اتھاہ کر بٹھایا تو جواب دیا کہ ”جب میں اپنے رب کے سامنے جاؤں گا اور وہ مجھ سے دریافت کرے گا تو میں کہہ دوں گا کہ تیری مخلوق پر میں نے تیری بہترین مخلوق کو مقرر کیا ہے۔“ حضرت طلحہؓ نے سن کر خاموش ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو عہد نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکرؓ شدت عداوت کی وجہ سے رک رک کر بولتے تھے اور حضرت عثمانؓ لکھتے جاتے تھے جب یہ عہد نامہ لکھا گیا تو اس کو لوگوں میں پڑھنے جانے کا حکم دیا اور خود باہر آ کر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ”کیا تم لوگ اس شخص پر رضامند ہو جس کو میں نے اپنا خلیفہ بنایا ہے؟ بے شک میں نے اپنے کسی عزیز کو قرب کو خلیفہ نہیں بنایا میں نے تم پر عمرؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔ پس ان کا کہنا سنو اور ان کی اطاعت کرو میں نے یہ شخص اپنی رائے سے نہیں کیا بلکہ مشورہ کے بعد کیا ہے لوگوں نے سن کر ((سمعنا و اطعنا)) یک زبان ہو کر کہہ دیا اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو چند وصیتیں کیں جو آئندہ بیان کی جائیں گی۔

باب : ۱۳

حضرت عمر فاروقؓ ابن خطاب

۱۳ تا ۲۴ھ

حضرت خالدؓ کی معزولی ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ بروز پیر حضرت ابوبکرؓ صدیق (خلیفہ رسول اللہ) کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ انہوں نے خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ شام میں رومیوں سے برسرِ جنگ لشکر اسلام کے امیر حضرت خالدؓ بن ولید کو سرداری سے معزول کر کے ان کے بجائے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو امیر لشکر مقرر کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کا یہ فرمان عین اس وقت پہنچا جب مسلمان یرموک میں فریق مخالف سے مصروف جنگ تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے مصطفیٰ اس خبر کو تا اختتام جنگ پوشیدہ رکھا۔ لیکن جب یرموک فتح ہو گیا اور رومیوں کو شکست ہوئی اس وقت یہ خبر ظاہر کر دی گئی اور اس وقت سے اسلامی لشکر کے سردار حضرت ابوعبیدہ قرار پائے۔

دمشق کا محاصرہ: حضرت ابوعبیدہ بن جراح یرموک میں بشیر بن کعب حمیری کو اپنا نائب مقرر کر کے قس (سرزمین اردن) کی طرف بڑھے۔ اثناءِ راہ میں معلوم ہوا کہ شکست خوردہ رومی لشکر قس میں جمع ہو رہا ہے اور یرموک کی لڑائی سے پہلے رومیوں کا جو لشکر دمشق میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ وہ ان کی امداد کو پہنچنے والا ہے۔ ہر قس بادشاہ روم بھی حمص میں مقیم ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کی اجازت کے بعد اسلامی سواروں کا ایک دستہ قس کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیج دیا، بقیہ فوج کے چند حصے کئے ان میں سے ایک حصہ کو حمص و دمشق کے درمیان پڑاؤ کا حکم دیا۔ دوسرے حصے کو دمشق و فلسطین کے درمیان سوراچہ بندی کا حکم دے کر خود صحیح حضرت خالد بن ولید دمشق کی طرف بڑے۔ دمشق پر پہنچتے ہی مغرب سے حضرت خالد بن ولید نے مشرق کی طرف سے خود حضرت ابوعبیدہؓ بن جراحؓ نے شمال کی جانب سے یزید بن ابی سفیان نے اور جنوب کی طرف سے عمرو بن العاصؓ نے محاصرہ کر لیا۔ دمشق میں ان دنوں رومیوں کا نامی سپہ سالار فسطاس بن سطورس اور ان کا

۱۶ محرم ۱۴ھ کو اسلامی لشکر مہم مرن صغر سے فارغ ہو کر دمشق کی طرف بڑھا۔ اثناءِ راہ میں غوطہ اور اس کے گرد جاہل بزرگ شمشیر قبضہ کر لیا۔ اہل دمشق نے یہ سن کر شہر پناہ کے دروازوں کو بند کر لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ کی سرکردگی میں اسلامی لشکر دمشق پر اترا۔ مشرقی باب کی طرف خالد بن ولیدؓ نے باب توما کی طرف عمرو بن العاصؓ نے باب قراولین کی طرف شمشیر قبضہ اور باب الجابیہ کی طرف حضرت ابوعبیدہؓ نے محاصرہ کیا اور یزید بن ابی سفیان باب صغیر سے باب کیسان تک گھیرے ہوئے تھے۔ جس کلیئہ پر حضرت خالد بن ولیدؓ آ کر اترے تھے وہ "خالد" کے لئے

غذہ ہی پیشوا ہا مان بحیثیت ذمہ دار حاکم موجود تھا۔ لیکن اسلامی لشکر کمال ہوشیاری سے ستر راتوں تک اور بعض کے قول کے مطابق چھ مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ کبھی منجیقوں سے غنیم پر پتھر برساتا تھا اور کبھی کاسیابی حاصل کرنے کے جوش میں تیر اندازی کرتا تھا۔ محاصرے کے دوران ہر قل نے اہل دمشق کی امداد کے لئے حمص سے کثیر التعداد فوج روانہ کی جس کو ذوالکراع (جود مشق اور حمص کے درمیان غالباً اسی خطرے کی روک تھام کے لئے متعین تھے) دمشق میں داخل نہ ہونے دیا۔ چنانچہ اہل دمشق ہر قل کی امداد سے ناامید ہو گئے۔ اس مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی سپہ سالار اوران کا جری لشکر دمشق کو یہ بھگت فتح کرنے پر تیار ہو گیا۔

فتح دمشق: ایک روز شام کو خالد بن ولید دمشق کے محافظوں کو غافل پا کر کند کے ذریعہ سے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور دو رسیاں لٹکا دیں جن کے ذریعہ معقاع بن عمرو اور ندعور بن عدی بھی شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اتنے میں شہر پناہ کے محافظ بھی چونک اٹھے اور یہ منذکرہ تینوں مسلم سردار محافظوں سے مقابلہ کرتے ہوئے نیچے اترے شہر میں الجرجج گئی۔ چاروں سے

..... چھ نام سے موسوم ہوا۔ جو اسقف (نہ ہی پیشوا) اس کلیہ کا حاکم تھا اس نے ایک روز شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر خالد کو بلایا اور تھوڑی دیر گفت و شنید کرنے کے بعد کہنے لگا کہ ”اگر تم مجھ سے مصالحت کر لو اور ایک معاہدہ لکھ دو کہ ہمارے گرجا اور جان و مال محفوظ رہیں گے تو میں تم کو یہ شہر حوالہ کر دوں گا اور اسکی تدبیر بتاؤں گا جس سے تم بآسانی فتح حاصل کر لو گے“۔ حضرت خالد نے قلم دوات اور کاغذ منگوایا اور حسب ذیل عہد نامہ لکھ کر دے دیا۔

((بسم اللہ الرحمن الرحیم هذا ما اعطی خالد بن الولید اهل دمشق اذا دخلها اعطاهم امانا على انفسهم و اموالهم و کنائسهم و سور مدینتہم لا یسکن و لا یهدم شئی من دورهم لهم بذلك عهد اللہ و ذمہ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم و الخلفاء و المومنین لا یعرض لهم الا بخیر اذا اعطوا الجزیة))

یعنی ”بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ حقوق ہیں جو خالد بن ولید نے بوقت فتح دمشق اہل دمشق کو عطا کئے ہیں۔ اہل دمشق کو ان کی جان و مال کی امان دی جائے گی۔ ان کے کلیسا اور ان کا شہر پناہ محفوظ رکھے جائیں گے ان کے مکانات نہ تو سمار کئے جائیں گے اور نہ اس میں لشکر اسلام کا کوئی شخص سکونت اختیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدے کے ذمہ دار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور کل مسلمان اہل دمشق نے حسن سلوک سے پیش آئیں گے بشرطیکہ وہ جزیہ ادا کرتے رہیں۔“

اسقف یہ عہد نامہ لے کر اپنے کلیسا میں چلا گیا اور حضرت خالدؓ اپنے لشکر میں چلے آئے ایک روز رات کو اسقف کا ایک فرستادہ حضرت خالد سے آ کر ملا اور بیان کیا کہ ”آج اہل دمشق کی عید ہے سب کے سب شراب نوشی میں مصروف اور اپنے کاموں سے غافل ہیں نیز مشرقی دروازہ سنگ باری سے کمزور ہو گیا ہے میں سیڑھیاں مہیا کئے دیتا ہوں تم مسلمانوں کو لے کر قلعہ پر چڑھ جاؤ اور قبضہ کر لو“۔ تھوڑی دیر کے بعد اہل کلیسا میں سے کسی شخص نے دو سیڑھیاں لا کر دیوار سے لگا کر کھڑی کر دیں۔ حضرت خالدؓ مع چند مسلمانوں کے شہر پناہ کے فصیل پر چڑھ گئے اور طلوع آفتاب کے قریب قلعہ کے نگہبانوں کو ناکر قلعہ کے دروازہ کو کھول دیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے جو باب الجباب پر جنگ کر رہے تھے۔ چند مسلمان ان کی طرف سے بذریعہ کند دیوار شہر پناہ پر چڑھ گئے اور قبضہ کر لیا رومی لشکر لڑائی سے جی چا کر بھاگ کھڑا ہوا اور حضرت ابوعبیدہؓ اپنے لشکر کے باب الجباب کی طرف سے بھی دمشق میں داخل ہو گئے۔ خالد بن ولید سے مقلدا میں ملاقات ہوئی لیکن بعض نے لکھا ہے کہ جس وقت اسقف نے اس امر کا یقین کر لیا کہ حضرت ابوعبیدہؓ دمشق پر بروز فتح قبضہ کر لیں گے اس وقت اس نے حضرت خالدؓ سے صلح کر کے مشرقی دروازہ کھول دیا اور حضرت خالدؓ کا عہد نامہ لئے ہوئے باہر نکل آیا بعض سرداران لشکر نے کہا کہ ”خالد امیر نہیں ہیں ان کا لکھا ہوا صلح نامہ ناجائز ہے ہم اس کے پابند نہ ہوں گے“۔ لیکن حضرت ابوعبیدہؓ نے جواب دیا ”میںیں امیر مسلمان اس کا نچاڑے تو خالد بدرجہ اولیٰ مجاز ہیں لہذا میں اس کو جائز قرار دیتا ہوں یہ کہہ کر حضرت ابوعبیدہؓ دمشق میں اس طرح داخل ہوئے جیسے دمشق بذریعہ صلح فتح ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ (فتوح البلدان)

لڑائی شروع ہو گئی۔ ہر کس و نا کس حضرت خالد اور ان کے دونوں ساتھیوں پر حملہ آور ہو رہا تھا اور یہ تینوں بزرگ اپنی مدافعت کرتے اور اپنے کو ان کے وار سے بچاتے ہوئے رفتہ رفتہ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت خالد نے بڑھ ایک بھر پور وار سے دو دربانوں کو قتل کر دیا اور قلعہ خانے نے دائیں ہاتھ سے اپنے مقابل کو مار کر بائیں ہاتھ سے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں نے بہ آواز بلند تکبیر کہی جس کی صدا سے کل میدان گونج اٹھا اور ان کے ماتحت فوجیوں نے کامیابی کے جوش مسرت میں تلواریں کھینچ کر حملہ کر دیا۔ اہل دمشق سرداروں نے اس فوری تغیر سے گھبرا کر اپنی طرف کے فریق محاصرہ سے صلح کی درخواست کی ان لوگوں نے صلح کر لی۔ چنانچہ بمصالحات اپنی اپنی سمت سے شہر میں داخل ہوئے اس معرکہ میں چونکہ صرف خالد بن ولید ایسے سردار تھے جو بزرگ و تیغ داخل ہوئے تھے اور باقی دوسرے امراء اسلام بمصالحات داخل ہوئے تھے۔ اس لئے حضرت خالد بن ولید کو فتح بھی بذرینہ جنگ حاصل ہوئی۔

جنگِ فحل سیف نے لکھا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق کو اس فتح کی خبر بھیجی گئی تو انہوں نے لشکر عراق کو عراق کی جانب واپس کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابو عبیدہ ابن جراح نے لشکر عراق پر ہاشم بن عتبہ کو امیر مقرر کر کے عراق کی طرف روانہ کیا اور دمشق میں یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کر کے خود فحل کی طرف بڑھے۔ یزید بن ابی سفیان نے وحیہ کلی کو تدمر کی طرف اور ابوالاثر ہرقش کو حواریں و دمشق کی جانب روانہ کیا۔ ان لوگوں نے صلح و امان کے ساتھ ان مقامات پر قبضہ کر لیا، یہی اس کے حاکم مقرر کئے گئے۔

فحل کی مہم میں حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالد کو مقدمہ لکھش پر قلب لشکر پر شریل بن حسنہ کو میمنہ پر، عمرو بن العاص کو سواروں پر، ضرار بن الازور کو اور پیادوں پر عیاض بن غنم کو مقرر کیا اور خود میسرہ میں رہے۔ رومیوں نے آدھی رات کے بعد اسلامی لشکر پر حملہ کیا۔ شریل بن حسنہ مقابل ہوئے۔ لڑائی کا شور و غل سن کر دیگر سرداران لشکر اسلام بھی اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے میدان میں آ گئے۔ کئی روز تک متواتر شب و روز لڑائی ہوتی رہی۔ رومیوں کا نامی سردار سقلا بن مخرق اور کئی نامی گرامی سپہ سالار مع اسی ہزار رومیوں کے مارے گئے۔ بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

بیسان و طبرہ کی اطاعت اس کے بعد اسلامی لشکر بیسان کی طرف بڑھا اور محاصرہ کے بعد لڑائی شروع کر دی۔ لیکن جب بیسان کے محافظ کامیابی کی امید میں بیسان پر اپنی اپنی جائیں فدا کر چکے تو اہل بیسان نے مجبور ہو کر صلح کر لی اور اہل طبرہ سے بھی جن کا ابوالاثر ہرقش کی محاصرہ کئے ہوئے تھے صلح ہو گئی اس طرح پورا اردن بھی پرامن طریقہ پر فتح ہو گیا اور مسلمانوں نے اردن کے شہروں اور قصبہات میں انتظام کی غرض سے اپنا لشکر مقرر کر دیا اور اس فتح یابی سے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو حاصل ہوئی۔ حضرت عمر فاروق کو مطلع کیا۔

یزید بن ابی سفیان نے اپنے زمانہ حکومت میں دمشق میں اس کے ساتھی مقامات میدا، عرقہ، حلیل اور بیروت کو فتح کیا اور وہاں کے اکثر رہنے والوں کو جلاوطن کر دیا تھا۔ ان کے لشکر کے مقدمہ لکھش حضرت امیر معاویہ یا فرستے۔ انہوں نے عرقہ کیلئے فتح کیا ہے۔ (ابن اثیر)

واقعہ کی کا خیال ہے کہ جنگ یرموک ۱۵ھ میں ہوئی تھی ہرقل انطاکیہ سے بھاگ کر یرموک پہنچا تھا اور وہاں سے قسطنطنیہ گیا تھا یرموک آخری لڑائی ہے اور پرہم نے بردایت سیف لکھا ہے کہ واقعہ یرموک ۱۳ھ میں ہوا تھا اور ابو بکر صدیق کی وفات کی خبر لشکر اسلام میں اس روز پہنچی تھی جس دن رومی لشکر کو شکست ہوئی تھی۔ واقعہ یرموک کے بعد دمشق کی طرف بڑھا تھا اور اس کو فتح کیا تھا اس کے بعد قتل کا واقعہ اور دیگر لڑائیاں ہرقل کے بھاگنے سے پہلے ہوئی ہے۔

معمر کہ بابل: حج سے واپسی کے بعد خالد بن ولید کو حضرت ابو بکر صدیق اکبر کا اس مضمون کا حکم ملا کہ ”تم امیر لشکر ہو نصف آدمیوں کو لے کر شام کی طرف چلے جاؤ اور بقیہ نصف کو عراق میں شعی بن حارث کے پاس چھوڑ جاؤ۔“ چنانچہ حضرت خالد بن ولید اس حکم کے مطابق شام کی طرف روانہ ہوئے اور شعی بن حارث حیرہ میں قیام کر کے لشکر کی تہذیب کرنے لگے۔ ادھر اہل فارس نے اپنی سقیم حالت کو درست کیا۔ شہر یزان ابن اردشیر بن شہر بن سابور کو ۱۳ھ میں عثمان حکومت سپرد کی۔ اس نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی دس ہزار فوجیوں کو ہرمز کی سرکردگی میں مسلمانوں کے مقابلے کے لئے حیرہ کی طرف روانہ کیا۔ لیکن شعی بن حارث نے بہرہ سے نکل کر بابل میں مورچہ قائم کیا اور فریقین سے گھسان کی لڑائی ہوئی۔ اہل فارس اپنے لشکر میں سب سے آگے ہاتھیوں کی کثیر تعداد رکھتے تھے۔ گویا یہ وہس یاد مدہ تھا جس کی آڑ سے مسلمانوں پر حملہ کرتے تھے۔ مثلی بن حارث نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر لوگوں کو لاکار اور خود گوار کھینچ کر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھیوں کے رخ سے ذرا ہٹ کر لشکر فارس کی طرف بڑھے اور نہایت تیزی سے اس طرح لشکر فارس پر چڑھاؤ کی کہ ان کو اپنے ہنچنے اور بچنے تک کی مہلت نہ دی۔ اہل فارس اس اچانک حملہ سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسلامی لشکر ان کو قتل و قید کرتا ہوا ان کے تعاقب میں اطراف مدائن تک چلا گیا۔

ارز میدخت کی تخت نشینی: اس لڑائی کے بعد جلد کے حصے کو چھوڑ کر پورا ملک عراق مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اس کے بعد شہر یزان کا انتقال ہو گیا۔ اہل فارس میں بادشاہ بنانے کے سوال پر اختلاف ہو گیا۔ لیکن چند روز بعد ارز میدخت بنت کسریٰ کو بادشاہ بنانے پر اتفاق ہو گیا لیکن رسم تخت نشینی کے بعد ہی تخت سے اتار دی گئی اور سابور بن شہر یزان تخت نشین ہوا۔ فرخ زاد بن ہندوان کو قلدان وزارت حوالہ کیا ارز میدخت سے شادی کر لی۔ ارز میدخت کو یہ فعل ناگوار گزرا۔ فوراً شیاو خش کو لکھ بھیجا اہل فارس کے نامی گرامی سپہ سالاروں میں سے تھا شیاو خش فوجی جمعیت کے ساتھ عین شب عردی آ پہنچا اور فرخ زاد کو مع اس کے ساتھیوں کے قتل کر ڈالا اور ارز میدخت کو دوبارہ تخت حکومت پر بٹھایا۔

۱۔ شہر یزان نے قتل رواں گئی ہرمز شعی کو اس مضمون کا خط لکھا ”میں نے تمہاری طرف وحشیان فارس کا ایک لشکر عظیم بھیجا ہے۔ جو حقیقت مرئیوں اور سور کے چرواہے ہیں۔ میں تمہارے مقابلے میں سوائے ان لوگوں کے اور کسی کو نہیں روانہ کر سکتا۔“ مثلی نے جواب میں لکھا کہ ”تو اپنے اس دعوے میں اگر سچا اور حد سے مجتاز ہے تو یہ تیرے لئے نقصان رساں اور ہمارے لئے بہتر ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تو جھوٹوں کی برائی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور انسانوں کے نزدیک رسوا ہوں گے ہم کو تیری دھمکی سے ذرا بھی بھی خوف نہیں ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تیرے مکر و فریب کو مرنیوں اور سور کے چرواہوں تک محدود کر دیا ہے۔“ شہر یزان اور اس کے اراکین دولت اس مضمون کو دیکھ کر دنگ ہو گئے جھلا کر ہرمز کو دس ہزار لشکر اور ایک سو ہاتھیوں کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

حضرت ابوبکرؓ کی وصیت کی تعمیل: آل کسریٰ اس طوائف الملوکی میں مصروف اور باہم برسرِ پیکار تھے کہ حضرت صدیق اکبر کا وصال ہو گیا اور جب حضرت عثمانؓ کو حضرت صدیق اکبر کا کوئی حال معلوم نہ ہوا تو انہوں نے بشیر بن الخصاصہ کو اپنا نائب مقرر کر کے خود مدینہ کا قصد کیا تا کہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل فارس کے حال سے آگاہ کر کے ان پر حملہ کرنے کی اجازت اور امداد حاصل کریں لیکن مدینہ میں حضرت عثمانؓ کے پہنچنے سے پہلے حضرت صدیق اکبر نے عثمانؓ خلافت حضرت عمرؓ کے سپرد کر دی تھی لیکن جب حضرت صدیق اکبر کو اس کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے حضرت عمرؓ فاروق کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ ”کل کے دن تم سب سے پہلے یہ کام کرنا کہ مجاہدوں کو عثمانؓ کی سرکردگی میں عراق کی طرف روانہ کرنا اور خالد کے لشکر کو شام سے عراق کی طرف واپس جانے کا حکم دینا۔“ صدیق اکبر یہ حکم دے کر اسی رات کو انتقال فرما گئے اور حضرت عمرؓ فاروق نے حسب وصیت خلیفہ اولؓ کے احکام نافذ کر دیئے۔ حضرت عمرؓ فاروق اکثر فرمایا کرتے تھے ”اللہ ابوبکرؓ پر رحم کرے۔“ مرحوم نے حضرت خالدؓ کی امارت کی پردہ پوشی کی کیونکہ بوقت وفات مجھ کو خالدؓ کے لشکر کو عراق واپس بھیجنے کا حکم دے گئے اور ان کا کچھ ذکر نہ کیا۔

حضرت عمرؓ کا خطبہ جہاد: حضرت عمرؓ فاروق نے بیعت خلافت لینے کے بعد لوگوں کو عثمانؓ بن حارث کی سرکردگی میں عراق کے جہاد پر جانے کی تلقین فرمائی اور مہاجرین و انصار کو جمع کر کے فرمایا ”کہاں ہیں وہ مہاجرین جنہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور جن سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اس سرزمین کی طرف قدم بڑھائیں جس کے وارث بنانے کا اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں وعدہ کیا ہے اور یہ ارشاد فرمایا کہ ”بے شک دین اسلام کو کل دینوں پر غالب کرے گا پس اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ظاہر کرنے والا اور اس کی مدد کرنے والوں کو عزت و فتح دینے والا ہے اور مختلف ممالک کا ان کو وارث و مالک بنانے والا ہے۔“ کہاں ہیں اللہ تعالیٰ کے جیک بندے! کہاں ہیں انصار! جنہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی اور ان کے دین کی مدد کی اور ان کے ساتھ رہے اور ان کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے۔ اس ملک کی طرف چلیں جس کی فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے اور وہ کام کریں جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے کتاب قرآن پاک میں ان الفاظ سے خوشنودی ظاہر کرتا ہے۔ ((ان اللہ يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا

۱۔ تاریخ از کامل ابن اثیر میں یہ وصیت اس طرح مذکور ہے ((انی لا یرجعوان اموت یومی هذا فاذا مت فلا تمسین حتی تندیب الناس مع البقیة ولا تستقلکم مصیبة عن امر دینکم ووصیة ربکم فقدر زانیتی متوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ما صنعت و اما اصیب الخلق بمثله و اذا فتح اللہ علی اهل الشام فاراد و اهل العراق فانهم اهل دولة امره و اهل الجراء علیہم)) ”مجھے امید ہے کہ میں آج ہی مرجاؤں گا پس جب میں مرجاؤں گا تو تم کل کا دن نہ گزرنے دینا یہاں تک کہ عثمانؓ کے لوگوں کو لڑائی پر نہ بھیج دو۔ دیکھو کوئی مصیبت تم کو تمہارے دینی کام اور تمہارے رب کے حکم سے غافل نہ کر دے بے شک تم نے بوقت وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہے کہ اس وقت میں نے کیا کیا؟ اور کسی شخص کو تکلیف نہیں ہوئی اور جب اہل شام پر فتح نصیب ہو جائے تو اہل عراق کو عراق کی طرف واپس بھیج دینا کیونکہ اہل عراق اس کی سرداری کے اہل اور وہاں کے کاموں کے متولی ہیں اور ان پر ان کو جہاد حاصل ہے۔“ اس وصیت سے باولے انجوز بشرطیکہ انصاف سے ہو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی خلافت دنیا کی سے غرض نہ تھی ورنہ وہ مرتے وقت اپنی بیوی بچوں کے حق میں وصیت کر جاتے یا اپنے لڑکے کو اپنا ولی عہد خلافت بنا دیتے۔

”یعنی بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی راہ میں صف بہ صف ایسے لڑتے ہیں جیسے وہ گج کی ہوئی دیوار ہیں اور پھر اس کے ساتھ“ ﴿وَآخِرَىٰ تَجِبُونَهَا فَنَصْرُ مِنَ اللَّهِ قَرِيبٌ﴾ ”بھی فرمایا ہے چلو! چلو!! اللہ کے نیک بندو چلو!!“۔

عراق کی مہم کے لئے مجاہدین کی روانگی: تین روز تک مہاجرین و انصار کے اجتماع میں حضرت فاروق اعظم اسی طرح سے جہاد عراق کی تلقین کرتے رہے لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا چوتھے روز ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی نے جہاد عراق کا عزم ظاہر کیا۔ ان کے بعد سعد بن عبیدہ انصاری پھر سلیم بن قیس اور پھر اور بہت سے مجاہدین عراق کے جہاد پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت فاروق اعظم نے اس صلے میں کہ ابو عبیدہ ابن مسعود ثقفی نے عراق کے جہاد کی مہم پر جانے کے لئے سب سے پہلے آمادگی ظاہر کی تھی مجاہدین عراق کا امیر مقرر کیا اور روانگی کے وقت یہ ہدایت فرمائی دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے مشوروں کو غور سے سننا اور ہر کام میں ان کے شکر گزار رہنا خود رائی نہ کرنا کیونکہ یہ لڑائی ہے اور لڑائی کی صلاحیت اس شخص میں ہوتی ہے جو سوچ سمجھ کر کام کرتا ہو۔ مزاج میں غلٹ نہ ہو وقت و موقع کو پہچانتا ہو چنانچہ سلیم کی سرداری میں مجھ کو یہی پس و پیش تھا کہ ان کے مزاج میں غلٹ و تیزی ہے اور لڑائی میں غلٹ کرنا نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ واللہ اگر اس کے مزاج میں غلٹ نہ ہوتی تو میں اسی کو امیر لشکر مقرر کرتا۔“ یہ پہلا لشکر تھا جس کو حضرت فاروق اعظم نے ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی کی سرکردگی میں جہاد کی غرض سے روانہ کیا۔

اہل نجران کی جلا وطنی کا حکم: ان کے بعد یعلیٰ بن امیہ کو یمن کی طرف بھیجا اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق اہل نجران کو جلا وطن کر دینے کا حکم دیا اور ان سے فرمایا کہ اہل نجران سے کہہ دینا کہ ”ہم تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم سے جلا وطن کرتے ہیں“ اور وہ حکم یہ ہے کہ ”سرزمین عرب میں دودین نہیں رکھے جائیں گے اور ہم تم کو تمہارے رہنے کے لئے تمہارے ملک کی طرح دوسرا ملک بنظر ایفاء ذمہ دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے“۔

جنگ نہارق: الغرض ابو عبیدہ ثقفی ثنی بن حارث سعد بن عبیدہ اور سلیم بن قیس کے ہمراہ تھے عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ فارس میں فرخ زاد کے قتل کے بعد آرمیدخت دوبارہ عتقان حکومت پر متمکن ہو کر حکمرانی کر رہی تھی۔ بوران نے والی خراسان رستم کو آرمیدخت پر حملہ کرنے کو لکھا اور رستم کو آرمیدخت کے خلاف ابھار دیا۔ رستم کثیر فوج کے ساتھ مدائن آ پہنچا اور چند روز کے محاصرے کے بعد مدائن فتح کر لیا شیواوش کو قتل کر کے آرمیدخت کی آنکھیں نکالیں اور بجائے اس

۱۔ سلیم بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ کسی نے ابو عبیدہ کی سرداری پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اہل لشکر پر ان لوگوں میں سے کسی کو سردار بناؤ جو سابقین اولین میں سے ہو۔ خواہ وہ مہاجرین میں سے ہو یا انصار میں سے۔ فاروق اعظم نے کہا واللہ میں ایسا نہ کروں گا اللہ تعالیٰ نے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے ان کے درجات بلند فرمائے ہیں اور یہ ان کے لئے کافی ہے۔ اگر میں ایسا کروں گا تو اوروں کو شاق گزرتے گا۔ میں بے شک اس کو سردار مقرر کروں گا جس نے سب سے پہلے عراق کے جہاد کی تحریک پر لبیک کہا ہے۔ ظاہر اس روایت اور علامہ ابن خلدون کی بیان کردہ روایت میں اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن جس وقت یہ روایت سابقہ روایت کا تہہ بنادی جائے گی تو اختلاف باقی نہ رہے گا۔ کھٹلا

کے یوران کو تخت حکومت پر بٹھایا۔ مرزبانان فارس اس کی حکومت سے بہت خوش ہوئے اور نہایت خوشی سے اس کی اطاعت کو اپنے لئے فخر و عزت کا ذریعہ سمجھا۔ اگرچہ ابو عبیدہ کے فارس پہنچنے سے پہلے یوران کو مستحکم اور قابل اطمینان حکومت حاصل ہو گئی۔ اس کے باوجود پہلے شئی اور ایک ماہ خود حضرت ابو عبیدہ اپنا جری لشکر لئے ہوئے حیرہ پہنچ گئے۔ رستم نے سواد کے دہقانوں کو مسلمانوں سے لڑنے کو لکھا اور ہر طرف ایک ایک کار آزمودہ سپہ سالار روانہ کیا۔ چنانچہ فرات کی ایک طرف جابان کو کسکر کی جانب نزی کو اور کثیر التعداد فوج کو شئی کے مقابلہ پر بھیجا اور ان سب کو ایک دن اور ایک معین وقت پر نشی فرات میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ شئی نے حیرہ سے نکل کر خان میں قیام کیا۔

ابو عبیدہ شئی کو سواروں کی فوج پر مقرر کر کے جابان سے بھڑ گئے جو ایک فوج کثیر لئے ہوئے نمارق میں فروکش تھا۔ اہل فارس کچھ عرصہ تک توجہ کر لڑتے رہے لیکن جب مسلمانوں کے نامی سردار ابو عبیدہؓ نے اللہ اکبر کہہ کر قدم آگے بڑھایا اور مسلمانوں کا جری لشکر بھی اللہ اکبر کہتا ہوا لشکر فارس کی طرف بڑھا اس وقت اہل فارس کا لشکر حواس باختہ ہو کر بھاگ نکلا ان کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے میدان جنگ سے بھاگے ایک سخت خونریز جنگ کے بعد جابان کو مطرب بن فہد تمیمی اور مردان شاہ کو (جو لشکر فارس کے سینہ کا افسر تھا) اکتل بن شاہ عسکی نے گرفتار کر لیا۔ اکتل نے تو مردان شاہ کو گرفتار کرتے ہی قتل کر ڈالا۔ لیکن جابان نے مطر کو دھوکا دیا۔ امان حاصل کر کے نکل کھڑا ہوا لیکن مسلمانوں میں سے پھر کسی شخص اسے گرفتار کر لیا اور حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس لایا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ مطر اس کو امن دے چکے ہیں تو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ ”کل مسلمان مثل ایک جسم کے ہیں پس جب ان میں سے کسی نے ایک بات اختیار کر لی تو سب نے گویا اس کو اختیار کر لیا“۔ جابان رہا ہونے کے بعد اپنے گروہ میں جا ملا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے ان کے تعاقب میں لشکر روانہ کیا یہاں تک کہ اس شکست خوردہ لشکر فارس نے کسکر میں جا کر دم لیا جہاں پر نزی مقیم تھا۔

جنگ کسکر: نزی کسرائے فارس کا خالہ زاد بھائی تھا اس کے ساتھ تیس ہزار فوج تھی۔ سینہ و میسرہ پر نندویہ اور شیر دیہ و پسران بسطام کسرائے فارس کے ماموں زاد بھائی تھے۔ جس وقت یوران اور رستم کو جابان کی شکست کی خبر پہنچی اور یہ معلوم ہوا کہ شکست خوردہ گروہ کسکر میں نزی کے پاس آ گیا ہے۔ اس وقت انہوں نے جالینوس کی سرکردگی میں ایک اور عظیم فوج نزی کی مدد کو روانہ کی۔ لیکن اسلامی لشکر اور اس کے سردار نے جو نمارق سے جالینوس کے لشکر کا تعاقب کر رہے تھے۔ لشکر کے نشی کسکر مقام سقاہیہ میں پہنچنے سے پہلے لڑائی شروع کر دی تھی حضرت ابو عبیدہؓ قلب میں تھے سعد و سلیمہ سینہ و میسرہ اور مقدمہ لہجش میں مشی تھے نزی نے مسلمانوں کے میسرہ پر اور نندویہ و شیر دیہ نے قلب و میسرہ پر حملہ کر دیا لیکن جری مشی نے لڑائی کو بڑھتا ہوا دیکھ کر چار کوس کا چکر کاٹ کر نزی پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ نزی اس غیر متوقع عقیبی حملہ کو دیکھ کر گھبرا گیا اور پیچھے مڑ کر اپنی فوج کے ایک حصہ کو مشی کے مقابلے کے لئے متعین کر دیا لیکن سعدؓ فوراً اللہ اکبر کہہ کر نہایت تیز سے مع ہمراہیوں کے سر پر جا

۱۔ جابان نے گرفتار ہونے کے بعد کہا کہ تم مجھ کو گرفتار کر کے کیا کرو گے تم مجھے چھوڑ دو میں تم کو دو غلام نہایت حسین اور قیمتی دوں گا مطر نے نادانستگی میں اس کو چھوڑ دیا مگر اس کجخت نے ایقانہ کیا۔

پہنچے یہاں تک کہ دست بدست لڑائی ہونے لگی اور تلواریں بھی نیام سے نکل آئیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے بھی باؤز بلند تکبیر کہی ان کی تکبیر کی آواز سن کر پورا اسلامی لشکر بے ساختہ پر جوش آواز سے اللہ اکبر کہہ اٹھا۔ جس سے میدان جنگ گونج اٹھا اور فریق مخالف کے پاؤں اکٹڑ گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ غنیم کو یہ پہلے سے معلوم تھا کہ مسلمان اپنی فتح کے وقت اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ نری بھاگ کھڑا ہوا لیکن اسلامی لشکر نے شنی و عاصم کی سرکردگی میں اس کا تعاقب کیا اور دوسرے حصہ نے غنیم کے لشکریوں کو قتل اور قید و بند کی سزا دی۔ ان کے خیموں اور بازاروں پر قبضہ کر لیا لیکن تھوڑی ہی دیر بعد سکس اور سقا طیہ اہل فارس سے خالی ہو گیا۔ اسلامی سرڈار نے ان قصابات اور شہروں کو جن کے رہنے والوں نے اسلام لانے یا جزیہ دینے سے انکار کیا، تاخت و تاراج کر ڈالا اور ان کے لڑکوں اور عورتوں کو گرفتار کر لیا اور اہل سواد پر جزیہ مقرر کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فتح کا بشارت نامہ، خمس اور مال غنیمت کے ساتھ حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں مدینہ روانہ کیا اور جالینوس سے لڑنے کو بروہے۔

معمر کہ باقیسیا: یہ تو پہلے لکھا جا چکا ہے کہ جالینوس کو رستم و یوران نے نری کی مدد کو روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ابوعبیدہؓ نے لڑائی چھیڑ دی تھی جس کا نتیجہ اہل فارس کے خلاف ہوا اور اسلامی لشکر کے حق میں نکلا۔ مسلمانوں کا کامیابی کے ساتھ غنیم کے شہروں، خیموں اور مال و اسباب پر قبضہ ہو گیا اس کے بعد جالینوس پہنچا اور مقام باقیسیا (سرزمین باروسما) میں قیام کیا ابوعبیدہؓ نے سقا طیہ سے نکل کر باقیسیا میں جالینوس کا مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں اس کو میدان جنگ سے مار بھگایا۔ جالینوس کی شکست کے بعد ابوعبیدہؓ نے تقریباً کل اطراف سواد پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں پر جزیہ قائم کر کے حیرہ واپس آ گئے۔ حالانکہ حضرت فاروق اعظمؓ نے رواگی کے وقت سمجھا دیا تھا کہ ”اے ابوعبیدہ تم مکر و فریب خیانت اور بد باطنی کی ایسی سر زمین پر بھیجے جا رہے ہو جہاں کی پوری قوم شر کرنے پر جبری ہو گئی ہے اور نیکی کو بھلا چکی ہے پس تم ان کو نیکی کی تعلیم دینا اور دیکھتے رہنا کہ وہ کس انداز پر چلتی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنی زبان پر قابو رکھنا اور اپنے راز کو چھپانا کیونکہ اہل راز جب تک اپنے راز کو چھپائے رکھے گا ایسے امور سے محفوظ رہے گا جن کو وہ برا جانتا ہے اور جب اس نے افشا کر دیا تو نقصان اٹھائے گا۔“

جنگ جسر: شکست خوردہ جالینوس اپنے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ مدائن میں رستم کے پاس پہنچا۔ رستم غصہ سے کانپ اٹھا

۱۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ اہل فارس اس قدر حواس باختہ ہو کر بھاگے تھے کہ دسڑ خوان پر نفیس نفیس کھانے چنے تھے وہ چنے کے چنے رہ گئے اور چوہوں پر ہانڈیاں چڑھی تھیں مسلمانوں نے ان سب پر قبضہ کر لیا۔ منجملہ اور میوہ جات کے نری بھی تھا جو ایک اعلیٰ درجہ کی مچھور ہوتی ہے مسلمانوں نے خوب سیر ہو کر کھانا ابوعبیدہؓ نے غنیم کے ساتھ نری کو بھی روانہ کیا اور یہ لکھا کہ ”ہم کو اللہ جل شانہ نے وہ عمدہ اور نفیس کھانے کھلوائے ہیں جن کو اکابرہ اپنی حفاظت میں رکھے ہوئے تھے ہمارا بی چاہا کہ ان کو آپ کی خدمت میں بھی بھیج دیں تاکہ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے انعام و افضال کا شکر یہ ادا کریں۔“

۲۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ لڑائی ختم ہونے کے بعد ابوعبیدہؓ نے شنی کو ہار دسما کی طرف اور عاصم کو نہر جوز کی طرف اور سلیطہ کو زوابی اور اہل اندر دوفیرہ کی طرف روانہ کیا ان لوگوں نے جو وہاں جمع تھے ان کو بھگا دیا۔ وہاں کے رہنے والوں نے مچھور ہو کر جزیہ دے کر صلح کر لی اور فروغ و فراہم داد ابوعبیدہؓ کے پاس آئے نذرانہ میں بیش قیمت اموال و اسباب اور اعلیٰ نفیس میوے پیش کئے۔ غرض کہ اس طرح سے چاروں جانب سے سواد فتح ہو گیا اس کے بعد جنگ جالینوس ہوئی۔

حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا ”اہل عجم میں سے کون شخص ہے جو اہل عرب سے لڑ سکتا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ”بہمن جادویہ ذوالحاجب“۔ رستم نے جادویہ کو تیس ہزار فوج اور تین سو ہاتھی کے ساتھ حیرہ کی طرف روانہ کیا اور اس کی کمک پر جالینوس کو مامور کیا اور حکم دیا کہ ”اگر اس مرتبہ جالینوس میدان جنگ سے بھاگے تو ضرور اس کی گردن مار دینا“۔ اس لشکر میں درفش کاویانی (کسریٰ کا علم) بھی تھا جس طول بارہ گز اور عرض آٹھ گز اور نرٹ کی کھال کا بنا ہوا تھا۔ بہمن جادویہ نے مدائن سے حیرہ تک اثناء راہ میں جتنے قصبات اور شہر پڑے وہاں سے بھی آدمیوں کو بھرتی کرتا ہوا قس ناطف میں آ کر پڑاؤ ڈالا۔ ابو عبیدہ یہ سن کر کسکر سے مروہ پہنچ گئے لیکن دریائے فرات کے درمیان میں حائل ہونے کی وجہ سے فریقین اس وقت تک لڑائی سے رکے رہے جب تک کہ فریقین کی باہم رضامندی سے فرات پر پل تیار نہ ہو گیا۔ یہ پل ابن صلواہ نے بنایا تھا۔

واقعات جنگ: پل بننے کے بعد بہمن جادویہ نے حضرت ابو عبیدہ سے معلوم کرایا ”کہ تم دریا عبور کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دو گے“ اس بارے میں حضرت ابو عبیدہ کی رائے تھی کہ لشکر اسلام دریا عبور کر کے فریق مخالف سے نبرد آزما ہو۔ لیکن بعض سرداران لشکر اسلام جن میں سلیط بھی شامل تھے اس رائے کے مخالف تھے۔ لیکن حضرت ابو عبیدہ نے ان لوگوں کی کچھ نہ سنی اور دریائے فرات عبور کر کے اہل فارس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھوڑے عرصہ میں سرزمین قس ناطف سوار پیادوں اور لڑنے والوں سے ایسی بھر گئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ فریقین کی صفوں کی ترتیب کے بعد جنگ شروع ہوئی اہل فارس نے اپنے لشکر کے آگے ہاتھیوں کو رکھا فارس کے تیر اندازوں نے تیر اندازی شروع کر دی۔ اسلامی سواروں نے حملہ کرنے کا قصد کیا تو ان کے گھوڑے سامنے کالی کالی پہاڑیوں کو نقل و حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر بدک کر بھاگ جاتے تھے۔ کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی ہاتھی کی شکل و صورت دیکھی ہی نہ تھی۔ علاوہ اس کے ایرانی لشکر کے ساتھ دف بانسری اور جھانچہ وغیرہ ساز بھی تھے جن کو وہ جنگ کے وقت بجاتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ نے یہ رنگ دیکھ کر فوج کو پیدل لڑنے کا حکم دیا اور خود پیدل ہو کر تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ اہل فارس کے تیر اندازوں نے ان کو روکنا چاہا لیکن ان کے جوش اسلام اور شوق شہادت نے انہیں نہایت تیزی کے ساتھ غیم کی صفوں تک پہنچا دیا اور لشکر فارس سے دست بدست لڑنے لگے۔ تھوڑی دیر تک لڑائی کا یہ رنگ قائم رہا لیکن چند ساعت کے بعد جب بہمن نے اپنا گردہ کو منتشر ہوتے دیکھا تو اس نے ہاتھیوں کو بڑھانے کا حکم دیا۔ ہاتھیوں کے آگے بڑھنے سے مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ گئیں پریشان ہو کر ادھر ادھر پھٹے لگے۔

حضرت ابو عبیدہ کی شہادت: حضرت ابو عبیدہ نے چلا کر کہا ”اے اللہ کے بندو تم لوگ ہاتھیوں پر حملہ کیوں نہیں کرتے؟ چلو بڑھ کر ان کے خرطوم (سوند) کو ایک وار سے کاٹ ڈالو کیا تمہاری تلوار میں رنگ لگ گیا ہے؟ کیا تم دشمنان اسلام کو ان ناپاک جانوروں کی وجہ سے چھوڑ دو گے؟ نہیں انہیں! کیا وہ لوگ آدمی نہیں ہیں جنہوں نے ان کو اپنے قابو میں کر

۱۔ عمر بن خطابؓ نے ایک درندہ ہے جو صورتاً شیر کے مشابہ ہوتا ہے مگر اس سے قتل میں چھوٹا ہوتا ہے اور خباثت اور جرأت میں بڑا ہوتا ہے اس کی جلد پر سفید و سیاہ دھبے ہوتے ہیں۔ شاہان ایران کا قاعدہ تھا کہ کسی کے جب قتل کا ارادہ کرتے تھے تو مقتول کو نمر کی کھال پہنا دیتے تھے گویا یہ ان کے غضب کا اظہار کا طریقہ تھا۔

رکھا ہے؟ کیا وہ تمہاری طرح آدمی نہیں ہیں جن کے حکم سے یہ جانور چلتا اور حرکت کرتا ہے بڑھو اور بڑھ کر ان کی سوئٹوں کو تلوار کے ایک وار سے کاٹ ڈالو۔ حضرت ابو عبیدہؓ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور لپک کر ایک ہاتھی پر تلوار چلائی پہلے ہی وار میں اس کی سوئٹ کاٹ ڈالی یہ دیکھ کر ہاتھی بان نے حضرت ابو عبیدہؓ پر نیزے سے وار کیا لیکن انہوں نے خود کو بچا کر دوسرے وار میں ہاتھی کے اگلے دونوں پاؤں اڑا دیئے ہاتھی زمین پر گر پڑا اور اس کا سوار حضرت ابو عبیدہؓ کی تلوار کے سایہ میں موت کی نیند سو گیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ کی یہ تیزی اور دلاوری دیکھ کر اسلامی دلاوروں نے بھی تیزی و مردانگی سے لڑائی شروع کر دی اور کئی ہاتھیوں کی سوئٹ اور ٹانگیں کاٹ کاٹ کر ان کے سواروں کو خاک و خون کے چھوٹے پر سلا دیا لیکن اتفاق سے حضرت ابو عبیدہؓ ایک ہاتھی کے سامنے پڑ گئے اس نے ان کے پکڑنے کا قصد کیا اور انہوں نے اپنے کو بچا کر اس کی سوئٹ پر وار کیا سوئٹ تو کٹ کر زمین پر آ رہی لیکن بچتے بچتے بھی ہاتھی نے ان پر اپنا ایک پاؤں رکھ دیا جس سے وہ دب کر شہید ہو گئے۔

حضرت مثنیٰ کا استقلال: ان کی شہادت کے بعد پے در پے سات آدمیوں نے لواء اسلام سنبھالا اور لڑ کر شہید ہوئے آٹھویں شخص مثنیٰ تھے۔ جنہوں نے لواء اسلام کو لے کر دوبارہ ایک پر جوش لڑائی کا قصد کیا لیکن اسلامی لشکر کی صفیں ٹوٹ گئی تھیں اور لوگوں نے یکے بعد دیگرے سات امیروں کو شہید ہوتے دیکھ کر بھاگنا شروع کر دیا۔ ایک پر جوش دلاور نے یہ رنگ دیکھ کر پل کو توڑ ڈالا اور کہا ”اے لوگو! مرو جس حالت میں تمہارا سردار اور تمہارے بھائی مر چکے ہیں یا فتح مند ہوؤ ورنہ سے بھاگ کر جان بچانا گوارا نہ کرو“ بہن جاو دیہ نے سختی کے ساتھ حملہ کرنا شروع کر دیا۔ بعض لوگ جو میدان جنگ میں نہ ٹھہر سکے وہ فرات میں ڈوب گئے اور جو لوگ مستقل مزاجی سے میدان جنگ میں سینہ سپر ہو کر لڑے اور لڑتے رہے وہ کمال شوق سے شریعت شہادت پی کر آرام کے ساتھ سو گئے۔ مثنیٰ عروہ بن زید انجیل اور ابو یحییٰ ثقفی جیسے وغیرہ چند آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ سے نہ ہٹے مسلمانوں میں سے جو لوگ فرات عبور کر کے چلے گئے ان سے مثنیٰ نے بہ آواز بلند کہا ”میں تمہارا محافظ ہوں تم لوگ پل کو درست کر دو“ پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا جو جان بچانے کے خیال سے خود کو فرات میں ڈبو رہے تھے ”تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں تو تمہارے آگے کھڑا ہوا لڑ رہا ہوں تم لوگ کیوں اپنی جانیں ہلاکت میں ڈالتے ہو کچھ خوف نہ کرو اور ڈوب کر اپنی جانیں نہ دو۔“ جب ان لوگوں نے اس پر بھی توجہ نہ کی تو مثنیٰ لڑائی میں مصروف ہو گئے۔

مجاہدین کی مراجعت: عروہ اور ابو یحییٰ نہایت مردانگی سے لڑتے رہے۔ بالآخر مثنیٰ زخمی ہوئے ابو زید طائی نصرانی مارا گیا یہ حیرہ میں کسی ضرورت سے مثنیٰ کے پاس آیا تھا اور ملکی جوش انتقام سے مثنیٰ کے ساتھ ہو کر اہل فارس سے لڑ رہا تھا۔ اس عرصے میں پل دوبارہ درست کر دیا گیا اور مثنیٰ نے بقیہ آدمیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے فرات عبور کر لیا۔ آخر میں پل کے پاس سلیط بن قتیق شہید ہوئے۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کو سابقہ معرکوں کی نسبت بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ چار ہزار آدمی شہید ہوئے اور ڈوب گئے دو ہزار بھاگ گئے تین ہزار باقی بچے دوسری طرف لشکر فارس کے چھ ہزار آدمی کام آئے۔

۱۔ مجاہدان مقتولوں کے عقبہ عبداللہ پسران قبط بن قیس بھی تھے جو شریک احد تھے لیکن ان کے ساتھ ان کے بھائی عباد بھی شہید ہوئے تھے یہ شریک احد نہیں تھے۔ قیس بن الحسن ابو زید انصاری بدری اسی معرکہ میں شہید ہوئے تھے ان کے اعقاب باقی نہیں رہے یزید بن قیس بن الحکم انصاری بھی شہید ہوئے یہ شریک احد تھے۔ علاوہ ان کے ابواسمیر فرازی صحابی بن مسعود برادر ابو عبیدہؓ اور ان کے لڑکے حیر بن الحکم بن مسعود بھی شہید ہوئے۔

بہمن کی مدائن کو روانگی اس معرکہ کے ختم ہونے اور مثنیٰ کے دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد بہمن نے قناتب کی غرض سے دریائے فرات کو عبور کرنے کا قصد کیا تاکہ دوبارہ جنگ کر کے مسلمانوں کے ضعف سے فائدہ اٹھایا جائے۔ لیکن یہ سن کر مدائن لوٹ گیا کہ اہل فارس کے دگرودہ ہو گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے فرزان کے ساتھ مل کر رستم کے خلاف خروج کر دیا ہے یہ واقعہ ۳ھ کا ہے۔

جبابان اور مردان شاہ کا قتل: بہمن کی مراجعت کے بعد جبابان و مردان شاہ بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ مثنیٰ نے یہ خبر پا کر بجائے اپنے عاصم بن عمرو کو مقرر کیا۔ عاصم چند سواروں کو لے کر جبابان و مردان شاہ کے مقابل ہوئے۔ ان دونوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ ہمارے لشکر کے ہیں۔ ان کے پاس آگئے انہوں نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اہل یس اس واقعے سے مطلع ہو کر گرم جوشی کے ساتھ اپنے سرداران کے چھڑانے کو نکلے۔ لیکن مثنیٰ کو مستعد پا کر ٹھنڈے ہوئے اور مثنیٰ نے صلح کر لی لیکن مثنیٰ نے صلح سے پہلے ان کے قیدیوں کو مار ڈالا تھا۔

جنگ بویب: حضرت فاروق اعظم حضرت ابو عبیدہ ثقفی کی شہادت اور مسلمانوں کی شکست سے باخبر ہو کر مسلمانوں کو مثنیٰ بن حارث کی امداد پر آمادہ کرنے لگے۔ سب سے پہلے بحیلہ نے عراق کی طرف جانے پر مستعدی ظاہر کی۔ حضرت فاروق اعظم نے مجاہدین بحیلہ پر جریر بن عبد اللہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے مختلف قبائل کو متحد و مجتمع کیا تھا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرداری کا وعدہ فرمایا تھا لیکن کچھ ایسا اتفاق پیش آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق بھی مرتدوں کی سرکوبی میں مصروف ہو جانے کی وجہ سے اپنے زمانہ اقتدار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کئے ہوئے اس وعدے کو انجام نہ دے سکے۔ یہاں تک کہ حضرت فاروق اعظم مسند خلافت پر روتق افروز ہو گئے۔ اب حضرت عمرؓ نے اس وعدے کو پورا کیا اور مثنیٰ کی مدد کو عراق کی طرف روانہ کیا ان کے علاوہ عصمتہ بن عبد اللہ الضحیٰ کو ان کے گردہ والوں کے ساتھ مثنیٰ کی کمک پر بھیجا۔ نیز اہل ردت کو بھی مثنیٰ کی مدد کرنے کی ہدایت کی اس طرح رفتہ رفتہ مثنیٰ کے پاس ایک بہت بڑی فوج جمع ہو گئی۔ جس میں قبیلہ نمر کے عیسائی بھی شامل تھے انس بن ہلال اس کے امیر تھے۔ رستم و فیروزان نے یہ اطلاع پا کر مہران ہمدانی کو حیرہ کی طرف روانہ کیا۔ مثنیٰ ان دنوں قادیسیہ اور فغان کے درمیان قیام پزیر تھے انہوں نے مہران کی آمد کی خبر سن کر جریر و عصمت اور کل ان لوگوں کو جوان کی امداد کے لئے آئے تھے بویب میں یکجا ہونے کو لکھا اور خود وہاں سے کوچ کر کے فرات کے کنارے کنارے کوفہ کے قریب بویب میں آ کر اترے۔ ان کے بعد مثنیٰ بقیہ عساکر اسلام بھی آ گئے۔ مہران

۱۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جریر نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ سے رسول ﷺ کے اس وعدے کے ایفا کا تقاضا کیا جس کا ذکر مؤرخ کتاب ہذا نے کیا ہے اور حضرت عمر فاروق نے اس کے جواب میں اپنے عمال کو لکھا تھا کہ ”جسے لوگ جاہلیت میں بحیلہ کی طرف منسوب ہوتے تھے ان سب کو جریر کے پاس جمع کر دو۔“ پس جب یہ لوگ جمع ہو گئے اور حضرت عمر فاروق نے ان کو عراق جانے کا حکم دیا تو ان لوگوں نے سوائے شام کے اور کسی طرف جانے سے انکار کیا۔ تب حضرت عمر فاروق بہ نفس نفیس عراق جانے پر مستعد ہو گئے لیکن آخر میں طے پایا کہ جریر اور ان کی قوم کو مال قیمت کے غصے کا چوتھا حصہ دیا جائے۔ چنانچہ جریر اس امر پر راضی ہو گئے اور حضرت عمر فاروق سے رخصت ہو کر عراق روانہ ہوئے۔

بہدائی ان کی نقل و حرکت سے مطلع ہو کر فرات کے دوسرے کنارے پر ان کے مقابلے کے لئے آن پہنچا اور مثنیٰ سے کہلا بھیجا۔ تم خود دریائے فرات عبور کر کے ہماری طرف آؤ یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دو۔ مثنیٰ نے کہا تم خود عبور کر کے ہماری طرف آؤ۔ چنانچہ مہران اپنی فوج کے ساتھ دریائے فرات عبور کر کے مثنیٰ کے مقابلے پر آیا اس کے مہینہ و میسرہ پر مردان شاہ ابن آزاد یہ اور مرد زبان حیرہ تھا۔ اس نے اپنے پورے لشکر کے تین حصے کئے تھے۔ ہر حصہ کے ساتھ ہاتھیوں کا ایک جھنڈا تھا۔ سب سے آگے پیادوں کی فوج تھی ان کے بعد ہاتھیوں کا جھنڈا تھا جن پر بڑے بڑے ہوشیار تیر انداز سوار تھے اور دائیں بائیں سواروں کا رسالہ تھا۔

حضرت مثنیٰ کا خطبہ جہاد: مثنیٰ نے بھی فریق مخالف کی مستعدی دیکھ کر اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ مہینہ پر بئیر بن الناصیہ کو میسرہ پر بئیر بن ابی رہم کو مقدمہ پر اپنے بھائی مثنیٰ کو پیادوں پر اپنے دوسرے بھائی مسعود کو اور ساتھ پرند عور کو مقرر کیا۔ صفوں کی ترتیب کے بعد لشکر اسلام کے نیچے کھڑے ہو کر لشکر اور سرداران لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا ”مجھ کو امید ہے کہ اس کے بعد پھر ایسا دن نہ آئے گا مجھ کو اس کی خوشی عید کے دن سے زیادہ ہے میرے دل میں اسلامی جوش اس قدر بھرا ہوا ہے کہ اگر میں اکیلا ہوتا تو بھی دشمنان اسلام کے سامنے سے نہ ہٹتا۔ افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ عرب ہو کر عجمیوں سے ڈرتے ہو تمہارے انتظار میں رضوان نے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں بڑھو اور بڑھ کر اپنی مرادیں حاصل کرو دیکھو آج کا دن ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ انہیں کو دوست رکھتا ہے جو اس کے راستہ میں صف یہ صف استقلال سے لڑتے ہیں۔“ مثنیٰ اس مختصر تقریر کے بعد چند ساعت خاموش کھڑے ہوئے عسا کر اسلام کے جوش و مردانگی کو نظر فرست سے دیکھتے رہے بعد ازاں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ”تین تین بار تکبیر ہو جائے جب میں چوٹی تکبیر کہوں تو فوراً تم لوگ بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کرو یا۔“

واقعات جنگ: مثنیٰ کی زبان سے پہلی بار لفظ ”اللہ اکبر“ پورے طور سے نکلنے نہ پایا تھا کہ لشکر فارس نے گھبرا کر اس بے ترتیبی سے حملہ کر دیا کہ فریقین کے سوار و پیادہ ایک دوسرے سے ٹل گئے۔ گھسان کارن پڑا۔ مثنیٰ نے لشکر فارس کے قلب پر حملہ کیا جس میں مہران تھا۔ مہران تاب مقاومت نہ کر سکا۔ ناکامی کے ساتھ پیچھے ہٹا اس کی مدد کو مہینہ بڑھا لیکن لشکر اسلام کے میسرہ نے مدافعت کر کے قلب کی مدد سے ان کو باز رکھا اور ان کو اپنے ساتھ لڑائی میں مصروف کر لیا۔ عسا کر اسلام کا مہینہ اہل فارس کے میسرہ پر حملہ کر رہا تھا ہر حملے میں ولیران اسلام کے اللہ اکبر کی آواز سے میدان جنگ گونج اٹھتا تھا اور اہل فارس گھبرا گھبرا کر حملے کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی قوت و دانائی نے ان کی امداد سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور وہ لوگ حواس باختہ ہو کر مایوسانہ کوشش کرنے لگے۔ مثنیٰ نے عسا کر اسلام کو لاکار ”تم پر اللہ کی رحمت ہو کیا تم لوگ آج پھر مسلمانوں کو رسوا کرو گے؟ جی توڑ کر لڑو دیکھو تمہارے دشمنوں کے پاؤں اکڑ چکے ہیں ((اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد)) اے معاشر بکرا اپنے علموں کو بلند کرو اور اپنی تیز نگاہوں کے زرخیز میں دشمنوں کو لے لو (داڑھی پر ہاتھ پھیر کر) اے بنی محمل! اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو زیر کرنے میں جلدت کرو کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ تمہارے بھائی خاک و خون پر سو رہے ہیں۔“

مجاہدین کی فتح: عساکر اسلام کا دل اس آواز سے بھرا آیا سب کے سب نے پوری قوت سے اللہ اکبر کہہ کر بھرپور حملہ کر دیا جس کی تاب نہ لا کر لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ ان کے سرداروں نے ان کے واپس لانے کی کوششیں کیں جو سب بے سود رہیں۔ مثلی نے لشکر فارس کو رو بہ شکست دے کر آگے بڑھ کر پل کا راستہ روک لیا اور فارس کے دوڑتے ہوئے سواروں کو تھک کر نا شروع کیا۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ سوائی عساکر اسلامیہ کے شہید ہوئے۔ لیکن تقریباً ایک لاکھ آدمی اہل فارس کے مارے گئے۔ باقی جو کسی طرح بچ کر بھاگ نکلے تھے ان کی گرفتاری کے لئے شنی نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا جو ان کا تعاقب کرتا ہوا سہاوا تک گیا۔ آخر اس لشکر نے بھاگنے والوں کے اموال پر قبضہ کر لیا اور اس کے قریب وجوار کے قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کر دیا وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لیا دو دن شب و روز لڑائی جاری رہی۔ اس لڑائی کے بعد سواد سے دجلہ تک کا کل علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اہل فارس نے بکجوری ماوراء دجلہ ان کے قبضے میں رہنے دیا۔

جنگ انبار ثانی: اس واقعے کے بعد شنی حیرہ میں بشیر بن الخصاصیہ کو چھوڑ کر سواد کی طرف بڑھے۔ یس (انبار کے ایک گاؤں) میں پڑاؤ ڈالا۔ اسی اعتبار سے اس جنگ کو غزوہ انبار ثانی یا غزوہ یس ثانی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس مقام پر مثلی کو جاسوسوں نے خنفس و سوق بغداد پر حملہ کرنے کی رائے دی اور یہ بتلایا کہ خنفس زیادہ قریب ہے وہاں مدائن اور سواد کے تاجر آتے جاتے رہتے ہیں۔ ربیعہ قضاہ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ شنی یہ سن کر اس دن تو خاموش ہو رہے لیکن موقع پا کر عین بازار کے دن خنفس پر دفعۃً حملہ کر دیا اور وہاں کے کل مال و اسباب پر قبضہ کر کے انبار واپس آ گئے۔ یہاں سے سفر و جنگ کا سامان درست کر کے ایک راہبر کے ساتھ بغداد کی طرف رات ہی کو روانہ ہو گئے۔ صبح ہوتے ہی اس کے

۱۔ منجملہ ان سوائیہوں کے جو اس معرکے میں شہید ہوئے مسعود برادر شنی اور خالد بن ہلال وغیرہ تھے۔ مثلی نے اختتام جنگ کے بعد شہداء کو جمع کر کے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کو دفن کر دیا۔ مسلمانوں نے عجیبوں کی بہت سے بھیڑ بکری اور خوردنی اشیاء پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس میں سے کچھ ان لوگوں کے اہل و عیال کے بھی کھانے کو روانہ کیا جو مدینہ سے لڑنے کو آئے تھے اور حسب وعدہ ربح نفس جریر کو دیا گیا اہل فارس کا نامی سردار مہران سپہ سالار افواج فارس بنی تغلب میں سے ایک نصرانی کم عمر لڑکے کے ہاتھ سے مارا گیا۔ لڑکا بعد قتل مہران اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اس کے اسباب پر اپنا قبضہ کر لیا لیکن شنی نے فیصلہ دیا کہ مہران کا اسباب سردار کا حق ہے لیکن گھوڑا اور ہتھیار لڑکے کا حق ہے۔ فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ مہران کو جریر بن عبد اللہ اور منذر بن حسن بن ضرار نے مارا تھا مہران کے قتل کے بعد دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ جریر کہتے تھے میں نے مہران کو مارا ہے اور اس کا کل اسباب مجھے ملنا چاہیے اور منذر کا دعویٰ تھا کہ میں نے اس کو مارا ہے میں اس کے مال و اسباب کا مالک ہوں جب جھگڑا زیادہ بڑھا تو یہ فیصلہ ہوا کہ منذر کو اس کا گھوڑا و اسباب دیا گیا اور جریر کو اس کے ہتھیار حرب ملے۔

۲۔ ان جاسوسوں میں سے ایک انباری تھا جس نے بازار خنفس کی رہبری کی تھی اور دوسرا خبری تھا اس نے بغداد کی رہبری کی تھی۔ شنی نے ان لوگوں سے دریافت کیا ”یہ دونوں مقامات کتنے فاصلے پر ہیں“ جاسوسوں نے جواب دیا ”ایک دن کی مسافت پر یہ دونوں واقع ہیں“۔ پھر شنی نے کہا ”ان دونوں میں سے کون جلد اور آسانی سے ہاتھ آ جائے گا“ انہوں نے کہا ”خنفس“۔

۳۔ خنفس ربیعہ و قضاہ کے ٹھیکے میں تھا۔ ان کے سواروں کے دودست یہاں حفاظت کی غرض سے رہتے تھے ربیعہ کے دستہ سواران پر سلیم بن قیس تھا اور قضاہ کے سواروں پر اومانس بن ویرہ حاکم تھا۔ عساکر اسلام نے ان پر بھی حملہ کر دیا اور ان کے اٹائے کو ان سے چھین لیا۔

بازار میں پہنچ کر قتل و غارت کا سودا خرید و فروخت کرنے لگے۔ سونا چاندی اور قیمتی سے قیمتی اسباب جس قدر مل سکتے تھے لے کر پھر انبار کی طرف لوٹ آئے اور مضارب علی کو رکان (یا کباث) کی طرف روانہ کیا جہاں پر بنی تغلب کی ایک جماعت رہتی تھی لیکن مضارب کے پہنچنے سے پہلے ہی بنی تغلب رکان چھوڑ کر بھاگ رہے تھے یہ دیکھ کر مضارب بھی ان کے پیچھے چل پڑے یہاں تک کہ ان میں سے اکثر کو مار ڈالا لیکن جب یہ لوگ انبار کی جانب لوٹے تو فرات بن جہاں تغلبی اور عتد بن نہاس قبائل تغلب پر شب خون مارنے کے لئے صفوں کی طرف بڑھے اور پھر ان دونوں کے بعد خود شئی بھی روانہ ہوئے لیکن صفین میں ان کے پہنچنے سے پہلے ہی بنی تغلب بھاگ گئے تھے۔ اس وجہ سے شئی فرات عبور کر کے جزیرہ کی طرف چلے گئے۔ جزیرہ پہنچ کر مشی اور ان کے ساتھیوں کو رسد نہ پہنچنے اور زادراہ کے ختم ہو جانے سے سخت تکلیف ہوئی۔ فاقوں کی یہ نوبت پہنچی کہ ان لوگوں نے سواری کے جانوروں کو ذبح کر کے کھانا شروع کر دیا۔ اتفاق سے اہل خفان کا ایک قافلہ ادھر آ گیا جس پر ان لوگوں نے حملہ کر کے ان کو یرغمال میں لے لیا۔ اس کے محافظوں ٹیس سے ایک نے بنی تغلب کا مقام قیام بتا دیا۔ پس مشی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اسی دن بنی تغلب پر حملہ آور ہوئے جنگ آوروں کو تہ تیغ کیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر کے مال و اسباب جو کچھ تھا اس کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ تغلب کا یہ قبیلہ وادی رومحکمہ میں تھا۔ لشکر اسلام کے بخور بیچہ نے اپنے حصے کے عوض قیدیوں کو خرید کر آزاد کر دیا۔

مغر کہ نکریت اور صفین پر غلبہ: جب شئی کو یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مفتوحہ اور مقبوضہ شہروں میں رہنے والے دجلہ کی طرف جارہے ہیں۔ تو مشی نے ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مینہ پر نعمان بن عوف شیبانی کو میسرہ پر مطر شیبانی کو اور مقدمہ الجیش پر حذیفہ بن محسن خلفانی کو مقرر کیا نکریت میں مدبھیر ہوئی۔ لشکر اسلام نے ان پر اور اہل نکریت پر غلبہ پا لیا اور مظفر و منصور انبار واپس آیا۔ عقبہ اور فرات جو صفین کی طرف گئے تھے انہوں نے نمر و تغلب پر صفین میں شب خون مارا ان کے آدمیوں کی ایک کثیر تعداد نے پانی میں ڈوب کر جان دے دی جو باقی بچے ان کو عقبہ و فرات نے قتل کر ڈالا یا گرفتار کر لیا۔ ان فوجات سے اہل فارس کے دلوں پر مسلمانوں کا رعب چھا گیا اور ان کا اقتدار دیرپا نہ رہا۔ فرات کو دجلہ کے مابین موجیں مارنے لگا۔ ان کے ہتھیاروں کے عکس فرات و دجلہ کی لہروں میں دکھائی دینے لگے۔

یزدگرد کی تخت نشینی: جس وقت لشکر اسلام سواد میں اہل فارس کو بہم شکستیں دے رہا تھا۔ اس وقت رستم و فیروزان میں باہم اختلاف تھا۔ دونوں میں صلح کرانے کے لئے سرداران فارس جمع ہو کر ان دونوں کے پاس گئے اور کہا کہ ”تم دونوں کے اختلاف سے ہم لوگ ہلاکت میں پڑے ہوئے ہیں تمہاری بدولت ہم لوگ ذلت و خواری میں مبتلا ہو گئے تم دونوں آدمی اگر باہم متفق ہو جاؤ تو بہتر ہے ورنہ ہم پہلے تم سے لڑیں گے بعد ازاں اپنے دشمنوں سے لڑ کر اپنی جانیں دیں گے۔ عرب کی وحشی قومیں کہاں تک بڑھ آتی ہیں بعد اذ کو لوٹا نکریت پر حملہ کیا اب ان دونوں کے بعد باقی کیا رہ گیا؟ صرف مدائن اوہ بھی ایک نہ

محافظین قافلہ میں سے تین آدمی گرفتار کئے گئے تھے۔ مشی نے ان سے بنی تغلب کا حال دریافت کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم تم کو بنی تغلب کا پیہ اس شرط پر بتلاتے ہیں کہ تم ہم کو مغ ہمارے اہل و مال کے امن دو مشی نے اس بات کو منظور کر لیا اور اس نے مشی کو تغلب کا پیہ بتلایا دیا۔

ایک دن ان کے حملہ کی نذر ہو جائے گا۔ رستم و فیروزان اس تقریر کو سن کر قائل ہو گئے اور یہ دونوں سرداران فارس کے ساتھ توران کے پاس گئے اور اس سے خاندان کسری کے کسی مرد کو بادشاہ بنانے کی درخواست کی۔ چنانچہ خاندان کسری کی کل عورتیں جمع کی گئیں اور ان سے دھمکی دے کر دریافت کیا جانے لگا۔ ان میں کسی نے بیان کیا ”خاندان کسری میں ایک نو عمر لڑکے یزدگرد کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا۔ یہ لڑکا شہر یاربین کسری کی اولاد سے ہے اس کی ماں نے اپنے بھائی کے پاس اس کو روپوش کر دیا ہے یہ اس زمانے سے اس کی حفاظت میں ہے۔ جس وقت کہ شیرویہ نے اپنے بھائیوں کو قتل کرنا شروع کیا تھا۔ رستم و فیروزان نے یہ سن کر اس کی ماں سے دریافت کیا اور یزدگرد کو اس کے ماموں کے پاس سے لائے (اس وقت اس کی عمر اکیس برس کی تھی) اور اس کو فارس کے تخت شاہی پر بٹھایا یزدگرد نے تخت نشین ہونے کے بعد اپنے ملک کے کل مرزبانوں کو طلب کر کے سرف زمین ملک اور عوام کی حفاظت کی سخت تاکید کی۔ نامی گرامی آزمودہ کار سپہ سالاروں کو حدود و حیرہ ایلہ اور انبار کی حفاظت کی غرض سے کثیر التعداد فوجوں کے ساتھ روانہ کیا۔

حضرت عمر کا معنی کو فرمان۔ مثنی بن حارث نے دار الخلافہ میں ان واقعات کی اطلاع دی۔ ہنوز دار الخلافہ اسلام سے کوئی جواب نہیں آیا تھا کہ اہل سواد نے بد عہدی کی۔ مثنی بن حارث نے ان کی سرکوبی کے قصد سے خروج کر کے ذی قار میں قیام کیا اور کل عسا کر اسلام طف میں مقیم رہا۔ حضرت فاروق اعظم کے پاس جس وقت مثنی کی اطلاعی عرضداشت مشعر حالات اہل فارس پہنچی تو اس وقت سے انہوں نے مثنی کی امداد کا انتظام کرنا شروع کر دیا۔ مثنی کو لکھا ”تمہارے پاس جس قدر عراق و عرب کے مسلمان ہیں ان کو لے کر تم لشکر فارس پر حملہ آور ہو شہسواروں میں جنگ آور و رعبہ و مضر کو طوعا و کرہا اپنے ہمراہ لو“ مثنی اس فرمان کو پانے کے ساتھ کل قبائل عرب کے جوان کے قریب و جوار میں تھے۔ جمع کر کے حلقہ میں قیام پذیر ہوئے۔ پھر یہاں سے کوچ کر کے بانتظار ملک عصبی (جبل بصرہ) پر جا کر مقیم ہوئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے مثنی کے پاس حکم بھیجنے کے بعد اپنے کل اعمال کو ایک گشتی مراسلہ بھیجا اور ان سے سواروں، پیادوں، سوار یوں، ہتھیاروں، سپہ سالاروں اور جنگ آوروں کو بغرض جہاد فارس طلب کیا۔ پس جو لوگ مدینہ و عراق کے نصف راستہ پر تھے وہ مدینہ واپس آ گئے اور جو عراق کے قریب تھے وہ مثنی سے جا ملے یہ واقعہ ماہ ذیقعد ۱۳ھ کا ہے۔ اسی سنہ کے ماہ ذی الحجہ میں حضرت فاروق اعظم حج کو گئے۔

مشاورت صحابہ کرامؓ حج سے واپسی کے بعد جس وقت غازیان اسلام اطراف و جوانب سے مدینہ میں آ کر جمع ہو گئے اس وقت حضرت فاروق اعظمؓ نے مدینہ میں علی ابن ابی طالب کو امیر مقرر کر کے ضرار پر جا کر قیام فرمایا۔ مقدمۃ الجیش پر طلحہ، میمنہ، میسرہ پر عبدالرحمن و زبیر تھے ان لوگوں کو نہ تو یہ معلوم تھا کہ حضرت فاروق اعظمؓ کس قصد و ارادے سے باہر نکلے ہیں اور نہ ان میں کسی کو پوچھنے کی ہمت و جرأت ہی پڑتی تھی۔ ایک سکوت کا عالم سب پر چھایا ہوا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان نے

۱۔ اس سنہ میں حضرت فاروق اعظمؓ کے عمال اس تفصیل سے تھے۔ مکہ میں عتاب بن اسید طائف میں عثمان بن ابی عاص بن میں یعلیٰ بن یمن عمان و یمنہ میں حذیفہ بن یمان بحرین میں علاء بن حضری شام میں ابوعبیدہ بن جراح کوفہ اور جوبلا اس طرف کے مفتوح ہوئے تھے۔ مثنی بن حارث اور کل ممالک اسلامیہ کے قاضی القضاۃ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم آجین تھے۔

دریافت فرمایا کہ ”کہاں کا قصد ہے؟“ حضرت فاروق اعظم نے کچھ جواب نہ دیا مسلمانوں کو جمع کر کے عراق کی مہم پر جانے کی بابت مشورہ کیا سب کے سب نے بالاتفاق جانے کی رائے دی۔ اس مشورہ کے بعد اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی متوسلین خلیفہ وقت حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت عبدالرحمن (رضی اللہ عنہم) کو مشورے کی غرض سے طلب کیا۔ ان بزرگوں نے فرمایا مناسب یہ ہے کہ آپ خود مدینہ میں مقیم رہیں اور لشکر اسلام پر کسی صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مقرر کر کے عراق کی جانب روانہ کر دیں۔ اگر اس کو کامیابی حاصل ہوگئی تو نور علی نور رہے اور کسی صحابی کو امیر لشکر روانہ کیا جائے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے اور دشمنان دین کو ہلاک کرے اس میں دشمنوں پر زیادہ اثر پڑے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کی روانگی: حضرت فاروق اعظم نے اس رائے کو مستحسن سمجھا اور پسند فرمایا اور مشیروں کے بالاتفاق مشورے سے سعد بن ابی وقاص کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ان دنوں صدقات ہوازن پر متعین تھے۔ حضرت فاروق اعظم نے طلحہ کا خط روانہ کیا اور جنگ عراق کا سہ سالہ راعظم بنا کر روانگی کا حکم دیا۔ روانگی کے وقت چند کلمات بطور نصیحت کے ارشاد فرمائے ”اے سعد بن ابی وقاص تم کو یہ خیال کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور ان کے صحابی ہو اللہ تعالیٰ سے بے پروا نہ کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں معاف کرتا بلکہ برائی کو نیکی سے معاف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی میں سوائے اطاعت و ریاضت کے نسبت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے اس کے نزدیک کل مخلوق برابر ہیں اور مذہب دو دین کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا پالنے والا ہے اور یہ سب اس کے بندے ہیں ہاں اعمال صالح سے ایک دوسرے پر فضیلت دی جاتی ہے اور اطاعت کے ذریعہ سے اس کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ پس انہیں امور کو پیش نظر رکھنا جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھے ہیں اور انہیں امور کو لازم سمجھنا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا تھا تم کو صبر و تحمل اختیار کرنا چاہئے۔“ اس تقریر کے ختم کرنے کے بعد سعد بن ابی وقاص کو چار ہزار غازیان و عساکر اسلام کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا۔ حمیصہ بن نعمان بن حمیصہ باریق پر عمر بن معدی کرب و ابویسرہ بن ابی رہم مذحج یزید بن المحرث صدائے عذرہ پر حبیب و سلمہ اور ثری بن عبد اللہ ہلالی قیس عیلان پر اور حصین بن نمیر و معاویہ بن خدیج سکون و کندہ پر افسر بنائے گئے۔ پھر حضرت سعد کی روانگی کے بعد دو ہزار یعنی دو ہزار نجدی جنگ آوروں کو روانہ کیا۔

حضرت مثالی کی وفات: جس وقت حضرت سعد بن ابی وقاص بزور و مد میں پہنچے اس وقت مثالی بن حارث کی موت کی خبر ان کو معلوم ہوئی اور یہ سنا گیا کہ مثالی نے بوقت انتقال بشیر بن الصصاصہ کو امیر مقرر کیا ہے ان کے ہمراہ آٹھ ہزار کی جمیعت تھی۔ پھر جب یہاں سے آگے بڑھے تو تین ہزار کی جمیعت سے بنی اسد خزنا و بیطہ کے مابین حضرت سہل سے آئے ج حضرت فاروق اعظم کے لکھنے کے مطابق حضرت سعد کے انتظار میں اس مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر جب سعد اس مقام سے روانہ ہو کر سیراف پہنچے تو یہاں اشعث بن قیس اپنے قبیلے کے دو ہزار غازیوں کو لے کر حاضر ہوئے یہاں مثالی کے بھائی کو

بن حارث شیبانی ان سے آکر ملے اور شئی کی ضروری ہدایتیں جو انہوں نے انتقال کے وقت کی تھیں حضرت سعد سے بیان فرمائیں۔ یہ سیراف میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے کہ حضرت فاروق اعظم نے لشکر کا جائزہ لینے اور لشکر کی صف بندی کا حکم بھیجا۔ لشکر اسلام کی ترتیب: حضرت سعد نے لشکر اسلام کا جائزہ لیا تو عازیان اسلام کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ گئی تھی انہوں نے ہر دس دس آدمیوں پر ایک ایک کارآزمودہ شخص کو مقرر کیا۔ سرداری کا جھنڈا ان کو عطا کیا جو سابق الاسلام صحابی تھے ہر اول ساقہ مینہ میسرہ پیادوں سواروں پر جدا جدا سردار مقرر کئے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حصہ	نام افسر	مختصر کیفیت
مقدمہ یعنی ہر اول	زہرہ بن عبد اللہ بن قتاد	ایام جاہلیت میں یہ بحرین کے بادشاہ تھے اور اپنی قوم کی طرف سے وفد لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔
مینہ (لشکر کا دایاں حصہ) میسرہ (لشکر کا بایاں حصہ)	عبد اللہ بن العاصم شرحیل بن السمط کنذی	صحابی تھے۔ ایک دلیر نوجوان تھے اہل ردت کی لڑائی میں انہوں نے بہت نام پیدا کیا تھا۔
ساقہ (لشکر کا پچھلا حصہ)	عاصم بن عمرو التمیمی	یہ قنقاع بن عمرو کے بھائی ہیں اور صحابی ہیں۔
طلائع (پٹرول)	سواد بن مالک تمیمی	اس جنگ میں یہ پہلے ایک سریہ کے سردار بنائے گئے تھے پھر طلائع پر مامور ہوئے۔
مجرد (بے قاعدہ فوج)	سلمان بن ربیعہ باہلی	یہ فوج شام میں بھی شریک ہوئے ہیں ۳۰ھ سے پہلے انتقال ہوا۔
پیدل	جمال بن مالک الاسدی	
شتر سوار	عبد اللہ بن ذی السہمین	
قاضی و خزانچی	عبد الرحمن بن ربیعہ باہلی	مال غنیمت کو جمع کرنا اور تقسیم کرنا بھی ان کے سپرد تھا۔
راید (تیزی رسد وغیرہ کے بندہ بست کرنے والے)	سلمان فارسی	مشہور صحابی ہیں جو فارس کے رہنے والے تھے۔
مترجم	ہلال بھجری	
کاتب (سیکرٹری)	زیاد بن ابی سفیان	

فاروق اعظم کا دوسرا فرمان: سعد نے لشکر کی ترتیب سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مثلی کے لئے دعائے

مغفرت کی ان کے بھائی معنی کو ان کی سرداری پر بحال رکھا اور ان کی بیوی سلمیٰ سے اپنا عقد کر لیا۔ ہنوز سیراف سے آگے نہ بڑھنے پائے تھے کہ حضرت فاروق اعظمؓ کا ایک دوسرا فرمان آن پہنچا۔ جس میں قادیسیہ کی طرف بڑھنے کو لکھا تھا کہ ”قادیسیہ میں تم اپنے مورچے ایسے مقام پر بناؤ کہ آگے تمہارے زمین فارس ہو اور پیچھے تمہارے عرب کے پہاڑ ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ تم کو فتح نصیب کرے تو جس قدر چاہو بڑھتے چلے جاؤ اور اگر اس کے برعکس ہو تو پہاڑ پر پناہ لو اور پھر ان کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر حملہ کرو۔“ حضرت سعد نے اس ہدایت کے بموجب سیراف سے کوچ کیا اور آہستہ آہستہ قادیسیہ کے اطراف و جوانب پر نظر ڈالتے ہوئے آگے بڑھے۔ زہرہ بن عبد اللہ ہراول کے سردار تھے۔

سریہ بکر بن عبد اللہ: ایک سریہ بکر بن عبد اللہ لیتی حیرہ کی طرف روانہ کیا جس وقت بکر بن عبد اللہ لیتی سلحشین سے آگے بڑھے کچھ شور و غل اور راگ باجے کی آواز سنائی دی سن کر ٹھہر گئے یہاں تک کہ وہ لوگ قریب آ گئے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد بن آزاد یہ مرزبان حیرہ کی بہن صاحبہ حنیس کے یہاں عروسی میں جا رہی ہے۔ بکر بن عبد اللہ نے موقع پا کر شیر زاد بن آزاد پر حملہ کر دیا اور ایک ایسا وار کیا کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی ان کے ہمراہی سواروں نے اور لوگوں پر وار کرنا شروع کر دیا۔ راگ باجے والے تو اپنی جان بچا کر بھاگ گئے اور شیر زاد نے اسی میدان میں تڑپ کر جان دے دی۔ بکر بن عبد اللہ اور ان کے ہمراہیوں نے دہن کو حیرہ کی بیٹی شریف زادیوں اور ایک سولونڈیوں کو گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب کی کوئی انتہا نہ تھی نہ اس کی قیمت سادہ دل عرب جان سکتے تھے۔ صبح کو بکر بن عبد اللہ مال و اسباب کے ساتھ مقبوضہ دہن عورتوں اور لونڈیوں کو لے کر عذیب پہنچے حضرت سعد نے مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ یہاں سے کوچ کر کے قادیسیہ پہنچے اور حیاں قطرہ میں شوق و خندق کے درمیان اپنے مورچے قائم کئے۔ قدیس اس مقام سے شیب میں ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔

رستم کی قادیسیہ کو روانگی: حضرت سعد بن ابی وقاص قادیسیہ میں تقریباً دو مہینہ تک لشکر فارس کے انتظار میں ٹھہرے رہے لیکن کوئی فوج مقابلہ پر نہ آئی اس زمانہ میں جب رستم اور غلے کی ضرورت ہوتی تھی تو مسلمان سپاہی سکس اور انبار کے درمیانی مواضع سے اپنی ضرورت کی چیزیں فراہم کرتے تھے۔ گویا قدرتی طور سے یہ مقامات لشکر اسلام کے رستہ غلبہ اور بھیڑ بکریوں کی فراہمی کے کمپ مقرر کئے گئے تھے۔ رفتہ رفتہ اس کی شکایت یزدگرد کو پہنچائی گئی اور اسے بتلایا گیا کہ حیرہ سے فرات تک کا علاقہ لشکر اسلام نے لوٹ لیا ہے اس کے آباد مقامات کو ویران کر دیا ہے ان مقامات کو انہوں نے قتل و غارت گری کی جولاں گاہ بنا رکھا ہے اگر شہنشاہ اس کے انسداد کی طرف توجہ کرتا ہے تو خیر ورنہ ہم لوگ عرب کی اطاعت قبول کر لیں گے۔“ یزدگرد نے رستم اور دیگر اراکین دولت کو طلب کر کے مشورہ کیا رستم نے کہا ”مناسب یہ ہے کہ ایک لشکر عظیم بھیجنے کے بجائے یکے بعد دیگر اہل عرب کی سرکوبی کے لئے پے درپے مختلف سرداروں کی سرکردگی میں لشکر روانہ کے جائیں۔ دفعۃً غلٹ کر کے لشکر عظیم بھیج دینا اور شکست کھانا غلاف مصلحت ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک لشکر کی شکست کے بعد دوسرے لشکر کا

اس سریہ میں تیس مشہور اور جنگ آزمودہ آدمی تھے دوسرے مورخوں نے لکھا ہے کہ یہ سریہ عذیب سے روانہ کیا گیا تھا اور حضرت سعد نے سیراف سے کوچ کر کے عذیب میں ڈیرے ڈالے تھے جہاں اہل فارس کا میگزین رہتا تھا اور وہ بلا جہد و قتال ان کے مفت ہاتھ آ گیا تھا۔

مقابلہ کرنا ہیٹنا آسان ہے۔“ یزدگرد نے جواب دیا ”نہیں!“ معرکہ کارزار میں تیرا جانا بہت ضروری ہے تو جہاں دیدہ اور کار آزمودہ ہے عربوں کے ساتھ تیرا آزمائی کے تجھے متعدد مواقع ملے ہیں چھوٹے چھوٹے جیش بھیج کر لڑانا اور ان کی شکست کے بعد دوسری فوجوں کو بھیجنا دولت کا نقصان اور حکومت کی اہانت ہے جب تک قادیسہ کا میدان سواروں اور پیادوں سے نہ بھردیا جائے ان پر دفعۃً دندان شکن حملہ نہ کیا جائے اس وقت تک عرب کی لالچی بدوقومیں اپنے افعال و حرکات سے باز نہ آئیں گی۔“ رستم بادل نا خواستہ رواں گئی پر آمادہ ہو گیا اور افواج کی فراہمی کے بعد ساباط میں اپنے لشکر کی صف بندی و ترتیب کرنے لگا۔

اسلامی سفارت: حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان واقعات کی اطلاع دربار خلافت میں کی۔ حضرت فاروق اعظم نے جواباً لکھا کہ ”اہل فارس کی جنگ کی تیاری سے اور کثرت سے تم کو پریشان اور خائف نہ ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ سے امداد کے خواستگار رہو اور اسی پر بھروسہ کرو اور قبل از جنگ چند آدمیوں کو جو ذی عقل و فراست اور بحث مباحثہ کا شعور رکھتے ہوں شاہ فارس کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیج دو۔ اللہ تعالیٰ اس کا وبال بھی انہیں پر ڈالے گا۔“ چنانچہ حضرت سعد نے ایسا ہی کیا اور چند اصحاب کو یزدگرد کے پاس روانہ کیا۔ یہ نعمان بن مقرن، قیس بن زرارہ، اشعث بن قیس، فرات بن حبان، عامر بن عمر، عمرو بن معدی کرب، مغیرہ بن شعبہ، مثنیٰ بن حارث رضی اللہ عنہم تھے۔ یہ لوگ عربی گھوڑوں پر سوار کوڑے اور نیزے ہاتھوں میں لئے تلوار گھٹے میں جمائل کئے اور کندھوں پر چادریں ڈالے اپنی لشکر گاہ سے نکل کر رستم کو چھوڑتے ہوئے سیدھے یزدگرد کے دربار شاہی کو روانہ ہوئے۔ اثناء راہ میں جس طرف سے گزرتے تھے ایک بھیڑ لگ جاتی تھی رعب و داب کا یہ حال تھا کہ کوئی شخص انگلی سے اشارہ بھی نہ کر سکتا تھا۔ گھوڑے اگرچہ بے زین تھے لیکن رانوں سے نکلے جاتے تھے۔

اسلامی سفارت یزدگرد کے دربار میں: یزدگرد نے ان لوگوں کے آنے کی خبر سن کر اپنے دربار کو آراستہ کیا امراء و وزراء اراکین دولت اور نیز رستم کو جمع کر کے ترجمان کے ذریعہ دریافت کیا ”تم لوگ کس وجہ سے ہمارے شہروں میں آئے اور کس چیز نے تم کو لڑائی پر ابھارا ہے؟ کیا اس کی یہی وجہ ہے کہ ہم تمہاری سرکوبی سے ان دنوں غافل ہو گئے ہیں۔“ نعمان بن مقرن نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا ”اگر تم لوگ جواب دے سکتے ہو تو بسم اللہ جواب دو ورنہ مجھے اجازت دو کہ میں ان کو جواب دوں۔“ ہمراہیوں نے کہا ”بہتر ہے تم ہی جواب دو۔“ نعمان نے ترجمان سے مخاطب ہو کر کہا ”بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہماری ہدایت کے لئے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جن کی یہ صفیں ہیں انہوں نے ہم کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلایا پس بعض لوگوں نے اس کو قبول کر لیا لیکن بعض نے اس کی روگردانی کی۔ انہوں نے ہمیں مخالفین اسلام سے جہاد کرنے کا حکم دیا تھا۔ مخالفین جزیہ دے کر یا اسلام قبول کر کے ہمارے ساتھ ہو گئے۔ رفتہ رفتہ ہماری جمعیت بڑھ گئی اس طرح ہم ان کی بھلائی اور فضیلت سے جان گئے جس کو وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے لائے تھے۔ بعد ازاں انہوں نے ہم کو ہمارے ملک عرب کے پڑوسی ممالک کے لوگوں کو دین حق کی طرف بلانے اور اس کے قبول کرنے کا حکم دیا اور بصورت دیگر جنگ کا۔ پس اگر تم ہمارے دین کو قبول کرنے سے انکار کرو گے تو یہ تمہاری ذلت کا سامان ہوگا اور تم کو جزیہ دینا

پڑے گا۔ لیکن اگر اس سے بھی انکار کرو گے تو ہم تم سے جنگ کریں گے۔“ یزدگرد یہ تقریر سن کر برا فروخت ہو گیا لیکن ضبط کر کے ترجمان کے ذریعہ سے کہا ”میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی قوم تم سے زیادہ جنگلی، غیر مہذب، وحشی تعداد میں کم، برائیوں میں زیادہ نہیں ہے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ جب تم لوگ شرارت و سرکشی پر آمادہ ہوتے تھے تو ہم تمہارے اطراف و جوانب کے قصبات و دیہات کے زمینداروں کو تم پر مامور کر دیتے تھے وہ تمہاری سرکوبی کر دیتے تھے۔ تم لوگ فارس کی طمع نہ کرو۔ البتہ اگر تم کو کچھ ضرورت ہو تو بیان کرو ہم تم کو کھانے کو دیں گے، پہننے کو کپڑے دیں گے اور تم پر ایسے شخص کو حکمران بنادیں گے جو تمہارے ساتھ نرمی و احسان سے پیش آئے گا۔“ نعمان اس تقریر کا جواب نہ دینے پائے تھے کہ قیس بن زرارہ بول اٹھے ”یہ رؤساء اور شرفاء عرب ہیں، شرفاء عرب ایسی لغو باتوں کا جواب نہیں دیتے حیالانغ ہوتی ہے۔ میں اس کا جواب دیتا ہوں یہ لوگ اس کی تصدیق کرتے جائیں گے۔ تم نے عرب اور اہل عرب کی حالت بیان کی ہے یقیناً اس سے بھی بدرجہا اتر حالت میں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل و احسان کیا اور ان کی ہدایت کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے۔ جس نے انہیں راہ راست کی ہدایت کی اور مخالفین دین مبین کو زیر کیا اور کل روئے زمین پر فتح دینے کا وعدہ کیا ہے۔ پس تمہیں اگر دولت و خواری قبول ہے تو جز یہ دینا منظور کرو ورنہ یہ تلوار ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان قطعی فیصلہ کرنے والی ہے یا پھر اسلام قبول کر کے خود کو بچاؤ۔“

نیک فال: یزدگرد کا غصہ اس تقریر سے بھڑک اٹھا آنکھیں سرخ ہو گئیں چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک غضب ناک سکوت کی حالت میں بیٹھا رہا پھر اپنے ہونٹوں کو چبا کر بولا ”ایزد کی قسم ہے۔ اگر مجھ سے پیشتر کسی نے سفیروں کو قتل کیا ہوتا تو میں اسی وقت تم لوگوں کو مار ڈالتا۔“ پھر یزدگرد نے اپنے خادم سے ایک ٹوکری مٹی منگو کر کہا ”اس کو ان کے سردار کے سر پر رکھ کر مدائن سے باہر نکال دو۔“ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر بولا ”اس کو اپنے سردار کے پاس لے جاؤ اور اس سے یہ کہہ دو کہ ہمارے ملک سے یہ ملا ہے۔ میں بہت جلد رستم کو تمہاری سرکوبی کو بھیجتا ہوں جو تم سب کو قادیسیہ کی خندق میں دفن کر دے گا اس کے بعد وہ تمہارے ملک کو ساہوور سے زیادہ پامال کرے گا۔“ عاصمؑ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مٹی کی ٹوکری اپنے کندھے پر اٹھا کر بولے ”میں اس گروہ کا سردار ہوں“ پھر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا ”چلو خود کسریٰ فارس نے اپنی زمین ہم کو دے دی عاصم اور ان کے ساتھی مٹی کی ٹوکری لئے ہوئے سیدھے حضرت سعد کے پاس پہنچے کل ماجرا بیان کر کے کہا ”مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے ان کے ملک کی مٹی ہم کو مرحمت فرمائی ہے۔“

یزدگرد کے حاضرین دربار امرء کو عرب کے سفیروں کی گفتگو اور مٹی کی ٹوکری کو اٹھا کر خوشی و مسرت سے رواں ہونا نہایت شاق گزرا۔ اس عمل سے وہ لوگ فکر و رنج کے دریا میں ڈوب گئے۔ رستم ان کی باتوں اور بلند خیالی سے حیران ہو گیا۔ یزدگرد نے تھوڑی دیر کے بعد مہر سکوت توڑ کر کہا ”میں نے عرب میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو احمق نہیں دیکھا۔ ان کو یہ کیسی

۱۔ امام ابو العباس احمد بن محمد بن جابر بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ ”جب یزدگرد نے مٹی کی ٹوکری منگوائی تو عمرو بن معدی کرب نے اٹھ کر اپنی چادر بچھا دی اور مٹی لے کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔“

عجیب خوش فہمی ہے کہ انہیں کل روئے زمین پر قبضہ مل جائے گا اور زعم باطل میں ان کے سردار نے مٹی کی ٹوکری اپنے کندھے پر رکھ لی۔ رستم نے جواب دیا ”خداوند یہ لوگ بڑے عالی خیال و ذی عقل ہیں ان لوگوں نے اس مٹی سے اپنا حسن تقاؤل اور آپ کی بد فاقی مراد لی ہے۔“ یزدگرد نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور رستم کو ان لوگوں کے جانے کے فوراً بعد حیرہ کی طرف بڑھنے کا حکم دے دیا۔

فرائض پر شبخون: سفیروں کی روانگی کے بعد اشیاء خوردنی کی کمی محسوس ہوئی۔ سواد بن مالک تنہی فرائض پر شب کے وقت چھاپہ مار کر تین سو جانور گرفتار کر لائے جن میں خچر، گدھے، بکریاں گائے اور بیل شامل تھے۔ صبح کے وقت سواد بن مالک ان مویشیوں کو لئے اسلامی لشکر گاہ میں آئے۔ حضرت سعد نے ان کو فوجوں میں تقسیم کر دیا لیکن مزید گوشت کی کمی کی وجہ سے متعدد ٹہریے آدمیوں اور مویشیوں کو پکڑ لانے کے لئے روانہ کئے۔ لشکر میں گوشت کی کمی تھی اور غلہ کی جنس ان کے پاس کافی تھی۔

رستم اور ایک عرب کی گفتگو: رستم طوعاً و کرہاً دائن سے جنگی ہتھیار جمع کر کے اور ساٹھ ہزار فوج لے کر ساباط کی طرف روانہ ہوا۔ اس فوج کے مقدمہ پر جالینوس تھا جس کے ہمراہ چالیس ہزار کا لشکر تھا۔ ساتھ میں بیس ہزار فوج تھی۔ مینہ پر ہرمزان، میسرہ پر مہران بن ہرام رازی میں میں ہزار کی جمعیت کے ساتھ تھے اور ان کے ہمراہ تین سو ہاتھی بھی تھے۔ ان میں سے ایک سو قلب میں پچھتر پچھتر مینہ اور میسرہ میں بیس مقدمہ اور تیس ساتھ میں تھے۔ ساباط سے روانہ ہو کر رستم نے کوٹا میں پڑاؤ کیا۔ اتفاق سے ایک عرب کو رستم کے پاس پکڑ لائے۔ رستم نے اس سے استعجاباً دریافت کیا ”تم لوگ یہاں کس ضرورت سے آئے ہو اور کیا ڈھونڈتے ہو؟“

عرب: ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو تمہارے ملک اور تمہارے نوجوانوں میں ڈھونڈتے ہیں۔ اگر تم ایمان نہ لائے۔

رستم: اگر تم اس جتو میں قتل ہو گئے؟

عرب: جو شخص اس تلاش میں مارا جائے گا جنت میں جائے گا اور جو قتل جائے گا اس سے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

رستم: پھر تم کو اس سے کیا حاصل ہوگا؟

عرب: ہم نہ سبکی ہمارے اور بھائی سہنی۔ اللہ کا دین تو پھیلے گا ہم کو اس کا یقین محکم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

رستم: تم اس قلیل تعداد کے ساتھ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہو؟

عرب: ہم کیا کرتے جو کچھ کرے گا اللہ تعالیٰ کرے گا تمہاری بد اعمالیاں تم کو نیست و نابود کر دیں گی اور تم ہمارے زیرِ کین

۱۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ فرائض پر شبخون مارنے کے بعد حضرت سعد نے دوسرا مہر یہ روانہ کیا جس نے بنی تغلبہ وغیرہ کے اوٹ مع ان کے آدمیوں کے گرفتار کر لئے تھے۔ سعد نے ان کو بھی دوسرے دن ذبح کر کے تقسیم کر دیا پھر عمرو بن لحرث نے نہرین پر شبخون مارا اور بہت سے مویشی پکڑ لائے ان ایام کو ایام باقر کہتے ہیں اور پہلے واقعہ کو جس میں سواد نے فرائض پر چھاپہ مارا یوم الحتان سے موسوم کرتے ہیں۔

آ جاؤ گے۔

رستمؑ تو ہمارے غضب سے نہیں ڈرتا ہمارے پاس اس وقت (حاضرین کی طرف اشارہ کر کے) اس قدر جنگ آور موجود ہیں۔

عربؑ تو ان پر کیا ناز کرتا ہے یہ سب قضاء و قدر ہیں جو تجھے گھیر کے لائیں ہیں اور یہ تجھے جان برباد کرنے دیں گے۔

رستم کی حیرہ کو روانگی: رستم اس تقریر سے برا فروخت ہو گیا جلاد کو بلا کر اس غریب عرب کی گردن مارنے کا حکم دیا

بعد ازاں کوٹھ سے حیرہ کو روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں اس کے فوجیوں نے رعایا کو لوٹنا ان کی عورتوں کو بے عزت کرنا اور شراب پی

کر بد مستی کرنا شروع کیا۔ جب اس کی اطلاع رستم کو ہوئی تو اس نے لشکریوں کو سخت تنبیہ کی، بعض کو سزائے موت دی اور

اپنے ہم نشینوں سے مخاطب ہو کر کہا ”قسم ہے ایزد اور دادار کی! اس عرب نے جو کہا تھا سچ کہا تھا اور بے شک جو وبال ہم پر

آئے گا ہماری بد اعمالیوں سے آئے گا۔“ رستم نے حیرہ میں پہنچ کر اہل حیرہ کو جمع کیا، سمجھایا، بجھایا مسلمانوں کے خلاف

ابھارا۔ ابن بقلہ نے کہا ”کیا خوب! تم خود مسلمانوں کی مدافعت نہیں کر سکتے اور ہم کو مدافعت نہ کرنے پر ملامت کرتے

ہو۔“ رستم یہ سخت جواب سن کر خاموش ہو گیا۔

سواد کی مہم: حضرت سعدؓ نے سواد کی طرف ایک سریہ روانہ کیا۔ رستم نے اس سے باخبر ہو کر ان کی مدافعت کے لئے

سواروں کا ایک دستہ روانہ کیا جاسوسوں نے حضرت سعدؓ تک یہ خبر پہنچائی۔ حضرت سعدؓ نے عاصم بن عمروؓ کی سرکردگی میں چند

سواروں کو اہل سریہ کی کمک کے لئے بھیج دیا۔ اتفاق سے عاصم عین چھپر چھاڑ کے وقت اللہ اکبر کہہ کر پہنچ گئے۔ سواران فارس

عاصم کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اہل سریہ اور عاصم مال غنیمت لئے ہوئے اپنے لشکر گاہ واپس چلے آئے۔ اس کے بعد

حضرت سعدؓ نے عمرو بن معدی کرب اور طلحہؓ اسدی کو اہل فارس کے رنگ ڈھنگ حالات دیکھنے کو بھیجا۔ تقریباً تین میل اپنے

لشکر سے باہر گئے ہوں گے کہ اہل فارس کا ہراول دکھائی دیا۔

حضرت طلحہؓ کا کارنامہ: عمرو بن معدی کرب تو اس مقام سے واپس آ گئے۔ لیکن طلحہؓ رضی اللہ عنہ لباس تبدیل کر کے

لشکر فارس میں داخل ہوئے۔ جب رات کا زیادہ حصہ گزر گیا اور پورے فوجیوں پر غفلت کی نیند طاری ہو گئی۔ تب طلحہؓ آہستہ

آہستہ گھوڑوں کی طرف گئے نگہبانوں کو غافل پا کر خیمے کی رسیاں کاٹ دیں اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر دوسروں کو ہانکتے

ہوئے لشکر فارس سے نکل گئے۔ خیموں کے گرنے اور گھوڑوں کے دوڑنے سے جو شور و غل اٹھا تو لوگ جاگ اٹھے۔ چند

سواروں نے ان کا تعاقب کیا، جب قریب پہنچے تو طلحہؓ رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر ایک پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ اسی مقام پر ٹھنڈا

ہو گیا۔ جب دوسرا آگے بڑھا تو طلحہؓ نے اس کو بھی ایک ہی وار سے ختم کر دیا۔ تیسرے نے آگے بڑھ کر روکنا چاہا اور طلحہؓ پر

نیزہ چلایا لیکن طلحہؓ وار سے بچ گئے۔ البتہ نیزے کی جھونک میں حملہ آور خود جو نبی زمین کی طرف جھکا طلحہؓ نے فوراً تلوار کا وار

اس صفائی سے کیا کہ اس کا سرتن سے جدا ہو کر علیحدہ جا پڑا۔ چوتھا سوار قریب پہنچ کر طلحہؓ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچنا چاہتا تھا کہ

طلحہؓ نے اس کا ہاتھ اس زور سے پکڑ لیا کہ وہ لٹکا ہوا طلحہؓ کے ساتھ چلا گیا۔ سواران فارس یہ واقعات دیکھ کر خائب و خاسر

واپس چلے آئے۔ طلحہؓ گھوڑوں اور اپنے حریف کو قید کئے ہوئے اسلامی لشکر میں داخل ہوئے اور سیدھے حضرت سعدؓ رضی اللہ

عہد کے پاس پہنچے گزرے ہوئے کل واقعات بیان کئے پھر ترجمان کو بلایا گیا اور اس کے ذریعہ اس قیدی سے باتیں ہوتی رہیں جو تھوڑی دیر بعد مسلمان ہو گیا اور معرکہ جنگ میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ اہل فارس کے حالات اور لڑائی کے طریقے بتائے اس سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بہت مدد ملی۔ طلحہ کی مردانگی سے یہ اس درجہ متاثر اور مفتون ہوا کہ اس نے طلحہ کا ساتھ پھر کبھی نہیں چھوڑا۔

رستم کی حیرہ کو روانگی اس واقعہ کے بعد رستم نے حیرہ سے کوچ کر کے قادسیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ جہاں پر اہل فارس اور مسلمانوں میں ایک قیامت خیز لڑائی ہونے والی تھی۔ اس کو مدائن سے روانہ ہوئے چھ مہینے گزر گئے تھے۔ اس کے دل پر مسلمانوں کا خوف بے حد مستولی ہو گیا تھا۔ اس لئے لڑائی سے پہلو تہی کرتا تھا لیکن یزدگرد کے حکم سے مجبور تھا۔ وہ بار بار اس کو تاکید مسلمانوں سے متصادم ہو جانے کو لکھتا تھا۔ مورخوں نے اس کے خائف ہونے کی یہ وجہ لکھی ہے ”اس نے مدائن سے روانہ ہونے کے بعد ایک شب خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا ہے اور اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاروق اعظم ہیں۔ فرشتہ نے اہل فارس کے جنگی ہتھیار چھین لئے اور ان کو مقفل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بحسبہ فاروق اعظم کے حوالہ کر دیا۔ اہل فارس نے یہ دیکھ کر عکسین ہو کر سر نیچا کر لیا۔“

رستم وزہرہ کی گفت و شنید رستم نے قادسیہ پہنچ کر مسلمانوں کے لشکر کے مقابلہ کے لئے عقیق میں اپنا خیمہ نصب کر لیا دوسرے دن صبح ہی صبح عقیق سے سوار ہو کر نہر کی طرف جا کر پل سے ایک بلند مقام سے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد زہرہ سے کہلا بھیجا کہ تم تھوڑی دیر کے لئے میرے مقابل آ کر کھڑے ہو جاؤ کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ زہرہ تنہا اپنے خیمہ سے نکل کر رستم کے رو برو ایک مقام پر آ کر کھڑے ہو گئے۔

رستم تم ہمارے پڑوسی ہو اس لئے ہم تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرتے اور تمہاری حفاظت بھی کرتے تھے۔ زہرہ: اس تقریر سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

رستم: تم کو یاد ہو گا کہ ہمارے یہاں سے تم لوگوں کے لئے وظائف مقرر تھے تم جب ہمارے یہاں آتے تھے تو تم کو ہم انعام و اکرام دیتے تھے اب بھی اگر تم کو اس کی ضرورت ہو تو ہم تم کو خاطر خواہ انعام دیں گے۔

زہرہ: ہماری یہ غرض ہر گز نہیں ہے ہم تو اپنی آخرت بنانے آئے ہیں اور درحقیقت تم جیسا کہتے ہو ہم ویسے ہی تھے لیکن اللہ

اس خواب کی اصلیت کے بارے میں کچھ لکھنا مشکل ہے ممکن ہے کہ رستم نے ایسا خواب دیکھا ہو لیکن سوال یہ ہے کہ رستم نے یہ خواب کس سے بیان کیا اور پھر یہ روایت کس کے ذریعہ سے مورخوں تک پہنچی اس کے علاوہ ابن اثیر نے ایک دوسرا واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ جس کو باور کرنا سخت مضائقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ رستم نے سبابا سے کوچ کرنے کے بعد اپنے بھائی ہندو کو مسلمانوں کے چڑھانے اور یزدگرد کے مقابلہ پر پہنچنے کے مفصل واقعات لکھے تھے۔ ہندوان نے نجوم کے ذریعہ پیشین گوئی کی کہ پانی کو مچھلنے لگتا کر دیا ہے اور شتر مرغ نے خوبصورتی کا جامہ پہن لیا ہے زہرہ کا شخص جاتا رہا ہے اور میزان اعتدال پر ہے میرے نزدیک قوم عرب تم پر اور تم سے جو ملے ہوئے ممالک ہیں ان پر غالب آجائے گی۔ لڑنا مصلحت کے خلاف ہے جہاں تک ممکن ہو طرہ دینا بہتر ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس پر یہ رائے قائم ہو سکتی ہے کہ رستم کا خیال ہندوان کی اس تحریر سے بدل گیا ہو اور وہ اس کی ہدایت کی وجہ سے جنگ کرنے سے جی چراتا رہا ہو۔

جل شانہ نے ہم میں اپنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا اس نے ہم کو دین حق کی طرف بلایا۔ جسے ہم نے قبول کر لیا انہوں نے ہم سے وعدہ کیا ہے جو شخص اس دین کو قبول نہ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ ہم کو مسلط کر دے گا اور ہمارے ذریعہ سے وہ اس سرکشی اور بے دینی کا بدلہ لے گا اس لئے اللہ تعالیٰ ہم کو غلبہ و فتح دے گا۔

رستم: تم لوگ اب بھی اقلیت ہو ہماری اس عظیم الشان فوج کے مقابلہ پر کیا آ سکو گے؟

زہرہ: یہ خیال غلط ہے ہم اپنے دین حق کی برکت سے تم پر یقیناً غالب ہو جائیں گے اور جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہے تمہارے مقابلے سے منہ نہ موڑے گا۔

رستم: وہ کون سا دین ہے جس کو تم حق کہتے ہو؟

زہرہ: شہادتیں (لحیٰ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ) کو زبان سے کہنا دل سے اس پر اعتقاد رکھنا۔ یہی دین ہے۔

رستم: یہ تو عقائد ہیں اور عملاً کیا کرنا ہوتا ہے؟

زہرہ: شرک اور بت پرستی کا عالم سے دور کرنا لوگوں کو غلطی کی عبادت سے بچا کر اللہ کی طرف بلانا مخلوق ہونے کی حیثیت سے ہم تم سب برابر ہیں اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ بشرطیکہ ہمارا اور تمہارا دین ایک ہو ورنہ بھائی ہونے کے بجائے تمہارے جانی دشمن ہیں۔

رستم: اگر ہم تمہاری دعوت قبول کر لیں اور تمہارے دین میں داخل ہو جائیں تو کیا تم بغیر جنگ و جدال لوٹ جاؤ گے؟

زہرہ: (خوشی کے لہجہ میں) واللہ ہم بلا جھگڑے واپس چلے جائیں گے!

حضرت ربیع بن عمر کی سفارت: رستم یہ سن کر اپنے خیمے میں آیا اور سرداران لشکر کو طلب کر کے زہرہ سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کا تذکرہ کیا۔ سرداران لشکر رستم کی تقریر سن کر اور اس کا راجحان مسلمانوں کی طرف دیکھ کر برا فروخت ہو گئے۔ ترش رو چیں بچیں ہو کر اٹھ کر چلے گئے مجلس درہم برہم ہو گئی اس کے بعد رستم نے حضرت سعدؓ کے پاس کہلا بھیجا ”تم ہمارے یہاں کسی سفیر کو بھیج دو جس سے ہم مصالحت کی گفتگو کریں“ چنانچہ سعد نے رستم کے پاس ربیع بن عامر کو روانہ کیا اہل فارس نے ان کو قنطرہ میں ٹھہرا کر رستم کو ربیع کے آنے سے مطلع کیا۔ رستم نے اپنے لئے پر تکلف سونے کا تخت اور اس کے چاروں طرف زور دور تک دیباہ حریر کا فرش پھرایا۔ فرش پر رومی قالینوں کو بچھوا کر لگیوں کو رکھوایا جن کے خلاف زربفت کے اور چھالرموتیوں کے تھے۔ وجہ یہ اور خوب روامراء کو اپنے گرد و پیش حسب مراتب بٹھا کر ربیع کو داخل ہونے کی اجازت دی۔ ربیع پرانی پھٹی ہوئی نیام میں بند توار گلے میں لٹکائے ہوئے گھوڑے پر سوار اور ایک ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے فرش کو گھوڑے کی ٹاپوں سے روندتے ہوئے قالین کے فرش تک پہنچے گھوڑے سے اتر کر ایک قالین میں نیزہ سے سوراخ کر کے لگام کو اس میں پھنسا دیا اور نیزے کی نوک سے فرش کو پامال کرتے ہوئے چلے۔

رستم اور ربیع کی گفتگو: اہل فارس ان کی ان حرکات کو تحارت سے خاموشی کی حالت میں دیکھتے رہے جب رستم کے

قریب پہنچے لوگوں نے ربیع سے ہتھیار رکھ دینے کے لئے کہا۔ ربیع نے ترش رو ہو کر کہا ”اگر میں بلا طلب تمہارے پاس آتا تو میں ایسا ہی کرتا مگر مجھے بلوایا ہے اگر مسلح آنے دو تو میں آؤں ورنہ واپس چلا جاؤں“ رستم نے ربیع کو مسلح آنے کی اجازت دے دی۔ یہ حضرت اپنی نوکدار نیزے سے فرش کو خراب کرتے چیرتے پھاڑتے رستم کے تخت تک پہنچے اور رستم کے برابر تخت پر بیٹھے کا قصد کیا لیکن حاضرین نے روکا۔ ربیع نے کہا ”میں تمہارے بلائے سے آیا ہوں جہاں میں بیٹھنا چاہتا ہوں بیٹھے دو ورنہ میں چلا جاؤں مجھ کو تمہارے پاس آنے کی کوئی غرض نہ تھی ہمارے مذہب میں اس کی سخت ممانعت ہے کہ ایک شخص معبود ہو کر بیٹھے اور باقی انسان بندے ہو کر پائیں میں کھڑے یا بیٹھے رہیں“۔ رستم نے حاضرین کو منع کر دیا کہ کوئی شخص اس کے کسی فعل و حرکت پر معترض نہ ہو لیکن خود ربیع کچھ سوچ کر تخت سے اتر آئے اور ایک قالین کو نیزے سے پھاڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور رستم سے مخاطب ہو کر کہا ”ہم تمہارے اس پر تکلف مصنوعی فرش پر نہیں بیٹھتے (زمین کی طرف اشارہ کر کے) اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا یہ فرش ہمارے لئے کافی ہے“۔ رستم نے ترجمان کے ذریعہ سے دریافت کیا ”تم کس وجہ سے یہاں آئے ہو“۔

ربیع: اللہ جل شانہ نے ہم کو دنیا میں اس غرض سے بھیجا ہے کہ ہم اس پر بسنے والے بندوں کو دنیا کی تنگی سے وسعت اور آخرت کی ہمہ گیری کی طرف متوجہ کریں اور باطل دینوں کے ظلم سے بچا کر عدل اسلام کی جانب لائیں ہم اس کے دین کو خلق کے سامنے پیش کرتے ہیں پس جو شخص اس کو قبول کرے گا ہم اس پر اور اس کے ملک پر معترض نہ ہو گے۔ لیکن جو شخص اسلام سے انکار کرے گا اس سے ہم اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک ہم جنت میں نہ پہنچ جائیں یا فتح مند نہ ہو جائیں۔ رستم: کیا تم ہم کو مہلت دے سکتے ہو؟ اور کیا اس کام کو چند دن کے لئے ملتوی کر سکتے ہو؟ تاکہ ہم تمہارے خیالات پر غور کریں۔ ربیع: ”ہاں ایک دن یا دو دن“۔

رستم: نہیں اتنی مہلت دو کہ ہم اپنے روسا ملک اور ازمین سے اس معاملہ میں خط و کتابت کر سکیں۔ ربیع: یہ نہیں ہو سکتا ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو تین دن سے زیادہ مہلت نہ دیا کریں ان تین دن میں غور کر کے یا تو اسلام قبول کر لو تاکہ ہم تم کو اور تمہارے ملک کو چھوڑ کر چلے جائیں یا پھر جزیہ دینا منظور کر لو پس ہم اس کو قبول کر لیں گے اور تم پر معترض نہ ہوں گے اور جب کبھی تم کو ہماری ضرورت ہوگی ہم تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے جان و مال کی حفاظت کریں گے لیکن اگر ان دونوں امور میں سے کسی ایک کو بھی قبول نہ کرو گے تو چوتھے روز ہم تم سے لڑیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم تم کو زیر کریں گے اور یہی ہمارا اور ہمارے کل ساتھیوں کا قول و قرار ہے۔ رستم: کیا تم مسلمانوں کے سردار ہو؟

ربیع: نہیں لیکن سارے مسلمان ایک جسم کی مثل ہیں ہم میں سے ہر تنفس ہر اصر میں مختار و مجاز ہے۔ ہم میں اعلیٰ ادنیٰ کا کوئی امتیاز نہیں۔ ادنیٰ اعلیٰ کی طرف اسے اجازت دے سکتا ہے“ رستم اور اس کے افسران فوج ربیع کی اس تقریر سے دنگ ہو گئے اور ایک سکتہ کی حالت میں تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے بعد ازاں رستم نے ربیع کی تلوار دیکھ کر کہا ”اس کی نیام بہت بوسیدہ ہے غالباً تلوار بھی ایسی ہی ہوگی“ ربیع تلوار نیام سے کھینچ کر بولے ”نیام اس کی بوسیدہ ضرور ہے لیکن میں نے اسے سان پر ابھی

رکھوایا ہے۔ پھر رستم نے ربیعہ کا نیزہ اٹھا لیا اور اس کا پھل دیکھ کر طرأ بولا ”اس کا پھل بہت چھوٹا ہے لڑائی میں کیا کام دیتا ہوگا۔“ ربیعہ نے بے پردائی سے جواب دیا پھل اس کا چھوٹا ضرور ہے لیکن سیدھا دشمن کے سینے میں تیر جاتا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آگ کی ایک چھوٹی چنگاری ایک شہر کو جلا دینے کو کافی ہوتی ہے۔“

حضرت ربیعہ بن عمر کی واپسی: تھوڑی دیر تک ربیعہ اور رستم میں اسی قسم کی نوک جھونک ہوتی رہی۔ پھر ربیعہ اس بے تکلفی سے اٹھ کر نیزے کو نکلتے ہوئے اپنے گھوڑے کے پاس آئے اور سوار ہو کر اپنے لشکر گاہ میں پہنچ گئے۔ رستم نے ربیعہ کے واپس ہونے کے بعد ایک مجلس خاص میں اراکین سلطنت اور افسران فوج کو جمع کر کے کہا: ”تم لوگوں نے دیکھا کہ کس بے باکی سے وہ عربی نژاد شخص باتیں کر رہا تھا“ ان میں سے ایک نے کہا ”وہ بہت بد تہذیب وحشی غیر تربیت یافتہ تھا پوشاک دیکھی اونٹ کا جھول پہنے ہوئے تھا تمام قالینوں کو خراب کر ڈالا۔“ دوسرے نے جواب دیا ”ارے صاحب اس نے ایک قالین کو درمیان سے پھاڑ کر گھوڑے کی راس اس میں باندھ دی تھی۔“ تیسرا بول اٹھا ”یہ کیا لڑیں گے تلوار کی نیام تک تو درست نہیں نیزے میں صرف دو انگل کا پھل ہے اس سرے سے اس سرے تک صرف ایک بانس کی بد شکل لکڑی ہے۔ رستم کو ان لوگوں کی یہ باتیں پسند نہ آئیں۔ جھلا کر بولا ”تم لوگ صورت و شکل کی طرف دیکھتے ہو تھف ہے تمہاری عقل پر! اس کی رائے اور گفتگو دیکھو۔ اس کے خیالات پر غور کرو کس قدر دور رس اور بے باکی سے باتیں کرتا تھا۔“

حضرت حذیفہ بن محسن کی سفارت: دوسرے دن رستم نے پھر ربیعہ کو بلوا بھیجا۔ حضرت سعدؓ نے بجائے ان کے حذیفہ بن محسن کو روانہ کیا۔ چنانچہ حذیفہ بن محسن بھی اسی طور طریقہ سے رستم کے پاس گئے۔ جس طرح ربیعہ گئے تھے لیکن یہ اپنے گھوڑے سے نہ اترے۔ فرش روندتے ہوئے رستم کے قریب پہنچے اور اسی انداز سے گفتگو و کلام کیا جیسا کہ ربیعہ نے کیا تھا رستم نے دریافت کیا ”کیا سبب ہے کہ آج تم بھیجے گئے ہو کل والے صاحب نہیں آئے۔“ حذیفہ نے جواب دیا ”ہمارا امیر! گرم و نرم آدمیوں کو بھیج کر عدل کرتا ہے کل ان کی باری تھی آج میری ہے۔“ پھر رستم نے پوچھا ”ہم کو مہلت کتنے دنوں کی دے سکتے ہو؟“ حذیفہ نے کہا ”آج سے تین دن کی“ رستم یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ حذیفہ نے اپنے گھوڑے کی باگ اٹھائی اور اسلامی لشکر گاہ میں جا پہنچے۔

رستم کو حذیفہ کی تیزی اور حاضر جوابی نے تعجب میں ڈال دیا، تھوڑی دیر تک اس غور و فکر میں رہا کہ ”عرب سے لڑنے کی بابت کیا کرنا چاہئے؟ یزدگرد کا حکم جنگ کرنے کا ہے اور یہ لوگ بھی بغیر لڑے یا جزیہ لئے واپس نہ جائیں گے۔“ جب اس کے دل و دماغ نے کچھ فیصلہ نہ کیا تو اپنے اراکین لشکر سے مخاطب ہو کر کہا ”یہ لڑائی نہایت خطرناک ہے ان میں سے ہر شخص جان دینے پر تیار ہے بہتر ہوگا کہ ان کا دین قبول کر لیا جائے یا جزیہ دینا منظور کیا جائے۔“ حاضرین بولے ”توبہ توبہ! ان احمقوں کا دین اس قابل ہے کہ ہم لوگ قبول کریں؟ اب ان کی یہ شان ہے کہ ہم ان کو خراج دیں؟ جن کو ہم بدترین مخلوق سمجھتے ہیں آپ مطلق مترود نہ ہوں پہلی ہی جنگ میں ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ قاعدہ ہے کہ جب چیمو کی موت کے دن آتے ہیں تو اس کے پر کل آتے ہیں۔“

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی سفارت: رستم ان کی یہ جہالت آمیز تقریر سن کر خاموش ہو گیا اگلے دن پھر سعد کے لشکر سے ایک آدمی کو صلح کی گفتگو کرنے کے لئے بلوایا۔ اس مرتبہ مغیرہ بن شعبہ گئے اور کمال دلیری سے رستم کے تخت پر چڑھ کر اس کے برابر بیٹھ گئے۔ حاضرین نے ان کو تخت سے اتار دیا مغیرہ نے کہا ”واللہ ہم نے تم سے زیادہ نادان قوم دنیا میں نہیں دیکھی ہم لوگ عرب ہیں ایک دوسرے کی عبادت نہیں کرتے۔ تم لوگ عجب احق ہو کہ ایک کو تم نے معبود بنا کر تخت پر بٹھا دیا ہے تم مجھے بتاؤ کہ تم لوگوں میں بعض معبود اور بعض بندے ہیں تم نے مجھے بلوایا ہے۔ میں تمہارے بلانے پر آیا تم نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا کہ تم نے مجھے تخت سے اتار دیا اس سے میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ ضرور مغلوب ہو گے۔ واللہ کوئی بادشاہ اس تخت پر بادشاہی نہیں کر سکتا اور نہ ایسی قوم کبھی سرسبز ہو سکتی ہے جو اپنے بادشاہ کو خدا بنائے۔“ مغیرہ کی اس تقریر کو سن کر چھوٹی حیثیت اور کم مرتبہ والے حاضرین نے دل ہی دل میں تصدیق کی۔ لیکن امراء اور رؤساء نے حقارت کی نگاہوں سے دیکھ کر کہا ”اللہ اس کو موت دے جو ہماری تحقیر کرتا ہے۔“

دولت کی پیشکش: اس کے بعد رستم نے فارس اور اہل فارس کی عظمت، بزرگوں کی سطوت، حکومت اور اہل عرب کی تنگی معیشت، ناداری اور نیم وحشی ہونے پر طولانی تقریر کرتے ہوئے کہا ”تم لوگ مفلوک الحال تھے اور قحط کے دنوں میں ہم سے مدد چاہتے تھے ہم تم کو کھجوریں اور جو دیتے اور تمہارے امیروں کو کپڑے، خنجر، زر و مال دیتے تھے اور تم میں سے جو جس قدر اٹھا کر لے جاسکتا تھا اس کو اسی قدر کھجوریں اور غلہ لے جانے کی اجازت تھی۔ اس وجہ سے ہماری غیرت و حمیت تمہارے قتل کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ اب جو کچھ ہوا سو ہوا اب بہتر یہی ہے کہ تم لوگ لوٹ جاؤ ہم تم کو اور تمہارے امیر کو مویشی، غلہ، کپڑے، روپیہ خاطر خواہ دیں گے۔“

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا خطبہ: مغیرہ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی۔ پھر رستم و حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر کہا ”تم نے جو کچھ عرب کی تنگی معیشت، فاقہ مستی، تہی دستی کا حال بیان کیا وہ سب صحیح اور درست ہے ہم کو یہ سب معلوم ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے۔ دنیا کا دستور یہی ہے کہ آج تنگی ہے تو کل فراخی ہوگی آج اگر عشرت ہے تو کل عسرت ہوگی اگر تم لوگ اس کا شکر ادا کرتے جو تم کو حاصل ہے تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو جاتا بلکہ تمہارا یہ شکر اس سے کم ہوتا جو تم کو حاصل ہے لیکن چونکہ تم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا۔ اس لئے کفران نعمت اور ناشکری کا وبال تم پر نازل ہوگا۔ بے شک اللہ جل شانہ نے ہم میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جس نے ہم کو راہ راست کی ہدایت کی اور کفار اور مشرکین اور بت پرستوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا تم کو اختیار ہے چاہے اسلام قبول کر لو تو ہم تم کو اپنا بھائی بنالیں گے اور تمہارے ملک کو چھوڑ کر دوسری طرف چلے جائیں گے یا جزیہ دینا اختیار کرو اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو لڑو۔“ پھر کچھ سوچ کر کہا ”بات یہ ہے کہ ہمارے فوجوانوں نے تمہارے یہاں کے کھانوں کا مزہ چکھ لیا ہے اب ان کو تمہارا ملک لئے بغیر صبر نہیں آئے گا۔“ رستم یہ تقریر سن کر ضبط نہ کر سکا بے تاب ہو کر بولا ”اگر تم اسی جتو و خیال میں مارے جاؤ؟“ مغیرہ نے ہنس کر جواب دیا ”جو شخص ہم میں سے مارا جائے گا جنت میں داخل ہوگا اور جو لوگ ہم میں سے باقی رہ جائیں گے وہ فتح یاب اور غالب ہوں گے۔“ رستم اس جواب سے طیش میں آ گیا اور قسم کھا کر کہنے لگا ”اب میں ہر

گزصلح نہ کروں گا جب تک تم سب کو قتل نہ کر لوں گا“ مغیرہ اپنے لشکر میں واپس آ گئے۔ اس کے بعد رستم نے اہل فارس کو جمع کر کے صلح کی بابت مشورہ کیا اور جنگ کے انجام سے ڈرایا لیکن اہل فارس نے بہ اتفاق رائے لڑائی کو پسند کیا اور اسی رائے پر مصر ہوئے۔

رستم کو دعوت اسلام: اس کے دوسرے دن اتمام حجت کے لئے حضرت سعد نے ایک شخص کو بغرض دعوت اسلام رستم کے پاس بھیجا۔ رستم نے حسب عادت پہلے عربوں پر اپنے احسانات بتائے پھر ان کو مال و زر دینے کا اقرار و وعدہ کیا۔ آخر اس قاصد کے ناکام واپس آنے پر طرفین سے اعلان جنگ ہو گیا۔ رستم نے حضرت سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ تم ہماری طرف آؤ گے یا ہم تمہاری طرف آ کر حملہ آور ہوں؟ حضرت سعد نے جواب دیا ”تم ہماری طرف آؤ“ رستم کو یہ جواب شام کے وقت ملا اس نے پل کی طرف رخ کیا لیکن چونکہ حضرت سعد نے اس خطرے کو پہلے ہی تاڑ لیا تھا اس لئے اپنے چند آدمیوں کو پہلے ہی پل کی محافظت پر متعین کر دیا تھا۔ انہوں نے حضرت سعد کو اس سے آگاہ کیا۔ حضرت سعد نے رستم کے پاس پیام بھیجا تم پل کی طرف رخ نہ کرو ہم نے اس پر قبضہ کر لیا ہے ہم اس کو خالی نہیں کریں گے۔ رستم یہ سن کر عیش میں ٹھہر گیا صبح ہونے تک بانس، مٹی وغیرہ کافی مقدار سے جمع کر کے پل باندھنا شروع کر دیا دوپہر سے قبل ہی پل بندھ کر تیار ہو گیا رستم مع لشکر فارس دریا عبور کر کے تخت زرین پر بیٹھا اور لشکر کی ترتیب میں مصروف ہوا۔ جنگی ہاتھیوں میں سے نصف کو مع سفید ہاتھی، قلب میں اور نصف میں سے ایک نصف کو میمنہ میں دوسرے نصف کو میسرہ میں رکھا۔ جالینوس رستم، میمنہ کے وسط میں اور فیروزان، میسرہ اور اس کے درمیان میں تھا۔ یزدگرد نے مدائن سے قادیسیہ تک تھوڑے تھوڑے فاصلے پر خبر رسانی کی غرض سے ڈاکیوں کو مقرر اور متعین کر دیا تھا تاکہ قادیسیہ میں رستم پر جو واقعہ گزرے یا جو کچھ وہ کرے اس کی اطلاع فوراً اور بہ آسانی یزدگرد کو ہو جائے اس زمانے میں یہ خبر رسانی کا یہ آسان طریقہ نکالا گیا تھا۔

حضرت سعد کی علالت: رستم کو ترتیب لشکر میں مصروف دیکھ کر مسلم افواج نے بھی تیاری شروع کر دی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ان دنوں پھوڑوں اور عرق النساء کی بیماریوں میں مبتلا تھے۔ اس وجہ سے گھوڑے پر چڑھنا تو درکنار اٹھ کر بیٹھ بھی نہ سکتے تھے بدوجہ مجبوری قصر پر چڑھ گئے جو قادیسیہ میں ان کے چہنچہ سے پہلے بنا ہوا تھا اور ایک بورے پر سینہ کے بل بیٹھ گئے بعض لوگوں نے حضرت سعد کی اس خانہ نشینی پر اعتراض شروع کیا۔ حضرت سعد یہ سن کر باہر آئے پھوڑوں اور زخموں کو دکھلایا اس کے بعد

۱ طعنہ زنوں میں سے کسی نے یہ دو شعر کہے تھے

فَاتِلَ خَلِي الرِّبَالِ نَصْرَهُ وَتَعْدِيَابِ الْقَادِيسِ مَحْضَهُ
فَاتِلَا وَقْدَامَتِ اَنْسَاءَ بَكْبِرِهِ وَنَسْوَةِ سَعْدِ لَيْسَ فِيْهِنَ اَيْمُ

یعنی ”اللہ کی مدد آنے تک اعدائے دین سے لڑتے رہیں گے۔ حضرت سعد چاہے دروازہ قادیسیہ میں چھپے رہیں لیکن ہم ایسی حالت میں واپس ہوں گے کہ بہت سی عورتیں بیوہ ہو گئی ہوں گی لیکن سعد کی عورتوں میں سے کوئی بیوہ نہ ہوگی“ ان اشعار کو سن کر حضرت سعد قصر سے باہر آ گئے اور لوگوں کو جمع کر کے اپنے مرض کو بتلایا اور زخموں کو دکھلایا تھا۔ اپنی مجبوری بیان کی۔ مرض کو بتلایا زخموں کو دکھلایا۔

دوسری روایت سے بالتفصیل معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد باقاعدہ فوج کو لڑا رہے تھے عسا کر سلام کی قیادت حضرت سعد ہی کے ہاتھ میں تھی۔ حسب ضرورت احکام کاغذ پر لکھ کر گولی بنا کر فوج کے افسروں کی طرف بھیجتے تھے۔

لوگوں کی طعنہ زنی بند ہوگئی۔ حضرت سعد نے خالد بن عرفظہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور جن لوگوں نے باوجود عذر صحیح ہونے کے اپنی طعنہ زنی بند نہ کی ان کو اپنے قصر میں قید کر دیا ان میں سے ایک ابوحنن ثقفی تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کو شراب نوشی کے جرم میں قید کیا تھا اس کے بعد نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا اور لوگوں کو جہاد پر ابھارا۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور وعدوں کو یاد دلایا اور سب کو اس سے مطلع کیا کہ خالد بن عرفظہ کو اپنا قائم مقام بنایا ہے۔ پھر چند اصحاب رائے اور جنگ آزمودہ اشخاص کو لشکر کی صفوں میں گھوم کر جہاد جنگ پر ابھارنے کے لئے بھیجا۔ مجملہ ان کے مغیرہ حذیفہ، عاصم، طلحہ، قیس، غالب و عمرو شامل تھے اور شعراء میں شاخ، حطیہ، عدی، عبدہ بن الطیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) شریک تھے۔ یہ لوگ مسلم افواج کی صفوں میں گشت کر کے مجاہدین اسلام کو جہاد پر ابھارنے لگے۔ قاریوں نے حضرت سعد کے حکم سے سورۃ انفال پڑھنا شروع کی۔ تمام لشکر میں ایک عالمگیر جوش پھیل گیا سب کی آنکھیں طیش سے سرخ ہو گئیں دل میں سکون اور اس کے ساتھ انعام و جنگ کا جوش پیدا ہو گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کا خطبہ: حضرت سعد نے امراء لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا ”اے غازیان اسلام اپنے اپنے مورچے اور مقامات پر پہاڑ کی طرح جے رہنا اور جب متحرک ہو تو دریائے پر جوش سیلاب کی طرح جنبش کرنا میں نماز ظہر کے بعد پہلی تکبیر کہوں گا تم لوگ بھی تکبیر کہنا اور لشکر کی صفوں کو درست کر کے مستعد ہو جانا اور جب دوسری تکبیر سنو تو تم بھی تکبیر کہنا اور مسلح ہو کر نوک دار نیزوں کو دشمنوں کے سینوں میں پیوست کرنے کے لئے سامنے کر لینا اور شمشیر بکف ہو جانا۔ پھر جب تیسری تکبیر کی آواز تمہارے کانوں تک پہنچے تو اپنے اپنے لشکر کو موقع موقع سے لے جا کر لڑائی پر تل جانا۔ چوتھی تکبیر کو سنتے ہی دفعۃً تکبیر کہتے ہوئے اعدائے دین کی صفوں میں گھس جانا اور لاحول و لا قوۃ کہہ کر دست بدست لڑنے لگنا“ پس جب سعد نے تیسری تکبیر کہی تو لشکر اسلام سے لڑنے والے نکلے اور ان کے مقابلے پر کار آزمودہ سوار آئے۔ پہلے نیزہ بازی ہوتی رہی پھر تلوار کے ہاتھ چلنے لگے۔ دلاوران عرب رجز یہ اشعار پڑھتے اور لڑنے والوں پر حملہ کرتے تھے۔

ہرمز کی گرفتاری: پہلا جو شخص اس لڑائی میں گرفتار کیا گیا ہے۔ وہ شاہزادگان فارس سے ہرمز نامی ایک شاہزادہ تھا۔ اس کو غالب بن عبد اللہ اسدی میدان جنگ سے قید کر کے سعد کے پاس لائے اور پھر لوٹ کر لڑنے چلے گئے۔ اس اثناء میں ایک دوسرے شہسوار لشکر فارس سے نکل کر میدان میں آیا۔ عمرو بن معدی کرب نے صف لشکر سے نکل کر گھوڑے سے اٹھا کر زمین پر

۱۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ تیسری تکبیر کو سنتے ہی لشکر اسلام سے سب سے پہلے غالب بن عبد اللہ اسدی رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔ لشکر فارس سے ہرمز آیا یہ ذریعہ تاج پہنے ہوئے تھا فارس کے مشہور لوگ سے تھا اس کو غالب نے آئے کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا اور سعد کے پاس پہنچا کر واپس گئے۔ پھر عاصم نے بھی رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آ کر لڑنے والے کو طلب کیا اہل فارس سے ایک سوار نکل کر آیا عاصم نے اس پر نیزہ کا وار کیا اس نے ان کے نیزہ کو سپر پر روک لیا عاصم نے دوسرے ہاتھ سے تلوار کھینچ کر حملہ کیا۔ حریف مقابل جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگا عاصم نے تعاقب کیا اور صف لشکر فارس سے گرفتار کر لائے۔ یہ لشکر فارس کے پادری کا ہتھم تھا اس کے پاس کچھ کھانے کی چیزیں تھیں جن کو صرف مورچہ والوں نے جو سامنے تھے کھایا۔ عاصم کی یہ دلیری دیکھ کر فارس سے ایک شخص چاند کا گرز لے کر آؤ تاج پہنے گھوڑے کو کداتا ہوا نکلا لشکر اسلام سے عمرو بن معدی کرب مقابلہ پر آئے۔ اس نے ان پر گرز چلایا انہوں نے اس کے وار کو خالی دے کر کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا اور اپنے آگے گھوڑے پر بٹھا کر لائے اس کے بعد رستم نے ہاتھ یوں کو بڑھنے کا حکم دیا اور اسی وقت سے جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی۔

چلک دیا اور اس کے بعد سینہ پر چڑھ کر ذبح کر ڈالا۔ خود زہر آلات حرب جو کچھ تھالے لیا۔

واقعات جنگ: رستم نے لڑائی کا عنوان بدلا ہوا دیکھ کر جنگ مغلوبہ شروع کر دی دفعۃً ہاتھیوں کو مسلمانوں کی طرف بڑھایا۔ بحیلہ نے نہایت مردانگی سے ان کا مقابلہ کیا۔ سعد نے بنی اسد کو بحیلہ کی کمک کا حکم دیا۔ طلحہ بن خولید اور جمال بن مالک نے ہاتھیوں کے بڑھتے ہوئے حملے کے سیلاب کو روک دیا۔ پھر طلحہ کی طرف ایک نای سپہ سالار فارس حملہ کرتا ہوا بڑھا۔ طلحہ نے لپک کر ایک وار سے اسے صاف کر دیا۔ اشعث بن قیس نے بنو اسد کو لڑتے دیکھ کر کندہ سے مخاطب ہو کر کہا ”اے گروہ کندہ کیا ناموری اور مردانگی کا سرہ بنی اسد کے سر پر باندھا جائے گا؟ اللہ تعالیٰ ان کو اجر دے کیا مردانگی دکھا رہے ہیں! دیکھو اس وقت عرب کی ہر قوم اپنے مورچہ سے حرکت کر چکی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تم نے اس وقت تک اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کی اشعث یہ کہہ کر آگے بڑھے ان کے بڑھنے کے ساتھ ہی کندہ نے بھی حرکت کی اور فارس کے انہوہ کثیر کو جو بحیلہ و بنی اسد کو گھیرے ہوئے لڑ رہا تھا پیچھے ہٹا دیا۔ رستم نے اشارے سے کل لشکر کو مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ جس میں ذوالحاجب و جالینوس بھی تھا اس کے بعد سعد نے چوتھی تکبیر کہی جس آواز کے سننے سے کل افواج قاہرہ اسلامیہ نے بھی تکبیر کہتے ہوئے قدم آگے بڑھائے۔ بنی اسد قدم جمائے ہوئے لڑ رہے تھے اور جنگ و جدال کی پگلی چل رہی تھی۔ فریقین کی فوجیں ایک دوسرے میں غلط ملط ہو گئی تھیں۔

معرکہ یوم الرماة: جنگی ہاتھیوں نے مسلمانوں کے سینہ و میسرہ پر حملہ کیا اسلامی سواروں کے گھوڑے ان کالے کالے پہاڑوں کو دیکھ کر بدک کر بھاگے عاصم بن عمرو نے سعد کے حکم سے تیر اندازوں کو ہاتھیوں اور ان کے سواروں پر تیر اندازی کا حکم دیا۔ خود عاصم نے نیزہ لے کر ہاتھیوں پر حملہ کیا ان کی دیکھا دیکھی اور لوگوں نے بھی ہاتھیوں کے سوٹوں پر حملہ کیا۔ تیر اندازوں نے ایسے تیر برسائے کہ ان کے سواروں کو جواب دینے کا موقع نہ ملا۔ اکثر ان میں سے منہ کے بل اوندھے گر پڑے جو باقی رہے ان کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا شام تک یہ لڑائی اسی انداز میں جاری رہی۔ بالآخر رات نے اپنے سیاہ دامن میں دن کی روشنی کو چھپا لیا۔ فریقین نے اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کو عیام میں کر کے میدان جنگ سے اپنے اپنے لشکر گاہ کی طرف مراجعت کی اس لڑائی کا نام یوم الرماة ہے۔ محرم ۳۱ھ میں دوشنبہ کے دن یہ لڑائی ہوئی تھی۔

صبح کو بعد نماز فجر حضرت سعد نے شہداء کو دفن کرایا زخیموں کو عورتوں کے سپرد کر دیا وہ ان کی تیمارداری میں مصروف ہوئیں اور حضرت سعد نے ترتیب لشکر کی طرف توجہ کی اس اثناء میں دور سے ایک گردنمایاں ہوئی اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے میدان گونجنے لگا تھوڑی دیر کے بعد جب گرد پھٹی تو لشکر عراق کا نشان دکھائی دیا جو شام میں لڑ رہا تھا اور فاروق اعظم نے بعد فتح دمشق اس کی واپسی کا حکم دیا تھا۔ اس لشکر پر ابو عبیدہ نے ہاشم بن عقبہ کو امیر مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ مقدمہ الجیش پر قحطاع بن عمرو تھے۔ ان کے ہمراہ ایک ہزار فوج تھی انہوں نے بیس بیس آدمیوں کی ایک ایک ٹکڑی قائم کی تھی اور ہر

اس اثنیہ لکھا ہے کہ لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد پانچ سو تھی ان شہداء کو سعد نے قادسیہ کے مشرق عذیب اور عین الشمس کے مابین ایک وادی میں دفن کرایا تھا۔

ایک پر جدا گانہ افسر مقرر کر کے ایک کو دوسرے سے اس قدر فاصلہ پر رکھا تھا کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتا تھا۔

قعقاع کی آمد: دوسرے دن لڑائی چھڑنے سے پہلے قعقاع کی فوجیں آنی شروع ہو گئیں۔ قعقاع نے حاضر ہو کر سعد کو سلام کیا، شام سے لشکر عراق کے واپس آنے کی خوشخبری سنائی اور اجازت لے کر میدان جنگ میں لڑنے کو نکل گئے۔

ذوالحاجب فیرزان اور بندوان کا خاتمہ: لشکر فارس سے ذوالحاجب مقابلہ پر آیا قعقاع نے پہچان لیا اور شہداء جمر کو یاد کر کے کمال مردانگی سے حملہ کیا تھوڑی دیر تک لڑتے رہے آخر میں قعقاع نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کھینچ لی اور اس تیزی سے وار کرنا شروع کیا کہ ذوالحاجب جوابی حملہ نہ کر سکا آخر کار قعقاع نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کے قتل سے جس قدر لشکر اسلام میں خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے اس سے بدرجہا زیادہ لشکر فارس میں رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ پھر قعقاع نے جوش مسرت سے ایک چکر لگا کر لڑنے والے کو طلب کیا لشکر فارس سے فیرزان اور بندوان نکل کر آئے قعقاع نے فیرزان کی طرف قدم بڑھایا۔ بندوان نے ان پر پیچھے سے حملہ کرنے کا قصد کیا اتفاقاً حارث بن طیلبان ابن الحارث بن تیم اللات کی نظر پڑ گئی صف لشکر سے جھپٹ کر بندوان کے سر پر پہنچ گئے قعقاع نے فیرزان کو اور بندوان کو حارث نے اسی جگہ پر ڈھیر کر دیا۔

قعقاع کی جنگی چال: قعقاع نے اس لڑائی میں ایک چال لائی کہ دس دس اونٹوں کو ایک ایک قطار میں کر کے ان پر جھولیں ڈال دی تھیں اور ان پر بڑے ہوشیار تیراندازوں کو بٹھا کر لشکر فارس کے سواروں پر حملہ کرنے کو کہا تھا اور ان کے گرد و پیش سواروں کو رکھا تھا چنانچہ قعقاع کی یہ تدبیر کارگر ہو گئی۔ سواران فارس کے گھوڑے ان مصنوعی ہاتھیوں کو دیکھ کر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سواران فارس نے ان کو پھیرنے کی ہر چند کوشش لیکن بے سود تھی۔ اہل فارس کو ان مصنوعی ہاتھیوں سے اس سے زیادہ نقصان پہنچا جس قدر مسلمانوں کو اصل ہاتھیوں سے برداشت کرنا پڑا تھا۔ قعقاع نے اس معرکہ میں تیس حملے پیہم کئے اور ہر حملے میں ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کیا۔ سب سے آخر میں جو شخص ان کے ہاتھ سے مارا گیا وہ بزرگ مجاہد ہمدانی تھا۔ سیستان کا شہزادہ براز اور عوز بن قطبہ کے ہاتھ سے مارا گیا دو پہر تک لڑائی کا یہی رنگ رہا۔ لشکر فارس کا کوئی شہسوار باقی نہ رہا کہ جو میدان جنگ میں آیا ہو اور قعقاع نے اس کو قتل نہ کیا ہو۔ دوپہر کے بعد جب اہل فارس قعقاع کے مقابلے پر جانے میں پس و پیش کرنے لگے تو رستم نے مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔

معرکہ یوم اغواٹ: ایک طرف سے اہل فارس نے یورش کر کے لشکر اسلام کو محاصرے میں لینے کا قصد کیا۔ دوسری طرف سے افواج قاہرہ اسلامیہ نے اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کے جوہر دکھانے شروع کر دیئے۔ نصف شب تک لڑائی نہایت زور و شور سے جاری رہی۔ فارس کے نامی گرامی سردار مارے گئے مسلمانوں کی طرف سے تقریباً ایک ہزار آدمی شہید و مجروح ہوئے اور لشکر فارس کے دس ہزار سپاہی مارے گئے۔ حضرت سعد نے شہداء کو جمع کر کے دفن کرایا زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھا کر علیحدہ خیموں میں لائے جو اس کام کے لئے نصب کئے گئے تھے اور انہیں عورتوں اور لڑکوں کے سپرد کر دیا۔ فارس کے مقتولوں کی لاشیں میدان جنگ میں یوں ہی پڑی رہیں نہ ان پر کوئی نوحہ خوانی کرتا تھا اور نہ ان کی جھججھکیاں کی کسی کو پروا تھی۔ حالت یہ تھی کہ مردار خور پرند بھی ان ناپاک لاشوں پر نہیں آتے تھے۔ لشکر فارس کی یہ کیفیت تھی کہ سب کے منہ پر

ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں لڑائی ختم ہونے پر اپنے اپنے خیموں میں غرہاں پڑے تھے نہ ان میں وہ جوش باقی رہ گیا تھا جو اس سے پیشتر تھا اور نہ ان کو اپنے مقتول سپاہیوں کے انتقال کا کچھ خیال تھا۔ برعکس ان کے اسلامی لشکر کا جوش کا وہی ہال تھا۔ ہر فرد بشر کے چہرے پر بشاشت کے آثار نمایاں تھے عورتیں اور لڑکے خوشی سے اپنے زخمیوں کی تیمارداری کر رہے تھے اور جو جگہ دست و پائی تھے وہ شوق جنگ میں بے تاب ہوئے جاتے تھے اس دوسرے دن کی لڑائی کو یوم اغواث کہتے ہیں۔

معمر کے یوم عباس: تیسرے معمر کے کا نام یوم عباس ہے قحطاع نے عساکر اسلامی سے رات ہی کو کہہ رکھا تھا کہ چند رسالے مورچے سے باہر شام کی طرف اسی وقت چلے جائیں اور صبح ہوتے ہی سوسوار گھوڑا اڑاتے ہوئے میدان جنگ میں آئیں۔ اس طرح پے در پے ان سواروں کی فوج آتی رہے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی پہلا رسالہ میدان جنگ میں آیا۔ مسلمانوں نے جوش مسرت سے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور غل پڑ گیا کہ شام سے امدادی فوج آگئی ان کے پیچھے کے ساتھ ہی حملہ ہوا۔ حسن اتفاق سے کہ ابھی رسالہ نہ آنے پایا تھا کہ ہاشم بن عتبہ سات سواروں کو لئے ہوئے آ پہنچے جن کو ابو عبیدہ نے شام سے امداد کی غرض سے بھیجا تھا انہوں نے اپنے ہمراہی سواروں کو ستر ستر آدمیوں پر تقسیم کر کے یکے بعد دیگرے میدان جنگ میں آنے کا حکم دیا۔ صبح سے شام تک تھوڑی دیر کے بعد سواران اسلام کے رسالے یکے بعد دیگرے میدان میں آتے رہے اور ہر ایک کے آنے پر اللہ اکبر کے شور سے سارا میدان گونج اٹھتا تھا اور اہل فارس کی روح فنا ہوئی جاتی تھی۔ پھر عساکر اسلامی نے ان کے قلب پر اس زور سے حملہ کیا کہ صفوں کو بھاڑتے ہوئے یقین تک نکل گئے اور وہاں سے لوٹ کر ان کے مہینہ پر حملہ کیا، رستم نے

جس وقت یہ لڑائی زور و شور سے جاری تھی اس وقت ابو جحش ثقفی مشہور بہادر اور شاعر جو شراب پینے کے جرم میں قید تھا قید خانہ کی کھڑکی سے لڑائی کا تماشا دیکھ رہا تھا جب ضبط نہ ہو سکا بے تاب ہو کر سہلی (سعدی بیوی) سے کہا ”تم مجھ کو خدا کے لئے چھوڑ دو اگر میں زندہ بچ گیا تو پھر واپس آ کر اپنے ہاتھ سے بیڑیاں پہن لوں گا اور اگر مارا گیا تو مجھے دفن کرادینا“ سہلی نے کچھ خیال نہ کیا ابو جحش افسوس کے لہجے میں اشعار پڑھنے لگا جس کے دو شعر نقل کیے جاتے ہیں

و اذنک مشدودا علی و ثاقبا

کفنی احزننا ان تروى الخیل نالقتنا

اس سے بڑھ کر کیا تم ہوگا کہ سوار نیزہ بازی کر رہے ہیں اور میں زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں۔

مصارع من دونی تضم المناذبا

افتمت عسانى الحديد و اغلقت

جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو زنجیراٹھنے نہیں دیتی اور اس طرح دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ کسی کو پکارو تو وہ مٹتا ہی نہیں سہلی کے دل پر ان اشعار کا ایسا اثر پڑا کہ انہوں نے خود آ کر بیڑیاں کاٹ دیں اور خاص سعدی سواری کا گھوڑا ”بلقاء“ نامی دیا ابو جحش سوار ہو کر میدان جنگ میں نکلا اور نیزہ بازی کرتے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر مہینہ پر حملہ کیا۔ پھر گلبرگ کہہ کر ہمسرہ پر ٹوٹ پڑا اور اس زور و شور سے حملہ کیا کہ جس طرف جاتا تھا صف کی صف لٹا دیتا تھا۔ تمام لشکر اس کے مردانہ وار حملے سے متحیر تھا کہ یہ کون جری ہے خود سعدی حیران تھے اور دل ہی دل میں کہتے تھے کہ ”حملے کا انداز تو ابو جحش کا ہے لیکن وہ تو قید ہے اگر وہ قید نہ ہوتا تو میں یہ کہتا کہ ابو جحش ہے اس پر طرفہ تماشا یہ ہے کہ یہ تو میرا گھوڑا بلقاء ہے جب رات ہوئی تو ابو جحش نے میدان جنگ سے واپس آ کر خود ہی بیڑیاں پہن لیں۔ سہلی نے ان سے اس قید کی وجہ دریافت کی۔ ابو جحش نے جواب دیا کہ مجھ کو اور کسی وجہ سے امیر نے قید نہیں کیا میں جاہلیت میں دائم الخمر تھا اور وہ کم بخت عادت اب بھی نہیں چھٹی اگرچہ کوئیں ملتی تو زبان ہی سے اشعار میں کہہ کر زنا اللہ لیتا ہوں“ جب صبح ہوئی اور اس کا تذکرہ سعدی کے رو برد ہونے لگا تو سہلی نے یہ تمام حالات بیان کئے سعدی نے اسی وقت ان کو رہا کر دیا اور کہا ”واللہ مسلمانوں پر جو شخص ایسی جانماری کرے میں اس کو قید نہیں کر سکتا“ ابو جحش نے کہا ”واللہ میں بھی آج سے کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگاؤں گا“۔ چنانچہ ابو جحش نے پھر شراب نہیں پی۔

لڑائی کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کر ہاتھیں کو آگے بڑھانے کا حکم دیا اور اس کے گرد و پیش سواروں کا رسالہ متعین کیا۔

مجاہدین کی یلغار: اگرچہ اس حملہ میں سواران اسلام کے گھوڑے بدک کر بے قابو نہ ہوئے لیکن ان متحرک سیاہ پہاڑیوں نے عساکر اسلام کو غیر مرتب کر دیا۔ جس طرف یہ نکل جاتے تھے دل کا دل پھٹ جاتا تھا۔ سعد نے قحطاع و عاصم کے پاس کہلا بھیجا کہ فیل سفید کو جو تمہارے مقابل ہے مار دو اور جمال و شرحیل کو فریل اجر ب کے ہلاک کرنے پر مقرر کیا۔ قحطاع و عاصم نے تو فیل سفید کو لپک کر ایک ہی وار سے ہلاک کر دیا۔ باقی رہا فیل اجر ب جس کے مارنے پر جمال و شرحیل متعین تھے وہ زخمی ہو کر بھاگا۔ اس کو بھاگتا ہوا دیکھ کر اور ہاتھی بھی اس کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے۔ دم کے دم میں وہ سیاہ بادل بالکل چھٹ گئے لشکر فارس کی صفیں درہم برہم گئیں۔ اسلامی سپاہی بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے لگے اور ان کو حوصلہ آزمائی کا موقع مل گیا۔ عمرو بن معدی کرب، قیس بن کشوح نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ حریف کی صفوں میں بے خوف و خطر گھس جاتے اور نعرہ اللہ اکبر لگاتے، کفار کو مارتے کاٹتے واپس آتے سارا بدن گرد سے اٹا تھا یہ تمام دن خوف و خطر کے اعتبار سے فریقین کے لئے برابر رہا۔ اسلامی لشکر نے میدان جنگ میں اشارے سے نماز ادا کی لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی آفتاب گوشہ مغرب میں چھپ گیا تھا تھوڑی دیر کے لئے فریقین ایک دوسرے سے گویا بے نتیجہ علیحدہ ہو کر ترتیب صفوں میں مصروف ہوئے۔

معمر کہ لیلۃ الہریہ: فریقین صفوں کو مرتب کر کے پھر میدان جنگ میں پہنچے اور مغرب کے بعد سے تمام رات لڑتے رہے اس لڑائی کا نام لیلۃ الہریہ ہے سعد نے لڑائی ہونے سے پہلے طلحہ اور عمرو بن معدی کرب کو خاصہ (نشیبی سکر) کی محافظت پر متعین کیا تھا کہ اس سمت سے ایرانی لشکر حملہ نہ کر سکے لیکن طلحہ اور عمرو بن معدی کرب اپنے سپہ سالار کے حکم پر عامل نہ ہوئے خاصہ میں پہنچ کر مشورہ کیا طلحہ فارس کے لشکر کے پیچھے سے نکلیں کہہ کر آ پڑے کشت و خون کا بازار گرم کر دیا اور عمرو بن معدی کرب نشیبی لشکر پر یلغار کر کے طلحہ سے آٹے اور نہایت تیزی سے لڑائی شروع کر دی سب سے پہلے جس نے امیر لشکر (سعد) کی بلا اجازت لڑائی چھیڑی وہ قحطاع اور ان کی قوم تھی ان کے بعد بنی اسد پھر نضج پھر بھلیہ پھر کندہ نے حملے کئے سعد ہر قبیلے کے حملے کے وقت ((اللھم اغفرلھم و انصرھم)) ”اے اللہ ان کی مغفرت کر اور ان کی مدد کر“ کہتے جاتے تھے۔ سعد نے حکم دیا تھا کہ تیسری نکمیر پر حملہ کیا جائے لیکن لشکر فارس کی طرف سے پہلی ہی نکمیر پر تیر اندازی شروع ہو گئی۔ اس وجہ سے قحطاع اپنی قوم کو لے کر ٹوٹ پڑے پھر ان کی دیکھا دیکھی اور قبائل بھی لڑنے لگے تمام رات قیامت خیز ہنگامہ برپا رہا سوائے

۱۔ عمرو بن معدی کرب باوجود یکہ برہمچوں کے زخموں سے چور چور تھے تاہم کوہ ہاتھ میں تھی اور برابر وار کر رہے تھے اسی اثناء میں ایک ایرانی سواران کے برابر سے نکلا اور اس نے ان پر وار کیا۔ انہوں نے مڑ کر اس کے گھوڑے کی دم پکڑ لی ایرانی نے ہر چند ہمیز کیا لیکن گھوڑے نے جگہ سے حرکت نہ کی۔ آخر سوار اتر کر بھاگا اور یہ گھوڑے کی پیٹھ پر جا بیٹھے اور تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کو لشکر سے باہر آئے پھر جوش مروا گئی سے حریف کی صفوں میں گھس گئے ایرانیوں نے ان کے حملے سے مجبور ہو کر ہاتھی کو آگے بڑھایا اور اس کے دائیں بائیں پیدل فوجیں رکھیں۔ عمرو بن معدی کرب نے گھوڑا چھوڑ دیا پیادہ ہو کر قدم بڑھایا اور اپنے رفیقوں سے کہا ”میں مقابل کے ہاتھی پر حملہ آور ہوتا ہوں تم میرے پیچھے رہنا ورنہ عمرو بن معدی کرب مارا گیا۔ تو پھر عمرو بن معدی کرب نہ پیدا ہوگا“ یہ کہہ کر تلوار نیام سے کھینچی اور ہاتھی پر حملہ کر دیا فارس کی پیدل فوجیں جو اس کے دائیں بائیں تھیں وہ ان پر ٹوٹ پڑیں اور اس قدر غبار اٹھا کہ یہ نظر سے غائب ہو گئے ان کے رفقاء نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور اس بے ہنگامی سے حملہ کیا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے۔

شروع کے کچھ اور سنائی نہ دیتا تھا نہ میدان جنگ سے حضرت سعد و رستم تک کوئی خبر جاتی تھی اور نہ ان کے پاس سے کوئی حکم لڑنے والوں تک پہنچ سکتا تھا۔ پھر حضرت سعد جاتے اور دعا کرتے رہے۔

رستم کا خاتمہ: نصف شب گزر چکی تھی کہ قعقاع کی آواز سنائی دی وہ اپنے ہمراہیوں سے کہہ رہے تھے ”دیکھو سب کے سب سٹ کر قلب پر حملہ کرو اور رستم کو قتل کر دو خریف پر میدان جنگ تنگ ہوا چاہتا ہے“۔ سب لوگ لڑتے لڑتے اگرچہ تھک گئے تھے ہاتھ پاؤں کام نہ دیتے تھے لیکن قعقاع کی اس آواز نے ان میں ایک تازہ روح پھونک دی قعقاع کا آگے بڑھنا تھا کہ دوسرے قبائل کے سرداروں نے اپنی اپنی قوموں کو لاکارا ”بہادر واللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ تم سے آگے بڑھنے نہ پائیں“ میدان جنگ میں از سر نو لڑائی کی آگ مشتعل ہو گئی سواروں نے گھوڑے چھوڑ دیئے پیادوں نے تلواریں کھینچ لیں اور بے جگری کے ساتھ لڑنے لگے قعقاع اور ان کے رکاب کی فوج صف اعدا کو پھاڑتی ہوئی رستم کے تحت تک پہنچ گئی۔ رستم اس وقت مکہ متیق میں تخت پر بیٹھا ہوا اپنی فوج کو لڑا رہا تھا۔ تخت سے اتر کر لڑنے لگا جب زخموں سے چور ہوا تو بھاگ کھڑا ہوا ہلال نے تعاقب کیا قریب پہنچ کر اس زور سے برچھمارا کہ رستم کی کمر ٹوٹ گئی۔ رستم گھبرا کر ایک گڑھے میں گر پڑا ہلال بھی کود پڑے ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹ لائے اور تلوار کھینچ کر اس کا کام تمام کر دیا پھر تخت پر چڑھ کر پکارا اٹھے ((قلنت رستم بوب السکعبہ)) ”رب کعبہ کی قسم ہے میں نے رستم کو مار ڈالا“ اس آواز کو سنتے ہی اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا لشکر فارس کے ہوش و حواس جاتے رہے ”یمنہ“ میسرہ قلب بھاگ نکلے۔ بعض نے کہا کہ جب ہلال نے رستم کا تعاقب کیا تو اتفاق سے سامنے ایک نہر آ گئی۔ رستم اس میں کود پڑا کہ تیر کر نکل جائے۔ ساتھ ہی ہلال بھی کود پڑے ٹانگیں پکڑ کر باہر گھسیٹ لائے تلوار سے کام تمام کر کے لاش کو خچر کے پاؤں میں باندھ دیا اور اس کے تحت پر چڑھ کر جوش مسرت سے بول اٹھے ”میں نے رستم کا کام تمام کر دیا“۔

آئین پوش دستہ: رستم کے قتل ہوتے ہی لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ جالینوس نے ان کے روکنے اور لڑائی جاری رکھنے کی کوشش لیکن بے سود تھی۔ باقی رہا فارس کا وہ رسالہ جو سر تا پا لوہے میں غرق تھا وہ میدان جنگ میں لڑ رہا تھا۔ قبیلہ حمیصہ نے ان پر حملہ کر دیا لیکن تلواریں زور ہوں سے اچٹ اچٹ کر رہ گئیں مجبور ہو کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا سردار نے لاکارا ”نیرودا زماؤں نے جواب دیا تلواریں کام نہیں دیتیں“ سردار نے غصے میں آ کر ایک سوار پر اس زور سے برچھے کا وار کیا اس کی کمر ٹوٹ گئی اوندھانہ کے بل گر پڑا یہ دیکھ کر اوروں کو بھی جرأت ہوئی اور کمال مردانگی سے لڑ کر سب کو خاک و خون پر موت کی نیند سلا دیا۔ تیس ہزار میں یہ مشکل تیس سواروں نے اپنی جان بچائی۔

جالینوس کا قتل: ضرار بن الخطاب نے ایرانیوں کا نشان و دش کاویائی لوٹ لیا جس کے عوض میں انہوں نے تیس ہزار دینار پائے اور وہ درحقیقت دو لاکھ دس ہزار کی مالیت کا تھا۔ جنگ ہائے سابق کے علاوہ اس معرکے میں لشکر فارس کے دس ہزار سپاہی کام آئے اور اسلامی لشکر کے چھ ہزار نے جام شہادت نوش کیا اس معرکے سے قبل ڈھائی ہزار مسلمان جنگ سابق میں شہید ہو چکے تھے۔ شہداء جنگ کے دفن کرنے کے بعد مال غنیمت اور آلات حرب اس قدر جمع ہوئے کہ اس سے پیشتر اور نہ اس کے بعد اس قدر جمع ہوئے سعد نے رستم کا سامان ہلال بن علقمہ کو دیا اور قعقاع اور شریحیل کو تعاقب کے لئے روانہ کیا۔ ان کے پہلے زہرہ بن حیوۃ ایک دستہ لے کر لشکر فارس کے منہزم گروہ کے پیچھے نکل چکے تھے۔ جالینوس مقام حرازہ میں منہزموں

کو جمع کر رہا تھا۔ اس اثناء میں زہرہ نے پہنچ کر حملہ کر دیا۔ سب کو مع جالینوس کے قتل کر ڈالا اور جالینوس کا اسباب لے لیا۔ یہ اسباب بہت قیمتی اور کثیر تھا اس لئے امیر لشکر سعدؓ نے زہرہ کو دینے میں تامل کیا۔ دربار خلافت سے استفسار کیا فاروق اعظمؓ نے لکھ بھیجا ”ابھی لڑائی کا خاتمہ نہیں ہوا زہرہ نے بہت بڑا کام کیا ہے اس کی دل شکنی نہ کی جائے علاوہ جالینوس کے سباب کے اس کو اس کے ہمراہیوں کو پانچ پانچ سو دینار اور دو“۔

ایرانیوں کی پسپائی: ہزیمت کے بعد سلیمان بن ربیعہ باہلی اور عبدالرحمن بن ربیعہ فارس کے ایک دستہ فوج سے جا بھڑے۔ جس نے خاتمہ جنگ پر پسپا ہو کر نہ بھاگے اور میدان جنگ میں مرجانے کی قسم کھائی تھی۔ چنانچہ عبدالرحمن نے وہیں ان سب کو ڈھیر کر دیا۔ ایرانیوں کے لشکر کے فرار ہونے پر ایران کے تیس سردار میدان جنگ میں ثابت قدمی سے لڑتے رہے جن کے مقابلے میں اسلامی لشکر سے تیس سوار نکلے اور دم بھر میں ان سب کو قتل کر کے میدان کو کھالوں سے صاف کر دیا۔ سرداران ایران کے بھاگنے والوں میں ہرمزان، ابودوزاد بن بھیس، قارن وغیرہ تھے۔ استقلال کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہر کر لڑنے والوں میں شہیر یار بن کبار، قروان، ابوازی، خسرو شتوم، ہدانی، ابن الہرید وغیرہ تھے ان لوگوں نے بھگدڑ مچنے پر بھی نہایت ثابت قدمی سے جم کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور میدان جنگ میں مرادانہ وار جان دی۔

قاصد اور خلیفہ ثانی: حضرت سعدؓ نے فاروق اعظمؓ کو فتح کی خوشخبری لکھی اور شہداء عساکر اسلامیہ نام بنام لکھے۔ عمر فاروقؓ کا یہ حال تھا کہ جس دن سے جنگ قادیسیہ شروع ہوئی تھی صبح ہوتے ہی مدینہ سے باہر نکل جاتے تھے اور دوپہر ڈھلے تک قاصد کا انتظار کرتے تھے۔ معمول کے موافق ایک دن مدینہ کے باہر کھڑے ہوئے قاصد کے انتظار میں چشم براہ تھے دور سے ایک شتر سوار نظر آیا۔ فاروقؓ اعظمؓ فرط شوق سے بے تاب ہو کر مفصل حال دریافت کرنے لگے قاصد نے کہنا شروع کیا ”اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی۔ اس قدر مشرکین معرکہ جنگ میں مارے گئے اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا“۔ خاتمہ جنگ کے بعد لشکر اسلام

۱۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ شتر سوار کی رکاب پکڑے ہوئے عمر فاروقؓ دوڑتے جاتے تھے اور برابر حالات پوچھتے جاتے تھے جب مدینہ میں پہنچے تو شتر سوار نے دیکھا کہ جو لوگ ملتے ہیں وہ ان کو امیر المؤمنین کہہ کر پکارتے ہیں خوف سے کانپ اٹھا اور کہا کہ ”حضرت نے مجھے اپنا نام کیوں نہ بتایا مجھ سے بہت بڑی گستاخی ہوئی“۔ فاروق اعظمؓ نے کہا ”بھائی کوئی حرج نہیں تم سلسلہ کلام منقطع نہ کرو“ چنانچہ اسی طرح اس کے ساتھ ساتھ مکان تک آئے ایک مجمع عام میں فتح کی خوشخبری سنائی اور ایک نہایت پر اثر تقریر کی جس کا آخری فقرہ یہ تھا ”بھائیوں میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو اپنا غلام بناؤں میں خود اللہ تعالیٰ کا غلام ہوں البتہ خلافت کا بار میرے سر پر ہے اگر میں اس طرح پر تمہارا کام کروں کہ تم لوگ آرام سے اپنے مکانوں میں سوؤ تو میری خوش نصیبی ہے اور اگر میری یہ خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر حاضر ہو تو میری بدبختی ہے میں تم کو تعلیم دیتا ہوں۔ قول سے نہیں بلکہ عمل سے“۔

۲۔ اس معرکہ میں مجملہ اور عورتوں کے خضاء عرب کی مشہور شاعرہ بھی شریک تھی اور اس کے چاروں لڑکے لڑنے کو آئے تھے لڑائی شروع ہونے پر اپنے بیٹوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگی ”وَلَمَّا تَبَّ بِلَادِکُمْ تَفَحَّکُمْ السَّنَةُ تَمَّ حَتْمُکُمْ عَمَّوْرَہُ کَبِیْرَہُ تَوَضَّعْتُمْوْہَا بَیْنَ اَیْدِیْ اَہْلِ فَارَسی وَاَللّٰہُ اَنْتُمْ بَنُو رَحْلِ وَاَحَدُکُمْ اَنْتُمْ بَنُو اَمْرَہُ وَاَتَّخَذَہُ مَاخَنَتْ اَبَاکُمْ وَلَا فَضَحَتْ لَکُمْ اَنْتُمْ لَقِیْتُمْوْہَا اَوَّلَ الْفِتَالِ وَاَخْرَہُ“ یعنی ”عزیز بیٹو تم اپنے ملک پر بھاری نہ تھے اور نہ تم پر قہر پڑا تھا باوجود اس کے تم نے اپنی بڑھی ماں کو یہاں لاکر فارس کے آگے ڈال دیا اللہ کی قسم تم ایک باپ کی اولاد ہو جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو میں نے تمہارے باپ سے بدویا نہیں کی اور نہ تمہارے ماموں کو فضیحت کیا جاؤ اخیر تک لڑو۔

یہ سنتے ہی اس کے بیٹوں نے ایک ساتھ باگیں اٹھا لیں اور دشمن پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑے جب خطرے اور مجمل ہوئے تو خضاء نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا ”اے اللہ میرے بیٹوں کو بچانا“ کتاب الاغانی میں لکھا ہے کہ خضاء کو اصناف شعر میں سے مرغیہ گوئی میں بہت بڑا کمال تھا بازا رکھا تھا اس کے خیمے کے دروازے پر ایک علم نصب کیا جاتا تھا جس پر لکھا ہوتا مرقی العرب یعنی تمام عرب سے اچھی مرثیہ گو۔

بانتظار صدور احکام دربار خلافت قادیسیہ میں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ دربار خلافت سے وہیں قیام کرنے کا فرمان صادر ہوا۔ جنگ قادیسیہ ۱۲ھ میں بعض کہتے ہیں کہ ۱۵ھ میں اور ایک روایت کے مطابق ۱۶ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

بابل پر قبضہ: اہل فارس نے قادیسیہ سے بھاگ کر بابل میں قیام کیا بابل ایک محفوظ اور مستحکم مقام تھا۔ یہاں پر ان کے نامور سرداروں میں سے تھیرخان، مہران، ابوازی، ہرمزان وغیرہ موجود تھے ان لوگوں نے دوبارہ سامان جنگ مہیا کر کے فیروزان کو لشکر کا سردار مقرر کیا۔ سعد فتح کے بعد دو مہینہ تک قادیسیہ میں انتظام کی غرض سے ٹھہرے رہے۔ پھر حسب الحکم فاروق اعظم اہل و عیال کو ایک کثیر التعداد فوج کی حفاظت میں مقام عتیق میں چھوڑ کر مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ مقدمۃ الجیش میں زہرہ بن حیوۃ، شریل بن السمط اور عبداللہ بن المستنیر کو متعین کر کے روانہ کیا۔ مقام رستن (برس) میں بصری سے ٹکرائے ہوئے۔ بصری معرکہ جنگ میں زخم کھا کر بابل کی طرف بھاگا۔ برس کے رئیس (بسطام) نے حاضر ہو کر زہرہ سے صلح کر لی۔ موقع بہ موقع جا بجا پل تیار کروائے جس سے اسلامی لشکر بہ آسانی بابل تک پہنچ گیا۔ فیروزان نے بابل سے نکل کر مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں مع ان لوگوں کے جو بابل میں تھے بھاگ نکلا سعد نے بابل پر قبضہ کر لیا۔

مدائن کی قلعہ بندی: فارس کی فوجیں بابل سے بھاگنے کے بعد چند گروہ میں منقسم ہو گئیں کچھ تو ہرمزان کے ساتھ ابوازی میں جا پہنچیں۔ فوج کا ایک حصہ فیروزان کے ہمراہ نہادند کی طرف چلا گیا جہاں پر کسریٰ کا خزانہ تھا اور ایک گروہ کو تخرخان و مہران لے کر مدائن کی طرف چلے گئے۔ اثناء راہ میں جتنے پل تھے سب کو توڑ ڈالا اور شہر کی چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔

اہل سباباط کی اطاعت: سعد نے بابل سے کوچ کیا اور مقدمۃ الجیش پر زہرہ کو مامور کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ زہرہ کبیر بن عبداللہ لیشی اور کثیر بن شہاب سمعی راستہ صاف کرتے ہوئے کوئی پہنچے جہاں کہ شہر یار ایرانیوں کا ایک مشہور رئیس زادہ موجود تھا، شہر یار نے کوئی سے نکل کر زہرہ کا مقابلہ کیا۔ اثنائے جنگ میں شہر یار مارا گیا اور اس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ اس عرصہ میں سپہ سالار لشکر اسلام بھی آگئے اور انہوں نے شہر یار کے قاتل کو اس کا

۱۔ کوئی ایک مشہور تاریخی مقام ہے۔ مروی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہیں قید کیا تھا اس وقت قید خانے کی جگہ محفوظ تھی۔ سعد دیکھنے گئے اور درود پڑھ کر یہ آیت پڑھی ﴿فلک الايام نداد لها بين الناس﴾

۲۔ جس وقت زہرہ کوئی کے قریب پہنچے اور شہر یار کو زہرہ کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اس نے کوئی سے نکل کر میدان جنگ میں آ کر پکارا "جو بہادر تمام لشکر میں منتخب ہو میرے مقابلہ پر آئے" زہرہ نے جواب دیا "میں خود تیرے مقابلے پر آنے کو تھا لیکن تیرا یہ دعویٰ ہے تو تیری سرکوبی کو کوئی معمولی شخص جانتے گا" یہ کہہ کر ابوجناہ نایل بن حشم اعرج کو اشارہ کیا گھوڑا کد کر میدان میں پہنچے شہر یار نے ان کو کمر و خیال کر کے تیز ہاتھ سے چھیک دیا۔ ان کی گردن میں ہاتھ ڈال کر زور سے کھینچا اور زمین پر گرا کر سینے پر چڑھ بیٹھا اتفاق سے نایل کے منہ میں شہر یار کا انگوٹھا آ گیا نایل نے اس زور سے کاٹا کہ شہر یار تھلا گیا۔ نایل پلٹ کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور اس کی کمر سے خنجر نکال کر پیٹ میں بھونک دیا۔ شہر یار کے مارے جانے پر ایرانی فوجیں جو اس کے رکاب میں تھیں بھاگ نکلیں۔ نایل نے شہر یار کی زہرہ اور پوشاک اتاری۔ اسلحہ لئے لئے سعد نے یہ دیکھ کر نایل کو حکم دیا کہ وہی لباس پہن کر اور اسلحہ سجا کر آئیں۔ چنانچہ نایل شہر یار کی رزق برق پوشاک اور اسلحہ سے آراستہ ہو کر مجمع عام میں آئے۔ عرب کی سادہ لوح فوج انہیں دیکھ دیکھ کر سوائے اللہ اکبر کے اور کچھ نہ کہتی تھیں۔

اسباب دے دیا اس کے بعد زہرہ سباط کی طرف بڑھے۔ اہل سباط نے زہرہ سے جزیہ دے کر صلح کر لی اور زہرہ نے رسالہ کسریٰ کو شکست دی۔

بہرہ شیر کا محاصرہ: کل اسلامی فوجیں مدائن کے قریب بہرہ شیر میں جمع ہوئیں جب مسلمانوں نے ایوان شامی کو دیکھا تو جوش مسرت سے تکبیر کے نعرے بلند کئے خوش ہو ہو کر ایک دوسرے سے کہنے لگا: ((هذا ایض کسریٰ ما وعد اللہ)) ”یہ کسریٰ کا محل ایض ہے یہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے“۔ ذی الحجہ ۱۵ھ کو لشکر اسلام نے اس مقام پر پڑاؤ کیا تھا اور تین مہینے کے محاصرے کے بعد اس کو فتح کیا۔ اثناء محاصرے میں اسلامی سواروں نے اطراف و جوانب سے ہزاروں آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ فاروق اعظمؓ نے لکھا تھا کہ جو شخص جزیہ دینا قبول کرے یا ہتھیار ڈال دے یا لڑتے ہوئے بیٹھ جائے تو اس کو امان دے دینا اور جو شخص بھاگے اور اس کو گرفتار کر دو تو اس کی بابت تم کو اختیار ہے، ”غربی دجلہ کے گل دہقان اور اہل سواد مسلمانوں کی امان میں آ گئے اور ان کی حکومت کو تسلیم کر لیا باقی رہ گیا بہرہ شیر اس کا محاصرہ کئے رہے موقع موقع سے مخفیہ نصب کر کے سنگ باری کرتے تھے مختلف مقامات کو ایرانیوں نے چھین لیا تھا۔

زہرہ کی شہادت: ایک روز انہیں میں سے ایک مرزبان جس کا دیو کا ساتن و توش تھا نکل کر میدان میں آیا اور شیر کی طرح دھاڑ کر کہنے لگا ”تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو میرے مقابلے پر آئے“ زہرہ یہ سنتے ہی صف لشکر سے نکل کر میدان میں آئے پہلے دونوں میں نیزہ بازی ہوتی رہی۔ پھر ایرانی مرزبان نے نیزہ پھینک کر تلوار کھینچ لی زہرہ نے بھی اس پر تلوار چلائی تھوڑی دیر تک تلوار چلتی رہی جب اس سے بھی مرزبان عہدہ برداشت نہ ہوا تو کندھے سے کمان اتار کر تیر برسانے لگا اور زہرہ نے بڑھ بڑھ کر وار کرنے شروع کر دیئے اور انجام لڑتے لڑتے زہرہ شہید ہو گئے اور وہ مرزبان بھی اسی مقام پر انہیں کے ہاتھوں

۱۔ بہرہ شیر پایہ تخت مدائن کے قریب ایک مقام تھا جہاں پر ایک شاہی رسالہ رہتا تھا یہ ہر روز صبح کو قسم کھاتا تھا کہ ہمارے جیتے جی سلطنت فارس پر زوال نہ آنے پائے گا“ یہاں ایک شیر پلا ہوا تھا جو کسریٰ سے بے حد مانوس تھا اور عجیب نہیں کہ اسی مناسبت سے اس مقام کو بہرہ شیر کہتے ہوں جب اسلامی فوجیں اس کے قریب پہنچیں تو وہ ٹپ کر نکلا۔ ہاشم ابن عتبہ نے جو ہر اول کے افسر تھے اس صفائی سے تلوار کا دار کیا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو کر رہ گیا۔ سعدؓ نے اس دلاوری پر ان کی پیشانی چوم لی اور ہاشم نے جوش مسرت سے سعدؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ پھر سعدؓ تین مہینے تک اور بروایت دیگر دو مہینے تک بہرہ شیر کا محاصرہ کئے رہے اہل فارس کبھی کبھی قلعہ سے نکل کر مسلمانوں سے جنگ کرتے تھے اور اسلام لشکر ان پر پنجیقوں سے پتھر برساتا تھا۔ مسلمانوں نے قلعہ کے فضیلوں کے منہدم کرنے کو بیس مخفیہ نصب کی تھیں گرد و نواح کے تقریباً کل رئیسوں نے حاضر ہو کر جزیہ دینا قبول کر لیا تھا۔ لیکن شہر پر کسی طرح قبضہ نہ ملتا تھا۔ ایک روز ایرانیوں نے طول حصار سے گھبرا کر مرنے پر تمہیں کھائیں اور سر فرود شائد قلعہ سے تیر برساتے ہوئے نکلے مسلمانوں نے بھی برابر کا جواب دینا شروع کیا۔ زہرہ جو ایک مشہور سوار اور نامی افسر تھے اور اکثر معرکوں میں سب سے آگے رہتے تھے ان کی زہرہ بوسیدہ چکی کہیں سے اس کی کڑیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ لوگوں نے کہا ”زہرہ تبدیل کر کے دوسری پہن لیجئے“ زہرہ بولے ”میری یہ قسمت کہاں ہے کہ دشمن کا تیر سب کو چھوڑ کر مجھے آگے“ اتفاق ایسا ہوا کہ سب سے پہلے مسلمانوں میں انہیں کو تیر لگا لوگوں نے دوڑ کر نکالنے کا قصد کیا تو انہوں نے کہا کہ ”جب تک یہ تیر میرے بدن میں ہے اسی وقت تک میں زندہ ہوں مجھے اسی حالت میں رہنے دو شاید وہ ایک دشمن کو مار کر مروں“۔ چنانچہ اسی حالت میں حملہ کرتے ہوئے بڑھے اور شیر یازہ صطر کے رئیس کو ایک ہی وار سے ختم کر دیا اور خود زمین پر گر کر انتقال کر گئے۔ اس کے بعد ایرانیوں نے تھوڑی دیر تک لڑ کر بھاگنا شروع کر دیا اور شہر والوں نے صلح کا پرچم اڑایا۔

سے مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ زہرہؓ کو شیب خارجی نے زمانہ حجاج بن یوسف میں شہید کیا ہے۔

دجلہ عبور کرنے کا واقعہ۔ الغرض جب اہل بہرہ شیر کو محاصرے کی شدت و طوالت سے غلہ اور سامان جنگ کی کمی محسوس ہوئی اور ان میں لڑائی اور مقابلے کی قوت باقی نہ رہی تو انہوں نے شہر چھوڑ دیا۔ اسلامی لشکر جب بڑھتا ہوا شہر کے قریب پہنچا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص سوار ہو کر شہر پناہ کے دروازے پر گیا۔ دور سے ایک آدمی دکھائی دیا جو اشارے سے کہہ رہا تھا کہ ”شہر میں اب کوئی متنفس باقی نہیں ہے۔ سب کے سب اس شہر کی طرف چلے گئے جہاں ایوان شاہی ہے۔“ سعدؓ فوج اسلام بہرہ شیر میں داخل ہوئے۔ بہرہ شیر اور مدائن میں صرف دجلہ حائل تھا۔ سعدؓ نے بہرہ شیر سے آگے بڑھنے کا قصد کیا لیکن دجلہ کو حائل دیکھ کر رک گئے ایرانیوں نے پہلے سے جہاں جہاں پل بندھے تھے انہیں توڑ کر بیکار کر ڈالا تھا۔ دجلہ کے کنارے دور دور نظر دوڑانے پر بھی کسی کشتی کا پتہ نہ چلتا تھا۔ کچھ وقت سعدؓ دریا عبور کرنے کی فکر میں دجلے کے کنارے پڑاؤ ڈالے پڑے رہے۔ اس عرصہ میں ایک جاسوس نے آ کر کہا کہ ”تم دجلہ کے کنارے ہی پڑے رہو گے تم پر تیسرا دن نہ آئے گا کہ بڑا گرد آمدن کا کل ماں و اسباب اور خزانہ لے کر کسی طرف چلا جائے گا۔“

سعدؓ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور بعد حمد و نعت کے لوگوں سے مخاطب ہو کر دجلہ کو عبور کرنے کی ترغیب دی اور پکار کر کہا ”کون ایسا بہادر ہے جو عبور کے وقت لشکر کی حفاظت کرے“ عاصم بن عمر نے جواب دیا ”میں ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لئے پیدا کیا ہے“ یہ کہہ کر چھ سو تیر اندازوں کو لے کر بلند مقام پر دجلے کے کنارے جا بیٹھے اور سعدؓ نے ((نستعین باللہ و نتوکل علیہ حسبنا و نعم الوکیل و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)) پڑھ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا اور ان کی دیکھا دیکھی اور لوگوں نے بھی مردانگی سے گھوڑے دریا میں ڈال دیے۔ دریا اگرچہ نہایت زخار و موج تھا لیکن ان کی ہمت و استقلال کا یہ حال تھا کہ موجیں گھوڑوں سے آ کر ٹکراتی تھیں اور سواران اسلام رکاب سے رکاب ملائے باتیں کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ ذرہ بھر بھی طبیعتوں میں اضطراب نہ تھا اور یمن و یسار کی ترتیب میں مطلقاً فرق آیا۔ ایرانی یہ حیرت انگیز تماشہ دیکھ کر متحیر تھے۔ جب عساکر اسلامی نصف دریا سے زیادہ عبور کر آیا تو ان سے سپہ سالار خرزاد نے تیر اندازوں کو تیر برسانے کا حکم دیا جس کا ترکی یہ ترکی جواب اس طرف سے عاصم نے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ایرانی تیر انداز مسلمانوں کے جوش سیلاب کو نہ روک سکے تو پھر یہیم تیرا جل کے نشانے سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

مدائن کی فتح۔ اس اثناء میں سعدؓ مع اپنے ہمراہیوں کے دجلہ کے کنارے پہنچ گئے اور ایرانی تیر اندازوں پر حملہ کر دیا۔

سعدؓ نے اس وقت جو تقریر کی تھی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسے بہادر و انتہا ذی دھن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر اب دریا کے دامن میں پناہ لی ہے تم جب تک اس کو نہ عبور کرو گے اس وقت تک تم اس پر کامیابی نہ حاصل کر سکو گے۔ اگر یہ ہم بھی سر کر لو تو پھر مطلع صاف ہے کشتیوں کا انتظار کرو گے تو ایک زمانہ گزر جائے گا کیا تمہارے جوش نے تم میں اس قدر استقلال نہیں پیدا کیا کہ تم اللہ کا نام لے کر اس دریا کو عبور نہ کر جاؤ۔ ہماری یہ رائے ہے کہ اس سے پہلے کے دنیا تم کو اپنے گرداب میں لے اپنے دشمنوں سے پیٹ لو۔ میں نے اللہ کے بھروسہ پر اس دریا کو عبور کرنے کا قصد کیا ہے۔ لوگوں نے یہ تقریر سن کر ایک زبان ہو کر کہا ”چلو اللہ کے نام پر اللہ تعالیٰ تمہارے ارادوں میں تم کو کامیاب کرے گا۔“

ایرانی کمال بے سروسامانی سے مدائن چھوڑ کر حلوان کی طرف بھاگے۔ یزدگرد نے اپنی حرم اور خاندان شاہی کو اس سے پہلے ہی جس قدر مال و اسباب اٹھا سکتا تھا اٹھا کر روانہ کر دیا تھا۔ جب اس نے یہ خبر سنی تو خود بھی مدائن چھوڑ کر نکل گیا، بایں ہمد مدائن میں کپڑے اسباب قیمتی ظروف اور سامان آرائش اس قدر تھا کہ جس کی قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا، خزانہ شاہی میں تین ہزار گائے کی کھالیں دینار سرخ سے بھری ہوئی ملیں۔ جس کو رستم قادیسیہ جاتے وقت چھوڑ گیا تھا اور اس قدر مصارف فوج کے لئے اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔

قصر ابیض: اسلامی فوجیں جوق در جوق شہر میں داخل ہوئیں اہل شہر نے قصر ابیض میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لئے اور اس کے بعد جزیرہ دے کر اپنے کو بچا لیا۔ سعد جب قصر ابیض میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا دل پر ایک عبرت سی چھا گئی بے اختیار یہ آیتیں زبان سے نکلیں:

﴿کم ترکوا من جنات و عیون و ذروع و مقام کرم و نصۃ کانوا فیہا فاکھین کذلک و اور ثاھا قوماً اخرین﴾

پھر وہیں ایک سلام سے آٹھ رکعتیں صلوٰۃ الفتح پڑھیں بجائے تخت مہر نصب کر لیا، نماز جمعہ اسی ایوان میں ادا کی (یہ پہلا جمعہ تھا جو عراق میں پڑھا گیا) ایوان شاہی میں جس قدر تصویریں تھیں ان کو بحالہ قائم رکھا ایک کو بھی ان میں سے نہیں ہٹایا چونکہ قیام کا قصد ہو گیا تھا اس وجہ سے قصر نہیں کیا۔ زہرہ بن حیوہ کو ایرانیوں کے تعاقب میں نہروان کی طرف روانہ کیا۔

مال غنیمت: مال غنیمت کے جمع کرنے پر عمرو بن عمرو بن مقرن اور تقسیم پر سلیمان بن ربیعہ باہلی مامور کئے گئے۔ چنانچہ قصر ابیض اور ایوان شاہی میں جو کچھ تھا وہ اور جو مال و اسباب اہل مدائن اس بھکڑے میں لوٹے ہوئے لئے جاتے تھے سب کو یک جا مجتمع کیا۔ کسریٰ کا شاہی ملبوس تاج زرنگار اور زرہ جس کو کسریٰ فخر و مباہات کے وقت پہنتا تھا۔ یہ سب بھگڑوں سے چھینا گیا تھا۔ ایوان شاہی کے خزانے اور عجائب خانے میں خاقان یحییٰ، قیصر روم، داہر یا شاہ ہند، بہرام گور یا خوش، نعمان بن منذر کے خود اور ان کی زریں اور تلواریں تھیں۔ کسریٰ ہر مژدہ و فیروز کی تلواریں اور خنجر تھے۔ ان سب نادرات اور یادگار شہنشاہان فارس کو قحطی نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کیا تھا۔ سعد نے ان کو اجازت دی کہ تلواریں میں سے جس تلواریں کو چاہیں لے لیں۔

۱۔ ابن خلدون نے قطار لکھا ہے۔ قطار ایک پوست گاؤ پر از زر کو کہتے ہیں۔ معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ ایک قطار ایک ہزار دو سو اوقیہ کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ پونے چار تولہ کا ہوتا ہے بعض نے لکھا ہے کہ ایک سو بیس رطل کا ایک قطار ہوتا ہے اور ایک رطل ساڑھے ستیٹس تولے کا۔

۲۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت اسلامی لشکر مدائن میں داخل ہوا ایک ہلکے سا چمک گیا قصر ابیض اور اس کے عجائب خانے سے جس کے ہاتھ جو چیز گئی اس کو لئے وہ بھاگ جاتا تھا۔ اتفاق سے عصمت بن خالد صلی ایک غیر معمولی راستے سے ہو کر گزرے دیکھا کہ دو شخص دو گدھوں پر کچھ اسباب بار کئے ہوئے تیزی سے قدم اٹھائے چلے جا رہے تھے۔ عصمت نے لپک کر ایک پر تلوار چلائی تو وہ اسی مقام پر ٹھٹھا ہو گیا۔ دوسرا یہ واقعہ دیکھ کر گدھوں کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا عصمت بن خالد ان گدھوں کو عمرو بن مقرن کے پاس لائے جو مال غنیمت کے جمع کرنے پر مامور تھے اسباب اتار گیا تو اس میں قیمتی قیمتی اور جو بہ چیزیں نکلیں۔ سونے کا ایک گھوڑا جس پر چاندی کا زین کسا ہوا تھا یا قوت و زمر داس کے سینے اور پیشانی پر بڑے ہوئے تھے سوار چاندی کا تھا لیکن جواہرات سے لدا ہوا تھا اور چاندی کی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کی پالان تھی۔ بیش قیمت یا قوت و ہیرے اس کی مہار میں تھے اس کا سوار بھی سونے کا تھا اور سر سے پاؤں تک جواہرات سے مرصع تھا۔

قتحاع نے قیصر روم ہرقل کی تلوار اٹھالی اور سعدؓ نے اپنی طرف سے بہرام گور کی زرہ ان کو مرحمت فرمائی۔

مال غنیمت کی تقسیم: مال غنیمت سے حسب دستور خمس نکال کر دربار خلافت بھیجا گیا۔ کسریٰ اور نعمان کی تلواریں، نو شیر وال کا تاج، بادشاہوں کے پہننے کے زر نگار کپڑے، فروش اور قدیم یادگاروں کے دیکھنے کو بچسہ روانہ کر دیں۔ بعد ازاں مال غنیمت ساٹھ ہزار لشکریوں میں تقسیم کیا گیا ہر سوار کو بارہ بارہ ہزار ملے۔ یہ کل فوجیں سواروں کی تھیں پیادہ ان میں کوئی نہ تھا ایوان شاہی کا سامان لوگوں میں تقسیم کر کے اہل و عیال کو تفتیق سے بلوا کر اسی ایوان میں ٹھہرایا اور یہیں ان کو مقیم رکھا جب تک جلولا، حلوان، تکریت اور موصل فتح نہ ہو لیا۔

نادر اشیاء اور فرش نو بہار: سعدؓ نے علاوہ خمس کے جو چیزیں دربار خلافت میں بھیجی تھیں ان میں ہزار ہا نادر اشیاء و عجائبات روزگار اسباب تھے۔ کسریٰ کا فرش جو نو بہار کے نام سے موسوم اور نوے گز لمبا اور ساٹھ گز چوڑا تھا۔ مسلم بھیج دیا گیا پھول چٹاں، درخت، نہریں، تصویریں، غنچے، سونے چاندی کے تار اور جواہرات سے بنائے گئے تھے۔ شاہان فارس ایام گرمی میں جب کہ بہار کا زمانہ منقشی ہو جاتا تھا اس فرش پر بیٹھ کر شراب نوشی کرتے تھے جب یہ چیزیں مدینہ میں پہنچیں اور عامۃ المسلمین کے سامنے لائی گئیں تو دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ اسباب کو فاروق اعظمؓ نے لوگوں میں تقسیم کر دیا فرش نو بہار کی نسبت ان کا منشاء تھا کہ تقسیم نہ کیا جائے اور چند لوگوں نے بھی عند الاستفسار یہی رائے ظاہر کی لیکن حضرت علی مرتضیٰ کی رائے اس کی تقسیم کی ہوئی چنانچہ اس کو بھی کاٹ کاٹ کر لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ علی مرتضیٰ کے حصہ میں اس کا جو ٹکڑا آیا تھا اس کو انہوں نے تیس ہزار میں فروخت کیا۔ حالانکہ وہ نفیس ٹکڑوں میں سے نہ تھا۔

جنگ جلولا: اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو ان کے کل مفتوحات پر نماز اور جنگ کا متولی مقرر کیا۔ حدیقہ بن الیمان ساحل فرات کے خراج پر اور عثمان بن حنیف کنارہ دجلہ کے شہروں کے خراج وصول کرنے پر مامور کئے گئے۔ ایرانی مدائن سے بھاگ کر جلولا میں پناہ گزیں ہوئے اور جنگ کی تیاریاں کرنے لگے اور آذربائیجان، باب اور حیل سے مدد طلب کر کے ایک عظیم الشان فوج مرتب کی، مہران رازی کو اپنا سرگروہ بنایا۔ شہر کے چاروں طرف خندقیں کھدوائیں، راستوں اور گزرگاہوں پر لوہے کے گوکھر و بچھوادیئے۔ یزدگردان دونوں حلوان میں تھا۔ سعدؓ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے فاروق اعظمؓ کو اس سے آگاہ کیا۔ فاروق اعظمؓ نے لکھ بھیجا ”تمیں جزائر کی جمعیت ہاشم بن عقبہ کو ایرانیوں کے مقابلہ پر روانہ کرو۔ مقدمۃ الجیش پر قتحاع کو سواد اور حیل کے درمیانی شہروں کی حکومت دو“۔

جلولا کا محاصرہ: ہاشم اپنے لشکر جبار کو مدائن سے لے کر روانہ ہوئے چوتھے دن جلولا پہنچ کر محاصرہ کیا۔ اسی روز تک گھیرے رہے۔ انشاء محاصرہ میں وقتاً فوقتاً ایرانی نکل نکل کر مقابلہ کرتے رہے۔ آخری لڑائی سب لڑائیوں سے زیادہ خطرناک اور لیلیۃ الہریرہ سے کہیں بڑھی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس روز اس زور و شور سے آندھی چلی کہ اندھیرا ہو گیا۔ فارس کا لشکر مجبور ہو کر پیچھے ہٹا لیکن گردوغبار کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا ہزاروں سوار خندق میں گر کر مر گئے۔ اہل فارس نے خندق کے مختلف مقامات کو پاٹ پاٹ کر راستہ بنالیا اور اپنے بچاؤ کے لئے خود اپنے قلعہ کو خراب کر ڈالا۔ مسلمانوں کو یہ خبر

ہوئی تو انہوں نے پھر کمر بن باندھ لیں۔ دونوں حریف میدان جنگ میں دل توڑ کر لڑتے رہے۔ ایرانی لشکر مسلمانوں کو روک رہا تھا لیکن قعقاع جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے کمال مردانگی سے بڑھے جاتے تھے۔

جلولہ کی فتح: چنانچہ قعقاع اسی پٹے ہوئے راستے سے گزر کر قلعہ کے دروازے تک پہنچ گئے۔ لوگوں میں یہ غل ہوا کہ قعقاع نے خندق پر قبضہ کر لیا۔ اسلامی لشکر نے یہ سنتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر دفعۃً حملہ کر دیا۔ ایرانی لشکر پسپا ہو کر بھاگا۔ حالت اضطراب میں ان کے حواس بچانہ رہے۔ اسی طرف بھاگا جس طرف اہل فارس نے مسلمانوں کے حملے کی تیاری سن کر اوہے کے گوکھر و بچھوادیئے تھے۔ گھوڑے زخمی ہو گئے چلنے کے قابل نہ رہے۔ پیادہ پا ہوئے اسلامی لشکر نے ان کو تلواروں پر رکھ لیا۔ ایرانیوں میں سے جو لوگ اس معرکہ میں جانبر ہوئے ان کی تعداد بہت کم تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک لاکھ ایرانی اس معرکہ میں کام آئے۔

حلوان پر قبضہ: قعقاع ان کے تعاقب میں خاقین تک بڑھے چلے گئے۔ یزدگرد یہ خبر سن کر حلوان کو چھوڑ کر رہے کی طرف بھاگ گیا اور حلوان میں حفاظت کی غرض سے خسرو شنوم کو چند رسالہ کے ساتھ چھوڑا گیا۔ قعقاع جب حلوان کے قریب پہنچے تو خسرو شنوم نے شہر سے نکل کر مقابلہ کی تیاری کی۔ خسرو شنوم کے مقدمۃ الجیش پر زینی دہقان حلوان مامور تھا۔ یہ پہلے قعقاع کے مقابلے پر آیا قعقاع نے اس کو قتل کر کے مقدمہ پر حملہ کر دیا خسرو شنوم یہ صورت دیکھ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا قعقاع نے حلوان پر قبضہ کر لیا۔

مال غنیمت اور حضرت عمرؓ: سعدؓ نے ان کامیابیوں کے بعد مژدہ فتح کے ساتھ مال غنیمت کا پانچواں حصہ مدینہ منورہ روانہ کیا اور آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی۔ فاروق اعظمؓ نے لکھ بھیجا چونکہ سواد اور حیل کا درمیان حصہ ایک قدرتی قلعہ سے گھرا ہوا ہے اہل فارس ہم تک نہیں آسکتے ہیں۔ اس لئے چند روز مسلمانوں کو آرام دینے کے لئے توقف کرو۔ اس واقعہ میں تین کروڑ کا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ جس کو سلیمان بن ربیعہ نے تقسیم کیا۔ ہر سوار کو نو نو ہزار اور نو نو گھوڑے ملے۔ حضرت سعدؓ کا سفیر جس وقت مژدہ فتح اور خمس لے کر مدینہ منورہ میں داخل ہوا شام ہو گئی تھی۔ فاروق اعظمؓ نے قسم کھائی کہ ”جب تک میں اس مال غنیمت کو تقسیم نہ کر لوں گا اس وقت تک یہ کسی چھت کے نیچے نہ رکھا جائے گا۔“ اس وجہ سے مال غنیمت صحن مسجد میں رکھ دیا گیا۔ عبدالرحمن بن عوفؓ عبداللہ بن ارقمؓ رات بھر حفاظت کرتے رہے جب صبح ہوئی لوگوں کی آنکھیں جواہرات کے انبار دیکھ کر خیرہ ہو گئیں۔ فاروق اعظمؓ مال غنیمت اور جواہرات کو دیکھ کر رو پڑے۔ عبدالرحمنؓ نے کہا امیر المومنین یہ تو مقام شکر تھا آپ رو کیوں پڑے؟ فاروق اعظمؓ نے جواب دیا ”جس قوم کو اللہ تعالیٰ دولت و نیا دینا دیتا ہے اس میں رشک و حسد آ جاتا ہے اور جب حسد کا مادہ پیدا ہوتا ہے تو قوم میں فحاشی اور نا انصافی کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔“ فاروق اعظمؓ نے سر زمین سواد میں حلوان و قادسیہ کے درمیان زمین کی تقسیم کی ممانعت کر دی تھی۔ جریر نے فرات کے کنارے پر کچھ زمین خرید لی تھی۔ فاروق اعظمؓ نے واپس کرنے کا حکم صادر کیا۔

معرکہ سبداں: ہاشم جلولا سے مدائن واپس آئے معلوم ہوا کہ اوین بن ہر حران نے ایک لشکر از سر نو مرتب کر لیا ہے اور بقصد مقابلہ ہل کی طرف آ رہا ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر ضرار بن الخطاب کی ماتحتی میں روانہ کیا۔ مقام سبداں میں صف آرائی ہوئی ضرار نے اوین کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور ایرانیوں کے تعاقب میں نہردان تک بڑھتے چلے گئے سبداں کے مفتوحہ

مقامات اہل سیدان کو واپس کر دیئے اور وہیں مقیم رہے۔ بعض کا خیال ہے کہ سیدان کا واقعہ نہادند کے واقعہ کے بعد ہوا ہے۔
والی فرات کی گرفتاری: فاروق اعظمؓ نے جس وقت مثنیٰ بن حارث کو حیرہ کی طرف روانہ کیا تھا اسی زمانہ میں قطبہ بن ققادۃ السدی کو بصرے کی جانب بھیجا تھا۔ قطبہ نے فاروق اعظمؓ سے امداد طلب کی۔ دار الخلافہ سے شریح بن عامر بن سعد بن بکر کو بصرہ جانے کا حکم ملا۔ چنانچہ شریح بن عامر قطبہ بن عامر کو بصرے میں چھوڑ کر اہواز کی طرف بڑھ گئے۔ اثناء راہ میں ایرانیوں سے مقابلہ ہوا کمال دلاوری سے لڑ کر میدان جنگ میں مردانہ وار جان دی، فاروق اعظمؓ نے ان اطراف پر عقبہ بن غزو ان کو حاکم مقرر کر کے روانہ کیا اور انہیں ملک عرب اور بلاد عجم کے درمیان سرحدی مقام پر قیام کرنے کا حکم دیا۔ علاء بن الحضری کو لکھا کہ عرفجہ بن ہرثمہ کو عقبہ بن غزو ان کی مدد پر بھیج دو۔ پس جس وقت عقبہ جبال جسر میں پہنچے والی فرات یہ خبر پا کر چار ہزار کی جمیعت سے مقابلے پر آیا اگرچہ عقبہ کی رکاب میں صرف پانچ سو سپاہی تھے لیکن اہل اسلام نے اہل کفر کے چھکے چھڑا دیئے ایک ایک کو چن چن کر قتل کیا۔ آخر میں والی فرات کو قید کر لیا اور ۱۲ھ میں مقام خریبہ پر آترے جہاں اب بصرہ آباد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ واقعہ جلولا کے بعد بصرہ آباد کیا گیا ہے اور سعدؓ نے عقبہ کو فاروق اعظمؓ کے حکم سے بصرے کی طرف روانہ کیا تھا اور یہ ایک مہینہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔

ایلیہ پر قبضہ: اب اہل ایلیہ نے مسلمانوں کی مخالفت پر کمر باندھی اہل ایلیہ کے ہمراہ کشتیوں پر چین کا اسباب تھا۔ عقبہ نے پانچ سو سواروں سے مقابلہ کیا اور لڑائی ختم ہونے پر اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایلیہ کو ایسا مرعوب کر دیا کہ وہ کمال بے ہوشی و سامانی سے معمولی معمولی اسباب اٹھا کر شہر خالی کر کے دریا عبور کر گئے۔ اگلے دن اسلامی لشکر شہر میں داخل ہوا جس قدر مال و اسباب پایا باہم تقسیم کر لیا اس کے بعد بصرہ کی بنیاد پڑی سب سے پہلے مسجد بنائی گئی، مسجد کی چھت کھجور کے پتوں وغیرہ سے بنی۔

مرزبان کی گرفتاری: ایرانی ایلیہ شکست کھا کر دشت میاں میں پہنچے جہاں مرزبان نے ان لوگوں کی امداد کے لئے ایک

۱۔ فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ عقبہ نے خریبہ میں وارد ہو کر فاروق اعظمؓ کو اپنے قیام سے مطلع کیا اور یہ درخواست کی کہ نابین عرب و عراق کوئی ایسا پڑاؤ مناسب مقام پر بنایا جائے جہاں پر فوجیں ایام سرما میں رہیں اور واپسی کے بعد غزوات وہیں آکر ٹھہرا کریں۔ فاروق اعظمؓ نے عقبہ کی درخواست پر ایسی چھاؤنی قائم کرنے کی اجازت دے دی اور یہ لکھا کہ وہ زمین جس کو تم چھاؤنی بنانا چاہتے ہو عرب کے مذاق کے موافق ہو یعنی وہاں پر پانی اور چراگاہ بکثرت ہو عقبہ نے یہ فرمان پڑھ کر مقام بصرہ کو اس کام کے لئے تجویز کیا اور منظوری کے لئے مقام بصرہ کی کیفیت دربار خلافت کو لکھ بھیجی اور منظوری آجائے پر بنیاد کی داغ بیل ڈالی۔ مختلف قبائل کو گھاس پھوس دبائس کے مکانات علیحدہ علیحدہ احاطہ کھینچ کر بنوائے اور اپنے ہاتھ سے مسجد کی بنیاد ڈالی اور اس کو بھی گھاس پھوس سے تیار کیا۔ مسجد کے قریب دارالامارۃ اور قید خانہ بنوایا جب لڑائی پر جاتے تھے تو ان کو جازد دیتے تھے پھر لڑائی سے واپس ہو کر گھاس و پھوس بیجا کر کے چھوڑ چھاؤنی قائم کر کے دارالامارۃ اور قید خانہ بنا لیتے تھے۔ یہی حال آج تک رہا۔ یہاں تک کہ اسی سنہ میں آگ لگی اور بہت سے مکانات جل گئے سعد بن وقاص گورنر کوفہ کی درخواست پر فاروق اعظمؓ نے پختہ مکانات بنانے کا حکم دیا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی تاکید کی کہ کوئی شخص ایک مکان میں تین کمروں سے زیادہ نہ بنائے چونکہ بصرہ سے دجلہ دس میل کے فاصلہ پر تھا اس وجہ سے فاروق اعظمؓ کے حکم سے دجلہ سے ایک نہر کاٹ کر بصرہ لائی گئی۔ بصرہ کی وجہ تسمیہ میں اہل لغت یہ لکھتے ہیں کہ عربی میں بصرہ نرم پتھریلی زمین کو کہتے ہیں اور یہاں کی زمین اسی قسم کی تھی۔ لیکن نجم البلدان میں اس کی وجہ تسمیہ میں ایک مجوی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے نزدیک یہ لفظ بے راہ تھا جس کے معنی بہت سے راہیں ہر طرف کو نکلتی تھیں اس وجہ سے جمی اس نام سے موسوم کرتے تھے۔

گروہ کثیر جمع کر رکھا تھا۔ عتبہ کو یہ خبر ملی فوراً پہنچ کر اس گروہ کو اور پیچھے ہٹا دیا۔ مرزبان کو گرفتار کر لیا گیا قنادر نے اس کا تاج چھین کر فاروق اعظمؓ کے پاس بھیج دیا۔ فاروق اعظمؓ نے تاج مرصع دیکھ کر وہاں کی حالت دریافت کی لوگوں نے بیان کیا کہ دنیا وہاں پھٹی پڑتی ہے۔ سیم ذرا اہل پڑتا ہے۔ لوگوں کو اس خبر سے بھرے کی طرف رغبت ہوئی۔ اکثر آدمی مدینہ سے بصرے میں آ رہے۔ پھر عتبہ نے مجاشع بن مسعود کو لشکر پر اپنی طرف سے امیر مقرر کر کے فرات کی طرف بھیجا اور امامت پر مغیرہ بن شعبہ کو تاداپسی مجاشع مقرر کر کے عتبہ خود فاروق اعظمؓ کے پاس چلے آئے۔

مرغاب کا معرکہ: رواں لگی کے بعد عتبہ سرداران فارس سے الف بیکان نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی ٹھانی۔ مغیرہ بن شعبہ نے مقام مرغاب میں اس سے مقابلہ کیا۔ اثناء جنگ لڑائی نہایت زور و شور سے جاری تھی اور فریقین جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ عساکر اسلامی کی عورتوں نے دوپٹوں کے پرچم بنائے اور اپنے لشکریوں سے آملیں۔ ایرانیوں نے نشانوں کو دیکھ کر ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیئے اور یہ سمجھ گئے کہ عساکر اسلامی کی مدد آ پہنچی۔ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے کامیابی کے بعد مغیرہ نے بشارت نامہ فتح فاروق اعظمؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ فاروق اعظمؓ نے عتبہ کو پھر ان کے مفتوحات کی طرف واپس کیا جو بقیہ قضائے الہی راستے میں انتقال کر گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۵ھ میں عتبہ کو بصرہ کی امارت دی گئی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۶ھ میں عتبہ امیر بصرہ مقرر کئے گئے تھے اور انہوں نے چند دن حکومت کی۔ اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو مقرر کیا۔ دو برس تک یہ حکومت کرتے رہے۔ پھر جب لوگوں نے ان پر الزامات لگائے تو معزول کئے گئے بجائے ان کے ابو موسیٰ مامور ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ عتبہ کے بعد ابوسیرہ اور ان کے بعد مغیرہ مقرر کئے گئے تھے۔

باب : ۱۷

فتح شام

مصر کے ذوالکلاع: قتل میں رومیوں کو شکست دینے کے بعد ابو عبیدہؓ اور خالد رضی اللہ عنہما نے بقصد حمص روانہ ہو کر ذوالکلاع میں پڑاؤ ڈالا۔ ہر قل شہنشاہ روم نے تو ذر بطریق کو ان کے مقابلہ پر بھیجا جس نے مرج روم میں پہنچ کر قیام کیا تو ذر بطریق نے خالد بن الولید کے مقابلہ پر اور شمس بطریق نے ابو عبیدہ کے مقابلے پر مورچہ قائم کیا۔ تمام رات فریقین خوف و زجاسے نہ سوئے کسی کو اشتیاق جنگ بے چین کئے تھا اور کوئی خوف جان سے کانپ رہا تھا۔ صبح ہوتے ہی تو ذر نے دمشق کا رخ کیا خالد بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ یزید بن ابی سفیان کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے دمشق سے نکل کر تو ذر کا راستہ روکا اور لڑائی شروع ہو گئی اس اثناء میں خالد نے پہنچ کر رومیوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ دو دو حملوں نے رومیوں پر میدان جنگ تنگ کر دیا اس کثیر التعداد رومی فوج سے جو تو ذر کے ہمراہ تھی معدودے چند جاں بر ہوئی مالی و اسباب جو کچھ ان کے ہمراہ تھا اس کو مسلمانوں نے لوٹ لیا۔ یزید تو دمشق کو واپس چلے گئے اور خالد مرج روم کی طرف لوٹے۔

فتح حمص: ابو عبیدہؓ نے خالدؓ کی روانگی کے بعد شمس بطریق سے لڑائی چھیڑ دی تھی۔ ہنوز کوئی فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ خالدؓ اپنی رکاب کی فوج لئے آ پہنچے۔ اسلامی لشکر جوش مسرت سے اللہ اکبر پکارا تھا جس سے سارا میدان جنگ گونج گیا۔ رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اثناء دارو گیر میں شمس بطریق ابو عبیدہؓ کے ہاتھ سے مارا گیا رومیوں نے میدان جنگ سے بھاگ کر حمص میں پناہ لی۔ ہر قل اس ہزیمت کا حال سن کر بطریق حمص کو شہر پیرو کر کے الرھا چلا گیا۔ ابو عبیدہؓ نے حمص میں پہنچ کر شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیا، اہل حمص نے امان طلب کی۔ ابو عبیدہؓ نے مصالحت کر لی۔ زمانہ محاصرہ میں ہر قل نے اہل حمص کی امداد کی غرض سے اہل جزیرہ کو روانہ کیا تھا۔ لیکن چونکہ سعد بن ابی وقاص نے عراق کے عساکر اسلامی سے ایک گروہ کو ہیت و قریباً بھیج دیا تھا اس وجہ سے اہل جزیرہ حمص کے چھڑانے کو نہ پہنچ سکے۔ مجبور ہو کر اپنے بلاد کو واپس آئے اور اہل حمص نے امداد سے ناامید ہو کر انہیں شرائط پر صلح کر لی جس پر اہل دمشق نے صلح کی تھی۔

حضرت ابو عبیدہؓ اور خالد بن ولیدؓ کی فتوحات: فتح حمص کے بعد ابو عبیدہؓ نے سمط بن الاسود کو بنو محاذیہ قبیلہ کندہ پر اشعث بن قیس کو سکون، مقداد کو ملی پر اور ان سب پر عبادۃ بن الصامت کو سرور مقرر کر کے حماۃ پر فوج کشی کی۔ اہل حماۃ

۱۔ حمص ایک بڑا ضلع اور قدیم شہر تھلہ ان چھ بڑے ضلعوں کے ہے جو مملکت شام میں مشہور ہیں اس کو انگریزی میں ایما کہتے ہیں۔ یہاں پر پہلے شمس تھا جس کی زیارت کو دور دراز ملکوں سے لوگ آتے تھے قدیم زمانہ میں حمص کی شہرت اسی وجہ سے ہوئی تھی۔ مواقع جنگ سمجھنے کے لئے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شام کا ملک ضلع چھ ضلعوں میں منقسم ہے جن میں سے دمشق حمص اردن اور فلسطین زیادہ مشہور ہیں۔

۲۔ یہ ایک قدیم شہر ہے جو حمص و قسریں کے درمیان واقع ہے۔

نے جزیہ اور خراج دے کر صلح کر لی۔ بعد ازاں اسلامی فوجیں شیر ذکی طرف بڑھیں اور شیر ذکو بہ صلح فتح کر کے معرہ کا قصد کیا۔ معرہ کو معرۃ النعمان بھی کہتے ہیں اور نعمان بن بشیر انصاری کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں۔ اہل معرہ نے شہر سے نکل کر اہل حماۃ کی طرح صلح کر لی۔ دلاور ابن اسلام لازقیہ پہنچے اور اس کو بزور تیغ حاصل کر کے سلمیہ کو بھی اسی طرح فتح کیا۔ بعد ازاں ابو عبیدہؓ نے خالد بن الولیدؓ کو قسریں کی طرف روانہ کیا۔ میناس نے (جس کا رتبہ ہرقل کے بعد سب سے زیادہ تھا) مقابلہ کیا خالد نے اس کو پسپا کر کے قسریں کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد شہر فتح ہو گیا لیکن خالد بن ولید نے اس کو ویران کر دیا اور باستقلال تمام اس طرف سے خالد نے دوسری طرف سے عیاض بن غنم نے کوفہ سے عمر بن مالک نے اور قریسا کی جانب سے عبداللہ بن المعتمر نے موصل کا قصد کیا۔ ہرقل یہ خبر پا کر قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا۔ جب فاروق اعظمؓ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو بے ساختہ بول اٹھے ((امرو خالدا نفسه یوحم اللہ ابابکر ہو کان اعلم منی بالرجل)) ”میں خالد کو اس کے نفس کا سردار مقرر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم کرے وہ مجھ سے زیادہ لوگوں کو جاننے والے تھے۔“ خالد اور ثنی بن حارث کو فاروق اعظمؓ نے کسی اور وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ خیال یہ پیدا ہوا تھا کہ کثرت فتوحات سے کہیں خالد اور ثنی کو غرور نہ آ جائے۔ چنانچہ ابو عبیدہؓ کے بعد ثنی بن حارث کے ثابت قدم رہنے سے فاروق اعظمؓ نے ثنی کو پھر افسر لشکر بنایا اور ایسا ہی بعد واقعہ قسریں خالد کو دوبارہ عہدہ امارت پر مامور کیا۔

اہل قسریں کی سرکشی و اطاعت: مہم قسریں سے فارغ ہو کر ابو عبیدہؓ نے حلب کی طرف کوچ کیا اثناء راہ میں یا حلب کے قریب پہنچ کر یہ خبر آئی کہ ”اہل قسریں نے عہد ثنی کی اور بلوہ کر دیا۔“ سمط کندہ چند دستہ فوج کے سردار مقرر ہو کر اہل قسریں کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ قسریں پہنچ کر شہر کا محاصرہ کیا دوبارہ بزور تیغ فتح کیا اور بہت سامان و اسباب لوٹ لیا اس عرصے میں ابو عبیدہؓ حلب کے قریب مقام خناضر (یا خاضر) میں جا اترے۔ یہاں پر عرب کے بہت سے قبیلے آباد تھے جنہوں نے جزیہ دے کر صلح کر لی اور چند دنوں کے بعد سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

فتح حلب: اہل حلب ابو عبیدہؓ کی آمد کی خبر سن کر قلعہ میں پناہ گزین ہوئے۔ عیاض بن غنمؓ نے جو مقدمۃ الجیش کے افسر

۱۔ لازقیہ بھی ایک قدیم شہر ہے اس کی مضبوطی اور استواری اس وجہ تھی کہ باوجود شدت حصار کے عساکر اسلامی فتح یاب نہ ہوتے تھے۔ ابو عبیدہؓ نے اس کی فتح کی یہ ایک نئی تدبیر نکالی کہ میدان میں بہت سے غار کھدوائے جس کی رومیوں کو اطلاع نہ ہوئی۔ ایک روز فوج کو کوچ کا حکم دے دیا اور بظاہر جمص کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن جوں ہی رات نے اپنے سیاہ دامن سے دنیا کو ڈھانپ لیا۔ ابو عبیدہؓ مع اپنی فوج کے لوٹ آئے اور انہیں غاروں میں چھپ رہے۔ صبح ہوتے ہی اہل قلعہ نے مسلمانوں کے چلے جانے کو تائید نہیں خیال کر کے دروازہ کھول دیا اور اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے۔ عساکر اسلامی نے غاروں سے نکل کر دفعتاً حملہ کر کے قلعہ فتح کر لیا پہلے تو عیسائی شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے لیکن فتح و تسلط کے بعد امان طلب کر کے شہر میں چلے آئے اور جزیہ دے کر آباد ہو گئے۔ عبادۃ بن الصامتؓ نے ایک جامع مسجد بنوائی اور عیسائیوں کے کلیسے ان کو دے دیے گئے۔

۲۔ سلمیہ کی وجہ تسمیہ ابن اثیر نے یہ لکھا ہے کہ سلمیہ شہر موصل کے قریب تھا جو کسی زمانہ میں عذاب الہی کی وجہ سے الٹ دیا گیا تھا۔ جن میں سے صرف سو آدمی بچے تھے پھر ان سو آدمیوں نے اپنے لئے سو مکان بنوائے۔ اس کا نام سلم مائتہ رکھا یعنی ”سو آدمی بچے“ کثرت استعمال سے مسلم مائتہ سلمیہ ہو گیا۔ لیکن یہ تاویل اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ اہل سلمیہ عربی ہوں اور ان کی زبان عربی رہی ہو اور اگر وہ عجمی تھے جیسا کہ موجودہ نسل کی زبان شہادت دے رہی ہے تو اس تاویل کی گنجائش نہیں۔

تھے۔ شہر کا محاصرہ کر لیا بعد چندے امان دے کر اور مقبوضہ شہروں کی طرح ان شرائط پر صلح کر لی کہ عیسائی رعایا جزیہ دیا کریں اور مسلمان ان کے جان و مال اور گرجوں سے معترض نہ ہوں۔ ابو عبیدہؓ نے اس صلح و امان کو جائز رکھا اور معاہدہ لکھ دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ گرجوں اور شاہی عمارت کی تقسیم پر صلح ہوئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ عیسائی حلب چھوڑ کر انطاکیہ چلے گئے تھے یہاں تک کہ انطاکیہ فتح ہو گیا۔ اس وقت عیسائی مصالحت کر کے حلب واپس آئے۔

انطاکیہ کی فتح۔ ابو عبیدہؓ حلب کو فتح کر کے انطاکیہ کی طرف بڑھے۔ انطاکیہ کی قیصر کے شاہی محلات تھے۔ اکثر اوقات بغرض تبدیل آب و ہوا قیصر یہاں قیام کرتا تھا۔ یہاں پر مختلف مقامات سے عیسائی بھاگ بھاگ کر آئے تھے اور اس کو اپنا مامن و پناہ سمجھ کر مقیم تھے۔ مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر انطاکیہ کے باہر صف آراء ہوئے ابو عبیدہؓ نے پہلے ہی حملہ میں ان کے حوصلے پست کر دیئے۔ عیسائی فوجیں شکست اٹھا کر شہر میں پھنچیں اور ابو عبیدہؓ نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ چند روز کے بعد عیسائیوں نے مجبور ہو کر جلا وطنی یا جزیہ دینے پر صلح کر لی جو عیسائی جزیہ نہ دے سکا وہ انطاکیہ چھوڑ کر کسی اور طرف چلا گیا۔ اس کے بعد عیسائیوں نے پھر بد عہدی کی عیاض بن غنم اور حبیب بن مسلمہ نے پھر لڑکر ان کو زیر کیا اور ان کی درخواست پر حسب شرائط اول پھر مصالحت کر لی گئی۔ چونکہ عیسائیوں کا بار بار نقص عہد کرنا اور ان کی سرکوبی کا از سر نو انتظام کرنا ایک غیر معمولی واقعہ تھا اس وجہ سے ابو عبیدہؓ نے دربار خلافت کو اس سے مطلع کیا۔ فاروق اعظمؓ کے لکھنے پر شہر کی حفاظت کے لئے فوجیں مامور کر کے ان کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کر دیں جو اوقات معینہ پر ان کو دی جاتی تھیں۔

معمر کہ معمرہ مصرین۔ اس کے بعد رومیوں کا ایک گروہ حلب کے قریب معمرہ مصرین میں مسلمانوں کے خلاف جمع ہوا ابو عبیدہؓ نے یہ سن کر لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور سر میدان لڑکر ان کے مجمع کو منتشر کیا۔ عوام الناس کا کوئی شمار نہیں عیسائیوں کے بہت سے مذہبی پیشوا بھی میدان جنگ میں مارے گئے اہل حلب کی طرح صلح کی درخواست کی۔ ابو عبیدہؓ نے منظور کر لی اور معاہدہ لکھ کر دے دیا۔

عیسائی امراء کی اطاعت۔ ان واقعات سے عسا کر اسلامی کی بہادری و دلادوری، استقلال اور عزم کا لوگوں کے دلوں پر سکھ بیٹھ گیا۔ جس طرف کوئی افسر تھوڑی سی فوج لے کر نکل جاتا تھا عیسائی امراء خود آ کر صلح کر لیتے تھے ابو عبیدہؓ نے چاروں طرف اسلامی فوجیں پھیلا دیں۔ رفتہ رفتہ عسا کر اسلامی نے قسمرین اور انطاکیہ کے کل شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر حلب کو دوبارہ فتح کر کے قورس کا قصد کیا۔ مقدمہ الجیش پر عیاض بن غنم تھے۔ بلا کسی جدال و قتال کے شرائط صلح پر اہل قورس نے صلح کر لی۔ تل غراز اور اس کے قریب قریب جتنے شہر تھے بہت آسانی سے اس طرح مفتوح ہو گئے کہ کہیں پر خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ منج کو سلمان بن ربیعہ بابلی نے مصالحت سے فتح کیا۔ عیاض نے اہل دلوک ضیاب سے اہل شح کے شرائط پر مصالحت کر لی۔ مگر یہ ایک شرط اضافہ کر دی کہ ”وقت ضرورت فوجی خدمت بھی انجام دینی ہوگی“۔

بغراس پر قبضہ۔ ابو عبیدہؓ حسب ہدایت فاروق اعظمؓ جن جن شہروں کو فتح کرتے تھے ان پر اپنی طرف سے ایک عامل مقرر کر کے اس کی حفاظت کو ایک لشکر چھوڑتے جاتے اور اس کے سرحدی مقامات پر حفاظت کی غرض سے فوجی گارڈ متعین کرتے

تھے۔ رفتہ رفتہ شام میں جس قدر شہر فرات تک تھے ان پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا بعد ازاں ابو عبیدہؓ نے فلسطین کی طرف مراجعت کی اور ایک لشکر سرداری میسرہ بن مسروق عیسیٰ بغراس روانہ کیا یہاں عرب کے بہت سے قبائل غسان، ثوخ اور ایاد پہلے سے آباد تھے لیکن مسلمانوں کی آمد سن کر رومیوں کے ساتھ ہرقل کے پاس جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ میسرہ بن مسروق نے پہنچ کر ان پر حملہ کیا۔ ہزاروں جانیں اس معرکہ میں ضائع ہوئیں، اثناء جنگ ابو عبیدہؓ نے مالک بن اشتر نخعی کو انطاکیہ سے میسرہ کی کمک پر بھیج دیا۔ حریف گھبرا کر میدان جنگ سے پسپا ہو کر بھاگا۔ عساکر اسلامی شہر پر قبضہ حاصل کر کے ابو عبیدہؓ کے پاس واپس آئے۔ خالدؓ ایک چھوٹا سا لشکر لے کر مرعش کی طرف بڑھے اور لڑ کر اس شرط پر اس کو مفتوح کیا کہ عیسائی شہر چھوڑ کر نکل جائیں۔ حبیب بن مسلمہ نے حصن حرث کو اسی شرط پر فتح کیا۔

قیساریہ کی فتح: انہیں واقعات کے اثناء میں یزید بن ابی سفیانؓ نے اپنے بھائی معاویہ بن ابی سفیان کو بحکم فاروق اعظم قیساریہ کی طرف فوج دے کر روانہ کیا۔ اس وقت علقمہ بن مجرز غزہ میں قیفاء بطریق روم سے لڑ رہے تھے۔ معاویہ نے قیساریہ کو اپنے محاصرہ میں لے کر لڑائی شروع کر دی۔ چند روز تو اہل قیساریہ نے مقابلہ کیا آخر کار جب کہ ان کے اسی ہزار آدمی معرکہ جنگ میں کام آچکے تھے۔ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگے اور معاویہ نے قیساریہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

جنگ اجنادین: مہم مروج روم سے ابو عبیدہؓ و خالد فارغ ہو کر جس وقت حمص میں آئے۔ عمرو شرجیل نے بيسان کے مقامات پر حملہ کر کے انہیں فتح کر لیا اہل اردن نے ڈر کر مصالحت کر لی رومیوں کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ انہوں نے غزہ بيسان کی اطراف سے ایک کثیر التعداد فوج جمع کر کے اجنادین میں قیام کیا۔ بطارقہ روم سے ارطوبون نامی و مشہور بطریق سر لشکر تھا۔ عمرو شرجیل نے یہ خبر پا کر اردن میں ابوالاعور اسلمی کو چھوڑا اور خود نہایت استقلال و ثابت قدمی سے رومیوں کی طرف بڑھے۔ ارطوبون بطریق نے اپنی فوج کے دو حصے علیحدہ کر کے ایک کورملہ میں دوسرے کو بیت المقدس میں ٹھہرایا تھا اور باقی فوج لئے ہوئے خود اجنادین میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ عمرو بن علقمہ بن حکیم فراسی اور مسرور بن العکلیٰ کو بیت المقدس پر حملہ کرنے کو روانہ کیا، ابویوب الماکلی کو اہل رملہ سے جنگ کرنے کو بھیجا اور خود ارطوبون کے مقابلہ کو اجنادین کی طرف بڑھے، اجنادین میں بہت سخت لڑائی ہوئی۔ دونوں حریف جنگ یرموک کی طرح جی توڑ کر لڑے۔ آخر میں ارطوبون پسپا ہو کر بیت المقدس کی طرف بھاگا۔ عساکر اسلامی نے جو بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے راستہ دے دیا چنانچہ ارطوبون بیت المقدس چلا گیا اور عمرو اجنادین میں جا اترے۔ اس سے پیشتر ہم اس واقعہ کو ان لوگوں کی روایت کے مطابق جنگ یرموک سے پہلے لکھ آئے ہیں جنہوں نے واقعہ اجنادین کو قبل یرموک بیان کیا ہے اور یہاں پر ان لوگوں کی روایت کے لحاظ سے اس واقعہ کو ہم نے تحریر کیا ہے جو جنگ اجنادین کو واقعہ یرموک کے بعد بیان کرتے ہیں۔

فتح بیت المقدس: بیت المقدس میں ارطوبون کے پہنچنے کے بعد عمرو نے غزہ کو فتح کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ غزہ خلافت صدیق اکبرؓ میں مفتوح ہوا۔ بہر کیف اس کے بعد عمرو نے سبط پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا (یہاں پر یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کی قبر

۱۔ بغراس مضافات انطاکیہ میں ایک مقام تھا جس کی سرحد ایشیائے کوچک سے ملتی تھی۔

ہے) پھر نابلس، مدینہ، عمواس، بیت حمرین، باقارخ اور کل بلاد اردن نہایت آسانی سے یکے بعد دیگرے مفتوح ہو گئے۔ صرف بیت المقدس باقی رہ گیا جس کے گرد و نواح کے کل شہروں پر عمر ذین العاص قبضہ حاصل کر کے خود اس کے محاصرہ کو بڑھے۔ عیسائی قلعہ بند ہو کر لڑنے لگے۔ اس وقت ابو عبیدہ شام کے آخری ضلع قسریں کو فتح کر چکے تھے اور بیت المقدس کا رخ کیا تھا۔ عیسائیوں نے ہمت ہار کر مصالحت کی گفتگو پیش کی۔ شرائط صلح میں مزید اطمینان کے لئے ایک شرط کا اضافہ کیا کہ عمر بن الخطابؓ خود آ کر معاہدہ لکھیں۔ مسلمانوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ عمر فاروقؓ مدینہ میں علی ابن ابی طالبؓ کو اپنا قائم مقام بنا کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور عسا کر اسلامی کو اپنی روانگی سے مطلع کیا۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے بیت المقدس پہنچے۔

مترجم:

عیسائیوں کی مشروط اطاعت: مورخوں نے لکھا ہے کہ ابو عبیدہ نے خط لکھا تھا کہ ”بیت المقدس کی فتح آپ کی تشریف آوری پر موقوف ہے جلد تشریف لائیے“۔ عمر فاروقؓ نے یہ خط پاتے ہی معززین صحابہ کو مشورہ کی غرض سے جمع کیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ”عیسائی ہمت ہار چکے ہیں آپ ان کی درخواست منظور نہ کیجئے گا تو ان کو اور بھی ذلت ہوگی اور وہ اب بلا جدال و قتال بغیر کسی شرط کے ہتھیار ڈال دیں گے“۔ علی ابن ابی طالبؓ نے اس رائے سے اختلاف کیا عمر فاروقؓ نے اس کو پسند کیا علی ابن ابی طالبؓ یا بروایت یعقوبی عثمان بن عفان کو اپنا نائب مقرر کر کے رجب ۱۶ھ کو مدینہ سے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیت المقدس کو روانگی: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ سفر معمولی سفر نہ تھا بلکہ اس سے دشمنوں کے قلوب پر اسلامی بیعت و جلال کا بٹھانا مقصود تھا لیکن بایں ہمہ روانہ ہوئے تو کس سرو سامان سے کہ نہ تو ان کے ہمراہ ہتھیار تھا نہ نوبت تھی نہ خدم و حشم نہ لاؤ لشکر ذریہ خیمہ کا کیا ذکر ہے معمولی چھوٹی لہاری بھی نہ تھی سواری میں ایک گھوڑا تھا اور چند مہاجرین و انصار ہم رکاب تھے۔ پھر بھی یہ خبر جہاں پہنچتی تھی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے بیت المقدس کا قصد کیا ہے زمین کا پٹ اٹھتی تھی بعض نے لکھا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مہاجرین و انصار میں سے کوئی شخص نہیں گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا گھوڑا نہ تھا بلکہ اونٹ پر سوار تھے کچھ ستوا آپ کے پاس تھے اور ایک لکڑی کا پیالہ۔

صلح نامہ بیت المقدس: طبری نے لکھا ہے کہ معاہدہ صلح میں لکھا گیا ہے اور بلاذری و ازدی کا بیان ہے کہ صلح نامہ بیت المقدس میں تحریر کیا گیا۔ بہر کیف جو معاہدہ ہو جو دی عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں لکھا گیا وہ یک نامہ درج ذیل ہے۔

یہ وہ رعایتیں ہیں جو اللہ کے بندہ عمر نے ایلیا والوں کو دیں۔ ان کی جان مال گرے صلیب پیاز تندرست اور ان کے کل مذہب والوں کو امان دی جاتی ہے کسی کو ان کے گرجاؤں میں سکونت اختیار کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور نہ وہ گرائے جائیں گے نہ ان کو اور نہ ان کے احاطے کو نقصان پہنچایا جائے گا نہ انکی صلیبوں اور نہ ان کے مقومات میں کچھ کی کی جائے گی مذہب کی بابت ان پر کچھ جبر نہ کیا جائے گا اور نہ ان میں سے کسی کو ضرر پہنچایا جائے گا اور ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے اور اہل ایلیا پر یہ فرض ہے کہ اور شہر والوں کی طرح جزیہ دیں یونانیوں اور مقدون کو نکال دیں۔ پس یونانیوں میں جو شہر سے نکلے گا اس کے جان و مال کو اس ہے جب تک محفوظ مقام پر پہنچ نہ جائے اور جو شخص ان میں سے ایلیا میں رہنا چاہے تو اس کو بھی امن ہے اور اس کو اہل ایلیا کی طرح جزیہ دینا ہوگا اور اہل ایلیا سے جو شخص اپنی جان و مال لے کر ان کے ساتھ جانا چاہے تو ان کو اور ان کے اور ان کے گرجاؤں اور صلیبوں کو امن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے محفوظ مقام پر پہنچ جائیں اور جو کچھ اس عہد نامہ میں ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا اللہ کے رسول کا ان کے جانشینوں کا مسلمانوں کا ذمہ ہے بشرطیکہ اہل ایلیا جزیہ مقررہ دیئے جائیں اس وثیقہ پر خالد بن ولید عمرو بن العاص عبد الرحمن بن عوف اور معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے اپنے دستخط بطور گواہ کے مرقومہ ۱۵ھ۔

هذا ما اعطى عبد الله عمر أمير المؤمنين اهل ايليا من الامان اعطاهم امانا لانفسهم و اموالهم و كنائسهم و صلبانهم دسقيمها و بريها و مائير ملتها انه لا يسكن كنائسهم و لا ينقض منها و لا من غيرها و لا من صلبهم و لا من شيء من اموالهم و لا يكرهون على دينهم و لا يضار احدهم منهم و لا يسكن بايليا معهم احد من اليهود على اهل ايليا ان يعطوا الجزية كما يعطى اهل المدائن و عليهم ان اخرجوا منها الروم و اللصوص فمن خرج منهم فهو امن على نفسه و ماله حتى يبلغوا ما منهم و من اقام منهم فهو امن و عليه مثل اهل ايليا من الجزية و من احب من اهل ايليا ان ليس بنفسه و ماله مع الدوم و يتخلى بيعهم و صلبهم فانهم امنون على انفسهم و على بيعهم و صلبهم حتى يبلغوا ما منهم و على ما في هذا الكتاب عهد الله و ذمة رسوله و ذمة الخلفاء و ذمة المؤمنين اذا اعطوا الذي عليهم من الجزية شهد على ذلك خالد بن الوليد و عمرو بن العاص و عبد الرحمن بن عوف و معاوية بن ابى سفيان و كتب حضر ۱۵

اس معاہدے سے یہ چند باتیں ثابت ہوتی ہیں:

- (۱) یہ کہ مسلمانوں نے اپنا مذہب بزرگوار نہیں پھیلایا۔
- (۲) یہ کہ ان کے عہد حکومت میں دوسرے مذہب والوں کو بہت بڑی مذہبی آزادی حاصل تھی۔
- (۳) یہ کہ جزیہ غیر قوموں سے جزیہ نہیں لیا جاتا تھا بلکہ ان کو قیام کرنے اور جزیہ دینے میں اختیار تھا اور ان دونوں صورتوں میں ان کو امن دیا گیا تھا۔

خلیفہ ثانی کی حیثیت عمر فاروق کی سواری میں جو گھوڑا تھا اس کے سم روزانہ سفر کی وجہ سے گھس گئے تھے۔ اس وجہ سے وہ رک رک کر قدم رکھتا تھا اور لباس اور سر و سامان بھی آپ کا ایک معمولی حیثیت کا تھا جس کو دیکھ کر خود مسلمانوں کو شرم آتی تھی۔ عمر فاروق اس کا احساس کر کے گھوڑے سے اتر پڑے لوگوں نے ترکی نسل کا ایک عمدہ گھوڑا حاضر کیا اور ایک نہایت عمدہ و نفیس پوشاک پیش کی عمر فاروق نے لباس دیکھ کر فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے جو عزت ہم کو دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہے اس کو واپس لے جاؤ مجھ کو اس کے پہننے کی ضرورت نہیں ہے۔“ باقی رہا گھوڑا اس پر لوگوں کے کہنے سننے سے سوار ہوئے تو وہ شوخی کرنے لگا۔ عمر فاروق نے اس کے منہ پر طمانچہ مار کر فرمایا ”کبخت یہ غرور کی چال تو نے کہاں سے سیکھی ہے“ یہ کہہ کر اتر پڑے اور پیادہ پایت المقدس میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد اقصیٰ میں گئے۔ محراب داؤد کے پاس پہنچ کر سورہ

داؤد کی آیت پڑھ کر سجدہ ادا کیا اور پھر عیسائیوں کے گرجے میں آئے اور اس کو دیکھتے رہے۔

(مترجم) دیوان کی ترتیب دیوان کی ترتیب محترم ۲۰ھ میں ہوئی دیوان مرتب کرنے سے فاروق اعظم کو مقصود تمام ملک کو فوجی بنانا تھا۔ وہ اس حقیقت کو کہ ہر مسلمان فوج اسلام کا سپاہی ہے عملاً جاری کرنا چاہتے تھے لیکن ابتداء اسلام میں ایسی تعمیر کسی قدر ناممکن الوقوع تھی اس وجہ سے پہلے پہلے قریش و انصار سے شروع کیا۔ مدینہ منورہ میں اس وقت مخزومہ بن نوفل، جبیر بن معطم، عقیل بن ابی طالب بہت بڑے نساب اور حساب و کتاب میں ماہر تھے۔ عمر فاروقؓ نے ان کو طلب کر کے یہ خدمت سپرد کی کہ تمام قریش اور انصار کا ایک رجسٹر تیار کریں جس میں ہر شخص کا نام و نسب تفصیلاً درج ہو۔ ان لوگوں نے نقشہ بنا کر پیش کیا تو اس میں یہ نقص تھا کہ خلافت حکومت کے لحاظ سے ترتیب قائم کی گئی تھی۔ یعنی پہلے بنو ہاشم پھر ابو بکر صدیقؓ کا خاندان پھر عمر فاروقؓ کا قبیلہ لکھا گیا۔ عمر فاروقؓ نے اس کو ناپسند فرمایا ارشاد فرمایا ”یوں نہیں! پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے شروع کرو کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہیں ان کے بعد درجہ بدرجہ قرب و بعد قرابت کے لحاظ سے ہر قبیلہ کو لکھتے چلے آؤ اور جب میرے قبیلے کی نوبت آئے تو مجھ کو بھی لکھو“۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اعتراض: اس موقع پر یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ جب عمر فاروقؓ نے اسامہ بن زیدؓ کی تنخواہ اپنے بیٹے عبداللہ سے زیادہ مقرر کی تو انہوں نے کہا ”واللہ اسامہ مجھ سے کسی موقع پر بڑھنے نہیں پائے“ عمر فاروقؓ نے جواب دیا ”ہاں لیکن اسامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب زیادہ ہے اور آنحضرتؐ اسامہؓ کو تجھ سے زیادہ دوست رکھتے تھے“۔ عمر فاروقؓ کی یہ تجویز نہایت قابل قدر اور قابل لحاظ ہے کیونکہ اگر ترتیب سابق باقی رہ جاتی تو خلافت خود غرضی کا ذریعہ بن جاتی الغرض حسب ہدایت رجسٹر تیار ہوا اور ذیل کے نقشے کے موافق تنخواہیں ہوئیں جن بزرگوں کے نام درج رجسٹر ہوئے ان کی بیوی اور بچوں کی بھی تنخواہیں مقرر کی گئیں اور ان کے غلاموں کی وہی تنخواہیں مقرر ہوئیں جو ان کے آقاؤں کی تھیں۔ عام مہاجرین و انصار کی بیویوں کی تنخواہ دو سو درہم تک اور اہل بدر کی اولاد کو درہم کی تنخواہ دو ہزار درہم مقرر ہوئی۔

تقسیم مدارج	تعداد تنخواہ
عباس بن عبدالمطلب	۵۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
علی بن ابی طالب	۵۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
ابو ابراہیم مطہر	۱۰۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
عائشہ صدیقہ	۱۲۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
اصحاب اہل بدر (یعنی جو لوگ بدر میں شریک تھے)	۵۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
اصحاب بدر کے لڑکوں کو	۲۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
شرکاء بدر کے بعد سے صلح حدیبیہ تک کے اصحاب	۴۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
انصار	۳۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
اسامہ بن زید	۷۰۰ ہزار درہم سالانہ

تقدیر و تحوہ	تقسیم مدارج
۳۰۰۰ ہزار درہم سالانہ	مہاجرین قبل فتح مکہ و شرکاء فتح و غزوات و ثا و اوقات قادسیہ
۱۰۰۰ ہزار درہم سالانہ	جو لوگ فتح مکہ میں ایمان لائے یا جنگ قادسیہ یرموک میں شریک ہوئے
۲۰۰۰ درہم سالانہ	شرکاء جنگ یمامہ
۴۰۰۰ ہزار تنگ علی قدر مراتب	یمن اور قیس والوں کو جو شام میں تھے
۱۰۰۰ درہم سالانہ	قادسیہ اور یرموک کے بعد کے مجاہدین
۵۰۰ درہم سالانہ	شمالی کی فوج روئیف
۳۰۰ درہم سالانہ	لیث اور ان کے بعد کی فوج
۲۵۰ درہم سالانہ	ربیع کی فوج روئیف
۵۰۰ درہم سالانہ	اہل بدر کی بیویوں کو
۴۰۰ درہم سالانہ	ان و ان اہل بدر کے بعد شرکاء صلح حدیبیہ تک کی بیویوں کو
۳۰۰ درہم سالانہ	صلح حدیبیہ کے بعد کی بیویوں کے اس عہد تک کی بیویوں کو

حسن، حسین، ابوذر اور سلمان فارسی (رضی اللہ عنہم) کو باستثناء اپنے اہل کے اہل بدر میں شریک کر کے پانچ پانچ ہزار درہم تنخواہیں تھیں۔ ابھی

حضرت عمرؓ کا استقبال یزید بن ابی سفیان پھر ابو عبیدہ بن الجراح بعد ازاں سواروں کا رسالہ لئے ہوئے خالد بن ولید استقبال کو آئے۔ یہ سب دیبا و حریر کی قبائیں اور چلتے پہننے ہوئے تھے۔ فاروق اعظمؓ تکلف کا لباس دیکھ کر برہم ہو گئے۔ گھوڑے سے کودنے، کنکریاں اٹھا اٹھا کر ان لوگوں کو ماریں اور کمال طیش سے کہا ”تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ تم لوگ میرے استقبال کو اس زیب و زینت سے آئے ہو اور دو ہی برس میں اپنی حالت تبدیل کر دی۔ عجمیوں کی عادت اختیار کر لی۔“ ان لوگوں نے عرض کیا ”ان قبائوں کے نیچے ہتھیار جنگ ہیں۔“ یعنی ہم نے فن سپہ گری نہیں چھوڑا ہے۔“ فاروق اعظمؓ نے کہا: ”تب کچھ مضائقہ نہیں ہے۔“ پھر آپ جابیہ میں داخل ہوئے ابراہیم بن ابی اسحاق بیت المقدس ملنے کو آئے۔ اوطین مہر کی طرف بھاگ گیا۔ اہل بیت المقدس نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی اور دروازے کھول دیئے اور اہل رملہ نے بھی ایسا ہی کیا۔

فلسطین کی تقسیم فتح کے بعد بیت المقدس صوبہ فلسطین کے دو حصے کر دیئے گئے۔ ایک پر علقمہ بن حکیم عامل مقرر کئے گئے اور ان کو رملہ میں قیام کرنے کا حکم دیا گیا۔ دوسرے پر علقمہ بن حرز مامور ہوئے اور بیت المقدس میں ٹھہرائے گئے۔ جابیہ میں فاروق اعظمؓ نے چندے قیام کیا۔ یہیں پر بڑے بڑے افسروں اور رؤساء شہر نے آ کر ملاقات کی۔ فاروق اعظمؓ سوار ہو کر بیت المقدس گئے صحرہ کو صاف کرا کے مسجد بنانے کا حکم دیا۔ یہ واقعات ۵ھ کے ہیں بعض کہتے ہیں ۶ھ کے ہیں۔

رومیوں میں سے جو شخص اس صلح کا مخالف تھا وہ اربطون کے ہمراہ مصر چلا گیا۔ اربطون نے زمانہ فتح مصر میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ اربطون مصر نہیں گیا بلکہ روم چلایا گیا اور وہیں کسی صوبہ میں پیوند خاک ہوا۔

فوجی نظام: اسی ۱۵ھ میں فاروق اعظمؓ نے فوجی نظام درست کیا اور تمام عرب کے جدا جدا وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں اور جب وہ دفتر یا رجسٹر مکمل و مرتب ہو گیا تو اس کا نام دیوان رکھا۔ صفوان بن امیہ، حرث بن ہشام اور سہیل بن عمرو کی تنخواہیں جب اوروں سے کم مقرر کی گئیں تو ان لوگوں نے احتجاجاً کہا ”واللہ ہم اپنے سے کسی کو افضل نہیں دیکھتے“ ہماری تنخواہیں اور لوگوں سے کیوں کم مقرر کی گئیں۔“ فاروق اعظمؓ نے جواب دیا ”میں نے سابق الاسلام ہونے کے لحاظ سے تنخواہیں مقرر کی ہیں نہ کہ انصافیت و اولیت کے خیال سے۔“ صفوان نے کہا ”ہاں یہ بات البتہ قابل پذیرائی ہے“ اور مقررہ وظیفہ قبول کر کے یہ سب کے سب ملک شام چلے گئے اور برابر جہاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہیں کسی لڑائی میں شہید ہوئے۔ دیوان مرتب ہونے کے وقت علیؓ ابن ابی طالب اور عبدالرحمن بن عوف نے کہا ”تم اپنی ذات سے شروع کرو“۔ فاروق اعظمؓ نے کہا ”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے سے شروع کرو اور درجہ بدرجہ جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باقتدار قربت دور ہوتا جائے۔ اس کو بہ ترتیب لکھتے جاؤ یہاں تک کہ جب نوبت آئے تو مجھ کو بھی لکھ دو“۔ یہ واضح رہے کہ خلفائے راشدین میں سے آپ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے آخر میں جا کر ملتا ہے۔

تنخواہیں بلحاظ درجات: الغرض اس ہدایت کے موافق جب رجسٹر تیار ہو گیا تو فاروق اعظمؓ نے کسی کی پانچ ہزار اور کسی کی چار ہزار کسی کی تین ہزار کسی کی اڑھائی ہزار کسی کی دو ہزار ہزار پانچ سو تین سو اڑھائی سو دو سو علیؓ قدر مراتب تنخواہیں مقرر کیں۔ ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کی تنخواہیں دس دس ہزار مقرر کی گئیں اور عائشہ صدیقہ کو علاوہ مقررہ تنخواہ کے دو ہزار زاد دیئے گئے اور عورتوں میں بھی مراتب کے لحاظ سے وظائف مقرر کئے گئے۔ اہل بدر کے لئے پانچ ہزار درہم پھر چار ہزار پھر تین ہزار پھر دو سو اور لڑکوں کو سو سو اور مساکین کو دو دو درہم ماہوار تنخواہیں تجویز ہو کر دی گئیں اور بیت المال میں کچھ بھی باقی نہ رکھا گیا۔

حضرت عمرؓ کے ذاتی مصارف: بعض نے بیت المال میں کسی قدر باقی رکھنے کی درخواست کی۔ عمر فاروقؓ نے جواب دیا ”میرے بعد یہی بناء فساد ہوگا۔“ پھر صحابہ سے فاروق اعظمؓ نے بیت المال سے اپنا نفقہ مقرر کرنے کی بابت دریافت کیا۔ صحابہ نے بقدر حاجت بیت المال سے روپیہ لینے کی اجازت دی۔ بعد چندے جب فاروق اعظمؓ کی ضروریات بڑھ گئیں اور اب وہ روپیہ ان کے مصارف کو کافی نہ ہوتا تو صحابہ نے ام المومنین حصہ (عمر فاروقؓ کی بیٹی) کے ذریعے سے زیادتی تنخواہ کی تحریک کی۔ فاروق اعظمؓ بہت برہم ہوئے ام المومنین حصہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت لباس پہنچھونے کو پوچھا کیسا تھا اور آپ کی بسر اوقات کیونکر ہوتی تھی۔ ام المومنین نے بتلایا ”اس مقررہ روپیہ سے کم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گذر ہو جاتی تھی۔“ فاروق اعظمؓ نے جواب دیا ”واللہ میں فضول خرچی کو پسند نہ کروں گا اور نہ دنیاوی امیدوں کو آخرت پر ترجیح دوں گا میری اور میرے دونوں دوستوں کی بعینہ یہ مثال ہے کہ تین شخصوں نے سفر کیا پہلا تو اپنا زاد سفر لے کر گزر گیا اور منزل تک پہنچ گیا۔ پھر اس کے بعد دوسرے نے اس کی پیروی کی اور وہ بھی اس سے جا ملا اب دونوں صاحبوں

کے بعد تیسرے کا باری آئی پس اگر اس نے انہیں دونوں کا راستہ اختیار کیا اور اسی قسم کا زاد راہ لیا جیسا کہ ان دونوں صاحبوں نے لیا تھا تو یہ بھی منزل مقصود پر ان سے جا ملے گا اور اگر کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو ان سے ہرگز نہیں مل سکتا اور نہ منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔

تکریت کا محاصرہ: اسی سنہ کے جمادی الاولیٰ کے آخر یا اوائل جمادی الثانی میں تکریت مفتوح ہوا۔ مرزبان تکریت نے فتح مدائن سے متنبہ ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ میں اور سرزمین جزیرہ کو لشکر اسلام کی یلغار سے بچانے کی غرض سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں تھیں۔ رومیوں کو بھی اپنے درد کا شریک بنا لیا تھا، عرب کے چند قبائل ایذا تغلب نمر اور مشارجہ بھی شریک جنگ ہو گئے تھے۔ سعد بن ابی وقاص کو اس کی خبر لگی دربار خلافت میں اطلاعی عرضداشت بھیجی حکم صادر ہوا کہ ”عبداللہ بن المہتم کو سر لشکر ربیع بن الافلح کو افسر مقدمہ الحش، عرفہ بن ہرثمہ کو سواروں پر حارث بن حسان کو مہینہ پر فرات بن حبان کو میسرہ پر اور ہانی بن قیس کو ساقہ پر مامور کر کے پانچ ہزار کی جمیعت سے تکریت کی طرف لشکر اسلام روانہ کرو چنانچہ عبداللہ بن المہتم تکریت کا چالیس روز تک محاصرہ کئے رہے۔ چوبیس حملے کئے، اثناء محاصرہ میں عبداللہ بن المہتم نے قبائل عرب کو ملا لیا جس سے روزانہ مرزبان تکریت کے حالات معلوم ہوتے رہے، اخیر میں رومیوں نے اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر کشتیوں پر مال و اسباب بار کر کے براہِ دجلہ بھاگ جانے کا قصد کیا۔

فتح تکریت: تکریت میں جو قبائل عرب تھے انہوں نے عبداللہ بن المہتم کو اس واقعہ سے آگاہ کر دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم ہم کو امان دو تو ہم عین معرکہ کے وقت ان سے علیحدہ ہو کر تم سے آملیں گے، عبداللہ بن المہتم نے پیام دیا کہ ”اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو مسلمان ہو جاؤ۔“ ان سب نے اس پیام کے پہنچنے ہی اسلام قبول کر لیا اور باہم یہ طے ہو گیا کہ جب عسا کر اسلام کی تکبیر سننا تو تم بھی تکبیر کہہ کر دریا کا ناکہ روک دینا۔ عبداللہ بن المہتم نے یہ بندوبست کر کے وقت اور تاریخ مقررہ پر دھاوا کیا۔ عربوں نے عسا کر اسلامی کی تکبیر سنتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور دریا کا ناکہ روک لیا، رومی اور عجمی دریا کی طرف سے تکبیر کی آواز سن کر یہ سمجھ کر عسا کر اسلام نے دریا کی جانب بھی محاصرہ کر لیا اس خیال سے اسی سمت بھاگے جس طرف مسلمانوں کی فوجیں تھیں مسلمانوں نے جی توڑ کر حملہ کیا۔ اہل تکریت پیچھے ہٹے تو تکریت کے عربوں نے مارنا شروع کیا۔ سب کے سب پامال ہو گئے قبائل ربیعہ سے بنو تغلب، نمر اور ایاد دائرۃ اسلام میں داخل ہو گئے اور لوٹ مار سے محفوظ رہے۔ مال غنیمت تقسیم کیا گیا سواروں کے حصہ میں تین تین ہزار درہم اور پیادوں کو ایک ایک ہزار ملے۔

فتح موصل: بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن المہتم نے عہد خلافت فاروقی میں ربیع بن الافلح کو بسرکردگی قبائل تغلب ایاد اور نمر، موصل اور نینوا کی طرف روانہ کیا تھا۔ چنانچہ ربیع نے ان مقامات کو بہ صلح و امان فتح کیا۔ یہ دونوں قلعے دجلہ کے کنارے (ایک شرقی جانب دوسرے غربی سمت) پر نہایت مستحکم بنے ہوئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ عتبہ بن فرقہ نے ۲۰ھ میں نینوا پر (جو دجلہ کے شرقی جانب ہے) بزرگ قبضہ حاصل کیا تھا اور اہل موصل نے (جو دجلہ کے غرب میں ہے) جزیرہ دے کر صلح کر لی تھی اسی زمانہ میں جبل اکراہ وکل بلا موصل مفتوح ہوئے۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عتبہ بن فرقہ نے فتح کے بعد جزیرہ عیاض بن غنم کو موصل کی طرف روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

ہیت اور قریسا کی اطاعت: قبل واقعات تذکرہ بالا جزیرہ والوں نے ہر قل کو لکھا تھا کہ آپ شام کی طرف توجہ فرمائیے اور حمص پر دوبارہ فوج کشی کیجئے ہم مدد دینے کو تیار ہیں۔ چنانچہ اظہار استعداد کی غرض سے جزیرہ والوں نے ایک بڑی فوج مرتب کر کے ہیت روانہ کی جس کی سرحد عراق سے ملتی تھی۔ سعد نے یہ خبر پا کر عمر بن مالک ابن جبر بن مطعم کو سر لشکر مقرر کر کے بڑھنے کا حکم دیا ان کے مقدمہ انجیش پر حرث بن زید مامور تھے۔ عمر بن مالک نے ہیت پر پہنچ کر محاصرہ کیا لیکن اہل ہیت نے شہر کی فصیلوں کو پہلے سے مضبوط کر لیا تھا اس کے ارد گرد خندقیں کھودی تھیں جس سے مسلمانوں کے حملے کا اثر ان تک نہ پہنچتا تھا۔ عمر بن مالک نے مجبور ہو کر نصف لشکر کو حرث بن زید عامری کے پاس ہیت کے محاصرے پر چھوڑا اور نصف لے کر قریسا پہنچا اور اس کے فتح کرنے میں مصروف ہوئے۔ اہل قریسا نے مجبور ہو کر جزیرہ دے کر مصالحت کر لی۔ بعد ازاں عمر بن مالک نے حرث بن زید کو لکھا کہ اگر اہل ہیت اسلام یا جزیرہ دینا قبول کر لیں تو محاصرہ اٹھا لو ورنہ تم بھی خندق کے مقابلہ پر خندق تیار کر کے لڑائی جاری رکھو یہاں تک کہ اسلام لائیں یا جزیرہ دیں حرث بن زید نے رومیوں سے بعینہ یہی پیام کہلا بھیجا۔ رومیوں نے جزیرہ دینا قبول کیا حرث ان سے مصالحت کر کے عمر بن مالک سے آئے۔

معرکہ حمص: اہل جزیرہ کی تحریک پر ہر قل نے فوج کثیر کے ساتھ حمص کا قصد کیا۔ ابو عبیدہ کو یہ خبر لگی تو انہوں نے بھی اپنی فوجیں جمع کر کے حمص کے باہر صف آرائی کی۔ اس اثناء میں خالد بن ولید قسریں سے آچنے دوں نے متفق ہو کر فاروق اعظم کو کل حالات لکھ بھیجے۔ فاروق اعظم نے فوراً چاروں طرف قاصد دوڑائے سعد کو لکھا کہ آج ہی قنعا بن عمرو کو (جو کوفہ میں ہیں) چار ہزار سوار دے کر حمص بھیج دو۔ ہر قل نے پھر جنگ پر کمر باندھی ہے اور ابو عبیدہ نے حمص کے باہر صفیں جمادیں ہیں۔ سمیل بن عدی کو حکم بھیجا کہ ”رقہ کی طرف بڑھ کر جزیرہ والوں کو حمص کی طرف بڑھنے سے روکو“ عبد اللہ بن عثمان کو نصیحتیں ہوتے ہوئے حران والہا کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ ولید بن عقبہ کو عرب کے قبائل ربیعہ وقنوع کی روک تھام پر جو جزیرہ میں آباد تھے مامور کیا اور جنگ ہونے کی صورت میں ان سب سرداروں پر عیاض بن غنم کو سردار مقرر فرمایا۔ فاروق اعظم نے اس انتظام پر بھی قناعت نہ کی خود مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر قصد حمص کی ملک کو جابیہ میں آ ٹھہرے۔ جب جزیرہ والوں نے یہ سنا کہ خود ان کے شہروں میں اسلامی لشکر اترا آیا ہے۔ تو ہر قل سے علیحدہ ہو کر جزیرہ چلے گئے۔ ابو عبیدہ نے رومیوں پر حملہ کر کے ان کو

۱۔ اس حملے کی مفصل کیفیت اور کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ جب حمص کے محاصرہ میں تہارومی اور قبائل عرب جوان کی امداد کو آئے تھے باقی رہ گئے تو ایک دن ان لوگوں نے خالد کو پوشیدہ طور سے کہلا بھیجا ”اگر تم کہو تو ہم اسی وقت یا عین معرکے میں عیسائیوں سے علیحدہ ہو جائیں۔“ خالد نے کہلا بھیجا کہ تمہارے ٹھہرنے اور چلے جانے کا مطلق فکر نہیں ہے میرے نزدیک تمہارا عدم اور وجود دونوں برابر ہیں۔ افسوس اس کا ہے کہ میں خود مختار نہیں ہوں بلکہ دوسرے شخص (ابو عبیدہ) کے ہاتھ میں ہوں اور وہ حملہ کرنا پسند نہیں کرتا ہے۔ ابو عبیدہ نے خالد سے حملہ کرنے کی بابت پوچھا خالد نے کہا ”میری رائے جو ہے تم کو معلوم ہے اب عیسائیوں سے کس بات کا اندیشہ ہے وہ کثرت فوج کے بل پر لڑتے ہیں اور اب تو کثرت بھی نہیں ہے۔“ ابو عبیدہ یہ سن کر خاموش ہو رہے تھوڑی دیر کے بعد تمام لشکر کو جمع کر کے ایک پرزور اور سوثر تقریر کی جس سے کل لشکریوں نے جوش میں آ کر ہتھیار سنبھال لئے۔ ابو عبیدہ نے قلب فوج اور خالد و عباس نے مدینہ منورہ کو لے کر حملہ کیا۔ قبائل عرب (جیسا کہ خالد سے اقرار ہو چکا تھا) انہری کے ساتھ پیچھے کو بٹے ان کے پیٹنے سے رومیوں کا بازو ٹوٹ گیا۔ بدحواسی سے تھوڑی دیر لڑ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ یہ آخری جنگ تھی جس کے محرک خود عیسائی ہوئے تھے۔ پھر اس کے بعد ان کو پیش قدمی کی ہمت نہیں ہوئی۔

پسا کیا۔ معرکے تیسرے دن عراق سے قحطاع پہنچے۔ ابو عبیدہؓ نے فاروق اعظمؓ کو مژدہ فتح کے ساتھ قحطاع کے آنے کی بھی اطلاع کر دی۔ فاروق اعظمؓ نے حکم بھیجا کہ ”مال غنیمت میں قحطاع کو بھی شامل کرو۔“

بنو ایاد کی روم کو روانگی: عیاض بن غنم نے جزیرہ میں پہنچ کر سہیل بن عدی کو رقبہ کی طرف روانہ کیا۔ اہل رقبہ نے محاصرہ ہونے کے ساتھ ہی جزیرہ دے کر صلح کر لی پھر عیاض نے حران کا رخ کیا جزیرہ میں جس قدر قبائل عرب حبیب نے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ البتہ ایاد و بن زرارہ رومیوں کے ساتھ روم چلے گئے۔ حران والوں نے بھی جزیرہ دینا قبول کر لیا۔ اس کے بعد سہیل اور عبد اللہ کو اہل رقبہ کی طرف بھیجا۔ محاصرہ کی بھی نوبت نہ آئی تھی کہ اہل الرہانے صلح کی درخواست کی جزیرہ دینا منظور کیا۔ غرض نہایت کم مدت میں رفتہ رفتہ تمام جزیرہ اس سرے سے اس سرے تک خفیف خفیف لڑائیاں لڑ کر مفتوح ہو گیا۔ ابو عبیدہؓ نے فاروق اعظمؓ کو جس وقت جا پہنچے وہیں اس سرے سے اس سرے تک خفیف خفیف لڑائیاں لڑ کر مفتوح ہو گیا۔ ابو عبیدہؓ نے ہمراہ مدینہ لے جائیں تو ان کے بجائے میرے پاس عیاض بن غنم کو چھوڑتے جائیے۔“ فاروق اعظمؓ نے درخواست منظور کر لی اور حبیب بن مسلمہ کو عراق عم اور اس کی لڑائی پر اور ولید بن عقبہ کو وہاں کے عرب پر مامور کیا۔

بنو ایاد کی اطاعت: فاروق اعظمؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ قبیلہ ایاد بادشاہ روم کے ملک میں جا کر آباد ہو گیا ہے تو آپ نے ہر قل کو خط لکھ کر بھیجا ”مجھ کو یہ خبر مل گئی ہے کہ قبائل عرب کا ایک قبیلہ ہمارا ملک چھوڑ کر تمہارے ملک میں جا آباد ہوا ہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر تم ان کو اپنے ملک سے نکال نہ دو گے تو ہم کل عیسائیوں کو جو ہمارے ملک میں آباد ہیں نکال کر تمہارے پاس بھیج دیں گے۔“ ہر قل نے قبیلہ ایاد کو اپنے ملک سے نکال دیا چنانچہ قبیلہ ایاد کے چار ہزار آدمی شام اور جزیرہ میں آ کر آباد ہو گئے۔ ولید بن عقبہ نے اسلام لانے پر مجبور کیا اور فاروق اعظمؓ کو اس امر کی اطلاع دی۔ فاروق اعظمؓ نے لکھا کہ ”ان لوگوں کو اسلام لانے پر مجبور نہ کرو اگر وہ جزیرہ دینا منظور کر لیں تو قبول کر لو یہ امر کہ اسلام کے سوا کوئی غیر مسلموں کی درخواست منظور نہ کی جائے گی جزیرہ العرب (مابین مکہ مدینہ اور یمن) کے لئے مخصوص ہے۔ ہاں اس شرط کا ان کو ضرور پابند کرو کہ وہ اپنے لڑکوں کو اصطبارغ نہ دیں اور کسی کو مسلمان ہونے سے نہ روکیں۔“ چند دنوں کے بعد بنو ایاد نے ایک وفد دار الخلافہ کو روانہ

جزیرہ کے جن جن مقامات پر لڑائیاں ہوئی تھیں ان کے نام یہ ہیں۔ رقبہ، حران، نصیبین، مہارقتین، مسماط و مروج، قرقینا، زوزان اور عین الوردہ علامہ طبری نے جہاں بنو تغلب (ایاد) کا واقعہ ذکر کیا ہے وہاں پر شرائط صلح میں یہ الفاظ لکھے ہیں ((علی ان لا ینصروا و لیسوا ممن اسلم اہاء ہم)) یعنی ”ان کو اس پر پابند کرو کہ وہ ان لڑکوں کو اصطبارغ نہ دیں جن کے باپ مسلمان ہو چکے ہیں“ اور دوسرے مقام پر یہ الفاظ ہیں ((ان لا ینصروا اولادہم اذا اسلم اہاء ہم)) یعنی ”جن لوگوں کے باپ مسلمان ہو گئے ہیں ان کی اولاد کو عیسائی نہ بنادیں“۔ متاخرین علماء تاریخ ابن الاثیر وغیرہ نے روایت کرتے ہوئے ان خصوصیتوں کو شاید خفیف سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہے جس سے یہ نتیجہ اور اعتراض پیدا ہوا کہ عمر فاروقؓ کو عام طور سے اس رسم مذہبی کو روکنے کا کیا حق تھا اور انہوں نے اس رسم کو کیوں روکا؟ لیکن جس نے حقد میں کی تصانیف کی سیر کی ہے وہ انصاف سے کہہ سکتا ہے کہ عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہ کا یہ حکم دینا کہ ”موسلم عیسائیوں کی اولاد کو اصطبارغ نہ دیں“ تعصب مذہبی نہ تھا اور عامہ خلائق کے امن قائم رکھنے کے لئے یہ حکم دینا اس تصریح کے ساتھ نہایت ضروری تھا۔ علامہ طبری نے صاف طور سے یہ لکھا ہے کہ معاہدہ میں یہ شرط بڑھائی ہوئی انہیں لوگوں کی ہے جو بنی تغلب (ایاد) سے اسلام لا چکے تھے۔

کیا اور حضرت عمرؓ سے یہ درخواست کی کہ ”جزیرہ کے نام سے ان سے کوئی رقم نہ وصول کی جائے“۔ فاروق اعظمؓ نے درخواست منظور کر لی اور اس رقم کو صدقہ کے نام سے موسوم کر کے دو چند وصول کرنے کا حکم بھیج دیا۔ چونکہ بخاریا و کولید بن عقبہ سے یہ وجود چند برہمی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے ان کو معزول کر کے فرات بن حیان اور ہند بن عمر الحلی کو مقرر کیا۔

جزیرہ کی فتح: ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ۱۹ھ میں سعد نے عیاض بن غنم کو امیر لشکر مقرر کر کے جزیرہ کی طرف روانہ کیا اسی لشکر میں سعد کے لڑکے عمر و بھی تھے۔ چنانچہ اسی سہ میں جزیرہ مفتوح ہوا۔ اس کے بعد عمرو نے عیاض کے ساتھ الرہا کو فتح کیا۔ اہل حران نے جزیرہ دے کر صلح کر لی۔ ابو موسیٰ نے نصیبین مفتوح کیا اسی زمانہ میں سعد نے عثمان بن ابی العاص کو ارمینہ پر بھیجا تھا۔ ارمینہ والوں نے بھی جزیرہ دے کر مصالحت کر لی اس کے بعد صوبہ فلسطین سے قیساریہ مفتوح ہوا۔ اس روایت کے لحاظ سے جزیرہ فتوحات میں داخل کیا جاتا ہے اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابو عبیدہؓ نے عیاض بن غنم کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ چنانچہ ابو عبیدہؓ کے انتقال کے بعد فاروق اعظمؓ نے بھی عیاض کو حصہ قسریں اور جزیرہ کی حکومت پر مامور کیا۔

عیاض بن غنم کی فتوحات: اس کے بعد شعبان ۱۸ھ میں پانچ ہزار کی جمیعت سے عیاض بن غنم جزیرہ کے سر کرنے پر تیار ہوئے، ہیرہ بن مسروق نے (جوان کے ہر اول کے افسر تھے) رقبہ پر پہنچ کر چھ روز کے محاصرے کے بعد جزیرہ لے کر مصالحت کر ڈا۔ رقبہ کے اطراف و جوانب کے گاؤں والوں پر خراج مقرر کر کے حران کی طرف بڑھے اتنے میں عیاض بھی آ پہنچے اور ایک فوج بسر کر دی صفوان بن محطل اور حبیب بن اوس اس کے محاصرے پر چھوڑ کر الرہا کی طرف چلے گئے۔ اہل الرہا نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا تو بڑی دیر تک بدحواسی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی۔ آخر کار اہل الرہا نے امان طلب کی عیاض جزیرہ لے کر بمصالحت پھر حران کی طرف واپس آئے۔ اس وقت صفوان اور حبیب نے اہل حران سے صلح کر لی تھی اور حران کے گرد و نواح کے کل قلععات اور دیہات پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد سیماط، سروج، راس کیفا، شیخ، آمد، میافارقین، کفر ثوفا، نصیبین، مار دین، موصل کا ایک قلعہ اردن، روم تلیس، خلاط اور منبجائے ارمینہ، ح و امان مفتوح ہوا۔ عیاض بن غنم فتح مند کی کا جھنڈا لہراتے ہوئے رقبہ واپس ہوئے۔ حصص میں پہنچ کر ۲۰ھ میں انتقال کر گئے۔

راس عین کی فتح: فاروق اعظمؓ نے عیاض کی جگہ پر عمیر بن سعد انصاری کو مامور کیا انہوں نے راس عین کو فتح کیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ عیاض نے ان کو راس عین کے سر کرنے کے کو بھیجا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ عیاض کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو راس عین کے فتح پر مامور کیا تھا۔ بعض مورخوں کا یہ بھی خیال ہے کہ فتح جزیرہ میں خالد بن ولید عیاض کے ہمراہ تھے اور آمد کے حمام میں نہانے گئے تھے کسی تیل سے مالش کرائی تھی جس میں شراب بھی تھی لیکن بعض مورخوں کا یہ خیال ہے کہ ابو عبیدہؓ کے بعد خالد کسی سردار کے ماتحت نہیں رہے۔

مطلبیہ کی فتح: غرض عیاض نے سیماط کے مفتوح ہونے کے بعد حبیب بن مسلمہ کو مطلبیہ پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ حبیب نے مطلبیہ فتح کیا اور وہاں پر ایک چھاؤنی قائم کر کے ایک شخص کو افر بنایا۔ جس وقت عیاض بن غنم نے جابیہ سے کفار کے ملک

۱ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حبیب بن مسلمہ نے مطلبیہ میں پہلی مرتبہ چھاؤنی نہیں قائم کی تھی بلکہ دوسری بار جب اہل مطلبیہ نے بغاوت کی

میں دلیرانہ قدم بڑھایا تھا۔ فاروق اعظمؓ نے بڑھاپے میں مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کی۔ ان دنوں شام میں حسب ذیل عمال تھے۔ حمص میں ابو عبیدہ اور ان کی ماتحتی میں قسریں میں خالد بن ولید و مشق میں یزید بن ابی سفیان اردن میں معاویہ فلسطین پر علقمہ بن محرز اور سواحل پر عبد اللہ بن قیس (رضی اللہ عنہم)

حضرت خالد بن ولید کی معزولی: فتح کے بعد جزیرہ میں یہ بات مشہور ہوئی کہ خالد بن ولید عیاض بن غنم کے ساتھ مہم جزیرہ سے بے حد مال لائے ہیں اور اپنی مدح کے صلہ میں اخعت بن قیس کو دس ہزار درہم دیئے ہیں۔ فاروق اعظمؓ کو پرچہ نویسوں نے اس واقعہ کی نیز حمام آمد میں شراب سے بدن ملوانے کی اطلاع دی۔ فاروق اعظمؓ نے ابو عبیدہ کو خط لکھا ”مجلس عام میں خالد کی ٹوپی سر سے اتار لی جائے اور اسی کے عمامہ سے اس کی مشکیں باندھی جائیں اور یہ دریافت کیا جائے کہ اخعت کو تم نے انعام اگر اپنی جیب خاص سے دیا ہے تو اسراف کیا ہے اور بیت المال سے دیا ہے تو خیانت کی ہے۔ بہر کیف دونوں صورتوں میں معزولی کے قابل ہو“ اور خالد کے مقبوضہ شہروں کو اپنی حکومت میں ملحق کر لو چنانچہ ابو عبیدہ نے خالد بن ولید کو مجمع عام میں بلایا۔ قاصد نے پوچھا ”یہ انعام تم نے کہاں سے دیا“ خالد نے جواب نہ دیا خاموش رہے بلال نے اٹھ کر فاروق اعظمؓ کے حکم کی تعمیل میں دوبارہ دریافت کیا خالد نے جواب دیا ”میں نے اپنی جیب سے اخعت کو دیا ہے“۔ قاصد نے یہ سنتے ہی مشکیں کھول دیں ٹوپی اور عمامہ واپس کر دیا اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے خالد کو جواب دی کی غرض سے مدینہ بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوئے تو فاروق اعظمؓ نے پوچھا ”تمہارے پاس اتنی دولت کہاں سے آئی اور اس قدر

جمعہ اور عہد شکنی کی اور امیر معاویہ کا دور حکومت آیا تو انہوں نے حبیب بن سلمہ کو دوبارہ ملطیہ پر فوج دے کر روانہ کیا جسکو انہوں نے پھر فتح کیا اور چھاونی قائم کر کے ایک شخص کو اس کا حاکم بنادیا۔

۱۔ فاروق اعظمؓ نے جہاں اور انتظامات مدبرانہ کئے تھے وہاں ایک یہ انتظام نہایت دانائی سے کیا تھا کہ ہر فوج کے ساتھ پرچہ نویس مقرر کر دیئے گئے جو فوج کی ایک ایک بات کی اطلاع دیتے رہتے تھے۔ طبری نے لکھا ہے کہ ”عمر کے جاسوس ہر لشکر کے ساتھ رہتے تھے جو ہر واقعہ فوراً لکھ بھیجتے تھے“۔ دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ ”عمر سے کوئی امر پوشیدہ نہیں رہتا“۔

۲۔ واقعہ معزولی کو عام مورخین لکھتے ہیں کہ ”فاروق اعظمؓ رضی اللہ عنہ نے عمان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی معزول کیا تھا۔ چنانچہ ابن اثیر وغیرہ نے ایسا ہی لکھا ہے اور اسی فاضل نے سادھ میں خالد کے معزول ہونے کے واقعات لکھے ہیں“۔ پھر انہیں واقعات کو بڑھاپے میں ایک الگ عنوان قائم کر کے تحریر کیا ہے ترجمہ کی پابندی کی وجہ سے ہم اوپر فتح و مشق کے عنوان میں لکھ آئے ہیں کہ فاروق اعظمؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد جو پہلا کام کیا تھا یہ تھا کہ خالد کو عساکر اسلامی کی سرداری سے معزول کر کے بجائے ان کے ابو عبیدہ کو مقرر کیا اور پھر اس مقام پر فتح جزیرہ کے بعد اس واقعہ کو دوبارہ لکھتے ہی میرے نزدیک ان دونوں اقوال میں کوئی تاقص نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ خالد بن ولید زمانہ خلافت ابو بکر صدیق سے بعض اس قسم کی بے اعتدالیوں کرتے تھے کہ فوجی مصارف کا حساب و کتاب نہ بھیجتے تھے۔ شاعروں کو مدیہ قصائد کے صلے میں بڑی بڑی رقمیں دے دیا کرتے تھے فاروق اعظمؓ کو یہ بات ناگوار گزر رہی تھی۔ پس جب غلیفہ ہوئے تو خالد بن ولید کی یہ خود مختاری گراں گزری لکھ بھیجا کہ ”تم اس شرط پر سپہ سالار رہ سکتے ہو کہ عساکر اسلامی کے مصارف کا حساب بھیجتے رہو“ خالد نے جواب میں لکھا کہ ”میں زمانہ خلافت ابو بکر صدیق سے ایسا ہی کرتا آیا ہوں۔ اب اس کے خلاف نہیں کر سکتا“۔ فاروق اعظمؓ اس بناء پر ان کو نظر چشم نمائی سپہ سالاری سے معزول کر کے ابو عبیدہ کا ماتحت کر دیا۔ سپہ سالار اعظمؓ نہ رہے سپہ سالار رہے بعد ازاں بڑھاپے میں یہ واقعہ پیش آیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

انعام تم نے کہاں سے دیا؟“ خالد نے جواب دیا ”مال غنیمت سے اور اپنے دو ہرے حصہ سے اگر ساٹھ ہزار سے زیادہ نکلے تو وہ تمہارا ہے“ جاچنے سے بیس ہزار زیادہ نکلے بیت المال میں داخل کر دیئے گئے اس کے بعد دونوں میں صفائی ہو گئی۔

مسجد حرام کی توسیع: عہد میں عمر فاروق حج کو تشریف لے گئے۔ صحن مسجد کو وسیع کیا بیس راتیں مکہ میں مقیم رہے حرم کے گرد و پیش کے مکانات خرید کر ڈھادیئے اور ان کی زمین صحن حرم میں شامل کر دی، جس شخص نے خریداری کے بعد اپنا قبضہ اٹھانے سے انکار کیا اس کا مکان جبراً ڈھا دیا گیا۔ یہ تعمیر جب سنہ مذکور میں شروع ہوئی واقف کاری کی وجہ سے اس خدمت پر مخرمہ بن نفل، از ہر بن عبدعوف، حویطب بن عبد العزیٰ اور سعید بن ربیع مامور کئے گئے۔ مسافروں کی آسائش کے لحاظ سے مابین مکہ و مدینہ جا بجا مکانات اور کنوئیں بنائے جانے کا حکم دیا گیا۔

ایران پر فوج کشی: زمانہ خلافت صدیق اکبرؓ میں علاء بن الحضری، بحرین کے گورنر تھے۔ فاروق اعظمؓ نے ان کو معزول کر کے قدامت بن مظعون کو مامور کیا۔ بعد چندے (عہد میں) پھر علاء بن الحضری کو بحرین کی گورنری پر بحال کیا۔ علاء بن الحضری بڑے ہمت اور حوصلے کے آدمی تھے۔ ہمیشہ ہر میدان میں سعد بن ابی وقاص سے بڑھ کر قدم مارنا چاہتے تھے۔ جب ان کو اہل ردت کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی اور سعد قادیسیہ کی لڑائی میں فتح یاب ہوئے تو علاء کو سخت رشک پیدا ہوا فارس پر حملہ کرنے کے ارادہ سے فوجیں تیار کیں۔ خلید بن منذر کو سر لشکر مقرر کر کے ان کی ماتحتی میں الگ الگ فوجوں پر جارود بن مطیٰ اور سوار بن ہمام کو مامور کر کے بلا اجازت فاروق اعظمؓ براہ دریا فارس پر فوج کشی کر دی۔

معرکہ اصطر: فاروق اعظمؓ اور ان سے بیشتر صدیق اکبرؓ بھی دریا کے سفر سے بے حد احتراز کرتے تھے۔ فاروق اعظمؓ بعد فتح مدائن اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ”ہمارے اور فارس کے درمیان آتشیں پہاڑ خاں ہو جاتے تو اچھا ہوتا نہ وہ ہم تک آسکتے اور نہ ہم ان تک پہنچ سکتے“۔ لیکن اتفاقی طور سے یہ لڑائی چھڑ گئی اسلامی فوجیں اصطر میں پہنچ کر جہاز سے ساحل پر اتریں وہاں کا حاکم ہربذ نامی فوج کثیر لے کر مقابلے پر آیا۔ دریا کو دوسری طرف سے عبور کر کے جہاز اور عساکر اسلامی کے بیچ میں صف آرائی کی اگرچہ مسلمانوں کی فوجیں ہربذ کے لشکر سے کم تھیں اور گویا جہاز پر بھی مخالف کا قبضہ ہو گیا تھا لیکن نہ سپاہیوں میں کچھ ہراس پیدا ہوا اور نہ سپہ سالار فوج (خلید) کی ثابت قدمی و استقلال میں کچھ فرق آیا۔ خلید نے بڑے جوش کے ساتھ بعد نماز ظہر صفیں قائم کیں اور فوج سے مخاطب ہو کر کہا ”مسلمانو! بے دل نہ ہونا انہوں نے تم کو لڑائی کے لئے نہیں بلایا بلکہ تم خود ان سے لڑنے کو آئے ہو۔ اگرچہ انہوں نے ہمارے جہازوں پر ایک گونہ قبضہ کر لیا ہے لیکن اللہ پر بھروسہ کر کے حملہ کرو ان شاء اللہ تعالیٰ جہاز کے ساتھ ان کا ملک بھی ہمارے قبضے میں آ جائے گا۔“

محاصرہ کی پسپائی: خلید و جارود بڑی مردانگی سے رجز پڑھتے ہوئے بڑھے دونوں لشکروں کا مقام طاؤس میں مقابلہ ہوا۔ جارود سینکڑوں کو تیغ کر کے شہید ہو گئے۔ خلید نے اپنی فوج کو زیادہ ہو کر لڑنے کا حکم دیا۔ معرکہ نہایت سخت تھا ہزاروں ایرانیوں نے خاک و خون پر ٹپ کر جانیں دیں۔ عساکر اسلامی کا بھی زیادہ حصہ کام آ گیا جس کے سبب آگے نہ بڑھ سکے پیچھے ہٹے تو جہاز دریا میں نہ پایا دشمنوں نے اسے پہلے ہی غرق کر دیا تھا۔ مجبور ہو کر براہ خشکی بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔

بد قسمتی سے ادھر بھی نہ جاسکے ایرانیوں نے اس طرف کی بھی راہیں بند کر دی تھیں ہر طرف سے ناکے روک رکھے تھے۔ مقابلے کی غرض سے ایرانی فوجیں مسلح کھڑی تھیں۔

مجاہدین کی کمک: فاروق اعظمؓ کو اس کی اطلاع ہوئی بہت برہم ہوئے بصرہ میں عتبہ بن غزوہ کو لکھ بھیجا کہ ایک جری فوج تیار کر کے مسلمانوں کے بچانے کو فارس کی طرف روانہ کر دے علاوہ کبھی تہدید آمیز خط لکھا جس میں یہ حکم دیا تھا کہ تمہارے پاس جس قدر فوجیں ہوں ان کو لے کر بحرین سے سعد کے پاس چلے آؤ۔ عتبہ نے بارہ ہزار فوج جس میں عاصم بن عمروؓ و عرفہ بن ہرثمہؓ اخف بن قیس جیسے دلاور و جری تھے ابوسبرہؓ اپنی فوج لئے ہوئے خلید تک پہنچ گئے ادھر ایرانیوں نے ہر طرف سے فوجیں جمع کر رکھی تھیں جن کا سردار شہرک تھا دونوں حریفوں نے استقلال و ثابت قدمی کے ساتھ لڑائی شروع کی اور جی توڑ کر لڑے۔ بالآخر مسلمان فتح یاب ہوئے ایرانی لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ بے انتہا ایرانی مارے گئے مسلمانوں نے جی کھول کر لڑا لیکن چونکہ آگے بڑھنے کا حکم نہ تھا بصرہ واپس آئے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی معزولی: اس واقعہ کے بعد عتبہ نے حج کی اجازت طلب کی حج سے فارغ ہو کر استعفا پیش کیا۔ فاروق اعظمؓ نے نامعلوم کر کے ان کو پھر ان کی گورنری پر بھیج دیا۔ اثناء راہ مقام طین ٹخنہ میں پہنچ کر عتبہ کا انتقال ہو گیا بجائے ان کے تا اختتام سال ابوسبرہؓ بن ابی رہم گورنری کرتے رہے عتبہ نے ان کو اپنا قائم مقام کیا تھا۔ فاروق اعظمؓ نے یہ تقرری برائے چند قائم رکھی۔ بعد ازاں مغیرہ بن شعبہؓ کو مامور کیا مغیرہ اور ابوبکرہؓ میں رنجش پہلے سے تھی ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ کہتے ہیں کہ زیاد بن ابیہؓ ابوبکرہؓ کا اخیائی بھائی تھا ایک روز ان دونوں نے مغیرہ کو حالت غیر میں دیکھ لیا ابوبکرہؓ نے مغیرہ کو امامت سے روک دیا اور فاروق اعظمؓ کو یہ واقعہ لکھ کر بھیجا۔ فاروق اعظمؓ نے اسی وقت ابوموسیٰؓ کو امیر مقرر کر کے اسیس صحابیوں کے ساتھ جن میں انس بن مالکؓ عمران بن حصینؓ اور ہشام بن عامرؓ (رضی اللہ عنہم) تھے مع ایک فرمان کے مغیرہ کے پاس روانہ کیا اور مدعی اور مدعی علیہ کو مع گواہان ثبوت طلب فرمایا۔ مضمون یہ تھا:

((إنا بعد فقد بلغنی عنک بناء عظیم و بعثت اباموسیٰ امیراً فسلم الیہ ما فی یدک و

المجل))

”ابا بعد۔ مجھ کو تمہاری نسبت ایک بہت بڑی خبر پہنچی ہے اور میں ابوموسیٰؓ کو امیر مقرر کر کے بھیجتا ہوں جو تمہارے قبضے میں ہو اس کو ان کے سپرد کر کے فوراً چلے آؤ۔“

جب مغیرہ اور ابوبکرہؓ مع گواہوں کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ فاروق اعظمؓ لوگوں کی شہادت لینے لگے گواہوں نے شہادت میں اختلاف کیا۔ زیاد پوری شہادت نہ دے سکا۔ فاروق اعظمؓ نے اس کو تیس کوڑے مارے مغیرہ نے کچھ کہنے کا قصد کیا فاروق اعظمؓ نے فرمایا ”چپ رہہ واللہ اگر شہادت کا ٹکملہ ہو جاتا تو میں تجھ کو بھی سزا دیتا۔“

کوفہ کی چھاؤنی کی تعمیر: ۱۳ھ میں فاروق اعظمؓ کو اس امر کا احساس ہوا کہ عرب کو اور ملکوں کی ہوا مخالف ہے اس وجہ سے ان کے چہروں میں تغیر پیدا ہو گیا۔ ہوا یہ کہ کسی مقام سے دفو آئے تھے آپ نے ان کے چہروں کے رنگ متغیر ہونے کی

وجہ دریافت فرمائی۔ وفود نے عرض کی ”ہمارے چہروں کے رنگ کو دوسرے ملکوں کی آب و ہوا نے متغیر کر دیا ہے۔“ بعض نے لکھا ہے کہ حذیفہ نے جو کہ سعد کے ہمراہ تھے فاروق اعظمؓ کو لکھا کہ ”عرب کو دوسرے سرزمین کی آب و ہوا موافق نہیں آتی اور ان کی صحت اچھی نہیں رہتی۔“ فاروق اعظمؓ نے سعد سے دریافت کیا سعد نے حذیفہ کے بیان کی تائید کی فاروق اعظمؓ نے سعد کو لکھ بھیجا ”سلمان و حذیفہ کو اس کام پر مامور کرو کہ وہ دونوں آدمی عرب کے مذاق کے موافق کوئی مقام تجویز کریں۔“

چنانچہ دونوں نے مقام کوفہ کو پسند کیا اور وہیں چھاؤنی قائم کرنے کی تجویز کی۔ بعد ازاں سعد کے پاس آئے اور ان کو اپنی تجویز سے آگاہ کیا۔ سعد نے بار خلافت میں اس کی اطلاع کی اور قحطاع اور عبداللہ بن الحکم کو لکھ بھیجا کہ ”اپنے لشکروں میں کسی شخص کو نائب مقرر کر کے ہمارے پاس چلے آؤ۔“ پس جب یہ دونوں بزرگ سعد کے پاس آ گئے تو سعد مدائن سے روانہ ہو کر حرم کے اچھے میں جنگ قادسیہ کے دو برس دو مہینہ بعد اور جب کہ تین برس آٹھ مہینے فاروق اعظمؓ کی خلافت کے گزر چکے تھے۔ مقام کوفہ پہنچے کوفہ کی سرزمین کو خوب دیکھ بھال کر فاروق اعظمؓ کو اس مضمون کا دوبارہ خط لکھا:

”میں نے چھاؤنی قائم کرنے کے لئے کوفہ کو پسند کیا ہے یہ مقام حیرہ اور فرات کے درمیان واقع ہے۔ اس میں بری و بحری دونوں حیثیتیں موجود ہیں اور اہل عرب کے مذاق کے مطابق ہے میں نے عساکر اسلام کو یہیں لا کر ٹھہرایا ہے اہل عرب کے لئے یہ مقام نہایت مناسب ہے اور جن لوگوں نے مدائن میں رہنا پسند کیا ہے میں نے ان کو وہیں چھوڑ دیا ہے میرا قصد ہے کہ میں اس کو چھاؤنی بناؤں لڑائی کے زمانہ میں لشکر باہر چلا جایا کرے گا اور بعد اختتام جنگ واپس آیا کرے گا۔“

کوفہ میں قیام کرنے کے بعد عام لوگوں پر اس کی خوبی ظاہر ہو گئی جو قوت و توانائی کی حالت ان کی پہلے تھی وہ پھر لوٹ آئی۔ بصرہ کی چھاؤنی کی تعمیر: اسی زمانہ میں اہل بصرہ بھی تیسری بار اپنے اپنے مکانوں میں آترے۔ ان دونوں مقامات کے مکانات باجارت فاروق اعظمؓ چھوٹے گھاس بانس سے بنائے گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد کوفہ اور بصرہ میں

- ۱۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہاں کی زمین ریتلی اور نکمری تھی اس وجہ سے اس کا نام کوفہ رکھا گیا۔ نعمان بن منذر جو عراق عرب کا قبل از اسلام حکمران تھا اور اس کا دار السلطنت اسی مقام پر تھا اس کا منظر نہایت خوشنما دلچسپ اور دریاے فرات سے صرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا۔
- ۲۔ اس کی وضع و ساخت کے متعلق عمر فاروق نے تحریری حکم بھیجا تھا چنانچہ اسی کے مطابق عرب کے جدا جدا قبیلے علیحدہ علیحدہ جگہوں میں آباد کئے گئے۔ سرزمین اور شارع ہائے عام چالیس چالیس اور اس سے گھٹ کر تین تین اور بیس بیس ہاتھ چوڑی رکھی گئیں اور گھیاں سات سات ہاتھ چوڑی بنائی گئیں۔ جامع مسجد کی عمارت اور عمارتوں سے ممتاز اور اس قدر وسیع تیار کی گئی تھی کہ اس میں چالیس ہزار آدمی آسکتے تھے اور اس کے آگے ایک وسیع سامان دہا تھ لمبا سنگ رخام کے ستونوں پر قائم کر کے بنایا گیا جو کسریٰ فارس کی عمارتوں سے نکال کر لائے گئے تھے اس کی قیمت رعایا ایران کو دی گئی تھی مسجد سے دو سو ہاتھ کے فاصلے پر ایوان حکومت بنایا گیا جس میں بیت المال کی بھی عمارت تھی اور اسی کے قریب ایک مہمان خانہ تعمیر کی گیا تھا جو مسافر فیروختات سے آنے والے تھے وہ یہیں قیام کرتے تھے اور بیت المال سے ان کو کھانا ملتا تھا۔ بعد چند دنوں کے جب بیت المال میں چوری ہو گئی تو ایوان حکومت کی عمارت مسجد سے ملا دی گئی۔ جامع مسجد کے سوا ہر قبیلے کے لئے جدا جدا مسجدیں تعمیر ہوئی تھیں۔

اس کی وجہ تسمیہ اور آباد کئے جانے کی کیفیت اسی جلد میں ہم بحوالہ فتوح البلدان لکھ آئے ہیں اس شہر کی وضع و ساخت بعد کوفہ کی سی تھی۔

آتش زدگی ہوئی کل مکانات جل گئے۔ سعد نے فاروق اعظمؓ سے ایٹ اور گارے کی عمارتیں بنانے کی اجازت طلب کی فاروق اعظمؓ نے اجازت دی لیکن یہ شرط لگا دی کہ کوئی شخص تین کمروں سے زیادہ نہ بنائے اور مکانات زیادہ مرتفع اور طول و طویل نہ ہوں۔ ((الزموا السنة فلزمكم الدولة)) ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو پکڑے رہو دولت تمہارا ساتھ نہ چھوڑے گی۔“ کوفہ کے بسانے اور بنانے پر ابوہیان بن مالک اور بصرہ کی تعمیر پر ابوالمحراب عاصم ابن الدف مامور تھے۔ کوفہ کے حدود اربعہ کے ایک جانب حلوان تھا جس کی حکومت ققاع کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ دوسری طرف مابذان تھا جس پر ضرار بن الخطاب عامل تھے۔ تیسری جانب قرقیصا تھا۔ عمر بن مالک یہاں کے گورنر تھے چوتھی طرف موصل تھا جس کی ولایت پر عبداللہ بن الحکم مامور تھے۔

خوزستان کی فتح: فارس کا نامی سردار ہرمزان جنگ قادسیہ سے بھاگ کر خوزستان چلا آیا تھا (جو اہواز کا دار الحکومت تھا) خوزستان اور اس کے ارد گرد شہروں پر قابض ہو کر میان دشت عیسائے حدود بصرہ منادر اور نہر تیری حدود اہواز تک اپنے تصرف و قبضہ کو بڑھا لیا تھا۔ چونکہ خوزستان کی سرحد بصرہ سے ملی ہوئی تھی بغیر اس کے فتح کئے ہوئے بصرے میں پورے طور سے امن قائم نہیں رہ سکتا تھا اس وجہ سے عقبہ بن غزو ان نے سعد سے امداد طلب کی۔ چنانچہ نعیم بن مقرن اور نعیم بن مسعود عقبہ کی کمک پر بصرہ اور اہواز کے حدود پر پہنچ دیئے گئے۔ عقبہ نے (بوعبدیہ بن حظلہ سے) سلمیٰ بن القین اور حرمہ بن مریط کو بصرہ کی دوسری سرحد میان کی طرف بھیج دیا۔ سلمیٰ اور حرمہ نے بنو عمر بن مالک کو جو خوزستان میں رہتے تھے سلمیٰ اور قومی جوش و غیرت دلا کر بلایا۔ غائب والکی اور کلیب بن وائل سلمیٰ سرداران بنو عمر بن مالک اس تحریک سے متاثر ہو کر ملنے کو آئے اور یہ وعدہ کر گئے کہ جس وقت تم لوگ منادر اور نہر تیری پر حملہ کرو گے ہم بھی شہر کے اندر سے حملہ آور ہو جائیں گے۔

ہرمزان سے جزیہ پر مصالحت: جس دن اور جس وقت حملہ کرنے کا باہم عہد و پیمان ہوا تھا ٹھیک اسی دن اور اسی وقت ایک طرف سے سلمیٰ اور حرمہ نے حملہ کیا دوسری طرف سے نعیم بڑھے۔ سلمیٰ عسا کر بصرہ پر تھے اور نعیم افواج کوفہ کے سردار تھے۔ دونوں سپہ سالاروں نے دونوں طرف سے ہرمزان پر حملہ کیا، لڑائی شروع ہو گئی شہر کے اندر سے غالب اور کلیب حسب قرار واد حملہ آور ہوئے منادر اور نہر تیری پر قبضہ کر لیا ہرمزان اس اچانک واقعہ سے گھبرا گیا۔ اس کی فوج کی ترتیب جاتی رہی مجبور ہو کر میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگا عسا کر اسلامی نے تعاقب کیا ہزاروں ایرانی اس دار و گیر میں مارے گئے دریائے دجلہ پر پہنچ کر اسلامی لشکر ٹھہر گیا اور ہرمزان سوق اہواز کے پل سے عبور کر کے فک گیا لیکن اس نے اپنے کو مسلمانوں کے مقابلہ میں کمزور پا کر دوسرے ہی دن صلح کا پیام بھیجا۔ مسلمانوں نے منادر نہر تیری اور اہواز کے ان مقامات کے علاوہ جن پر اثناء جنگ میں ان کا قبضہ ہو گیا تھا باقی اہواز پر جزیہ لے کر صلح کر لی۔

ہرمزان کی بدعہدی: افواج اسلامی کا ایک ایک دستہ نہر تیری اور منادر میں ٹھہرا دیا گیا غالب اور کلیب کو ان کی سرداری دی گئی۔ بعد چندے غالب، کلیب اور ہرمزان میں سرحد قائم کرنے میں اختلاف ہوا۔ سلمیٰ اور حرمہ نے غالب اور کلیب کی رائے سے اتفاق کیا، ہرمزان بگڑ گیا۔ بدعہدی پر کمر بستہ ہو کر کردوں کو جمع کر کے مخالفت و جنگ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ عقبہ بن غزو ان نے حرقص بن زہیر سعدی کو اس کے مقابلہ پر روانہ کیا مقام سواق اہواز میں معرکہ ہوا۔ ہرمزان کو شکست ہوئی بھاگ

کر رام ہرمز چلا گیا۔ حرقوس نے سوق ابوہاز پر قبضہ کر کے جزیہ مقرر کیا اور اپنے دائرہ حکومت کو تشر تک بڑھالیا۔ فاروق اعظم کو فتح کا مژدہ لکھ بھیجا اور ہرمزان کے تعاقب میں جزیہ معاویہ کو روانہ کیا جو قریہ شغرا اور دورق تک بڑھتے چلے گئے۔ ہرمزان نے مجبور ہو کر پھر صلح کی درخواست کی، فاروق اعظم کی درخواست سے اس شرط پر مصالحت ہوئی کہ ”جتنے شہروں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا ہے اس پر وہ قابض رہیں باقی شہروں پر ہرمزان کا قبضہ رہے بشرطیکہ وہ جزیہ مقررہ ادا کرتا جائے۔“ اس مصالحت کے بعد حرقوس نے جبل ابوہاز پر ڈیرے ڈال دیئے اور ویران شدہ شہروں کے آباد کرنے میں مصروف ہوئے۔

مجاہد بن کرام ہرمز پر قبضہ: ان واقعات کے اثناء میں یزید گرد اہل فارس کو مسلمانوں کے خلاف ابھار رہا تھا اور رعایا ابوہاز سے اہل اسلام کے خلاف عہد و اقرار لے رہا تھا۔ رفتہ رفتہ ایک بہت بڑی عظیم فوج جمع ہو گئی۔ مسلمانوں نے کل حالات دربار خلافت میں لکھ بھیجے فاروق اعظم نے سعد کو لکھا کہ ”ایک عظیم فوج نعمان بن مقرن کی ماتحتی میں ہرمزان کے مقابلہ پر روانہ کر دتا کہ وہ بڑھنے نہ پائے“ ابوموسیٰ کو حکم دیا کہ سعد بن عدی براہر سہیل کے ساتھ ایک فوج ابوہاز کی طرف بھیج دو جس کے میسر ہو ویمصرہ اور مقدمہ پر براء بن مالک، حمزہ بن ثور اور عرفہ بن ہرثمہ (رضی اللہ عنہم) پر افسر ہوں اور ان دونوں لشکروں کا سپہ سالار اعظم ابوسبرہ بن ابی رہم مقرر کئے جائیں۔ ہرمزان کو اس کی خبر گئی فوج کو مرتب کر کے نعمان کا راستہ روکا قریب رام ہرمز دونوں فریق صف آرا ہوئے لیکن پہلے ہی حملہ میں ہرمزان شکست کھا کر بھاگ نکلا، نعمان نے رام ہرمز پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

تشر کا محاصرہ: اتنے میں بصرہ کی اسلامی فوجیں آ پہنچیں اور یہ معلوم کر کے کہ رام ہرمز پر نعمان کا قبضہ ہو گیا ہے اور ہرمزان تشر میں پہنچ کر مسلمانوں کے خلاف فوجیں مرتب کر رہا ہے تشر کی طرف سیلاب کی طرح بڑھیں۔ تشر میں اس وقت ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ جبال و ابوہاز کی ایرانی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ بھاگ کر یہیں آ کر جمع ہو رہی تھیں۔ ہرمزان نے قلعہ کی مرمت کرائی تھی چاروں طرف سے خندق اور برجوں سے مستحکم کر لیا تھا۔ فاروق اعظم نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ابوموسیٰ کو بصرے سے مسلمانوں کی مدد پر روانہ کیا اور ان کو افواج اسلامی بصرے کا سپہ سالار مقرر کیا۔ قصہ مختصر مسلمانوں نے تشر پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا مہینوں گھرے پڑے رہے ایرانیوں نے متعدد حملے ایک سے بڑھ کر ایک کئے بہت سی لڑائیاں ہوئیں آخری جنگ میں ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ رہا لیکن ہرمزان نے شہر میں محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی۔

تشر پر قبضہ: ایک دن ایک شخص نے اندرون شہر سے میر میں ایک خط باندھ کر ابوموسیٰ کی طرف پھینکا جس کا مضمون یہ تھا

۱۔ ابوموسیٰ نے اس آخری معرکہ میں نہایت دانائی سے صف آرائی کی تھی میں نے براء بن مالک، تھے میسرہ براء بن عازت انصاری کو دیا تھا۔ انس بن مالک کی ناک میں سواروں کا دوسرا تھا۔ دونوں فوجیں ایک آخری فیصلہ کرنے والی لڑائی لڑیں براء بن مالک جو مجھ سے سرواڑے تھے مارے اور محفوظ اعدا کو چرتے ہوئے خندق کو عبور کر کے شہر نہاںہ کے دروازے تک پہنچ گئے ہرمزان نے عین دروازے پر براء کا مقابلہ کیا جب براء لڑ کر شہید ہو گئے تو حمزہ بن ثور نے بڑھ کر ہرمزان پر وار کیا لیکن ہرمزان کے ہاتھ سے یہ بھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے مجموعی قوت سے نعرہ اللہ اکبر مار کر حملہ کیا۔ ہرمزان نے پیچھے ہٹ کر پھاٹک بند کر لیا اور محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی۔

۲۔ دیگر مودخوں نے لکھا ہے کہ شہر محاصرہ میں ایک باشندہ شہر چھپ کر ابوموسیٰ کے پاس آیا۔ یہ درخواست کی کہ ”اگر مجھے جان و مال و اولاد کی امان دی جائے تو میں ایسا پوشیدہ راستہ بتا دوں جس کے ذریعہ سے شہر پر بہ آسانی قبضہ ہو جائے۔“ ابوموسیٰ نے یہ شرط منظور کر لی اور ایک عرب اسرٹش نامی کو اس کے ہمراہ کر دیا وہ شخص اسرٹش کو اپنے ہمراہ لے ہوئے نہروہ جبل سے جو مدینہ کی شاخ تشر کے نیچے جاری تھی عبور کر کے ایک سرنگ کی راہ سے شہر میں داخل ہوا اور اسرٹش سے کہہ دیا کہ تم اپنا منہ کپڑے سے چھپا کر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ چنانچہ دونوں گلی کوچوں سے گزرتے ہرمزان کے محل کی طرف آئے۔

کہ ”مجھ کو اور میرے خاندان والوں کو آپ امان دیں تو میں ایک راستہ بنا دوں جس سے شہر پر آپ کا قبضہ ہو جائے گا۔“ ابو موسیٰ نے نہایت مسرت سے اس شرط کو منظور کیا۔ وہ شخص ابو موسیٰ کے پاس آیا اور چند مسلمانوں کو ہمراہ لیا نہروجل کو عبور کر کے سرنگ کی راہ شہر میں داخل ہوا۔ مسلمانوں نے شہر پناہ کے پھاٹک کے قریب پہنچ کر پہرہ والوں سے لڑائی شروع کر دی اور مارتے کاتے پھاٹک تک پہنچ گئے اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر پھاٹک کھول دیا۔ اسلامی فوجیں پہلے ہی سے مسلح و تیار تھیں۔ تکبیر کہتی ہوئی شہر میں گھس پڑیں تمام شہر میں بل چل پڑ گئی ہرمزان نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور یہ شرطیں پیش کیں: ”میرا معاملہ امیر المؤمنین فاروق اعظم کے روبرو پیش کیا جائے وہ جو کچھ فیصلہ دیں گے مجھے منظور ہوگا تم لوگ مجھ سے معترض نہ ہو مجھے مدینہ پہنچا دو۔“ ابو موسیٰ نے یہ شرط منظور کر لی۔ ہرمزان نے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ مال غنیمت لشکریوں پر تقسیم کیا گیا۔ سواروں کے حصے میں تین تین ہزار اور پیادوں کو ایک ایک ہزار ملے۔ اسی آخری معرکے میں براء بن مائل، ہجرۃ بن ثور، ہرمزان کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے۔ فتح یابی کے بعد ابوسبرہ نعمان اور ابو موسیٰ ایک فوج لے کر ایرانیوں کے تعاقب میں پہنچے سوس میں پہنچ کر ڈیرے ڈالے اور زبیر بن عبد اللہ فقیہی نے جند یار بور کو جا کر گھیر لیا اس کے بعد فاروق اعظم کا فرمان پہنچا کہ ”ابو موسیٰ اشعری بصرہ واپس آئیں بجائے ان کے اسود بن ربیعہ بن مالک صحابی موسوم بہ مقرب مقرر کئے جائیں۔“

ہرمزان دربار خلافت میں: ابوسبرہ نے ہرمزان کو ایک سفارت کے ساتھ جس میں انس بن مالک اور اخف بن قیس بھی تھے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر ہرمزان نے مرصع تاج (جس میں یاقوت و ہیرے لگے ہوئے تھے) سر پر رکھا دیا کی قابض بدن کی، لوگ عجم کے دستور کے موافق قیمتی جڑاؤ زیورات پہنے اور کمر سے مرصع تلوار لگائی۔ غرض ہر تن شان و شوکت کی تصویر بن کر دار الخلافہ میں داخل ہوا۔ تمام مدینہ اس کی زرق برق قیمتی پوشاک کا تماشا بنی ہوا تھا۔ فاروق اعظم اس وقت مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے۔ ہرمزان اس غماض سے حاضر ہوا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اسلام کے ذریعہ سے ایسوں کو اس نے زیر کیا ہے۔

حضرت عمرؓ اور ہرمزان کی گفتگو: بعد ازاں ہرمزان سے مخاطب ہو کر فرمایا ”تم نے بد عہدی کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کا آخری حکم دیکھا“ ہرمزان نے جواب دیا ”امیر المؤمنین زمانہ جاہلیت میں اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ چونکہ ہم میں قوت زیادہ تھی ہم تم پر غالب آتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھ دے رہا ہے پس تم ہم پر غالب آ گئے ہو۔“ فاروق اعظمؓ بولے ”اچھا تم نے کئی بار بد عہدی کی ہے اس کی سزا میں تم کو کیا عذاب ہے اور اب تمہارا کون سا جیلہ باقی ہے۔“ ہرمزان نے جواب دیا۔ مجھے خوف ہے کہ یہ بات بتانے سے پہلے تم مجھے قتل کر ڈالو گے“ فاروق اعظمؓ نے فرمایا ”نہیں! تم خوف نہ

ہم ہرمزان رؤسا شہر اور اراکین دولت بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ دونوں رفیق شہر کے نشیب و فراز کے مواقع دیکھ کر اسی سرنگ کے راستے سے ابو موسیٰ کے پاس آئے۔ اسٹش نے عرض کی ”اے امیر اگر مجھے دوسو جاناڑ سپاہی دیئے جائیں تو میں فوراً اس شہر پر قبضہ کرتا ہوں۔“ ابو موسیٰ نے عساکر اسلامی کی طرف دیکھا دوسو سپاہیوں نے بڑھ کر کہا کہ ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہماری جانیں حاضر ہیں۔“ اسٹش مع سپاہیوں کے اسی سرنگ کے راستے سے شہر میں پہنچے شہر پناہ کے پہرے والوں کو مار کر دروازے کھول دیئے ابو موسیٰ پہلے ہی سے فوج کو آراستہ کئے منظر کھڑے تھے دروازے کے کھلنے کے ساتھ ہی فوراً اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر گھس پڑے۔

کر دو۔ پھر ہرمزان نے پانی مانگا جب پانی سامنے آیا تو ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر بولا ”میرے دل میں یہ خطرہ گزرتا ہے کہ پانی پینے کی حالت میں تم مجھے قتل نہ کروالو۔“ فاروق اعظمؓ نے ارشاد کیا ”تم مطلق خوف نہ کرو جب تک پانی نہ پی لو گے کسی قسم کے خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے“ ہرمزان نے پیالہ ہاتھ سے رکھ کر کہا ”اب میں پانی نہیں پیوں گا اس شرط کے مطابق تم مجھے قتل بھی نہیں کر سکتے“ تم نے مجھے امان دی ہے۔“

ہرمزان کا قبول اسلام: فاروق اعظمؓ اس مغالے پر حیران ہو کر بولے ”تو جھوٹ کہتا ہے۔“ ہرمزان کچھ بولنے نہ پایا تھا کہ انسؓ بول اٹھے ”امیر المومنین یہ سچ کہتا ہے آپ نے فرمایا جب تک پورا حال نہ کہہ لو گے کسی قسم کا خوف نہ کرنا اور جب تک پانی نہ پی لو گے کسی خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے۔“ انسؓ کی اس تقریر کو سن کر حاضرین جلسہ نے بھی ان کے قول کی تائید کی۔ فاروق اعظمؓ نے ہرمزان سے کہا ”تو نے مجھے دھوکا دیا لیکن میں تجھے دھوکا نہ دوں گا مناسب ہے کہ مسلمان ہو جا۔“ ہرمزان نے مسکرا کر جواب دیا ”میں تو پہلے ہی سے ایمان لا چکا تھا۔“ یہ کہہ کر ہرمزان نے کلمہ توحید پڑھا۔ فاروق اعظمؓ بہت خوش ہوئے مدینہ میں قیام کی اجازت دی ایک مکان دیا اور ساتھ ہی دو ہزار سالانہ تنخواہ بھی مقرر کر دی۔ ہم فارس میں اکثر اس سے مشورہ لیتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی اہل سفارت سے جواب طلبی: اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے اہل سفارت کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد کیا شاید تم لوگ ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے ہو اس وجہ سے وہ لوگ ہمیشہ نقص عہد کیا کرتے ہیں۔ اہل سفارت نے عرض کی ”ہم لوگ ہمیشہ اپنے عہد و پیمان کا خیال رکھتے ہیں اور وعدے کا ایفا کرتے ہیں۔“ فاروق اعظمؓ اس کا کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ اخف بن قیس نے عرض کیا ”امیر المومنین آپ نے ہم کو بلاد فارس سے آگے بڑھنے کی ممانعت کر دی ہے لیکن جب تک ان کا بادشاہ (یزدگرد) زندہ رہے گا اس وقت تک اہل فارس برابر لڑتے رہیں گے۔ یہ قومی جوش ہے یزدگرد کی حیات تک فروغ نہیں ہو سکتا۔“ فاروق اعظمؓ اخف کی تقریر سے قائل ہو گئے اور بلاد فارس میں آگے بڑھنے کی اجازت دے دی۔

اہل سوس کی اطاعت: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ابوسبرہ مع مقرب بن ربیعہ عساکر اسلامی بصرے کو لئے ہوئے ایرانوں کے تعاقب میں سوس تک پہنچ گئے اور سوس کے قریب پڑاؤ ڈالا تھا۔ سوس میں اس وقت شہر یار برادر ہرمزان موجود تھا ابوسبرہ نے محاصرہ کر کے رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی مجبور ہو کر اہل سوس نے صلح کر لی۔

ایک غلام کی امان: ان واقعات کے اثناء میں نعمان بن مقرن کوفہ کی اسلامی فوجوں کو لے کر نہادند کی طرف بڑھے مقربؓ و ابن عبد اللہ کے پاس پہنچے۔ جو چند یسایوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ ایک روز چند یسایوں والوں نے خود شہر پناہ کا

۱۔ سوس کے رئیس نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ اس کے خاندان کے سوا ذمیوں کو جان و مال کی امان دی جائے۔ ابوسبرہ نے اس کو منظور کر لیا تھا۔ چنانچہ اس بناء پر شہر پناہ کا دروازہ کھولا گیا۔ رئیس ایک ایک آدمی کو ناسزد کرتا جاتا تھا ابوسبرہ اس کے اسن دیتے تھے اتفاق یہ ہے کہ خود رئیس شہر نے اپنا نام نہ لیا اور سوا ذمیوں کی تعداد پوری ہوئی ابوسبرہ نے فوراً اس کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دے دیا کیونکہ وہ سو کے شمار سے باہر تھا۔

دروازہ کھول دیا اور کمال اطمینان سے اپنے کاروبار میں مصروف رہے مسلمانوں کو سخت تعجب ہوا اہل جندیار یور سے دریافت کیا کیا معاملہ ہے؟ جواب ملا کہ ”تم نے جزیہ پر مصالحت کر لی ہے اب ہمارے اور تمہارے درمیان منافقہ کیا رہا“ تحقیق سے معلوم ہوا کہ ایک غلام (جو سوس کا رہنے والا تھا) اس نے امان نامہ بشرط ادائے جزیہ لکھ کر تیر میں باندھ کر پھینکا تھا۔ مسلمانوں نے حجت کی کہ ایک غلام کے امان دینے سے تم امان نہیں پاسکتے۔ اہل شہر نے کہا ”ہم آزاد اور غلام نہیں جانتے“ فریقین میں جب بحث مباحثہ سے کچھ طے نہ ہو سکا تو دربار خلافت میں قضیہ پیش ہوا۔ فاروق اعظمؓ نے غلام کے امان دینے کو جائز رکھا۔

سباہ کی اطاعت: بعض نے فتح سوس کا واقعہ اس طرح تحریر کیا ہے کہ واقعہ جلواء کے بعد یزدگرد نے اصطر میں جا کر قیام اختیار کیا۔ خاندان شاہی کے کل اراکین اور سباہ ستر ہزار سواروں کو اپنے رکاب میں لئے اس کے ساتھ تھانیز دگرد نے سباہ کو سوس کی طرف اور ہر حران کو تشر کی جانب روانہ کیا۔ سباہ نے اصطر سے نکل کر کلبانیہ میں پڑاؤ کیا۔ اہل سوس کو جب تسخیر جلواء کی خبر ملی اور یہ معلوم ہوا کہ یزدگرد بھاگ کر اصطر میں چلا گیا ہے تو ان لوگوں نے ابو موسیٰ سے جو سوس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ اس کے بعد ابو موسیٰ رام ہر حر گئے اور وہاں سے نکل کر تشر کو جا گھیرا جہاں سباہ رام ہر حر اور تشر کے درمیان ڈیرے ڈالے پڑا تھا اس نے اپنے ہمراہیوں کو ابو موسیٰ سے صلح کرنے اور اس شرط پر اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا کہ ”وہ لوگ ایرانیوں سے لشکر اسلام کے ساتھ ہو کر جنگ کریں گے اور اگر عرب برسر جنگ آئے گا تو یہ اس کو روکیں گے اور امیر المومنین فاروق اعظمؓ اعزاز کے ساتھ ان لوگوں کی تحواہیں مقرر کریں“۔ ان شرائط کے مطابق سب کے سب مسلمان ہو گئے فاروق اعظمؓ نے ان کے بڑے بڑے عطیے مقرر کر دیئے اور وہ لوگ تشر کی فتح و جنگ میں شریک ہوئے۔ سباہ ایرانیوں کے ایک قلعہ میں عجمیوں کے لباس میں گھس گیا اور قلعے کو فتح کر کے مسلمانوں کو دے دیا تشر اور اس کے بعد مفتوحہ بلاد ۱۶ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۷ھ میں مفتوح ہوئے۔

عام لشکر کشی کا حکم: اخف بن قیس اور ہر حران فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جب تک اہل فارس کا بادشاہ یزدگرد رہے گا اس وقت تک ایرانی برابر لڑتے جائیں گے اور آئے دن کی بغاوت و لڑائی فرو نہ ہوگی۔ اگر آپ ہم کو ممالک ایران پر عام لشکر کشی کی اجازت دیجئے تو ہم ان کے بادشاہ کو ایران سے نکال دیں اس وقت البتہ ان کی امیدیں منقطع ہو جائیں گی اور یہ فتنہ و فساد فرو ہو جائے گا۔ فاروق اعظمؓ نے ان کے مشورہ کو غور سے سنا اور ابو موسیٰ کو لکھا کہ ”بصریٰ سے نکل کر تھوڑے فاصلہ پر پڑاؤ ڈال دو اور تاحد و رحمت عانی و ہیں قیام پذیر ہو“۔ بعد ازاں متعدد پھر بے بنائے اور مشہور مشہور افسروں کو نامزد کر کے جدا جدا ممالک پر ان کو مامور کیا اور ان پھر یروں کو سہیل بن عدی کی معرفت ابو موسیٰ کے پاس بھیج دیا۔ خراسان کا علم اخف بن قیس کو ارد شیر اور ساہور کا مجاشع بن مسعود سلمیٰ کو اصطر کا عثمان بن ابی العاص کو فسا اور

دارالخبر کا ساریہ بن زہیم کنانی کو۔ کرمان کا سمیل بن عدی کو۔ بستان کا عاصم بن عمرو کو اور کرمان کا حکم بن عمیر ثقفی کو عنایت کیا۔ لیکن ۱۸ھ اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۱ھ یا ۲۲ھ تک ان لوگوں کو روانہ نہیں کیا۔ اس کے بعد سپہ سالاران لشکر اسلام حسب حکم فاروق اعظم ان شہروں کی طرف روانہ ہوئے۔ جن کے سر کرنے کی خدمت ان کو سپرد کی گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کامیابی کے ساتھ ان شہروں کو فتح کیا جیسا کہ ہم آئندہ علیحدہ علیحدہ بیان کریں گے۔

قحط: ۱۸ھ میں سرزمین عرب میں بہت بڑا قحط پڑا، پرندے تک بھوک سے پریشان ہو کر آدمیوں کے پاس بے دھڑک چلے آتے تھے۔ غلہ کی گرانی سے عام پریشانی پھیل گئی ساتھ ہی اس کے عمواس میں طاعون شروع ہو گیا۔ زمانہ قحط میں فاروق اعظم نے عجیب و غریب سرگرمی ظاہر کی۔ تا زمانہ قحط دودھ گھی کھانے کی قسم کھائی۔ تمام ممالک اسلامیہ کے صوبہ جات کے افسروں کو لکھ بھیجا کہ ہر جگہ سے اہل مدینہ کے لئے غلہ روانہ کریں۔ چنانچہ ابو عبیدہؓ نے چار ہزار اونٹ غلے کے پیچھے عمرو بن العاصؓ نے براہ دریاۓ قلزم مصر سے بہت سا غلہ روانہ کیا۔ خود فاروق اعظم اہل مدینہ کو لے کر نماز استسقاء پڑھنے گئے نماز کے بعد ایک نہایت پراثر خطبہ پڑھا۔ عباس بن عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر ان کے وسیلے سے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر دعا مانگی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ اللہ جل شانہ نے پانی برسایا جس سے قحط کی شکایت جاتی رہی۔

عمواس میں طاعون کی وبا: اسی زمانہ میں جب کہ عرب میں قحط پڑا ہوا تھا عمواس میں طاعون پھوٹ نکلا۔ بڑے بڑے صحابی جلیل القدر عالی مرتبہ انتقال کر گئے۔ ابو عبیدہؓ، معاذ بن جبلؓ، یزید بن ابی سفیانؓ، حرث بن ہشامؓ، سمیل بن عمروؓ، عقبہ بن سمیلؓ اور عامر بن خیطان رضی اللہ عنہم اسی مرض میں مبتلا ہو کر رابعی عالم آخرت ہوئے۔ فاروق اعظم کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے ابو عبیدہؓ کو لکھ بھیجا ”عسا کر اسلامی کو طاعونی مقام سے نکال کر کسی دوسرے مقام پر قیام کر لو“۔ ابو موسیٰ کو یہ حکم دیا کہ کوئی مقام جس کی آب و ہوا عمدہ ہو تلاش کرو اور خود بھد شام روانہ ہوئے۔ مقام سرخ میں پہنچے افسران فوج نے آکر ملاقات کی اور شدت وبا کی اطلاع دی۔ اکثر لوگوں نے فاروق اعظم کو عمواس میں جانے سے روکا۔ ان میں حضرت عبدالرحمن بن عوف بھی تھے انہوں نے عرض کیا کہ ”وبا کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جہاں پر وبا ہو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس مقام پر وبا پھیل جائے تو جہاں پر تم ہو تو وہاں سے نہ بھاگو“۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر واپس ہوئے۔ بجائے یزید بن ابی سفیان کے دمشق میں ان کے بھائی معادیہ بن ابی سفیان اور اردن پر شرمیل بن حسنہ کو مامور کیا۔

۱۔ مؤرخوں نے لکھا ہے کہ جس جہاز غلے سے بھرے ہوئے بحر قلزم کی راہ سے عمرو بن العاصؓ نے روانہ کئے۔ ہر ایک میں تین تین ہزار ادوب غلہ تھا۔ ادوب تقریباً دو من یا اس سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے۔ جب ان جہازوں کے آنے کی خبر عمر فاروقؓ کو ہوئی تو وہ خود ان کے ملاحظہ کو بندر گاہ تک تشریف لائے جو مدینہ سے تین منزل کے فاصلے پر ہے اور بندر گاہ میں دو بڑے بڑے مکان بنوائے اور قحط زدوں کا مفصل نقشہ بقید نام و سکونت و مقدار غلہ بنانے پر یزید بن ثابتؓ کو مامور کیا جب یہ نقشہ تیار ہو گیا تو ہر شخص کو چک دی گئی جس پر عمر فاروقؓ کی مہر ثبت تھی۔ اسی چک کے مطابق سب کو غلہ ملتا تھا۔ اس کے علاوہ ہر روز تین اونٹ ذبح کرتے تھے اور اے انتہام سے کھانا پکوا کر قحط زدوں کو کھلاتے تھے

حضرت عمرؓ کی شام کو روانگی: اب اس طاعون میں کثرت سے لوگوں کا انتقال ہو گیا اور سرزمین شام میں بڑے بڑے عالی حوصلہ اور بلند خیال بزرگ آغوش لحد میں سو گئے اور ایک گونہ اس بلا نے بدکار و رکم ہو گیا۔ اس وقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے امراء لشکر کو متوفیوں کے متروکہ کو جمع کرنے کا حکم دیا اور بصلاح و شوریٰ ارباب حل و عقد پھر شام کو روانہ ہوئے۔ متوفیوں کے متروکہ کو حسب حصص شرعی ان کے ورثاء پر تقسیم کیا اور ممالک اسلامیہ کی حدود پر فوجیں متعین کیں۔ مختلف شہروں میں دورہ کرتے رہے ۱۸ھ میں شرح بن حرث کنذی کو قضاء کوفہ پر اور کعب بن سوار از دی کو قضاء بصرے پر مامور فرمایا اسی سنہ میں حج کرنے کو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ جلولا اور مدائن اسی سنہ میں مفتوح ہوئے ہیں۔ جس کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور ایسا ہی اسی سنہ میں قیساریہ کا معاویہ کے ہاتھ سے فتح ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قیساریہ ۲۰ھ میں مفتوح ہوا۔

باب : ۱۵

فتح مصر

مصر پر فوج کشی کی اجازت: جس وقت عمر فاروقؓ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے اسی زمانہ میں عمرو بن العاصؓ نے آپ سے ملک مصر پر فوج کشی کی اجازت لے لی تھی۔ چنانچہ فاروقؓ نے مدینہ واپس آ کر زبیر بن العوامؓ کو عمر بن العاصؓ کی کمک پر روانہ کیا (چار ہزار) اسلامی فوجیں ۲۰ھ یا ۲۱ھ یا ۲۲ھ یا ۲۳ھ میں مصرؓ کی طرف روانہ ہوئیں اور باب الیون پر قبضہ کر کے براہ ریف مصر کی جانب بڑھیں۔ ابومریم جاتلیق اور اسقف جس کو مقوقس نے مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا تھا لشکر اسلام میں آیا، عمرو بن العاصؓ نے حسب ہدایت عمر فاروقؓ تین شرطیں (۱) اسلام قبول کرنا (۲) جزیہ دینا (۳) یا لڑنا پیش کیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی اور غور و فکر کے لئے تین دن کی مہلت دی۔

عین شمس کی فتح: ابومریم اور اسقف مقوقس کے پاس گیا اور طبون امیر روم نے پہلی دو شرطوں میں سے ایک کو بھی قبول نہ کیا اور اپنے لشکر کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملے میں شکست کھا کر بھاگا ہزاروں رومی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ مسلمانوں نے بڑھ کر عین شمس کا محاصرہ کیا اور یہیں سے اب رہہ بن صباح کو فرما کے حصار پر اور اسکندریہ کے محاصرے کے لئے عوف بن مالک کو روانہ کیا۔ فرما، اور اسکندریہ والے عین شمس کے آخری نتیجہ کے دیکھنے کی غرض سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ایک مدت کے محاصرے کے بعد عمرو بن العاصؓ اور زبیر بن العوامؓ نے اہل عین شمس سے جزیہ لے کر صلح کر لی اور اس سے خوشتر اثناء جنگ میں جن کو گرفتار کر لیا تھا ان کو مال غنیمت کے ساتھ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اہل مصر نے شرائط صلح میں اس

۱۔ جس طرح مصر پر فوج کشی کے بارے میں مورخین نے اختلاف کیا ہے اسی طرح اس کے مفتوح ہونے کی بابت بھی ان میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ عمرو بن العاصؓ نے مصر و اسکندریہ ۱۵ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۶ھ میں فتح کیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک جیسا کہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مصر کو قبل عام الرماہ (یعنی زمانہ قحط) مفتوح ہو جانا چاہئے کیونکہ عمرو بن العاصؓ نے مصر سے براہ بحر قلزم غلہ کے جہازات روانہ کئے تھے اور قحط ۱۸ھ میں پڑا تھا اس بناء پر ۱۶ھ کی روایت صحیح و قریں قیاس معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ فرمایا ایک شہر ہے جو بحر روم کے کنارے پر واقع ہے اور کسی زمانہ میں آباد تھا جالینوس کی رصد گاہ ہونے کی وجہ سے ممتاز شہروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ سرکاری فوجیں یہیں رہیں تھیں۔

امر کا اور اضافہ کرنا چاہا کہ کل قیدی ان کو واپس دے دیئے جائیں۔ عمرو بن العاص اس کے خلاف تھے لیکن فاروق اعظم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اہل مصر کی اس شرط کو بھی منظور فرما کر قیدیوں کی واپسی کا حکم دے دیا۔
صلح نامہ: عمرو بن العاص نے جو صلح نامہ لکھا تھا اس کی عبارت یہ تھی:

((بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہذا ما اعطی عمرو بن العاص اہل مصر من الامان علی انفسہم و مہم و اموالہم و کافئہم و صاعہم و ملہم و عدہم لا یزید شئی فی ذلک و لا ینقص و لا یساکئہم النوب و علی اہل مصر ان یعطوا الجزیۃ اذا اجتمعوا علی ہذا الصلح و انتہت زیادۃ نہر ہم خمسین الف الف و علیہ ممن جیی نصرتہم فان ابی احدہم ان یرفع عنہم من الجزی بقدر ذلک و من دخل فی صلحہم من الدوم و النوب فلہ ما لہم و علیہ ما علیہم و من ابی و اختار الذہاب فہو امن حتی یبلغ ما منہ و ینخرج من سلطانتا و علیہم ما علیہم اثلاثا فی کل ثلث جباۃ ثلث ما علیہم علی ما فی ہذا الکتاب عہد اللہ و ذمتہ و ذمۃ رسولہ و ذمۃ الخلیفہ امیر المومنین و ذمۃ المومنین و علی التوبۃ الذین استجابوا ان یعینوا ہکذا و کذا زاسا و کذا و کذا فرسا ان لا ینغزوا و لا یمنعوا من تجارۃ صافرة و لا وارۃ شہد الزبیر و عبد اللہ و محمد ابنہ و کتب و ردان و حضر۔ ہذا نص الکتاب منقولاً من الطبری))

اس صلح میں کل اہل مصر شامل تھے اور انہوں نے اس کو قبول کر لیا تھا۔

فتح اسکندریہ: اس کے بعد عمرو بن العاص نے فرسٹا کا رخ کیا اور اس کو فتح کر کے اسکندریہ کی طرف بڑھے۔ فرسٹا اور اسکندریہ کے درمیان میں رومیوں اور قبطیوں کی جو آبادیاں تھیں انہوں نے روکنا چاہا فریقین کا مقام کریوں میں مقابلہ ہوا۔ بالآخر رومیوں اور قبطیوں کو شکست دے کر مسلمانوں نے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ مقوقس بادشاہ مصر یہیں موجود تھا اس نے معادی عارضی صلح کی درخواست کی۔ عمرو بن العاص نے نام منظور کر کے محاصرہ جاری رکھا۔ تین مہینے کے شدید محاصرے کے بعد اسکندریہ پر درخت مفتوح ہوا۔ غازیان اسلام نے مال و اسباب لوٹ لیا اور اہل اسکندریہ کو ذمیوں کے حقوق دیئے۔

۱۔ فرسٹا میں ان دنوں کوئی آبادی نہ تھی صرف وہاں زراعت ہوتی تھی یا چراگاہ تھی۔ لیکن چونکہ یہ قطعہ زمین دریائے نیل اور جبل مقطم کے درمیان میں واقع تھا۔ اس وجہ سے یہاں پر ایک قلعہ بنا ہوا تھا جس میں رومی سلطنت کے حکام جو مصر کے گورنر ہو کر آتے تھے رہا کرتے تھے عمر بن العاص نے اپنی طرف سے بہ لحاظ رتبہ زبیر بن العوام کو اس مہم میں سر لشکر بنایا سات مہینے تک برابر لڑائی ہوتی رہی شکست و فتح کا کوئی فیصلہ نہ ہوتا تھا ایک روز زبیر بن العوام مع چند صحابہ کے بیڑی لگا کر قلعے کی فسیل پر چڑھ گئے فسیل پر پہنچ کر پہرہ دینے والوں کو متحیر کر کے گھیر کے نعرے لگائے اسلامی فوج نے بھی مسرت کے ساتھ جنگیر کے نعرے بلند کئے۔ محصورین نے یہ سمجھ کر کہ مسلمان قلعے میں آ پہنچے بدحواسی سے بھاگنا شروع کر دیا۔ زبیر نے موقع پا کر فسیل سے اتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ عساکر اسلامی گھس پڑا وہاں قلعہ نے یہ رنگ دیکھ کر صلح کی درخواست کی جو فوراً منظور کر لی گئی اور سب کو امان دے دی گئی۔

بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ مقوقس اس لڑائی میں شریک اور قلعہ فرسٹا میں محصور تھا اور اسی کی درخواست پر معاہدہ صلح لکھا گیا تھا لیکن ہرقل کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے برہم ہو کر لکھا کہ قبطی عربوں کے مقابلہ میں سستی کرتے ہیں ان سے لڑائی نہیں لڑ سکتے تھے تو رومیوں کی تعداد کچھ کم نہ تھی اور اسی وقت ایک عظیم الشان فوج مرتب کر کے اسکندریہ کی طرف روانہ کی کہ وہاں پہنچ کر مسلمانوں کا مقابلہ کرے اور بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکے۔

بعض نے لکھا ہے کہ مقوقس نے عمرو بن العاصؓ سے بارہ ہزار دینار پر اس شرط سے مصالحت کر لی تھی کہ ”جو شخص چاہے اسکندریہ چھوڑ کر چلا جائے اور جس کا جی چاہے ٹھہر رہے۔“ فتح اسکندریہ کے بعد عمرو بن العاصؓ نے اپنے کل لشکریوں کو اسی مقام پر ٹھہرایا اور جب ان کو مصر و اسکندریہ کی فتح سے اطمینان حاصل ہو گیا تو انہوں نے لشکر کو مرتب کر کے نوبہ کا رخ کیا لیکن اس فوج کشی میں ان کو کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

معمر کہ نہاوند: ابواز کے فتح ہونے کے بعد یزدگردؒ مرد میں جا کر مقیم ہوا۔ مرو کے قرب و جوار کے امراء نے مسلمانوں کی دست درازی کا حال لکھ کر یزدگردؒ سے مدد طلب کی یزدگردؒ نے ملوک، باب، حلوان، طبرستان، جرجان، سند، خراسان، اصفہان اور ہمدان کو خطوط لکھے۔ مسلمانوں کے خلاف امداد طلب کی۔ چاروں طرف سے دفعۃً قومی جوش پھیل گیا اور یزدگردؒ لاکھ لاکھ کا بڑی دل لشکر بسر گروہی فیروزان نہاد میں جمع ہو گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی جواب طلبی: اس واقعہ سے تھوڑے دنوں پیشتر لشکر اسلام کے چند سپاہی سعد بن ابی وقاصؓ سے کشیدہ خاطر ہو کر مدینہ چلے آئے تھے فاروق اعظمؓ سے ان کی شکایت کی تھی فاروق اعظمؓ نے تفتیش کی خدمت محمد بن مسلمہ کو سپرد کی اور درپردہ خود بھی مختلف موقعوں پر لوگوں سے سعد کے حالات دریافت کرتے رہے۔ دریافت اور تفتیش سے معلوم ہوا کہ صرف بنو عیسٰی شکایت کر رہے ہیں اور کسی کو کوئی شکایت نہیں ہے اتنے میں سعد بہ ہمراہی محمد بن مسلمہ دار الخلافہ مدینہ آئے اور فاروق اعظمؓ نے سعد سے پوچھا ”اے سعد تم کس طرح نماز پڑھتے ہو؟“ سعد نے عرض کی ”پہلی دو رکعتوں میں طویل مفصل اور آخری دو میں قصار“ فاروق اعظمؓ نے کہا ”میرا خیال ہے تمہاری بابت ایسا ہی تھا۔“ پھر پوچھا ”کوفہ میں تمہارا کون نائب ہے؟“ سعد نے عرض کی ”عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ ان فاروق اعظمؓ نے اس قدر دریافت کرنے کے بعد ان کو ان کے عہدے پر بحال رکھا۔ اس کے بعد عجمیوں کے حالات دریافت کرنے لگے۔

حضرت عمرؓ کی صحابہ کبار سے مشاورت: فاروق اعظمؓ نے اس رائے کو پسند کر کے نعمان بن مقرن کو سر لشکری کے لئے انتخاب کیا۔ جو محاصرہ سوس سے واپسی کے بعد کوفہ میں گورنر مقرر کئے گئے تھے اور ان کو یہ حکم دیا کہ ”کوفہ سے نکل کر کسی چشمہ پر با نظر افواج اسلامیہ قیام کریں عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ ان کو یہ فرمان بھیجا کہ لوگوں کو نعمان کے ہمراہ روانہ کرو۔“ چنانچہ عبداللہ نے حذیفہ بن الیمان اور نعیم بن مقرن کے ہمراہ ایک فوج مرتب کر کے روانہ کی، تقرب حرمہ اور ان لوگوں کو جو

۱۔ عراق کے مغربی حصے کو عراق عرب اور مشرقی حصے کو عراق عجم کہتے ہیں۔ عراق عجم کے شمال میں طبرستان، جنوب میں شیراز، مشرق میں خوزستان مغرب میں شہر مراغہ ہے اس زمانے میں اس کے بڑے شہر اصفہان، ہمدان اور سوس شہر کئے جاتے تھے اور ان دنوں رے ویران ہو گیا ہے اور اس کے قریب طبران، جوشاہان، قاجار کا دار السلطنت ہے آباد کیا گیا ہے۔

۲۔ یزدگردؒ فتح جلولا کے بعد رے بھاگ گیا تھا لیکن یہاں کے رئیس کی بے وفائی سے اصفہان و کرمان ہوتا ہوا خراسان پہنچ کر مقام مرو میں قیام کیا اور ایک آتش کدہ بنا کر اطمینان کے ساتھ رہنے لگا اور اس کو یہ خیال ہوا کہ عرب کی فتوحات کا سلسلہ سرحدی مقامات تک پہنچ کر رک جائے گا لیکن جب اس کو یہ خبر پہنچی کہ عراق کے ساتھ خوزستان بھی ہاتھ سے جاتا رہا اور ہرمزان جو سلطنت کا ایک رکن تھا زندہ گرفتار ہو گیا تو طیش میں آ کر پھر لشکر کی فراہمی میں مصروف ہوا۔

اہواز میں تھے اور جنہوں نے سوس اور چند یا پور کو فتح کیا تھا یہ لکھ بھیجا کہ ”اصفہان اور فارس کی تاکہ بندی کر لو تاکہ ایرانی نہادند کی طرف بڑھنے نہ پائیں اور نہ ان کو مدد پہنچا سکیں۔“

مجاہد بن کاسپ وہاں میں قیام: الغرض جب نعمان کے پاس فوجیں اکٹھی ہو گئیں تو انہوں نے طلحہ اور عمرو بن معدی کرب کو جاسوسی پر متعین کیا۔ عمرو بن معدی کرب اثناء راہ سے لوٹ آئے لیکن طلحہ راستے کو دیکھتے بھاگتے نہادند تک چلے گئے اور وہاں سے واپس آ کر نعمان کو مطلع کیا کہ نہادند تک راستہ صاف ہے۔ نعمان نے یہ سن کر لشکر کو آراستہ و مرتب کیا اس لشکر میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابی شامل تھے۔ حذیفہ بن الیمان، عبد اللہ بن عمر، جریر بن حنبل، مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن معدی کرب اور طلحہ زیادہ قابل ذکر ہیں۔ نعمان نے مقدمہ الجیش پر نعیم بن مقرن کو مامور کیا، میمنہ پر حذیفہ بن الیمان کو، میسرہ پر موسیٰ بن مقرن کو سردار بنایا۔ پیادہ فوج کی افسری قعقاع کو دی اور ساقہ پر مجاشع بن مسعود کو مامور کر کے تیس ہزار کی جمعیت سے کوفہ سے روانہ ہوئے کوچ و قیام کرتے ہوئے نہادند پہنچے۔ نہادند سے ٹومیل کے فاصلہ پر مقام اسپ وہاں میں پڑاؤ ڈالا۔

فیروزان ایرانی لشکر کا سپہ سالار تھا اس کے ساتھ ہی شاہی رسالہ اور درفش کاویانی تھا جس کو ایرانی فتح و ظفر کی نیک قال سمجھتے تھے۔ اس کے لشکر کے میمنہ پر زروق اور میسرہ پر بہمن جاوویہ بجائے ذوالحاجب کے تھا اس معرکے میں ایرانیوں کے وہ سردار بھی شریک تھے جو جنگ قادسیہ سے بھاگ کر ادھر ادھر جان بچاتے پھرتے تھے۔

واقعات جنگ: مسلمانوں نے ان کی یہ تیاریاں اور ساز و سامان دیکھ کر تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ سرداران لشکر اسلام حذیفہ بن الیمان، مغیرہ بن شعبہ، عقبہ بن عمرو، جریر بن عبد اللہ، حنظلہ، کاتب، بشیر بن الخصاصیہ، اشعث بن قیس، وائل بن حجر، سعید بن قیس ہمدانی اور عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) یہ سب نعمان بن مقرن کے خیمے میں مشورے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ یہ طے پایا کہ چار شنبہ کی صبح سے جنگ چھیڑ دی جائے۔ چنانچہ چار شنبہ سے جنگ چھڑ گئی، پنج شنبہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی لیکن کسی کی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہوا۔ جمعہ کے دن لڑائی تو نہ ہوئی، مسلمان کئی روز تک ایرانیوں کا ان کی خندقوں میں محاصرہ کئے رہے۔ ایرانیوں نے جنگ چھیڑنے سے پہلے میدان جنگ میں لوہے کے گھوکھر و بچھا دیئے تھے جس سے لشکر اسلام آگے بڑھ نہ سکتا تھا۔ نعمان نے سرداران لشکر اسلام کو اپنے خیمے میں مشورے کے لئے بلایا۔ ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ رائے طلب کی۔ طلحہ بن خالد کی رائے کے مطابق فوجیں مرتب و مسلح ہو کر شہر سے چھ سات میل کے فاصلہ پر ٹھہرائی گئیں۔ قعقاع نے تھوڑی سی فوج دے کر شہر والوں پر حملہ کرنے کو بھیجا۔ ایرانی بڑے جوش و استقلال کے ساتھ مقابلہ کو نکلے اور اس بند و بست و استقلال کے لئے کہ کوئی شخص پیچھے نہ بٹے اور نہ میدان جنگ سے بھاگ سکے۔ اپنے لشکر کو چاروں طرف سے لوہے کی زنجیروں سے باندھ دیا۔ جس قدر آگے بڑھتے تھے گھوکھر و بچھاتے آتے تھے۔ قعقاع نے تھوڑی دیر لڑ کر اپنی رکاب کی فوج کو سنبھالتے ہوئے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کیا ایرانی کامیابی کے جوش میں بڑھتے چلے آئے یہاں تک کہ اپنی خندقوں سے نکل آئے۔ نعمان کی فوج نے ایرانیوں کو زور پر پا کر حملہ کرنا چاہا نعمان نے روک دیا۔ عسا کر اسلامی کمال صبر و تحمل سے

ایرانیوں کے تیر کا نشانہ بنتے جاتے تھے مسلمان سپاہی برابر کام آ رہے تھے لیکن افر کی یہ اطاعت تھی کہ کسی کے ہاتھ کو حملہ کی نیت سے ذرا بھی حرکت نہ ہوتی تھی۔

حضرت نعمانؓ کی شہادت: اس اثناء میں آفتاب سمت الراس سے گزر گیا اور دو پہر ڈھلی نعمان نے کھڑے ہو کر عساکر اسلامی کے سامنے ایک پڑاثر تقریر کی۔ غازیان اسلام کو مشرکوں کی لڑائی پر ابھارا۔ اپنے لئے شہادت کی دعا کی اور لشکریوں سے مخاطب ہو کر کہا ”میری پہلی تکبیر پر تم لوگ مسلح اور جنگ پر آمادہ ہو جانا دوسری تکبیر پر تلواریں نیام سے نکال کر حملے پر تل جانا اور جب میں تیسری تکبیر کا نعرہ بلند کروں تو تم لوگ بھی تکبیر کے نعرے بلند کر کے حملہ کر دینا“۔ چنانچہ اس ہدایت کے موافق زوال کے بعد آفتاب دو پہر ڈھلی نعمان کی تیسری تکبیر پر لشکر اسلام نے تکبیر کے نعرے بلند کر کے دفعۃً حملہ کر دیا اور اس بے جگری سے لڑے کہ عجی لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ گشتوں کے پشے لگ گئے سوائے آہ وزاری یا بہادران اسلام کی تلواروں کی جھنکار کے اور کوئی آواز نہ سنائی دیتی تھی یا کسی کسی وقت کانوں میں اللہ اکبر کی صدا آ جاتی تھی جس سے ہمارا میدان جنگ گونج اٹھتا تھا۔ میدان جنگ میں اس قدر خون بہا کہ چلنے والوں کے پاؤں پھسل جاتے تھے نعمان کا گھوڑا بھی پھسل کر گر اساتھ ہی خود بھی گرے وہ زخموں سے چور چور تھے۔ بعض کہتے تھے کہ نعمان تیر کھا کر گرے تھے۔

فتح نہاوند: بہر کیف نعمان کے گرتے ہی ان کے بھائی نعیم نے جھپٹ کر علم لیا اور ان کے کپڑے پہن کر لڑنے لگے۔ اس تدبیر سے نعمان کے شہید ہونے کا حال عام طور پر معلوم نہ ہوا۔ لڑائی بدستور جاری رہی اس عرصہ میں رات ہو گئی جو ایرانی دلاوری سے جان پر کھیل کر لڑ رہے تھے وہ بھی اب ایسے گھبرا کر بھاگے کہ راستہ بھول گئے۔ گھوکھرو سے زخمی ہو کر سینکڑوں ہزاروں مر گئے ایک لاکھ سے زیادہ ایرانی اس لڑائی میں کام آئے۔ تیس ہزار عین معر کے میں مارے گئے۔ فیروزان ہمدان کی طرف بھاگا نعیم بن مقرر نے تعاقب کیا قریب درہ پنج کر فیروزان پیادہ پا ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا لیکن چونکہ نعیم بن مقرر سے پیشتر قعقاع ایرانی لشکر کے تعاقب میں روانہ ہو چکے تھے اور نعیم سے پہلے درہ میں پہنچ گئے تھے۔ ایک چھوٹا سا معرکہ ایرانیوں سے اس مقام پر ہوا مسلمانوں کی قتل و غارت سے جو لوگ بچے وہ ہمدان میں جان بچا کر داخل ہو گئے جہاں کہ خسرو دشنوم مقیم تھا۔ اسلامی لشکر نے بہ ہر اہی نعیم اور قعقاع ہمدان کا محاصرہ کر لیا۔

نعمان بہت بڑے ضبط اور استقلال کے آدمی تھے۔ جس وقت یہ زخمی ہو کر گرے پکارے کہ ”اگر میں اسی حالت میں مر جاؤں تو بھی کوئی شخص لڑائی چھوڑ کر مجھے اٹھائے کو نہ آئے۔ اتفاق سے ایک سپاہی ان کی طرف آ نکلا۔ نعمان کو زخمی خاک و خون میں تڑپتا ہوا دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑا پاس بیٹھنا چاہتا تھا کہ ان کا حکم یاد آ گیا ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر فوراً چلا گیا۔ لڑائی ختم ہونے اور فتح یاب ہونے کے بعد ایک دوسرا سپاہی ان کے پاس سے ہو کر گزرا دیکھا کہ نعمان دم توڑ رہے ہیں۔ سر ہانے آ کر بیٹھ گیا اور ان کے سر کو زانو پر رکھ لیا۔ نعمان نے آنکھیں کھولیں اور نہایت مضطرب آواز سے پوچھا ”نتیجہ کیا ہوا“ اس نے عرض کی ”اللہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی“ نعمان نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے کہا ”فاروق اعظم کو فوراً اطلاع دو“۔ اللہ اکبر کس قدر ضبط و استقلال اور صبر اس مبارک زمانہ کے لوگوں میں بھرا ہوا تھا۔

مال غنیمت: حذیفہ بن الیمان جو نعمان کے بعد سر لشکر مقرر ہوئے تھے نہاد و پہنچ کر مقیم ہوئے مال غنیمت چاروں طرف سے سائب بن الاقرع کے پاس جمع کیا جانے لگا۔ یہاں ایک مشہور و عظیم الشان آتش کدہ تھا۔ ہربذ (متولی آتش کدہ) نے حذیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی ”اگر مجھے امان دی جائے تو میں ایک متاع پیش بہا حاضر کروں“ چنانچہ اسے امن دے دیا گیا اور اس نے دو تھیلے جواہرات سے بھرے ہوئے جو کسریٰ پر دیز کے رکھے ہوئے تھے لا کر پیش کئے۔ مسلمانوں نے ان کو فہس کے ساتھ سائب کی معرفت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں روانہ کیا، فاروق اعظمؓ کو ہفتوں سے لڑائی کی کچھ خبر معلوم نہ ہوئی تھی سائب نے فتح کی خوشخبری سنائی۔ غمیں اور جواہرات کے تھیلے پیش کئے فاروق اعظمؓ شہداء نہاد پر روئے فتح پر خوش ہوئے۔ جواہرات کو بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا اور سائب کو لشکر میں واپس چلے جانے کو فرمایا۔

خمس کی مجاہدین میں تقسیم: سائب کہتے ہیں کہ مجھ کو کوفہ سے فاروق اعظمؓ کا قاصد آ کر لوٹا لے گیا۔ فاروق اعظمؓ نے مجھے دیکھ کر فرمایا ”میں شب گزشتہ میں سویا تو معلوم ہوا کہ فرشتے مجھے ان جواہرات کے رکھ لینے پر چشم نمائی کرتے ہیں اور آگ کو مشتعل کر کے داغ دینے کی دھمکی دیتے ہیں۔ لہذا میں اس کو بیت المال میں نہ رکھوں گا یہ مجاہدین کا حق ہے تم اس کو لے جاؤ اور فروخت کر کے لشکر اسلام میں تقسیم کر دو“۔ سائب اس کو کوفہ لائے اور عمرو بن حریت مخزومی کے ہاتھ دو لاکھ درہم پر فروخت کیا۔ زر شمن کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا۔ عمرو بن حریت نے فارس جا کر اس کو دو چند قیمت پر فروخت کیا۔

اہل دینور کی اطاعت: واقعہ نہاد میں سواروں کو چھ چھ ہزار اور پیادوں کو دو دو ہزار درہم ملے تھے اس لڑائی کے بعد پھر ایرانیوں کو پیش قدمی کی جرات نہیں ہوئی۔ آتش جوش انتقام ایسی بجھ گئی کہ دوبارہ مشتعل نہ ہو سکی۔ ابولولؤ فاروق اعظمؓ کا قاتل نہاد کا تھا اسی لڑائی میں گرفتار کیا گیا تھا مدینہ میں جب نہاد کے کسی قیدی کو دیکھتا تھا تو رو کر کہتا ((اکل عمر کبدی)) ابو موسیٰ اشعری واقعہ نہاد میں شریک تھے اور اہل بصرہ کے سردار تھے نہاد سے واپس ہوتے ہوئے دینور کا محاصرہ کیا۔ پانچ روز کے محاصرے کے بعد جزیہ لے کر صلح کر لی۔ پھر شیروان کی طرف گئے اہل شیروان نے بھی اہل دینور کی طرح مصالحت کر لی۔

اہل ہمدان کی مصالحت: سائب بن الاقرع صمیرہ سر کرنے کو بھیجے گئے چنانچہ سائب نے بہ مصالحت صمیرہ کو فتح کیا۔ ہمدان کا نعیم اور قفقاع محاصرہ کئے ہوئے تھے اہل ہمدان شدت محاصرہ سے گھبرا گئے۔ خسرو شنوم نے صلح کا پیام بھیجا اور جزیہ دے کر مصالحت کر لی باقی رہے اہل مابین انہوں نے بھی اہل ہمدان کی تقلید کی۔ جوامراء اور ملوک یزید گرد اور اہل ہمدان کی امداد کو آئے تھے انہوں نے بھی مجبور ہو کر حذیفہ امیر لشکر کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا اور مصالحت کر لی۔

امراء کی تبدیلیاں و تقررات: اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے ایران کی عام تسخیر کا حکم دیا۔ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عثمان کو کوفہ سے تبدیل کر کے دوسری طرف بھیج دیا۔ بجائے ان کے ابن حظلہ حلیف بنی عبد قسی کو مامور کیا لیکن انہوں نے استعفا دے دیا۔ تب عمار بن یاسر مقرر کئے گئے۔ ابن مسعود کو حمص سے طلب کر کے تعلیم دینے کی غرض سے کوفہ روانہ کیا۔ ابو موسیٰ کو ان کی امداد پر اور اہل بصرہ کی امداد پر بجائے ان کے عبد اللہ بن عبد اللہ کو مامور کیا چند دنوں بعد ان کو و صفہان بجائے حذیفہ

کے بھیج دیا اور بصرے کی حکومت پر عمرو بن سراقہ کو متعین کیا۔

اہل ہمدان کی سرکشی اور اطاعت: اسی اثناء میں اہل ہمدان کی بغاوت کی خبر پہنچی۔ فاروق اعظمؓ نے نعیم بن مقرن کو بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ نعیم نے (بارہ ہزار کی جمعیت سے) ہمدان کا محاصرہ کیا۔ جب ہمدان کے فتح ہونے میں دیر لگی تو تمام اضلاع میں اسلامی فوجیں پھیلا دیں۔ جنہوں نے نہایت کم مدت میں باستثناء ہمدان باقی تمام مقامات فتح کر لئے۔ یہ حالت دیکھ کر ہمدان کے محصورین نے ہمت ہار دی اور طوعاً و کرہاً صلح کر لی۔

اصفہان کی فتح: نعیم بن مقرن ہمدان کے بعد خراسان کی طرف گئے۔ عتبہ بن فرقہ اور بکر بن عبد اللہ کو آذر بائیجان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ ایک آدمی طوان کی طرف سے اور دوسرا شخص موصل کی جانب سے داخل ہو جس وقت عبد اللہ بن عبد اللہ بن عثمان اصفہان کی سرحد پر پہنچے (یہ بنی حلی کے حلیف اور نامی گرامی انصار میں سے تھے)۔ فاروق اعظمؓ نے ابوموسیٰ کو ان کی مدد پر متعین کیا ان کے لشکر کے سینہ اور میسرہ پر عبد اللہ بن ورقاء یاحی اور عصمہ بن عبد اللہ تھے۔ ایرانی فوج کا افسر اعلیٰ اسپ یاداں اور اس کے مقدمہ انجس پر شہر یار بن جادویہ اصفہان کے نامی گرامی جنگ آزمودہ سواروں کو لئے ہوئے موجود تھا۔ اسلامی اور ایرانی فوجوں کا اصفہان کے باہر مقام رستاق میں مقابلہ ہوا۔ لڑائی کا عنوان بظاہر مسلمانوں کے لئے خطرناک نظر آ رہا تھا لیکن دوپہر کے بعد مسلمانوں کے حملوں نے ایرانیوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ عبد اللہ بن ورقاء نے گھوڑا بڑھا کر شہر یار پر حملہ کیا اور پہلے ہی وار میں اس کو قتل کر ڈالا۔

مصالحات اور معاہدہ: ایرانی لشکر اس واقعہ سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا اسپیدان نے رستاق دے کر صلح کر لی۔ اس کے بعد عساکر اسلامی نے خاص اصفہان کا محاصرہ کیا یہاں کے رئیس فادوسفان نے صلح کا پیام بھیجا۔ بالآخر اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ باشندوں میں سے جس کا جی چاہے اصفہان چھوڑ کر نکل جائے اور جو رہنا چاہے وہ جزیہ دے کر رہے۔ جو شخص اصفہان چھوڑ کر چلا جائے گا اس کی زمین کے مالک مسلمان ہوں گے۔ اس صلح و معاہدے کے پیشتر ابوموسیٰ اہواز کی طرف سے عبد اللہ بن عبد اللہ کے پاس آ گئے تھے اور ان کے ہمراہ اصفہان میں مظفر و منصور داخل ہوئے تھے۔ فاروق اعظمؓ کو اصفہان کے فتح کی بشارت لکھی۔ فاروق اعظمؓ نے عبد اللہ کو لکھا کہ اصفہان میں کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے سہیل بن عدی کی کمک کو کرمان روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ عبد اللہ بن عبد اللہ نے اصفہان میں سائب بن اقرع کو اپنا نائب بنایا اور کوچ و قیام کرتے ہوئے سہیل کے پاس پہنچ گئے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی معزولی: بعض نے لکھا ہے کہ نعمان بن مقرن فتح اصفہان میں شریک ہوئے تھے۔ فاروق اعظمؓ نے مدینہ سے ان کو اہل کوفہ کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ چنانچہ جنگ اصفہان میں شہید ہوئے لیکن صحیح یہ ہے کہ نعمان

دگر مورخوں نے لکھا ہے کہ فادوسفان نے قبل پیام صلح یہ پیام بھیجا تھا کہ دوسروں کی جان کیوں ناحق ضائع کی جائے آؤ ہم اور تم لڑ کر خود فیصلہ کر لیں عبد اللہ نے اس کو منظور کر لیا۔ دونوں حریف میدان میں آئے۔ فادوسفان نے نکواری چلائی عبد اللہ نے مراد لگی اس کے حملے کو روکا کہ فادوسفان حیران ہو کر رہ گیا اور بے اختیار بول اٹھا ”میں تم سے اب تڑوں گا“ اس واقعے کے بعد فادوسفان نے صلح کا پیام دیا تھا۔

جنگ نہادند میں شہید ہوئے تھے اور ابوموسیٰ نے تم و قاشان کو فتح کیا تھا۔ اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے ۲۱ھ میں مغیرہ بن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کیا اور مہمار کو متعین کیا۔

اہل ہمدان کی بغاوت و اطاعت: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ہمدان میں خسرو و شنوم نے قنقاع اور نعیم سے صلح کر لی تھی اور اطاعت و فرمانبرداری کی ضمانت دی تھی لیکن زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ بدعہدی شروع کر دی۔ فاروق اعظمؓ نے نعیم کو ہمدان کی بغاوت فرو کرنے کو لکھ بھیجا۔ نعیم نے حذیفہ کو اپنا نائب مقرر کر کے ہمدان کا رخ کیا اور جب ہمدان کے محاصرے میں دریگی تو تمام صوبہ میں فوجیں پھیلا دیں کل صوبہ فتح ہو گیا۔ مجبور ہو کر اہل ہمدان نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ فتوحات ۲۳ھ میں ہوئی ہیں۔

وادی رود کا معرکہ: اس اثناء میں کہ نعیم ہمدان اور اس کے اطراف و جوانب کے انتظام میں مصروف تھے یہ خبر پہنچی کہ ولیم اور اسفندیار برادر ستم نے اہل آذربائیجان کو فراہم کر کے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا ہے۔ نعیم نے ہمدان میں یزید بن قیس ہمدانی کو اپنا نائب بنایا اور فوجیں مرتب کر کے اسفندیار کے مقابلے کو بڑھے۔ وادی رود میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ لڑائی اس تیزی اور شدت سے جاری ہوئی کہ لوگ واقعہ نہادند کو بھول گئے۔ بالآخر ایرانی لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگا۔ نعیم نے فتح کی بشارت دربار خلافت میں بھیجی۔ فاروق اعظمؓ نے لکھا کہ رے کو سر کر کے وہیں قیام اختیار کرو۔

اہل قزوین کی اطاعت: بعض نے لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ سے جریر بن عبداللہ کو ہمدان کے سر کرنے کو بھیجا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ہمدان کو بہ صلح فتح کیا اور اس کے کل بلاد پر قبضہ حاصل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مغیرہ خود اس مہم کے سر کرنے کو گئے تھے۔ جریران کے لشکر کے مقدمۃ الجیش پر تھے۔ قصہ مختصر جریر نے جب ہمدان کو فتح کیا تو براء بن عازب کو قزوین کی طرف روانہ کیا۔ اہل قزوین نے ولیم سے سازش کر لی۔ ولیم نے ان کی امداد کا وعدہ کیا لیکن لڑائی کے وقت صرف اہل قزوین کو مسلمانوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ولیم پہاڑ پر سے کھڑا تماشا دیکھتا رہا۔ مجبوری اہل قزوین نے اس کی امداد سے ناامید ہو کر صلح کی درخواست کی۔ معاہدہ صلح لکھا گیا فریقین میں مصالحت ہو گئی اس کے بعد براء نے ولیم اور جیلان پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی۔

رے کی فتح: نعیم ہمدان کی مہم سے فارغ ہو کر حسب حکم حضرت فاروق اعظمؓ رے کی طرف بڑھے ابوالفرحان نے اہل رے کی طرف سے صلح کی درخواست کی لیکن سیاوش بن مہران بن بہرام چوہین بادشاہ رے نے اس سے مخالفت کی اور دیناوند طبرستان، قوس اور جرجان والوں سے امداد طلب کی ایک عظیم فوج جمع ہو گئی۔ خم ٹھونک کر نعیم کے مقابلے پر آیا اس سے ابوالفرحان اور سیاوش میں شکر رنجی ہو گئی۔ ابوالفرحان نے مسلمانوں سے سازش کر لی۔ ایک روز منذر بن عمرو کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے شب کے وقت خفیہ شہر میں داخل ہوئے صبح کو لشکر اسلام نے شہر پر حملہ کیا حملے کے ساتھ شہر فتح ہو گیا۔ بے حد و بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مدائن میں مسلمانوں کو عنایت کیا تھا۔ کامیابی کے بعد نعیم نے ابوالفرحان سے بلاد رے پر مصالحت کر لی اور اس کی حکومت اس کو دی (چنانچہ رے کی ریاست ابوالفرحان کے خاندان میں قائم رہی)۔

اور پرانے شہر کو برباد کر کے جدید شہر آباد کرنے کا حکم دیا۔ فتح اور کامیابی کی خبر دربار خلافت میں بھیجی۔

جر جان اور طبرستان کی فتح: رے کی فتح کے بعد اہل نہاد نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ نعیم نے عمر فاروقؓ کے حکم کے مطابق اپنے بھائی سویڈ کو قوس پر بھیجا ان کے ہمراہ ہند بن عمروؓ لکھلی بھی تھے۔ سویڈ نے قوس پر بغیر کسی جنگ کے قبضہ کر لیا یہ ایک وسیع صوبہ تھا یہاں سے جر جان و طبرستان بالکل قریب ہیں۔ سویڈ اور اہل طبرستان سے نامہ و پیام ہونے کے بعد جزیہ دینے پر صلح ہو گئی۔ بعدہ سویڈ نے جر جان کا رخ کیا جو طبرستان کا مشہور ضلع ہے۔ وہاں کے حاکم نے بھی جزیہ دے کر صلح کر لی۔

ان واقعات کے تحریر کے وقت ہم نے فتح طبرستان کو جر جان سے پہلے بیان کیا ہے لیکن واقعہ اصل یہ ہے کہ سویڈ نے پہلے جر جان کے حاکم سے نامہ و پیام کیا اور اس سے مصالحت کی۔ پھر یہ خبر سن کر طبرستان کے رئیس نے بھی جو سپہدار کھلاتا تھا پانچ لاکھ درہم جزیہ دے کر صلح کر لی اور خود سویڈ سے ملنے کو آیا اور طبرستان کے سرحدی مقامات اور ان کے استحکام کو دکھلایا۔

بعض کہتے ہیں کہ طبرستان ۳۳ھ زمانہ خلافت عثمان بن عفان میں فتح ہوا تھا۔ معاہدہ صلح میں جو حاکم جر جان کے مقابلہ میں لکھا گیا تھا یہ تصریح لکھا ہوا تھا کہ مسلمان جر جان اور دہستان کے امن کے ذمہ دار ہیں اور یہاں کے رہنے والوں میں سے جو لوگ بیرونی حملوں کے روکنے میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے وہ جزیہ سے بری رہیں گے۔

آذر بائیجان کی فتح: جس وقت نعیم رے کو فتح کر چکے فاروق اعظمؓ کا فرمان پہنچا کہ ”ساک بن خرشہ انصاری کو بکیر بن عبد اللہ کی مدد پر آذر بائیجان روانہ کرو“۔ آذر بائیجان کا علم جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں عقبہ بن فرقد اور بکیر کو مرحمت ہوا تھا اور ان کے بڑھنے کی سہتیں بھی متعین کر دی گئی تھیں۔ بکیر آذر بائیجان کی طرف بڑھے تو حیر میدان میں جبال کے قریب اسفیدیار بن فرخ زاد سے ٹکھیر ہو گئی۔ اسفیدیار کو ہمدان نے شکست دے کر مارچ رود میں نعیم سے شکست ہوئی تھی کمال بے مروت سامانی سے بھاگا ہوا آ رہا تھا۔ بکیر نے شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ اسفیدیار نے بخوف جان بکیر سے کہا: ”تم مجھے قتل نہ کرو اپنے پاس قید رکھو میں آسانی سے تمہیں کل ملک پر قبضہ دلا دوں گا“۔ بکیر نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا، دوسری طرف اسفیدیار کا بھائی بہرام عقبہ کا سردار ہوا عقبہ نے اس کو نیچا دکھا کر کل شہر پر باستانہ قلعہ قبضہ کر لیا، اس اثناء میں ساک آ پہنچے انہوں نے آذر بائیجان کے اطراف و جوانب میں پھر کر جو شہر و قصبہ باقی رہ گئے تھے ان کو بھی فتح کر لیا۔ اسفیدیار نے اپنے بھائی کے بھاگنے اور بلاد آذر بائیجان کے فتح ہونے کی خبر سن کر کہا ”اب لڑائی کی مشقت آگ بجھ گئی اور میں تم سے جزیہ پر صلح کرتا ہوں“۔ چونکہ آذر بائیجان انہیں دونوں سرداروں کے قبضہ میں تھا۔ بکیر اور عقبہ نے معاہدہ لکھ کر اس شرط پر اسفیدیار کو رہا کر دیا کہ وہ آذر بائیجان پر بشرط اداے جزیہ حکومت کرے۔

حضرت عقبہؓ کی آذر بائیجان کی امارت پر تقرری: آذر بائیجان کے فتح ہونے کے بعد بکیر نے خمس اور فتح کی بشارت دربار خلافت میں بھیجی اور بہ اجازت فاروق اعظمؓ عقبہ کو مفتوحات آذر بائیجان میں چھوڑ کر اسلامی لشکر لئے ہوئے

باب کی طرف بڑھے۔ کبیر کی روانگی کے بعد عقبہ نے موجودہ فوج لے کر شہر زور اور صامعان پر چڑھائی کی اور ان شہروں کو لو کر جزیہ و خراج پر فتح کیا۔ ایک گروہ کثیر کردوں کا اس مقام کی لڑائی میں مارا گیا اس کے بعد فاروق اعظم کو اپنی فتوحات کا حال لکھ بھیجا۔ انہوں نے ان کو آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور ہرثمہ بن عرفجہ کو موصل کی حکومت دی۔

فتح باب: کبیر بن عبد اللہ آذربائیجان کی فتح کے بعد باب کے قریب پہنچے نہ پائے تھے کہ فاروق اعظم نے ایک نئی فوج تیار کر کے بہمراہی سراقہ ان کی مدد کو بصرہ بھیجی اور ہر فوج کے حصہ پر جدا جدا افسر مقرر فرمایا۔ مقدمہ الجیش پر عبد الرحمن بن ربیعہ کو مامور کیا، مینہ ابن اسید غفاری کو دیا اور میسرہ پر سراقہ بن عمرو کو رہنے کا حکم دیا۔ مال غنیمت کی تقسیم پر سلمان بن ربیعہ متعین ہوئے اور ابو موسیٰ اشعری کو بجائے سراقہ کے بصرے کا حاکم بنایا۔ سراقہ کی روانگی کے بعد حبیب بن مسلمہ کو جزیہ سے ان کی ملک پر بھیجا اور بجائے ان کے زیاد بن حظلہ کو مامور کیا۔

شہر یار والی باب کی اطاعت: باب کا حاکم ان دنوں شہر یار (شہر یار کی اولاد سے) تھا جس نے بنی اسرائیل کو پامال کیا تھا اور ملک شام کو ان کے قبضے سے نکال لیا تھا، سلطنت ایران کا ماتحت سمجھا جاتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر صلح کا پیام بھیجا۔ عبد الرحمن نے (جو مقدمہ الجیش کے افسر تھے) لکھا ”تم کو امان دی جاتی ہے جو کہنا ہو خود حاضر ہو کر کہو“۔ چنانچہ شہر یار نے حاضر ہو کر درخواست کی ”مجھ سے بغوض جزیہ کے فوجی خدمت لی جائے میں ہر وقت مسلمانوں کا مطیع رہوں گا“۔ عبد الرحمن نے اس کو سراقہ کے پاس بھیج دیا چونکہ جزیہ درحقیقت محافظت کا معاوضہ ہے اس لئے یہ شرط منظور کر لی گئی اور ایک اطلاعی عرض داشت فاروق اعظم کی خدمت میں منظوری کی غرض سے روانہ کی آپ نے بھی منظور فرمایا۔

حضرت سراقہ کی وفات: باب کی مہم سے فارغ ہو کر سراقہ نے امراء لشکر کو ارمینہ کے پہاڑی شہروں پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ کبیر بن عبد اللہ کو موقان کی جانب حبیب بن مسلمہ کو تقلیس کی طرف حذیفہ بن الیمان کو جبال اللان کی سمت اور سلمان بن ربیعہ کو ایک دوسری جانب روانہ کیا اور اطلاعی عرض داشت دربار خلافت میں بھیج دی یہ مہم تمام نہ ہونے پائی تھی کہ سراقہ کا بیٹا نہ عمر بیز ہو گیا عبد الرحمن بن ربیعہ کو اپنا نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے۔ فاروق اعظم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے عبد الرحمن بن ربیعہ کو حکومت پر بحال رکھا اور ترکوں پر حملہ کرنے کا فرمان بھیجا۔ ان امراء میں سے کبیر بن عبد اللہ نے موقان کو جہاں سے ایران کی سرحد شروع ہوتی ہے فتح کر کے دائرہ حکومت اسلام میں لے لیا۔ بقیہ امراء لشکر نے فتح یابی میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

بلخچر کا معرکہ: عبد الرحمن بن ربیعہ کو ترکوں پر فوج کشی کا حملہ پہنچا تو انہوں نے باب سے نکل کر بلخچر کا رخ کیا۔ بلخچر میں ترکوں کا پایہ تخت تھا۔ شہر یاران کے ہمراہ اس نے تعجب سے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ ہم لوگ یہی غنیمت سمجھتے تھے کہ وہ ہم سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ عبد الرحمن نے جواب دیا جب تک میرا نیزہ ترکوں کے سینے میں نہ گھس جائے گا مجھے صبر نہ آئے گا۔ الغرض بلخچر کے قریب پہنچ کر ترکوں سے معرکہ آرائی کی ترک شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ عساکر اسلامی مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس آئے اور برابر عہد خلافت عثمان تک ان پر فوج کشی کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے قوی

مضحل ہو گئے۔

مجاہدین کی جرجان کو مراجعت: ترکوں کا یہ اعتقاد تھا کہ مسلمانوں کو کوئی قتل نہیں کر سکتا کیونکہ ان کے ساتھ ملائکہ رہتے ہیں۔ اتفاق سے انہیں لڑائیوں میں ایک مسلمان کو گرفتار کر لیا گیا جس کو ان لوگوں نے جا کرنے شہید کر ڈالا۔ پھر کیا تھا ترکوں کی جرات اور دلیری بڑھ گئی ان ہی لڑائیوں میں عبدالرحمن لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ تو ان کے بھائی سلمان نے علم کو سنبھالا ان کے ہمراہ ابو ہریرہ دوسی بھی تھے ان دونوں بزرگوں نے نہایت مردانگی سے ترکوں کا مقابلہ کیا اور براہ جیلان جرجان واپس ہوئے۔

خراسان کی فتح: یزدگرد فتح جلواء کے بعد رے چلا گیا تھا وہاں کے مرزبان آبان جادویہ نے بے وفائی کی برداشتہ خاطر ہو کر رے سے اصفہان گیا۔ جب وہاں بھی فتوحات اسلامی نے اس کو چین سے نہ بیٹھنے دیا تو کرمان کی طرف آیا اور پھر وہاں سے واپس ہو کر مرو (مرز میں خراسان) میں آ کر قیام پذیر ہوا اور یہ خیال کر کے کہ عرب کی فتوحات کا سیلاب سرحدی مقامات تک پہنچ کر ختم ہو جائے گا آتش کدہ بنا کر آرام سے زندگی بسر کرنے لگا طبیعت من چلی تھی چین سے نہ بیٹھا گیا حکومت اسلامی درہم برہم کرنے کی غرض سے ہر خزان اہل اہواز، فیروزان اور اہل جبال کو مسلمانوں کے خلاف بغاوت کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ چنانچہ ان سب نے عہد شکنی کی اور اس کا ذائقہ اللہ جل شانہ نے ان کو چکھایا۔

عام لشکر کشی کا حکم: فاروق اعظمؓ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ملک فارس پر عام لشکر کشی کا حکم دیا اور ہاتھ سے متعدد علم تیار کر کے نامی گرامی افسروں کو مرحمت فرمائے۔ اخف بن قیس کو خراسان کا علم عنایت کیا تھا۔ اخف نے ۱۸ھ یا ۲۲ھ میں خراسان کا رخ کیا۔ طہسین ہو کر ہرات پہنچے اور اس کو لڑ کر فتح کیا۔ صحرابن قلاں العبدی کو نائب بنا کر مروشاہ جان کی طرف بھیجا۔ نیشاپور پر مطرف بن عبداللہ کو اور سرخس کی جانب حرث بن حسان کو روانہ کیا۔ یزدگرد و شہنشاہ فارس مروشاہ جان میں مقیم تھا مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر مرو روز چلا گیا۔ اخف نے مروشاہجہان کا رخ کیا اور کوفہ کی فوج کو مقدمہ التجیش میں رکھا۔ یزدگرد مقابلہ سے جی چرا کر یہاں سے بھی بھاگا اور سیدھا بلخ پہنچا۔ اخف نے مرو روز پر قبضہ کر لیا کوفہ کی امدادی فوجیں آگئیں اخف نے مروشاہجہان میں حارث بن نعمان ہاملی کو چھوڑ کر مرو روز پر قبضہ حاصل کر کے بلخ پر حملہ کر دیا۔ یزدگرد شکست کھا کر دریا عبور کر کے خاقان چین کے پاس چلا گیا اخف نے میدان خالی پا کر ہر طرف اپنی فوجیں بھیج دیں خراسان کو نیشاپور سے طحارستان تک فتح کر کے مرو روز کو صدر مقام قرار دیا اور طحارستان کی حکومت ربیع بن عامر کو دی۔ فاروق اعظمؓ کی خدمت میں نامہ بشارت فتح بھیجا۔ فاروق اعظمؓ نے جواب میں لکھا ”جہاں تک تم پہنچ چکے ہو اب اسی پر اکتفا کرو۔ دریا سے آگے نہ بڑھو“۔

خاقان چین کی مراجعت: یزدگرد و خاقان چین کے پاس گیا تو اس نے بڑی عزت و توقیر کی فوج کثیر لے کر بغرض امداد اس کے ہمراہ خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ اخف ان دنوں بلخ میں مقیم تھے خاقان کی آمد کی خبر سن کر عساکر اسلامی کو لئے ہوئے مرو روز میں پہنچ کر قیام کیا۔ خاقان بلخ ہوتا ہوا مرو روز پہنچا اور یزدگرد اس سے علیحدہ ہو مروشاہجہان کی طرف بڑھا۔

احنف نے کھلے میدان جنگ کرنا مناسب نہ سمجھ کر نہر عبور کر کے ایک میدان میں جس کی پشت پر پہاڑ تھا صف آرائی کی کوفہ اور بصرہ کی بیس ہزار فوجیں ان کے رکاب میں تھیں۔ مسلمانوں نے ضرورت کے مطابق خندقیں بنالیں اور مورچے قائم کر لئے ایک مدت تک دونوں فوجیں بالمقابل صفیں بنائے پڑی رہیں۔ ایک روز صبح کو احنف میدان جنگ گئے ادھر سے دستور کے مطابق ایک ترک ہبل علم لئے نکلا احنف نے اس پر حملہ کیا۔ تھوڑی دیر کے رد و بدل کے بعد احنف نے اس پر نیزے کا ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر گر کر مر گیا۔ اس کے بعد قاعدے کے موافق دو بہادر میدان میں آئے احنف نے ان کو بھی اسی جگہ ڈھیر کر دیا۔ اب خود خاقان میدان میں آیا تو وہ اپنے بہادروں کو مقتول دیکھ کر اس درجہ خائف ہوا کہ اسی وقت اس نے فوج کو واپسی کا حکم دے دیا۔

یزدگرد کا فرار: یزدگرد کو یہ خبر مروشا جہان میں ملی جس وقت وہ حارث بن نعمان کا مروشا جہان میں محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ فتح سے ناامید ہو کر محاصرے سے دست کشی کر لی۔ خزانہ و جواہرات جمع کر کے خاقان کے پاس جانے کا قصد کیا امراء دربار نے اس سے مخالفت کی اور مسلمانوں سے صلح کر لینے پر مصر ہوئے کیونکہ مسلمان ایقائے وعدہ اور پابندی عہد میں ترکوں سے بدرجہا اچھے تھے۔ یزدگرد نے جب ان کا کہنا نہ مانا تو ان لوگوں نے بلوہ کر دیا اور سارا سامان و اسباب چھین لیا۔ یزدگرد بے سروسامانی کے ساتھ نہر عبور کر کے خاقان چچین کے پاس چلا گیا اور فاروق اعظمؓ کے اخیر عہد خلافت تک ترکوں کے دارالسلطنت فرغانہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ زمانہ خلافت عثمان بن عفانؓ میں اہل خراسان نے بغاوت کی اور یہ اس وقت وہاں سے واپس آیا۔

یزدگرد کے امراء کی اطاعت: یزدگرد کے چلے جانے کے بعد اس کے اراکین دولت احنف کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ کل جواہرات و اسباب و مال دے کر مصالحت کر لی۔ احنف نے یہ جواہرات وغیرہ دوسرے مال غنیمت کے ساتھ لشکر میں تقسیم کر دیا۔ مال غنیمت میں سواروں کو اسی قدر حصہ ملا جس قدر قادیسیہ میں ملا تھا۔ اس کے بعد احنف بلخ میں آئے اور لشکریوں کو اس کی حدود میں ٹھہرا کر خود مرو دروز میں قیام اختیار کیا۔ فاروق اعظمؓ کو فتح کا بشارت نامہ لکھا۔

فاروق اعظم کا خطبہ: فاروق اعظمؓ نے اہل مدینہ کو جمع کر کے مژدہ فتح سنایا اور ایک پراثر تقریر کی جس سے سامعین کے دل دہل گئے۔ آخر میں آپؓ نے فرمایا:

((الاولان ملک المجموعۃ قال ذهب فلیسوا یملکون من بلادہم سیر ایضہ بمسلم الاولان اللہ قد اوزتکم ارضہم و دیارہم و اموالہم و ابنائہم لیظہر کیف یعلمون فلا تبدلوا فیستبدل اللہ بکم غیرکم فانہ لا اخاف علی ہذا الامانۃ ان توفی الامن قبلکم))

”یعنی آگاہ ہو جاؤ بے شک آج مجوسیوں کی حکومت جاتی رہی۔ پس وہ اپنے ملک میں ایک بالشت زمین کے

پہلے ترکوں کا عام دستور تھا کہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے تین بہادر یکے بعد دیگرے ہبل و علم لے کر میدان جنگ میں جاتے تھے اس کے بعد سارا لشکر جنبش میں آتا تھا اور گھسان کی لڑائی شروع ہوتی تھی۔

بھی مالک نہ رہے جس سے مسلمانوں کو ضرر پہنچا سکیں۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کی زمین ان کے ملک ان کے اموال اور ان کے لڑکوں کا وارث و مالک تمہارے اعمال جانچنے کی غرض سے بنایا ہے۔ پس تم لوگ اپنی حالت نہ تبدیل کرنا ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے حکومت چھین کر دوسروں کو دے دے گا مجھ کو خوف اس امت پر اسی کا ہے کہ مبادا ان پر وہی حالت نہ طاری ہو جو ان سے پیشتر والوں کا حشر ہوا ہے۔“

معمر کہ توج: جس وقت امراء اسلام نے بقصد جہاد عام لشکر کشی کے ارادے سے بصرے سے فارس کا رخ کیا اور ہر امیر اپنی فوج رکاب میں لئے ہوئے اپنے مقررہ و متعینہ جہت کی طرف بڑھا اہل فارس میں کھلبلی پڑ گئی، ایرانیوں کا جتنا منتشر ہو گیا۔ اپنے اپنے شہر کو بچانے کی غرض سے مفرق ہو گئے اسی سے ان کی شکست کی بنیاد پڑتی ہے اور یہی باعث تفریق ہوا۔ مجاشع بن مسعود شیر اور ساہور کی طرف روانہ ہوئے۔ ایرانیوں نے ان کو توج میں روکا۔ فریقین نے لڑائی شروع کر دی۔ بالآخر مجاشع نے کمال مردانگی سے توج کو بزور تیغ فتح کیا۔ وہاں کے رہنے والوں نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ مجاشع نے بشارت نامہ فتح اور خمس دربار خلافت میں روانہ کیا۔

اصطخر کی فتح: اصطخر میں فتح پر عثمان بن ابی العاص مامور تھے۔ انہوں نے جب اصطخر کا رخ کیا تو ایرانیوں نے بہت بڑے سامان سے لشکر اسلام کو جوڑ میں روکا لیکن مسلمانوں کی فتح کا سیلاب ان کے روکے نہ رک سکا۔ شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگے حاکم اصطخر ہر بندے جزیہ پر صلح کی درخواست کی جس کو سپہ سالار لشکر اسلام نے منظور کر لیا۔ جو لوگ اثناء جنگ میں مکانات چھوڑ کر بھاگ گئے تھے وہ بھی صلح کے بعد واپس آئے۔ عثمان نے خمس اور فتح بشارت نامہ فاروق اعظمؓ کی خدمت میں روانہ کیا اس کے بعد عثمان بن عاص نے گازرون و نو بند جان کو فتح کر کے اس کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا۔

اہل شیراز و ارجان کی اطاعت: اس غرض میں ابوموسیٰ آ گئے اور ان کے ہمراہ ہو کر شیراز و ارجان کو بھی جزیہ و خراج پر فتح کیا۔ پھر عثمان بن عاص نے جنابہ کا قصد کیا۔ ایرانیوں نے اطراف جہرم میں مقابلہ کیا۔ عثمانؓ نے ان کو شکست دے کر جہرم کو بھی فتح کر لیا اس کے بعد شہرک نے شروع زمانہ خلافت عثمانؓ میں بغاوت کی۔ عثمان بن ابی العاص نے اپنے لڑکے اور بھائی حکم کو جمعیت کثیرہ کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ بصرے سے ان کی کمک پر عبید اللہ بن معمر اور شبل بن معبد اسلامی فوجیں لے کر آئے سرزمین فارس میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ لڑائی ہوتی رہی بالآخر ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ حکم بن العاص کے ہاتھ سے شہرک عین معمر کے میں مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ سوار بن جہم عبیدی پر شہرک نے حملہ کیا تھا انہوں نے وار خالی دے کر اس کو قتل کر ڈالا۔ اس مہم کی نسبت بعض کا خیال یہ ہے کہ ۲۸ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۹ھ میں سر ہوئی۔

شہرک مرزبان کی بغاوت: بعض اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب ۲۳ھ آخری زمانہ خلافت فاروق اعظمؓ میں عثمان بن ابی العاص بحرین کے عامل مقرر ہوئے تو شہرک مرزبان فارس نے بغاوت کی۔ تمام فتوحات اسلامیہ قبضہ سے نکل گئے اس وقت عثمان نے اپنے بھائی حکم کو دو ہزار کی جمعیت سے فارس روانہ کیا۔ مینہ اور میسرہ پر جا رو اور ابو صفہ (مہلب کے باپ) تھے ادھر سے کسریٰ نے شہرک کی مدد پر بہت بڑی فوج بھیجی۔ دونوں فوجوں کا توج میں مقابلہ ہوا، حکم

نے نہایت مردانگی سے شکست دے کر توج پر قبضہ کر لیا اور ایرانی لشکر نے بھاگ کر ساہور میں دم لیا۔ حکم نے تعاقب کر کے شہر کو مار ڈالا جو باقی رہے ان کو ساہور میں گھیر لیا۔ یہاں تک کہ اہل ساہور نے جزیہ دے کر صلح کی۔ حکم نے مہم ساہور سے فراغت پا کر اصطرکار رخ کیا۔ اہل ساہور سے اعانت کے خواہاں ہوئے اس اثناء میں فاروق اعظم شہید ہو گئے اور عثمان ابن عفان خلیفہ سوم نے عبید اللہ بن معمر کو بجائے عثمان بن ابی العاص کے روانہ کیا انہوں نے اصطرکار کا محاصرہ بدستور قائم رکھا۔ ساہور کے حاکم نے بغاوت اور بدعہدی کا قصد کیا لیکن پھر کچھ سوچ کر خاموش رہ گیا۔ زمانہ محاصرے میں عبید اللہ پر غنیمت سے ایک پتھر گرا جس کے صدمہ سے وہ شہید ہوئے اس کے بعد شہر ساہور فتح ہوا۔ ایک گروہ کثیر ایرانیوں کا اس واقعہ میں کام آیا۔

سیاود و ارا بجہر کی فتح: ساریہ بن زینم کنانی نے زمانہ عام لشکر کشی میں سیاود و ارا بجہر پر فوج کشی کی سیاود و ارا بجر د والوں نے اکر او فارس کو جمع کر کے ایک لشکر مرتب کیا شہر سے نکل کر صف آرائی کی۔ میدان میں جس وقت یہ دونوں فوجیں دست بستہ لڑ رہی تھیں۔ فاروق اعظم جو مدینہ میں ممبر پر کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے بے ساختہ بول اٹھے ((یا مساریہ الجبل السجیل)) ”اے ساریہ پہاڑ پر چڑھ جاؤ! پہاڑ پر چڑھ جاؤ“ اس وقت ساریہ کا لشکر کمزور پڑ رہا تھا قریب تھا کہ ایرانی لشکر غالب ہو جاتا۔ ساریہ نے یہ آواز سنی اور پہاڑ پر چڑھ گئے پھر لوٹ کر حملہ کیا تو ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا جس میں جواہرات کا ایک تھیلا تھا۔ ساریہ نے اس کو لشکریوں کی اجازت سے خمس کے ساتھ فاروق اعظم کی خدمت میں بھیج دیا۔ فاروق اعظم بہت خوش ہوئے ایک ایک واقعہ دریافت کیا اور جواہرات کا تھیلا واپس کر دیا کہ اس کو بھی لشکریوں پر تقسیم کر دو۔ چنانچہ ساریہ نے اس کو فروخت کر کے تقسیم کر دیا۔

کرمان کی فتح: کرمان کی فوج کشی کا علم سہیل بن عدی کو دیا گیا تھا۔ چنانچہ ۲۳ھ میں ایک فوج لے کر جس کا ہر اول بشیر بن عمر التحلی کی افسری میں تھا کرمان پر حملہ آور ہوئے۔ پیچھے سے عبداللہ بن عبد اللہ بن عثمان بھی کمک پر پہنچ گئے۔ کرمان والوں نے نفقہ وغیرہ سے مدد طلب کر کے مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی چھیڑ دی اثناء کارزار میں کرمان کا مرزبان بشیر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ فریق مخالف کی فوج میں بھکڑ مچ گئی۔ میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ عبداللہ اور بشیر جہ رفت و سیر زاد تک فوجیں لئے بڑھتے چلے گئے۔ بے شمار اونٹ اور بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں بعض نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن ورقاء خزاعی نے کرمان کو فتح کیا ہے اور فتح کرمان کے بعد سے طہین ہوتے ہوئے فاروق اعظم کے پاس پہنچ آئے تھے۔

زرنج اور سجستان کی فتح: سجستان کو سیستان بھی کہتے ہیں۔ ملک عاصم بن عمرو کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے عبداللہ بن عمیر آ گئے تھے۔ یہاں کے رہنے والے سیستان سے باہر نکل کر ایک خفیف لڑائی لڑ کر بھاگے۔ عاصم برابر بڑھتے چلے گئے اور زرنج پہنچ کر محاصرہ کر لیا (جو سجستان کا دوسرا مقام ہے) چند دنوں کے بعد محاصرہ کے محصورین نے صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ ان کی درخواست کے مطابق صلح کر لی گئی۔ یہ ملک خراسان سے بڑا تھا اس کے حدود دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ اس ملک پر قبضہ کرنے سے قدح ہار ملک ترک اور دوسری قوموں کے ملک کی فتح کی کتنی ہاتھ آگئی اور وقتاً فوقتاً

ان پر حملہ ہوتا رہا۔ عہد حکومت معاویہ بن ابی سفیان میں شاہ اپنے بھائی زنبیل بادشاہ ترک سے رنجیدہ ہو کر بھتان کے ایک شہر آمل نامی میں آیا۔ سلم بن زیاد بن ابی سفیان والی بھتان سے عہد و بیان کر کے امیر معاویہ کو مطلع کیا۔ امیر معاویہ نے اس کو منظور کر لیا لیکن ساتھ ہی یہ لکھا کہ ”یہ لوگ بڑے غدار اور فریبی ہیں ان کے عہد و بیان کا کوئی اعتبار نہیں ہے یہ جب موقع پائیں گے بلاد آمل پر قابض ہونے کی کوشش کریں گے۔“ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انتقال کے بعد امیر معاویہ کے شاہ نے غداری کی اور کل بلاد آمل پر قبضہ کر لیا۔ زنبیل نے آمل کا یہ رنگ دیکھ کر زرنج کا محاصرہ کر لیا اور اس عرصہ میں بصرے سے مدد آگئی اور ترکوں کو بھاگنا پڑا۔

مکران کی فتح: امراء عام لشکر کشی سے (۲۳ھ میں) حکم بن عمرو تغلی نے مکران کا قصد کیا۔ ان کے بعد شہاب بن خارق، سہیل بن عدی اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبان بھی روانہ ہوئے سب نے دوین پہنچ کر اسلامی فوج کو مرتب کیا۔ والی مکران (راسل) نے تھر مکران کے کنارے نہایت اہتمام سے صف آرائی کی اور اہل سندھ کی امدادی فوج لے کر مسلمانوں کے مقابلے پر آیا، اسلامی بہادروں نے ایک بہت بڑی جنگ کے بعد راسل کو شکست دے کر مکران پر قبضہ کر لیا۔ حکم نے صحار عبدی کی معرفت نامہ بشارت فتح اور خنس دربار خلافت کو روانہ کیا۔

سندھ کے متعلق صحار عبدی کی رائے: فاروق اعظم نے مکران کا حال دریافت کیا صحار عبدی نے عرض کی:

((ارض سہلھا جبل و مائوھا و شل و شرھا و عددھا بطل و خیرھا قليل و شرھا طویل و

الکثیر بہا قليل))

فاروق اعظم نے سہیل اور عاصم کو لکھ بھیجا کہ فوجیں جہاں تک پہنچ چکیں ہیں وہیں رک جائیں اور جو بلاد اس وقت تک فتح ہو چکے ہیں انہیں پر اکتفا کیا جائے۔

بیروڈ کا معرکہ: فاروق اعظم نے جس وقت امراء اسلام کو عام لشکر کشی کا ایک ایک علم مرحمت فرما کر مقررہ سمتوں کی طرف روانگی کا حکم دیا تو یہ لوگ حکم پاتے ہی بلاد ایران کی طرف بڑھے۔ اسی زمانہ میں حفاظت کی غرض سے یہ انتظام کر دیا تھا کہ ابو موسیٰ اشعری کو فوج کثیر کا سردار بنا کر حدود بصرہ پر قیام کرنے کا حکم دیا تھا۔ نہر تیری اور منادر کے مابین مقام بیروڈ میں اہل ابواز کی مشہور قوم کو اسلامی فتوحات کے نیلاب کی روک تھام کی غرض سے جمع ہوئی۔ ابو موسیٰ کو اس کی خبر لگی انہوں نے بیروڈ پر حملہ کر دیا دونوں نے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ مہاجرین زیادہ اس واقعہ میں شہید ہوئے۔ ایک بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد مسلمانوں نے کامیابی حاصل کی۔ مشرکوں نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور قلعہ بند ہو کر لڑائی جاری رکھی اس کے بعد ابو موسیٰ اپنے لشکر پر اپنے بھائی ریح بن زیاد کو مقرر کر کے چند دستہ فوج لے کر اصفہان کے محاصرہ کو چلے گئے جب وہ فتح ہو گیا تو بصرہ واپس آئے اور اس عرصہ میں ریح بن زیاد نے بیروڈ کو فتح کر لیا تھا اور جو کچھ اس میں تھا اس کو لوٹ لیا تھا۔ فتح کا بشارت نامہ اور خنس دربار خلافت کو روانہ کیا۔

حضرت ابو موسیٰ سے جواب طلبی: ضبہ بن حصن عتزی نے وفد کے ساتھ جانے کا قصد کیا ابو موسیٰ نے اجازت نہ دی

اس پر ضیہ ناراض ہو کر فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے ابوموسیٰ کی شکایت کی کہ ”دھقانوں کے ساتھ لڑکوں کو اپنی غلامی کے لئے منتخب کیا ہے، زیاد بن ابی سفیان کو بصرہ کا اپنی طرف سے والی کیا ہے، خطبہ کو ایک ہزار انعام دیا ہے۔ فاروق اعظمؓ نے ابوموسیٰ سے جواب طلب کیا اور ابوموسیٰ کے معقول جوابات کو قبول کیا۔

سلمہ بن قیس کا کردوں سے مقابلہ: انہیں ایام میں فاروق اعظمؓ کے پاس مسلمانوں کا ایک گروہ بغرض جہاد جمع ہو گیا۔ جس پر انہوں نے سلمہ بن قیس انجعی کو امیر مقرر کر کے حسب دستور کفار پر جہاد کرنے کو روانہ کیا اور قدیم دستور کے مطابق وصیتیں کیں۔ اتفاق سے ان لوگوں کا کردوں سے سامنا ہو گیا۔ سلمہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے انکار کیا جز یہ ادا کرنے کو کہا اس پر بھی وہ راضی نہ ہوئے۔ تو تلوار نیام سے کھینچ کر بھڑ گئے۔ ظہر سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی۔ مسلمانوں نے اشارے سے نماز پڑھی اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ کردوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ شکست کھا کر بھاگے۔ مجاہدوں نے ان کو قتل و غارت کیا اور جو کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا اس کو باہم تقسیم کر لیا۔ مال غنیمت میں یا قوت کا ایک ٹکڑا نکل آیا سلمہ نے اس کو بہ اجازت اور مسلمانوں کے خمس کے ساتھ فاروق اعظمؓ کے پاس بھیج دیا۔ فاروق اعظمؓ نے قاصد سے لوگوں کی حالت اور ان کے حصوں کی تفصیل و کیفیت دریافت کی۔ فاروق اعظمؓ یہ سن کر کہ اور لوگوں کو اس میں سے کچھ حصہ نہیں دیا گیا بہت ناراض ہوئے اور اس کو فوراً واپس لے جانے کا حکم دیا چنانچہ سلمہ نے اس کو فروخت کر کے مجاہدوں میں تقسیم کر دیا۔

باب : ۱۶

نظام حکومت

فاروق اعظم کی شہادت۔ مدینہ منورہ میں مغیرہ بن شعبہ کا ایک مجوسی غلام فیروز نامی رہتا تھا جس کی کنیت ابو لوء لوء تھی اس نے بازار میں ایک دن فاروق اعظم سے شکایت کی کہ میرا آقا مغیرہ بن شعبہ مجھ سے بہت زیادہ رقم لیتا ہے آپ کم کرا دیجئے۔ فاروق اعظم نے رقم دریافت فرمائی اس نے بتلایا کہ دو درہم روزانہ (قریبا سات آنے ہوتے ہیں) پھر فاروق اعظم نے استفسار فرمایا کہ تو کام کیا کرتا ہے؟ اس نے عرض کی ”آہن گری“ تھا شیخی نجاری۔“ فرمایا ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ رقم زیادہ نہیں ہے۔ پھر مخاطب ہو کر کہا ”میں نے سنا ہے کہ تو ایک قسم کی چکی بناتا ہے جو ہوا کے زور سے چلتی ہے۔ مدینہ میں آنے کی تکلیف رہتی ہے تو مجھے اس قسم کی ایک چکی بنا دے!“ اس نے عرض ”بہت خوب! میں ایسی چکی بنا دوں گا جس کی آواز اہل مشرق بھی سنیں گے۔“ ابو لوء لوء اس قدر باتیں کر کے دل ہی دل میں ناراض ہو کر چلا گیا اور فاروق اعظم اس کے تیور تازہ گئے۔ فرمایا ”یہ مجھ کو قتل کی دھمکی دیتا ہے۔“

حضرت عمر فاروق پر حملہ۔ دوسرے دن صبح کے وقت فاروق اعظم نماز پڑھانے مسجد میں آئے ابو لوء لوء بھی خنجر لے کر داخل ہوا۔ خنجر دو دھارا تھا۔ درمیان میں ایک نوک ٹکلی ہوئی تھی۔ جوں ہی صفیں درست ہوئیں فاروق اعظم نے نماز شروع کی۔ ابو لوء لوء نے درمیان صف سے نکل کر چھ وار کئے ایک ان میں سے ناف کے نیچے پڑا فاروق اعظم نے فوراً عبدالرحمن بن عوف کو کھینچ کر اپنی جگہ پر کر دیا اور خود صدمہ زخم سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ عبدالرحمن بن عوف نے اس حالت میں نماز پڑھائی کہ فاروق اعظم فرش مسجد پر بڑپ رہے تھے اور عبدالرحمن بن عوف نماز پڑھاتے رہے۔ ابو لوء لوء نے مسجد سے نکل کر کئی آدمیوں کو زخمی اور گلیب ابن ابی کبر لیشی کو شہید کیا بالآخر وہ گرفتار کیا گیا اور اس نے خودکشی کر لی۔

انتخابی مجلس کا تقریر۔ نماز ختم ہونے کے بعد فاروق اعظم لوگوں کو گھر پر اٹھالائے۔ آپ نے عبدالرحمن کو بلا کر فرمایا ”میں تم سے کچھ عہد لینا چاہتا ہوں۔“ عبدالرحمن نے کہا کیا آپ مجھ سے کچھ عہد کریں گے؟ فرمایا نہیں! واللہ میں ایسا نہ کروں گا! میں ان لوگوں کی نسبت عہد و پیمان کروں گا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی و خوشی تشریف لے گئے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے علی عثمان زبیرؓ اور عبدالرحمنؓ بن عوف کو بلایا اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ”تین روز تک تم لوگ طلحہ کا انتظار کرنا اگر وہ

آجائیں تو فیہا ورنہ تم لوگ مشورہ کر کے کسی کو اپنے میں سے امیر بنالینا۔“

خليفة ثانی کی وصیت: یہ کہہ کر کچھ دیر تک آپ خاموش رہے پھر ان لوگوں سے مخاطب کو کہا ”جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہو میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے حقوق کا بہت لحاظ رکھے کیونکہ یہ وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ یہ تمہارے محسن ہیں ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنا اور ان کی لغزش و خطا سے درگزر کرنا اور مہاجرین کا بہت بہت پاس کرنا کیونکہ یہی لوگ مادۂ اسلام ہیں اور ذمیوں کا پورا پورا خیال کیا جائے۔ اللہ کی ذمہ داری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری کو ملحوظ رکھنا یعنی ان سے جو اقرار کیا جائے وہ پورا کیا جائے۔“ اس کے بعد آپ نے ہاتھ اٹھا کر کہا:

((اللہم قد بلغت لقد ترکت الخلیفہ من بعدی علی انقی من الراحة))

پھر ابو طلحہ انصاری اور مقداد بن الاسود کو طلب کر کے حکم دیا کہ جب یہ لوگ تقرر خلیفہ کے مشورے کی غرض سے جمع ہوں تو تم دروازے پر کھڑے رہنا کسی کو ان کے پاس جانے نہ دینا جب تک وہ باہم مشورہ نہ کر لیں۔

رسول اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت: بعد ازاں اپنے لڑکے عبد اللہ کو بلا کر پوچھا معلوم کرو میرا قاتل کون ہے؟ عبد اللہ بن عمر نے عرض کی ابو لواء غلام مغیرہ فرمایا: الحمد للہ مجھے ایسے شخص نے نہیں مارا جس نے ایک سجدہ بھی اللہ تعالیٰ کو کیا ہو۔ پھر عبد اللہ کو عائشہ صدیقہ کی خدمت میں بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق کے پہلو میں دفن کئے جانے کی اجازت طلب کی۔ عائشہ صدیقہ نے اجازت دی۔ فاروق اعظمؓ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور عبد اللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ”اگر لوگ انتخاب خلیفہ میں مختلف ہوں تو تم کثرت رائے سے موافقت کرنا اور اگر فریقین برابر ہوں تو تم اس گروہ کی رائے سے اتفاق کرنا جس میں عبد الرحمن بن عوف ہوں۔“

مدینہ منورہ میں جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخمی ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو لوگوں نے آپ کو دیکھنے کی اجازت چاہی۔ مہاجرین و انصار آپ کے دیکھنے کو آئے۔ علی رضی اللہ عنہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم آپ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ زخم کاری نہیں لگا شفا ہو جائے گی طیب آیا اس نے فاروق اعظمؓ کو نبیذ پلائی مجتہد زخم کی راہ سے نکل گئی۔ پھر دودھ پلایا وہ بھی یوں ہی نکل گیا اس وقت لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس زخم سے جانبر نہیں ہو سکتے۔ طیب نے فاروق اعظمؓ سے کہا ”آپ کسی کو اپنا ولی عہد منتخب کر دیجئے“ جواب دیا ”میں کر چکا۔“ زخمی ہونے کے بعد برابر ذکر اللہ کرتے رہے یہاں تک کہ شب چہار شنبہ ۲ ذی الحجہ ۲۳ھ کو اپنی خلافت کے دس برس چھ مہینے بعد جان بحق تسلیم ہوئے۔ (امام ابو جعفر ابن جریر) صیب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ عثمان علیؓ زبیرؓ عبد الرحمن بن عوفؓ سعد اور عبد اللہ بن عمرؓ نے قبر میں اتارا۔

عہد فاروقی میں وسعت سلطنت: (ترجم) فاروق اعظمؓ کا کل زمانہ خلافت دس برس چھ مہینے چار دن رہا۔ اس مدت میں جو جو ملک فتح ہوئے ان کی تفصیل آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ فتوحات فاروقی کی وسعت اور اس کے حدود و اربعہ کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ میل، مشرق کی جانب ۱۰۸۷ میل، جنوب ۲۸۳ میل اور

مغرب کی جانب جدہ تھا۔ اس میں شام، مصر، عراق عرب، جزیرہ، خوزستان، عراق عجم، آرمینہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران جس میں کچھ حصہ بلوچستان کا بھی شامل تھا۔

دواہم معمر کے: ان تمام لڑائیوں میں جو س برس اور کچھ زائد زمانے میں ہوئیں فاروق اعظمؓ بنفس نفیس کسی میں شریک نہیں ہوئے، فوجیں ہر جگہ کام کر رہی تھیں اور سرداران لشکر ہر موقع پر ان کو لڑا رہے تھے لیکن ان کی عنان حکومت فاروق اعظمؓ کے ہاتھ میں تھی ان سب لڑائیوں میں دو مواقع نہایت خطرناک تھے جس کا واقعہ جب اس پر قصہ روم نے دوبارہ اہل جزیرہ کی اعانت سے چڑھائی کی تھی۔ دوسرا نہادند کا معرکہ جب کسریٰ فارس نے تمام ملک ایران میں قیام کر لیا تو ایک قومی جوش پیدا کر دیا تھا۔ ان دونوں موقعوں پر فاروق اعظمؓ ہی کا کام تھا کہ انہوں نے مخالفین کے اٹھتے ہوئے سیلاب کو صرف روکا ہی نہیں بلکہ ان کو بہا منتورا کر دیا۔

نظام حکومت: حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے نظام حکومت کو قائم رکھنے کی غرض سے اپنے مقبوضہ ملکوں کو مختلف صوبوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ اسلام میں جس نے سب کے پہلے اس کی ابتداء کی اور حسب اقتضاء مصلحت وقت اس کی حدود قائم کیں وہ فاروق اعظمؓ تھے۔ انہوں نے اسلامی مقبوضات کو آٹھ صوبوں پر تقسیم کیا۔ مکہ مدینہ شام قائم ہوئے جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر، فلسطین کے جو مقامات قبل فتح ہونے کے صوبے یا ضلع تھے ان کو بحالہ اسی طرح رہنے دیا، فلسطین کو معاہدہ امن لکھ جانے کے بعد دو حصوں پر تقسیم کر دیا تھا ایک کا صدر مقام ایلیا اور دوسرے کا رملہ قرار دیا تھا اور شاید اسی وجہ سے مورخوں نے ان صوبہ جات اور اضلاع کی تصریح نہیں کی۔

مصر کا نظام حکومت: مصر کو بھی آپ نے دو حصوں پر تقسیم کر دیا تھا ایک مصر کا بالائی حصہ جس کو صعیہ کہتے ہیں۔ اس کے متعلق ۲۸ ضلع تھے اور دوسرا مصر کا نشیبی حصہ جس میں پندرہ ضلع تھے۔ فارس، خراسان اور آذربائیجان کے انتظامات اور تقسیم کو جیسا عہد سلاطین کیانیہ میں تھا بدستور قائم رکھا۔ فارس میں اصطر، شیراز، نوبندجان، جوز، گازرون، فسا، دارا، جزو، اردشیر، ساپور، اہواز، جندیسا، پورسوس، نہر تیری، مناد، رقتشتر اور رام ہرگز خراسان میں نیشاپور، ہرات، مرو، مروذ، قاریاب، طالقان، بلخ، بخارا، باغیس، باور، غرستان، طوس، خرخس اور جرجان آذربائیجان میں طبرستان، رے، قزوین، زنجان، قم، اصفہان، ہمدان، نہادند، دیور، حلوان، ماسبدان، مہر جان، شہر زور اور صامعان وغیرہ وغیرہ اضلاع شامل تھے۔

صوبہ کا نظم و نسق: اکثر صوبوں میں یہ چھ بڑے بڑے عہدہ دار جو ملک و انتظام کے ذمہ دار تھے رہتے تھے۔ والی (گورنر) جو کل صوبہ کا حاکم ہوتا تھا، کاتب (حاکم صوبہ کا میرٹھی) کاتب دیوان (فوجی دفتر کا میرٹھی) صاحب الخراج (افسر صیغہ یا پورڈ آف ریونیو) صاحب احوال (پولیس کا افسر اعلیٰ) صاحب بیت المال (افسر خزانہ) قاضی (جو فصل مقدمات کرتا تھا) جس کو صدر الصدور یا منصف یا جج سے تعبیر کیجئے۔ صوبوں کے علاوہ اضلاع میں بھی حسب ضرورت عامل (لفٹیننٹ گورنر) افسر خزانہ قاضی ہوتے تھے۔ لیکن یہ سب والی صوبہ کے ماتحت اور اس کے زیر نگرانی کام کرتے تھے۔ جو لوگ صوبوں کے خدمات انتظامیہ پر مامور ہوتے تھے ان کو دربار خلافت سے تنخواہ دی جاتی تھی اور یہ کام بھی فاروق اعظمؓ کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ عرب میں اس سے پہلے دستور یہ تھا کہ لوگ ملکی خدمت کے معاوضے میں تنخواہ لیتا پسند نہیں کرتے تھے لیکن فاروق اعظمؓ نے ان کو خلاف اصول تمدن و انتظام سمجھ کر بڑی کوشش سے اصلاح کی اور ان کی دیانت و راست بازی قائم رکھنے کی غرض سے بڑی بڑی تنخواہیں مقرر کیں۔ چنانچہ اس زمانہ کی معاشرت کے لحاظ سے صوبہ داروں کی تنخواہیں پانچ پانچ ہزار تک ہوتی تھیں اور مال غیرت کی تقسیم سے جو ملتا تھا وہ اس کے علاوہ تھا۔

عمال کے فرائض: عمال سے تقرری کے وقت یہ عہد ضرور لیا جاتا تھا:

(۱) ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا (۲) ہار یک کپڑے نہ پہننا (۳) چھنا ہوا آٹا نہ کھانا (۴) دروازے پر دربان نہ رکھنا (۵) اہل حاجت کے لئے ہمیشہ دروازے کو کھلا رکھنا اس کے علاوہ ان کے اور فرائض اکثر پروانہ تقرری میں درج ہوتے تھے اور اس امر کا سختی سے انتظام کیا جاتا تھا کہ عمال اپنے فرائض سے بالتفصیل واقف ہوں۔ اکثر آپ ان کے فرائض اپنے خطبوں میں بیان فرمادیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے عاملوں کو مخاطب کر کے ایک خطبہ میں فرمایا تھا:

((الاولیٰ لم یبعثکم امراء ولا جبارین و لکن بعثکم الہدیٰ و یہدیٰ بکم فاروا علی المسلمین حقوقہم و لا تضربوہم فذللوہم و لا تحمدوہم ففتنتوہم و لا تغلقوا الابواب دونہم فیاکل قلوبہم ضعیفہم و لا تستأثروا علیہم فتنظلموہم))

”یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے تم کو امیر اور سخت گیر مقرر کر کے نہیں بھیجا ہے بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے کہ لوگ تم سے ہدایت پائیں (تقلید کریں) تم لوگ مسلمانوں کے حقوق ادا کرو اور ان کو زد و کوب نہ کرو کہ وہ ذلیل ہوں اور نہ ان کی بے جا تعریف کرو کہ غلطی میں پڑیں اور نہ ان کے لئے اپنے دروازوں کو بند رکھو کہ زبردست کمزور کو ستائیں اور نہ ان سے کسی بات میں اپنے کو ترجیح دو کہ یہ ان پر ظلم کرنا ہے۔“

عمال کی ایام حج میں حاضری: ہمالیہ مقبوضہ میں جتنے عمال تھے سب کو ایام حج میں حاضر ہونے کا حکم تھا۔ کیونکہ زمانہ حج میں تمام اطراف کے لوگ موجود ہوتے تھے۔ فاروق اعظمؓ بالا اعلان کھڑے ہو کر فرماتے تھے جس عامل سے کسی شخص کو کچھ شکایت ہو وہ پیش کرنے میں نے ان کو تم پر اس لئے حاکم کر کے نہیں بھیجا ہے کہ وہ تم کو ستائیں یا تمہارا مال و اسباب چھین لیں بلکہ اس لئے میں بھیجتا ہوں کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سکھائیں۔ پس اگر کسی عامل نے اس کے خلاف کیا ہو تو مجھے بتاؤ میں اس کا انتقام لینے کو موجود ہوں۔

عمال کی تقرری کا طریقہ کار: عمال کی تقرری کے دو طریقے تھے ایک یہ کہ جن کو ملکی انتظامی خدمتیں سپرد کی جاتی تھیں ان کے انتخاب کے وقت مہاجرین اور انصار کا ایک جلسہ ہوتا تھا اس عام اجلاس میں اراکین مجلس شوریٰ جس کا انتخاب کرتے تھے وہی اس خدمت پر مامور ہوتا تھا۔ دوسرا دستور یہ تھا کہ صوبے یا ضلع کے باشندوں کو انتخاب کا حکم بھیج دیتے تھے جس کو وہ لوگ منتخب کرتے اس کو انتظامی و ملکی خدمت سپرد کی جاتی تھی۔ چنانچہ عثمان بن حنیف کی تقرری پہلے قاعدے کے موافق ہوئی اور عثمان بن فرقہ و معن بن یزید کی دوسرے طریقہ پر۔

عمال کی فہرست: عمال جو عہد خلافت فاروق اعظمؓ میں ممالک اسلامیہ کے نظم و نسق پر مامور اور ایک ذمہ داری کے عہدے پر تھے ان کی اجمالی فہرست یہ ہے اس سے ناظرین کو معلوم ہو جائے گا کہ فاروق اعظمؓ نے کس ضبط و نظم سے ملک کا انتظام چلایا تھا اور ان کی حکومت کی کل کن پرزوں سے بنائی گئی تھی۔

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام مع مزید حالات
شام	والی	ابو عبیدہؓ یہ مشہور صحابی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔
شام	والی	یزید بن ابی سفیان بنوامیہؓ میں ان سے بڑھ کر کوئی شخص مدبر نہ تھا۔
شام	والی	امیر معاویہؓ سیاست و تدبیر میں ان کو خاص ملکہ تھا۔

مصر	والی	عمر بن العاص انہوں نے مصر کو فتح کیا تھا ملک داری کا مادہ ان میں اچھا تھا۔ ان کی مانتی میں عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح بالائی مصر میں تھے جس کو سعید کہتے ہیں اور شیبی حصہ مصر میں ایک دوسرا حاکم تھا لیکن وہ بھی عمرو بن العاص کے ماتحت تھا
کوفہ	والی	سعد بن ابی وقاص یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور عشرہ مبشرہ میں تھے۔ جنگ قادسیہ کے فاتح ہیں۔
بصرہ	والی	عتبہ بن غزوہ ان نامی صحابی اور مہاجرین میں سے ہیں بصرہ انہیں کا آباد کیا ہوا ہے۔
بصرہ	والی	ابو موسیٰ اشعری نامی اور مشہور جلیل القدر صحابی ہیں۔
مکہ معظمہ	والی	نافع بن عبد الحارث۔
مکہ معظمہ	والی	خالد بن العاص یہ ابو جہل کے بھتیجے اور معزز شخص تھے۔
طائف	والی	عثمان بن ابی العاص یہ ابو بکر صدیق کے زمانہ خلافت سے یہاں کے والی تھے۔
یمن	والی	یعلیٰ بن امیہ یہ عہد خلافت صدیق میں خولان کے والی تھے علماء بن الحضری یہ عہد خلافت صدیق میں بحرین کے عامل تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن پر مامور فرمایا تھا۔
مدائن	صاحب الخراج	نعمان۔
مدائن	والی	جدیفہ بن الیمان۔
جزیرہ	والی	عیاض بن غنم یہ جزیرہ کے فاتح ہیں۔
حمص	والی	عمرو بن سعید۔
اصفہان	صاحب بیت المال	خالد بن حرث وجمانی۔
سوق الاہواز		سمرة بن جندب۔
ہیمان		نعمان بن عدی صحابہ میں سب سے پہلے انہیں کو وراثت کا مال ملا تھا۔
ایلیا	والی	علقمہ بن حکیم۔
رملہ	والی	علقمہ بن مجرز۔
بحرین	صاحب الخراج	قدامہ بن مظعون یہ یہاں کے صاحب الاحداث (پولیس کے افسر اعلیٰ) بھی تھے۔

عمال کے خلاف تحقیقات: اسد الغابہ فی احوال الصحابہ میں ضمن تذکرہ محمد بن مسلمہ نے لکھا ہے کہ فاروق اعظم کے عہد خلافت میں یہ عمال کی تحقیقات پر مامور تھے۔ جب کبھی کسی عامل کی شکایت پیش ہوئی تو اس کی تحقیقات پر یہی مامور کئے جاتے تھے۔ اتنی یہ نہایت جلیل القدر صحابی ہیں تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔ ایک مرتبہ ۲۱ھ میں سعد بن وقاص کی شکایت گذری۔ جنہوں نے قادسیہ فتح کیا تھا اور کوفہ کے گورنر تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ایرانیوں نے دوبارہ بڑی تیاری سے پیش قدمی کی تھی اور نہادند کے قریب آپہنچے تھے۔ فاروق اعظم نے باوجود یکہ وقت اور زمانہ نہایت تنگ ہو رہا تھا۔ محمد بن مسلمہ کو کوفہ روانہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے کوفہ کی ایک مسجد میں جا کر عوام الناس کے بیانات لئے اور سعد بن وقاص کو ہمراہ لئے ہوئے مدینہ میں آئے۔ پھر یہاں فاروق اعظم نے خود بھی ان کا بیان لیا اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت عمر محمد بن مسلمہ کو تحقیقات پر مامور نہ فرماتے تھے۔ بلکہ عامل صوبہ کو براہ راست مدینہ میں طلب فرما لیتے تھے اور خود اس کا بیان قلم بند

کرتے اور وہاں کے باشندوں سے بطور خفیہ اس کے حالات دریافت کرتے تھے یہ اکثر اس وقت ہوتا تھا کہ جب کہ صوبہ کا حاکم صاحب اثر ہوتا تھا۔ چنانچہ امیر معاویہ کے ساتھ یہی عمل درآ مد ہوا تھا۔ جو شام کے والی تھے اور ابوموسیٰ کی جس وقت شکایت گزری تھی تو فاروق اعظم نے مستغیث کا بیان خود اپنے ہاتھ سے قلم بند کیا تھا اور ابوموسیٰ کو مدینہ میں طلب کر کے اس کی تحقیقات کی تھی گا ہے گا ہے عمال کی تحقیقات پر چند آدمیوں کو بطور کمیشن کے مامور کرتے تھے۔ جو کتب تواریخ کے دیکھنے والوں پر مخفی نہیں۔

خراج: سرزمین عرب میں اسلام سے پہلے خراج کا کوئی منظم قاعدہ نہ تھا اور نہ اسلام ہی میں عہد خلافت فاروقی سے پیشتر کوئی دستور مقرر کیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں جس وقت خیبر فتح ہوا تھا تو وہاں کے یہودیوں سے بنائی پر معاملہ طے ہوا تھا یعنی زمین انہیں کے قبضے میں چھوڑ دی گئی تھی اور سالانہ پیداوار سے کچھ بطور خراج لے لیا جاتا تھا۔ ابو بکر صدیق کے عہد خلافت میں بھی کوئی قاعدہ خراج کا نہیں بنایا گیا تھا جس مقام کے کل باشندے مسلمان ہو گئے تھے۔ ان سے عشر (وہ یک جو پیداوار کی زکوٰۃ ہے) لیا جاتا تھا اور غیر مذہب والوں سے بلا حساب برائے نام سرسری طور سے کچھ رقم لے لی جاتی تھیں۔

مردم شماری اور زمین کی پیمائش: لیکن فاروق اعظم کو جب ۶ھ میں مہمات جنگ سے ایک گونہ فراغت حاصل ہوئی اور عراق عرب پر پورا پورا قبضہ ہو گیا اور جنگ یرموک سے رومیوں کے حوصلے پست ہو گئے تو انہوں نے خراج قائم کرنے کی غرض سے عراق کی مردم شماری اور زمین کی پیمائش کرائی۔ سعد بن ابی وقاص نے نہایت جانچ اور احتیاط سے مردم شماری کے کاغذات مرتب کئے۔ عثمان بن حنیف اور حذیفہ بن الیمان جو اکابر صحابہ میں سے تھے پیمائش پر مامور ہوئے تھے۔ چنانچہ عثمان اور حذیفہ نے مدوں کے بعد بڑے اہتمام سے کاغذات کی ترتیب دی۔ مزدعہ زمین تین کروڑ ساٹھ لاکھ جریب ٹھہری۔ فاروق اعظم نے ان تمام زمینوں کو مالکان سابق کے قبضہ میں دے دیا اور ان پر حسب ذیل لگان مقرر کیا۔

جو	فی جریب	ایک یا دو درہم سال۔ ایک درہم تقریباً ۳۔ کا ہوتا ہے۔
میتھر	فی جریب	۶ درہم سال
ردی	فی جریب	۵ درہم سال
انگور	فی جریب	۱۰ اور ۱۱ درہم سال
نخلستان	فی جریب	۱۰ اور ۱۱ درہم سال
تل	فی جریب	۸ درہم سال
ترکاری	فی جریب	۳ درہم سال
گیہوں	فی جریب	۴ درہم سال
زمین افتادہ		
قابل زراعت	دو جریب پر	ایک درہم سال

سال ہندوبست میں عراق کا کل خراج ۸ کروڑ ساٹھ لاکھ درہم سالانہ ہوا تھا اور اس کے دوسرے سال لگان کی شرح کم ہونے کی وجہ سے بہت سی افتادہ زمینیں مزدعہ بنائی گئیں جس سے مقدار خراج آٹھ کروڑ سے دس کروڑ میں ہزار درہم تک پہنچ گئی۔

خراج کی وصولی کا طریقہ: عراق کے سوا مصر و فیرہ کا جو ہندوبست اور خراج وصول کرنے کا طریقہ تھا۔ اس کو بدستور جاری رکھا البتہ جہاں جو کچھ جبر و تعدی کا اثر تھا اس کو زائل کر دیا۔ چنانچہ رومیوں کے زمانے میں مصر سے علاوہ خراج کے کثیر مقدار میں غلہ قسطنطنیہ جاتا تھا اور ہر جگہ کی فوج کے رسد کے لئے یہیں سے غلہ دیا جاتا تھا جو خراج میں محرا نہیں کیا جاتا تھا۔

فاروق اعظمؓ نے ان دونوں قاعدوں کو موقف کر دیا اور وہاں کے دفاتر جن جن زبانوں میں تھے اسی طرح اسلام میں بھی رہنے دیا۔ عراق و ایران کا دفتر فارسی میں، شام کا رومی میں، مصر کا قطعی میں جیسا پہلے تھا ویسا ہی فتح کے بعد رہا اور جو لوگ اس محکمے میں پہلے سے کام کرتے تھے وہی بدستور ملازم رہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں عراق، شام اور مصر میں بہت بڑے بڑے ملک تھے۔ ان ملکوں کا خران جو کچھ عہد خلافت فاروقی میں وصول ہوتا تھا وہ اس تفصیل سے تھا۔ شام سے ایک کروڑ ۳۰ لاکھ دینار یعنی ۵ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے۔ عراق سے دس کروڑ بیس ہزار درہم، مصر سے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ دینار یعنی پانچ کروڑ چھ لاکھ روپے یا اس سے کچھ کم یا زیادہ۔

عشر: اس کے علاوہ اور جو زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں تھیں ان سے عشر لیا جاتا تھا۔ یعنی پیداوار کا دسواں حصہ یہ خران نہ تھا بلکہ زکوٰۃ کی ایک قسم تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرح مقرر فرمائی تھی اور وہی فاروق اعظمؓ کے زمانے میں بھی قائم رہی لیکن ایران وغیرہ کی جو زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں اور زمینوں کے قدیم نہروں اور کنوؤں سے ان کی آبیاری کرتے تھے تو اس پر رعایہ عشر مقرر کیا جاتا تھا۔

زکوٰۃ: علاوہ ان آمدنیوں کے جن کا ذکر اوپر کیا گیا جس قاعدے کو حضرت فاروق اعظمؓ نے گویا ایجاد کیا یا ان کے عہد خلافت میں اس کا اضافہ ہوا۔ یہ تھا کہ تجارتی گھوڑوں پر زکوٰۃ نہ تھی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گھوڑوں کی تجارت کا وجود نہ تھا۔ پس قرینہ حال سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ سے سواری کے گھوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستثنیٰ فرمائے تھے جس کے مفہوم کو فاروق اعظمؓ نے قائم رکھ کر اس کے دوسرے افراد پر زکوٰۃ قائم کر دی اور انہیں کے زمانہ میں زکوٰۃ کی حد میں ایک اس نئی آمدنی کا اضافہ ہوا۔

عشور: عشر یہ بھی ایک نئی آمدنی تھی جس کو حضرت فاروق اعظمؓ نے ایجاد کیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ جب مسلمانوں کے تعلقات غیر ملکوں سے بڑھے اور وہ لوگ تجارت کی غرض سے قریب و بعید ممالک غیر میں آنے جانے لگے تو وہاں کے دستور کے مطابق تجارتی اسباب پر دس فی صدی محصول در آمد لیا جانے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر حضرت فاروق اعظمؓ کو ہوئی آپ نے حکم دیا کہ غیر ملکوں کے تاجر جو ممالک اسلامیہ میں آئیں ان سے بھی محصول اسی قدر لیا جائے۔ چند دنوں کے بعد جب اس صیغہ کی ترقی ہوتی ہوئی نظر آئی تو حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے تمام ممالک مقبوضہ میں یہ قاعدہ جاری کر دیا۔ دس فی صد حریوں سے پانچ فی صد ذمیوں سے اور ڈھائی فیصد مسلمانوں سے لیا جاتا تھا اور جس مال کی قیمت دو سو درہم سے کم ہوتی تھی اس کا محصول معاف تھا۔ محصول صرف تجارتی اسباب اور کھلی ہوئی چیزوں پر لیا جاتا تھا کسی کے اسباب کی تلاشی کا حکم نہ تھا۔

بیت المال کا قیام: اسلام میں فاروق اعظمؓ کے پیشتر نہ تو اس قدر کثیر رقم آئی کہ جس کے رکھنے کے لئے بیت المال یا خزانہ بنایا جاتا اور نہ اس کی ایجاد ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو رقمیں آتی تھیں وہ کل ایک ہی جلسہ میں تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں بھی اس کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا جو آیا اس کو اسی وقت لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ ۱۵ھ یا اس کے قریب میں بیت المال کی ایجاد ہوئی کہ بحرین سے سال تمام کا خران پانچ لاکھ آیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس کثیر رقم کی بابت لوگوں سے مشورہ کیا۔ علی ابن ابی طالبؓ نے کہا کہ جو رقم آئے وہ سال کے اندر تقسیم کر دی جائے۔ خزانہ میں رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عثمان بن عفانؓ نے اس کی مخالفت کی۔ ولید بن ہشام نے بیان کیا کہ میں نے سلاطین شام کے یہاں خزانہ اور دفتر کا جد اجداد محکمہ دیکھا ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر بیت المال کی بناؤ اہل اور سب سے پہلے مدینہ میں بیت المال قائم کیا اور اس کی نگرانی و حساب کتاب کے لئے عبد اللہ بن ارقم کو منتخب کیا۔ جو ایک معزز صحابی تھے اور حساب کتاب میں کمال رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ اور صوبوں اور صدر مقاموں میں بیت المال قائم کئے

اور اس کے افسر جداگانہ زیر نگرانی حکام اعلیٰ مقرر فرمائے۔

مرکزی بیت المال: مدینہ کے سوا اور صوبہ جات اور اضلاع کے حکام کو یہ ہدایت تھی کہ وہاں کے ضروری مصارف کے لئے رقم نکال کر بقیہ جس قدر ہوسال تمام ہونے پر مدینہ منورہ کے بیت المال میں بھیج دیا کریں۔ چنانچہ عمرو بن العاص والی مصر کو ایک فرمان لکھا جس کے یہ الفاظ تھے:

((فاذا حصل اليك وجمعه اخرجت مند عطاء المسلمين و ما يحتاج اليه مما لا بل منه ثم انظر فما فضل بعد ذلك فاحمله الي))

”یعنی پس جب تجھ کو کل مالہ وصول ہو جائے اور تو اس کو جمع کر لے اور اس میں سے مسلمانوں کے وظائف اور ضروری مصارف نکال لے۔ اس کے بعد جو کچھ پس انداز ہو اس کو میرے پاس بھیج دے۔“

بیت المال میں جو کچھ آمدنیاں آتی تھیں ان کا حساب و کتاب نہایت صحیح طور سے مرتب کیا جاتا تھا۔ اکثر اوقات خود فاروق اعظم زکوٰۃ اور صدقہ کے مویشیوں کو شمار کرتے اور ان کا رنگ، حلیہ، عمر دیکھ کر لکھاتے تھے۔ منافع عسی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ صدقہ کے اونٹ آئے تھے۔ حضرت فاروق اعظم مع علی بن ابی طالب اور عثمان بن عفان ان کے دیکھنے کو گئے۔ عثمان سائے میں بیٹھ کر لکھ رہے تھے علی بن ابی طالب عثمان بن عفان کے پاس کھڑے ہوئے جو کچھ فاروق اعظم کہتے تھے حضرت عثمان کو بتاتے اور لکھاتے جاتے تھے اور خود فاروق اعظم دو پہر کے وقت دھوپ میں کھڑے ہوئے ایک سیاہ چادر پہنے اور دوسری چادر سر پر ڈالے ہوئے صدقہ کے اونٹوں کو شمار کرتے اور رنگ، عمر، حلیہ بتاتے جاتے تھے۔

سنہ ہجری: عرب اور نیز اسلام میں فاروق اعظم سے پہلے سنہ لکھنے کا دستور نہ تھا۔ عام واقعات کے یاد رکھنے کے لئے جاہلیت میں بعض بعض مشہور واقعات سنہ کا حساب شمار کر لیتے تھے۔ مدتوں کعب بن لؤی کے انتقال سے سال شمار ہوتا رہا پھر عام الفیل جاری ہوا اس کی ابتداء اس سال سے ہوئی جب کہ ابراہیم الاثرم کعب کے ڈھانے کو ہاتھی لے کر آیا تھا اور اسی مناسبت سے اس کو عام الفیل سے تعبیر کیا۔ پھر عام الشجار کا رواج ہوا پھر اس کے بعد اور مختلف سنیں چلے لیکن فاروق اعظم نے جو سنہ چلایا وہ آج تک جاری ہے اور تا قیام قیامت اسلام کے ہر فرقہ میں یہی جاری رہے گا۔ اھ میں حضرت فاروق اعظم کے سامنے دو فرمان پیش کئے گئے جن پر صرف شعبان لکھا ہوا تھا اور جو ایک دوسرے سے مخالف تھا۔ حضرت فاروق اعظم نے کہا میں نے اس حکم کی رو سے ممانعت کی تھی۔ عامل نے عرض کی، نہیں آپ نے اس فرمان کی اجازت دی تھی۔ حضرت فاروق اعظم یہ سن کر خاموش ہو رہے اور اسی وقت ارباب شوریٰ کو جمع کر کے ایک مجلس منعقد کی بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ جمع ہوئے اور یہ مسئلہ پیش ہوا۔ کسی نے رائے دی کہ سنہ کا شمار (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے کیا جائے) حضرت فاروق اعظم نے کہا اس میں عیسائیوں سے مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ ان کا سنہ بھی میلادی ہے۔ کسی نے کہا سال کا حساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے ہو۔ کوئی بولا کہ اس میں فارسیوں کی تقلید کی جائے۔ فاروق اعظم نے ان دونوں راویوں سے اختلاف کر کے ارشاد فرمایا بہتر ہوگا کہ سنہ کا شمار ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جائے۔ کیونکہ اسلام میں یہ بہت بڑا واقعہ گزرا ہے اور اسی کے بعد سے اسلام کی اشاعت ہوئی ہے لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ پھر بحث یہ پیدا ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول میں ہجرت فرمائی تھی۔ اس حساب سے شروع سال ربیع الاول سے ہوا کہ عرب کے قدیم دستور کے لحاظ سے محرم کے مہینے سے ہو؟ لیکن چونکہ عرب میں سال محرم سے شروع ہوتا تھا اس لئے فاروق اعظم نے دو مہینے کچھ دن ہٹ کر محرم کو سال کا پہلا مہینہ مقرر کیا۔

امیر المؤمنین کا لقب: فاروق اعظم کے پیشتر ابو بکر صدیق، خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے یاد کئے جاتے

تھے۔ پھر جب فاروق اعظم خلیفہ ہوئے تو ان کو لوگوں نے خلیفہ خلیفہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا شروع کیا۔ حضرت فاروق اعظم نے کہا اس طور سے رفتہ رفتہ کلام طویل ہو جائے گا۔ کیونکہ جب تیسرا خلیفہ ہوگا تو اس کو خلیفہ خلیفہ خلیفہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہو گے مناسب یہ ہے کہ تم لوگ مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں تم لوگ مجھے آج سے امیر المومنین کہا کرو۔ چنانچہ اسی وقت سے یہ امیر المومنین کے لقب سے پکارے جانے لگے اور سب سے پہلے اس لقب کو انہوں نے ہی ایجاد کیا۔

بعض نے اس کی ابتداء یوں بیان کی ہے کہ ایک دفعہ لیبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کوفہ سے مدینہ میں آئے اور فاروق اعظم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہے۔ چونکہ کوفہ میں رہنے سے ان لوگوں کی زبان پر امیر المومنین کا لفظ چڑھا ہوا تھا۔ اطلاع کرنے کے وقت یہ کہا کہ امیر المومنین کو ہمارے آنے کی اطلاع کرو۔ عمرو بن العاص نے انہی الفاظ سے اطلاع کر دی۔ فاروق اعظم نے اس خطاب کی وجہ دریافت فرمائی عمرو بن العاص نے واقعہ بیان کر دیا۔ عمر فاروق نے بھی اس لقب کو پسند کیا اور اسی تاریخ سے شہرت عام ہو گئی۔

رفاہ عام حضرت فاروق اعظم کے حالات زندگی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو رفاہ عام کا بہت بڑا خیال تھا اور اس امر کا حتی الامکان بہت سخت اہتمام تھا کہ کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔ غریب اور مساکین کے لئے بلا لحاظ مذہب بیت المال سے روزیے مقرر کر دیتے تھے ملک میں جس قدر راپاچہ، ضعیف، ازکار رفتہ اور لنگڑے ہوتے تھے سب کی تحویلوں کا بیت المال ذمہ دار تھا۔ اکثر شہروں میں مہمان خانہ تعمیر کرا دیے تھے۔ جو مسافر آتا تھا اس کو بیت المال سے کھانا ملتا تھا مدینہ منورہ میں جو لنگر خانہ تھا اس کا اہتمام خود فاروق اعظم کے ہاتھ میں تھا۔

یتیموں کی پرورش: لاوارث بچوں کی پرورش کا بھی پورا خیال تھا۔ ۱۸ھ میں یہ انتظام کیا کہ جب کوئی لاوارث بچہ مل جاتا اس کو خاص اہتمام سے کسی دودھ پلانے والی کے سپرد کرتے اور اس کی تربیت و پرورش کے مصارف بیت المال سے دیے جاتے۔ یتیموں کی پرورش اور ان کی جائیداد کا انتظام نہایت سرگرمی سے کرتے ایک جہ بھی اس میں سے ضائع نہ ہونے دیتے۔ ایک دفعہ دس ہزار کی رقم حکم بن ابی العاص کو دی اور یہ کہا کہ یتیموں کا مال ہے زکوٰۃ نکالنے میں روز بروز کم ہوتا جاتا ہے تم اس کو تجارت میں لگاؤ۔ جو نفع ہو اس کو واپس دینا چنانچہ وہ رقم بڑھتے بڑھتے ایک لاکھ دو سو سو تک پہنچ گئی۔

قافلہ کی نگہبانی: مکر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ایک روز فاروق اعظم عبدالرحمن بن عوف کے پاس آئے۔ عبدالرحمن اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ سے آنے کی وجہ دریافت کی۔ حضرت فاروق اعظم نے کہا مدینہ کے باہر ایک قافلہ آیا ہے۔ آؤ ہم اور تم چل کر اس کی نگرانی کریں ایسا نہ ہو کہ گرد و نواح کے چور آ کر انہیں کچھ نقصان پہنچائیں۔ عبدالرحمن یہ سن کر حضرت فاروق اعظم کے ساتھ ہوئے اور قافلہ کے قریب پہنچ کر رات بھر گشت کرتے رہے۔

شیر خوار بچوں کا وظیفہ: ایک دفعہ مدینہ منورہ میں ایک قافلہ آیا اور شہر کے باہر اترا اس مرحبہ آپ اکیلے اس کی خبر گیری اور نگہبانی کے لئے تشریف لے گئے۔ پہرہ دے رہے تھے کہ ناگاہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی۔ فاروق اعظم اس طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک بچہ شیر خوار عورت کی گود میں رو رہا ہے آپ نے اس کو بہلانے اور چپ کرانے کی تاکید کی۔ کچھ عرصہ کے بعد بچے کے رونے کی آواز سن کر پھر اس کے پاس گئے اور غصے سے فرمایا ”تو بہت بے رحم ماں ہے اس کو کیوں چپ نہیں کرتی“ عورت نے کہا تم مجھے بار بار کیوں دق کرتے ہو۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ بھوکا ہے اور میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہو کیونکہ جب تک بچے دودھ نہیں چھوڑتے عمر ان کے وظیفہ نہیں مقرر کرتے۔ فاروق اعظم یہ سن کر رو دیئے اور صبح ہوتے ہی یہ حکم دیا کہ پیدا ہونے کے ساتھ ہی بچوں کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔

حضرت عمرؓ کا احساس ذمہ داری: اسلم (فاروق اعظمؓ کے غلام) کا بیان ہے کہ ایک روز فاروق اعظمؓ رات کے وقت مدینہ سے حرہ کی طرف گشت کرنے کو نکلے۔ مقام ضرار میں پہنچ کر دیکھا کہ آگ روشن ہے۔ مجھ سے فرمایا آؤ جس طرف آگ روشن ہے اس طرف چلیں۔ جب ہم لوگ قریب گئے تو دیکھا کہ ایک عورت آگ پر بائڑی چڑھائے بیٹھی ہے اور اس کے پاس دو تین بچے رو رہے ہیں۔ فاروق اعظمؓ نے کہا السلام علیک یا اصحاب العزو عورت نے جواب دیا علیک السلام پھر فاروق اعظمؓ نے قریب آنے کی اجازت طلب کی۔ اس نے اجازت دی آپ قریب جا کر بیٹھ گئے۔ حال دریافت کیا۔ عورت نے کہا اندھیری رات ہے۔ سردی زور کی پڑ رہی ہے اور یہ لڑکے بھوک سے رو رہے ہیں میں نے ان کی تسکین کو خالی بائڑی آگ پر چڑھا دی ہے روتے روتے یہ سوچا میں گے تو کچھ انتظام کروں گی۔ فاروق اعظمؓ نے کہا کیا عمرؓ تمہاری خبر گیری نہیں کرتا؟ عورت نے کہا ”وہ ہمارا میر تو ہے لیکن ہم سے غافل ہے۔“ فاروق اعظمؓ یہ سن کر اٹھے اور مدینہ میں پہنچ کر بیت المال کو کھول کر آٹا، گوشت، کھجوریں، گھی نکالا اور اسلم سے کہا کہ میری بیٹی پر رکھ دے۔ اسلم نے بار بار کہا کہ لائیے میں پہنچاؤں افرمایا ہاں قیامت میں تو میرا بار نہ اٹھا سکے گا۔ غرض سب چیزیں آپ لا کر لائے اور عورت کے سامنے رکھ دیں عورت نے آٹا گوشت ہٹا شروع کیا اور آپ چولہا پھونکنے لگے یہاں تک کہ کھانا تیار ہوا۔ لڑکوں نے پیٹ بھر کر کھایا، اچھلنے کودنے لگے۔ عورت نے کہا ”اللہ تمہیں جزائے خیر دے تم امیر المؤمنین ہونے کے سزاوار ہوئے کہ عمرؓ۔“

فرائض منصفی: فاروق اعظمؓ جس طرح زفاہ عام اور محالک اسلام کے انتظام و انصرام میں سرگرم رہتے تھے اسی طرح اپنے فرائض منصفی امامت و خلافت کو پوری مستعدی سے ادا کرتے تھے۔ احکام و عقائد مذہبی کی پابندی اس درجہ تھی کہ ذرا ذرا سی باتوں پر ٹوک دیتے تھے۔ جہاں کہیں لوگوں کو کسی غلطی میں مبتلا دیکھتے تو فوراً سمجھتے کہ ایک دفعہ حج کرنے کو گئے طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دے کر سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگے ”میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ قائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے تجھے اسلام (چوتے) کرتے ہوئے دیکھا ہے اس وجہ سے میں بھی کرتا ہوں۔“ محدثین نے اس خیال سے فاروق اعظمؓ کے دامن جلالت پر اس قول سے بد مذہب لگ جائے گا کہ انہوں نے شعائر اللہ کی اہانت کی۔ جہاں فاروق اعظمؓ کا یہ قول نقل کیا ہے وہاں اس قدر زور اضافہ کر دیا ہے کہ علیؓ ابن ابی طالب نے ان کو اس کے کہنے سے روکا تھا اور یہ ثابت کر دیا تھا کہ ”حجر اسود نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے کیونکہ قیامت میں شہادت دے گا“ لیکن ناقدین قرن حدیث نے اس اضافہ کو غلط اور بے بنیاد ٹھہرایا ہے۔

شرک کا استیصال: فتح مکہ سے پیشتر جس درخت کے نیچے بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے جہاد کی بیعت لی تھی اور زمانہ خلافت فاروق اعظمؓ میں لوگ متبرک سمجھ کر اس کی زیارت کو آنے لگے۔ فاروق اعظمؓ نے اس کو ٹھکرایا اس خیال سے کہ آئندہ اس کی پرستش نہ ہونے لگے اور رفتہ رفتہ اس کے ذریعہ سے اسلام میں شرک کا دخل نہ ہو جائے۔ اصل یہ ہے کہ اسلام انہیں غلطیوں کے مٹانے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت سکھانے کو آیا ہے۔ آج کل کا زمانہ ہوتا تو پیارے فاروق اعظمؓ پر اللہ جانے کیا فتویٰ لگایا جاتا۔

برائیوں کا انسداد: فاروق اعظمؓ نے عرب کے اخلاق ذمائم کی اصلاح بھی پوری پوری کی زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ لوگ اپنے انساب پر فخر و غرور اور عام لوگوں کی حقارت، بھجور و بدگوئی کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مساوات کا اس درجہ خیال رکھا کہ آقا و خادم کی تمیز اٹھا دی۔ بھجور حرام قرار دے دیا۔ شعر و شاعری کو روک دیا۔ کیونکہ عشق و ہوا پرستی کا یہ بہت بڑا ذریعہ تھا۔ شعراء کو تشہیب (عورتوں کی نسب عشقیہ اشعار) لکھنے کی ممانعت کر دی۔ روک تھام کی غرض سے شراب خوری کی سزا بڑھا دی۔ پہلے شراب خور کو ۴۰ درے مارے جاتے تھے انہوں نے اسی درے مارے جانے کا حکم دے دیا۔ الغرض فاروق اعظمؓ نے

اسلام کو اسی حیثیت سے چلایا جس پاک اور مقدس طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بنیاد ڈالی تھی اور ان سب باتوں سے یہ اثر پیدا ہوا کہ باوجود ثروت، دولت اور وسعت کے اس زمانے میں لوگوں نے عیش و عشرت میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کو نہ بھلایا۔

اولیات فاروقی: اکثر مورخوں نے ان کی ایجاد کی ہوئی باتوں کو نیچا کر کے لکھا ہے اور ان کو اولیات سے تعبیر کیا ہے جس کی تفصیل کے لئے ایک علیحدہ کتاب لکھنے کی ضرورت پڑے گی لیکن ہم ان میں سے بعض بعض کو علی سبیل الاختصار درج ذیل کرتے ہیں:

- (۱) بیت المال قائم کیا (۲) عدالتیں قائم کیں قاضی مقرر کئے (۳) تاریخ و سنہ ایجاد کیا (۴) امیر المومنین کا لقب اختیار کیا (۵) زمین کی پیمائش کرائی (۶) نہر کھدوائی (۷) شہر آباد کئے (۸) ممالک مفتوحہ کو صوبوں پر تقسیم کیا (۹) عشور یعنی مال تجارت پر محصول در آمد دیکے مقرر کیا (۱۰) حربی تاجروں کو ممالک اسلامیہ میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی (۱۱) راتوں کو گشت کر کے رعایا کا احوال دریافت کرنا اپنا معمول بنایا (۱۲) مکہ معظمہ سے مدینہ تک مسافروں کے لئے مکانات اور کنوئیں بنوائے۔ (۱۳) مختلف شہروں میں مہمانوں کے لئے مہمان خانے تعمیر کرائے (۱۴) نماز تراویح کو جماعت سے پڑھنے کا حکم دیا (۱۵) شراب کی سزا ۸۰ دے مقرر کئے (۱۶) تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی (۱۷) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کرایا (۱۸) مساجد میں وعظ کا طریق قائم کیا (۱۹) اماموں و موزنوں اور ملکی خدمت پر لوگوں کی تنخواہیں مقرر کیں (۲۰) جو کہنے پر تعزیر مقرر کی (۲۱) اشعار تشہیب لکھنے کی ممانعت کی (۲۲) امہات ولد کے بیچ سے منع کیا۔

ان کے سوا فاروق اعظمؓ کی اور بہت سی اولیات ہیں جو طوالت کلام کے خیال سے قلم انداز کی جاتی ہیں۔

نسب و نام و ولادت: فاروق اعظمؓ سب قرشی عدوی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھویں پشت میں ملتے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوکی کعب کے دو بیٹے تھے ایک عدی دوسرا مرہ۔ مرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں اور عدی کی اولاد سے فاروق اعظمؓ ہیں۔ نام ان کا عمر تھا، کنیت ابو حفص اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق کے لقب سے ملقب فرمایا تھا۔ ہجرت نبوی سے تقریباً ۴۰ برس اور یوم الحجار سے ۴ برس پہلے پیدا ہوئے۔ ان کی ماں کا ختمہ تھا، ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن خزوم کی بیٹی ابو جہل کے چچا کی لڑکی تھیں۔

ان کے لڑکپن کے حالات کتابوں میں تلاش کرنے سے بھی کم ملیں گے۔ لیکن جس قدر تفصیل سے ملے یہ ہیں کہ خطاب نے سن شعور پہنچنے کے بعد عمر کو اوٹوں کے چرانے کی خدمت پر دی تھی جو عرب میں ایک قومی شعار سمجھا جاتا تھا۔ جب جوان ہوئے تو عرب کے دستور کے موافق نسب دانی سپہ گری پہلوانی کی تعلیم پائی۔ بازار عکاظ میں جہاں سالانہ اہل فن کا میلہ لگتا تھا یہ اکثر کشتی لڑتے تھے خسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے تھے اور ایسا جم کر بیٹھتے تھے کہ بدن کو مطلق حرکت نہ ہوتی تھی اس زمانے کی ضرورت کے موافق لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے۔ فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ وقت بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں صرف بے آدی لکھے پڑھے تھے ان میں سے ایک عمر بن الخطاب تھے۔

ازواج: حضرت عمرؓ کے قبول اسلام ہجرت اور ان کی فتوحات کی تفصیل ہم اوپر لکھ آئے ہیں جس کو آپ پڑھ چکے ہیں ان کا پہلا نکاح جاہلیت میں زینب بن مظعون سے بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن حجاج سے ہوا جس کے بطن سے عبد اللہ

عبدالرحمن اکبر اور حضرت خضہ پیدا ہوئیں۔ زینب مکہ میں ایمان لائیں اور وہیں انتقال کیا۔ یہ عثمان بن مظعون کی بہن تھیں۔ جو سابقین اسلام میں سے تھے اور جن کا اسلام لانے والوں میں چودہواں نمبر تھا۔ دوسرا نکاح جاہلیت ہی میں ملیکہ بنت بزدل خزاعی سے کیا جس سے عبید اللہ پیدا ہوئے۔ چونکہ یہ اسلام نہیں لائیں اس وجہ سے ۱۷ھ میں ان کو طلاق دے دی۔ تیسری بیوی قریبہ بنت ابی مخزومی تھیں جن سے جاہلیت میں نکاح کیا اور ۱۷ھ میں بعد صلح حدیبیہ اسلام نہ لانے کی وجہ سے طلاق دی۔ پھر چوتھا نکاح اسلام میں ام حکیم بنت الحرث بن ہشام مخزومی سے کیا جس سے فاطمہ پیدا ہوئیں ان کی بابت اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ طلاق دی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ طلاق نہیں دی مدینہ میں آنے کے بعد ۱۷ھ میں جلیلہ بنت عامر بن ثابت بن ارجس اوی انصاری سے نکاح کیا۔ جن سے عامر پیدا ہوئے۔ لیکن ان کو کسی وجہ سے طلاق نہ دی ان کا نام پہلے عامر تھا۔ جب ایمان لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیلہ نام رکھا پھر ان نکاحوں کے بعد اخیر عمر میں ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب سے چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا ان کے بطن سے رقیہ وزید پیدا ہوئے۔

حضرت عمر کا ام کلثوم سے نکاح: ام کلثوم بنت علی بن ابی طالبؓ کے واقعہ تزویج کو بڑے بڑے معتقد و معتبر مورخین طبری، ابن حبان، ابن قتیبہ اور ابن اثیر نے اپنی اپنی کتابوں میں تصریح کے ساتھ لکھا ہے کہ فاروق اعظمؓ نے ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ سے نکاح کیا اور وہ ان کی بیوی تھیں۔ کتاب النقاۃ میں ابن حبانؒ کے واقعات میں لکھا ہے:

ثم تزوج عمر ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب و هی من فاطمة و دخل بها فی شهر ذی القعدة ((یعنی عمرؓ نے ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب سے جو فاطمہ کے بطن سے تھیں عقد کیا اور ماہ ذی القعدہ میں عروسی کی۔

ابن اثیر تاریخ کامل میں تحریر کرتا ہے:

((ثم تزوج ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب و امها فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اصدقها اربعین الفاً))

”عمرؓ نے ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب سے عقد کیا ام کلثوم کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں چالیس ہزار مہر ادا کیا۔“

ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر اولاد عمرؓ میں لکھا ہے:

((و فاطمة زید و امها ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب من فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم))

”اور فاطمہ اور زید ان کی ماں ام کلثوم ہیں جو علی بن ابی طالبؓ کی لڑکی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھیں۔“

اسد الغابہ فی احوال الصحابہؓ میں ابن اثیر نے تفصیل کے ساتھ واقعہ تزویج کو لکھا ہے اور طبری نے جاہجا اس کی تصریح کی ہے۔ بخاری شریف باب الجہاد میں بھی ضمناً اس کا بیان آ گیا ہے کہ ایک دفعہ فاروق اعظمؓ نے عورتوں کو چادریں تقسیم کیں۔ ایک خنجر رہی اس کی نسبت رد ہوا کہ کس کو دی جائے۔ حاضرین میں سے ایک نے فاروق اعظمؓ کو مخاطب کر کے کہا امیر المؤمنین ((اعط هذا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللتی عندک یریدون ام کلثوم)) یعنی ”اے امیر المؤمنین اس چادر کو بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیجئے جو آپ کے عقد میں ہیں۔ ان لوگوں نے اشارۃً بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا۔“ اس سے زیادہ اور کیا تصریح ہو سکتی ہے۔ ہاں فاروق اعظمؓ کی ایک اور بیوی ام کلثوم نامی تھیں جن کی تصریح مورخوں

نے کردی ہے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ام کلثوم نے فاروق اعظمؓ کے ساتھ عقد کرنے سے انکار کر دیا تھا تب انہوں نے ام کلثوم بنت قاطبہ علی کے لئے علی ابن ابی طالبؓ سے درخواست کی اور جناب امیر نے فاروق اعظمؓ سے ان کا عقد کر دیا۔

قلیبہؓ یمینہ اور عائشہ بنت زید بن عمرو بن نفیل بھی فاروق اعظمؓ کی بیویوں میں تھیں۔ قلیبہؓ یمینہ کی نسبت بعض کہتے ہیں کہ یہ ام الولد تھیں۔ لیکن یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا ان کے بطن سے عبدالرحمن اوسط پیدا ہوئے اور عائشہ بنت زید امین عمرو بن نفیل چچیری بہن تھیں ان کا نکاح پہلے عبداللہ بن ابوبکر صدیقؓ سے ہوا تھا۔ جب یہ غزوہ طائف میں شہید ہو گئے تو فاروق اعظمؓ نے ۱۲ھ میں ان سے نکاح کیا۔

اولاد فاروق اعظمؓ کثیر الاولاد تھے۔ ام المومنین حفصہؓ انہیں کی صاحبزادی تھیں جو ازواج مطہرات میں داخل ہیں اور اسی وجہ سے یہ نسبت ادوروں کے یہ ممتاز مشہور ہیں یہ پہلے جنیس بن حذافہ کے عقد میں تھیں جو عہد جریں صحابہ سے تھے جب غزوہ احد میں جنیس شہید ہو گئے تو ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عقد کر لیا۔ اولاد مذکور میں سے عبداللہ زیادہ نامور ہیں کیونکہ یہ سابق الایمان اور فقہ و حدیث کے بڑے رکن تسلیم کئے جاتے ہیں۔ کتب احادیث میں ان کے مسائل اور روایتیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ تقریباً کل غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے علاوہ ان کے عبید اللہ عامر ابو شحمہ عبدالرحمن زید مجبر بھی فاروق اعظمؓ کی اولاد سے ہیں معارف ابن قتیبہؒ اسد الغابہ بن اللہ کلان اور کامل ابن اثیر وغیرہ میں ان لوگوں کے حالات تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں لیکن ہم یہ نظر انحصار اس سے اعراض کرتے ہیں۔

غذا ولباس ان کے دسترخوان پر معمولاً روٹی اور روغن زیتون کے سوا اور چیزیں کم ہوتی تھیں آٹا کبھی گہوں کا ہوتا اور کبھی جو کا لیکن چھنا ہوا نہ ہوتا۔ اس کے سوا گاہے گاہے ترکاری سرکہ دودھ گوشت بھی ہوتا تھا لباس میں کسی قسم کا تکلف نہ تھا ہمیشہ مونے کپڑے پہنتے تھے اور اکثر کپڑوں میں پیوند ہوتے تھے۔ حسن کہتے ہیں کہ فاروق اعظمؓ ایک روز خطبہ پڑھ رہے تھے ان کی ازار (نہ بند) میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے ان میں سے ایک چمڑے کا تھا۔ ابوعثمان کا بیان ہے کہ میں نے فاروق اعظمؓ کو حجرہ میں ری کرتے ہوئے دیکھا تھا ان کی ازار (نہ بند) میں ایک پیوند جراب کا لگا ہوا تھا۔ فتح بیت المقدس کے وقت جب آپ تشریف لے گئے تھے تو آپ کی قمیص میں ستر پیوند تھے جن میں ایک چمڑے کا تھا۔

مزاج میں سادگی اور بے تکلفی بے حد تھی اور اسی سادگی اور بے تکلفی سے اندر و باہر رہتے تھے۔ ایک مرتبہ زمانہ خلافت میں عید گاہ نماز عید پڑھانے جارہے تھے اور پاؤں میں جوتا نہ تھا ایک دفعہ اتفاق سے گھر میں دیر تک رہے باہر تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ پہننے کو کپڑے نہ تھے۔ انہیں کپڑوں کو دھو کر سکھا رہے تھے۔

معاش جاہلیت اور اسلام میں خلافت سے پہلے تجارت کرتے تھے اور وہی ان کا ذریعہ معاش تھا جب خلیفہ ہوئے اور ذریعہ خلافت سے فرصت کم ملنے لگی تو صحابہؓ کو جمع کر کے ان کی خدمت میں روزیہ مقرر کئے جانے کی درخواست کی۔ علی ابن ابی طالبؓ نے رائے دی کہ بیت المال سے اس قدر تنخواہ لے لیا کریں جو معمولی خوراک ولباس کے لئے کافی ہو پھر جب ۵ھ میں تمام عرب کے وظائف مقرر کئے گئے تو اکابر صحابہؓ کے ساتھ ان کے پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر ہوئے۔

حلیہ و عمر: رنگت سفید تھی لیکن سرخی اس پر غالب تھی۔ قد نہایت لمبا تھا پیادہ پاجٹے میں معلوم ہوتا تھا کہ سوار جارہے ہیں رخصارے کم گوشت داڑھی گھنی موچھیں بڑی بال سر کے سامنے سے اڑ گئے تھے۔ عمر بچپن یا بزرگین برس کی پائی اور بعض ساٹھ بتلاتے ہیں۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ترسیٹہ برس اور چھ مہینے کی عمر ہوئی۔ واللہ اعلم

باب : ۱۷

حضرت عثمان بن عفان

۲۳ھ تا ۳۵ھ

خلیفہ کا انتخاب فاروق اعظمؓ نے زخمی ہونے کے بعد ابوطالب انصاری اور مقداد بن الاسود کو ہدایت کی علی عثمان زبیر سعد عبد الرحمن اور طلحہ کو ایک مکان میں جمع کرنا۔ کسی کو ان کے پاس آنے جانے نہ دینا۔ تین روز کے اندر باتفاق رائے سے اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنالیں اور اگر اختلاف آراء ہو تو کثرت رائے سے عمل کیا جائے۔ در صورت مساوات عبد اللہ بن عمر حاکم بنائے جائیں اور عبد اللہ بن عمر اس فریق سے اتفاق رائے کریں جس میں عبد الرحمن بن عوف ہوں اس زمانہ میں صہیب اہامت کریں اور نماز پڑھائیں اور اگر اس تین دن کے اندر طلحہ آجائیں تو وہ بھی شوریٰ میں شریک کر لئے جائیں۔ ورنہ ان کا انتظار نہ کیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق ابوطالب اور مقداد نے مسور بن مخزومہ نے بعض کہتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کے مکان میں ان لوگوں کو جمع کیا۔ اتنے میں عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ دروازے پر آ کر بیٹھ گئے۔ سعد آئے اور یہ کہہ کر ان کو اٹھا دیا کہ ”تم لوگ اس دروازے پر اس ارادے سے آ کر بیٹھے ہو کہ کل کو کہو گے ہم بھی اہل شوریٰ میں سے تھے۔“ عمرو بن العاص اور مغیرہ چلے گئے۔ ارباب شوریٰ میں انتخاب خلیفہ کی بابت بحث و مباحثہ ہونے لگا۔

حضرت عبد الرحمن کی دست برداری: عبد الرحمن بن عوف نے کہا ”تم میں ایسا کوئی شخص ہے جو اپنے کو ان لوگوں سے علیحدہ کر لے جو خلافت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں تاکہ وہ تم میں سے جو افضل اور لائق ہو اس کو خلیفہ بنائے۔“ کسی نے کچھ جواب نہ دیا عبد الرحمن نے کہا ”میں اپنے کو اس جماعت سے علیحدہ کرتا ہوں میں اس خدمت کو انجام دوں گا۔“ ارباب عل و عقد اس پر راضی ہو گئے۔ لیکن علی ابن ابی طالب نے لا و نعم کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھے رہے۔ عبد الرحمن نے ان سے مخاطب ہو کر کہا ((ما تقول ابو الحسن)) ”اے ابوالحسن تم کیا کہتے ہو“ علی ابن ابی طالب بولے میں بھی راضی ہوں بشرطیکہ تم اقرار کرو کہ حق کرو گے اپنے ہوائے نفسانی کی پیروی نہ کرو گے۔ نہ کسی رشتہ داری کا پاس و لحاظ کرو گے۔ حق کہنے میں کسی کی

ملا مت اور نصیحت کا خیال نہ کرو گے۔“ عبدالرحمن بن عوف نے اس شرط کو تسلیم کر کے کہا ”اچھا آپ بھی اقرار کیجئے کہ آپ ہمارا ساتھ دیں گے جو ہماری رائے سے اختلاف کرے گا اس سے آپ بھی اختلاف کریں اور جس کو ہم خلافت کے لئے منتخب کریں گے اسے آپ بھی پسند کریں گے۔“

حضرت عبدالرحمن کی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے گفتگو: عبدالرحمن بن عوف، علی ابن ابی طالب اور حاضرین جلسہ میں باہم عہد و پیمان ہوا۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا ”تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قرابت دار ہو، سابق الاسلام ہو، تم نے دینی خدمت بے حد کی ہے اس وجہ سے خلافت کے زیادہ مستحق ہو؟ جواب دیا اور عثمان بن عفانؓ پھر عثمان کو تحلیہ میں لے جا کر ان سے بھی ایسا ہی کہا۔ انہوں نے کہا علیؓ؟ اس قدر گفتگو ہونے کے بعد جلسہ ختم ہو گیا۔ عبدالرحمن بن عوف، صحابہ کبار اور لوگوں سے جو اس وقت مدینہ میں موجود تھے ملتے اور خلافت کی بابت چوتھے روز صبح تک دریافت کرتے رہے۔ بعد اس کے مسور بن محرمہ کے مکان پر آئے، زبیر اور سعد کو بلا کر کہا ”صحابہ کا اتفاق علیؓ و عثمانؓ کی خلافت پر ہوتا ہے تم لوگ کیا کہتے ہو؟“ دونوں بزرگوں نے کہا ”ہم بھی اس سے متفق ہیں۔“ سعد نے عبدالرحمن سے کہا بہتر ہوتا کہ تم ہم سے اپنی بیعت لے لیتے اور ہم کو ان جھگڑوں سے آزاد کر دیتے! جواب دیا ”یہ نہیں ہو سکتا! میں نے اپنے کو ان سے مستثنیٰ کر لیا ہے جو خلافت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں محض اس لئے کہ ان میں سے کسی کو منتخب کر لوں۔“ اس کے بعد عبدالرحمن، علی اور عثمان کو بلا کر باتیں کرتے رہے۔ اتنے میں صبح کا وقت آ گیا کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ کیا باتیں ہوئیں اور ارباب شوریٰ میں کیا طے پایا؟

حضرت عمارؓ اور حضرت ابن ابی سرح کی تلخ کلامی: نماز فجر کے بعد مہاجرین، انصار اور امراء لشکر طلب کئے گئے۔ تھوڑی دیر میں ساری مسجد پر ہو گئی اور تل رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی۔ عبدالرحمن نے حاضرین سے کہا جس کو تم لوگ خلافت کے لئے منتخب کیا چاہتے ہو اس کی طرف اشارہ کرو! عمار نے علیؓ کی طرف اشارہ کیا۔ ابن ابی سرح نے کہا اگر قریش کے اختلاف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عثمانؓ کی خلافت پر بیعت کرتا! عبداللہ بن ربیعہ نے اس رائے سے اتفاق کیا، عمار اور ابن ابی سرح میں گفتگو بڑھ گئی سخت کلامی کی نوبت آ گئی۔ سعد نے اٹھ کر کہا اے عبدالرحمن اس سے پیشتر کہ لوگوں میں فتنہ برپا ہو جائے تم جس کو چاہو خلیفہ منتخب کر لو!

حضرت عثمانؓ کا انتخاب: عبدالرحمن نے جواب دیا میں نے اپنے ذہن میں خلیفہ منتخب کر لیا ہے اور رائے قائم کر لی ہے۔ اے لوگو! ذرا دم بھر خاموش ہو جاؤ۔ پھر علیؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہا ”تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اور وہ درمیان میں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب، سنت رسول اللہ اور دونوں خلفاء (ابو بکر و عمر) کی سیرت کی تعلیم دینا۔ اس شرط پر خلافت کی بیعت تمہارے ہاتھ پر کی جاتی ہے۔ علیؓ نے جواب دیا ”میں امید کرتا ہوں کہ اس کی کوشش کروں گا اور اپنے مبالغہ علم و طاقت کے موافق عمل پیرا ہوں گا۔“ یہ جواب پا کر عبدالرحمن نے عثمانؓ سے مخاطب ہو کر یہی کلمات کہے۔ عثمانؓ نے کہا ”ہاں میں ایسا ہی کروں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔“

بیعت خلافت: عبدالرحمن نے یہ سنتے ہی سقف مسجد کی طرف سر اٹھایا اور اپنا ہاتھ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں دے کر یہ

پڑھنے لگے ((اللہم اشہد انی قد جعلت ما فی عنفی من ذلک فی عنق عثمان)) "اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ بیعت خلافت کا بار جو میری گردن پر تھا اس کو میں نے عثمان کی گردن پر ڈال دیا"۔ اس کے بعد حاضرین بیعت کرنے لگے اور بیعت عام ہو گئی۔ بیعت عامہ کے دن طلحہ آئے۔ عثمان طلحہ کے پاس گئے عثمان نے کہا "تم کو اختیار ہے اگر تم میری بیعت سے انکار کرو تو میں خلع خلافت کر دوں"۔ طلحہ بولے کیا سب نے بیعت کر لی! عثمان نے کہا ہاں! طلحہ نے کہا میں اس سے اختلاف نہیں کرنا چاہتا جس پر سب نے اتفاق کر لیا ہے میں تمہاری خلافت سے راضی ہوں۔

پہلا مقدمہ۔ حضرت فاروق اعظم کی شہادت کے دوسرے دن عبدالرحمن بن ابی البکر نے عبید اللہ بن عمر سے کہا میں نے قتل واقعہ شہادت ہرمزان اور ابولولو اور ہنہ عیسائی باشندہ حیرہ کو ایک جگہ مشورہ کرتے دیکھا ہے اور یہ خبر جس سے فاروق اعظم شہید کئے گئے ہرمزان کے ہاتھ میں تھا مجھے دیکھ کر یہ لوگ خاموش ہو گئے اور خبر ہرمزان کے ہاتھ سے گر پڑا تھا۔ عبید اللہ بن عمر کے دل میں ان لوگوں کی عداوت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ عبید اللہ نے ہرمزان کو مار ڈالا۔ سعد بن ابی وقاص نے دوڑ کر عبید اللہ کو گرفتار کر لیا۔ اگلے دن دربار خلافت میں مقدمہ پیش ہوا۔ طلحہ نے عبید اللہ کے قتل کی رائے دی۔ عمرو بن العاص نے مخالفت کی اور کہا "یہ مناسب نہیں ہے کل اس کا باپ مارا گیا ہے آج لڑکا مارا جائے"۔ عثمان ذی النورین نے کہا "میں عبید اللہ کا ولی ہوں اپنے پاس سے ہرمزان کا خون بہا ادا کرتا ہوں"۔ یہ کہہ کر اپنے مال سے خون بہا ادا کر دیا اور منبر پر چڑھ کر ایک پڑا اثر خطبہ دیا۔ کل حاضرین نے بیعت کی۔

حضرت مغیرہ کی معزولی۔ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص کو فہ کے گورنر مقرر کئے گئے۔ مغیرہ کو حسب وصیت فاروق اعظم معزول کیا۔ معزولی کی وجہ ذوالنورین نے بیان کی میں نے مغیرہ کو کسی خیانت یا جرم میں معزول نہیں کیا بلکہ فاروق اعظم کی وصیت سے یہ تقرری اور معزولی عمل میں آئی ہے۔

اسکندریہ کی بغاوت۔ بعض نے روایت کی ہے کہ جس وقت شام کو خیر باد کہہ کر ہرقل قسطنطنیہ چلا گیا۔ مسلمانوں نے اسکندریہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن رومیوں کو یہ امر شاق گزرا اور درپردہ وہ اپنے کو ہرقل ہی کا ماتحت سمجھتے اور اس سے خط و کتابت کرتے رہے۔ ۲۵ھ میں ہرقل نے اہل اسکندریہ کے لکھنے پر ایک لشکر سرداری منویل خسی اسکندریہ روانہ کیا۔ ساحل اسکندریہ پر ہرقل کا جنگی جہاز لشکر انداز ہوا۔ اسکندریہ کے رومی باشندے ہرقل کی فوج سے مل گئے تھے مگر متوہش اپنے معاہدہ پر قائم رہا۔ منویل خسی کو اسکندریہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ اس سبب سے ہرقلی لشکر نے مصر کا رخ کیا۔ عمرو بن العاص کو اس کی خبر لگی۔ اسلامی لشکر لے کر مقابلہ پر آئے اور نہایت سختی سے شکست دے کر اسکندریہ تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ اسکندریہ میں پہنچ کر بہت بڑا معرکہ پیش آیا۔ لیکن میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ رومیوں کے بے شمار سپاہی معرکہ میں کام آئے ان کا سپہ سالار منویل خسی مارا گیا۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد اہل اسکندریہ نے درخواست پیش کی کہ منویل خسی نے مصر کی روانگی کے وقت ہم لوگوں کے مال و اسباب چھین لئے تھے اور ہم لوگ آپ کے عہد و ذمہ میں تھے۔ عمرو بن العاص نے ان لوگوں سے شہادتیں لیں جس

جس نے اپنے مال و اسباب کو بچھانا اور شہادت سے ان کو ثابت کر دیا۔ عمرو بن العاص نے اس کو فوراً واپس کر دیا اور شہر پناہ منہدم کر کے مصر کو واپس آئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کی معزولی: ۳۳ھ میں عثمان ذوالنورین نے سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا۔ باعث یہ ہوا کہ سعد بن ابی وقاص نے عبداللہ بن مسعود کے ذریعے سے بیت المال سے کچھ قرض لیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد عبداللہ بن مسعود نے تقاضا کیا سعد اس کو ادا نہ کر سکے عثمان ذوالنورین کو یہ خبر پہنچی سعد کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو مامور کیا۔ اس کے بعد عقبہ بن فرقہ کو آذربائیجان کی حکومت سے معزول کیا ان کا معزول ہونا تھا کہ اہل آذربائیجان باغی ہو گئے۔ ولید بن عقبہ نے ان پر فوج کشی کی مقدمہ الجیش پر عبداللہ بن سہیل محمدی تھے۔

آذربائیجان اور آرمینیا کی مصالحت: اسلامی لشکر نے اہل موکان، بزدان اور طیلان پر دھاوا کیا اور بزدان فتح کر کے لڑنے والوں کو قید کر لیا۔ اہل آذربائیجان نے یہ رنگ دیکھ کر صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ حذیفہ نے آٹھ سو درہم سالانہ خراج پر صلح کر کے اسی وقت یہ رقم وصول کی۔ اس کے بعد متحدہ سرایا اطراف و جوانب کی طرف روانہ کئے۔ سلمان بن ربیعہ باہلی بارہ ہزار فوج لے کر آرمینیا کی طرف بڑھے اور وہاں سے مظفر و منصور ولید کی طرف آئے اور ولید کو کوفہ کی طرف لوٹے۔

قالیقلا کی فتح: اثناء راہ میں جس وقت موصل پہنچے عثمان ذوالنورین کا فرمان ملا۔ لکھا تھا ”معاویہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ رومیوں نے ایک فوج کثیر سے مسلمانانِ شام پر خروج کیا ہے لہذا جس مقام پر میرا یہ فرمان تم کو ملے اسی مقام سے دس ہزار فوج مسلمانوں کی مدد پر بھیج دینا۔“ ولید نے اس خط کو امراء لشکر کے رو پر پڑھ کر سنایا اور سلمان بن ربیعہ کو آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مسلمانانِ شام کی کمک پر روانہ کیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے شام کی طرف بڑھے اور حبیب بن مسلمہ کے ساتھ سرزمینِ روم میں داخل ہوئے۔ بعض مورخوں کا بیان ہے کہ حبیب بن مسلمہ نے معاویہ والی شام سے امداد طلب کی تھی۔ معاویہ نے دربار خلافت میں اطلاع دی کہ ”حبیب بن مسلمہ آرمینیا پہنچ گئے۔ قالیقلا کو محاصرے کے بعد فتح کر لیا ہے۔ اکثر رومی جزیہ دے کر ٹھہر گئے۔ بعض جلاوطن ہو کر چلے گئے“ حبیب بن مسلمہ اس کامیابی کے بعد قالیقلا میں ٹھہرے ہیں بطریق آرمینا قس بلا دملطیہ سیواس اور قونیہ سے اسی ہزار فوج جمع کر کے براہِ خلیج قسطنطنیہ حبیب پر چڑھ آیا ہے۔“

حبیب بن مسلمہ کی فتوحات: چنانچہ امیر المومنین عثمان نے سعید بن العاص کو حبیب کی امداد کا حکم دیا اور سعید بن العاص نے سلمان کو چھ ہزار یا آٹھ ہزار کی جمیعت سے حبیب کی امداد پر روانہ کیا۔ حبیب اور سلمان نے رومیوں کا جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ رومیوں کو شکست ہوئی کامیابی کے بعد حبیب قالیقلا کی طرف لوٹے راہ میں بطریق خلاط عیاض بن غنم کا امان نامہ لئے ہوئے ملا۔ اور اس نے حسبِ اقرار خراج ادا کیا۔ خلاط سے نکل کر سیرجان پہنچے۔ اس کے والی نے پھر والی اردستان نے صلح کر لی اور اس کے بعد دسہل کا محاصرہ کیا۔ ایک ہفتہ کے بعد اہل دسہل پھر کل اہل بلا دسیرجان نے مصالحت کر لی اہل شمشاط مقابلے پر آئے لڑائی ہوئی اسلامی لشکر نے ان کو شکست دے کر ان کے قلعے چھین لئے۔ بعدہ بطریق حرازن نے صلح

کی درخواست کی جزیہ مقرر کر کے اس سے بھی مصالحت کر لی۔ تقلیس کا قصد کیا تقلیس اور اس کے قرب وجوار کے متعدد قلعے اور شہر بہ صلح و امان فتح ہو گئے۔

سلمان بن ربیعہ کی فتوحات: سلمان بن ربیعہ باہلی نے ایران پر چڑھائی کی اہل بلیقان بروعد اور اس کے کل نواح والوں نے جزیہ دے کر صلح کی۔ اگر ادبوشخان برسر مقابلہ آئے عسا کر اسلامیہ نے ان پر بھی فتح یابی حاصل کی۔ بعض نے جزیہ دے کر وہیں سکونت اختیار کی اور بعض جلا وطن ہو کر نکل گئے۔ پھر شہر شکور (جس کا نام بعد میں متولکیہ ہوا) کو فتح کر کے قلیہ کی طرف گئے اور اس پر قبضہ حاصل کر کے سکر کا رخ کیا۔ والی سکر نے خود کو مقاومت سے معذور سمجھ کر جزیہ پر صلح کر لی۔ غرض سلمان شروان اور کل بلاد جبال پر باب تک نہایت آسانی سے قبضہ حاصل کر کے واپس ہوئے۔

حضرت معاویہؓ کی پیش قدمی: ان واقعات کے بعد معاویہ نے روم پر فوج کشی کی اور عمرو بنہ تک بڑھتے چلے گئے رومی لشکر خائف ہو کر انطاکیہ اور طرسوس کے درمیانی قلعے خالی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ معاویہ نے اپنے لشکریوں کو انہیں قلعہ جات میں قیام کرنے کا حکم دیا اور ان میں سے بعض کو ایران و سمارا کر دیا۔

افریقہ پر فوج کشی کا حکم: ۲۶ھ میں امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے عمرو بن العاص کو مصر کے حکمہ مال کی خدمت سے معزول کر کے عبداللہ بن ابی سرح کو مامور کیا چند دنوں بعد عبداللہ بن ابی سرح نے عمرو بن العاص کی شکایت لکھی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے عمرو بن العاص کو بلا لیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو مالی جنگی سیفوں کی حکومت دے کر افریقہ کی فوج کشی کا حکم دیا۔

طرابلس کی تسخیر: اس سے دو مہینے ۲۸ھ میں عمرو بن العاص نے مصر سے برقہ کا رخ کیا تھا اور وہاں کے رہنے والوں نے تیرہ ہزار دینار جزیہ دے کر صلح کر لی تھی۔ پھر عمرو بن العاصی نے طرابلس پر چڑھائی کی تھی کئی مہینے تک محاصرہ کئے رہے۔ طرابلس کا شہر پناہ تین طرف سے پختہ بنا ہوا تھا دریا کی جانب شہر پناہ کی دیوار نہ تھی۔ اثناء جنگ میں مسلمانوں نے یہ امر معلوم کر کے ایک روز حملہ کر دیا اور بزور تیغ شہر میں داخل ہو گئے رومیوں کو سوائے کشتیوں کے کہیں پناہ نہ ملی جتنے رومی شہر میں تھے ان میں سے محدودے چند جان بر ہوئے۔ عسا کر اسلامیہ نے جی کھول کر لوٹا رومی کشتیوں پر سوار ہو کر شہر صبرہ کی طرف چلے گئے۔ مسلمانوں نے صبح ہوتے ہی صبرہ پر دھاوا کر دیا اور اس کو بھی بزور تیغ فتح کر کے طرابلس کی فتح کی تکمیل کر لی۔

زناتہ و مغلیہ قبائل کی اطاعت: برقہ میں زناتہ یعنی بربر رہتے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ بربر اپنے بادشاہ جالوت کے قتل کے بعد مغرب کی طرف چلے گئے تھے اور لوبیہ و مراقبہ میں پہنچ کر منتشر ہو گئے تھے۔ پس زناتہ و مغلیہ (بربر کے دونوں قبیلے) ملک مغرب بلاد جبل میں اور لوانہ برقہ میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ یہ مقامات زناتہ قدیم میں الطرابلس کے نام سے مشہور تھے۔ پھر بربر قیام مغرب کے بعد اطراف و جوانب میں منتشر ہو کر سوس تک پہنچ گئے اور ہوا زہ شہر لیدہ میں اور ففوسہ شہر صبرہ میں جا کر مقیم ہوئے۔ رومی وہاں سے جلا وطن ہو کر نکل گئے۔ ایک زمانہ تک یہ خود مختار رہے پھر رومیوں کے ماتحت ہو کر خراج ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ عمرو بن العاص نے ان پر چڑھائی کی۔ اہل مغرب نے تیرہ ہزار جزیہ دے کر صلح کر لی۔

حضرت عثمانؓ کی صحابہ کبار سے مشاورت: ۲۵ھ میں عثمان ذوالنورین نے عبداللہ بن ابی سرح کو فتح افریقہ پر

اس شرط سے مامور کیا۔ ”اگر اللہ تعالیٰ کامیابی و فتح پائی عنایت فرمائے گا تو مال غنیمت کے شمس کا شمس (یعنی پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ) حسن خدمت کے صلہ میں دیا جائے گا۔ لشکر کے ایک حصہ کا عقبہ بن نافع بن عبد القیس کو دوسرے حصہ کا عبد اللہ بن نافع بن حرت کو سردار مقرر کیا۔ دس ہزار کی جمعیت سے سرداران عساکر اسلامی نے افریقہ کا رخ کیا۔ سردار فریقہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا باشندگان سرحد نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ اس کے بعد عبد اللہ بن ابی سرح نے افریقہ کے اندرونی حصہ میں داخل ہونے کی دربار خلافت سے اجازت طلب کی۔ عثمان ذوالنورین نے ارباب حل و عقد اور سربراہ آوردہ صحابہ سے مشورہ طلب کر کے مدینہ منورہ سے ایک لشکر روانہ کیا۔ جس میں عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، عمرو بن العاص، ابن جعفر، حسن، حسین اور ابن الزبیر (رضی اللہ عنہم) تھے۔

جرجیر کو دعوت اسلام: ۱۲ھ میں یہ حضرات عبد اللہ بن ابی سرح کے ساتھ افریقہ پہنچے۔ برقہ میں عقبہ بن نافع مع عساکر اسلامی آئے اور بالاتفاق طرابلس کی طرف بڑھے۔ رومیوں نے طرابلس سے نکل کر مقابلہ کیا۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا رومی طرابلس چھوڑ کر بھاگ گئے۔ عساکر اسلامی نے قبضہ کر کے افریقہ کا رخ کیا اور متعدد فوجیں افریقہ کے شہروں کے سر کرنے کو روانہ کیں۔ افریقہ کا بادشاہ جرجیر نامی طرابلس اور طنجہ کے درمیانی شہروں پر حکمرانی کر رہا تھا۔ ہرقل کا ماتحت اور خراج گزار سمجھا جاتا تھا۔ پس جب اس کو یہ خبر پہنچی تو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج جمع کر کے شہر سیطلہ (جو افریقہ کا دارالسلطنت تھا) سے شبانہ روز کی مسافت پر پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ عبد اللہ بن ابی سرح نے جرجیر کو دعوت اسلام دی جرجیر نے انکار کیا۔ جزیہ دینے کو کہا اس کو بھی منظور نہ کیا۔ مسلمانوں نے صف آرائی کی اور نہایت تیزی سے لڑائی شروع کر دی۔

فریقین کی جانب سے انعامات کا اعلان: اس اثناء میں ایک مدت گزر گئی بعد مسافت کی وجہ سے کوئی خبر نہ معلوم ہوئی۔ عثمان ذوالنورین نے گھبرا کر عبدالرحمن بن زبیر کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور کمک کے روانہ کیا۔ عساکر اسلامی نے ان کے پہنچنے سے فرط مسرت سے تکبیر کے نعرے بلند کئے جرجیر نے تکبیر کی آوازیں کر دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک تازہ دم فوج مسلمانوں کی مدد کو مدینہ منورہ سے آئی ہے۔ جرجیر اس سے فکر مند ہو گیا۔ اگلے دن عبدالرحمن بن زبیر میدان جنگ میں گئے عبد اللہ بن ابی سرح کو نہ پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جرجیر نے متادی کرادی ہے کہ جو شخص ابن ابی سرح کا سر کاٹ لائے گا اس کو صلہ میں ایک لاکھ دینار میں دوں گا اور اس سے اپنی بیٹی کا عقد کر دوں گا۔ اس وجہ سے ابن ابی سرح میدان جنگ میں نہیں آئے۔ ابن زبیر نے یہ سن کر عبد اللہ بن ابی سرح سے کہا تم بھی اپنے لشکر میں متادی کرادو۔ جو شخص جرجیر کا سر لائے گا میں اس کو مال غنیمت سے ایک لاکھ دینار دوں گا اور جرجیر کی لڑکی سے اس کا نکاح کر دوں گا اور اس کے بعد ملک کا حاکم بنادوں گا۔ جرجیر یہ خبر سن کر بے حد گھبرایا لیکن چارہ کار کچھ نہ تھا۔

سیطلہ کی فتح: عبد اللہ بن زبیر نے ابن ابی سرح کو یہ رائے دی کہ کارآزمودہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ کو خیمے میں رہنے دو اور باقی فوج کو لے کر مقابلے پر جاؤ۔ رومیوں سے جی کھول کر لڑو یہاں تک کہ رومی تھک کر اپنے کیمپ کی طرف واپس ہوں اور اسلامی فوجیں بھی اپنی فروہ گاہ کی جانب لوٹیں اس وقت وہ کارآزمودہ جو خیموں میں ہیں فیمیشتر کلف ہو کر

رومیوں پر ٹوٹ پڑیں شاید اللہ جل شانہ رومیوں پر فتح عنایت فرمائے ورنہ اس صورت سے جیسا کہ تم لڑتے ہوئے یہ لڑائی ختم ہوتی نظر نہیں آتی۔“ اکابر صحابہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اگلے دن ایسا ہی انتظام کیا۔ صبح سے زوال تک ایک گروہ لڑتا رہا فریقین تھک کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے ابن زبیر نے جو اسی وقت وقوع کے خطر تھے اس دستہ فوج کو لے کر جو پہلے سے خیموں میں ٹھہرا دیا گیا تھا حملہ کر دیا۔ رومیوں نے بھاگ کر اپنے خیموں میں پناہ لی لیکن خیموں نے بھی ان کو پناہ نہ دی مسلمانوں نے قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ ابن زبیر نے بڑھ کر جریر کو تلوار کا ایک ایسا چاٹلا ہاتھ مارا کہ وہ ڈھیر ہو گیا۔ لڑائی ختم ہونے پر جریر کی لڑکی گرفتار ہو گئی ابن زبیر نے حسب اعلان اس کو لے لیا۔ کامیابی کے بعد عبداللہ بن ابی سرح نے شہر سیطلہ کا محاصرہ کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد فتح ہو گیا بے حد بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ سواروں کو تین تین ہزار اور پیادوں کو ہزار ہزار ملے۔

مال غنیمت: عساکر اسلامی نے فتح کرتے ہوئے قفصہ کی سرحد تک پہنچ کر قلعہ اجم کا محاصرہ کیا جس کو اہل افریقہ نے فوج و آلات حرب سے مستحکم کر رکھا تھا اور اس کو امان کے ساتھ فتح کیا۔ بعدہ اہل افریقہ نے دس لاکھ پانچ سو دینار جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ ابن زبیر فتح کی بشارت اور خمس لے کر مدینہ منورہ آئے۔ جس کو مروان ابن الحکم نے پانچ لاکھ دے کر خرید لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ افریقہ کا خمس اس کو دیا گیا لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ ابن ابی سرح کو افریقہ کی پہلی لڑائی کا خمس انکس دیا گیا تھا۔

قانونیہ کا تاراج: ایک برس تین مہینے کے بعد عبداللہ بن ابی سرح افریقہ سے مصر واپس آئے۔ ہرقل نے یہ سن کر کہ اہل افریقہ نے وہ خراج جو اس کو دیتے تھے مسلمانوں کو دے کر صلح کر لی ایک بطریق خراج مقررہ وصول کرنے کے لئے افریقہ روانہ کیا۔ بطریق نے قرطاجہ میں پہنچ کر اہل افریقہ سے خراج موعودہ طلب کیا اہل افریقہ نے انکار کیا اور یہ عذر کیا کہ ”تم نے ہماری اس وقت کچھ مدد نہیں کی جس وقت ہم پر اسلامی لشکر آ پڑا تھا لہذا ہم خراج نہ دیں گے۔ بطریق نے ان کے عذر کو قبول نہ کیا۔ باہم لڑائی ہوئی بالآخر بطریق نے ان کو شکست دی۔ اہل افریقہ نے جریر کے بعد جس شخص کو اپنا بادشاہ بنایا تھا وہ بھاگ کر شام چلا آیا اور یہ وہ زمانہ تھا کہ علی ابن ابی طالب کے بعد لوگوں نے حضرت معاویہ امیر شام کی بیعت کر لی تھی۔ پس انہوں نے ایک لشکر ب سرداری معاویہ خدیج سکونی افریقہ روانہ کیا۔ اسلامی لشکر اسکندر یہ پہنچ گیا تھا کہ رومی بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ معاویہ خدیج منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے افریقہ میں داخل ہوئے اور قانونیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ بطریق نے تیس ہزار فوج کو مقابلے پر بھیجا۔ معاویہ نے شکست دے کر قلعہ جلولا کا محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف محققین نصب کر کے سنگ باری کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک طرف کی فصیل گر پڑی اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے اور شمشیر بکف قلعہ میں گھس پڑا جس قدر مال و اسباب تھا لوٹ لیا اور قرب و جوار کے قلعہ جات کو متعدد سرایا بھیج کر فتح کر لیا۔ جب کل افریقہ نے اطاعت قبول کر لی تو یہ لشکر مصر واپس ہوا۔

قسنطین کا اسکندریہ پر حملہ و پسپائی: جس وقت ابن ابی سرح افریقہ سے جو کچھ حاصل کرنا تھا حاصل کر کے مصر

واپس آئے قسطنطین بن ہرقل چھ سو کشتیاں لے کر اسکندریہ پر چڑھ آیا۔ چنانچہ ایک طرف اسلامی فوجیں براہ دریا ابن ابی سرح کے ساتھ اور دوسری طرف سے معاویہ بن ابی سفیان شامی لشکر کو لے کر مقابلے پر آئے۔ انہوں نے رات جوں توں امید و بیم میں گزاری صبح ہوتے ہی عساکر اسلامی نے صف آرائی کی۔ قسطنطین نے فوج کو کشتیوں سے خشکی میں اتار کر حملے کی غرض سے آگے بڑھایا۔ صبح سے ظہر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر قسطنطین زخمی ہو کر معدودے چند رومیوں کو لے کر شکست خوردہ صقلیہ چلا گیا اور ان لوگوں کو اپنی حالت سے آگاہ کیا اہل صقلیہ نے اس کی شکست سے بہم ہو کر اس کو حجام میں قتل کر ڈالا۔ یہ لڑائی ۳۳ھ اور بعض کہتے ہیں کہ ۳۴ھ میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

امیر معاویہ کی شام کی امارت پر تقرری: ابو عبیدہ نے حالت اختصار میں اپنے صوبجات مفوضہ پر عیاض بن غنم کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ یہ ان کے چچا زاد اور خالہ زاد بھائی ہوتے تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ ابو عبیدہ نے معاذ بن جبل کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ بہر کیف انتقال کے بعد ابو عبیدہ عیاض بن غنم نے سعد بن خدریج جمحی کو اپنا جانشین کیا۔ جب یہ انتقال کر گئے تو امیر المومنین فاروق اعظم نے عمیر بن سعد انصاری کو اور بعد وفات یزید بن ابی سفیان دمشق پر معاویہ ابن ابی سفیان کو مامور کیا۔ پس معاویہ دمشق اور اردن کے حاکم رہے۔ یہاں تک کہ فاروق اعظم شہید ہو گئے اور ایہ انتظام ایسا ہی رہا اور عمیر حمص اور قسریں کے گورنر رہے۔ پھر زمانہ خلافت عثمان بن عفان میں عمیر نے استعفاء داخل کیا تو حمص اور قسریں بھی معاویہ کے دائرہ حکومت میں شامل کر دیا گیا اور بعد وفات عبدالرحمن بن ابی علقمہ عثمان ذوالنورین نے فلسطین کو بھی معاویہ کے سپرد کر دیا۔ پس رفتہ رفتہ خلافت عثمان بن عفان کے دوسرے برس تک معاویہ کل اضلاع شام کے حاکم ہو گئے۔

قبرص کی فتح: معاویہ نے عہد خلافت فاروقی میں حمص سے قسریں پر فوج کشی کی اجازت طلب کی تھی لکھا تھا کہ حمص سے قسریں اس قدر قریب ہے کہ اہل حمص قبرص کے کتوں کا بھونکنا اور مرغوں کا بولنا سنتے ہیں۔ فاروق اعظم نے عمرو بن العاص سے قبرص کی کیفیت اور سفر دریا کی حالت دریافت فرمائی۔ عمرو بن العاص نے لکھا:

((انی وایت خلقاء کبیراً یزکبہ خلق صغیر لیس الا السماء والماء ان و دبکدن فلق القلوب و ان تحرک ازاع العقول یزاد فیہ البقین قلة و الشک کثیرة و راکبہ دود علی عودان مال غرق دان نجابوق))

”میں نے دیکھا ہے کہ معدودے چند آدمی ایک گروہ کثیر کو سوار کر کے لے جاتے ہیں سوائے آسمان اور پانی کے کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی۔ اگر دریا روانی سے ٹھہر گیا تو پریشانی بڑھ گئی اور موج زن ہو گیا تو اوسالی جاتے رہے۔ کامیابی کی امید کم خطرے کا اندیشہ زیادہ اس کا سفر کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ کثیر ایک گلزی پر بیٹھا ہوا گلزی ذرا جھکی، کثیر اڈوب گیا اور اگر صحیح سلامت بچ گی تو چمک اٹھا۔“

فاروق اعظم نے اس مضمون سے مطلع ہو کر معاویہ کو لکھا:

((والذی بعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالحق الاحمل فیہ مسلماً ابداً و قد بلغنی ان بحر الشام یشرف علی اطول شئی من الارض فیشانون اللہ کل یوم و لیلۃ فی ان یغرق الارض

فیکف احمل الجنود علی هذا الکافر و بالله المسلم و احد احب الی مما جرت الردم فایاک
ان تعرض لی فی ذالک فقد علمت مالقی العلاء منی))

”اس ذات کی قسم ہے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں لشکر اسلام کو ہرگز سفر دریا کی اجازت نہ دوں گا۔ میں نے سنا ہے کہ دریا شام زمین کے زیادہ حصہ کو دبائے ہوئے ہے ہر روز اللہ تعالیٰ سے زمین کو ڈبو دینے کی اجازت طلب کرتا ہے ایسی حالت میں لشکر اسلام کو میں اس کافر کے سفر کی کس طرح اجازت دوں واللہ ایک مسلم سارے ملک روم سے مجھے زیادہ محبوب ہے خبردار ایسی جرأت نہ کرنا تم کو معلوم ہے جو میں نے علماء کے ساتھ کیا تھا“

اس بناء پر قبرص کا جہاد ملتوی ہو گیا۔

اہل قبرص سے مشروط مصالحت: فاروق اعظمؓ شہید ہو گئے اور عثمان ذوالنورینؓ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تب پھر معاویہ نے براہ دریا جہاد کرنے کی اجازت چاہی۔ عثمان ذوالنورینؓ نے اجازت دی لیکن اس شرط سے کہ جس کا جی چاہے وہ اس جہاد میں شریک ہو کوئی شخص مجبور نہ کیا جائے۔ چنانچہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے ایک گروہ جانے پر راضی ہوا۔ از انجملہ ابو ذرؓ، ابو الدرداءؓ، شداد بن اوسؓ، عبادہ بن الصامتؓ اور ان کی بیوی ام حرام بنت لیحان رضی اللہ عنہم تھے۔ عبداللہ بن قیس (حلیف بنو خزیمہ) ان مجاہدوں کے سردار مقرر کئے گئے۔ چنانچہ لشکر اسلام ملک شام سے اللہ کا نام لے کر قبرص کی طرف روانہ ہوا۔ مصر سے عبداللہ بن ابی سرحؓ بھی ان لوگوں سے آئے۔ اہل قبرص نے سات ہزار دینار سالانہ خراج پر مصالحت کر لی۔ لیکن اس کی اجازت لے لی کہ اہل قبرص اسی قدر رومی بادشاہ کو بھی دیا کریں گے۔ مسلمان اس سے معترض نہ ہوں اور مسلمان ان کے سوا جس کا قصد کریں گے۔ اہل قبرص مانع نہ ہوں گے اور نیز اہل قبرص دشمنان اسلام (رومیوں) کی جاسوسی کریں گے اور مسلمانوں کو اپنے ملک سے دشمنان اسلام کی طرف جانے کا راستہ دے دیں گے۔ یہ فوج کئی ۲۸ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۹ھ اور بروایت بعض ۳۳ھ میں ہوئی تھی ام حرام کا انتقال اسی واقعہ میں ہوا۔ جس وقت دریا سے خشکی پر ام حرام اتریں گھوڑا بدک کر بھاگا کہ پڑیں گردن ٹوٹ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی تھی۔

مرقا کا معرکہ: فتح قبرص کے بعد عبداللہ بن قیس نے براہ دریا پچاس لڑائیاں لڑیں۔ جس میں ایک مسلمان بھی شہید نہ ہوا۔ ایک روز ساحل مرقا (سرزمین روم) پر اتر پڑے۔ کفار ٹوٹ پڑے شہید کر ڈالا اطلاع بھاگ کر اسلامی لشکر میں آیا سفیان بن عوفؓ انڈی نے جس کو عبداللہ بن قیس نے امیر المومنین مقرر کیا تھا اہل مرقا پر فوج کشی کی لڑائی ہوئی ہزاروں سے زیادہ اہل مرقا اور ایک گروہ مسلمانوں کا بھی اس لڑائی میں کام آیا۔ اسی لڑائی میں عوفؓ خود بھی شہید ہو گئے۔

حضرت ابو موسیٰ کی معزولی: مسند خلافت پر متمکن ہوئے امیر المومنین عثمانؓ کو تین برس ہو چکے تھے کہ اہل آمد اور کردوں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ ابو موسیٰؓ یہ خبر پا کر بصرہ سے اس بغاوت کو فرو کرنے کی غرض سے نکلے اپنے اسباب کو چالیس فخریوں پر بار کر کے قصر سے نکالا حالانکہ اہل لشکر پیادہ پا جہاد کرنے پر آمادہ تھے اور عساکر اسلامی نے اس کو بطیب خاطر منظور کیا تھا لشکریوں نے فخریوں کو دیکھ کر اعتراض کیا۔ ابو موسیٰؓ نے ترش روئی سے جواب دیا معترضین سیدھے امیر

المومنین عثمانؓ کے پاس گئے۔ ابو موسیٰ کی شکایت کی (شکایت کرنے والوں اور مخالفوں کا سردار غیلان بن خرشہ تھا) چنانچہ امیر المومنین نے تحقیق حال کے بعد ابو موسیٰ کو معزول کر کے عبداللہ بن عامر بن کریر بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو حکومت بصرہ پر مامور کیا۔

عمال کی تقرری: عبداللہ بن عامر امیر المومنین کا ماموں زاد بھائی تھا۔ اس وقت اس کی عمر تقریباً پچیس برس کی ہوگی۔ ابو موسیٰ کے لشکر کی اور عثمان بن ابی العاص ثقفی والی عمان و بحرین کے لشکر کی سرداری اس کو دی گئی اور انتظاماً عبید اللہ بن معمر کو خراسان سے فارس کی گورنری پر تبدیل کیا۔ اور خراسان کی حکومت پر عمیر بن عثمان بن سعد کو متعین کیا۔ چنانچہ عمیر نے نہایت تیزی اور سختی سے فرمانہ تک دے دیا۔ کسی شہر قریہ کو بغیر اصلاح کے باقی نہ چھوڑا۔ بعد ازاں اوائل ۴۰ھ خلافت میں امیر بن احمد لشکر خراسان کی گورنری پر عبدالرحمن بن عس کرمان کی حکومت پر مامور ہوا۔ آخر ۴۰ھ خلافت میں جستان کی گورنری عمران بن الفضل برجی کو اور کرمان کی حکومت عاصم بن عمرو کو دی گئی۔

فارس پر قبضہ: اہل فارس ان تبدیلیوں کو اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھ کر باہم سازش کر کے بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ لشکر کو مرتب و آراستہ کر کے مقابلہ پر آئے۔ عبید اللہ بن معمر نے اصطر کے دروازے پر صف آرائی کی۔ اتفاق یہ کہ عبید اللہ بن معمر شہید ہو گئے اور ان کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ عبداللہ بن عامر یہ خبر پا کر لشکر بصرہ کو لے کر اہل فارس کی سرکوبی کو بڑھے۔ ان کے مقدمہ الجیش پر عثمان بن ابی العاص مہینہ اور مہینہ پر ابوہریرۃ الاسلمی اور معقل بن یسار سواروں پر عمران بن حصین تھے۔ اصطر میں مقابلہ کی نوبت آئی۔ ایک بہت بڑی خون ریز و خوف ناک لڑائی کے بعد اہل فارس شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ہزاروں ایرانی مارے گئے۔ مسلمانوں نے اصطر کو فتح کر کے دار الجبرد کا رخ کیا اور وہاں سے کامیاب ہو کر شہر جور (یعنی اردشیر) کی طرف بڑھے جس کا ہرم بن حیان محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ عبداللہ بن عامر کے آتے ہی الجور فتح ہو گیا لیکن اہل اصطر میں پھر بغاوت پھوٹ پڑی۔ عبداللہ بن عامر مجبور ہو کر اصطر کی طرف لوٹے اور ایک طویل محاصرے کے بعد بزور تیغ اصطر کو فتح کیا۔ ایران کے خاندانی امراء اور نامی گرامی سواران فارس کو قتل کر ڈالا کیونکہ ان لوگوں نے اس کو اپنا بھائی بنا رکھا تھا اور ایرانیوں کو اس درجہ پامال کیا کہ اس کے بعد ان کو ذلت کے سوا عزت حاصل نہ ہوئی۔

عمال کی تقرری: امیر المومنین عثمانؓ کو فتح کی بشارت لکھی۔ دار الخلافہ مدینہ سے حکم صادر ہوا بلا و فارس پر ہرم بن حیان

جوڑ کا محاصرہ کئے ہوئے ایک مدت گزر چکی تھی لیکن فتح نہ ہوتا تھا۔ اکثر ایسا بھی ہوتا تھا کہ کچھ لوگ محاصرے پر رہ جاتے اور کچھ حصہ لشکر کا اصطر کے اطراف میں بغاوت دور کرنے کو چلا جاتا اور بغاوت فرو کرنے کے بعد جولوٹ آتا۔ امیر لشکر ہرم بن حیان دن بھر روزہ رکھے دشمنوں سے لڑتے تھے اور شام کو افطار کر کے نماز میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ایک ہفتے تک روزے پر روزہ رکھ کر لڑتے رہے۔ ہفتے کے بعد جب ضعف زیادہ پیدا ہو گیا تو خادم سے کا تجھ کو کیا ہو گیا کہ میں پانی سے افطار کر کے روزے پر روزہ رکھتا ہوں اور تو کھانا نہیں دیتا۔ خادم نے کہا میرے امیر میں برابر آپ کے کہنے کے مطابق کھانا رکھ جاتا ہوں کبھی میں نے نافرمانی نہیں کیا۔ ہرم کو یہ سن کر سخت تعجب ہوا۔ اگلے روز خادم کھانا رکھ کر عیدہ چھپ کر جا بیٹھا دیکھا کیا ہے کہ ایک کتا شہر کی طرف سے آیا اور کھانا اٹھا کر چلا۔ خادم پیچھے ہولیا۔ رفتہ رفتہ کتا ایک نابدان سے شہر میں گھس گیا۔ خادم نے نوٹ کر ہرم کو اس راستے سے آگاہ کیا۔ عسا کر اسلامی اس کو شبی انداز سمجھ کر عین جنگ کے وقت اس نابدان سے شہر میں گھس پڑے اور بزور تیغ فتح کر لیا۔

یشکری، ہرم بن حیان عیسیٰ، حرث بن راشد اور ان کے بھائی منجاب بن راشد (از بنی ساسہ) اور یرحان نجی کو مامور کرو۔ اضلاع خراسان میں احنف بن قیس، مرد پر حبیب بن قرہ، ربوعی، بلخ پر خالد بن عبد اللہ بن زبیر، ہرات پر امیر بن احمر، یشکری، طوس پر قیس بن ہبیرہ، سلی نیشاپور پر متعین و مامور کئے جائیں پھر بعد چندے کل خراساں کا قیس بن ہبیرہ کو اور بختان کا امیر بن احمر، یشکری کو گورنر مقرر کیا اور قیس کے بعد عبد الرحمن بن سمرہ کو (یہ ابن عامر بن کریم کے عزیز تھے) مامور کیا۔ چنانچہ تا شہادت عثمانؓ یہ اسی عہدے پر مامور ہوئے۔ کرمان کی گورنری پر عمران، فارس کی گورنری پر عمیر بن عثمان بن مسعود اور کرمان کی حکومت پر ابن کریم، قشیری مامور ہوئے۔ شہادت کے بعد امیر المومنین عثمان کے بن ہبیرہ اور ان کے چچا عبد اللہ بن حازم سے لڑائی چھڑ گئی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

خراسان و کرمان کی بغاوت: ہم فارس سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے ابن عامر کو خراسان کی طرف بڑھنے کی رائے دی اس وجہ سے کہ اس اطراف میں بھی بغاوت پھوٹ پڑی تھی۔ چنانچہ ابن عامر خراسان کی طرف گئے اور بعض کہتے ہیں بصرہ لوٹ آئے تھے۔ روانگی کے وقت فارس پر شریک بن الاور حارثی کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ انہوں نے مسجد بنوائی الغرض بصرہ پہنچے تو احنف بن قیس، حبیب بن اوس نے خراسان پر فوج کشی کی رائے دی ابن عامر نے زیاد بن عامر کو اپنا نائب بنایا اور ایک فوج جزار لے کر کرمان کی طرف روانہ ہوئے۔ کرمان والوں نے بھی بغاوت کی تھی ان کی سرکوبی کو جاشع بن مسعود سلی کو اور بختان والوں کو زیر کرنے کو بھیج ابن زیاد حارثی کو روانہ کیا اور خود نیشاپور کا رخ کیا۔ ان کے مقدمہ التحش پر احنف بن قیس تھے انہوں نے طہمین کے دونوں قلعوں کو جو خراسان کے دروازے تھے۔ بد صلح و امان فتح کر لیا۔ کوہستان پہنچ کر محاصرہ کر کے سنگ باری شروع کر دی اسی اثناء میں ابن عامر آگئے چھ لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح ہو گئی اور بعض کہتے ہیں کہ کوہستان کی ہم کے سردار امیر بن احمر، یشکری تھے۔

نیشاپور کی فتح: اس کامیابی کے بعد ابن عامر نے صوبہ نیشاپور پر متعدد فوجیں بھیجیں۔ چنانچہ رستاق رام ہرمز اور جیرفت وغیرہ کو بزور تیغ فتح کیا، اسود بن کلثوم (قبیلہ عدی رباب کے تھے) نے بہق (صوبہ نیشاپور) پر حملہ کیا اتفاق سے شہر پناہ کی دیوار میں سوار ہو گیا اسود اسی راہ سے صبح ایک گروہ کے شہر میں داخل ہوئے۔ دشمنان اسلام سوار پر آ کر کھڑے ہو گئے خوب گھسان کی لڑائی ہوئی اسود شہید ہوئے لشکر اسلام کا علم ان کے بھائی اوہم بن کلثوم نے سنبھالا اور نہایت مردانگی سے لڑ کر بہق کو فتح کر کے نیشاپور کا رخ کیا۔ ایک مہینہ کامل محاصرہ کئے رہے۔ نیشاپور میں فارس کے چار مرزبان رہتے تھے۔ ان میں سے ایک نے شب کو دروازہ کھول دینے کا اس شرط پر اقرار کیا کہ اس کو امان دی جائے ابن عامر نے یہ شرط منظور کر لی اسلامی فوجیں رات کے وقت شہر میں داخل ہو گئیں۔ مرزبان اکبر گھبرا کر مع چند سپاہیوں کے قلعہ بند ہو گیا عسا کر اسلامی نے قلعہ پر دھاوا کیا مرزبان اکبر نے مجبور ہو کر دس لاکھ درہم سالانہ پر صلح کر لی۔

ابن عامر اور احنف کی فتوحات: کامیابی کے بعد ابن عامر نے نیشاپور پر قیس بن ہشیم سلی کو مامور کیا۔ ایک لشکر نسا اور ایورد اور دوسرا سرخس پر بھیجا اہل نسا و ایورد نے لشکر اسلام کے پہنچنے ہی جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ باقی رہا سرخس اس

کے مرزبان نے دو چار لڑائیوں کے بعد سو آدمیوں کو امان دینے کی شرط پر شہر سپرد کرنے کا اقرار کیا۔ اتفاق یہ ہے کہ شمار کے وقت اپنے کو شمار کرتا بھول گیا سردار لشکر اسلام نے اس کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طوس کا مرزبان آیا اور اس نے چھ لاکھ درہم جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ ہرات کی طرف عبداللہ بن حازم گئے ہوئے تھے۔ وہاں کے مرزبان نے دس لاکھ سالانہ پر اوڑمرد کے مرزبان نے دو کروڑ دس لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ پھر ابن عامر نے حاتم بن نعمان ہاملی کے بعد اخف بن قیس کو طخارستان کی طرف روانہ کیا۔ اثناء راہ میں حاکم دارالجزیرہ نے تین کروڑ درہم پر صلح کی درخواست پیش کی۔ اخف نے یہ شرط لگائی ہمارے زمانہ قیام تک دارالجزیرہ میں کوئی مسلمان جا کر اذان دیتا رہے اور صلوٰۃ ادا کرتا ہے۔ دارالجزیرہ کے حاکم نے اس کو منظور کر لیا۔ اس کے بعد اخف مرد الروذ پر پہنچے۔ اہل مرد الروذ مقابلے پر آئے لڑائی ہوئی اخف نے ان کو شکست دے کر مرد الروذ کا محاصرہ کر لیا۔ مرزبان مرد الروذ والی یمن بازان کا عزیز تھا۔ اس نے اخف سے جو صل باذان صلح کی درخواست کی۔ چھ لاکھ سالانہ پر مصالحت کر لی گئی۔ اس کے بعد اہل جرجان طالقان اور قاریاب نے جمع ہو کر اخف کا مقابلہ کیا۔ ایک سخت خون ریز لڑائی کے بعد وہ لوگ پسپا ہو کر بھاگے۔ اخف نے مرد الروذ پر پہنچ کر اقرع بن حابس کو ان لوگوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔ وہ لوگ میدان جنگ سے بھاگ کر جرجان میں جا چھپ گئے۔ اقرع نے جرجان کو بزور تیغ اور اخف نے طالقان اور قاریاب کو بہ صلح فتح کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ قاریاب کو امیر بن امر نے فتح کیا ہے۔

بلخ پر فوج کشی: اس کے بعد اخف نے بلخ پر فوج کشی کی۔ یہ طخارستان کا ایک مشہور شہر ہے۔ اہل بلخ نے چار لاکھ اور بعض کہتے ہیں کہ سات لاکھ پر مصالحت کر لی۔ اخف نے بلخ پر اسید بن المنشر کو مقرر کیا اور خود خوارزم کی طرف بڑھے۔ چونکہ اہل خوارزم نے دریائے جیخون کا پل توڑ ڈالا اور کشتیاں بٹا دی تھیں اس وجہ سے اخف مجبور ہو کر بلخ واپس آئے۔ اسید نے صلح و اقرار کے مطابق مال جمع کر رکھا تھا جس کی اطلاع بذریعہ خط ابن عامر کو دی گئی۔

کرمان پر قبضہ: مجاشع بن مسعود اہل کرمان کی بغاوت فرو کرنے پر مامور ہوئے تھے۔ انہوں نے اثناء راہ میں ہمد کو لڑ کر فتح کیا اور ایک قصر بنوایا جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ پھر سیرجان پر پہنچے اور اس کو بھی نہایت مردانگی سے لڑ کر فتح کیا۔ وہاں کے اکثر رہنے والوں کو جلاوطن کر دیا اور جنہوں نے جزیہ دینا منظور کیا ان کو امان دے کر رہنے دیا۔ اس کے بعد بزور تیغ حیرت پر قبضہ حاصل کر کے اطراف و جواب کرمان کو پامال کرتے ہوئے قفقز پہنچے یہاں پر ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ ان میں سے اکثر وہ لوگ تھے جو اطراف و جواب بلاد سے جلاوطن کر دیے گئے تھے۔ عساکر اسلامی نے کمال دلیری سے حملہ کیا۔ ایرانیوں نے جہاں تک انکی قوت نے یاری کی حملہ کو روکا بالآخر شکست اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگے۔ اکثر ایرانی کشتیوں پر سوار ہو کر کرمان اور جہتان چلے گئے ہزار اثناء دارو گیر میں مارے گئے مسلمانوں نے انکے مکانات اور ارضیات پر قبضہ کر لیا۔

جہتان کی فتح: رجب بن زیاد حارثی کو ابن عامر نے جہتان کی لڑائی پر مامور کیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ پس انہوں نے نہایت تیزی سے قطع منازل کر کے قلعہ زائق پر پہنچ کر حملہ کیا اور اس کے دہقان کو گرفتار کر لیا۔ اس نے قیدیہ دے کر اپنے کو چھڑایا اور اہل فارس کی طرح مصالحت کر لی۔ پھر رجب وکر کو بہ صلح فتح کرتے ہوئے زرنج کی طرف بڑھے ایرانیوں نے

مقابلہ کیا۔ ربیع نے پہلی ہی لڑائی میں ان کو شکست دے کر ناسرد و ہشروا کو فتح کر کے زرنج کو گھیر لیا۔ اہل زرنج نے بہت بڑے اہتمام سے مقابلہ کیا۔ بالآخر مسلمانوں نے ان کو بھی شکست دے کر پیچھے ہٹایا۔ مرزبان زرنج نے صلح کی درخواست کی اور صلح کی گفتگو کرنے کے لئے اپنی امان حاصل کر کے حاضر ہوا۔ ربیع نے مقتولین میں سے ایک کی لاش پر بیٹھ کر دوسری لاش پر تکیہ لگایا اور اسی طرح ان کے اور ساتھیوں نے بھی کیا مرزبان زرنج یہ رنگ دیکھ کر رعب میں آ گیا۔ ایک ہزار جام طلائی جن کو ایک ہزار لونڈیاں لئے ہوئے تھیں پیش کر کے مصالحت کر لی۔ اسلامی لشکر اگلے دن وادی سنار کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں وہ قریہ ملا جہاں رستم پہلوان اپنا گھوڑا باندھتا تھا۔ اہل قریہ نے تعرض کیا لڑائی ہوئی اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ پھر ربیع لوٹ کر زرنج میں آئے اور ایک برس کے قیام کے بعد ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ابن عامر کے پاس چلے گئے جس کو اہل زرنج نے نکال دیا اور خراج مقررہ نہ دیا تھا۔ ربیع ڈیڑھ برس تک عامل رہے اس اثناء میں چالیس ہزار مشرکوں کو قید کیا حسن بھری ان کے کاتب تھے۔

زرنج اور جبل زور کی تسخیر: اس کے بعد ابن عامر نے جحمان پر عبدالرحمن بن سرہ کو مقرر کر کے روانہ کیا۔ اہل زرنج نے طویل محاصرے کے بعد مجبور ہو کر دو لاکھ دو سو لاکھ لونڈیاں دے کر مصالحت کر لی۔ عبدالرحمن نے آہستہ آہستہ زرنج اور کش (سرحد ہند) کے درمیانی شہروں اور وکش سے وادی ن اطراف زرنج تک پر کہیں بزدور تیغ اور کہیں بہ صلح و امان قبضہ کر لیا۔ خاص شہر وادی ن میں پہنچ کر جبل زور میں کفار کا محاصرہ کیا کفار نے شک ہو کر صلح کی درخواست کی عبدالرحمن نے مصالحت کر لی۔ زور کے بت خانہ میں داخل ہوئے زور ایک بت کا نام تھا جس کا جسم سونے اور آنکھیں یا قوت کی تھیں عبدالرحمن نے آنکھیں نکال لیں اور ہاتھ کاٹ کر مرزبان سے مخاطب ہو کر بولے ”مجھ کو اس سونے چاندی اور جواہرات سے کوئی غرض نہیں ہے۔ یہ تو لے لے میں نے یہ فعل محض اس لئے کیا ہے کہ تجھ پر یہ امر ظاہر ہو جائے کہ یہ نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔“

کابل و زابلستان کی فتح: اس مہم سے فارغ ہو کر عبدالرحمن نے بلادِ غزنی پر چڑھائی کی۔ کابل و زابلستان بہ صلح و امان

۱۔ جنگ کابل میں اسلامی لشکر کے افسر اعلیٰ عبدالرحمن بن سرہ تھے۔ مقدمہ الجیش عباد بن الحصین کی ماتحتی میں تھا۔ مدتوں محاصرہ کئے ہوئے مخنیفوں سے سبک باری کرتے رہے۔ لیکن کابل کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ کثرتِ سنگ باری سے ایک بہت بڑا راستہ ہو گیا عباد بن الحصین رات بھر لڑتے رہے دشمنانِ اسلام اس راستہ کو بند نہ کر سکے۔ صبح کے وقت اہل شہر ہاتھیوں کا جھنڈ لے ہوئے ہتھکڑیاں لٹکے۔ عبداللہ بن حازم سلمی نے سردار واد بڑھ کر ہاتھی پر حملہ کیا۔ ہاتھی نے ان کو اپنی سوڈ میں لے لیا عبداللہ بن حازم نے ایسی تلوار چلائی کہ سوڈ بدن سے علیحدہ ہو کر جا گری۔ فیل سواروں نے نیزہ چلا دیا۔ عبداللہ بن حازم نے واد خالی دیا سوار پیچھے آ رہے۔ عبداللہ بن حازم نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا جس کو عسا کر اسلامی نے سن کر دہرا دیا۔ فریق مخالف میں ہل چل پڑ گئی۔ بدحواسی کے عالم میں ایسے بھاگے کہ راستہ نہ بند کر سکے۔ لشکر اسلامی قتل غارت کری کرنا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔ ابو جحیف کہتے ہیں کہ ہاتھی کو مہلب نے مارا تھا۔ حسن بھری کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ایک شخص ہزار آدمی کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن میں نے دیکھا کہ عباد بن الحصین ایسے ہی ہیں ”الغرض عبدالرحمن کابل فتح کر کے شنگ کی طرف بڑھے۔ اہل شنگ نے زور صلح کا پیغام دیا۔ عبدالرحمن نے مصالحت کر کے رنج کا رخ کیا اور ایک خون ریز لڑائی کے بعد رنج بھی فتح کر کے زابلستان کی طرف گئے اور اس کو بھی لڑ کر فتح کر لیا۔ اس اثناء میں اہل کابل نے بدعہدی کی۔ عبدالرحمن نے پہنچ کر ان کو پھر زیر کیا۔

فتح ہو گئے۔ پھر (زرخ واپس ہوئے) اور وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ امیر المومنین عثمانؓ کی خلافت میں تزلزل پیدا ہوا۔ انہیں دنوں عبدالرحمن زرخ پر عمیر بن احمر کو اپنا نائب بنا کر مدینہ منورہ چلے گئے۔ عبدالرحمن کے واپس ہوتے ہی اہل زرخ نے عہد شکنی کی اور عمیر بن احمر کو شہر سے نکال دیا۔

ابن عامر کی حج کے لئے روانگی: چونکہ ابن عامر کے ہاتھوں فارس خراسان، کرمان اور حجاز وغیرہ کی فتح کی تکمیل ہوئی تھی۔ اس وجہ سے لوگوں نے کہا جس قدر فتوحات تمہارے زور بازو سے ظہور میں آئے اس قدر اور کسی کو فتح نصیب نہیں ہوئی۔ ابن عامر نے جواب دیا ”بے شک اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھ جیسے ناچیز بندے کے ہاتھ سے اس قدر شہروں کو فتح کیا میں اس شکرے میں اسی مقام سے عمرہ کا احرام باندھ کر روانہ ہوں گا۔“ چنانچہ خراسان پر قیس بن الہشیم کو مامور کر کے نیشاپور سے احرام باندھ کر امیر المومنین عثمانؓ کے پاس آئے اور حج کیا۔ قیس بن الہشیم روانگی کے بعد ابن عامر طخارستان کی طرف گئے اور اس کے شہروں کو بلا کسی روک ٹوک کے اپنے قبضے میں کر لیا۔ البتہ بخارہ والوں نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی قیس نے بزورِ تیغ اس کو بھی فتح کر لیا۔

ولید بن عقبہ کا عہدِ مہم: امیر المومنین عثمانؓ نے اپنے ابتدائے زمانہ خلافت میں ولید بن عقبہ کو بنی تغلب اور جریرے کی حکومت سے تبدیل کر کے کوفہ کی گورنری دی تھی اور اسی زمانہ میں ابو زبید شاعر بھی مع اپنے اعز و اقارب بنو تغلب سے قطعِ تعلق کر کے ولید کے ساتھ کوفہ چلا آیا تھا۔ ابو زبید عیسائی مذہب کا پابند تھا انہیں کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ انہیں کے ساتھ رہا لیکن باوجود مسلمان ہونے کے شراب خوری کی عادت نہ گئی۔ بعض عوام الناس اس کی صحبت کی وجہ سے ولید پر بھی شراب خوری کا الزام لگاتے ہیں۔ اسی اثناء میں قبیلہ ازد کے چند فوجیوں نے خزاعہ کے ایک شخص کو رات کے وقت اس کے گھر میں عدو بنا قتل کر ڈالا۔ ابو شریح خزاعی نے موقع کی شہادت دی۔ ولید نے قاتلوں کو دارالامارت کے دروازے پر سزائے موت دی۔ اس واقعہ سے براہِ نفسانیت قاتلوں کے وراثتِ ولید سے عداوت رکھنے لگے اور یہ لوگ بھی ان لوگوں میں شریک ہو گئے جو ولید کو شراب خوری سے متهم کرتے تھے۔ ایک روز ولید کے مخالفین جمع ہو کر ابن مسعود کے پاس گئے اور ان سے اس واقعہ کو بیان کیا ابن مسعود نے کہا ”ہم اس شخص کی عیب جوئی نہیں کرتے جو ہم سے چھپ کر کوئی کام کرتا ہے۔“ ولید کو اس گفتگو پر غصہ آ گیا۔ ابن مسعود بھی ولید کے اس بے جا غصے سے براہم ہو گئے۔

چند دنوں کے بعد انہیں لوگوں میں سے ایک شخص نے اس شاعر کو مار ڈالا جس کو ولید نے آئے تھے ابن مسعود سے استفہا کیا گیا ابن مسعود نے قاتل کے قتل کا فتویٰ دیا۔ ولید نے قاتل کو قید خانہ میں ڈال دیا چند دنوں کے بعد رہا کر دیا۔ اس واقعہ سے ولید کے مخالفوں کو موقع مل گیا۔ مدینہ منورہ میں امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر ولید کی شکایت کی اور شراب خوری کا الزام لگایا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ولید کو جواب دہی کی غرض سے دربار خلافت طلب کیا۔ شکایت کرنے والوں سے دریافت کیا ”کیا تم نے ولید کو شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے؟“ جواب ملا نہیں۔ لیکن ہم نے اس کو شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے مقدمے میں ثبوت کافی پا کر سعید بن العاص کو درے لگانے کا حکم دیا۔ علیؓ

بن ابی طالب موجود تھے فرمایا ”چادر اتار کر درے لگاؤ“ بعض کہتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب نے اپنے لڑکے حسنؑ کو درے لگانے کا حکم دیا تھا۔ لیکن جب انہوں نے عذر کیا تو عبد اللہ بن جعفر نے درے لگائے جب چالیس درے پر پہنچے تو علیؑ ابن ابی طالب نے کہا بس اب نہ لگاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیقؓ نے چالیس درے مارنے کا حکم دیا تھا اور عمرؓ اسی درے شراب خور کو مارتے تھے اور یہ سب سنت ہے لیکن وہ محبے زیادہ محبوب ہے۔

ولید بن عتبہ کی معزولی: اس واقعہ کے بعد امیر المومنین عثمانؓ نے ولید کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ کو مامور کیا۔ سعید اول کا فر تھا اور حالت کفری میں مرا ابوچچہ اس کی کنیت تھی۔ اس کا بیٹا خالد (سعید ثانی کا چچا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفاء کا والی مقرر کیا تھا۔ جنگ مرج الصفر میں شہید ہوا۔ سعید ثانی نے امیر المومنین عثمانؓ کی گود میں پرورش پائی جب شام فتح ہوا تو تعلیم کی غرض سے معاویہ کے ساتھ رہا۔

پھر امیر المومنین عثمانؓ نے بلا کر عقد کر دیا۔ ایک زمانہ تک آپ کی خدمت میں رہا۔ قریش کے نامی افراد میں سے تھا۔ ۳۳ھ میں امیر المومنین عثمانؓ نے کوفہ کی گورنری پر مامور کیا۔

عراق کی املاک کی فروختگی: سعید کوفہ کو آنے لگے تو اشتر، ابو شہید الغفاری، جعوب بن عبد اللہ اور صعب بن جشمہ بھی کوفہ واپس آئے۔ یہ لوگ ولید کے موافق شہادت دینے کو گئے تھے۔ لیکن بعد کو ان کے مخالف ہو گئے۔ الغرض سعید نے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا۔ خطبہ دیا ہر ایک کی حالت کو غور سے دیکھ کر امیر المومنین عثمانؓ کو اطلاعی رپورٹ بھیجی اہل کوفہ کا انتظام بالکل ناقابل اطمینان ہے۔ ان کا کارخانہ درہم برہم ہے اہل شرف و سابقین اسلام مغلوب ہو گئے ہیں۔ اہل روادف و تابعہ کا دور دورہ ہے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے جواباً لکھا اہل شرف و سابقین اسلام کو ہر طرح فضیلت دی جائے ان کے بعد جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے ہیں ان کا رتبہ قائم کیا جائے اور ان کا حق دیا جائے۔ سعید نے اس خط کو ایک مجمع عام میں پڑھا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ”تم لوگوں کی جو رائے ہو ظاہر کرو“ اہل کوفہ اس امر پر راضی نہ ہوئے اور وہ مجلس یوں ہی ناتمام برخواست ہو گئی۔ سعید نے اس واقعہ کو امیر المومنین عثمانؓ کو مطلع کیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے مشورہ کیا۔ صحابہ نے کہا ”اہل کوفہ سے ایسی باتوں کی امید نہ رکھیں۔ جس کی صلاحیت ان میں نہیں ہے اگر ایسا کریں گے تو فساد برپا ہو جائے گا“۔ امیر المومنین عثمانؓ نے کہا ”اہل مدینہ! میں دیکھتا ہوں کہ فتنہ تمہاری طرف چلا آ رہا ہے میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ میں تمہارا حق پورا پورا کر دوں اور تمہارے حقوق کو عراق کی طرف منتقل کر دوں“۔ صحابہ نے کہا ”یہ کیسے ہو سکتا ہے“۔ امیر المومنین عثمانؓ نے کہا ”تم لوگ اپنی املاک کو جو عراق میں ہے بعض حجاز اور یمن کے جس کے ہاتھ چاہو فروخت کر ڈالو“۔ صحاب نے اس رائے کے مطابق عراق کی جائیدادیں فروخت کر کے خیبر مکہ اور طائف میں جائیدادیں خرید لیں۔ طلحہ مروان، اشعث بن قیس اور بہت سے قبائل کے لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

طبرستان کی فتح: ۳۵ھ میں سعید بن العاص نے طبرستان پر فوج کشی کی۔ اس سے بیشتر مسلمانوں میں سے کسی نے

اس پر حملہ نہیں کیا تھا اور آپ پڑھ آئے ہیں کہ اصہد نے سید بن مقرن سے زمانہ خلافت فاروق اعظم میں کچھ مال دے کر صلح کر لی تھی۔ لیکن اس بیان کے مطابق سب کے پہلے سعید بن العاص نے طبرستان کا رخ کیا ان کے ہمراہ اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک گرو تھا۔ از انجملہ حسن، حسین، ابن عباس، ابن عمر، ابن عمرو، ابن زبیر حذیفہ بن الیمان (رضی اللہ عنہم اجمعین) تھے۔

۱۹ھ میں مرزبان طوس نے سعید بن العاص اور عبد اللہ کو (جس زمانے میں یہ بصرہ میں تھے) لکھا تھا کہ تم میں سے جو قدرت و غلبہ رکھتا ہو خراسان پر آ کر قبضہ کر لے۔ چنانچہ ابن عامر، بصرے سے اور سعید کوفہ سے روانہ ہوئے۔ لیکن ابن عامر سعید کے پہلے نیشاپور پہنچ گئے اس وجہ سے سعید نے طبرستان پر فوج کشی کی تو س پیچھے۔ اہل قوس سے حذیفہ نے فتح کے بعد نہاوند کے صلح کر لی تھی۔ سعید نے جرجان کا رخ کیا مرزبان جرجان نے دولاکھ پر مصالحت کر لی تب سعید نے طمبیہ کی طرف فوج کو بڑھایا۔ طمبیہ دریا کے کنارے سرحد جرجان پر طبرستان کا ایک شہر آباد تھا۔ اہل طمبیہ نے مقابلہ کیا لڑائی کی نوبت آئی۔ سعید نے والی طمبیہ پر تگوار کا ایک ایسا وار کیا کہ وہ کاٹ کر بغل کے نیچے ہو کر نکل گئی۔ لشکر مخالف میدان جنگ سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا۔ سعید نے محاصرہ کر لیا اور مختصمیں نصب کر کے سنگ باری کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ طویل محاصرے کے بعد اہل طمبیہ نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ سعید نے شہر پر قبضہ کر لیا اور سوائے ایک شخص کے سب کو قتل کر دیا۔ طمبیہ سے فارغ ہو کر سعید نے نامنہ کو فتح کیا۔ نامنہ شہر نہ تھا بلکہ صحرا تھا اور یہاں ہی ان کے ساتھ محمد بن الحکم بن ابی عقیل (جد یوسف بن عمرو) کا انتقال ہوا۔

جرجان کی اطاعت۔ اہل جرجان کبھی ایک لاکھ کبھی دولاکھ کبھی تین لاکھ خراج دیتے تھے اور اکثر اوقات خراج بند بھی کر دیتے تھے۔ بعد چندے خراج دینا بالکل موقوف کے خود سر و باقی ہوئے اس وجہ سے خراسان کا راستہ قوس تک خطرناک ہو گیا۔ قافلے فارس سے کرمان اور کرمان سے خراسان کو جانے لگے۔ جیسا کہ قبل فتح قوس تھا۔ یہاں تک کہ قتیبہ بن مسلم خراسان کے والی ہوئے اور انہوں نے یزید بن مہلب کو قوس کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ مرزبان قوس اور اہل جرجان نے حسب شرائط صلح سعید بن العاص، پھر مصالحت کر لی اور انہوں نے ہجرہ دو ہشتان کو فتح کر لیا۔

قرآن مجید کی قرأت میں اختلاف۔ اسی ۳۰ھ میں حذیفہ جنگ رے سے باب کی لڑائی پر عبد الرحمن بن ربیعہ کی کمک کو گئے۔ سعید بن العاص آذربائیجان میں حذیفہ کی آمد کے انتظار میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عبد الرحمن کی وفات کے بعد حذیفہ واپس آئے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں حذیفہ نے باب سے واپس ہو کر سعید بن العاص سے بیان کیا کہ میں نے سفر میں عجیب ماجرا دیکھا ہے کہ ایک شہر والے دوسرے شہر والوں سے قرآن کی قرأت میں اختلاف کرتے ہیں۔ اہل محض کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کو بہ نسبت اور شہر والوں کے زیادہ صحیح و تجوید سے پڑھتے ہیں ہم نے قرآن کی تعلیم مقداد سے حاصل کی ہے۔ اہل دمشق کا بھی اسی قسم کا دعویٰ ہے۔ اہل بصرہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن کی تعلیم ابن مسعود سے پائی ہے۔ ہماری قرأت زیادہ صحیح ہے۔ میرے نزدیک قرآن مجید ایک قرأت و صورت پر جمع کر دیا جائے ورنہ اگر یہی حالت قائم رہی تو سخت

اختلاف واقع ہو جائے گا۔ صحابہ اور تابعین نے جو اس وقت وہاں موجود تھے حذیفہ کی اس رائے سے اتفاق کیا لیکن ابن مسعود کے مقلدوں نے اختلاف کیا۔ نزاع بڑھی تو ابن مسعود سختی سے پیش آئے۔ سعید نے درختی سے جواب دیا سارا جلسہ درہم برہم ہو گیا۔

عہد صدیقی میں قرآن مجید کی کتابی صورت: حذیفہ اس مجلس سے نکل کر سیدھے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کل واقعہ عرض کیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے حذیفہ کی رائے پسند کی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ سے وہ قرآن منگوا بھیجا جو زمانہ خلافت ابوبکر صدیقؓ میں جمع اور مرتب کیا گیا تھا۔ زمانہ خلافت میں جب کہ یمامہ کی لڑائی ہو رہی تھی۔ اس جنگ میں ایک دن میں کئی حفاظ صحابہ شہید ہو گئے تھے۔ اس وقت تک قرآن صرف صحابہ کے سینہ بے کینہ میں تھا فاروق اعظمؓ نے صدیق اکبرؓ کو رائے دی کہ قرآن کا کتابی صورت میں جمع کرالینا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ حفاظ کے فنا ہونے سے قرآن مجید فنا ہو جائے۔ صدیق اکبرؓ نے اس رائے سے اختلاف کیا اور یہ فرمایا کہ ”جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا میں کیسے کروں“۔ لیکن جب اس امر پر غور کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنی پہلی رائے سے رجوع کر کے فاروق اعظمؓ کی رائے سے متفق ہو گئے اور زید بن ثابت کو اس خدمت پر مامور کیا۔ چنانچہ زید بن ثابت نے کاغذ کے پرزوں درخت کے تنوں چھالوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن کو جمع کر کے بصورت موجودہ کتابی صورت میں مرتب کیا۔

مصنف صدیقی کی اشاعت: اس زمانہ سے یہ مصنف کریم صدیق اکبرؓ کے پاس رہا۔ پھر فاروق اعظمؓ کے قبضے میں آیا۔ جب آپ شہید ہو گئے تو ام المومنین حضرت حفصہؓ نے لے لیا۔ حضرت ذوالنورینؓ کے عہد خلافت میں واقعہ مذکورہ پیش آیا تو جناب موصوف نے اس قرآن کو ام المومنین حضرت حفصہؓ سے منگوا لیا اور اس کی نقل پر زید بن ثابتؓ عبد اللہ بن زبیرؓ سعید بن عاصؓ اور عبد الرحمن بن الحارث بن ہشامؓ کو مامور کیا اور یہ ارشاد کیا کہ اگر تم کو کسی لفظ میں اختلاف ہو تو محاورہ قریش کے مطابق لکھنا۔ کیونکہ قرآن انہیں کی زبان میں نازل ہوا ہے پس ان لوگوں نے قرآن مجید کے متعدد نسخے لکھے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے یہی نسخے تمام بلاد اسلامیہ میں بھیج دیے اور حکم دیا کہ اسی پر اعتماد اور بھروسہ کیا جائے اس کے سوا اور جو نسخے تھے وہ جلادیئے گئے۔ کوفہ میں جب یہ قرآن پہنچا تو صحابہ رضی اللہ عنہم بے حد خوش ہوئے لیکن عبد اللہ بن مسعود نے اس قرآن کو لینے سے انکار کیا اور اپنے مقلدوں کو اپنی ہی قرأت رکھا۔

یزید گرد کا فرار: ابن عامر نے بھرے سے نکل کر فارس کا قصد کیا اور اس کو فتح کر لیا۔ یزید گرد ۳۵ھ میں جور سے بھاگ

۱۔ ایک مدت کے بعد جب علی ابن ابی طالبؓ خلیفہ ہوئے اور کوفہ تشریف لائے۔ لوگوں میں مصنف عثمان کا رواج دیا تو ایک شخص نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر امیر المومنین عثمانؓ پر قرآن شریف کی بابت حرف گیری کی امیر علیہ السلام بہت برہم ہوئے اور ڈانٹ کر فرمایا چہ رہ عثمانؓ نے کام بہت اچھا کیا ہے اگر میں اس وقت امیر ہوتا تو میں بھی عثمانؓ کی راہ اختیار کرتا۔

کر اور شیر خیزہ پہنچا۔ ابن عامر نے اس کے تعاقب میں مجاشع بن مسعود کو اور بعض کہتے ہیں کہ ہرم بن حبان یغکر یا عیسیٰ کو روانہ کیا۔ وہ کرمان تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ یزدگرد گھبرا کر کرمان سے خراسان چلا گیا۔ اثناءِ راہ میں سیرجان سے چھ سات کوس کے فاصلے پر برف باری ہوئی۔ مجاشع کے کل ہمراہی مارے گئے صرف مجاشع بچ کر لشکرِ اسلام میں آئے۔ یزدگرد نے جب اسلامی فتوحات کے سیلاب کو دیکھا تو خراسان سے مرو آیا اس کے ہمراہ خرزاد (رستم کا بھائی) بھی تھا۔ لیکن ماہویہ مرزبان مرو کے مشورے سے خرزاد عراق کی طرف لوٹ آیا۔

یزدگرد کا قتل: بعد اس کے یزدگرد نے ترکستان کا ارادہ کیا ماہویہ نے کہا کہ مال و اسباب یہیں چھوڑ جائیے۔ یزدگرد نے اس پر توجہ نہ کی تب ماہویہ نے بخوف غازیان اسلامی ترکوں سے سازش کر لی اور ان کو خفیہ طور سے مرو میں بلا لیا۔ رات کو جب سب سو گئے تو ترکوں نے اٹھ کر یزدگرد کے ہمراہیوں کو ختم کر دیا۔ یزدگرد پیادہ پا دریا سے مرعاب کی طرف بھاگا۔ شام کے وقت ایک گاؤں میں پہنچ کر ایک چکی چلانے والے کے گھر میں چھپ رہا۔ دن بھر کا تھکا ماندہ تھا لیٹتے ہی سو گیا۔ چکی چلانے والے نے اس کی زرق برق پوشاک دیکھ کر قتل کر کے دریا میں ڈال دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ماہویہ نے ترکوں سے سازش نہیں کی تھی بلکہ جب اس کے ہمراہیوں اور اہل مرو سے ان بن ہو گئی اور باہم لڑائی شروع ہو گئی تو یزدگرد بھاگ کر ایک چکی چلانے والے کے مکان میں پناہ گزیں ہوا اور اس نے اس کو مار کر دریا میں ڈال دیا۔ اہل مرو کو اس کی خبر لگ گئی تلاش کرتے ہوئے چکی چلانے والے کے مکان پر آئے اور اس کو گرفتار کر کے قتل کرنے لگے، چکی چلانے والے نے یزدگرد کے قتل کا اعتراف کر لیا۔ تب ان لوگوں نے اس کو اور اس کے اہل و عیال کو قتل کر ڈالا اور یزدگرد کی لاش کو دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر اسطر لائے اور فارس (دخند) میں جو وہاں پر تھا دفن کر دیا۔

یزدگرد کے قتل کی مختلف روایتیں: بعض مورخوں نے یزدگرد کے واقعہ قتل کو یوں بیان کیا ہے کہ معرکہ نہاوند کے بعد یزدگرد بھاگ کر اصفہان پہنچا۔ اصفہان میں ایک رئیس نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ یزدگرد کے دربان نے اس کو جھڑک دیا۔ رئیس نے اس کو پکڑ کر خوب مارا اور بان روتا ہوا یزدگرد کے پاس آیا، یزدگرد کو یہ امر ناگوار گزرا۔ اصفہان سے رے چلا آیا والی طبرستان نے حاضر ہو کر گزارش کی ”میرا ملک موجود ہے آپ شوق سے حکمرانی اور جہاں بانی کیجئے“ یزدگرد نے منظور نہ کیا بدواً شہ ظافر ہو کر سجستان کی طرف چل کھڑا ہوا اور وہاں سے ایک ہزار سواروں کے ہمراہ مرو پہنچا۔ بعض کہتے ہیں کہ چار برس تک فارس میں ٹھہرا رہا پھر وہاں سے نکل کر کرمان آیا۔ دو برس تک وہاں ٹھہرا رہا۔ کرمان کے دہقان سے کچھ روپیہ طلب کیا جب اس نے دینے سے انکار کیا اور اپنے ملک سے نکال دیا تو سجستان چلا آیا اور پانچ برس وہاں ٹھہرا رہا بعدہ خراسان آیا۔ خراسان سے اس قصد سے کہ لشکر جمع کر کے مسلمانوں سے مقابلہ کرے مرو کی طرف روانہ ہوا۔ اس سفر میں فرخ زاد اور مملکت فارس کے دہقانوں کے لڑکے بھی یزدگرد کی رکاب میں تھے۔ یزدگرد نے طلوک چین فرغانہ خزر اور کابل سے مدد طلب کی۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مرو کے قریب پہنچا۔ مرو کے مرزبان کے لڑکے نے یزدگرد کو مرو میں داخل ہونے سے

روک دیا۔

یزدگرد کے سلسلے میں مزید روایات: بعض مورخ کہتے ہیں کہ یزدگرد نے مرو کی حکومت ماہویہ سے چھین کر اپنے برادر زادہ کو دینے کا قصد کیا تھا۔ اتفاق یہ کہ ماہویہ مرزبان مرو اس سے مطلع ہو گیا۔ نیزک طرخان کو ایک ہزار درہم پومیہ پر یزدگرد کے قتل اور مسلمانوں سے مصالحت کرنے پر متعین کیا۔ نیزک طرخان نے یزدگرد کو لکھا مجھ کو تم سے عرب کی بابت کچھ باتیں کرنی ہیں تم مجھ سے تنہا لشکر و فرخ زاد سے علیحدہ ہو کر ملنے کو آؤ۔ یزدگرد نے اپنے ہمراہیوں سے مشورہ کیا فرخ زاد نے تنہا ملنے سے روکا۔ یزدگرد نے کچھ خیال نہ کیا اکیلا نیزک کے پاس چلا گیا نیزک بظاہر کمال عزت سے استقبال کر کے اپنے لشکر میں لے گیا۔ اثناء کلام میں یزدگرد سے کہا کہ اگر تم اپنی لڑکی سے میرا بیٹا کر دو تو میں تمہاری پوری مدد کروں۔ یزدگرد یہ سن کر برہم ہوا اور طیش میں آ کر گالی دے بیٹھا۔ نیزک نے یزدگرد کے سر پر ایک گرز مارا۔ یزدگرد وار خالی دے کر بھاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گھر میں جا کر چھپا تین روز تک بے آب و دانا پڑا رہا، چوتھے روز چکی والے نے کھانا پیش کیا۔ یزدگرد نے کہا ”میں بغیر باجے کے کھانا نہیں کھاتا ہوں“ چکی چلانے والا ایک باجا بجانے والا پکڑ لایا جب اس نے باجا بجا یا تو یزدگرد نے کھانا کھایا۔ کسی بخبر نے جا کر یہ خبر کر دی۔ نیزک نے چکی چلانے والے کے گھر پر چند آدمیوں کو بھیجا کہ اس کو مار کر دریا میں ڈال دیں۔ چکی چلانے والے سے دریافت کیا گیا چکی چلانے والے نے یزدگرد کا پتہ نہ بتلایا۔ لوگ ڈھونڈ کر واپس جا رہے تھے کہ مشک کی خوشبو سے یزدگرد کو پہچان لیا۔ چنانچہ اس کے پاس جو کچھ تھا وہ لے لیا اور اس کا گلا گھونٹ کر دریا میں ڈال دیا۔ اسٹھف مرو نے دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر دفن کر دیا۔

بعض مورخ کہتے ہیں کہ یزدگرد عرب کے پہنچنے سے پہلے کرمان سے مرو کی طرف روانہ ہوا تھا اور چار ہزار کی جمیعت سے طہین و قوہستان کی طرف بڑھا تھا۔ مرو کے پہنچنے سے پوچھتے دو سہ سالار فارس کے ملے جو آپس میں ایک دوسرے کے مخالف تھے۔ ایک نے یزدگرد سے دوسرے کی شکایت کی یزدگرد اس سے دم پٹی میں آ گیا اور دوسرے کے قتل کی فکر میں ہوا۔ اتفاق سے یہ خبر اس کو پہنچ گئی۔ اس نے یزدگرد کی عداوت پر کمر باندھ لی۔ یزدگرد کو جب یہ معلوم ہوا کہ تو بخوف جان بھاگ کر مرو سے دو فرخ کے فاصلے پر ایک چکی چلانے والے کے گھر پر جا چھپا۔ چکی چلانے والے نے اس سے چار درہم طلب کئے۔ یزدگرد نے کہا ”میرے پاس روپیہ پیسہ نہیں ہے لیکن یہ میری پٹی لے لے“ چکی چلانے والے نے کہا ”مجھے درہم کی ضرورت ہے اور تم مجھے پٹی دیتے ہو“ چکی چلانے والے نے اس کے ظاہری لباس سے اسے جھوٹا سمجھ کر مار ڈالا اور لاش کو اسی کے پا جاے میں باندھ کر دریا میں ڈال دیا۔ عیسائی ان مرو نے یہ سن کر ایک جلسہ کیا اور اس کے حقوق سابقہ کے لحاظ سے دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر تاؤس (دخنہ) میں دفن کر دیا۔

ساسانی حکومت کا خاتمہ: یزدگرد کی حکومت میں برس رہی۔ از انجملہ سولہ برس عرب کی لڑائیوں میں مصروف رہا۔ ملوک ساسانی کی حکومت کا سلسلہ اس کے مرنے سے منقطع ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قتیہ نے فتح صفد کے وقت دو عورتیں گرفتار کی تھیں جو محمد بن یزدگرد کی اولاد سے تھیں محمد کی ماں سے یزدگرد نے زمانہ قیام مرو میں تعلق قائم کر لیا تھا۔ پس

اس کے کطن سے بعد موت یزدگرد ذاب اللش پیدا ہوا۔ چونکہ قتل کے بعد یزدگرد پیدا ہوا تھا اسی وجہ سے مخدج کے نام سے موسوم ہوا۔ پھر اس کی اولاد خراسان میں پیدا ہوئی۔ تھیبہ نے ان دونوں عورتوں کو جو اس کی نسل سے تھیں حجاج کے پاس بھیجا اور حجاج نے دونوں یا ان میں سے ایک کو ولید کے پاس بھیج دیا جس کے کطن سے یزید ناقص بن ولید پیدا ہوا۔

ترکوں کی پورش: ترک اور خزرج کا یہ اعتقاد تھا کہ مسلمانوں کو کوئی شخص نہیں مار سکتا اور یہ اعتقاد اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ اس سے پیشتر جن لڑائیوں میں مسلمانوں کا ان سے مقابلہ ہوا تھا۔ ان میں مسلمانوں میں سے ایک شخص بھی معرکہ جنگ میں نہیں مارا گیا تھا۔ ترکوں میں اس کی بابت مشورہ ہوا اور بہ خیال تجربہ کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھے اتفاق سے یہ تدبیر ان کی کارگر ہوئی دو ایک مسلمان اس حکمت عملی سے مارے گئے۔ ترکوں کو اس سے ایک جوش پیدا ہو گیا گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی۔ مسلمانوں کے مقابلے و مقاتلے پر جری ہو گئے ان دنوں عبدالرحمن بن ربیعہ حدود ارمینہ پر باب تک حکمرانی کر رہا تھا اس نے اپنی طرف سے بہ منظوری دار الخلافہ سراقہ بن عمرو کو مقرر کیا تھا۔ بلاخزر پر یہ اکثر فوج کشی کرتے تھے چنانچہ زمانہ خلافت عثمان بن عفانؓ ۳۳ھ میں بھی حسب دستور سابق بلخ پر چڑھائی کی۔ امیر المومنین عثمان نے ان کو اس فوج کشی سے روکا لیکن وہ جوش مردانگی میں بڑھتے چلے گئے واپس نہ ہوئے۔ ترکوں میں واقعہ گزشتہ سے گونہ دلیری پیدا ہو گئی تھی۔ نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع ہوئی۔ عبدالرحمن بن ربیعہ شہید ہو گئے جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

کوفیوں اور شامیوں میں ٹکرار: شہادت کے بعد عبدالرحمن بن ربیعہ کے اسلامی لشکر دو گروہوں پر منقسم ہو گیا۔ ایک گروہ باب کی جانب گیا۔ اثناء راہ میں سلمان بن ربیعہ پر ملاقات ہو گئی جس کی وجہ سے یہ بچ گیا ان کو سعید بن العاص نے حسب الکلم امیر المومنین عثمانؓ کو فہ سے مسلمانوں کی امداد پر روانہ کیا تھا دوسرے گروہ نے جیلان و جرجان کا راستہ اختیار کیا اس گروہ میں سلمان فارسی اور ابو ہریرہ بھی تھے۔ اس کے بعد سعید بن العاص نے سلمان بن ربیعہ کو بجائے اس کے بھائی کے باب کا والی مقرر کیا اور ان کے ہمراہ ایک لشکر اہل کوفہ کا روانہ کیا۔ جس کے سردار حذیفہ بن الیمان تھے۔ ان کی کمک پر امیر المومنین عثمانؓ نے شام کا لشکر بسر کر دیا حبیب بن مسلمہ روانہ فرمایا۔ سلمان بن ربیعہ کل عساکر اسلامی کے سردار مقرر کئے گئے جس وقت یہ دونوں لشکر یکجا ہوئے کوفیوں اور شامیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ حبیب بن سلمان کی امارت سے انکار کیا گیا۔ یہ پہلی مخالفت تھی جو لشکر کوفہ و شام میں واقع ہوئی۔ اس واقعہ کے بعد حذیفہ متواتر تین لڑائیاں لڑے۔ آخری لڑائی زمانہ شہادت امیر المومنین عثمانؓ میں ہوئی۔

قارن کا خروج: ۳۲ھ کے آخر میں خراسان پر ترکوں نے پورش کی۔ اہل بادامیں ہرات اور قوہستان نے ان کا ساتھ دیا۔ چالیس ہزار کی جمعیت سے قارن بادشاہ ترک خراسان کی طرف بڑھا۔ خراسان میں ان دنوں قیس بن الہشیم سلمی عہدہ گورنری پر تھے ان کو ابن عامر نے اس زمانہ میں مقرر کیا تھا جب کہ وہ حج کو جا رہے تھے۔ ان کے ہمراہ قیس کے پچاس زاد بھائی عبداللہ بن حازم بھی تھے۔ انہوں نے ابن عامر سے درخواست کی کہ ”مجھ کو یہ لکھ دو کہ جب خراسان سے قیس علیحدہ ہوں تو میں اس کا گورنر ہوں“۔ ابن عامر نے اس کی درخواست کے مطابق یہ عہد نامہ لکھ دیا۔ پس جب ترکی قوہیں اطراف

خراسان میں آگئیں تو قیس نے عبداللہ بن حازم سے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ جواب دیا ”میرے نزدیک آپ خراسان سے سبک دوش ہو کر چلے جائیے کیونکہ میں اس کا امیر ہوں۔“ ابن عامر نے اس کی امارت کی سند مجھے عطا کی ہے۔“ عبداللہ بن حازم نے یہ کہہ کر ابن عامر کا لکھا ہوا پروانہ دکھایا۔ قیس خاموش ہو کر ابن عامر کے پاس چلے آئے۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حازم نے مشورہ دیا تھا کہ ترکوں کا لشکر زیادہ ہے اور ہم لوگ تھوڑے ہیں بہتر ہوگا کہ تم خود ابن عامر کے پاس بغرض استعداد چلے آؤ۔ جب قیس روانہ ہوئے تو عبداللہ بن حازم نے اپنی سند دکھائی جس میں لکھا تھا کہ بحالت غیر موجودگی قیس، عبداللہ بن حازم امیر خراسان سمجھے جائیں۔

قارن کی شکست و خاتمہ: عبداللہ بن حازم نے چار ہزار فوج لے کر ترکوں کا مقابلہ کیا۔ جب دونوں لشکروں کی ایک کھلے میدان میں ٹڈ بھيڑ ہوئی تو عبداللہ بن حازم نے کچھ سوچتے ہوئے آدمیوں کا ایک سر یہ مرتب کر کے ترکوں پر شب کے وقت حملہ کا اراد کیا اور بقیہ لشکر کو حکم دیا کہ نیزوں پر کپڑا لپیٹ کر تیل سے تر کر کے روشن کر لیں۔ ترکوں نے چاروں طرف مشعلیں روشن دیکھ کر ہمت ہار دی۔ ابن حازم نے ان کو ہر طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی۔ قارن بادشاہ ترک مارا گیا۔ ترکی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ عسا کر اسلامی نے تعاقب کیا۔ سینکڑوں ہزاروں کو قتل و قید کیا۔ فتح پابی کے بعد ابن حازم نے ابن عامر کے پاس مژدہ فتح بھیجا۔ ابن عامر خوش ہو گئے اور خراسان کی حکومت پر ابن حازم کو بحال رکھا یہاں تک کہ واقعہ حمل پیش آیا۔ اس زمانہ میں ابن حازم بصرہ چلے آئے اور اہل بصرہ ابن حازم کی لڑائی کے بعد بلاؤ خراسان میں اپنے مخالفوں سے برابر جنگ و جدال کرتے رہے اور بغاوت کے فرو کرنے کو اپنا مذہبی شعار سمجھتے رہے۔

باب : ۱۸

فتنہ اور بغاوت

سابقین اولین اور متاخرین مسلمان : جس وقت اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو کامل فتح عنایت فرمائی اور ملت اسلامیہ کے قبضہ میں اکثر ممالک آ گئے۔ اس وقت اہل عرب نے ان لوگوں میں جو بصرہ، کوفہ، شام اور مصر میں رہتے تھے بود و باش اختیار کر لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت سے ممتاز اور ان کے پورے پورے مقلد اور مسلمانوں کے ہادی، مہاجرین، انصار، قریش اور اہل حجاز تھے۔ یہی لوگ اس دولت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے تھے۔ باقی عرب بنی بکر بن وائل، عبد القیس، ربیعہ، ازد، کندہ، تمیم، اور قضاعہ وغیرہ اس عزت و شرف سے ممتاز نہ تھے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس صحبت نصیب نہیں ہوئی تھی اور اگر کسی کو ان میں سے کچھ صحبت نصیب بھی ہوئی تھی تو نہایت مختصر۔ مگر فتوحات میں انہیں کا زیادہ حصہ تھا۔ اسی وجہ سے وہ اپنے کو سابقین صحابہ کرام سے افضل اور اپنے حقوق کو فائق سمجھتے تھے۔

صحابہ کبار کی برتری کا احساس : عام لشکر کشی کے زمانے میں انہیں اس کا چنداں احساس نہ ہوا۔ لیکن فتوحات و کامیابی حاصل ہونے کے بعد جب مصلحتاً سلسلہ فتوحات کو روکنا پڑا تو وہ اس امر کو محسوس کر کے کہ ان پر مہاجرین، انصار، قریش اور ان کے علاوہ اور قبائل کے لوگ حکومت کر رہے ہیں دل ہی دل میں کشیدہ ہونے لگے۔ اتنے میں امیر المومنین عثمانؓ کا آخری زمانہ خلافت آ گیا۔ پس ان لوگوں نے زبان طعن و تشنیع والیاں ممالک اسلامیہ پر کھول دی۔ امیر المومنین عثمانؓ کے تعمیل احکام میں سستی کرنے لگے اور ان کے انتظامات پر حرف گیری کرنے لگے۔ کبھی کسی گورنر کی تبدیلی کی درخواست کرتے اور کبھی کسی عامل کی معزولی کی التجا کرتے غرض ہر طرح سے امیر المومنین عثمانؓ کی رائے کی مخالفت پر تل گئے۔

تحقیقاتی کمیشن : ان سرگوشیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذوالنورینؓ کے متعین کی طرف سے بددلی پیدا ہو گئی۔ گورنران کے صوبہ جات پر ظلم اور بے جا کارروائیوں کے الزامات قائم ہونے لگے زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ مدینہ میں صحابہ کے کانٹوں تک بھی یہ باتیں پہنچ گئیں جس سے وہ لوگ بھی مشکوک و مشتبہ ہو گئے اور اکثر در پردہ اور کبھی کسی وقت علانیہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے امراء کی معزولیت کی نسبت گفتگو کرنے لگے۔ صحابہ نے حضرت عثمانؓ کو اس امر پر مجبور کیا کہ مختلف ممالک کے امراء کے پاس آدمیوں کو بھیج کر ان کے صحیح حالات دریافت کرائیں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ کوفہ کی طرف، اسامہؓ بن زید بصرہ کی طرف

عبداللہ بن عمر شام کی طرف، عمار بن یاسر مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ علاوہ ان کے اور لوگ بھی دریافت حال کی غرض سے مختلف شہروں میں بھیجے گئے۔ سب نے واپس ہو کر بیان کیا کہ ہم نے نہ تو کوئی کارروائی خلاف شرع اعمال کی دیکھی ہے اور نہ عوام الناس میں کسی قسم کا چرچا سنا لیکن عمار بن یاسر کو بعض مقصد پر دازگروہ نے اپنی طرف مائل کر لیا اور حکمت عملی اپنا ہم توا بنالیا۔

عبداللہ بن سبا کا ظہور: مقصد پر دازوں میں نمایاں عبداللہ بن سبا معروف بہ ابن السواء تھا۔ جو اس سے پیشتر یہودی مذہب رکھتا تھا اور زمانہ خلافت امیر المومنین عثمانؓ میں مدینہ آ کر بطمع مال و زر ایمان لایا مگر سچا و پکا دین دار نہ ہوا۔ اہل بیت کی محبت کی آڑ میں لوگوں کو امیر المومنین عثمانؓ اور شیخین رضی اللہ عنہم کے خلافت اکسانا اور ان حضرات کے خلاف بہتان تراشتا رہا۔ اہل بصرہ اس خباثت سے مطلع ہوئے تو انہوں نے عبداللہ کو نکال باہر کیا۔ کوفہ پہنچا جب وہاں سے بھی شہر بدر کیا گیا۔ شام آیا اور شام سے شہر بدر ہو کر مصر پہنچا۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ پر اکثر طعن و تشنیع کرتا اور خفیہ طور سے اہل بیت کی دعوت دیتا اور کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر واپس آئیں گے۔ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم واپس آئیں گے اور علیؓ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عثمانؓ اور ان کے پہلے ابو بکرؓ اور عمرؓ نے جبراً و غصباً بغیر کسی استحقاق کے خلافت حاصل کی۔ غرض لوگوں کو اسی قسم کی تعلیم دیتا اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ اور ان کے اعمال کے خلاف برا بھونچتا کرتا یہاں تک کہ بعض بعض شہروں میں اکثر عوام الناس ان باتوں کی طرف مائل ہو گئے اور باہم اس کی بابت خط و کتابت ہونے لگی اسی گروہ کے ساتھ خالد بن مخجمؓ سودان بن حمران اور کنانہ بن بشر تھے پس ان لوگوں نے عمار کو مدینہ جانے سے روک دیا۔

حضرت ابوذرؓ اور عبداللہ بن سبا: منجملہ ان امور کے جن سے لوگوں کو امیر المومنین حضرت عثمانؓ سے کشیدگی پیدا ہوئی۔ ابوذرؓ کا شام سے اور پھر مدینہ سے زبدہ کی طرف شہر بدر کرنا تھا۔ ابوذرؓ میں ورع و تقویٰ اعتدال سے زیادہ تھا لوگوں سے دینی اور دنیاوی امور میں سختی سے پیش آتے تھے۔ ان کا قول تھا کہ کسی شخص کے پاس ایک دن سے زیادہ کھانا نہ ہونا چاہئے اور جو شخص اس سے زیادہ مال اپنے پاس رکھے گا وہ قیامت کے دن حسب و عید قرآن مجید: ﴿الَّذِينَ يَكْنُزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ عَظِيمٍ﴾ عذاب الہی میں گرفتار ہوگا۔ اس اثناء میں ابن سبا شام میں آ گیا اور ابوذرؓ کا یہ رنگ دیکھ کر ان پر یہ روغن قاز ملا کہ ”معاویہ مسلمانوں کے مال و اسباب سے اپنا گھر بھر رہے ہیں اور جو مال مسلمانوں کا بیت المقدس میں ہے اس کو اللہ کا مال بتلاتے ہیں اس سے مقصود ان کا یہ ہے کہ مسلمانوں کا حق اس مال پر سے

۱۔ ابوذرؓ کا اخراج شام و مدینہ سے زبدہ کی طرف منجملہ میں ہوا تھا۔ لوگوں کا یہ خیال کرنا کہ معاویہ نے شام سے اور امیر المومنین عثمانؓ نے مدینہ سے ابوذرؓ کو بلا کسی سبب سے نکال دیا تھا شخص بے اصل و بے بنیاد ہے اولاً کتب تواریخ و نقل ثقافت اس کی شہادت نہیں دیتیں ثانیاً بعض تقدیر اگر یہ واقعہ صحیح مان بھی لیا جائے تو عثمانؓ بن عفان مسلمانوں کے امیر و امام تھے ان کو یہ حق حاصل تھا کہ مسلمانوں کو ادب سکھاتے تو ایسے واقعات کو امام کے حق میں طعن و تشنیع کا سبب ٹھہرا لینا نہایت نازیبا ہے۔

۲۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں تو (اے رسول) ان کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے۔

ختم کر دیں تاکہ بے فکری کے ساتھ اس کو اپنے تصرف میں لائیں۔ ابوذرؓ یہ سبق حاصل کر کے معاویہ کے پاس آئے اور یہ اعتراض پیش کیا۔ معاویہ نے کہا آئندہ میں مال المسلمین ہی کہوں گا لیکن بایں ہمہ ابوذرؓ ابن سبا کے فریب میں آ کر امیر معاویہ کے خلاف لب کشائی کرتے رہے۔ پھر ابن سبا، ابوالدرداء اور عبادۃ بن الصامت کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی گفتگو کی۔ ابوالدرداء نے ڈانٹ کو اپنے پاس سے نکال دیا۔ عبادۃ بن الصامت اس کو پکڑے ہوئے معاویہ کے پاس لائے اور کہا ”واللہ اسی شخص نے ابوذرؓ کو تمہاری مخالفت پر آمادہ کیا ہے اور ان کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔“

حضرت ابوذرؓ کی طلبی: رفتہ رفتہ جب لوگوں نے ابوذرؓ کی شکایتیں کرنا شروع کیں تو معاویہ نے امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں ان کی شکایت لکھ بھیجی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ان کو طلب کر کے المل شام کی شکایت کی وجہ دریافت فرمائی۔ ابوذرؓ نے واقعات بتلائے۔ فرمایا ”اے ابوذر! یہ بالکل ناممکن ہے کہ عوام الناس کو زہد و ورع کا اس سختی کے ساتھ پابند کیا جائے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ شریعت عزا کے خلاف وہ کوئی کام نہ کرنے پائیں اور میں ان کو حتی الامکان صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت کروں گا۔“ ابوذرؓ نے کہا واللہ میں امراء اور دولت مندوں سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک وہ اپنے مال و اسباب کو اپنے پڑوسیوں، اعزہ اقارب و دوستوں پر وقف نہ کر دیں۔ کعب اخبار بول اٹھے ”جس نے اپنے فرائض ادا کر دیئے اس نے گویا کل حقوق اللہ کے ادا کر دیئے۔“ ابوذرؓ نے لپک کر کعب کو مارا اور سخت و مسست کلمات سے مخاطب کر کے کہا ”اے یہودی کے بچے تو اور اس مسئلہ میں گفتگو کرتا ہے؟“ امیر المومنین عثمانؓ کو ابوذرؓ کی یہ زیادتی سخت ناگوار گزری۔ لیکن علم و حیا سے کچھ نہ بولے کعب اخبار نے امیر المومنین عثمانؓ کو جخل دیکھ کر ابوذرؓ کی حرکات سے درگزر کیا۔

حضرت ابوذرؓ کو زبدہ جانے کی اجازت: اس کے بعد ابوذرؓ نے امیر المومنین عثمانؓ سے مدینہ سے چلنے جانے کی اجازت طلب کی اور یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس وقت مدینہ سے چلے جانے کا حکم دیا ہے جس وقت تعمیر مکانات سلع تک پہنچ جائے امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی اس کے ایک اونٹ اور دو خدمت گار مرحمت فرمائے اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ ابوذرؓ نے زبدہ میں پہنچ کر ایک مسجد بنائی اور وہیں رہنے لگے۔

افریقہ کے خمس کا واقعہ: امیر المومنین عثمانؓ کے مخالفوں نے ایک یہ الزام بھی قائم کیا تھا کہ آپ نے مروان کو افریقہ کا خمس دے دیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ مروان نے اس کو پانچ لاکھ کی قیمت دے کر خرید لیا تھا اور امیر المومنین عثمانؓ نے قیمت وصول کر کے بیت المال میں جمع کرا دی تھی۔

منی میں زائد رکعت پڑھنے کا الزام: منجملہ ان امور کے جن سے مخالفوں کو موقع عہد شکنی اور مخالفت کا ملایا بھی تھا کہ امیر المومنین عثمانؓ نے ایک اذان جمعہ میں زیادہ کر دی تھی اور منی و عرفہ میں نیپوری نماز پڑھی تھی۔ حالانکہ رسول اللہ صلی

۱۔ یہ واقعہ ۳۷ھ کا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے عہد خلافت میں خطبے کے وقت ایک ہی اذان ہوتی تھی۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں آدیوں کی کثرت کی وجہ سے قبل خطبہ کے مقام زوراء میں ایک اذان کا اضافہ کر دیا۔

۲۔ یہ واقعہ ۲۹ھ کا ہے۔ اس سنہ میں امیر المومنین حضرت عثمانؓ حج کو گئے اور مقام منی میں خیمہ نصب کرایا یہ پہلا خیمہ تھا جو اسام میں مقام منی میں نصب کیا گیا۔ اس واقعہ سے لوگوں نے کھلم کھلا امیر المومنین عثمانؓ پر حرف گیری کرنی شروع کی۔

اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور عہد شیخین (رضی اللہ عنہما) کے دور خلافت میں نماز قصر کی جاتی تھی۔ عبدالرحمن بن عوف نے اعتراض کیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور شیخین کے غلوں کو بطور حجت پیش کیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان نے جواب دیا یمن کے بعض حاجیوں کو میرے دور رکعت نماز پڑھنے سے غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مقیم کی نماز بھی یہاں پر دو ہی رکعتیں ہیں اس وجہ سے میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں۔ علاوہ برائیں مکہ میں میرے اہل و عیال اور طائف میں میرا مال ہے میں مقیم کے حکم میں ہوں۔ عبدالرحمن نے کہا یہ عذر قابل پذیرائی نہیں ہے تمہاری بیوی مکہ میں ہے وہ تمہارے قیام سے مقیم نہیں ہوئی اور اگر سفر کرو گے تو وہ سفر کرے گی اور جو تمہارا مال طائف میں ہے یہاں سے طائف تین شیعوں کی مسافت پر ہے اور جس مسافت پر قصر لازم آتا ہے اس سے یہ زیادہ ہے۔ باقی رہی حجاج یمن کی حجت پس انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اور آپ کے بعد شیخین کے دور خلافت میں یہاں پر قصر کیا ہے اور اسلام کی تکمیل اسی زمانہ میں ہو چکی ہے۔ امیر المومنین عثمان نے کہا میری یہی رائے ہے اور میرے نزدیک یہی مناسب ہے۔ پس صحابہ کرام میں سے بعض بزرگوں نے امیر المومنین عثمان کی اتباع کی اور بعض نے مخالفت کی۔

رسول اکرم کی انگشتی: مجاہد ان امور کے جن سے لوگوں کے قلوب پر حاش پرمائل ہوئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی انگشتی کا امیر المومنین عثمان کے ہاتھ سے چاہ اربس میں جو مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر تھا گر جانا تھا بہت تلاش کیا گیا لیکن انگوشی نہ ملی۔

کوفہ میں حضرت عثمان کی مخالفت: وہ حوادث جو امیر المومنین عثمان کے دور خلافت میں واقع ہوئے۔ ان میں سے اک ولید بن عقبہ کا واقعہ تھا جس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ان کو بہ جرم شراب خواری معزول کر کے بجائے ان کے سعید بن العاص کو مامور فرمایا۔ دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ سعید نے کوفہ میں پہنچ کر رؤسا و شہر اور اہل قادیہ سے بے حد مراسم بڑھائے۔ سعید نے یہاں مالک بن کعب ارجبی، اسود بن یزید، عاتکہ بن قیس غنمی، ثابت بن قیس ہمدانی، جب ابن زبیر غامدی، حب بن

عبدالرحمن بن عوف یہ جواب پا کر "میری رائے یہی ہے اور میں یہی مناسب سمجھتا ہوں"۔ امیر المومنین عثمان کے پاس سے باہر آئے اتفاق سے ابن مسعود مل گئے۔ دریافت کیا عبدالرحمن نے جواب دیا "جو تم جانتے ہو اور جو دیکھا ہے اس پر عمل کرو" یعنی دو رکعتیں پڑھو۔ ابن مسعود نے کہا "امیر کی رائے کے خلاف کرنا شر ہے میں نے تو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چار رکعتیں پڑھی ہیں۔ عبدالرحمن یہ سن کر بولے میں نے تو دو ہی رکعتیں پڑھی تھیں لیکن اب چار پڑھوں گا"۔

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ عجم کو دعوت اسلام کا خط لکھنے لگے تو لوگوں نے سفارش کی کہ لوگ عجم کسی خط کو جب تک اس پر چہرہ نہ ہو قبول نہیں کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی انگوشی بنوا کر انگلی میں پھنسی اور اسل امین آئے اور لوہے کی انگوشی پہننے سے منع کیا۔ تب آپ نے تانبے کی انگوشی بنوائی اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوشی بنوائی۔ اس کا نقش تین سطروں میں تھا پہلی سطر میں محمد لکھا ہوا تھا۔ دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ لکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تازمانہ وفات اسی سے مہر کرتے رہے۔ آپ کے بعد ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق مہر کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ بعد عثمان بن عفان کے ہاتھ میں یہ انگوشی آئی اور چھ برس تک ان کے ہاتھ میں رہی اور یہ اس سے مہر کرتے رہے۔ ۳۰ھ میں چارہ اربس جب کھود جا رہا تھا اس کے کنارے پر کھڑے ہوئے عثمان بن عفان انگوشی انگلی سے نکال اور پھینک رہے تھے کہ اتفاق سے چھت کر کنویں میں گر پڑی۔

کعب ازوی عروہ بن الجعد عمرو بن الحنف خزاعی صعصعہ وزید پسران صوحان ابن الکوثر کسبل بن زیاد عمیر بن صناعی اور طلحہ بن خویلد وغیرہ کی آمد و شد شروع ہوئی۔ رات کو صحبت گرم ہوا کرتی تھی مذاق اور لطیفہ گوئی ہوئی۔ کبھی عرب کے انساب اور اسلام کی ترقی و عروج کے تذکرے ہوتے گاہ گاہ مذاق مذاق میں نوبت طعن و تشنیع اور سخت کلامی کی پہنچ جاتی تھی۔ ایک روز سعید نے کہا: هذا السواد بستان قریش۔ اشتر نے جواب دیا: ”جس سواد کو اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کے زور سے فتح کیا ہے تم اس کو اپنا اور اپنی قوم کا بستان خیال کرتے ہو“ اشتر کے اس جواب سے حاضرین برافروختہ ہو گئے۔ شور و غل بڑھا، عبدالرحمن اسدی (سعید بن العاص کا افسر اعلیٰ پولیس) نے لوگوں کو شور و غل مچانے اور لا حاصل تقریریں کرنے سے منع کیا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد سعید نے دربان مقرر کیا اور رات کی قصہ و حکایات کی صحبت برخواست کر دی۔

مخالف گروہ کا کوفہ سے اخراج: لوگوں میں دربان مقرر کرنے اور تفریحی صحبت برخواست کرنے کی وجہ سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ جہاں کہیں دو چار آدمی یک جا ہوتے امیر المومنین عثمان اور سعید کی برائیاں اور عیب جوئی کرتے۔ بازار یوں اور عوام کا ایک گروہ ان کے پاس جمع ہو جایا کرتا۔ سعید اور اکثر اہل کوفہ نے اس گروہ کے اخراج (شہر بدر) کرنے کی بابت امیر المومنین عثمان کو لکھا حکم آیا ”ان لوگوں کو معاویہ کے پاس شام بھیج دو“ اور معاویہ ”کو لکھا“ چند لوگ جو فتنہ و فساد کے لئے مخلوق ہوئے ہیں تمہارے پاس بھیجے جاتے ہیں تم ان کی نگرانی اور اصلاح کرو پس اگر وہ اصلاح پذیر ہو جائیں تو بہتر ہے ان کو اپنے پاس رکھ لو اور اگر وہ تم کو عاجز کر دیں تو ان کو میرے پاس بھیج دینا۔“

امیر معاویہ اور صعصعہ میں تلخ کلامی: معاویہ نے ان لوگوں کو عزت و احترام کے ساتھ ٹھہرایا۔ جو وظائف اور تنخواہیں ان کو عراق میں ملتی تھیں وہی بدستور جاری رکھیں اپنے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھلانے لگے ایک روز تذکرہ معاویہ نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ”تم لوگ شرفاء عرب ہو اور سمجھ دار و ذی ہوش ہو۔ اسلام کی وجہ سے تم کو شرافت حاصل ہوئی بڑے بڑے گردن کشوں پر تم غالب آئے ان کے ملکوں پر قابض ہوئے میں نے سنا ہے کہ تم لوگ قریش پر الزام لگاتے ہو؟ اگر قریش نہ ہوتے تو تم لوگ ذلیل و خوار رہتے یا در کھو تمہارے آئینہ تمہارے سپر ہیں پس اپنے سپر کو توڑنے کی فکر نہ کرو اور بے شک تمہارے آئینہ تمہاری زیادتیوں کو برداشت اور تمہارے حقوق کو ادا کرتے ہیں واللہ اگر تم ان سے منحرف ہو جاؤ گے تو تم کو اللہ تعالیٰ ضرور کسی بلا میں مبتلا کر دے گا جس کو تم برداشت نہ کر سکو گے تم حالت حیات اور بعد وفات میں بھی ان کے شریک و سہم ہو۔“ صعصعہ نے جواب دیا ”اے امیر! تم نے قریش کا جو ذکر کیا ہے تو وہ کسی زمانے میں بہ لحاظ مردم شماری ہم سے زیادہ نہ تھے اور نہ جاہلیت میں ان کا کوئی قابل لحاظ رعب و داب تھا جس سے تم ہم کو ڈراتے ہو اور جو تم نے یہ کہا کہ وہ تمہارے سپر ہیں تو جب سپر ٹوٹ جائے گی تو ہم خود سیدہ سپر ہو جائیں گے۔“ معاویہ نے کہا ”اب میں نے تم کو پہچانا اور میں نے سمجھ لیا کہ تمہاری کم عقلی نے تم کو اس امر پر مغرور کیا ہے۔“

معاویہ اس قدر کہہ کر خاموش ہو رہے۔ لیکن صعصعہ ان کے تیور چڑھے دیکھ کر پھر بولے ”تو ان کا خطیب و پیشوا ہے میں تجھ میں بھی عقل کا مادہ نہیں پاتا اور نہ تجھ میں اسلام کی محبت دیکھتا ہوں تو مجھے حلا کہ تیری قوم کی شان کو کس نے بڑھایا؟ یہ تجھ کو معلوم نہ ہوگا لے تجھے میں بتلاتا ہوں کہ اسلام و جاہلیت میں دونوں زمانوں میں قریش کو عزت اللہ تعالیٰ نے دی تھی اور

یہ عزت کثرت اور قوت کی وجہ سے نہیں ہے۔ اللہ جل شانہ نے ان کو عزت و حرمت عنایت فرمائی، ان کو بامروت صحیح النسب، ذی شعور پیدا کیا اور ان کو اپنے گھر کا محاورا اپنے حرم کا محافظ بنایا۔ پس کیا تمہارے ملک و قوم میں کوئی عربی، عجمی، سیاہ سرخ ایسا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ عزت و حرمت فرمائی ہو۔ جب تمام دنیا میں کفر و الجاد پھیل گیا تو اللہ تعالیٰ نے قریش میں ایک نبی مبعوث کیا جس نے کفر و بت پرستی کی سیاہی دور کر کے توحید و حق پرستی کے نور سے دنیا کو روشن کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پاک و مقدس نبی کے لئے اصحاب جو منتخب فرمائے وہ بھی قریش ہی ہیں جس سے اسلام کی بنا مضبوط ہوئی اور بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منصب خلافت سے وہ سرفراز ہوئے اور بے شک وہ اسی کے سزاوار اور لائق تھے تم لوگ بالکل بے عقل و بے شعور ہو۔

مخالف گروہ کی دمشق سے روانگی: معاویہ تقریر فرما کر خاموش ہو رہے۔ صحنہ اور اس کے ہمراہی چلے آئے آمد و رفت بند کر دی۔ چند دنوں کے بعد معاویہ نے ان لوگوں کو بلوایا اور سمجھایا جب راستی پر آتے نظر نہ آتے تو جھلا کر کہا تمہارا جہاں جی چاہے تم چلے جاؤ تمہاری ذات سے اللہ تعالیٰ نہ کسی کو نفع پہنچائے گا نہ نقصان اور اگر تم نجات کے خواہاں ہو تو جماعت کو نہ چھوڑو اور کفر ان نعمت نہ کرو میں تمہاری بابت امیر المومنین عثمان کی خدمت میں یہ لکھوں گا۔ وہ لوگ یہ سن کر خاموش ہو رہے اور معاویہ نے امیر المومنین کی خدمت میں یہ رپورٹ بھیجی ”میرے پاس چند ایسے لوگ آئے ہیں جن میں نہ عقل ہے نہ ان کو دین کا پاس ہے۔ انصاف و حق سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہے البتہ فتنہ پردازی اور حسد و بعض نے ان کو رنج میں ڈال رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کسی بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے سوائے فتنہ و فساد کے ان کا کوئی کام نہیں ہے ان سے نیکی کی امید کم اور برائی کا اندیشہ زیادہ ہے۔“

عبدالرحمن بن خالد کی سرزنش: یہ گروہ دمشق سے نکل کر بے قصد جزیرہ روانہ ہوا۔ اشعار راہ میں حصص پڑتا تھا۔ عبدالرحمن بن خالد بن ولید وہاں کے گورنر تھے انہوں نے ان کو اپنی مجلس میں بلوایا اور ڈانٹ کر بولے ”اے شیطانی گروہ! تم کو چین و آرام کی صورت دیکھنا نصیب نہ ہو شیطان تو خائب و خاسر ہو گیا ہے لیکن تم لوگ اس وقت اسی خواب و خیال میں ہو۔“ عبدالرحمن کا برا ہوا اگر اس نے تمہاری سرکوبی نہ کی میں نہیں جانتا کہ تم عرب ہو یا عجم؟ ان لوگوں نے اس کا جواب کچھ نہ دیا۔ عبدالرحمن نے ان کو اپنے پاس ٹھہرایا اور ایسا سختی کا برتاؤ کیا کہ یہ لوگ مرعوب ہو کر کہنے لگے ہم اپنے افعال سے رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتے ہیں۔ اشتر امیر المومنین عثمان کی خدمت میں تابع ہو کر حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا کہاں جانا چاہتے ہو؟ عرض کیا عبدالرحمن بن خالد کے پاس احکم ہوا اچھا جاؤ۔ چنانچہ اشتر اس گروہ کی طرف پھر واپس آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ گروہ پھر معاویہ کے پاس واپس آیا تھا معاویہ سے اور اس گروہ سے بحث و مباحثہ ہوا تھا۔ سخت کلامی ہوئی تھی۔ معاویہ نے ان کی شکایت لکھ بھیجی دار الخلافہ سے حکم آیا ان لوگوں کو سعید کے پاس واپس کر دو۔ سعید بھی جب ان کے طعن و تشنیع سے تنگ اور ان کے مرعوب کرنے سے عاجز رہے تو امیر المومنین عثمان سے شکایت کی آپ نے لکھ بھیجا کہ ان کو عبدالرحمن کے پاس بھیج دو پس عبدالرحمن نے ان کو زیر کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

بصرے کے واقعات: اسی زمانے میں بصرے میں بھی اسی قسم کے طعن و تشنیع کا بازار گرم ہوا۔ عبداللہ بن سبا معروف

بصرے میں شیعیت کی ابتدا عبداللہ بن سبا کے آنے سے ہوئی ابن اشتر نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن سبا عبداللہ بن عامر کی انارت کے تیسرے بھائی بصرہ

بہ ابن السدواء (جس کا مختصر تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اور جس نے طبع مال و متاع یہودیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا) بصرے میں پہنچ کر حکیم بن جلد عبدی کے مکان پر مقیم ہوا۔ اہل بیت کی محبت کے پردے میں امیر المومنین عثمانؓ پر طعن و تشنیع کی تبلیغ شروع کی۔ جب حکیم بن جلد کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عبد اللہ بن سبا کو اپنے مکان سے نکال دیا۔ عبد اللہ بن سبا بصرے سے نکل کر کوفہ آیا۔ اہل کوفہ نے بھی نکال دیا مصر کا راستہ لیا۔ مصر میں پہنچ کر اپنے احباب سے جو بصرہ و کوفہ میں تھے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا اور اس طرح پوشیدہ پوشیدہ امراء و عمال امیر المومنین عثمانؓ پر طعن و تشنیع کو عام کرنے لگا۔

حمران بن ابان کی مخالفت: حمران بن ابان بھی امیر المومنین عثمانؓ پر زبان طعن و تشنیع کرتا تھا وجہ یہ تھی کہ حمران نے ایک عورت سے عدت میں نکاح کر لیا تھا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے اس کے درے لگوائے اور بصرے کی طرف جلا وطن کر دیا۔ حمران نے بصرے میں پہنچ کر ابن عامر کی صحبت اختیار کی۔ ان دنوں بصرے میں عامر بن عبد قیس نامی ایک شخص زاہد تارک الدنیاء رہتے تھے۔ حمران نے ابن عامر سے عامر زاہد کی شکایت کی لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ بعد چندے امیر المومنین عثمانؓ نے حمران کو مدینہ میں آنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ یہ ایک گروہ کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مدینہ پہنچا اور دربار خلافت میں خواہ مخواہ عامر بن عبد قیس کی شکایت کرنے لگا کہ وہ نکاح کرنے کو ناجائز کہتا ہے۔ گوشت نہیں کھاتا، بچہ میں نہیں آتا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے عامر زاہد کو معاویہ کے پاس شام بھیج دیا۔ معاویہ نے عامر کو اپنے پاس ٹھہرایا یہاں تک کہ انہیں عامر کے پختہ خیالات اور عقائد معلوم ہو گئے اور دین داری ظاہر ہو گئی۔ معاویہ نے عامر کو بصرہ واپس جانے کی اجازت دے دی۔ عامر نے جانے سے انکار کر کے کہے ((لا ارجع الی بلد استہل اہل منی ما استحلوا)) اس کے بعد عامر نے سواد شام میں قیام اختیار کیا اور وہیں زمانہ وفات تک عبادت و ذکر الہی میں مصروف رہے۔

عمال و امرا کی مدینہ سے روانگی: جب چاروں طرف سے لوگوں نے امراء و عمال اور نیز امیر المومنین عثمانؓ پر طعن و تشنیع کی زبان دراز ہونے لگی۔ تو ۳۴ھ میں سعید بن العاص اپنے متعلقہ صوبے کا انتظام کر کے امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضری کے قصد سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ روانگی سے پہلے اشعث بن قیس کو آذربائیجان، سعید بن قیس کو رے کا، نسیر بن علی کو ہمدان کا، سایب بن اقرع کو اصفہان کا، مالک بن حبیب کو ماہ کا، حکیم بن سلامہ کو موصل کا، جریر بن عبد اللہ کو قریسا کا، سلمان بن ربیعہ کو بابل کا اور عتبہ بن نہاش کو حلوان کا والی مقرر کیا۔ صیغہ جنگ کے اختیارات قحطار بن عمرو کو مرحمت کئے اس انتظام کے بعد یہ لوگ تو اپنے اپنے صوبے کی طرف روانہ ہوئے اور سعید بن العاص نے کوفہ میں عمرو بن حرت کو اپنا نائب مقرر کر کے مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔

یزید بن قیس کا خروج: جب کوفہ ان بزرگوں سے خالی ہو گیا۔ طعنہ زنوں اور حرف گیروں کی زبان طعن اور دراز ہو گئی۔ امیر المومنین عثمانؓ اور ان کے گورنروں کو علانیہ سخت و سست کلمات کہنے لگے۔ یزید بن قیس نے بقصد خلع خلافت امیر المومنین عثمانؓ خروج کیا اس کے ہمراہ ایک گروہ ان لوگوں کا تھا جو ابن سبا کا مقلد تھا اور خفیہ اس سے خط و کتابت کرتا تھا۔ قحطار نے جلد پہنچ کر اس اٹھتے ہوئے طوفان کو فروغ کیا اور یزید کو گرفتار کر لیا۔ یزید نے معذرت کی ”میں نے کسی اور قصد

سے فروغ نہیں کیا نہ میرا اور کچھ مقصد ہے مجھ کو اور میرے ہمراہیوں کو سعید سے کچھ شکایتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ ققاع نے یہ سن کر چھوڑ دیا اس کے بعد یزید نے اس گروہ کو خط و کتابت کر کے بلا بھیجا۔ جو حمص میں عبدالرحمن بن خالد کے پاس تھا۔

اشتر کی فتنہ انگیزی: چنانچہ اشتر ان لوگوں کے ساتھ حمص سے کوفہ روانہ ہوا۔ کوفہ کے قریب پہنچ کر اپنے ہمراہیوں سے بظاہر علیحدہ ہو گیا اور ان سے بیشتر کوفہ میں داخل ہو کر جمعہ کے دن دروازہ مسجد پر کھڑے ہو کر کہنے لگا ((جمعتم من عند امیر المومنین عثمان و ترکتم سعیداً یزید علی نقصان نساتکم علی مائۃ درہم و روا لى البلاء منکم الی الفین یرحم ان فیکم بستان فریش)) حاضرین مسجد اشتر کے اس فعل سے برہم ہو گئے بے عزتی سے پیش آئے۔ مسجد میں جو ذی ہوش اور صائب الرائے تھے انہوں نے اشتر کو تقریر کرنے سے روکا لیکن لا حاصل تھا۔ یزید نے باہر نکل کر پکار کر کہا ”جس کا بی چاہے سعید کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کو یزید کے ساتھ اتفاق کرے“ اس آواز کو سنتے ہی عوام الناس کا ایک گروہ یزید کے ساتھ ہو گیا۔ سرداران کوفہ اور اہل الرائے نے ہر چند سمجھایا ”وعظ و پند کیا لیکن ان میں سے ایک نے بھی سماعت نہ کی۔ سب کے سب یزید کے ہمراہ نکل کھڑے ہوئے۔ عمرو بن حرث منبر پر چڑھ گئے۔ حمد و ثناء کے بعد لوگوں کو واپس آنے اور امیر کی اطاعت کرنے کی ہدایت کی۔ ققاع نے کا ”تم سیلاب کو جوش کی حالت میں روکنا چاہتے ہو صبر کرو یہ لوگ بغیر فساد کئے نہ رکھیں گے۔“ عمرو بن حرث یہ سن کر اتر آئے بس اتنے عرصے میں جامع مسجد لوگوں سے خالی ہو گئی سوائے شرفاء و رؤسا کوفہ کے اور کوئی شخص عمرو بن حرث کے پاس نہ رہ گیا۔

واقعہ جرعة: یزید بن قیس مع اپنے ہمراہیوں کے کوفہ سے روانہ ہو کر قادسیہ کے قریب مقام جرعة میں سعید کو روکنے کی غرض سے آنکھڑا سعید آپہنچے یزید کے ہمراہیوں نے کہا ”لوٹ جاؤ ہم کو تمہاری حاجت نہیں ہے۔“ سعید نے جواب دیا ”اس سخت کلامی کی کوئی ضرورت نہ تھی اس قدر کافی تھا کہ تم لوگ ایک آدمی امیر المومنین عثمان کی خدمت میں اور ایک میرے پاس بھیج دیتے۔“ سعید کا غلام بول اٹھا ”یہ ممکن نہیں ہے کہ سعید واپس جائیں۔“ اشتر نے پاؤں پکڑ کر اونٹ پر سے اس کو کھینچ لیا اور ایک وار سے اس کا کام تمام کر کے کہا جاؤ عثمان سے کہہ دو کہ ابو موسیٰ کو بھیج دے۔ سعید اٹھے پاؤں مدینہ منورہ واپس آئے اور امیر المومنین عثمان نے اس وقت ابو موسیٰ اشعریٰ کو کوفہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا اور اہل کوفہ کو لکھا ”تم لوگ جس کو چاہتے تھے میں نے اسی کو تمہارا امیر مقرر کیا ہے تم لوگ سعید سے کشیدہ خاطر تھے اس کی امارت کو پسند نہیں کرتے تھے اس وجہ سے میں نے بجائے اس کے ابو موسیٰ اشعریٰ کو روانہ کیا ہے۔ واللہ میں اپنے فرائض کو نہایت خوبی سے ادا کروں گا تمہاری زیادتیوں کو برداشت کرتا ہوں تمہاری اصلاح کی کوشش کروں گا۔“

حضرت ابو موسیٰ کا امارت کوفہ پر تقریر: ابو موسیٰ نے کوفہ میں پہنچ کر جمعہ کے دن منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا ”جس میں مسلمانوں کو جماعت سے علیحدہ نہ ہونے اور امیر المومنین عثمان کی اطاعت کی تاکید کی۔“ لوگوں نے ہر و چشم قبول کیا۔ کوفہ کے قرب و جوار کے امراء واپس بلائے گئے اور ابو موسیٰ اشعریٰ امارت پر قائم رہے۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ اہل کوفہ نے بالاتفاق یہ رائے قائم کی تھی کہ کسی شخص کو امیر المومنین عثمان کے پاس بھیج کر ان کے عمال کی زیادتیوں کو ظاہر کرنا چاہیے۔

چنانچہ عامر بن عبد اللہ تمیمی غزری کو مدینہ منورہ روانہ کیا گیا۔ اس نے مسجد نبوی میں پہنچ کر امیر المومنین عثمانؓ کو مخاطب کر کے کہا ”اے عثمان! لوگوں نے تمہارے افعال پر حرف گیری شروع کی ہے تم نے بڑے ناجائز کام کئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو! امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا تم لوگ اس کی غیر مہذب باتیں سنتے ہو؟ لوگ اس کو مہذب اور متشرع سمجھتے ہیں اور مجھ سے ایسی ناپائیم باتیں کہہ رہا ہے۔“ واللہ یہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پچا پتا؟“ عامر بولا ”میں اللہ تعالیٰ کو پچا پتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں پر قابو پانے والا ہے۔“

حضرت عثمانؓ کی عمال مشاورت: اس واقعہ کے بعد امیر المومنین عثمانؓ نے معاویہؓ عبد اللہ بن ابی سرحؓ سعید بن العاصؓ عبد اللہ بن عامرؓ عمرو بن العاصؓ کو مشورے کی غرض سے دار الخلافہ میں طلب کیا اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگ میرے وزیر میرے ناصح اور میرے مستند علیہ ہو تم پر مجھ کے اطمینان ہے کہ تم لوگ نیک نیتی سے رائے دو گے؟ تم دیکھتے ہو لوگ طرح طرح کے التزامات مجھ پر قائم کرتے ہیں میرے گورنروں کی معزولی چاہتے ہیں اور جس امر کو وہ دوست رکھتے ہیں مجھے اس کا پابند اور اس پر مجبور کرتے ہیں۔ غور کر کے بتاؤ کیا کیا جائے جس سے یہ یورش فرو ہو جائے۔“ ابن عامر نے کہا میرے نزدیک ان لوگوں کو جہاد میں مصروف کر دیجئے اگر یہ لوگ فارغ بنیں گے تو طرح طرح کے خیالات پیدا کر کے آئے دن ایک نہ ایک فتنہ اٹھاتے رہیں گے۔“ سعید بولے ”مناسب یہ ہے کہ ان کے سرداروں کی موقع بہ موقع معقول گرفت کی جائے جب ان کے رؤسا متفرق ہو جائیں گے تو یہ لوگ بھی منتشر ہو جائیں گے۔“ امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے فرمایا ”یہ رائے ضرور مناسب ہے لیکن عمل درآمد مشکل ہے معاویہ بولے ”امیر المومنین! اس کام کو ہم لوگوں کے سپرد کر دیجئے“ شام کو ان لوگوں سے صاف کر دوں گا“ آپ مدینہ کو سنبھالنے اور امراء اپنے اپنے مفوضہ صوبہ کو صاف کریں۔ عبد اللہ نے کہا یہ لوگ طامع ہیں ان کو مال و زر روئے کرا پنا بنا لیجئے اس سے زیادہ تالیف قلوب اور کسی صورت سے ممکن نہیں ہے۔“

عمال کی واپسی: امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں سے رائے لینے کے بعد سب کو واپس جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ ”لوگوں کو جہاد پر روانہ کرو تا کہ اس کی مصروفیت ان کو اور خیالات سے روک دے غرض سعید کو فہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل کوفہ ان کی آمد سن کر روکنے کی غرض سے مقام جرمہ میں آٹھریے۔ جب سعید اس مقام پر پہنچے تو اہل کوفہ نے ان کو مدینہ منورہ کی طرف واپس کر دیا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ پس امیر المومنین عثمانؓ نے ابو موسیٰ کو کوفہ کا والی مقرر کیا اور حدیفہ کو باب پر عمل کرنے کا حکم دیا۔

عبد اللہ بن سبا کے مقلدین: اس اثناء میں عبد اللہ بن سبا کے مقلدین کل ممالک اسلامیہ میں منتشر ہو گئے۔ چاروں طرف علانیہ طعن و تشنیع کا بازار گرم ہو گیا۔ روزانہ اس کی خبریں مدینہ میں پہنچنے لگیں۔ مدینہ میں بھی سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ اور ان کے عمال پر زبان طعن و تشنیع دراز ہو گئی صحابہ کرام سے زید بن ثابتؓ ابواسد ساعدیؓ کعب بن مالکؓ اور حسان بن ثابتؓ (رضی اللہ عنہم) لوگوں کو طعن و تشنیع سے روکتے تھے لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ تھا۔

حضرت علیؓ کی تقریر: واقعہ جرمہ کے بعد ۳۳ھ میں علیؓ ابن ابی طالب مقصدہ برداروں کے کہنے سے امیر المومنین عثمانؓ کے

پاس گئے اور یہ تقریر کی:

((الناس ورائی و قد کلمونی فیک واللہ ما ادری ما اقول لک و لا اعرف شیئاً تبجلہ و لا ادلک علی امر لا تعرفہ انک لتعلم ما اعلم ما سبقاک الی شئی فتخبرک عنہ و لا خلونا بشئی فتبلغک و ما خصصنا بامردونک و قد رايت و صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سمعت منہ و نلت صہرہ و ما ابن قحافة باولی بالعمل منک بالحق و لا ابن الخطاب باولی بشئی من الخیر منک و انت اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حما و لقد نلت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیالاہ و ما سبقاک الی شئی فاللہ اللہ فی نفسک فانک واللہ ما تبصر من عمی و لا تعلم من جہالہ و ان الطریق لو اوضح بین و ان اعلام الدین لقائمة اعلم یا عثمان ان افضل عباد اللہ امام عادل ہدی و اھدی فاقام سنة معلومة و امات بدعة متروکہ فواللہ ان کلابین و ان السنن لقائمة لہا اعلام و ان شر الناس عند اللہ امام جائر ضل و اضل فامات سنة معلومة و احیا بدعة متروکہ و اتی احذرک اللہ و سطواتہ و نقماتہ فان عذابہ شدید الیم و احذرک ان یکون امام ہذہ الامۃ الذی یقتل فیقتل علیہا القتل و القتال الی یوم القیامۃ و یلس امرؤھا علیہما و یترکھا شیعیلاً یبصرون الحق لعلوا الباطل یموجون فیہا موجاً و یمرجون فیہا مرجاً))

”لوگ میرے پاس آئے اور تمہاری بابت انہوں نے مجھ سے گفتگو کی ہے۔ واللہ میں نہیں سمجھتا کہ تم سے کیا کہوں میں کسی ایسے امر کو نہیں جانتا جس کو تم نہ جانتے ہو اور نہ میں کسی ایسے امر کی تم کو ہدایت کر سکتا ہوں جس کو تم نہ سمجھتے ہو بے شک تم بھی وہ جانتے ہو جو میں جانتا ہوں۔ مجھ کو کسی امر میں تم سے سبقت حاصل نہیں ہوئی جس سے میں تم کو آگاہ کروں اور نہ کوئی چیز مجھ کو تمہا مسخوم ہوئی ہے جس کو میں تم کو بتلاؤں اور نہ کوئی بات مجھ کو خاص طور پر بتلائی گئی ہے جو تم کو نہ بتلائی گئی ہو۔ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور تم کو ان کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور تم نے ان سے احادیث کی سماعت کی ہے اور تم کو ان کی داما دی کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ ابن قحافہ تم سے عملہ اولی نہ تھے اور نہ ابن الخطاب بھی تم سے نیکی میں بہتر نہ تھے اور تم از روئے قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہو اور تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو رشتہ داری نصیب ہوئی ہے وہ ان دونوں کو حاصل نہیں ہوئی اور نہ وہ دونوں کسی امر میں تم سے سبقت لے گئے ہیں اللہ کے واسطے تم اس معاملہ میں غور کرو واللہ تم بے بصیرت نہیں ہو اور نہ نا سمجھ و نادان ہو اور بے شک راستہ صاف واضح ظاہر ہے اور بے شک دین کی نشانیاں قائم ہیں۔ اے عثمان گھو ا بے شک اللہ کے بندوں میں افضل امام عادل ہے جس نے خود ہدایت پائی اور دوسروں کو ہدایت دی۔ پس اس نے سنت معلومہ کو قائم اور بدعت متروکہ کو مردہ کیا۔ واللہ یہ دونوں امر کھلے ہوئے ہیں اور بے شک سنتیں قائم ہیں ان کے لئے نشانیاں ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریر آدمیوں سے امام ظالم ہے گمراہ ہوا اور گمراہ کیا پس مردہ کیا اس نے سنت معلومہ کو اور زندہ کیا بدعت متروکہ کو اور میں تم کو اللہ تعالیٰ کی سطوت اور انتقام سے ڈراتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت شدید و دردناک ہے اور میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں کہ تم اس امت کے امام مقتول ہو کہ تمہارے قتل سے اس پر قتل و

قال کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھل جائے گا اور اس پر اس کے واقعات ملتے و ملتے ہو جائیں گے اور ایک گردہ چھوڑ دیئے جائیں گے۔ جو حق کو بوجہ علو باطل نہ دیکھ سکیں گے اور اس مباحث میں غلط و ملط بے حد ہوگا۔
اضطراب و اختلاف اس میں پیدا ہوں گے۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی گفتگو۔ امیر المومنین عثمانؓ نے جواب دیا میں جانتا ہوں بے شک وہ لوگ یہی کہتے ہیں جو تم کہتے ہو واللہ اگر تم میری جگہ پر ہوتے تو میں تم کو قرابت داروں کے پاس و لحاظ کرنے پر کچھ بھی نہ کہتا۔ تمہیں بالتفصیل بتاتا ہوں اے علی! تم جانتے ہوں کہ مغیرہ کو عمر بن الخطابؓ نے مامور کیا تھا۔ علیؓ نے جواب دیا ہاں! امیر المومنین حضرت عثمانؓ بولے پھر تم مجھے ابن عامر کے مامور کرنے پر کیوں ملامت کرتے ہو۔ علیؓ ابن ابی طالبؓ نے کہا بے شک تم حق بجانب ہو لیکن عمر بن الخطابؓ اپنے عمال کے ساتھ بہت سختی کا برتاؤ کرتے تھے۔ ادنیٰ ادنیٰ غلطیوں پر سخت گشتالی دیتے تھے اور تم نے اس قدر چشم پوشی کی ہے کہ تمہارے کام وقت پر انجام پذیر نہیں ہوتے۔ تم اپنے اعز و اقارب کے ساتھ نرمی کرتے ہو۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے کہا وہ لوگ میرے ہی عزیز و اقارب نہیں ہیں تمہارے بھی عزیز ہیں۔ دیکھو معاویہ کو عمر بن الخطابؓ نے والی کیا تھا اگر میں نے اس کو بجالا رکھا تو کیا جرم کیا؟ علیؓ ابن ابی طالبؓ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ تم کو سمجھائے معاویہ عمر بن الخطابؓ سے اس قدر ڈرتا تھا کہ ان کا غلام یہ قبا بھی اس قدر نہ ڈرتا تھا اور تمہارے ساتھ جو معاویہ کا برتاؤ ہے تم پر خوب روشن ہے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے اس کو تسلیم کیا۔ پھر علیؓ ابن ابی طالبؓ بولے ”معاویہ تمہاری بغیر اجازت جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کو تمہاری طرف منسوب کر دیتا ہے اور تم سن کر خاموش رہ جاتے ہو۔ اس قدر گفتگو ہونے کے بعد امیر المومنین عثمانؓ خاموش رہے علیؓ ابن ابی طالبؓ اٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد ہی امیر المومنین عثمانؓ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔

(مترجم) میرے نزدیک اوپر کی طویل تقریر کے الفاظ جو علیؓ ابن ابی طالبؓ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں ان کی زبان کے نہیں ہیں۔ ایسے ہی بعض فقرات اس تقریر کے ایسے ہیں جس سے یہ خیال ہوتا ہے علیؓ ابن ابی طالبؓ نے غالباً یہ نہیں فرمایا ہوگا کہ ابن قنفذہ کو علیؓ ابن ابی طالبؓ اور کل صحابہ کرام رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب سے افضل سمجھتے تھے اور ابن الخطابؓ کی بھی عزت و توقیر سب لوگ کرتے تھے ان دونوں بزرگوں کی بوجہ عدم صہریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفضل علیہ ٹھہرانا اور یہ کہنا کہ وہ دونوں تم سے کسی بات میں نہیں بڑھے تھے۔ ایک ایسا مضمون ہے جس کو عقل سلیم علیؓ ابن ابی طالبؓ کی طرف ہرگز منسوب نہیں کر سکتی کوئی مسلمان علیؓ عثمانؓ کی عزت یا فضیلت اس وجہ سے نہیں تسلیم کرتا کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے بلکہ سابق الاسلام ہونے اور اعمال خیر کرنے اور جملہ مشاہد خیر میں حاضر ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت جنت دینے کی وجہ سے عزت کرتے ہیں میرے خیال میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کی وجہ سے افضل کہنا ان کی بے قدری اور کسر شان کرنا ہے۔

حضرت علیؓ کا مشورہ: بلویوں کا ایک گردہ علیؓ ابن ابی طالبؓ کے پاس گیا۔ امیر المومنین عثمانؓ کی شکایتیں کی۔ علیؓ ابن ابی طالبؓ ان لوگوں کی درخواست پر امیر المومنین عثمانؓ کے پاس گئے اور ان کے خیالات شکایات اور اسباب مخالفت بیان کرتے ہوئے فاروق اعظمؓ کے طرز عمل اور سیاست ملکی اور عمال کے ساتھ سخت گیری و نرمی کے برتاؤں کو بتلایا۔ اس شور و

کے انجام اور آئندہ خطرات سے مطلع کیا امیر المومنین عثمانؓ نے جواب دیا ”مغیرہ بن شعبہ کو فاروق اعظمؓ نے والی بنایا تھا ہم نے بھی اس کو والی بنایا اور معاویہ کو بھی فاروق اعظمؓ نے مامور کیا تھا ہم نے بھی ان کو بحال رکھا رہا ابن عامر! اس کا حال عزیز داری و قربت کا تم جانتے ہو“۔ علی ابن ابی طالبؓ نے کہا بے شک فاروق اعظمؓ نے ان لوگوں کو مامور کیا تھا لیکن فاروق اعظمؓ جس کو مقرر کرتے تھے اس کی تنبیہ و تادیب پر ہر وقت آمادہ رہتے تھے ذرا ذرا سی لغزش پر نہایت سختی کا برتاؤ کرتے تھے اور تم نرمی کا برتاؤ کرتے ہو۔ فاروق اعظمؓ کے عمال ان سے ان کے غلام برقا سے زیادہ ڈرتے تھے اور معاویہ بلا تمہارے مشورے بلا اجازت جو چاہتا ہے کرتا ہے اور لطف یہ ہے کہ ان کاموں کو تمہاری طرف منسوب کرتا ہے اور تم اس کا کچھ خیال نہیں کرتے ہو“۔ تھوڑی دیر تک اسی قسم کی باتیں کر کے علی ابن ابی طالبؓ کھڑے چلے آئے۔

حضرت عثمانؓ کا خطبہ: اس کے بعد ہی امیر المومنین عثمان بن عفانؓ مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں مخالفین کے طعن و تشنیع کے جوابات دیئے اور یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ میری نرمی اور ملاطفت کی وجہ سے جری ہو گئے ہو ایسی جرات تم کو ابن الخطابؓ کے زمانہ خلافت میں نہیں ہوئی تھی تم کو مناسب ہے کہ تم لوگ اپنے خیالات کو تبدیل کرو اور اپنی رائے سے رجوع کر لو اور اپنے کاموں کو اپنے سرداروں پر چھوڑ دو جن کو میں نے مامور کیا ہے۔

تحقیقاتی کمیشن: جس وقت اطراف و جوانب ممالک میں امیر المومنین عثمان اور ان کے عمال پر طعن و تشنیع کا بازار گرم ہوا اور اس سلسلے میں مخالفین باہم خط و کتابت کرنے لگے اور ان واقعات کی پیہم خبریں دار الخلافہ میں پہنچنے لگیں اس وقت اہل مدینہ جمع ہو کر امیر المومنین عثمان کے پاس آئے اور ان کو واقعات سے مطلع کیا لیکن ان کو اس سے ناواقف پایا۔ امیر المومنین عثمان نے کہا تم لوگ مسلمانوں کے رئیس اور باب شوریٰ ہو تمہاری کیا رائے ہے؟ صحابہؓ نے کہا ”چند معتبر و معتد آدمیوں کو ممالک محروسہ اسلامیہ کی خبر لانے کے لئے روانہ کرو“۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ کوفہ کی طرف، اسامہ بن زید بصرے کی طرف، عبداللہ بن عمر شام کی طرف اور علاوہ ان کے اور لوگ بھی مختلف صوبوں کی طرف روانہ کئے گئے ان لوگوں نے واپس ہو کر بیان کیا کہ ہم نے نہ تو عمال و اہل ان ملک کی کوئی برائی دیکھی اور نہ عوام و خواص کو ان کی شکایت کرتے ہوئے پایا۔ عمار بن یاسر جو مصر کی جانب روانہ ہوئے تھے دیر میں واپس ہوئے ان کو ابن سبأ اور اس کے ہمراہیوں خالد بن ملجمؓ، سودان بن حمران کنانہ بن بشر نے دم دے کر اپنی طرف مائل کر کے اپنا ہم صفیر بنالیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

اعلان عام: اس کے بعد امیر المومنین عثمان نے دو خوشی فرمان تمام ممالک محروسہ میں روانہ کئے ایک عام رعایا کے نام مضمون کا ”مجھے یہ اطلاع ہوئی ہے کہ میرے عمال سے عام رعایا کو کچھ نقصان پہنچا ہے۔ اس وجہ سے میں نے حکم دیا ہے کہ میرے کل عمال موسم حج میں آئیں پس جس شخص کو میرے عمال سے کچھ نقصان پہنچا ہو یا کسی کا کچھ حق کسی عامل پر ہو اس کو چاہئے کہ اس موقع پر آ کر اپنے حق کو مجھ سے یا میرے عمال سے لے لے لیکن اس کی تصدیق کرائے ثبوت دے ((فان اللہ یجزی المصدقین)) اس خط کے پڑھنے سے لوگ رو پڑے اور امیر المومنین عثمانؓ کے حق میں دعا کرنے لگے۔

عمال کی طلبی: دوسرا فرمان عمال کے نام تھا ان لوگوں کو موسم حج میں طلب کیا تھا چنانچہ آئندہ موسم میں عبداللہ بن عامر

عبداللہ بن ابی سرح، معاویہ بن ابی سفیان، سعید بن العاص اور عمرو بن العاص شریک حج ہوئے۔ امیر المومنین عثمان نے فرمایا ”افسوس ہے کہ تم لوگوں کی شکایتیں اور ایذا رسانی کی خبریں مجھ کو پہنچیں۔ واللہ مجھے اس امر کا خیال ہے کہ کہیں وہ لوگ سچے نہ نکل جائیں“ ان لوگوں نے عرض کی ”کیا آپ نے لوگوں کو اس امر کے دریافت کرنے کو نہیں بھیجا تھا؟ کیا ان لوگوں نے آپ سے کچھ ظاہر نہیں کیا؟ کیا آپ کے خبر رسالوں نے یہ نہیں بتایا کہ ہم نے عمال کی کوئی برائی نہیں دیکھی ہم لوگوں کی اس شکایت کی اطلاع تک نہیں ہے اور نہ اس کی کچھ اصلیت اور نہ آپ کو اس کا کچھ خیال کرنا چاہئے۔“ حاضرین اس شر و فساد کے فرد کرنے کی بابت مشورہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کی مخالفت کرنے لگے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے فرمایا یہ فتنہ ضرور ہونے والا ہے اور اس کا دروازہ عقرب کھلا چاہتا ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ مجھ پر کوئی الزام اس فتنے کی بابت باقی رہ جائے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے کہ میں نے سوائے خیر کے لوگوں کے ساتھ کچھ نہیں کیا۔“ حاضرین یہ سن کر خاموش رہے کسی نے ذرہ بھر بھی کسی کی شکایت نہ پیش کی۔

صحابہ کبار کی مشاورت حج سے فارغ ہو کر مدینہ میں آئے، علیؓ طلحہ اور زبیر کو بلوایا۔ معاویہ اس وقت موجود تھے۔ معاویہ نے کھڑے ہو کر حمد و نعت کے بعد کہا ”تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ارباب حل و عقد ہو اور اس امت کے والی اور سرپرست ہو تم نے اپنے دوست (یعنی عثمان) کو بلارو رعایت اس کام کے لئے منتخب کیا اور اب وہ بڑھا ہو گیا اور اس پر طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں تم لوگوں نے اس کا اگر کچھ فیصلہ کر لیا ہے تو ظاہر کرو میں جواب دینے کے لئے موجود ہوں باقی رہا یہ امر کہ اگر کوئی شخص خلافت و امارت کی طمع کرے تو واللہ تم لوگ سوائے پیٹھ پھیر کے بھاگنے کے اس سے اور کچھ نہ دیکھو گے“ اس فقرہ پر علیؓ ابن ابی طالب نے معاویہ کو جھڑک دیا۔ امیر المومنین عثمانؓ بولے ”مجھ سے جی شتر جو دو بزرگ (یعنی ابوبکر و عمر) تھے ان لوگوں نے یہ نظر احتساب اپنے اعزہ و اقارب کو نہ پوچھا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قرابت دار کا لحاظ فرماتے اور ان کو مدد دیتے تھے میرے اعزہ و اقارب غریب اور کم مایہ ہیں میں نے اپنا ہاتھ ان کے لئے کھول دیا پس اگر اس میں تم لوگ میری غلطی دیکھتے ہو تو میں اس سے باز آؤں۔ کسی نے کہا تم نے عبداللہ بن خالد بن اسید کو پچاس اور مروان کو پندرہ ہزار دے دیئے! امیر المومنین عثمانؓ نے جواب دیا ”میں ان دونوں آدمیوں سے یہ رقمیں واپس لینے والا ہوں۔“ لوگ یہ سن کر راضی ہو گئے اور خوشی خاطر اٹھ کر چلے آئے۔

حضرت عثمانؓ کا شام جانے سے انکار: اصحاب کبار کے چلے جانے کے بعد معاویہ نے عرض کی۔ امیر المومنین اس سے پہلے کہ آپ پر حملہ ہو جس کا آپ تحمل نہ کر سکیں مناسب ہوگا آپ میرے ساتھ شام چلے چلیں۔ کیونکہ اہل شام میرے مطیع ہیں۔“ امیر المومنین عثمانؓ نے جواب دیا ”کسی قیمت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوار نہیں چھوڑ سکتا۔“ پھر معاویہ نے گزارش کی ”اچھا میں ایک لشکر جرار آپ کی محافظت کو بھیج دیتا ہوں جو آپ کے پاس ٹھہرا رہے۔“ جواب دیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسیوں کو تنگ نہیں کروں گا۔ معاویہ بولے ”واللہ آپ دھوکا اٹھائیں گے یا نزاع خلافت کریں گے۔“ امیر المومنین ((حسبی اللہ نعم الوکیل)) کہہ کر خاموش ہو گئے اور معاویہ آپ کی خدمت سے اٹھ کر علیؓ طلحہ اور زبیر کے پاس

گئے اور ان لوگوں سے بوقت ضرورت امیر المومنین عثمانؓ کی اعانت و امداد کرنے کو کہا اور رخصت ہو کر شام کا راستہ لیا۔
مفسدین کی ریشہ دوانیاں: مفسدین و بلوائیوں نے یہ عہد و بیان کیا تھا کہ جس وقت امیر المومنین عثمان کے سرداران لشکر اور گورنران صوبہ جات میں چلے جائیں اس وقت امیر المومنین عثمان پر دفعۃً حملہ کیا جائے، لیکن اتفاق سے جب امراء و عمال کی روانگی کے بعد امیر المومنین پر حملہ نہ کر سکے تو دوبارہ نقض بیعت امیر المومنین عثمانؓ کی ریشہ دوانی کرنے لگے اور مراسلات کے ذریعے طے کیا کہ فلاں روز آئندہ موسم حج میں مدینہ منورہ میں آ جانا چاہئے۔ چنانچہ سب سے پہلے مصر کے بلوائیوں کا سردار عبدالرحمن بن عدیس بلوہی تھا مدینہ کی طرف خروج کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بلوایان مصر کی تعداد ایک ہزار تھی۔ کنانہ بن بشریشی، سودان بن حمران سکونی اور میسرہ یا قیسرہ بن فلاں سکونی کی ہسر کردگی عافقی بن حرب علی اس جماعت میں شریک تھا۔ بلوایاں کوفہ بھی ایک ہزار کی جمعیت سے زید بن صفوان عبدی، اشتر نخعی، زیاد بن النصر حارثی اور عبداللہ بن الاصم عامری کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ بصرے کے بلوائیوں کی تعداد بھی ایک ہزار تھی حکیم بن جبلیہ عبدی، ذریج بن عباد، بشیر بن شریح قیس، ابن الحارث نے ہسر گروہی حقوق بن زہیر سعدی خروج کیا تھا۔

مفسدین کی مدینہ کو روانگی: یہ لوگ اپنے اپنے شہروں سے حج کا ارادہ ظاہر کر کے حوال میں مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ جب مدینہ تین منزل رہ گیا تو اہل بصرے کے چند لوگ آگے بڑھ کر ذوق و شہد میں آٹھ ہرے ان لوگوں کی طبیعتیں طلحہ کی طرف مائل تھیں اور کچھ بلوایاں کوفہ اپنے گروہ سے نکل کر اعوص میں آ کر مقیم ہوئے۔ ان لوگوں کا رجحان زہیر بن العوام کی جانب تھا اسی گروہ کے ساتھ کچھ لوگ مصر کے بھی تھے اور عاصم بلوائی ذوالمرہ میں ٹھہرے رہے۔ مصریوں کی طبیعت علی ابن ابی طالب کی جانب مائل تھی زیاد بن النصر اور عبداللہ بن الاصم نے بلوائیوں سے مخاطب ہو کر کہا ”تم لوگ غلت نہ کرو جب تک ہم مدینہ میں نہ داخل ہو لیں ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ اہل مدینہ نے بھی لشکر آرائی کی ہے بخداے لایزال اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہم کچھ نہ کر سکیں گے۔“ بلوائی یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ان دونوں نے مدینہ کا راستہ لیا۔

حضرت علیؓ کی بلوائیوں کو سرزنش: زیاد و عبداللہ مدینہ پہنچ کر علیؓ طلحہ زہیر اور اہمات المومنین (رضی اللہ عنہم) سے ملے اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ بہ ارادہ حج آئے ہیں اور عثمانی گورنروں کی شکایت لائے ہیں ان بزرگوں نے زیاد و عبداللہ کو اس ارادے سے روکا دونوں آدمی لوٹ کر اپنے گروہ میں آئے اور سرداران و بلوایاں کوفہ، بصرہ اور مصر کو جمع کر کے مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ ہر فریق جدا جدا طلحہ زہیر اور علی ابن ابی طالب کے پاس جائے اور ان کو جس طرح ممکن ہو اپنا ہم آہنگ بنائے۔ چنانچہ چند مصری بلوائی علی ابن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ اس وقت لشکر میں بہ مقام حجاز الزیت رونق افروز تھے اور اپنے لڑکے حسن کو بلوائیوں کو منتشر کرنے کی غرض سے امیر المومنین عثمانؓ کے پاس بھیج دیا تھا۔ مصریوں نے علی بن ابی طالب سے کہا ”ہم عثمان کی امارت سے بیزار ہیں آپ ہم سے بیعت لے لیجئے ابھی ہم لوگ واپس جاتے ہیں“ علی ابن ابی طالب غصے سے کانپ اٹھے چلا کر فرمایا بے شک لشکر ذومر و ذوق و شہد و اعوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ملعون ہے اور اس حدیث کو صلحاء مومنین جانتے ہیں تم لوگ میرے سامنے سے دور ہو آئندہ اس قسم کی گفتگو میرے

رو برو نہ کرنا، بھریوں اور کوفیوں کی جماعتیں جو طلحہ وزیر کے پاس گئی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں نے بھی طلحہ وزیر سے بھی ایسا ہی کہا۔ طلحہ وزیر نے بھی ایسا ہی سختی سے جواب دیا جب اس کیادی وحیلہ سازی میں بھی ان کو کامیابی نہ ہوئی تو ان مقامات سے متفرق ہو کر اپنے اپنے لشکر گاہ میں چلے آئے۔

حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ: اہل مدینہ بھی ان کی مراجعت سے اپنے اپنے گھروں میں لوٹ گئے۔ رات کے وقت کسی حادثہ کی اطلاع نہ ہوئی۔ لیکن تکبیر کی آواز اطراف مدینہ میں گونج رہی تھی۔ صبح ہوئی تو امیر المومنین عثمانؓ کا مکان محاصرہ میں تھا۔ بلوائیوں نے چاروں طرف سے مکان کو گھیر لیا تھا اور منادی کرادی تھی کہ جو شخص مقابلہ پر نہ آئے گا اس کو اسن دیا جائے گا چند دنوں امیر المومنین حضرت عثمانؓ امامت کرتے رہے۔ اہل مدینہ اپنے اپنے مکانوں میں خاموش بیٹھے رہے بلوائیوں نے بھی امیر المومنین حضرت عثمانؓ سے ملنے جلنے بات کرنے سے کسی کو نہیں روکا۔

محاصرے کی صبح کو علی ابن ابی طالب نے بلوائیوں سے فرمایا تم کو کس چیز نے پہلے جانے کے بعد واپس بلایا؟ بلوائیوں نے کہا ”ہم نے ایک خط ایک قاصد کے ہاتھ سے پایا جس میں ہمارے قتل کا حکم تھا۔ اسی طرح بھریوں نے طلحہ سے اور وزیر سے کہا بلوائیوں میں سے ہر شخص کہہ رہا تھا کہ ہم اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کو آئے ہیں علی ابن ابی طالب نے کہا ”تم کو کیسے معلوم ہوا کہ اہل مصر کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے کیونکہ تم ان سے منزلوں کی مسافت پر تھے تم لوگ ایک ہی وقت معین پر کیسے واپس ہوئے واللہ یہ امر روز روشن سے زیادہ ظاہر ہے کہ تمہارے طبیعتیں صاف نہیں ہیں۔“ بلوائیوں نے جواب دیا ”آپ جو چاہیں خیال کریں ہم کو اس شخص (یعنی عثمانؓ) کو معزول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“

عمال کے نام فراہمیں: اس وقت تک بلوائیان مصر، کوفہ اور بصرہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے لیکن اس واقعہ کے بعد انہوں نے لوگوں کو امیر المومنین عثمانؓ کے پاس جانے سے روک دیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکنا شروع کر دیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ممالک اسلامیہ کے گورنروں کے پاس فراہمیں بھیجے اور ان کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ معاویہ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو اور عبداللہ بن ابی سرح نے معاویہ بن خدیج کو روانہ کیا۔ کوفہ سے قتیبہ بن عمرو روانہ ہوئے۔ کوفہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے عقبہ بن عامر، عبداللہ بن ابی اوفی، حنظلہ کاتب وحی اور تابعین سے مسروق، اسود، شریح، عبداللہ بن حکیم، بصرے میں صحابہ میں سے عمران بن حصین، انس بن مالک، ہشام بن عامر اور تابعین سے کعب بن سور، ہرم بن خیاب۔ اسی طرح شام اور مصر میں بھی صحابہ اور تابعین مسلمانوں کو اہل مدینہ کی اعانت پر ابھارنے لگے۔

حضرت عثمانؓ پر حملہ: بلوائیوں کے آنے کے بعد جمعہ آیا اس میں امیر المومنین عثمانؓ نے نماز پڑھائی۔ خطبہ دینے کو منبر پر چڑھ کر فرمایا:

((يا هولاء الله الله فوالله ان اهل مدينة يعلمون انكم ملعونون على لسان محمد وامحو

اللہ کی قسم ہے اہل مدینہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ حسب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملعون ہیں پس لوگوں کو مناسب ہے کہ نیکی کی نعمتوں کو ہٹا کر دیں۔

الخطایا بالصواب))

محمد بن سلمہ نے اٹھ کر کہا: ((ان اشہد بذلك)) ”میں اس کی گواہی دیتا ہوں“۔ حکیم بن جبہ نے ان کو بٹھالیا پھر زید بن ثابت اٹھے ان کو محمد بن ابی قیسرہ نے بٹھالیا۔ اس کے بعد بلویوں نے ہلہ کر کے منبر کا قصد کیا۔ لوگوں نے مار کر مسجد سے نکال دیا۔ بلوائی بیرون مسجد سے امیر المومنین پر پتھر مارنے لگے۔ آپ چوٹ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ سعد بن ابی وقاص، حسین بن علیؓ زید بن ثابت اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہم) بلویوں سے لڑنے لگے۔ امیر المومنین عثمانؓ کو گھر پر اٹھلائے تھوڑی دیر کے بعد ہوش ہوا تو ان کو لڑائی سے روک کر واپس بلا بھیجا۔ علیؓ طلحہ اور زبیر عیادت کو آئے اس وقت چند بنی امیہ بیٹھے ہوئے تھے جن میں مروان بھی تھا ان لوگوں نے علی ابن ابی طالب سے مخاطب ہو کر کہا ”تم نے ہم کو ہلاک کر ڈالا تمہاری یہ ساری کاروائیاں ہیں، واللہ اگر تم اپنے مقصد کو پہنچ گئے تو تم دنیا کو مطیع کر لو گے“۔ علی ابن ابی طالب نے اس کا کچھ جواب نہ دیا غصے میں اٹھ کر چلے آئے طلحہ اور زبیر بھی اپنے اپنے مکان واپس آئے۔

زمانہ محاصرہ میں امامت: محاصرے کی حالت میں تین یوم تک امیر المومنین عثمان نماز پڑھاتے رہے بعد ازاں بلویوں نے مسجد میں آنے اور امامت کرنے سے روک دیا۔ غافق بن حرب مکی بلویوں کا سردار نماز پڑھانے لگا۔ اہل مدینہ اپنے اپنے مکانات اور باغات میں صلح عزالت گزریں ہو گئے یہ محاصرہ چالیس روز تک قائم رہا۔ بعض کہتے ہیں کہ زمانہ محاصرے میں امیر المومنین عثمانؓ نے ابو ایوب انصاریؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ چند روز تک انہوں نے نماز پڑھائی پھر ان کے بعد علی ابن ابی طالب پڑھاتے رہے بعض کا بیان ہے کہ حالت محاصرہ میں علی ابن ابی طالب نے سہیل بن حنیف کو نماز پڑھانے پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ عشر و لیل تک امامت کرتے رہے پھر عید کی نماز پڑھائی اور چند نمازوں میں امامت کی یہاں تک کہ امیر المومنین عثمانؓ شہید ہو گئے۔

بلویوں کی روانگی کی اطلاع: بعض مؤرخوں نے لکھا ہے کہ زمانہ محاصرہ امیر المومنین عثمانؓ میں محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن ابی حذیفہ مصر میں لوگوں کو امیر المومنین عثمان کے برخلاف ابھار رہے تھے۔ پس جب باور جب میں بلویان مصر نے باظہار حج بقصد قتل یا خلع خلافت عثمانؓ بسرگردی عبدالرحمن بن عدیس خروج کیا تو محمد بن ابی بکر بھی ان کے ہمراہ روانہ تھے ان کی روانگی کے بعد ہی عبداللہ بن سعد نے ایک قاصد دربار خلافت کی طرف بلویوں کی روانگی کی خبر کرنے کو روانہ کیا۔ باقی رہے محمد بن حذیفہ وہ مصر میں ٹھہرے رہے۔ پس جب عبداللہ بن سعد بقصد مدینہ رملے پہنچے تو یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ مصریوں نے واپس ہو کر امیر المومنین عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا ہے اور محمد بن ابی حذیفہ مصر پر مسلط ہو گیا ہے اس خبر کے سنتے ہی عبداللہ ابن ابی سرح مصر کی طرف لوئے فلسطین میں پہنچ کر قیام کیا اتنے میں امیر المومنین عثمانؓ شہید ہو گئے۔

حضرت علیؓ اور مہاجرین و انصار کا وفد: یہ واقعات جملہ مترضہ تھے جس سے آپ کا ذہن منتشر ہو گیا ہو گا اب اصل واقعہ کی طرف ہم پھر رجوع کرتے ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ بلویان مصر نے مدینہ کے قریب پہنچ کر ذہب میں قیام کیا تھا طے یہ ہوا تھا کہ امیر المومنین عثمانؓ خلافت کو چھوڑ دیں یا اپنے گورنروں کو یک قلم موقوف کر دیں اور ان دونوں باتوں سے ایک

کو بھی منظور نہ کریں تو قتل کر ڈالے جائیں امیر المومنین عثمان کو اس سے آگاہی ہوئی آپ علی ابن ابی طالب کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اپنی قرابت اور حقوق کو ظاہر کر کے کہا کہ ”تم بلوایوں کے پاس جاؤ ان کو جس طرح ممکن ہو سمجھا بھا کر واپس کر دو“ علی ابن ابی طالب نے جواب دیا ”میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا لیکن تم نے میرا کہا نہ مانا اپنے ہم نشینوں (مروان، معاویہ بن عامر، ابن ابی اسرح اور سعید) کے کہنے پر عمل کرتے رہے اب میں کس طرح اور کس بناء پر ان کو واپس کروں گا۔ امیر المومنین عثمان بولے اب تم جیسا کہو گے ویسا ہی کروں گا آئندہ سے ان لوگوں کے کہنے پر ہرگز عمل نہیں کروں گا۔ چنانچہ علی ابن ابی طالب اور تیس مہاجرین و انصار سوار ہو کر بلوایوں کے پاس گئے اس وفد میں سعید بن زید، ابو جہم عدوی، جبیر بن مطعم، حکیم بن حرام، مروان بن الحکم، سعید بن العاص، عبدالرحمن بن عتاب، ابواسید ساعدی، ابو حمید زید بن ثابت، حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور نیاز بن مرکز وغیرہ رضی اللہ عنہم تھے۔

مفسدین مصر کی واپسی: علی ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ نے بلوایان مصر کو تائب و فرائض سمجھایا بلوایان مصر مصر کی طرف لوٹے۔ ابن عدیس بلوی نے محمد بن مسلمہ سے کہا ”میں تم سے کچھ کہنے کو واپس ہونا چاہتا ہوں“۔ جواب دیا ”اللہ سے ڈر! کیا تو اپنے اقرار سے منحرف ہونا چاہتا ہے؟ تو نے ابھی واپس نہ ہونے کا وعدہ کیا ہے“ ابن عدیس یہ سن کر اپنے گروہ میں چلا گیا اور اہل مدینہ مدینہ واپس آئے علی ابن ابی طالب نے امیر المومنین عثمان کے پاس جا کر مصریوں کے واپس جانے کی اطلاع دی۔

حضرت عثمان اور مروان: اس واقعہ کے دوسرے روز مروان نے حاضر ہو کر عرض کی: ”امیر المومنین! اس سے پہلے کہ بلا و قریبہ و بیدہ سے مسلمان آئیں اور ایسے واقعات آپ پر پیش آئیں جس کو آپ برداشت نہ کر سکیں آپ مسلمانوں کو جمع کر کے خطبہ دیں اس میں یہ بیان فرمائیں کہ اہل مصر واپس گئے اور ان کو جو خیریں پہنچی تھیں سب بے اصل تھیں“ امیر المومنین عثمان مروان کے کہنے سے خطبہ دینے کو کھڑے ہوئے جوں ہی چند الفاظ منہ سے نکلے تھے کہ چاروں طرف سے آواز آنے لگی ((اتق اللہ یا عثمان و تب الی اللہ)) ”اے عثمان! اللہ سے ڈر اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر“ سب سے پہلے اس فقرے کو عمرو بن العاص نے کہا تھا پس امیر المومنین عثمان نے ہاتھ اٹھا کر کہا ((اللہم انسی تائب)) ”اے اللہ میں توبہ کرتا ہوں“ اس کے بعد عمرو بن العاص فلسطین چلے گئے اور اپنے محل میں مقیم رہے اس کے چند دنوں بعد امیر المومنین عثمان کے محاصرہ و شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

حضرت عثمان کا خطبہ: بعض نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے مصریوں کے پاس سے واپس ہو کر امیر المومنین عثمان سے کہا تھا ”تم باہر نکل کر لوگوں کو اپنے خیالات سے مطلع کر دو تا کہ تمہارے حالات ان کو معلوم ہو جائیں گے اور فتنہ انگیز اشتراک کا گروہ دوسرے شہروں سے نہ آنے پائے“ اس بناء پر امیر المومنین عثمان باہر آئے اور خطبہ دیا حمد و ثنات کے بعد ارشاد کیا:

((انا اول من اتعظ استغفر اللہ مما فعلت و اتوب الیہ فلیات اشرافکم یرونی راتھم فواللہ و ان و انی الحق عبد الامسن بسنة العبدو لاذلن ذل العبد و ماعن اللہ ملھب لا الیہ فواللہ لا

عطينکم الرضى ولا احتجب عنکم))

”میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے نصیحت قبول کی میں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں اس سے جو میں نے کیا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں پس مناسب ہے کہ تمہارے شرقا آئیں اور مجھ کو مشورہ دیں واللہ اگر مجھے کوئی غلام بھی حق کی راہ نمائی کرے گا تو میں اسی کا راستہ اختیار کروں گا اور غلاموں کی طرح اس کی اطاعت کروں گا اور اللہ کے سوا اور کوئی حامی نہیں ہے اللہ کی قسم میں تم کو راضی رکھوں گا اور تم سے کچھ پوشیدہ نہ رکھوں گا۔“

یہ کہہ کر امیر المومنین عثمان خود بھی روئے اور حاضرین بھی رو پڑے۔

مروان کی تلخ کلامی: خطبہ دے کر مکان پر آئے تو چند بنی امیہ جو اس وقت حاضر نہ تھے حاضر ہوئے اور اس خطبہ دینے پر نصیحت کرنے لگے۔ آپ کی بیوی نائلہ بنت القرامضہ نے ان لوگوں کو جھڑکا لیکن انہوں نے نائلہ کے جھڑکنے پر خیال نہ کیا۔ برابر امیر المومنین عثمان کو قہر کرنے اور خطبہ دینے پر ملامت کرتے رہے اتنے میں دروازے پر کچھ لوگ جمع ہو گئے۔ امیر المومنین عثمان نے مروان سے فرمایا ”تو جان لوگوں سے ہم کلام ہو اور گفتگو کرنے میں درستی سے کام لے“ چنانچہ مروان نے نکل کر کہا ”تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے تمہاری کیا حالت ہے تم لوگ ہمارے قبضے سے ہمارے ملک کو چھیننے کو آئے ہو واللہ تم نے کسی قسم کا قصد کیا تو ہم تم پر ایسا بوجھ ڈال دیں گے کہ تم جس کو اٹھانہ سکو گے جاؤ اپنے مکانات کی طرف لوٹ جاؤ واللہ جو ہمارے قبضے میں ہے ہم تم سے مطلوب نہیں ہیں۔“ مروان کے اس کلام سے مجمع منتشر ہو گیا۔

حضرت علیؓ کی ناراضگی: علی ابن ابی طالب تک یہ خبر پہنچی تو آپ سخت ناراض ہوئے۔ عبدالرحمن اسود بن یغوث سے مخاطب ہو کر فرمایا ”کیا تم نے کل عثمان کا خطبہ اور آج مروان کا کلام سنا ہے میں جب گھر میں بیٹھا رہا تو عثمان نے مجھ سے کہا تم نے مجھے چھوڑ دیا ہے تم نے میری قرابت و حق کا پاس نہ کیا اور جب میں نے دخل دیا اور لوگوں کو سمجھا بھجاکے واپس کیا تو مروان کے کہنے سے لڑکوں کے کھیل کی طرح اس کو الٹ پلٹ دیا۔ افسوس ہے کہ عثمان باوجود من اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے مشرف ہونے کے مروان کے قبضے میں ہیں جس طرف وہ چاہتا ہے اس طرف پھیر دیتا ہے۔“ علی ابن ابی طالب یہ کہہ کر طیش میں آ کر اٹھے امیر المومنین عثمانؓ کے پاس گئے۔ مروان کے کہنے پر عمل درآمد کرنے پر نصیحت کی اور یہ فرمایا کہ آج سے اب میں تمہارے پاس نہ آؤں گا مروان تمہاری رائے پر مسلط ہو گیا ہے وہ تمہارا شرف زائل کرنا چاہتا ہے۔“ علی ابن ابی طالب کے چلے جانے کے بعد نائلہ آئیں اور وہ یہ گفتگو سن رہی تھیں انہوں نے بھی مروان کی موافقت پر نصیحت کی اور علی ابن ابی طالب سے صلاح و مشورہ لینے کی رائے دی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے علی ابن ابی طالب کو بلوا بھیجا۔ وہ نہ آئے تو خود شب کے وقت علی ابن ابی طالب کے مکان پر گئے۔ علی ابن ابی طالب نے کہا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ کل تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منبر پر چڑھ کر کیا کہا تھا اس کے بعد مروان نے تمہارے دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو سخت و سست کہا ایذا پہنچائی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے معذرت کی اقرار کیا کہ آئندہ میں تمہاری رائے پر عمل کروں گا۔ واقعی میں اس درجہ خفیف ہوا اور لوگوں کو مجھ پر جرأت ہوئی۔ علی ابن ابی طالب بولے ”واللہ میں لوگوں کو نہایت آسانی سے دور کر

دوں گالیگن جب میں تم کو سمجھاتا ہوں تو اس پر عامل ہوتے ہو لیکن جب مروان آجاتا ہے تو اور وہ مخالفت کرتا ہے تو تم اس کے کہنے پر عمل کرنے لگتے ہو اور میری رائے کو بھول جاتے ہو۔

حضرت علیؑ سے امداد طلبی: بعض نے لکھا ہے کہ علی ابن ابی طالب وقت محاصرہ امیر المومنین عثمانؓ خیر میں تھے مدینہ منورہ آئے تو لوگوں کو طلحہ کے پاس جمع پایا۔ امیر المومنین عثمانؓ علی ابن ابی طالب کے مکان پر گئے اور کہا ”اے علی میرے حقوق تم پر بہت ہیں بھائی ہونے کا حق ہے قرابت داری کا حق ہے ہم زلف ہونے کا حق ہے بفرض تقدیر اگر جاہلیت کا ہی زمانہ ہوتا تو بھی بنی عبد مناف کے لئے یہ امر باعث ننگ تھا کہ بنو تمیم ان کے قبضے سے حکومت چھینیں۔“

علی ابن ابی طالبؑ یہ گفتگو سن کر طلحہ کے پاس گئے دریافت کیا ((ما هذا)) ”یہ کیا معاملہ ہے۔“ جواب دیا ((ابعد صامس الخصرام الطبین یا ابا حسن)) علی ابن طالب لوٹ کر بیت المال آئے لوگوں کو جو کچھ مناسب تھا دیا لوگ طلحہ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے صرف طلحہ رہ گئے امیر المومنین عثمانؓ کو اس سے مسرت ہوئی اس کے بعد طلحہ امیر المومنین عثمانؓ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا میں تائب نہیں ہوا بلکہ مغلوب ہوا ہوں اے طلحہ اللہ تعالیٰ تمہیں سمجھے۔

مروان کا جعلی خط: بعض کا بیان ہے کہ جس وقت بلوایان مصر دوبارہ مدینہ منورہ کی طرف لوٹے محمد بن مسلمہ واپسی کا سبب دریافت کرنے کو آئے بلوایوں نے خط دکھلا کر کہا ”یہ خط عثمان کے غلام کے قبضے سے مقام بویب میں برآمد ہوا ہے جو صدقہ کے اونٹ پر سوار جا رہا تھا اس خط میں عبدالرحمن بن عدلیس، عمرو بن الحنف، عمرو بن الدہاع پر درے لگانے اور قید کرنے اور سر و داڑھیاں مونڈنے اور بعض کو سولی دینے کو لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ خط ابو الاغور الاسلمی کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔ غرض اس خط کے ملتے ہی بلوایان مصر لوٹے اور ان کے ساتھ ہی کوفہ اور بصرہ کے بلوای بھی واپس ہوئے۔

مصریوں کی پورش: محمد بن مسلمہ نے ان لوگوں سے واپسی کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا ”ہم لوگوں نے علی ابن ابی طالبؑ سعد بن ابی وقاص اور سعید ابن زید سے اس معاملہ میں گفتگو کی ہے۔ ان لوگوں نے ہم سے مدد کا وعدہ کیا ہے کہ اس معاملہ کو باحسن وجہ سمجھا دیں گے۔ لہذا علی ہمارے ساتھ عثمان کے پاس چلیں“ اس قدر گفتگو کرنے کے بعد بلوایان مصر سے چند لوگ اٹھے اور علی ابن ابی طالبؑ و محمد بن مسلمہ کو ہمراہ لئے ہوئے امیر المومنین عثمانؓ کے مکان پر گئے۔ ان دونوں بزرگوں نے بلوایوں کی شکایت پیش کیں۔ امیر المومنین عثمانؓ نے قسم کھا کر کہا مجھے اس خط سے آگاہی نہیں ہے اور نہ میں نے لکھا ہے محمد بن مسلمہ بولے بے شک یہ سچ ہے یہ کام مروان کا ہے اس عرصہ میں مصر کے بلوایوں کا ایک گروہ آگیا ابن عدلیس نے ابن ابی سرح کی شکایت شروع کی مصر میں جو نئی نئی باتیں ایجاد کی تھیں بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ جب کبھی ابن ابی سرح پر کوئی

۱۔ عرب کا یہ ایک محاورہ ہے جب کوئی کام حد سے مجاوز ہو جاتا ہے یا اس کی نزاکت بڑھ جاتی ہے تو اس وقت اہل عرب استعارۃً یہ فقرہ بولتے ہیں۔ خرام ننگ کو کہتے ہیں اور طمین اونٹنی یا گھوڑی کے حلتہ الہی (چھاتیوں کی پھلیوں) کو کہتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ جب ننگ چھاتیوں تک پہنچ جائے گا تو زمین یا چار جامہ اونٹنی یا گھوڑی کے پشت پر نہیں ٹھہر سکتا اور نہ سوار اس وقت تک ٹھہر سکتا ہے اردو میں بجائے اس کے کہتے ہیں جب اونٹن سے پانی چڑھ گیا تو کیا ہو سکتا ہے۔

اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ امیر المومنین عثمانؓ نے ایسا ہی لکھا ہے ہم لوگ درحقیقت تم کو قتل کرنے کے قصد سے آئے تھے۔ علی ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ نے سمجھا بھجا کرواپس کیا اور ہم سے وعدہ کیا کہ ان شکایتوں کو ہم رفع کر دیں گے اتفاق سے تمہارا ایک خط ہمارے ہاتھ لگ گیا جس میں تم نے ابن ابی سرح کو لکھا ہے کہ ”ہم لوگوں کو درے لگائے ہماری تشہیر کرنے ایک زمانہ دراز تک قید میں رکھے یہ خط تمہارے غلام کے ہاتھ سے ملا ہے اس پر تمہاری مہر ہے امیر المومنین عثمانؓ نے قسم کھا کر کہا نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے اور نہ مجھ کو اس کی اطلاع ہے۔ علی ابن ابی طالبؓ اور محمد بن مسلمہ نے اس کی تصدیق کی۔

خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ: بلوائی بولے ”تعجب کا مقام ہے کہ اس قسم کے خطوط تمہاری مہر سے لکھے جائیں اور تمہارا غلام لے کر جائے اور تم کو اس کی اطلاع نہ ہو پس تم جھوٹے ہو یا سچے بہر تقدیر تم کو معزول کرنا مناسب ہے کیونکہ جھوٹے کو مسلمان کا والی بنانا جائز نہیں ہے اور اگر سچے ہو تو تم اس قدر کمزور اور طبعاً ضعیف ہو گئے ہو کہ بلا اجازت و اطلاع جس کا جوجی چاہتا ہے کرتا ہے لہذا بہتری یہی ہے کہ تم خود خلافت چھوڑ دو۔“ امیر المومنین عثمانؓ نے فرمایا میں اس لباس کو نہیں اتارتا چاہتا جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے یعنی میں خود منصب خلافت ترک نہیں کروں گا۔ ہاں یہ ہوگا کہ اگر مجھ سے غلطی ہوگئی تو میں توبہ کروں گا“ اور اپنی غلط رائے سے رجوع کر دوں گا ابن عدیس بولا ”ہم بارہا دیکھ چکے ہیں کہ تم توبہ کرتے ہو اور پھر وہی کام کرتے ہو اب ہم پر فرض ہے کہ ہم تم سے خلافت چھین لیں یا تم کو قتل کر ڈالیں اور اگر تمہارے دوستوں میں سے کوئی مزاحمت کرے تو اس سے بھی لڑیں جب تک ہم زندہ ہیں لڑتے جائیں گے کامیاب ہوں گے یا مر جائیں گے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ارشاد کیا ”تم مطمئن ہو کہ کوئی شخص تم سے مزاحم نہ ہوگا اگر مجھے اس کا خیال ہوتا تو میں ممالک اسلامیہ سے مسلمانوں کو طلب کر کے ایک لشکر مرتب کر لیتا“ اس فقرے کے تمام ہوتے ہی چاروں طرف سے شور و غل کی آواز آنے لگی جس کے جوجی میں آتا تھا کہہ رہا تھا علی ابن ابی طالبؓ اٹھے اور بلوائیوں کو امیر المومنین عثمانؓ کے پاس سے نکال کر اپنے مکان پر چلے آئے۔ علی ابن ابی طالبؓ کے واپس ہوتے ہی مصریوں نے امیر المومنین عثمانؓ کے مکان کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔ دوبارہ محاصرہ: دوبارہ محاصرہ کرنے کے بعد امیر المومنین عثمانؓ نے معاویہ اور ابن عامر کو امداد کے لئے لکھا: زید بن اسد قسری اہل شام کا ایک گروہ لے کر روانہ ہوئے۔ وادی القریٰ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ امیر المومنین عثمانؓ شہید ہو گئے یہ سننے ہی زید بن اسد شام لوٹ گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ شام سے حبیب بن مسلمہ بصرہ سے عباس بن مسعود روانہ ہوئے تھے اور مقام ربذہ میں پہنچ کر شہادت کا حال سن کر واپس آ گئے تھے۔

اقرار نامہ حضرت عثمانؓ: دوبارہ محاصرہ ہونے پر امیر المومنین عثمانؓ کے مشیروں نے رائے دی کہ علی ابن ابی طالبؓ کو بلوا کر بلوائیوں کی روک تھام کے لئے بھیجو کہ وہ ان کو سمجھا بھجا کرواپس کریں کہ ان کی مرضی کے موافق گورنروں کی بحالی اور معزولی کی جائے گی۔ چنانچہ علی ابن ابی طالبؓ بلوائیوں کے پاس گئے اونچا نیچا سمجھایا۔ ان کی درخواستوں کے موافق عمل درآمد کرنے کا وعدہ کیا۔ بلوائیوں نے کہا آپ ایک معیار مقرر کیجئے“ علی ابن ابی طالبؓ لوٹ کر امیر المومنین عثمانؓ کے پاس آئے اور امیر المومنین عثمانؓ نے تین دن کی مدت مقرر فرمائی۔ علی ابن ابی طالبؓ نے ایک اقرار نامہ لکھ کر بلوائیوں کو دیا۔ جس میں تین دن کے اندر ان کی مرضی کے موافق

عمال کی تقرری و معزولی اور ان کی شکایت رفع کرنے کو لکھا تھا۔ بلوئی اس اقرار نامہ کے مطابق تین یوم تک جنگ و جدال سے رکے رہے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ان کی خواہش کے مطابق کوئی اصلاح نہ کی۔

حضرت عثمان کا خطبہ: بعد انقضائے میعاد بلوئی ان مصر فی حشب سے مدینہ میں ایفاء وعدہ کی غرض سے آئے امیر المومنین عثمان نے ایفاء وعدہ سے انکار کیا۔ بلوئیوں نے یرہم ہو کر چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ محاصرے کے بعد امیر المومنین عثمانؓ نے علیؓ زبیر اور طلحہ کو بلوایا بھیجا جب یہ لوگ اور ان کے ہمراہ اہل مدینہ بھی آئے دروازہ پر ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔ عثمانؓ نے گھر سے نکل کر کہا بیٹھ جاؤ بلوئی اور غیر بلوئی سب بیٹھ گئے آپ نے اہل مدینہ سے مخاطب ہو کر کہا اے اہل مدینہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور اس سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد تم پر کسی اچھے کو خلیفہ بنائے۔ یہ کہہ کر تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر سراٹھا کر بولے:

((انشدکم باللہ تعالیٰ هل تعلمون انکم دعوتکم اللہ عند مصاب عمر ان یختار لکم و یجمعکم علی خیر کم اتقولون ان اللہ لم یصل من ولی هذا الدین ام تقولون ان الامۃ و لو امکابرة و عن غیر مشورۃ و کلہم الی امر ہم اولم یعلم عاقبۃ امری ثم انشدکم اللہ هل تعلمون لی من السوابق ما یحب حقہ فمہلاً فلا یحل الا قتل لثلاثۃ زان بعد احصان و کافر بعد ایمان و قاتل بغیر حق لم اذا القتلتمونی و ضعیف السیف علی و قابکم ثم لا یرفع اللہ عنکم الاختلاف))

”میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عمر کے زخمی ہونے کے وقت تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری امارت کے لئے کسی کو منتخب کر دے اور کسی بہترین ہستی کو تمہارا امیر بنائے کیا تم یہ کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول نہیں کی یا یہ کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو اس دین کا والی بنایا اس کو آزمائش میں نہیں ڈالایا کہو گے کہ امت نے دھاندلی سے یا بغیر مشورے کے والی مقرر کیا اور اس نے اپنے کام کو بغیر انجام بنی سے اس کے سپرد کیا ہے۔ پھر میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں تم لوگ میرے سابق الاسلام ہونے کو جانتے ہو جانے دو درگزر کرو کیونکہ تین آدمیوں کے سوا اور کسی کا قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک زانی حصن کا دوسرے مرتد کا تیسرے قاتل بغیر حق کا۔ پھر جب مجھے تم قتل کر ڈالو گے تو گوارہ تم اپنی گردلوں پر رکھ لو گے پھر اللہ تعالیٰ تم سے اختلاف کو نہ اٹھائے گا۔“

مفسدین کی دریدہ فتنی: بلوئیوں نے جواب دیا کہ تم نے جو فاروق اعظمؓ کے بعد استخارے کی نسبت کہا ہے تو اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کیا اچھا کیا لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک فتنہ بنایا ہے۔ جس میں اس نے اپنے بندوں کو مبتلا کیا ہے حقوق سابق الاسلام تمہارے ہیں اور تم ضرور اس کے مستحق تھے لیکن تم نے بہت سی باتیں ایسی کی ہیں جس سے تم کو ہم حق قائم کرنے کیلئے بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اس خیال سے کہ مبادا سال آئندہ اور فتنہ و فساد برپا نہ ہو باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ تین ہی آدمیوں کو قتل کرنا چاہئے اس کی نسبت ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سوائے ان تینوں کے اور لوگوں کا قتل کرنا بھی جائز دیکھتے ہیں۔ از انجملہ ان آدمیوں کا قتل کرنا ہے جو دنیا میں باعشر فساد ہوں یا باغی ہوں یا حق و راستی کے کرنے کے مانع اور مخالف اور بلاشبہ تم نے امارت کا ذرا دباؤ ہم پر ڈالا اور بے شک جو لوگ ہم سے لڑے اور لڑنے کو آتے ہیں وہ تمہاری

امارت کی وجہ سے لڑتے ہیں۔ پس اگر تم خلافت چھوڑ دو تو وہ لوگ برسرِ مقابلہ نہ آئیں گے۔ امیر المومنین عثمانؓ یہ سن کر خاموش ہو کر اندر چلے گئے پھر اس کے بعد گھر سے نہ نکلے۔ اہل مدینہ اور اصحاب کبار کو واپس جانے کی قسم دے کر واپس کیا سوائے حسن بن علیؓ محمد بن طلحہؓ عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے نازیبا سلوک: بلوایان مصر کو فہ اور بصرہ چالیس روز تک محاصرہ کئے رہے اٹھارویں روز یہ خبر مشہور ہوئی کہ اسلامی فوجیں ممالک اسلامیہ سے آرہی ہیں۔ بلوایوں نے محاصرے میں سختی شروع کی لوگوں کو امیر المومنین عثمانؓ کے پاس جانے سے روک دیا۔ پانی کھانا بند کر دیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے علیؓ طلحہؓ اور زبیرؓ اور امہات المومنین (رضی اللہ عنہم) کے پاس کہلا بھیجا کہ بلوایوں نے میرا پانی بند کر دیا ہے اگر تم لوگ مجھ کو پانی پہنچا سکتے ہو تو پانی بھیج دو۔ علیؓ ابن ابی طالبؓ یہ دردناک خبر سنتے ہی علیؓ صبح سوار ہو کر بلوایوں کے پاس گئے اور فرمایا اے لوگو! تمہارا یہ فعل نہ مسلمانوں سے مشابہ ہے اور نہ کافروں سے۔ تم لوگ اس شخص (یعنی عثمانؓ) کا کھانا پینا بند نہ کرو۔ بلاشبہ رومی اور ایرانی بھی اپنے قیدیوں کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ بلوایوں نے جواب دیا ”نہیں واللہ ایسا کبھی نہیں ہوگا“۔ علیؓ ابن ابی طالبؓ یہ سن کر لوٹ آئے اس کے بعد ام المومنین ام حبیبہؓ کچھ کھانے کی چیزیں لے کر اپنے خچر پر سوار ہو کر آئیں بلوایوں نے روکا آپ نے ارشاد کیا میں اس شخص (یعنی عثمانؓ) کے پاس جاتی ہوں اس غرض سے کہ بنی امیہ کی امانتیں اس کے پاس ہیں ایسا نہ ہو کہ بیوہ اور یتیموں کا مال ضائع ہو جائے۔“ بلوائی بولے ”تم کو عثمان کے پاس ہم نہیں جانے دیں گے۔“ ام حبیبہؓ گرتے گرتے پھیں اہل مدینہ نے دوڑ کر پکڑ لیا اور آہستہ آہستہ آپ کو آپ کے گھر واپس لائے۔

حضرت ابن عباسؓ کی بحیثیت امیر حج مکہ معظمہ کو روانگی: اس کے بعد امیر المومنین عثمانؓ نے اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر اپنے حقوق اور سابق الاسلام ہونے کا اظہار کیا۔ بعض نے کہا ”جانے دو اب عثمانؓ سے درگزر کرو۔“ اس اثناء میں اشترؓ آ گیا لوگوں کو پھر جمع کر کے درغلایا اور دوبارہ مخالفت پر ابھارا بعد اس کے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے حج کا قصد کیا اور اپنے بھائی محمدؓ کو اپنے ہمراہ لے جانے کی غرض سے بلایا۔ محمدؓ بلوایوں کے ہم نوالہ ہم پیالہ ہو رہے تھے ساتھ

۱۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک روز امیر المومنین عثمانؓ نے بلوایوں کو جمع کیا اور چھت پر چڑھ کر السلام علیکم کہا بلوایوں نے کچھ جواب نہ دیا امیر المومنین عثمانؓ ان لوگوں سے مخاطب ہو کر بولے میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں۔ حج حج کہنا کیا تم جانتے ہو کہ مدینہ میں صرف ایک ہی کنواں رومہ نامی تھا جس کو میں نے خرید کر وقف کیا تاکہ مسلمانوں کو پانی کی تکلیف نہ ہو میں نے اس کو اپنی ملک قرآنہ دی مثل اور مسلمانوں کے میں بھی اس کا پانی پیتا رہا۔ بلوایوں نے جواب دیا ہاں یہ حج ہے۔ امیر المومنین نے کہا پھر کیوں تم لوگ مجھے پانی نہیں دیتے کجوری تالاب کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہوں بلوایوں نے اس کا بھی کچھ جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مسجد تک اور چھوٹی تھی۔ لوگوں کی گنجائش نہیں ہوتی تھی میں نے زمین خرید کر محسن مسجد بڑھایا۔ بلوائی بولے ہاں یہ حج ہے آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو مجھ سے پہلے کبھی کوئی اور شخص بھی اس میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہو؟ بلوایوں نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے ارشاد کیا پھر تم مجھے مسجد میں نماز پڑھنے سے کیوں روکتے ہوئے؟ بلوائی خاموش رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے کہا ”تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے حج کہنا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں ایسا ایسا نہیں فرمایا۔ بلوایوں کے دل پر اس کلام سے ایک اثر پیدا ہوا جس سے وہ لوگ امیر المومنین عثمانؓ کی ایذا رسانی کے خیال سے درگزر کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس عرصہ میں اشترؓ آ گیا اور اس نے لوگوں کو دوبارہ امیر المومنین عثمانؓ کے برخلاف ابھار دیا۔

جانے سے انکار کیا۔ حظلہ کا تب وحی بولے تم کو ام المومنین اپنی ہمراہی کے لئے بلاتی ہیں۔ تم ان کے ساتھ نہیں جاتے ہو اور آبرو باختہ اوباشوں کی اتباع کھاتے ہو جو تمہارے شایان شان نہیں ہے۔ بغرض محال اگر اس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ امیر المومنین عثمان مغلوب ہو گئے تو تم پر جو عید مناف و متولی مسلط ہو جائیں گے۔ محمد بن ابی بکر نے کچھ جواب نہ دیا حظلہ کو فہ چلے گئے۔ طلحہ زبیر اور تمام کل صحابائے کبار نے بلوایوں کی زیادتیوں کی داستانیں سن سن کر اپنے دروازے بند کر لئے تھے نہ کسی سے ملے تھے اور نہ باہر آتے تھے۔ آل حرام تھوڑے دنوں تک خفیہ طور سے امیر المومنین عثمان کے گھر میں پانی پہنچاتے رہے۔ ابن عباس دروازے پر بلوایوں کی مداخلت کی غرض سے بیٹھے ہوئے تھے امیر المومنین عثمان نے ان کو امیر ج مقرر کر کے مکہ معظمہ روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ابن عباس بولے مجھے ان بلوایوں سے جہاد کرنا چاہئے ان کو امیر ج مقرر کر المومنین عثمان نے ان کو قسم دے کر مجبور کیا چنانچہ ابن عباس امیر ج ہو کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔

بلوایوں کی یورش: بلوایوں نے جب یہ دیکھا کہ جہاد امیر المومنین عثمان ہی کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور ان کے مقرر کئے ہوئے امیر کے ساتھ حج کو جاتے ہیں اطراف و جوانب سے جو لوگ آتے ہیں وہ بھی انہیں کام بھرتے آتے ہیں تو سب کے سب امیر المومنین کے شہید کرنے پر تل گئے اور ان کی شہادت کو اپنی گلو خلاصی کا ذریعہ سمجھ کر سب نے یورش کر کے دروازہ کھولنے کا قصد کیا۔ حسن بن علی، ابن زبیر، محمد بن طلحہ، مروان سعید بن العاص اور جو صحابہ کبار کے لڑکے ان کے ہمراہ تھے۔ بلوایوں کو دروازہ کھولنے سے روکا۔ لڑے اور لڑ کر ان کو پیچھے ہٹایا امیر المومنین عثمان کے کانوں تک یہ خبر پہنچی لوگوں کو لڑنے سے منع فرمایا اور قسم دے کر جدال و قتال سے روک کر اندر چلے آنے کا حکم دیا۔ بلوایوں نے دروازے میں آگ لگا دی۔ دروازہ جل گیا اندر گھسے۔ امیر المومنین عثمان جو اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور سورۃ طہ شروع کی تھی چونکہ حاضرین مکان شریک نماز تھے کسی نے بھی بلوایوں کو کسی بھی فعل سے نہ روکا نماز سے فارغ ہوئے تو وہ لوگ چلے گئے اور امیر المومنین عثمان قرآن پڑھنے لگے جس وقت یہ آئے:

﴿الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا و قالوا حسبنا الله و

نعم الوكيل﴾

پر پہنچے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک اقرار لیا تھا اور میں اس پر قائم ہوں یہ کہہ کر سہ ماہہ کرام کے فرزند ان کو لڑنے سے روکا۔ حسن بن علی سے کہا تم اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ اس پر بھی حسن بن علی بلوایوں سے لڑے مغیرہ بن الاخص ابن شریق بھی چند لوگوں کو لے کر بلوایوں کے مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی مغیرہ شہید ہو گئے۔ پھر ابو ہریرہ یہ کہتے ہوئے آئے:

((يا قوم مالي ادعوكم الى النجاة و تدعونني الى النار))

”اے لوگو! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو اور لڑنے لگے۔“

باب: ۱۹

حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت

شہادت: امیر المومنین عثمان نے ان کو بھی لڑائی سے روکا۔ اس کے بعد بلوائی مکان کے عقب سے جس چائے عمرو بن الحرام کا مکان تھا سیڑھی لگا کر گھس آئے ان لوگوں کو اس کی اطلاع تک نہ ہوئی حفاظت کی غرض سے دروازے پر تھے۔ ایک بلوائی امیر المومنین عثمان کے پاس گیا اور خلع خلافت کی بابت بحث کرنے لگا۔ آپ نے انکار کیا یہ شخص واپس آیا پھر دوسرا پھر تیسرا گیا اور ہر ایک خلع خلافت کی بابت گفتگو کرتا اور واپس آتا تھا اس اثناء میں عبد اللہ بن سلام آئے انہوں نے بلوائیوں کو سمجھانا شروع کیا بلوائی لڑنے اور مارنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد عمر بن ابی بکر امیر المومنین عثمان کے پاس گئے اور دیر تک گفتگو کرتے رہے جس کے ذکر کی حاجت نہیں ہے پھر شر مار کر چلے آئے۔ بعد ازاں کمینوں کا ایک گروہ پہچان میں سے ایک نے آپ پر تلوار چلائی۔ نالکہ بنت الفراضہ (آپ کی بیوی نے) ہاتھ سے روکا۔ انگلیاں کٹ گئیں۔ دوسرے نے وار کیا خون کا قطرہ صحیفہ کریم پر گرا آپ شہید ہو گئے۔

حضرت عثمان کی نعش کی بے حرمتی: امیر المومنین حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ کے غلاموں نے بلوائیوں سے مقابلہ کیا اور چند غلام کام آئے۔ بلوائیوں نے گھر میں جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ عورتوں کے کپڑے اور زیورات تک جھین لئے بیت المال کی طرف گئے اور اس کو تاراج کیا۔ بلوائیوں میں سے ایک نے امیر المومنین کا سر اتارنے کا قصد کیا۔ عورتوں

۱۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ واپس آئے ہوئے بلوائیوں میں سے سب کے بعد محمد بن ابی بکر امیر المومنین عثمان کے مکان میں داخل ہوئے۔ امیر المومنین عثمان نے کہا انہوں نے تم اللہ تعالیٰ پر غصہ ظاہر کرتے ہو کہا میں نے تمہارا کوئی حق لے لیا ہے جو تم مجھ سے اس کو لینے کو آئے ہو۔ محمد بن ابی بکر نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ کہہ کر آپ کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا "اے عیسیٰ تجھے تجھے اللہ سوا کرے" امیر المومنین عثمان بولے "میں عیش نہیں ہوں بلکہ عثمان ہوں اور امیر المومنین ہوں۔" محمد نے کہا "کیوں تم کو کھانا دیا اور فلاں فلاں مضمون نے نہ پہچان اس پر وہاں میں بھی تم کو خلافت کی ہوس باقی ہے۔" امیر المومنین عثمان نے فرمایا "اگر تمہارے باپ ہوتے تو وہ میرے پرہیزگار کی قدر کرتے اور وہ اس ڈاڑھی کو نہ پکڑتے" محمد نے کہا "بے شک اگر میرا باپ تم کو ایسے کام کرنے دیتے دیکھتا تو وہ ان کاموں کو پسند نہ کرتا اور مجھ سے زیادہ سختی سے تمہاری ڈاڑھی کو پکڑتا۔" امیر المومنین عثمان نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے مقابلے پر مدد چاہتا ہوں اور اسی سے اعانت کا خواستگار ہوں۔ محمد بن ابی بکر شراباگئے ڈاڑھی چھوڑ کر چلے آئے۔

۲۔ خون کا قطرہ صحیفہ کریم کے آریہ ((فَسَكِّبْهُمْ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)) پر گرا تھا۔ یہ قرآن مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کتب خانے میں تھا۔ اس کو صحیفہ امام سے تعمیر کرتے ہیں۔ سنتے ہیں کہ زمانہ جنگ عظیم یورپ میں لندن کے میوزیم میں پہنچ گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

نے شور مچایا ابن عدیس نے کہا جانے دو اس کے سر سے ہم کو کوئی سروکار نہیں ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جس نے امیر المومنین عثمان کے قتل کا بیڑہ اٹھایا تھا وہ کنانہ بن بشیر تھیں۔ اسی نے تلوار چلائی تھی۔ عمرو بن حق نے نیزہ کے چند زخم پہنچائے تھے۔ عیمر بن ضابی نے ٹھوکریں ماری تھیں۔ جس سے چند پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ ٹھوکریں لگانے کے وقت یہ کہتا جاتا تھا کہ کیوں تم ہی نے میرے باپ کو قید کیا تھا جو بے چارہ قیدی کی حالت میں مر گیا۔

تجہیز و تکفین: امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی شہادت اٹھا دیں ذی الحجہ ۳۵ھ یوم جمعہ کو ہوئی تین دن تک بے گور و کفن پڑے رہے۔ حکیم بن حرام اور جبر بن معطمؓ علی ابن ابی طالب کے پاس گئے۔ آپ نے دفن کرنے کی اجازت دی شب کے وقت مابین مغرب و عشاء جنازہ لے کر نکلے جنازے کے ساتھ زبیرؓ حسن البجیم بن حذیفہؓ مروان تھے۔ جنت البقیع کے باہر جس کو کب میں دفن کیا۔ جبر بن معطم نے نماز پڑھائی لیکن بعض مورخوں کا خیال ہے کہ مروان نے اور بعض کہتے ہیں کہ حکیم نے پڑھائی تھی۔ روایت کی جاتی ہے کہ بلوایوں میں سے چند لوگوں نے دفن کرنے اور نماز جنازہ پڑھنے سے بھی تعرض کیا تھا۔ لیکن علی ابن ابی طالب نے ان کو جھڑکا اور سختی سے رد کا بعض کا خیال ہے کہ علیؓ زید بن ثابتؓ کعب بن مالکؓ بھی شریک جنازہ تھے اور بغیر غسل کے انہیں کپڑوں میں دفن کیا جو پہنے ہوئے تھے۔

عہد عثمانی کے عمال: بوقت شہادت ممالک اسلامیہ میں عمال اس تفصیل سے تھے۔ مکہ میں عبداللہ بن الحنفیؓ طائف میں قاسم بن ربیعہ ثقفیؓ ضحار میں یعلیٰ بن منبہؓ جند میں عبداللہ بن ربیعہؓ بصرے میں عبداللہ بن عامرؓ شام میں معاویہ بن ابی سفیانؓ حمص میں عبدالرحمن بن خالدؓ قسریں میں حبیب بن مسلمہؓ اردن میں ابوالاعور سلیؓ اور بحرین میں عبداللہ بن قیسؓ قرازی عامل تھے۔ فلسطین صوبہ شام میں شامل تھا اس کی حکومت پر معاویہ کی جانب سے علقمہ بن حکیم کنڈی مامور تھا۔ عہدہ قضاء پر ابوالدرداء تھے کوفہ میں امامت ابو موسیٰ اشعری کرتے تھے میدان جنگ کی افسری قحطاع بن عمرو کے قبضہ میں تھی۔ سواد کے صیغہ مال پر جابر مرقنیؓ اور سماک انصاری مامور تھے۔ قرقیسا میں جریر بن عبداللہؓ آذربائیجان میں اشعث بن قیسؓ حلوان میں عقبہ بن نہاشؓ اصفہان میں سائب بن اقرعؓ اور سبدان میں حمیس گورز تھے۔ مدینہ منورہ میں بیت المال کے افسر

محمد بن ابی بکر کے واپس آنے کے بعد قیسرہؓ سودان بن عمرانؓ اور عاتقیؓ امیر المومنین عثمان کے پاس گئے عاتقی نے لوہے سے مارا قرآن شریف کو ایک لاکھ ماری آپ کی گود سے گر گیا۔ پھر سودان نے تلوار چلائی۔ ناکہ نے ہاتھ سے روکا لگھیاں کٹ گئیں اس کے بعد کنانہ نے وار کیا جس سے آپ شہید ہوئے۔ اس کے بعد امیر المومنین عثمان کے چند غلام آئے ان میں سے ایک نے سودان پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ قیسرہ نے اس غلام کو مار ڈالا جب گھر کی طرف واپس ہوئے تو دوسرے غلام نے قیسرہ کو مار ڈالا۔ پھر بلوایوں کا ہجوم ہو گیا مال و اسباب لوٹنے لگے۔ کٹھوم تھیں نے ناکہ زحہ امیر المومنین کی تلوار چھین لی۔ ایک غلام نے کھینچ کر کٹھوم کو ایک وار سے شہید کر دیا مال و اسباب لوٹ لینے کے بعد عمر بن الحقؓ نے حضرت عثمان کے سینہ پر نو نیزے مار کر کہا ان میں سے تین نیزے تو میں نے اللہ تعالیٰ کے واسطے مارے ہیں اور چھ اس وجہ سے مارے ہیں کہ یہ میرے دل میں اس کی طرف سے غبار تھا۔ پھر بلوایوں میں سے کسی نے سر کاٹنے کا قصد کیا۔ ناکہ ارام المومنین چلا کر لاش پر گر پڑیں۔ ابن عدیس نے کہا جانے دوسرے کا تو اس کے سر سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے۔

عقبہ بن عمرو اور قنضاء پر زید بن ثابت تھے۔

(۱) عہد عثمانی کی فتوحات کا اجمالی جائزہ (مترجم) امیر المومنین عثمان بن عفان کا دور خلافت بارہ دن کم بارہ برس تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ آٹھ دن کم بارہ برس رہا۔ اس زمانہ میں جس قدر فتوحات حاصل ہوئیں وہ قسم کی ہیں ایک یہ ہے کہ شہادت کے بعد فاروق اعظم بعض بعض شہروں میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی۔ ذوالنورین نے اس کے فرو کرنے اور دوبارہ اس کو مقبوضات اسلامیہ میں داخل کرنے کی کوشش کی جیسا کہ وفات رسول اللہ علیہ التحیۃ والصلوۃ صدیق اکبر کے دور خلافت میں مرتدین کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی تھی۔

عثمان نے بدعہدی کی جس کو دوبارہ مغیرہ بن شعبہ نے فتح کیا اہل رے بغاوت پر کمر بستہ ہوئے ابو موسیٰ اشعری اور براء بن عازب نے اس بغاوت کو فرو کیا۔ اسکندریہ والوں نے علم بغاوت بلند کیا جس کو عمرو بن العاص کی کوششوں نے سرنگوں کیا۔ آذر بائیجان کو ولید بن عقبہ نے دوبارہ زیر اور صلح کرنے پر مجبور کیا۔ انہیں واقعات کے اثناء میں آذر بائیجان کے قرب و چار کے اور مقامات بھی فتح ہوئے۔ ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ نے بلاد آرمینیہ پر فوج کشی کی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ عثمان بن ابی العاص کو شہر کا زوروں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ عثمان بن ابی العاص نے شہر کو فتح و امن فتح کیا اور اسی مقام سے انہوں نے ہرم بن حیان کو در سفید کی جانب روانہ کیا جو بہت جلد یا سانی تمام فتح ہو گیا۔ دوسری وہ فتوحات نکلی ہیں جو امیر المومنین عثمان کے زمان خلافت میں حاصل ہوئیں اس سے پیشتر وہ ممالک اسلامیہ حکومت کے دائرہ میں نہ تھے۔ ازاجملہ افریقہ ہے جو عبد اللہ بن سعید بن ابی سرح کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ امیر المومنین عثمان نے اسی وجہ سے عبد اللہ بن سعد کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا اور مال غنیمت کا خمس اٹھس مرحمت فرمایا تھا۔ اس زمانہ میں افریقہ کا حاکم قیصر روم کی جانب سے جریر نامی ایک شخص تھا جس کی حکومت طرابلس سے حدود طنجہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ چالیس لڑائیوں کے بعد عبد اللہ نے اس کو سر کیا۔ افریقہ کی فتح کے بعد عبد اللہ بن نافع بن حصین اور عبد اللہ بن نافع بن عبد القیس کو مغرب کی طرف روانہ کیا۔ کفار سے لڑائی ہوئی بلاآخر مسلمانوں کی فتح ہوئی اور امیر المومنین عثمان نے اندلس کی حکومت عبد اللہ بن نافع بن الحصین کو مرحمت فرمائی۔ اسی وقت سے سرزمین مغرب میں اسلام کا جھنڈا بلند ہوا۔ جریرہ قبرص اور جزیرہ ذودوس انہیں کے عہد خلافت میں پچاس لڑائیوں کے بعد معاویہ بن سفیان کی حسن سعی سے فتح ہوا۔ فارس و خراسان کا زور انہیں کے زمانہ میں ٹوٹا۔ یزدگرد کی زندگی کا خاتمہ انہیں کے دور خلافت میں ہوا۔ کابل، زابلستان، ہرات، طالقان، قاریاب، طبرستان کے میناروں پر انہیں کے زمانہ خلافت میں اسلامی پھر پڑا گیا۔

ان کے ابتداء دور خلافت میں ایسے خطرناک واقعات پیش آئے تھے جس سے ان کی ثابت قدمی اور انتظام کا کافی ثبوت ملتا ہے اور اس کو ان کی حکمت عملی و تدبیر نے کامیابی کے ساتھ دفع کر دیا۔ ازاجملہ ایک واقعہ یہ ہے کہ ۳۳ھ خلافت میں امراء فارس کی تبدیلی سے ایرانیوں نے سازش کر کے مقام اصطخر میں فوج کثیر جمع کی اور عبد اللہ بن عامر کو زکوٰۃ ڈالا تھا۔ لشکر اسلام شکست پا کر میدان جنگ سے ہٹا گیا۔ امیر المومنین عثمان نے عبد اللہ بن عامر کو برسرِ گردی لشکر بصر اور عثمان روانہ کیا جنہوں نے کمال مردانگی سے ایرانیوں کو ایسا پامال کیا کہ پھر ان کو سر اٹھانے کا حوصلہ نہ ہوا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جس وقت مسلمانوں نے افریقہ کو فتح کیا قسطنطین قیصر روم کی غیرت و حمیت جوش پر آ گئی۔ لشکر عظیم ترتیب دے کر براہِ دریا بقیعہ مقابلہ لشکر اسلام کو چلایا۔ امیر المومنین عثمان نے معاویہ کو شام سے اور عبد اللہ بن سعد کو مصر سے مقابلے پر روانہ کیا۔ خطرناک اور سخت خوں ریز لڑائیوں کے بعد قسطنطین کو شکست ہوئی۔ رومی لشکر کا زیادہ حصہ لڑائی میں کام آ گیا اس کے بعد رومیوں میں نزاع پیدا ہو گئی۔ قسطنطین مار ڈالا گیا اور وعدہ ((ہلک قیصر فلا قیصر جدہ)) ظہور پذیر ہوا۔

تذکرہ عثمان: امیر المومنین عثمانؓ ذی النورین قریش میں اعلیٰ درجہ کا نسب رکھتے تھے۔ ماں باپ دونوں قرشی تھے۔ ان کے باپ کا نام عفان تھا۔ عفان لڑکا تھا ابو العاص کا، ابو العاص امیہ اکبر کا، امیہ اکبر عبد شمس کا عبد شمس عبد مناف بن قصی کا، عبد مناف بن قصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب کا دادا تھا۔ ان کی ماں کا نام اردی بنت کریم بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف تھا۔ یہ لڑکی تھیں بیضاء ام حکیم بنت عبد المطلب کی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چھوٹی) کی باپ کی طرف سے چوتھی پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں اور برادر زادہ بھیجے ہوتے ہیں اور ماں کی طرف سے دوسری پشت میں ملتے ہیں اور عمیرہ زاد (بھانجے) ہوتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں ان کی کنیت ابو عمرو تھی۔ جب اللہ جل شانہ نے ان کو مشرف بہ اسلام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی رقیہ سے عقد کر دیا اور ان کے بطن سے عبد اللہ بن عثمان پیدا ہوئے۔ تب انہوں نے اپنی کنیت ابو عبد اللہ کر دی۔ اسلام لانے کے بعد اکثر لوگ ان کو ابو عبد اللہ کہا کرتے تھے اور ایسے بہت کم لوگ تھے جو ان کو ابو عمرو کی کنیت سے یاد کرتے رہے ہوں۔

قد نہ بہت طویل تھا اور نہ بہت چھوٹا، میانہ قامت، خوش رو، چہرے پر کسی قدر چمک کے آثار چوڑے بازو، پنڈلیاں گوشت سے بھری ڈانڈھی بڑی سر میں بال زیادہ رنگ گندمی تھا۔ بالوں کو کبھی کبھی حنا سے رنگ لیتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کے ابتدائی حالات: یوں تو ان کے زمانہ پیدائش میں مورخوں نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ عام الفیل کے چھ برس پیدا ہوئے سن شعور کو پہنچ کر اس زمانے کی ضرورت کے مطابق لکھنا پڑھنا سیکھا۔ کچھ دنوں تک اونٹ چرانے کی خدمت بھی انجام دی جو عرب کا قومی شعار سمجھا جاتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابو بکر صدیقؓ کی ترغیب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ایمان لائے، ساتین اسلام سے ہیں۔ ابو عبیدہ بن الجراح اور عبد الرحمن بن عوف سے ایک روز پہلے اور علی ابن ابی طالب و صدیق اکبر و ام المومنین خدیجہؓ کے بعد مسلمان ہوئے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ قدیم الاسلام دار ارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے سے پیشتر اسلام لائے۔ آپ خود اکثر فرمایا کرتے تھے میں اسلام کا چوتھا شخص ہوں میری ذات سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی چوتھی عدد پوری فرمائی۔

حضرت عثمانؓ کی ہجرت میں افضلیت: حضرت عثمانؓ نے دو ہجرتیں کیں ایک بجانب حبشہ، حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے بعد یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے حج اپنے اہل کے ہجرت کی ریاض میں پروايت انس لکھا ہے:

((قال اول من هاجرا الى الارض الحبشة عثمان و خرج معه بابتة رسول الله صلى الله عليه وسلم

فابطاء على رسول الله صلى الله عليه وسلم خيرا فاجعل يعوكف الخبر فقدمت امرأة من قریش من

ارض الحبشة قالها فقالت رايتهما على اى حال رايتهما قالت رايتهما وقل حملها على حمار من هذه

الدواب وهو يسوقها فقال النبي صلى الله عليه وسلم ضججهما الله ان كان عثمان لا اول من هاجر الى

الله عز وجل بعد لوط))

”حضرت انسؓ نے کہا ہے کہ پہلے جس نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ عثمانؓ ہیں اور ان کے ہمراہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی بھی تھیں۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر کچھ عرصے تک معلوم

نہ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتظار فرما رہے تھے کہ قریش کی ایک عورت حبشہ سے آئی، آپ نے اس

سے عثمان کو دریافت کیا، عورت نے کہا میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔ فرمایا کس میں حالت میں تو نے ان کو

دیکھا جواب دیا میں نے دیکھا ہے کہ عثمان کی بیوی ایک جانور پر سوار تھیں اور عثمان اس کو ہانکتے جاتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کا ساتھی ہو۔ عثمان پہلا شخص ہے جس نے لوط کے بعد اللہ عزوجل کے لئے ہجرت کی۔“

حاکم نے بروایت عبد الرحمن بن اسحاق عن ابی عن سعد نے اس قصہ کو یوں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا یا ابابکر انہما الاول من ہاجرا بعد لوط و ابراہیم ”اے ابوبکر سب کے پہلے انہیں دو نے لوط و ابراہیم کے بعد ہجرت کی ہے اور دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی جانب جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اس کے بعد نبی ذی النورین بھی مدینہ میں ہجرت کر آئے۔“

ذی النورین کا لقب: ابن اثیر کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان کو ذی النورین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رقیہ و کلثوم (رضی اللہ عنہما) یکے بعد دیگرے آپ کے عقد میں آئی تھیں۔

((أخرج الحاكم ان ابی ہریرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقی عثمان و هو مغموم فقال ما حالک یا عثمان فقال یایی الت و امی هل دخل علی احد من الناس ما دخل علی توفیت بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انقطع الضمیر فی ما بینی و بینک و الی ابد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اتقول ذالک یا عثمان و هذا جبریل یا مرفی من امر اللہ عزوجل ان ازوجک اختها کلثوم علی مثل صدقها و علی مثل عدلها فزوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیها))

”حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات کی اور عثمان مغموم تھے۔ آپ نے فرمایا اے عثمان کیا حال ہے۔ عثمان نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا کسی پر ایسا صدمہ اور بھی گزرا ہے جو مجھ پر گزرا ہے صاحبزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتقال کر گئیں اور رشتہ سسرالی قرابت کا ہمیشہ کے لئے میرے اور آپ کے منقطع ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان تم یہ کیا کہتے ہو جو جبریل نے مجھ کو اللہ تعالیٰ کا یہ پیام پہنچایا ہے کہ میں رقبہ کی بہن کلثوم کا نکاح اسی مہر اور اسی طرح تمہارے ساتھ کر دوں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رقیہ کے کلثوم کا عقد عثمان سے کر دیا۔“

پھر جب کلثوم کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا اگر میرے اور لڑکی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمان سے کر دیتا۔ ریاض میں علی ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میرے چالیس لڑکیاں بھی ہوتی تو میں یکے بعد دیگرے عثمان سے عقد کرتا جاتا۔ یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہتی۔ یہ ایک ایسی شرافت و عظمت ہے جو سوائے ان کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی ازالۃ الخفاء میں حوالہ ریاض لکھا ہے ((قیل فی وجہ التسمیۃ بذی النورین کان لہ سخا ان سخاء قبل الاسلام و سخاء بعدہ)) ”یعنی بیان کیا گیا ہے عثمان کو ذی النورین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ عثمان ذوالنورین کی دو سخاوتیں تھیں ایک سخاوت قبل اسلام اور ایک سخاوت بعد از اسلام اس کو صاحب ازالہ نے نقل کر کے بیان کیا ہے جو ضعف قول پر دلالت کرتا ہے صحیح وہی ہے جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔“

حضرت عثمان کی سیرت و کردار: قدرتی طور پر آپ کی فطرت سلیمہ ایسی واقع ہوئی تھی کہ جس کی وجہ سے قبل از اسلام آپ اکثر امور جاہلیت سے متحرر رہے از انجملہ یہ ہے کہ آپ نے اسلام لانے سے پہلے شراب اپنے اوپر حرام کر لی تھی زنا بھی نہیں کیا۔ ((فی الاستعجاب فی ترجمہ ابی بکر رضی اللہ عنہ اللہ کان قد حرم الخمر فی الجاہلیۃ و عثمان))

”استیعاب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ بے شک زمانہ جاہلیت میں انہوں نے اور عثمان نے شراب حرام کر لی تھی۔“ ((وقتی الریاض عن انه قال ما زینت فی الجاہلیۃ و الاسلام و لا سوق)) ”اور ریاض میں ان سے روایت کی گئی ہے کہ بے شک انہوں نے کہا ہے کہ میں نے جاہلیت اور اسلام میں زمانہ نہیں کیا اور نہ چوری کی ہے۔“ یہ امر قوی روایت سے بھی ثابت ہو گیا ہے کیونکہ زمانہ محاصرے میں امیر المومنین عثمان نے ایک تقریر کی تھی جس کا آخری فقرہ یہ تھا ((و ما زینت فی الجاہلیۃ و الاسلام قط)) ”اور نہ میں نے جاہلیت میں اور نہ اسلام میں کبھی زنا کیا ہے“ اور بلوائیوں میں سے بھی کسی نے اختلاف نہیں کیا تھا۔

سخاوت: زمانہ جاہلیت میں اسلام اور امیر المومنین عثمان کی ثروت قریش میں ایسی تھی کہ جس سے بلا امتیاز ہر صغیر و کبیر غنی و فقیر مستفیض ہوا۔ زمانہ جاہلیت کی ان فیاضیاں یا صدقات و خیرات کا لکھنا فضول ہے اور تجسس سے یہ وقت اس کا پتہ چلے گا لیکن اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ جو فیاضی اور سپر چشکی کی وہ ان کی سخاوت و ثروت و دریا دلی کی ایک بے مثل نظیر ہے۔ طبری نے لکھا ہے کہ عثمان ذوالنورین اپنے زمانہ خلافت میں ہر سال حج کو جاتے تھے۔ اور مقام منیٰ میں اپنا خیمہ نصب کراتے جب تک حجاج کو کھانا نہ کھلا لیتے لوٹ کر اپنے خیمے میں نہ آتے تھے بیت المال سے اس کو کچھ تعلق نہ تھا۔ اپنے جیب خاص سے خرچ کرتے تھے۔

اسلام کی خدمات: جیش العسرة میں (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے) امیر المومنین عثمان نے بڑی اولوالعزمی اور دریا دلی سے کام لیا تھا تقریباً کل لشکر کے لئے سر و سامان مہیا کیا تھا۔ اس کو خود ذی النورین نے محاصرے کے زمانے میں اپنے خطبہ میں بیان کیا تھا جس کو حاضرین نے تسلیم کیا تھا۔

((ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظرفی وجوہ القوم فقال من یجهز هؤلاء غفر له یعنی جیش

العسرة فجہم تہم حتی لم یفقدوا و اعقلا و لا حطاما قالوا نعم))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کون شخص ان مجاہدوں کا سر و سامان مہیا کرے گا اللہ

تعالیٰ اس کی مغفرت کرے گا (یعنی جیش العسرة کا) پس میں نے کل سامان مہیا کر دیا ایک چھد ان اور مہار کی

بھی ضرورت نہ ہوئی۔ بلوائیوں نے کہا ہاں۔“

عبدالرحمن بن خباب نے اس واقعے میں اس قدر اور بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر سے اترتے ہوئے دیکھا ہے۔ فرما رہے تھے ((ما علی عثمان ما فعل بعد ہذہ ما علی عثمان ما فعل بعد ہذہ)) ”اس کے بعد عثمان جو کریں گے وہ سب معاف ہے“ ترمذی نے اس کی روایت کی ہے اور عبدالرحمن بن سمرہ نے اس واقعہ میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ((ما فر عثمان ما عمل بعد الیوم موتین)) ”آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل کچھ نقصان نہ پہنچائے گا“ دوسرے فرمایا تھا۔

غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سخت محنت میں مبتلا ہو گئے تھے ذی النورین نے اپنی عالی ہمتی اور بے مثل فیاضی سے اس کو رفع کیا۔ سالم بن عبد اللہ بن عمر نے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے تھے جو جنگی اور پانی کھانے کی تکلیف اس میں ہوئی اس سے خوشتر اور کسی غزوہ میں نہیں ہوئی تھی۔ ذی النورین کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ اس قدر غلہ روٹیاں اور اشیاء خوردنی خرید کر اونٹوں پر بار کر کے لائے جو مجاہدین غزوہ تبوک کو کافی ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھ کر فرمایا ((ھذا قد جالتکم بغیر)) ذی النوری نے کھانا لا

کر سامنے رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار نے آسودہ ہو کر تناول فرمایا اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر ارشاد کیا ((اللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ وَصَّیْتُ عَنْ عِثْمَانَ فَارْضُ عَنْهُ (ثلث مرات)) "اے اللہ میں عثمان سے خوش ہو گیا ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ تین مرتبہ فرمایا۔" پھر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا ((ایہا الناس ادعوا العثمان فدعوا له الناس جميعا مجتہدین و بینہم صلی اللہ علیہ وسلم))

اہل بیت کی خدمات ذی النورین کے مجملہ اوصاف حمیدہ کے یہ بھی تھا کہ جب کبھی اہل بیت رسالت کو کسی قسم کی ضرورت پیش آ جاتی اور اس کی اطلاع ذی النورین کو ہو جاتی تو اس کے رفع کرنے میں سعی ملیغ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ چاروں تک اہل بیت رسول اللہ کو کھانا میسر نہ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کہ تم کو کچھ کھانے کو ملا۔ ام المؤمنین عائشہؓ نے عرض کی "کہاں سے ملتا اللہ تعالیٰ آپ ہی کے ہاتھوں ہم کو مرحمت فرماتا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے وضو کیا مسجد میں نقل پڑھنے لگے آپ تھوڑی تھوڑی دیر بعد نماز کی جگہ تبدیل کرتے جاتے تھے اتنے میں عثمان آ گئے اور اجازت طلب کی۔ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا عثمان کو آنے کی اجازت نہ دوں پھر یہ خیال کر کے یہ مالداران صحابہ میں سے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے ہم تک نیکی پہنچانے کا قصد کیا ہو میں نے اجازت دے دی۔ عثمانؓ نے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا میں نے جواب دیا اے صاحبزادے چار یوم سے اہل بیت رسالت نے کچھ نہیں کھایا۔ عثمان بن عفان نے ذکر کر کہا کہ نف ہے دنیا پر۔ پھر کہا اے ام المؤمنین ہم کو یہ مناسب نہ تھا کہ تم پر ایسے حادثات گزریں اور تم نہ مجھ سے ذکر کرو اور نہ عبدالرحمن بن عوفؓ اور نہ ثابت بن قیس جیسے مالداروں سے۔ ذی النورین یہ کہہ کر واپس گئے اور کئی اونٹ آئے گیہوں، کھجوریں اور مسلم بکراں جمع دو سو درہم کے لاکر پیش کیا۔ پھر کہا یہ بدیر تیار ہو گا میں پکا ہوا کھانا لاتا ہوں چنانچہ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لائے اور کہا کھاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی رکھ دو۔ پھر ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کو قسم دی کہ آئندہ جب کبھی ایسا واقعہ پیش آئے تو مجھے ضرور مطلع کرنا۔ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ عثمان کے چلے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ دریافت کیا ((عائشہ ہل اصبتہم بعد شیئا)) "اے عائشہ میرے بعد تم کو کچھ ملا؟" میں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کو گئے تھے اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کبھی رد نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار کیا کیا ملا؟ میں نے عرض کی اس قدر آٹا اس قدر گیہوں اور اس قدر کھجوریں اونٹوں پر لدی ہوئی اور تین سو درہم کی ایک تھیلی اور ایک مسلم بکرا اور روٹی اور بہت سا بھنا ہوا گوشت۔ آپ نے دریافت کیا کس نے دیا؟ گزارش کی عثمان بن عفان نے! وہ مجھے قسم دلا گئے ہیں کہ آئندہ جب ایسا موقع پیش آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بیٹھے نہیں، مسجد چلے گئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا ((اللّٰهُمَّ قَدْ وَصَّیْتُ عَنْ عِثْمَانَ فَارْضُ عَنْهُ (ثلاث مرات)) "اے اللہ تعالیٰ میں عثمان سے راضی ہو گیا۔ تو بھی راضی ہو جا" علاوہ ان اوقات کے اور وقتوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے حق میں کثرت دعا کی ہیں۔ ریاض میں روایت ابو سعید خدریؓ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول شب سے تا طلوع فجر عثمان بن عفان کے حق میں دعا فرما رہے تھے۔ ((اللّٰهُمَّ اِنِّیْ وَصَّیْتُ عَنْ عِثْمَانَ فَارْضُ عَنْهُ)) جابر بن عبدہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا تھا:

((غفر اللہ لک یا عثمان ما قدمت و ما اخرت و ما اسررت و ما اعلنت و ما اخفيت و ما

ابدیت و ما هو کائن الی یوم القیامۃ اخرج البغوی فی معجمہ))

”اے عثمان اللہ نے تیرے گناہ بخش دیئے جو تو نے پہلے کئے تھے اور جو تو بعد کو کرے گا اور جو تو نے چھپا کر کیا اور جو تو نے ظاہر کیا اور جو تو نے چھپایا اور جو تو نے ظاہر کیا اور جو گناہ قیامت تک ہونے والا ہے بغوی نے اپنے معجم میں اس قدر روایت کی ہے۔“

مسجد نبوی کی توسیع: مسجد نبوی کے بڑھانے اور اس کے مسقف کرنے والے بھی ذی النورین ہیں مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ایک چھوٹی سی مسجد بنائی گئی تھی۔ جو تھوڑے ہی دنوں میں مسلمانوں کی کثرت سے ادائے نماز کے لئے ناکافی ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا۔ بیان فرمایا ”کہ جو شخص فلاں فلاں اشخاص کے مکانات خرید کر کے ہماری مسجد میں شامل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مکان بنائے گا اور اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔“ ذی النورین نے اجازت حاصل کر کے ان مکانات کو بیس ہزار یا پچیس ہزار اشرفی میں خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔

مسجد نبوی کی مرمت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے فاروق اعظم کے زمانہ خلافت تک مسجد نبوی کی چھت گھور کے بتوں اور لکڑیوں سے بنی ہوئی تھی اور صحن خام تھا ایام بارش میں جب مدینہ میں پانی برستا تھا تو بارش موقوف ہو جانے پر مسجد نبوی میں دو ایک دن تک چھت سے پانی ٹپکتا رہتا تھا۔ نمازیوں کو سخت تکلیف ہوتی عہد خلافت فاروقی میں ذی النورین نے فاروق اعظم سے مسقف و صحن مسجد کو پختہ کرنے کی تحریک کی۔ فاروق اعظم نے جواب دیا بیت المال مجاہدین اور عازیان اسلام کے خرچ کے لئے ہے نہ کہ مسجد کو مسقف کرنے اور صحن کو پختہ بنانے کے لئے جس حالت میں مسجد نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد ابوبکرؓ کے زمانہ میں تھی اس کو اسی حالت میں رکھوں گا اگر تم کو نمازیوں کی تکلیف کا زیادہ خیال ہے تو اپنے صرف سے بنا دو۔ ذی النورین پاس ادب سے خاموش ہو رہے جب ان کا دور خلافت آیا تو اپنے خاص مصرف سے مسجد نبوی کی چھت اور صحن اور دیواروں کو پختہ کرایا۔

بیسر روم کا وقف: رسول اللہ کے عہد فیض مہد میں مدینہ منورہ میں مسجد قبلین کی جانب شمال بیٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا جس کو بیسر روم کہتے تھے۔ ایک یہودی اس کا مالک تھا۔ مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف ہوتی تھی جو مستطیع تھے وہ بیٹھا پانی استعمال کرتے تھے اور جو نادار صحابہ تھے ان کا گزران کھاری پانی پر ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا ذی النورین نے بیستیس ہزار میں خرید کر وقف کر دیا۔

((قال عثمان في خطبة يوم الغدار اذكر كم بالله تعالى هل تعلمون ان رومة لم يكن يشرب منها احد الا بشمن فاتبعها فجعلها للغني والفقير وابن السبيل قالوا اللهم نعم وروى ذلك عنه الاخف قيس و ابو سلمة و ابو عبد الرحمن وغيرهم))

”عثمان نے یوم الدار (محاصرہ کے دن) اپنے خطبہ میں کہا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم نہیں جانتے ہو کہ رومہ سے کوئی شخص بلا قیمت پانی نہیں پی سکتا تھا۔ میں نے اس کو خرید کر کے غنی فقیر اور مسافروں کے لئے وقف کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا ہاں اور روایت کی ہے اس کی ان سے اخف بن قیس اور ابوسلمہ و ابو عبد الرحمن وغیرہ نے۔“

صدقہ: ان فیاضیوں اور سیر چشمیوں کے علاوہ جس کو ہم اوپر مشتمل نمونہ از خراورے تحریر کر آئے ہیں صدقات میں بھی ذی

النورین کا ہاتھ کھلا ہوا تھا۔ کتب سیرور جال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی النورین کو جو مرتب عالیہ صدقہ میں حاصل ہوا تھا کسی کو کم نصیب ہوا ہوگا۔

((عن ابن عباس قال فحط الناس في زمان أبي بكر فقال أبو بكر لا تمسوا حتى يفرج الله منكم فلما كان عن الغد جاء البشير اليه قال قدمت لعثمان الف راحلة برا و طعاما قال فعد التجار على عثمان ففرعو اليه الباب فخرج اليهم و عليه ملاءة و قد خالف بين طرفيها على مانيه فقال لهم ما تريدون قالوا قد بلغنا انه قدم لك الف راحلة برا و طعاما بعنا حتى توسع به على فقراء المدينة فقال لهم عثمان اذا خلو فدخلوا فاذا الف و قر قد صب في دار عثمان فقال لم كم تبرحوني على شرائ من الشام فقال العشرة اثني عشر قال زادوني قالوا العشرة اربعة عشر قال زادوني قالوا العشرة خمسة عشر قال زادوني قالوا من زادك و نحن تجار المدينة قال زادوني بكل درهم عشرة عندكم زيادة قالوا لا قال عندكم زيادة قالوا لا قال فاشهدكم معشر التجار انما صدقة على فقراء المدينة))

”ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ زمانہ ابوبکرؓ میں قحط آیا ابوبکرؓ نے کہا تم لوگ شام نہ کرنے پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی دور کر دے گا۔ جب کل ہوا تو ایک قاصد آپ کے پاس آیا اس نے کہا عثمان کا ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا آیا ہے صبح کو غلے کے تاجر عثمان کے پاس گئے اور دستک دی عثمان ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے۔ جس کے دونوں کنارے موٹھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ تاجروں سے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے تاجروں نے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا تمہارا آیا ہے تم اس کو ہمارے ہاتھ فروخت کرو تا کہ فقراء مدینہ کی تنگی رفع ہو۔ عثمان نے ان لوگوں کو اندر بلایا جب وہ لوگ اندر گئے تو عثمان کے مکان میں غلے کا ایک بوڑا ڈھیر رکھا ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا تم مجھ کو شام کی خریداری پر کس قدر نفع دو گے ان لوگوں نے کہا دس کے بارہ عثمانؓ نے کہا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا دس کے چودہ“ عثمانؓ نے کہا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا ”دس کے پندرہ“۔ عثمانؓ نے کہا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا ”ہم لوگ تجارت مدینہ ہیں اس سے زیادہ کوئی تم کو نہ دے گا“۔ عثمانؓ نے کہا ”تم مجھ کو ایک درہم پر دس نفع دو گے“ ان لوگوں نے کہا ”نہیں“۔ عثمانؓ نے کہا ”وے کروہ تجارت تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے فقراء مدینہ کو کل غلہ دے دیا“۔

عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ اس شب میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے میں سوار ہو کر کلہ لوری پہنے ہوئے جلالت میں تشریف لائے جا رہے ہیں۔ میں نے بڑھ کر گڑ راس کی حیر سے ماں باپ آپ پر قہا ہوں مجھے آپ کی زیارت کا بے حد اشتیاق تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جانے کی جلالت ہے کیونکہ عثمانؓ نے ایک ہزار اونٹ غلہ صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا ہے اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک عروس کے ساتھ ان کا عقد کیا ہے میں عثمان کے عقد میں جا رہا ہوں۔ اللہ اکبر کیا شان تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جیسا ذی النورین کو مال دار بنایا ویسا ہی ان کو فیاض سیر چشم اور دریا دل بھی کیا تھا۔ قحط اور اس قدر فیاضی کہ تجارت مدینہ دس کے پندرہ دیں اور ذی النورین اس نفع کو قبول نہ کریں اور فقراء مدینہ کو دے دیں۔

غلاموں کو آزادی: ذی النورین کی عتاق کی یہ کیفیت تھی کہ جب سے اسلام لائے تھے۔ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا کرتے

تھے اور اگر اتفاق سے کسی جمعہ کو غلام آزاد کرنے کی نوبت نہ آتی تھی تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کر دیتے تھے۔

((فی الریاض عن عثمان قال ما انت جمعة الا ولنا عتی رقیة منذ اسلمت الا ان لا اجد تلک الجمعة فاجمعها فی الجمعة الثانیة))

”ریاض میں بروایت عثمان آیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب سے میں مسلمان ہوا کوئی ایسا جمعہ نہیں آیا کہ میں نے ایک غلام آزاد نہ کیا ہو اور اگر اس جمعہ میں اتفاق آزاد کرنے کا نہ ہوا تو میں دوسرے جمعہ میں دو غلام آزاد کرتا تھا۔“

زمانہ محاصرہ میں بھی ذی النورین نے بہت سے غلام آزاد کئے تھے جو شام سے آئے ہوئے تھے۔

سادگی و تواضع: ذی النورینؓ کے مزاج میں باوجود ثروت و دولت کے سادگی تھی۔ شرجیل بن مسلم کا بیان ہے کہ عثمان ذی النورینؓ اپنے مہمانوں کو نفیس کھانا کھلایا کرتے تھے اور خود شہد اور زینون کا تیل اکثر کھایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی محض بھنے ہوئے گوشت اور سرکہ پراکتھا کر لیا کرتے تھے۔ عبد اللہ بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین عثمانؓ کو جمعہ کے دن خود ان کے زمانہ خلافت میں خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور ان کا کپڑا چار درہم جد پانچ درہم کی قیمت کا تھا۔ (درم تقریباً ۱۰۳ روپے کا ہوتا ہے)۔

ایک مرتبہ حسن بن علی سے کسی نے پوچھا کہ عثمان کی چادر کیسی تھی؟ جواب دیا فطری تھی۔“ استفسار کیا اس کی قیمت کیا تھی بولے آٹھ درہم۔ پھر دریافت کیا قیض کیسی تھی؟ فرمایا سہلانی۔ پھر کہا قیمت کیا تھی ارشاد کیا آٹھ درہم پھر فرمایا ان کی جوتیاں وسط سے کٹی ہوئی باریک تسمہ دار تھی ریاض بن بردایت حسن لکھا ہے کہ امیر المومنین عثمانؓ مسجد نبویؐ میں سرہانے ایک چادر رکھے ہوئے سو رہے تھے لوگ یکے بعد دیگرے آتے تھے اور وہ اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے۔ جب وہ چلے جاتے تھے تو پھر لیٹ جاتے تھے۔ جب پھر کوئی آجاتا تھا تو اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے اور اس کو اپنے برابر بٹھا لیتے تھے۔ ریاض ہی میں یہ روایت بھی آئی ہے کہ امیر المومنین عثمانؓ اپنے زمانہ خلافت میں اکثر دوپہر کو کھانا کھا کر مسجد نبویؐ میں قیلولہ کیا کرتے تھے۔ جب اٹھتے تھے تو شانے پر سکر یزوں کے نشان نمایاں رہتے تھے۔ ابی القرات کہتے ہیں کہ عثمان کا ایک غلام تھا اس سے آپ کہہ رہے تھے کہ میں نے ایک روز تیری گوشمالی کی تھی تو مجھ سے اس کا قصاص لے لے غلام نے ذی النورینؓ کے کہنے کے مطابق کان پکڑ لئے۔ پھر عثمان نے کہا ((اشد دیا حذا قصاص فی الدنیا لا قصاص فی الاخرة)) ”زور سے کان پکڑ دینا کا قصاص اچھا ہے نہ کہ قصاص آخرت کا۔“

مصحف صدیقی کی اشاعت: ذی النورینؓ کے اخیاء العلوم کی اس سے بڑھ اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ انہوں نے قرآن شریف کو جمع کر کے تمام ممالک اسلامیہ میں شائع اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مصحف پر متفق کیا۔ قرآن شریف کے جمع کرنے کی نسبت لوگوں کے خیالات مختلف ہیں کوئی کہتا ہے کہ دور خلافت اولیٰ میں فاروق اعظمؓ کی رائے سے جمع کیا گیا تھا کوئی یہ کہتا ہے کہ فاروق اعظمؓ نے اپنے عہد خلافت میں جمع کرا کے بعض بعض ممالک اسلامیہ میں بھجوا دیا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ عثمان ذی النورینؓ نے قرآن شریف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ مبارک میں جمع اور حفظ کر لیا تھا۔ ((فی الریاض من حدیث ابی ثور الفہمی عن عثمان و قلند جمعت القرآن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)) ”ریاض میں ابو ثور رحمہ کی حدیث میں بروایت عثمان لکھا ہے کہ بے شک میں نے قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع کر لیا تھا وہی قرآن دور خلافت اولیٰ و ثانیہ میں نقل ہو کر اطراف و جوانب ممالک اسلامیہ میں بھیجا گیا۔ لیکن اس میں اہتمام و کثرت سے نہیں نقل کرایا گیا کہ دوسرے مصاحف کا وجود نہ رہ جاتا لوگوں کے غیر مرتب قرآن بھی زمانہ خلافت فاروق اعظمؓ تک باقی رہ گیا تھا جس کو اپنی جگہ کے مطابق لوگوں نے باضابطہ تفسیر و فوائد مرتب کر رکھا تھا۔ پھر جب ذی النورینؓ کا دور خلافت

آیا تو انہوں نے کمال سعی و اجتہاد سے قرآن کو نقل کرا کے ترتیب دیا اور اس کو ام المومنین حفصہؓ کے قرآن مجید سے مقابلہ کرا کے تمام بلاد اسلامیہ میں بھجوا دیا تاکہ اسی مجمع و متفق علیہ قرآن پر مسلمانوں کا عمل درآمد ہو اور اس طریقہ سے امت مرحومہ کا تفرقہ جو آئندہ ہونے والا تھا زائل کر دیا۔ اگر ذی النورین قرآن کے جمع کرنے کا ایسا اہتمام بلیغ نہ کرتے تو ام سہابہؓ کی طرح مسلمانوں میں بھی کتاب اللہ میں اختلاف پیدا ہو جاتا جو قیامت تک زائل نہ ہو سکتا۔ اسلام اور اسلامیوں پر ذی النورینؓ کا یہ بہت بڑا احسان ہے جس کا اعتراف نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناپاسی کرتا ہے۔

((اخرج البخاری عن انس بن مالک ان حلیفة بن الیمان قدم علی عثمان و کان یغازی اهل الشام فی فتح ارمینیه و اذربائیجان مع اهل العراق قافز غ حلیفة اختلافهم فی القراءة فقال حلیفة لعثمان یا امیر المومنین ادرك هذا الامة قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف اليهود و النصارى فارسل عثمان رضی اللہ عنہ حلیفة الی حفصة ان ارسلی الینا بالمصحف نسخها فی المصاحف ثم نردها الیک فارسلت بها حفصة الی عثمان فامر زید بن ثابت و عبد اللہ بن الزبیر و سعید بن العاص و عبد الرحمن بن الحارث بن هشام فنسھوها فی المصاحف و قال عثمان لرهط القرشین ائلفتم اذا اختلفتم انتم و زید بن ثابت فی شئی من القرآن فاكتبوه بلسان قریش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتی اذا نسخوا المصحف فی المصاحف رد عثمان المصحف الی حفصة و ارسل الی کل افق مما نسخوا او امر بسواہ من القرآن فی کل صحیفه او مصحف ان یحرق))

”بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حلیفہ بن الیمان عثمانؓ کے پاس آئے اور یہ اہل شام کے ساتھ فتح ارمینیا اور آذربائیجان میں اہل عراق کے ساتھ جہاد کر رہے تھے۔ حلیفہ نے اختلاف قرأت سے پریشان ہو کر عثمانؓ سے کہا کہ اے امیر المومنین اس امت کی خبر لیجئے۔ قبل اس کے کہ مسلمان کتاب اللہ میں یہود اور نصاریٰ کی طرح اختلاف کریں۔ پس عثمان رضی اللہ عنہ نے حلیفہ کو ام المومنین حفصہؓ کے پاس بھیجا کہ تم مصحف کو ہمارے پاس بھیج دو ہم اس کی نقل کرا کے پھر تمہارے پاس واپس کر دیں گے۔ پس حفصہؓ نے اپنا مصحف عثمانؓ کے پاس بھیج دیا۔ عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ، عبد اللہ بن الزبیرؓ، سعید بن العاصؓ اور عبد الرحمن بن الحارثؓ بن هشامؓ کو نقل کرنے پر متعین کیا ان لوگوں نے اس کی نقل اور عثمانؓ نے تینوں قرشیوں سے کہا تھا کہ جب تم اور زید بن ثابتؓ قرآن کی کسی قرأت میں اختلاف کرنا تو اس کو محاورہ قریش کے مطابق لکھنا کیوں کہ قرآن انہیں کے محاورے میں اترا ہے پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ قرآن کے متعدد نسخے لکھے اور نقل کئے گئے عثمانؓ نے اس مصحف کو حفصہؓ کے پاس واپس کر دیا اور مصحف منقول کو تمام بلاد اسلامیہ میں بھیج دیا اور سوائے اس نسخے کے اور صحیفہ اور مصحف کے جلادے کا حکم دے دیا۔“

حضرت عثمانؓ کی قرأت: اس کے علاوہ خود ذی النورینؓ لوگوں کو اسلام کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ قرأت البین کا ایک گروہ آپؓ سے فیضیاب ہوا جن کا سلسلہ قرأت اس وقت تک باقی ہے نماز میں بڑی بڑی سورتیں اس وجہ سے پڑھا کرتے تھے کہ لوگوں کو قرآن کی قرأت کا صحیح اندازہ معلوم ہو جائے۔ مالک روایت کرتے ہیں کہ قرافضہ بن عبیدہ احملی کہتے ہیں کہ سورہ یوسف کی قرأت میں نے عثمان بن عفانؓ سے سیکھی ہے جس کو وہ اکثر صبح کی نماز میں پڑھتے تھے۔ عثمانؓ ذی النورینؓ ان لوگوں میں ہیں جو نزول قرآن کے وقت اس کی کتابت پر مامور تھے اس کے بعد جو شخص ہو اس نے ان پر اعتماد کیا۔ سورہ اور آیات قرآنی

کے نزول اور اس کی تفسیر سے بھی آپ بخوبی واقف تھے۔

امور سیاسی میں مہارت، کتب سیر کے دیکھنے اور اوراق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی النورین گوا مور سیاسی میں بھی ملکہ حاصل تھا لیکن چونکہ زمانہ ابتلاء میں مخالفوں کی نکتہ چینی اور زبان درازی شائع ہو گئی تھی اور ہر شخص بلا لحاظ مراتب اعتراض کرنے کو مستعد تھا اسی وجہ سے ان کے انتظامات اور امور مصالح مستتر دخی رہ گئے۔

وظائف کی تقسیم: انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں روزینہ کپڑے لگے و شہید کی تقسیم کرنے کے دن مقرر کر رکھے تھے۔ حسن بن علی کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کے منادی کو دیکھا۔ وہ کہہ رہا تھا ”اے لوگو! صبح کو اپنے اپنے وظائف لینے کو آؤ“ پس صبح کو لوگ جوق در جوق جاتے اور وظائف لاتے تھے پھر ان کا منادی شام کے لئے یہ آواز بلند کہتا تھا تو شام کو گروہ کے گروہ جاتے اور پورے طور سے روزینہ لاتے تھے پھر بے شک میں نے آپ کے منادی کو سنا ہے وہ کہہ رہا تھا صبح کو کپڑے لینے کو آنا چنانچہ صبح ہوتے ہی لوگ کپڑے لاتے تھے اسی طرح شہد اور گھگی بھی دوسری صبح کو چاکر لاتے تھے۔

حضرت عبید اللہ بن عمر کا خون بہا: پہلا حادثہ جو ان کے دور خلافت میں پیش آیا یہ تھا کہ عبید اللہ بن عمر نے ہر حران اور بھینہ وغیرہ کو اس شبہ میں قتل کر ڈالا کہ یہ لوگ فاروق اعظم کی شہادت میں شریک تھے۔ ذی النورین کے سامنے جب یہ مقدمہ پیش ہوا اور ہر طرف سے لے دے شروع ہوئی تو آپ نے ایک رقم کثیر اپنی جیب خاص سے فاروق اعظم کے دروہاء کی طرف سے بطور خون بہا ہر حران کے دروہاء کو عطا کیا اور اس خصوصیت و فتنے کو مسلمانوں سے رفع دفع کیا۔ عقل سلیم اس سے زیادہ بہتر اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔

جب ذی النورین نے فتح افریقہ کا قصد کیا تو منظر مصالح امور سیاسی عمرو بن العاص کو معزول کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا والی مقرر کیا۔ مال غنیمت کا خمس انھیں دینے کا وعدہ کر کے افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ لوگوں نے اس عزل و نصب کو محل بحث قرار دے کر نکتہ چینی کی ہے لیکن میرے نزدیک جب اس عزل و نصب سے افریقہ و اندلس فتح ہو گیا تو آپ کے رشد میں شبہ کرنا اور ذی النورین کی سیاست پر حرف گیری کرنا اپنی سحافت رائے کو ظاہر کرتا ہے۔

اذان ثانی کی وجہ: منجملہ ذی النورین کے امور سیاسی وہی سے یہ تھا کہ روز جمعہ مع کبیر اذان ثانی مقرر کی۔ یہی جی نے سابع بن یزید سے روایت کی ہے کہ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمرؓ میں جب کہ دن اذان اس وقت ہوتی تھی جس وقت امام منبر پر جاتا تھا۔ پس جب عثمان کا دور خلافت آیا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو عثمان نے اس سے پہلے زوراء پر ایک اور اذان دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسی وقت تک یہ اذان دی جاتی ہے۔

علامات حرم کی تجدید انہوں نے ہی کی۔ جدہ کو ساحل بحر مقرر کیا۔ امت محمدیہ کو ایک مصحف پر منتقل کیا۔ مسجد نبوی کو پختہ ہوا یا غرض ذی النورین نے سیاست لگی وہی میں ایسے ایسے امور استخراج کئے کہ جس کی نظیر تجسس سے بھی بدقت ملے گی۔ ان کی فتاویٰ اور احکام جو ان کے زمانہ خلافت میں صادر ہوئے یا کئے ان کا با تفصیل کیا بلکہ بلا جمال بھی لکھنا بوجہ طول کلام مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لہذا ہم اس سے قطع نظر کرتے ہیں۔

ازواج و اولاد: ذی النورین رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں آٹھ بیویاں کیں ان میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکیاں تھیں۔ ایک رقیہ دوسری کلثوم تیسری بیوی کا نام فاختہ بنت غزو ان (ان کے بطن سے عبداللہ اصغر پیدا ہوئے لیکن عالم طفلی ہی میں وفات پائی) چوتھی بی بی ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حمہ الرومیہ تھیں (ان کے بطن سے چار اولادیں خالد ابان عمرو مریم پیدا ہوئیں) فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ مخزومیہ پانچویں بی بی کا نام تھا (جس سے ولید ام سعید اور سعید پیدا ہوئے)

چھٹی بیوی ام البنین بنت عیینہ بن حصن فراویہ تھیں۔ (ان سے عبدالملک پیدا ہوئے اور لڑکپن ہی میں ان کا انتقال ہو گیا) ساتواں عقد رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ سے کیا (ان سے تین لڑکیاں عائشہ ام ابان، ام عمرو پیدا ہوئیں) نائلہ بنت الفراقصہ کلبیہ آٹھویں بیوی تھیں۔ بعض کا خیال ہے کہ مریم بنت عثمان ان کے لڑکپن سے پیدا ہوئی تھیں۔ وقتِ محاصرہ ان میں سے چار بیویاں رملہ، نائلہ، ام البنین اور فاختہ موجود تھیں۔ لیکن بعض مورخوں کا یہ بیان ہے کہ ام البنین کو زمانہ محاصرہ میں طلاق دے دی تھی۔ انتہا کلام المہتر جم



باب : ۲۰

حضرت علی بن ابی طالب

۳۵ تا ۴۰ھ

بیعت خلافت : بعد شہادت عثمان بن عفان، طلحہ زبیر اور مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ علی ابن ابی طالب کے پاس بیعت کرنے کو گیا علی نے کہا: ((اكون و ذیو الکم خیر من ان اکون امیر و اختونکم رضیتم)) ”یعنی امیر ہونے سے میں وزیر ہونے کو بہتر سمجھتا ہوں تم جس کو منتخب کرو گے میں بھی اس کو منتخب کروں گا۔“ ان لوگوں نے سنت و ساجت سے کہا ”ہم تم سے زیادہ کسی کو امارت کا مستحق نہیں پاتے اور نہ تمہارے سوا اور کسی کو منتخب کر سکتے ہیں۔“

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی مشروط بیعت : علی ابن ابی طالب ان لوگوں کے اصرار سے مسجد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام کے مواجبہ میں طلحہ اور زبیر سے کہا ”میں تمہیں اختیار دیتا ہوں اگر تم پسند کرتے ہو تو میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کروں اور تم راضی ہو تو میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔“ انہوں نے کہا نہیں اہم تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں گے یہ کہہ کر طلحہ اور پھر زبیر نے بیعت کی، بعض کا یہ خیال ہے کہ بیعت کے بعد طلحہ اور زبیر نے کہا تھا کہ ہم نے خوف جان اور یہ خیال کر کے کہ علی ہمارے ہاتھ پر بیعت نہ کریں گے بیعت کی ہے اور چار مہینہ کے بعد مکہ چلے گئے تھے۔

صحابہ کبار کا بیعت کرنے سے انکار : طلحہ اور زبیر کے بعد حاضرین جلسہ نے بیعت کی اس کے بعد سعد بن ابی وقاص لائے گئے اور بیعت کرنے کو کہا گیا۔ سعد نے جواب دیا ”اور لوگوں کو بیعت کر لینے دو تو میں بیعت کروں۔“ علی نے کہا ”رہنے دو“ پھر ابن عمر لائے گئے۔ ابن عمر نے بھی ایسا ہی کہا۔ لوگوں نے کہا کوئی ضامن لاؤ۔ ابن عمر بولے میں ضامن نہیں دے سکتا۔ اشتر نے کہا ”مجھے اجازت دیجئے میں اس کو قتل کر ڈالوں“ علی ابن ابی طالب نے فرمایا ”چھوڑو میں اس کا ضامن ہوں۔“ اس کے بعد انصار نے بیعت کی مگر چند لوگوں نے بیعت سے تحلف کیا انصار سے حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن خلد، ابوسعید خدری، محمد بن مسلمہ، نعان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، فضالہ بن عبید، کعب بن عجرہ اور سلمہ بن سلامہ بن قش نے اور مہاجرین سے عبداللہ بن سلام، صہیب بن سنان، اسامہ بن زید، قدامہ بن مظعون اور مغیرہ بن شعبہ

نے بیعت نہیں کی۔ نعمان بن بشیرؓ نائلہ زوجہ عثمان کی انگلیاں اور حضرت عثمان کا قمیض خون آلودہ لے کر شام چلے گئے۔

انتخابِ خلیفہ کا مسئلہ: بعض نے کہا کہ شہادت عثمان ذی النورین کے پانچ یوم تک نافقی بن حرب مدینہ منورہ کا امیر رہا۔ بعد ازاں مصر کے بلوائی حج ہو کر علی ابن ابی طالبؓ کے پاس آئے۔ کوفہ والے زبیر کے پاس، بصرہ والے طلحہ کے پاس گئے اور متفق ہو کر سعد اور ابن عمر کو منصبِ خلافت پر متمکن کرنا چاہا انہوں نے بھی انکار کیا۔ بلوایوں کو سخت تردد و امان گیر ہوا۔ کوئی شخص امارت و خلافت قبول نہ کرتا تھا۔

مفسدین کی اہل مدینہ کو دھمکی: پھر ان میں جو ذرا عقل و ہوش رکھتے تھے۔ انہوں نے یہ خیال کر کے ان عوام کا لانا عام کا بغیر نصب امام واپس جانا فتنہ و فساد برپا کرنا ہے۔ اہل مدینہ کو جمع کیا اور یہ کہا کہ تم لوگ اہل شوریٰ ہو تمہارا حکم تمام امت محمدیہ پر جائز و نافذ ہے۔ امام مقرر کرو ہم تمہارے مطیع ہیں اور اس کام کو انجام دو۔ دو دن کی مہلت ہم دیتے ہیں۔ اگر مدت مقررہ میں تم نے امام نصب نہ کیا تو ہم فلاں فلاں اشخاص کو مار ڈالیں گے۔ اہل مدینہ یہ سن کر علی ابن ابی طالب کے پاس گئے انہوں نے خلافت سے انکار کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ خلافت کا عہدہ قبول نہیں کرتے تو فتنے کا دروازہ کھل جائے گا۔ علیؓ نے مجبور ہو کر اگلے دن کا وعدہ کیا۔ صبح ہوتے ہی وہ لوگ پھر آ پہنچے۔ حکیم بن جبلة مصریوں کے ساتھ اشتر کوفیوں کے ہمراہ حاضر ہوا۔ حکیم بن جبلة نے زبیر کو اشتر نے طلحہ کو بجبر لا کر پیش کیا ان لوگوں نے علی ابن ابی طالبؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

خطبہ خلافت: علی ابن ابی طالبؓ مسجد میں آئے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا ”اے لوگو! مجھ پر کسی کا کوئی حق سوائے اس کے نہیں ہے کہ مجھ کو تم نے امارت کے لئے منتخب کیا ہے کل تم لوگ میرے پاس پریشان ہو کر آئے تھے اور میں خلافت و امارت سے گریز کر رہا تھا لیکن تم لوگ اس پر مصر ہوئے کہ میں تمہارا امیر بنوں اور تمہاری قسمت کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہو۔“ حاضرین نے کہا ”ہاں ہم لوگ اب تک اپنے اسی خیال پر قائم ہیں“ علی ابن ابی طالبؓ بولے ((اللہم اشہد)) ”اے اللہ تو گواہ رہنا“ اس کے بعد وہ لوگ لائے گئے جنہوں نے بیعت سے تعلق کیا تھا۔ پس انہوں نے بھی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و اقامۃ الحدود پر بیعت کی۔ پھر عوام کے بیعت کرنے کے بعد علی ابن ابی طالبؓ نے خطبہ دیا۔ یہ واقعہ یوم جمعہ کا ہے جب کہ پانچ راتیں ذی الحجہ ۳۵ھ کی باقی رہ گئی تھیں۔

قصاص کا مطالبہ: علی ابن ابی طالبؓ خطبہ دے کر اپنے مکان پر واپس آئے طلحہ اور زبیر آئے اور کہا چونکہ ہم نے بیعت اس شرط پر کی ہے کہ حدود و قصاص جاری و قائم کرو گے لہذا تم اس شخص (عثمانؓ) کے قاتلوں کا قصاص لو علی ابن ابی طالبؓ نے جواب دیا ”جب تک لوگ راہِ راست پر نہ آ لیں اور کل امور منظم نہ ہو جائیں اس وقت تک میں تمہاری رائے پر عمل نہیں

۱۔ ابن اثیر نے بجائے فلاں فلاں کے، علیؓ طلحہ زبیر رضوان اللہ علیہم کے اسماء گرامی لکھے ہیں۔

۲۔ سب کے پہلے طلحہ نے بیعت کی اس شرط پر کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق حکم دیں گے اور حدود شرعی قائم کریں گے یعنی قاتلین عثمان سے قصاص لیں گے پھر زبیر نے اسی شرط سے بیعت کی۔

کر سکتا مجھ میں ایسی قدرت نہیں ہے حالانکہ مجھ کو خود عثمان کے حقوق اور قصاص کی فکر ہے۔ طلحہ اور زبیر یہ سن کر چلے آئے قاتلین عثمانؓ کے قصاص کی بابت سرگوشیاں ہونے لگیں۔

حضرت علیؓ کا قتل عثمانؓ سے براءت کا اظہار۔ علی ابن ابی طالبؓ کو اس کی خبر گلی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گئے خطبہ دیا۔ ”عہدہ خلافت کی ذمہ داریوں اور موجودہ ضرورتوں اور قتل عثمانؓ سے اپنی براءت کا اظہار کیا“ اس کے بعد مروان اور چند بنی امیہ شام روانہ ہو گئے۔ علی ابن ابی طالبؓ روک نہ سکے۔ تیسرے دن عربوں کو واپس جانے کا حکم دیا ان لوگوں نے بھی تعمیل حکم سے انکار کیا۔ ساتھ ہی اس کے فرقہ سنیہ نے فتنہ و فساد پر آمادگی ظاہر کی۔

حضرت مغیرہ کا مشورہ۔ اس اثناء میں طلحہ اور زبیر آگئے اور لوگوں سے تبادلہ خیالات کی غرض سے کوفہ اور بصرہ جانے کی اجازت حضرت علیؓ سے طلب کی۔ ابن ابی طالبؓ نے کسی مصلحت سے اجازت نہ دی۔ اس کے بعد مغیرہ آئے رائے دی کہ جب تک حکومت و خلافت کو استقلال حاصل نہ ہو اس وقت تک عمال عثمان کو برقرار رکھئے۔ استقلال و استقرار حکومت کے بعد جس کو چاہئے گا معزول و تبدیل کر دیجئے گا۔ جواب دیا ”یہ مجھ سے نہ ہوگا“۔ پھر دوسرے دن مغیرہ نے آکر کہا ”جہاں تک جلد ممکن ہو عمال عثمان کو معزول و تبدیل کر دیں“۔ ابن عباس نے یہ سن کر بولے ”مغیرہ نے کل تم کو نصیحت کی تھی اور آج تم کو دھوکا دیا۔ علی ابن ابی طالبؓ بولے پھر کیا رائے ہے؟

ابن عباس۔ مناسب تو یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت تم مکہ چلے جاتے۔ لیکن اب بہتر یہ ہے کہ عمال عثمان مثلاً معاویہ وغیرہ کو بحال رکھو یہاں تک کہ حکومت و خلافت کو استقلال حاصل ہو جائے۔ ورنہ بنی امیہ لوگوں کو یہ دھوکا دیں گے کہ ہم قاتلین عثمان سے قصاص طلب کرتے ہیں۔ جیسا کہ اہل مدینہ کہہ رہے ہیں اور اس ذریعہ سے تمہاری خلافت کو درہم برہم کر دیں گے اور تم ان کو روک نہ سکو گے۔

حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی گفتگو۔ علی ابن ابی طالبؓ: ((واللہ لا اعطیہ الا السیف)) ”واللہ ہم معاویہ کو سوائے تلوار کے اور کچھ نہ دیں گے۔“

ابن عباسؓ: تم شجاع ضرور ہو لیکن لڑائی میں صائب الرائے نہیں ہو کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ((الحرب خدمۃ))

علی ابن ابی طالبؓ: ہاں یہ سچ ہے۔

ابن عباسؓ: واللہ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو تو میں تم کو ایسے راستے پر چلاؤں کہ وہ انجام کار پر غور ہی کرتے رہ جائیں اور پیش یا افتادہ امور بھی ان کو نہ سوجھیں اس میں نہ تمہارا کچھ نقصان ہے اور نہ کچھ گناہ ہے۔

علیؓ: مجھ میں تمہاری خصلتیں ہیں اور نہ معاویہ کی۔

ابن عباسؓ: اچھا تم اپنا مال و اسباب لے کر بیوے چلے جاؤ اور اپنے اوپر اپنا دروازہ بند کر لو اس سے عرب خوب سرگرداں و پریشان ہوں گے لیکن تمہارے سوا کسی کو لائق امارت نہ پائیں گے اور اگر تم ان لوگوں کے ساتھ اٹھو گے تو کل ہی تم پر خون

عثمان کا الزام لگایا جائے گا۔

علیٰ جنہیں امیں جو کہوں تم اس پر عمل کرو۔

ابن عباس: یہ شک یہی مناسب ہے اور میرے حق میں یہی بہتر ہے۔

علیٰ: میں نے تم کو شام کا والی مقرر کیا۔ تم سامان سفر درست کر کے شام کو روانہ ہو جاؤ۔

ابن عباس: یہ رائے مناسب نہیں ہے معاویہ عثمان کا ایک جدی بھائی اور ان کا عامل ہے اور مجھ کو تمہارے ساتھ تعلق قرابت ہے وہ مجھ کو وہاں پہنچنے کے ساتھ بعوض خون عثمان قتل کر ڈالے گا یا قید کر دے گا۔ بہتر یہ ہے کہ معاویہ کے ساتھ خط و کتابت کرو اور اس سے کسی طرح بیعت لے لو۔ علیٰ ابن ابی طالب نے انکاری جواب دیا۔ عبد اللہ بن عباس خاموش ہو گئے۔ مغیرہ بن شعبہ جو امیر المؤمنین علیٰ کے پاس گئے تھے اور عمال کے معزولی اور بحالی کی بابت کچھ عروض و معروض کیا تھا جس کو امیر المؤمنین نے قبول نہ فرمایا اس بناء پر وہ ناراض ہو کر مکہ چلے گئے۔

عمال کی تقرری: امیر المؤمنین علیٰ نے اپنی خلافت کے پہلے سال اور ہجرت کے ۳۳ھ میں بصرے پر عثمان بن حنیف کو کوفہ پر عمارہ بن شہاب کو یمن پر عبد اللہ بن عباس کو مصر پر قیس بن سعد کو اور شام پر سہیل بن حنیف کو والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ عثمان بن حنیف بصرہ پہنچے بعض لوگوں نے ان کی امارت تسلیم کر کے اطاعت قبول کر لی اور بعض نے کہا کہ بالفعل ہم سکوت کرتے ہیں آئندہ جو اہل مدینہ کریں گے۔ اس کی ہم اتباع کریں گے۔ کوفہ کی طرف عمارہ بن شہاب روانہ کئے گئے تھے۔ مقام زبالہ میں پہنچے تھے کہ طلحہ بن خویلد سے ملاقات ہو گئی۔ صاحب سلامت ہونے کے بعد طلحہ کو معلوم ہوا کہ یہ امیر کوفہ ہو کر جا رہے ہیں طلحہ نے کہا ”بہتر یہ ہے کہ تم واپس جاؤ کیونکہ اہل کوفہ اپنے امیر ابو موسیٰ اشعری کو تبدیل نہیں کرنا چاہتے اور اگر تم میرا نہ کہنا مانو گے تو میں تمہاری گردن ابھی اڑا دوں گا“ یہ سن کر عمارہ آگے نہ بڑھے واپس آئے عبد اللہ بن عباس کے یمن میں داخل ہونے سے پیشتر یعلیٰ بن معیہ مال و اسباب فراہم کر کے مکہ روانہ ہو گیا تھا اس وجہ سے عبد اللہ بن عباس باطمینان تمام یمن میں داخل ہوئے۔

قیس بن سعد کی مصر کو روانگی: قیس بن سعد مصر جا رہے تھے ایلہ میں سے سواروں کے ایک دستے سے ملاقات ہوئی جو مصر سے آ رہا تھا سواروں نے دریافت کیا ”تم کون ہو؟“ جواب دیا میں قیس بن سعد ہوں عثمان کا ہوا خواہ ہوں اس شخص کو ڈھونڈتا ہوں جو فتنہ و حوادث کے زمانہ میں امن کے ساتھ پناہ گزیں ہو میں اس کی مدد کرنے پر تیار ہوں قیس یہ کہہ کر آگے بڑھے رفتہ رفتہ مصر پہنچے۔ امیر المؤمنین علیٰ کا فرمان دکھلایا مصریوں کے چند گروہ ہو گئے بعض نے قیس کا ساتھ دیا، اطاعت قبول کی اور چند لوگوں نے بہ انتظار قصاص قاتلین عثمان سکوت اختیار کیا اور بعض نے یہ کہا کہ جب تک ہمارے بھائی مدینہ سے واپس نہ آئیں گے۔ اس وقت تک ہم کچھ نہ کریں گے نہ کسی کی اطاعت قبول کریں گے اور نہ کسی کی امارت سے منکر ہوں گے۔

سہیل بن حنیف کی واپسی: سہیل بن حنیف جو امیر شام ہو کر جا رہے تھے تبوک پہنچے۔ چند سواروں سے ملاقات ہوئی سواروں نے دریافت کیا تم کون ہو؟ سہیل نے جواب دیا ”میں امیر شام ہوں“ سواروں نے کہا تم کو اگر عثمان کے سوا اور کسی

نے امیر مقرر کر کے روانہ کیا ہو تو لوٹ جاؤ، سہیل یہ سن کر مدینہ کی جانب لوٹے ان کے پہنچنے کے بعد ہی اور عمال کی بھی اسی قسم کی خبریں آئیں، امیر المؤمنین علیؑ نے زبیر اور طلحہ کو بلا کر کہا ”افسوس! میں جس امر سے تم کو ڈراتا تھا وہی پیش آیا طلحہ اور زبیر نے یہ سن کر مدینہ سے چلے جانے کی اجازت طلب کی پھر امیر المؤمنین علیؑ نے ایک خط لکھ کر معبدِ اسلامی کی معرفت ابو موسیٰ کی طرف روانہ کیا۔ ابو موسیٰ نے جواب لکھا ”اہل کوفہ نے میرے ہاتھ پر آپ کی بیعت کی ہے اکثر نے بہ رضا و رغبت اور بعضوں نے باکراہ“ اسی زمانہ میں دوسرا خط سبرہ جہنی کے ہاتھ معاویہ کے پاس بھیجا گیا۔ معاویہ نے شہادتِ عثمانؓ کے بعد تین مہینے تک کچھ جواب نہ دیا بعد ازاں قبیصہ عسی کو ایک خط سربہ مہر دیا جس کا عنوان یہ تھا ((من معاویہ الی علی)) علاو اس کے کچھ زبانی پیام کہہ کر قاصد کے ہمراہ مدینہ روانہ کیا۔ سبرہ اور قبیصہ ربیع الاول ۳۳ھ میں داخل مدینہ ہوا اور جس طرح معاویہ نے کہا تھا۔

امیر معاویہ کا قاصد: اسی طرح قبیصہ نے پیام ادا کر کے خط دیا مہر توڑی گئی لفافہ کھولا گیا تو اس میں سوائے عنوان خط کے اور کچھ تحریر نہیں کیا تھا۔ امیر المؤمنین علیؑ تیوری چڑھا کر بولے ”یہ کیا معاملہ ہے؟“ قبیصہ نے عرض کی ”میں قاصد ہوں مجھے امن ہے“ آپ نے فرمایا ہاں۔ قبیصہ نے گزارش کی کہ میں شام میں ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جو کسی طرح آپ سے راضی نہ ہوں گے میں نے ساٹھ ہزار شیوخ کو دیکھا ہے کہ وہ لوگ عثمان کی قمیص خون آلودہ پر روتے ہیں اور یہ قمیص لوگوں میں جوش پیدا کرنے کی غرض سے جامع دمشق کے منبر پر رکھا ہے۔“ امیر المؤمنین علیؑ نے کہا ”کیا وہ لوگ مجھ سے عثمان کے خون کا بدلہ طلب کرتے ہیں؟ اے اللہ میں خونِ عثمان سے بری ہوں قاتلینِ عثمان سے اللہ سمجھے۔“ یہ کہہ کر قبیصہ کو معاویہ کی طرف واپس کیا فرقہ سبیہ نے نے چلا کر کہا ”اس کتے کو مارو! جو کتوں کی طرف سے آیا ہوں۔“ قبیصہ نے آواز بلند سے کہا ”اے آلِ مصر! اے آلِ قیس! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر میرا بال بیکا ہوا تو میں چار ہزار آدمیوں کو میدان میں لاؤں گا۔ اس وقت تم دیکھو گے کتنے پیادے اور کتنے سوار ہیں۔ دوڑو اور مدد کرو! چنانچہ آلِ مصر نے قاصد کو فرقہ سبیہ کی تکلیف دینا رسانی سے بچالیا۔

حضرت علیؑ کی شام پر فوج کشی اور امیر معاویہ سے جنگ کا فیصلہ: اس کے بعد اہل مدینہ نے زید بن حظلہ حمیمی کو امیر المؤمنین علیؑ کی خدمت میں جنگ معاویہ کی بابت ان کے خیالات دریافت کرنے بھیجا۔ یہ ایک مدت سے آپ کے پاس نہیں گیا تھا۔ امیر المؤمنین علیؑ نے تھوڑی دیر تک اسے بٹھائے رکھا۔ پھر مخاطب ہو کر کہا ”آباد ہو جاؤ“ زیاد نے دریافت کیا کس کام کے لئے؟ ارشاد کیا شام کی لڑائی پر! عرض کی نرمی اور ملاحظت مناسب ہے کیا آپ نے اے امیر المؤمنینؑ یہ نہیں سنا؟

یغفرس بانایاب و یوطا بمتسم

و من لم یصانع فی امور کثیرہ

امیر المؤمنین علیؑ نے جواب دیا:

و انفاحمیا تجتنبک و المظالم

متی یجمع القلب الزکی و صارما

زیادہ سمجھ گیا کہ امیر المؤمنین علیؑ طرح دینے والے نہیں ہیں۔ معاویہ سے ضرور معرکہ آرائی کریں گے۔ اٹھ کر اہل مدینہ کے پاس آیا جناب موصوف کی رائے سے مطلع کیا۔

جنگ کی تیاریاں: اس کے بعد طلحہ اور زبیرؓ عمرہ کی اجازت لے کر مکہ روانہ ہو گئے اور امیر المؤمنین علیؑ نے شام پر فوج کشی کا قصد مصمم کر کے اہل مدینہ کو جنگ شام کی ترغیب دی۔ سامان سفر و جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا۔ محمد بن حنفیہ کو سر لشکر مقرر کیا۔ مینہ پر عبداللہ بن عباسؓ، میسرہ پر عمرو بن ابی سلمہؓ کو، بعض کہتے ہیں کہ عمرو بن سفیان بن عبد الاسد کو اور ابولیلیٰ بن عمرو الجراح برادر امین الامۃ ابو عبیدہ کو مقدمۃ الجیش پر متعین کیا۔ اس لشکر کے کسی حصے پر ان لوگوں کو سردار نہیں مقرر کیا جنہوں نے عثمان بن عفانؓ پر خروج کیا تھا۔ مدینہ کو قسم بن عباس کے سپرد فرمایا، قیس بن سعد کو مصر میں، عثمان بن حنیف کو بصرہ میں، ابو موسیٰ کو کوفہ میں لشکر کے فراہم کرنے اور کمک بھیجے کو لکھ بھیجا۔ ہوز شام پر فوج کشی کی تیاری ہو رہی تھی کہ اہل مکہ کی مخالفت کی خبر گوش گزار ہوئی امیر المؤمنین علیؑ نے شام کی ہزیمت فتح کر دی۔

اہل مکہ کی مخالفت: جس وقت اہل مکہ کی خبر امیر المؤمنین کو پہنچی لوگوں کو جمع کر کے بیان کیا ”بے شک طلحہ زبیر اور عائشہؓ بظاہر لوگوں کو اصلاح کی طرف بلاتے ہیں لیکن در پردہ میری خلافت کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں اس وقت تک برداشت کروں گا جب تک تمہاری جماعت پر مجھے کسی امر کا اندیشہ نہ ہوگا اور میں رکا رہوں گا اگر وہ لوگ رکے رہے امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے یہ کہہ کر مکہ کا قصد کیا۔ اہل مدینہ کو تیاری کا حکم دیا لیکن ان لوگوں کو یہ امر شاق گزرا۔ پھر آپؑ نے مکمل خفی کے ذریعہ عبداللہ بن عمر کو بلا بھیجا، ہمراہ چلے کو کہا عبداللہ بن عمر نے جواب دیا ”ہم اہل مدینہ ہیں جو اہل مدینہ کریں گے وہی ہم کریں گے۔“ ابن عمر یہ کہہ کر واللہ ایسا نہ ہوگا اپنے گھر واپس آئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی روانگی: اس کے بعد ام کلثوم بنت امیر المؤمنین علیؑ زوجہ فاروق اعظمؓ نے حاضر ہو کر اہل مدینہ کی جو خبریں ملتی تھیں گوش گزار کیں۔ اس کے بعد دوسرے دن یہ غلط خبر مشہور ہوئی کہ ابن عمر شام کو روانہ ہو گئے۔ علی ابن ابی طالبؓ نے ناکہ بندی کر لی، شام کے راستوں پر آدمیوں کو پھیلا دیا، ام کلثوم یہ سن کر حاضر ہوئیں اس وقت جناب موصوف بازار مدینہ میں کھڑے لوگوں کو ابن عمر کی گرفتاری پر روانہ کر رہے تھے۔ ام کلثوم نے کہا اے بزرگ باپ! ابن عمر عمرہ کی غرض سے مکہ جاتے ہیں نہ کہ تمہاری مخالفت کو! وہ تمہارے مطیع ہیں۔ علی ابن ابی طالبؓ کو یقین ہو گیا خیالات تبدیل ہو گئے۔ پھر اہل مدینہ کو مخاطب کر کے اہل مکہ کی طرف انہیں خروج پر آمادہ کیا۔ اہل مدینہ تیار و آمادہ ہو گئے۔ سب سے پہلے جس نے مستعدی ظاہر کی وہ ابو العظیم بن النہیان بدری اور خزیمہ بن ثابت تھے زیاد بن حظلہ نے یہ دیکھ کر کہ اہل مدینہ علی ابن ابی طالب کے ہمراہ ہجرت روانہ ہو رہے ہیں خود آمادگی ظاہر کی اور بمواجبہ عام بہ آواز بلند علی ابن ابی طالبؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ جو شخص تمہارے ساتھ چلے گا میں اس سے سمجھ لوں گا اور تمہارے مخالفوں سے لڑوں گا۔

حضرت عائشہ کا قصاص عثمان کا مطالبہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ زمانہ محاصرہ عثمانؓ میں عفانؓ میں بقصد حج مکہ گئی ہوئی تھیں اور بعد اوائے مناسک حج مدینہ کو واپس آ رہی تھیں۔ اثناء راہ میں مقام سرف میں بنی لیث کے ایک شخص عبید اللہ بن

ابی سلمہ سے ملاقات ہو گئی دریافت کیا مدینہ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا عثمانؓ شہید ہو گئے مسلمانوں نے علیؓ کی خلافت کی بیعت کر لی، ام المؤمنین عائشہؓ نے ارشاد کیا ”واللہ عثمان مظلوم مارے گئے“ میں ان کے خون کا بدلہ لوں گی“ کسی نے کہا ”آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں اور اس سے چیختر آپ کیا کہتی تھیں“ جواب دیا بے شک ان لوگوں نے پہلے عثمانؓ سے توبہ کرائی پھر ان کو شہید کیا“ غرض ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ اس مقام سے لوٹ کر مکہ واپس آئیں لوگوں کا ایک مجمع ہو گیا آپ نے فرمایا ”افسوس ہے کہ اطراف و جوانب کے شہروں اور جنگلوں اور مدینہ کے غلاموں نے جمع ہو کر بلوہ کیا اور اس شخص مقتول (عثمان) سے مخالفت کی اس وجہ سے کہ اس نے نو عمروں کو عامل مقرر کیا تھا۔ پس جب ان لوگوں نے اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل نہ قائم کی تو اس کی عداوت پر کمر بستہ ہو گئے۔ بد عہدی کی جس خون کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا اس کو بہایا جس شہر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت گاہ بنایا تھا وہاں پر خون ریزی کی جس مہینہ میں خون ریزی ممنوع تھی اس میں کشت و خون کیا۔ جس مال کا لینا جائز نہ تھا اس کو لوٹ لیا۔ واللہ عثمانؓ کی ایک انگلی بلوائیوں جیسے تمام عالم سے افضل ہے اور بے شک جس وجہ سے عثمانؓ کی عداوت پر کمر بستہ ہوئے تھے۔ اس سے عثمان پاک و صاف ہو گیا تھا۔ جیسا کہ سونا کیٹ سے اور میل کپڑا سے صاف ہو جاتا ہے۔ عبد اللہ بن حضری (عثمانؓ کی طرف سے مکہ کے عامل تھے) بولے ”سب کے پہلے خون عثمان کا بدلہ لینے والا میں ہوں“ اس کلام کے تمام ہوتے ہی بنی امیہ نے جو شہادت عثمانؓ کے بعد مکہ چلے آئے۔ سمعاً و طاعتاً آماجگی ظاہر کی ازاں جملہ سعید بن العاص و لید بن عقبہ وغیرہ تھے۔

حضرت عائشہ کا بصرہ جانے کا فیصلہ اس عرصہ میں عبد اللہ بن عامر بصرہ سے یعلیٰ بن مدیہ یمن سے چھ سواونٹ اور چھ لاکھ دینار لے کر مکہ آئے۔ طلحہ و زبیر بھی مدینہ سے مکہ آ گئے۔ ام المؤمنین عائشہؓ نے دریافت کیا ”تم لوگ کیسے آئے؟“ جواب دیا ”بلوائیوں کے خوف سے وہ لوگ اختیار اور شرفاء مدینہ پر مستول ہو گئے ہیں۔ حق کو باطل سے ممتاز نہیں کرتے“ ام المؤمنین عائشہؓ نے کہا ((انہفوا بنا الیہم)) ”ہمارے ساتھ ان کی طرف خروج کرو“۔ بعض نے شام جانے کی رائے دی ابن عامر بولے شام میں معاویہؓ ہیں وہ بلوائیوں کے روک تھام کو کافی ہیں بصرے کی طرف چلو میری بات وہاں بنی ہوئی ہے اور لوگوں کا رجحان طلحہ کی جانب ہے حاضرین بولے ”یہی مناسب ہے کیونکہ جس قدر ہمارے ہمراہی ہیں وہ ان لوگوں کا حملہ برداشت نہ کر سکیں گے۔ جو مدینہ میں ہیں اور جب ہم بصرے پر قبضہ کر لیں گے۔ تو اہل بصرہ کو بھی قصاص عثمانؓ پر آمادہ و تیار کر لیں گے جیسا کہ اہل مکہ کو آمادہ و مستعد کر لیا ہے اس وقت بہ آسانی قاتلین عثمانؓ سے ہم لڑ سکیں گے۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کر کے عبد اللہ بن عمرؓ کو بلوایا اور قاتلین عثمانؓ پر خروج کرنے کو کہا عبد اللہ بن عمرؓ نے انکار کیا اور یہ کہا کہ ہم مدینہ والوں کے ساتھ ہیں جو وہ کریں گے وہی ہم کریں گے۔ امہات المؤمنین جو ام المؤمنین عائشہؓ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ جانے والی تھیں۔ بصرہ کا قصد سن کر نہر گئیں ام المؤمنین حفصہؓ نے ہمراہی کا قصد کیا لیکن اپنے بھائی عبد اللہ بن عمرؓ کے کہنے سے رک گئیں۔

حضرت عائشہؓ کی بصرہ کو روانگی غرض ابن عمر اور یعلیٰ بن مدیہ نے اپنے مال و اسباب سے قافلہ کی روانگی کا سروسامان درست کیا اور یہ منادی کرائی کہ ام المؤمنین عائشہؓ طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) بصرہ جا رہے ہیں جس شخص کو اسلام

سے ہمدردی اور خون عثمان کا بدلہ لینا منظور ہو اور اس کے پاس سواری نہ ہو وہ آئے اس کو سواری دی جائے گی۔ چنانچہ چھ سو آدمی چھ سو اونٹوں پر سوار ہو کر مکہ و مدینہ کے ایک ہزار آدمیوں کے ہمراہ بصرہ روانہ ہوئے۔ آگے چل کر اطراف و جوانب کے اور آدمی آئے جس سے تین ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ ام فضل بنت الحرث مادر عید اللہ بن عباس نے قبیلہ جہنیہ کے ظفر نامی ایک شخص کو اجرت دے کر ایک خط امیر المؤمنین علیؑ کے پاس مدینہ روانہ کیا۔ مکہ سے نکلے نماز کا وقت آ گیا مروان نے اذان دی اور طلحہ اور زبیر کے پاس جا کر کہا کہ تم دونوں میں سے کون شخص امامت کرے گا؟ ابن زبیر نے کہا ”میرا باپ“ ابن طلحہ نے کہا ”میرا باپ“ ام المؤمنین عائشہؓ کے کانوں تک یہ آواز پہنچی مروان کے پاس کھلا بھیجا۔ کیا تم ہمارے کام کو درہم و برہم کیا چاہتے ہو امامت میرا ابن اخت (بھانجا) عبد اللہ زبیر کرے گا۔

سعید بن العاص کا مطالبہ دیگر امہات المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے ہمراہ ذات عراق تک آئیں اور اس مقام سے رد کر رخصت ہوئیں۔ اس کے بعد سعید بن العاص مروان بن الحکم اور اس کے ہمراہی ام المؤمنین عائشہؓ اور طلحہ و زبیر کے پاس گئے۔ خون عثمان کا بدلہ لینے کو کہا ”ان لوگوں نے جواب دیا“ ہم نے اسی غرض سے خروج کیا ہے کہ قاتلین عثمان سے ہم قصاص لیں۔ پھر طلحہ و زبیر سے مخاطب ہو کر کہا ((لنمن یجعلنا الامران ظفر لهما)) ”اگر تم فتح مند ہو گئے تو خلیفہ کس کو بناؤ گے۔“ جواب دیا ہم دونوں میں سے جس کو منتخب کریں گے۔ سعید نے کہا نہیں! عثمان کے لڑکے کو حکومت دینا کیونکہ تم لوگ خون عثمان کا معاوضہ لینے کو نکلے ہو۔“ جواب دیا ”یہ کہاں ممکن ہے کہ اکابر و شیوخ مہاجرین کو چھوڑ کر نو عمر لڑکوں کو حاکم بنائیں۔“ سعید بولے ”میں خیال کرتا ہوں کہ ایسی حالت میں کچھ کوشش نہ کر سکوں گا جب کہ تم بنی عبد مناف کو حکومت سے نکالنے کی کوشش کرو گے۔“ طلحہ و زبیر نے کچھ جواب نہ دیا سعید واپس ہوئے۔

چشمہ خواب کا واقعہ ان کے لڑتے ہی عبد اللہ بن خالد بن اسید مغیر بن شعبہ اور جو لوگ اس کے ہمراہ قبیلہ ثقیف کے تھے واپس ہو گئے طلحہ اور زبیر مع باقی ماندہ لوگوں کے آگے بڑھے ان کے ہمراہ ابان اور ولید پسران عثمان بھی تھے۔ یعلیٰ بن منیہ نے ام المؤمنین عائشہؓ کو ایک اونٹ پر سوار کرایا جس کا نام عسکر تھا اور جس کو انہوں نے سودینار اور بعض کہتے ہیں کہ اسی دینار میں خرید کیا تھا۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ وہ اونٹ قبیلہ عزینہ میں سے ایک شخص کا تھا چار سو درہم اور ایک اونٹ دے کر اس کو خرید کیا تھا اور اس شخص کو رہبری پر مقرر کیا تھا۔ رفتہ رفتہ چشمہ خواب پر پہنچے اور کتوں نے بھونکنا شروع کیا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ چشمہ خواب ہے۔ ام المؤمنین عائشہؓ نے سنتے ہی ارشاد کیا ”مجھ کو لوٹاؤ! لوٹاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جس وقت آپ کے پاس آپ کی بیویاں بیٹھی ہوئی تھیں کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم میں سے کس کو دیکھ کر خواب کے کتے بھونکیں گے یہ کہہ کر آپ نے اونٹ کی گردن پر ہاتھ پھیر کر بٹھا دیا اونٹ سے اتر پڑیں ایک شانہ وز مع اہل قافلہ کے قیام پذیر ہیں اتنے میں یہ غل اٹھا ((النساء النجاء قد ادر حکم علی)) ”جلدی کرو جلدی کرو بے شک علی پہنچ گئے۔“ پس قافلہ نے نہایت تیزی سے بصری کا رخ کیا اور نواح بصری میں پہنچا۔

اہل بصرہ سے مراسلت عمیر بن عبد اللہ تمیمی نے کہا اے ام المؤمنین! میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ آپ ہرگز

ایسی قوم میں نہ جانیے جس سے آپ نے کوئی مراسلت نہ کی ہو حالات دریافت کرنے کی غرض سے عبد اللہ بن عامر کو بصرہ بھیجے ان کے وہاں قدیمی تعلقات ہیں۔ ام المؤمنین عائشہؓ نے اس زائے کو پسند کیا اور عبد اللہ بن عامر کو روانہ کیا ساتھ ہی اس کے رو سائے بصرہ اور نیز اخف بن قیس اور صبرہ بن شیمان وغیرہ جیسے عمائدین شہر کے پاس خطوط روانہ کئے۔ خود جواب کے انتظار میں خنین میں ٹھہری رہیں بصرہ سے عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین کو جو ایک معمولی آدمی تھا اور ابوالاسود دہلی کو جو معزز ممتاز شخص تھا ام المؤمنین عائشہؓ کے پاس ان کے آنے کا سبب دریافت کرنے کو بھیجا۔

ام المؤمنین عائشہؓ نے فرمایا ”بلوائیوں اور فتنہ پردازان قبائل نے ایسا ایسا کیا ہے پس میں مسلمانوں کو لے کر اس غرض سے نکلی ہوں کہ مسلمانوں کو اصلی واقعات سے مطلع کروں اور ان کی اصلاح کروں اس خروج سے میرا مقصد مسلمانوں کی اصلاح کرنا ہے۔“ یہ کہہ کر آپ نے قرآنی آیات ﴿لَا خِصْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ﴾ تا آخر تلاوت کی پھر وہ دونوں آدمی طلحہ کے پاس آئے آنے کا سبب دریافت کیا جواب دیا بغرض معاذہ خون عثمانؓ پھر انہوں نے کہا ”کیا تم نے علیؓ ابن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی؟“ جواب دیا ہاں لیکن اس شرط اور اس حالت سے کہ قاتلین عثمان سے قصاص لیں گے اور تلوار ہمارے سر پر تھی (یعنی بخجوری واکراہ ہم نے بیعت کی) لیکن علیؓ نے قاتلین عثمان کا کچھ فیصلہ نہ کیا۔

عثمان بن حنیف کی مخالفت ابوالاسود اور عمران زبیر کے پاس گئے انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ دونوں لوگ کر عثمان بن حنیف کے پاس آئے عثمان نے ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾ پڑھ کر کہا رب کعبہ اسلام کی چکی چلی، دیکھئے اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ عمران بولے ”خاموشی اختیار کرو“ عثمان نے کہا نہیں! میں ان کو امیر المؤمنین علیؓ کے آنے تک روکوں گا، عمران یہ سن کر اٹھے اور اپنے مکان پر چلے آئے اتنے میں ہشام بن عامر آگئے اور یہ رائے دی کہ نرمی و ملاطفت سے اس وقت تک چشم پوشی کیجئے جب تک امیر المؤمنین علیؓ کا حکم نہ آئے عثمان نے اس سے انکار کیا اور لوگوں کو مسلح ہونے اور لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب لوگ مسجد میں جمع ہوئے عثمان نے ایک شخص کو جو کوفہ کا رہنے والا قیس نامی تھا تقریر کرنے کو کھڑا کیا۔ اس شخص نے لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا ”اے لوگو! اگر طلحہ اور زبیر اور ان کے ہمراہی مکہ سے جان کے خوف سے آئے ہیں تو یہ بات خلاف قیاس ہے کیونکہ ایسا مقام ہے کہ جہاں پر چڑیوں تک کو امن ہے کوئی ذرہ بھر کسی کو نہیں ستا سکتا اور خون عثمان کا بدلہ لینے کو آئے ہیں تو ہم لوگ عثمان کے قاتل نہیں ہیں۔ پس تم لوگ میری بات سنو میرے کہنے پر عمل کرو ان لوگوں کو جہاں سے آئے ہیں فوراً اسی طرف لوٹا دو۔“ اسود بن سریع سعدی نے جواب دیا ”تمہارا یہ خیال ہے کہ وہ لوگ ہم کو قاتلین عثمان سمجھ کر آئے ہیں؟ نہیں ان کا ایسا خیال نہیں ہے بلکہ ہم سے اور ہمارے سوا اور لوگوں سے قاتلین عثمان کے مقابلہ پر امداد لینے کو آئے ہیں۔ لوگوں نے قیس کو ننگریوں سے مارا جلد درہم برہم ہو گیا۔ عثمان کو اس خیال سے کہ طلحہ اور زبیر کے معاون اور مددگار بصرہ میں موجود ہیں بے حد صدمہ ہوا۔

حضرت عائشہؓ کا خطبہ اس کے بعد ام المؤمنین عائشہؓ مع ہمراہیوں کے مہذبہ منجیل۔ عثمان نے بصرہ سے نکل کر حنف آرائی کی اہل بصرہ جو ام المؤمنین عائشہؓ کا ساتھ دینا چاہتے تھے۔ وہ بھی شہر سے نکل کر اسی مقام پر آ کر جمع ہو گئے طلحہ مہذبہ پر

تھے میان صف سے نکل کر پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر عثمان بن عفان کے فضائل و مناقب بیان کئے اور ان کے خون کا بدلہ لینے کی لوگوں کو ترغیب دی۔ طلحہ کے تقریر ختم پر زبیر نے میسرہ سے نکل کر ایسا ہی بیان کیا عثمان بن حنیف کے مہینہ نے طلحہ اور زبیر کی تصدیق کی اس پر میسرہ والے بولے ہایعتم علیا ثم جتتم نقولون کھذا کھذا ”تم لوگوں نے علیؑ کی بیعت کی پھر یہ کہنے آئے ہو“۔ ان تقریروں کے بعد ام المؤمنین عائشہؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد بیان عوام الناس عثمان بن عفان کو برا کہتے ہیں۔ ان کے مقرر کے ہوئے عمال پر حرف گیری کرتے تھے۔ پھر ہمارے پاس مدینہ میں آتے تھے ہم ان کو جھوٹا، مکار و غاباز پاتے تھے اور عثمان کو نیک پر ہیزگار عادل وہ لوگ جو ان کے دل میں تھا اس کے خلاف ظاہر کرتے اس پر بھی ان کو صبر نہ آیا ان کے مکان کا محاصرہ کیا۔ ان کو نہایت سخت تکالیف سے بے آب و دانہ شہید کیا۔ محرمات کو بلا کسی خیال کے حلال کیا تم کو اور سوا تمہارے کسی اور کو یہ جائز نہیں کہ عثمان کے قاتلوں سے بدلہ نہ لے اور کتاب اللہ پر عمل نہ کرے۔ ام المؤمنین عائشہؓ نے اس قدر کہہ کر ھاللم ترا الی اللہین اتوا نصیبا من الکتاب یدعون الی کساب اللہ لیحکم بینہم)) آخر آیت تک پڑھی۔ عثمان بن حنیف کے ہمراہیوں میں اس تقریر سے پھوٹ پڑ گئی۔ اکثر ام المؤمنین عائشہؓ کی طرف مائل ہو گئے پھر آپس میں ایک دوسرے کو ڈھیلے اور پتھر مارنے لگے۔

حکیم بن جبلة کا حملہ۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اپنے خیمہ میں واپس آئیں لشکر اور طلحہ و زبیر بھی سرحد سے مقام دبا فین چلے آئے مگر عثمان بن حنیف مقابلہ پر تلا کھڑا رہا۔ اتنے میں جاریہ بن قدامہ آیا وہ عرض کرنے لگا ”اے ام المؤمنین! واللہ عثمان کا قتل ہونا زیادہ پسندیدہ تھا“ بہ نسبت اس کے تم اس ملعون اونٹ پر سوار ہو کر لڑائی کے لئے مکان سے نکلیں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے پردہ و حرمت مقرر کیا تھا۔ تم نے پردہ کی ہنک کی اور حرمت کو مباح کیا اور بے شک جو شخص تم سے لڑنا چاہتا ہو اس کا قتل کرنا مباح ہے پس اگر تم اپنی رضامندی سے آئی ہو تو بہتر ہے کہ مدینہ منورہ واپس جاؤ اور اگر بحیرہ واکراہ آئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے استعانت چاہو اور لوگوں سے واپس چلے کو کو کہو“۔ ہنوز یہ تقریر ختم نہ ہونے پائی تھی کہ حکیم بن جبلة سواروں کا رسالہ لئے آ پہنچا۔ پہنچتے ہی سر راہ لڑائی چھیڑ دی پہلے تو ہمراہیان ام المؤمنین عائشہؓ نے مدافعت کی غرض سے تیر اندازی شروع کی پھر یہ خیال کر کے کہ شاید تیر اندازی بند کر دینے سے حکیم بن جبلة رک جائے گا۔ تھوڑی دیر تک رکے رہے لیکن جب حکیم بن جبلة نے اپنے رکاب کے سواروں کو حملہ کرنے سے نہ روکا تو مجبور ہو کر ہمراہیان ام المؤمنین بھی حملے کا جواب دینے لگے۔ رات کی تاریکی نے فریقین کو لڑائی سے باز رکھا۔ عثمان بن حنیف لوٹ کر قصر امارت میں آیا ام المؤمنین مع اپنے ہمراہیوں کے دار الرزق کی طرف واپس ہوئیں تمام رات امید و بیم میں گزری۔

دار الرزق کا معرکہ اور اقرار نامہ۔ فریقین میں جو جس کو پاتا تھا گرفتار کر لے جاتا تھا۔ اللہ اللہ کر کے سپیدی صبح نمایاں ہوئی۔ فجر ہوتے ہی دار الرزق کے میدان میں حکیم بن جبلة صف آرائی کرتا نظر آیا۔ بنی عبد القیس میں سے ایک شخص نے

حکیم بن جبلة صف آرائی کے وقت ایک نیزہ لئے ہوئے میان صف میں پھر رہا تھا اور ام المؤمنین کو سخت دست کھاتا تھا عبد القیس میں سے ایک شخص نے دریافت کیا۔ کس کو سخت دست کھدیا ہے۔ جواب دیا عائشہ صدیقہ کو پھر اس شخص نے کہا میں نے کہا میں کو یہ کہہ رہا ہے ”حکیم نے یہ سنتے ہی ایک نیزہ مارا جس سے وہ بچھا مر گیا“ یہی واقعہ بعینہ اس عورت کے پاس پیش آیا جس کو اس شخص کے بعد حکیم بن جبلة نے قتل کیا ہے۔

تعرض کیا حکیم نے اس کو مار ڈالا۔ پھر اور ایک عورت کو اسی الزام میں قتل کیا۔ بعد ازاں لڑائی شروع ہو گئی۔ دن ڈھلنے تک بڑے زور و شور سے لڑائی جاری رہی۔ عثمان بن حنیف کے ہمراہیوں میں بہت آدمی کام آئے۔ فریقین بہتیرے زخمی ہوئے جب لڑائی نے دونوں فریقوں کو تھکا دیا تو مجبور ہو کر صلح کی طرف مائل ہوئے یہ طے پایا کہ ایک معتبر شخص جس پر فریقین کو اعتماد ہو مدینہ جائے اور اہل مدینہ سے دریافت کرے کہ طلحہ وزبیر نے بکراہت بیعت کی ہے یا بے رضا؟ اگر بے کراہت بیعت کی ہے تو عثمان بن حنیف بصرہ کو خالی کر دے۔ ورنہ طلحہ اور زبیر بصرہ سے لوٹ جائیں۔

حضرت اسامہ بن زید پر حملہ: اقرار نامہ لکھے جانے کے بعد کعب بن سور قاضی بصرہ سے مدینہ کو روانہ ہوئے جمعہ کے دن پہنچے۔ لوگوں کو جمع کر کے دریافت کیا کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اسامہ بن زید نے کھڑے ہو کر کہا ”بے شک طلحہ اور زبیر نے بے کراہت بیعت کی ہے۔“ اس فقرے کے تمام ہوتے ہی لوگ اسامہ بن زید پر ٹوٹ پڑے اور ان کو مارنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ مار ڈالے جاتے، صہیب ابو ایوب اور محمد بن مسلمہ نے ان کی جان بچائی۔ اپنے گھراٹھالائے کعب بصرہ واپس ہوئے۔ اس واقعہ کی خبر امیر المؤمنین علیؑ تک پہنچی آپ نے عثمان بن حنف کو ملامتانہ خط لکھا کہ واللہ وہ دونوں (طلحہ اور زبیر) اگر ہم کو خلافت سے معزول کرنا چاہتے ہوں تو ان کے لئے کسی حیلہ کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کسی اور بات پر متمنی ہوں تو ہم ان سے اور وہ ہم سے پیٹ لیں گے۔

عثمان بن حنیف کی گرفتاری: کعب کی واپسی پر طلحہ اور زبیر نے عثمان بن حنیف کو مصالحت کی گفتگو کرنے کو بلایا اور اقرار نامہ کی شرط کے مطابق بصرہ خالی کر دینے کا پیام دیا، عثمان بن حنیف نے امیر المؤمنین کا فرمان پا کر آنے اور بصرہ خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ طلحہ اور زبیر نے لوگوں کو جمع کیا اور نماز عشاء کے بعد مسجد کی طرف بڑھے۔ عبدالرحمن بن عتاب نے بڑھ کر حملہ کیا، تلواروں کی جھکڑ مسجد میں گونج اٹھی۔ تقریباً چالیس آدمی اس وقت مسجد میں موجود تھے لڑائی ہوئی مارے گئے عثمان بن حنیف کو گھر میں گھس کر گرفتار کر لائے طلحہ اور زبیر کے روبرو پیش کیا۔ لوگوں نے عثمان کے چہرے کے تمام بال فوج ڈالے تھے۔ طلحہ اور زبیر نے ام المؤمنین کو اس سے مطلع کیا آپ نے چھوڑنے کا حکم دیا، بعض کہتے ہیں کہ شہر بدر کرنے اور مارنے کا حکم دیا تھا۔ بہر کیف جو شخص عثمان بن حنیف کو شہر بدر کرنے اور مارنے پر مامور ہوا تھا وہ مجاشع بن مسعود تھا، بعض نے لکھا ہے کہ فریقین میں اقرار نہیں ہوا تھا لڑائی سے تھک کر دونوں فریقوں نے امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالب کو لکھا تھا عثمان بن حنیف نماز پڑھا رہے تھے۔ فریق مخالف نے حالت نماز میں حملہ کیا اور پکڑ لائے پھر ان کو انصار ہونے کی وجہ سے مار پیٹ کر قید کر دیا۔

حضرت طلحہ اور زبیر کا اہل بصرہ سے خطاب: بصرہ میں داخل ہو کر طلحہ وزبیر نے اہل بصرہ کو جمع کر کے خطبہ دیا: ”اے اہل بصرہ! تو بہ گناہ گار کی پر ہے ہم چاہتے تھے کہ امیر المؤمنین عثمانؓ کے بلوائیوں کے مطالبات پر غور کرنے سے راضی کر لیں اس اثناء میں کینوں بلوائیوں نے بلوہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا حاضرین طلحہ کو مخاطب ہو کر بولے ”ہمارے پاس تو تمہارے خطوط اس کے خلاف آتے تھے“ زبیر نے جواب دیا ہم نے ہرگز ایسے خطوط نہیں لکھے زبیر نے اس فقرے کو ختم کر

کے عثمان بن ذی النورین کی شہادت کا واقعہ بیان کیا اور امیر المؤمنین علیؑ پر ان کی شہادت کا الزام لگانے لگے قبیلہ عبد القیس سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا ”اے گروہ مہاجرین! تم وہ لوگ ہو جنہوں نے سب سے اسلام کی دعوت قبول کی اور اس سے تم کو فضیلت حاصل ہوئی۔ بعدہ اور لوگ تمہاری طرح اسلام قبول کرتے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تم نے یکے بعد دیگرے دو شخصوں کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کو خلیفہ بنایا ہم اس پر راضی ہو گئے اور ان کو ہم نے اپنا امیر مان لیا بعد ازاں تم نے اپنے مشورے سے تیسرے شخص کو امیر بنایا اور اسی طرح اس کو بغیر ہمارے مشورے کے مار ڈالا۔ پھر تم نے علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کی، تم نے اس میں بھی ہم سے مشورہ نہ کیا اور اب ان کی مخالفت پر ہم کو ابھارنے آئے ہو صاف صاف بتلاؤ تم کو کس چیز نے انتقام لینے پر آمادہ کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم تمہارا ساتھ دے کر اس سے لڑیں، ابھی گل کا ذکر ہے کہ عثمان بن حنیف پر تم لوگوں نے حملہ کیا اور قریب قریب ستر آدمیوں کو مار ڈالا۔“

حکیم بن جبلة کا حملہ اور خاتمہ: جب عثمان بن حنیف کے ماجرے کی اطلاع حکیم بن جبلة کو ہوئی تو وہ عثمان بن حنیف کی مدد پر اٹھ کھڑا ہوا۔ عبد القیس اور ربیعہ کو جمع کر کے دار الرزق کی طرف بڑھا اتفاقاً عبد اللہ بن زبیر سے ملاقات ہو گئی دریافت کیا کس قصد سے آئے ہو؟ حکیم نے جواب دیا عثمان بن حنیف کو چھوڑ دو اور امیر المؤمنین علیؑ کی تشریف آوری تک اس عہد پر قائم رہو جو ہم میں اور تم میں قرار پایا ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو خون حرام تھا اس کو تم نے حلال کیا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ تمہارا زعم یہ ہے کہ ہم عثمان بن عفان کے خون کا بدلہ لیتے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں نے ان کو قتل نہیں کیا۔ قصہ مختصر باتوں باتوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ حکیم بن جبلة نے چار سرداروں کو جنگ کا ذمہ دار بنایا خود طلحہ کے مقابلہ پر رہا۔ ذریعہ کو زبیر کے مقابلہ پر ابن ابی اسحق کو عبد الرحمن بن عتاب سے مقابلہ پر اور حوقس بن زبیر کو عبد الرحمن بن الحرث بن ہشام کے مقابلہ پر متعین کیا۔ لڑائی نہایت تیزی سے شروع ہوئی اور اس سختی سے برابر جاری رہی اہل بصرہ کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

حقوق کا فرار: حکیم اور ذریعہ میدان جنگ میں کام آئے حقوق چند آدمیوں کو لے کر اپنی قوم قبیلہ سعد میں چلا گیا۔ عبد الرحمن بن حرث نے تعاقب کیا لیکن بنی سعد کی سفارش سے حقوق کی جان بچ گئی۔ قبیلہ عبد القیس اور بکر بن وائل کو اس فتح سے صدمہ ہوا۔ خاتمہ جنگ پر طلحہ اور زبیرؓ نے اپنے ہمراہیوں کو بیت المال سے کچھ روپیہ دلوا دیا۔ قبیلہ عبد قیس اور بکر بن وائل نے بیت المال کا قصد کیا۔ ہمراہیان طلحہ اور زبیرؓ نے لڑکر ان کو بے نکل و مرام واپس کیا۔ اس کے بعد ام المؤمنینؓ عائشہؓ نے اہل کوفہ کے اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ خون عثمانؓ کے معاوضہ لینے کو بلایا اور اسی مضمون کے خطوط اہل یمامہ و مدینہ کے پاس روانہ کئے۔ (یہ واقعہ ۲۵ رجب الاول کا ہے)

حضرت علیؑ کی بصرہ کو روانگی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جس وقت امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالب کو طلحہ و زبیر اور ام المؤمنین عائشہؓ (رضی اللہ عنہم) کے حالات سے آگاہی ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ لوگ بصرہ جا رہے ہیں اس وقت آپ نے اہل مدینہ سے امداد طلب کی خطبہ دیا ابتداً لوگوں کو طلحہ و زبیر اور ام المؤمنین عائشہؓ کے خلاف خروج کرنا شاق گزرا۔ لیکن اولاً جب زیاد بن حنظلہ، ابو البہشم

ابو ایشم بدری ہیں اور خزیمہ و اشباحہ دین نہیں ہیں۔ شمس کا بیان ہے کہ اس فتنہ میں چھ بدریوں کے سوا ساتواں کوئی شخص نہیں شریک ہوا۔ واللہ اعلم۔

خزیمہ بن ثابت اور ابو قتادہ نے آمادگی ظاہر کی تو بقیہ اہل مدینہ بھی تیار و مستعد ہو گئے۔ ام المؤمنین ام سلمہ نے اپنے چچا زاد بھائی کو امیر المؤمنین علیؑ کے ہمراہ بھیجا۔ لیکن یہ قبل ردا گئی لشکر، طلحہ اور زبیر کو واپس لانے کی غرض سے بصرہ روانہ ہو گئے تھے۔ اخیر ماہ ربیع الثانی ۲۶ھ میں امیر المؤمنین علیؑ مدینہ پر ابن عباس کو اور بعض کہتے ہیں کہ سہیل بن حنیف کو اور مکہ پر قثم بن عباس کو اپنا نائب مقرر کر کے بصرہ روانہ ہوئے کوفہ اور مصر کے نوسواؤں میں نے بھی آپ کا ساتھ دیا۔

حضرت علیؑ اور عبد اللہ بن سلام: اثناء راہ میں عبد اللہ بن سلام مل گئے گھوڑے کی عنان پکڑ کر بولے ”امیر المؤمنین! آپ مدینہ سے تشریف نہ لے جائیے۔ واللہ اگر آپ یہاں سے نکل جائیں گے تو مسلمانوں کا امیر یہاں پھر لوٹ کر نہ آئے گا۔“ لوگ عبد اللہ بن سلام کی طرف گالیاں دیتے ہوئے دوڑ پڑے آپ نے فرمایا ”اس سے درگزر کرو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے اچھا آدمی ہے اور آگے بڑھے ربذہ پہنچے اس مقام پر یہ خبر لگی کہ طلحہ اور زبیر بصرہ پر قابض ہو گئے ہیں آپ نے اس مقام پر قیام کیا، متحدہ اور مختلف احکام صادر فرمائے۔

امام حسنؑ کے حضرت علیؑ پر اعتراضات: اس اثناء میں آپ کے لڑکے حسنؑ مدینہ سے بصرہ جانے اور ان کا مشورہ نہ ماننے کی بابت عرض و معروض کرنے لگے۔ امیر المؤمنین علیؑ نے جواب دیا تم نے کس امر کی بابت مجھے مشورہ دیا جو میں نے نہیں مانا۔ حسن بولے ”میں نے آپ کو زمانہ محاصرہ عثمان میں یہ رائے دی تھی کہ مدینہ سے چلے جائیے عثمان کے قتل کے وقت مدینہ میں نہ رہنے اور قتل کے بعد میں نے گزارش کی کہ جب تک عرب کے وفود نہ آئیں اور حکمرانان بلاد اسلامیہ آپ کی خلافت کی بیعت نہ کر لیں اس وقت اہل مدینہ سے بیعت نہ لیجئے۔ پھر میں نے اس گروہ کے خروج کے وقت کہا تھا کہ آپ گھر میں خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہئے یہاں تک کہ فتنہ و فساد فرو ہو جائے آپ نے ان میں سے ایک کا بھی خیال نہ فرمایا۔

حضرت علیؑ کا امام حسن کو جواب: امیر المؤمنین علیؑ نے جواب دیا ”اے صاحبزادے! تم نے مدینہ سے خروج کی بابت جو کہا تو سوائے خروج کے مجھے کوئی چارہ نہیں تھا اور بے شک ان لوگوں نے مجھے بھی گھیر لیا جیسا کہ عثمان کو گھیر لیا تھا اور بیعت کا یہ جواب ہے کہ میں نے یہ خیال کر کے اگر میں بیعت نہیں لیتا ہوں اس سے خلافت اور اسلام کو سخت صدمہ پہنچتا ہے اور اگر اب حل و عقد اہل مدینہ ہیں نہ کہ تمام عرب اور بلاد اسلامیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر اباب حل و عقد نے ابو بکر کی بیعت کی۔ میں نے بھی بیعت کر لی۔ پھر جب ابو بکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف انتقال کیا تو لوگوں نے عمر کو خلیفہ بنایا۔ میں نے ان کی اتباع کی بعد ازاں عمرؓ بھی رحمت الہی سے چلے میں بھی اباب شوری سے تھا۔ لوگوں کے مشورے سے عثمان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی، میں نے بھی بیعت کی بعدہ عوام نے بلوہ کر کے عثمان کو شہید کر ڈالا اور بخوشی و رغبت میری بیعت کی۔ پس میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو میری مخالفت کرے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو فیصلہ صادر کرے ((وہو خیر الحاکمین)) اور تمہارا یہ کہنا کہ طلحہ و زبیر کی نسبت میں سکوت اختیار کروں، بیٹھ رہوں، خروج نہ کروں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر میں اپنے فرائض ادا نہ کروں گا تو کون شخص اس کو ادا کرے گا۔ حسنؑ یہ سن کر خاموش ہو رہے۔ امیر المؤمنین علیؑ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو لوگوں کے جمع کرنے کو کوفہ روانہ کیا۔ خود ربذہ میں ٹھہرے ہوئے لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتے رہے۔

بعد چندے مدینہ سے اپنا گھوڑا اور تھیار منگوائے۔ آپ کے بعض ہمراہیوں نے کہا ان لوگوں کی بابت ہم آپ کے قصد کو تاڑ گئے۔ آپ نے جواب دیا ”میں ان کی اصلاح کروں گا اگر وہ قبول کریں گے ورنہ ان کی بابت غور کروں گا اگر انہوں نے پیش قدمی کی تو میں ان کو روکوں گا۔“

قبائل رسد و طے کی پیش کش: ربذہ سے ہوز روانہ نہ ہوئے تھے کہ طے کی ایک جماعت ہر اعی کی غرض سے آئی آپ نے ان کی تعریف کی اور ساتھ لیا۔ ربذہ سے روانہ ہوئے مقدمۃ الخیش پر عمرو بن جراح تھے۔ فید پنے قبیلہ اسد اور طے نے حاضر ہو کر رکاب میں چلنے کی درخواست کی آپ نے فرمایا ”اپنے اقرار پر تم لوگ ثابت وقائم رہو مہاجرین کافی ہیں۔“ اسی مقام پر ایک شخص شیبانی کوفہ سے آیا آپ نے اس سے ابو موسیٰ کا حال دریافت فرمایا جواب دیا ((ان اردت الصلح فہو صاحبک و ان اردت القتال فلیس بصاحبک)) ”اگر تم صلح کا قصد رکھتے ہو تو وہ تمہارا ساتھی ہے اور اگر قصد جنگ ہے تو تمہارا دوجہ شریک نہیں ہے۔“ آپ نے فرمایا واللہ صلح کے سوا ہمارا کوئی قصد نہیں ہے بشرطیکہ ہم پر کوئی حادثہ نہ ہو فید سے روانہ ہو کر شبلہ و اباب میں قیام کیا۔

عثمان بن حنیف کی حضرت علیؑ سے ملاقات: عثمان بن حنیف، حکیم بن جبلہ پر جو واقعات گزرے تھے گوش گزار ہوئے۔ پھر وہاں سے کوچ کر کے ذیقار پہنچے عثمان بن حنیف آ کر طے اپنے چہرے کو دیکھا عرض کی ”اے امیر المؤمنین! آپ نے مجھے ڈاڑھی کے ساتھ بھیجا تھا اور اب میں بے ڈاڑھی کے آیا ہوں۔“ آپ نے فرمایا ”تم کو اس کا اجر ملے گا مجھ سے پیشتر دو شخصوں کو لوگوں نے خلیفہ بنایا تھا۔ انہوں نے کتاب اللہ پر عمل کیا پھر تیسرے کو متولی کیا اس کی نسبت لوگوں نے جو کچھ کہنا چاہا کہا اور اس کے ساتھ جس طرح پیش آئے وہ تم کو معلوم ہے پھر سب نے میرے ہاتھ پر بیعت کی انہیں بیعت کرنے والوں میں طلحہ و زبیر بھی ہیں۔ انہوں نے بد عہدی کی اور میری مخالفت کرتے ہیں واللہ وہ لوگ جانتے ہیں کہ میں ان سے جدا نہیں ہوں یہ کہہ کر آپ طلحہ و زبیر کے حق میں بد دعا کرنے لگے اسی مقام پر قیام تھا کہ قبیلہ بکر بن وائل نے حاضر ہو کر گزارش کی ”ہم لوگ جان نثاری کو تیار ہیں“ آپ نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو قبائل طے اور رسد کو جواب دیا تھا۔ اتنے میں یہ خبر آئی کہ قبیلہ عبدالقیس نے طلحہ و زبیر کا مقابلہ کیا ہے آپ نے ان کی تعریف و ثناء کی۔

حضرت ابو موسیٰ کا طر ز عمل: محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر جو کوفہ گئے ہوئے تھے انہوں نے کوفہ پہنچ کر ابو موسیٰ کو امیر المؤمنین علیؑ کا خط دیا اور اہل کوفہ کو ان کے حکم کے مطابق جنگ کی ترغیب دیئے گئے۔ جب کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی تو ابو موسیٰ سے امیر المؤمنین علیؑ کے ساتھ خروج کرنے کی بابت مشورہ کرنے لگے۔ ابو موسیٰ نے کہا لڑائی کے لئے نکلنا دنیا کی راہ ہے اور بیٹھ رہنا آخرت کی لوگ یہ سن کر بیٹھ رہے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو غصہ آ گیا۔ ابو موسیٰ سے بہت تشدد پیش آئے۔ ابو موسیٰ نے کہا واللہ عثمان کی بیعت میری گردن پر ہے اور علی کی گردن میں بھی ہے اگر لڑائی ضروری ہے تو عثمان کے قاتلوں سے جہاں کہیں ہوں لڑنا چاہئے۔ دونوں یہ خبر لے کر ذی وقار میں امیر المؤمنین علیؑ کے پاس آئے۔ امیر المؤمنین علیؑ نے اشتر کی طرف مخاطب ہو کر کہا ”تم ابو موسیٰ کے معاملہ میں میرے قائم مقام ہو ابن عباس کو لے جاؤ اور بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح

کرو۔ چنانچہ اشتر اور ابن عباس ابوموسیٰ کے پاس گئے۔ ہر چند ان سے فوجی مدد طلب کی لیکن وہ اخیر تک یہی جواب دیتے رہے کہ میں سکوت اختیار کرتا ہوں یہاں تک کہ فتنہ فرو ہو جائے اور اختلاف لوگوں میں ختم ہو جائے۔ اشتر اور ابن عباس مجبور ہو کر لوٹ آئے۔

عمار بن یاسر کی حضرت ابوموسیٰ سے تلخ کلامی: اب امیر المؤمنین علیؑ نے اپنے لڑکے حسنؑ اور عمار بن یاسر کو بھیجا۔ ابوموسیٰ ان لوگوں کے آنے کی خبر سن کر مسجد میں آئے حسنؑ بن علیؑ سے معاملہ کیا۔ عمار بن یاسر سے مخاطب ہو کر کہا اے ابوالیقہان تم نے امیر المؤمنین عثمانؓ کی مخالفت کی اور ان کے مخالفوں کے ساتھ ہو گئے اور فاجروں کی رفاقت کو جائز رکھا۔ عمار بولے میں نے ایسا نہیں کیا حسنؑ بن علیؑ نے قطع کلام کر کے کہا ”لوگوں نے ہم سے کچھ اس معاملے میں مشورہ نہیں کیا اور اصلاح کے سوا ہمارا کوئی اور مقصد نہیں ہے اور امیر المؤمنین اصلاح امت کے بارے میں کسی سے ڈرتے نہیں“ ابوموسیٰ نے کہا ”میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نے سچ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے عنقریب فتنہ ہونے والا ہے اس وقت بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا۔ کھڑا ہوا شخص پیادہ چلتے والے سے بہتر ہوگا پیادہ چلتے والا سوار سے بہتر ہوگا اور کل مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ان کا خون اور مال حرام ہے عمار کو اس تقریر سے ایسی برا فروختگی ہوئی کہ ابوموسیٰ کو گالی دے بیٹھے ابوموسیٰ تو سن کر خاموش رہے مگر حاضرین میں سے کسی شخص نے جواب ترکی بہ ترکی دے دیا بات بڑھ گئی لوگ عمار پر ٹوٹ پڑے لیکن ابوموسیٰ نے بچا لیا۔

حضرت ابوموسیٰ کا خطبہ: اس کے بعد زید بن صوحانؓ ام المؤمنین عائشہؓ صدیقہ کا ایک خط اپنے نام کا اور ایک بنام اہل کوفہ لئے ہوئے مسجد میں آئے اور علیؑ سبیل الانکار پڑھنا شروع کیا، شبیب بن ربیعؓ گالی دے بیٹھے۔ حاضرین ضبط نہ کر سکے علاوہ ام المؤمنین کی طرف داری کا اظہار کرنے لگے۔ ابوموسیٰ روکتے جاتے تھے اور فتنہ فرو ہونے تک مکان میں بیٹھ رہنے کا حکم دے رہے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ میری اطاعت کرو عرب کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلہ بن جاؤ تاکہ مظلوم تمہارے سائے میں آکر پنا گزیر ہو، مخالف تم میں آکر امن پائے، جب فتنہ و فساد اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو حق و باطل مشتبه ہو جاتا ہے اور جب فرو ہو جاتا ہے تو حق و باطل ظاہر ہوتا ہے، بے شک یہ فساد مشکل بیماری کے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ تم لوگ اپنی تلواروں کو نیام میں کر لو اپنے نیزوں کی نوکوں کو نیچے کر لو اپنے سوار یوں کے تنک کو کاٹ دو اپنے گھروں میں بیٹھ رہو اگر قریش دارالحجرۃ (مدینہ) کو چھوڑ کر نکلنے اور اہل علم کی جدائی پر آمادہ ہو جائیں تو ان کا ساتھ نہ دو۔ یہاں تک کہ آتش فتنہ فرو ہو جائے اور اصل واقعہ انکشاف ہو جائے۔ زید بن صوحان نے اٹھ کر کہا ”اے عبد اللہ بن قیس! فرات کو لوٹا دو جس طرف سے بڑھ کر آیا ہے اور امیر المؤمنین سید المسلمین علیؑ کی مدد کو جلوہ افروز ہونے اس کی تائید کی اور کہا ”امیر نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب درست و صحیح ہے لیکن میں تم لوگوں کو نصیحتا کہتا ہوں اور سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہتا ہوں کہ امیر المؤمنین علیؑ کی مدد کرو حق تک پہنچ جاؤ گے۔“

حضرت علی کو اہل کوفہ کی امداد: عبدخیر نے بھی اسی قسم کی تقریر کی اور ابو موسیٰ سے مخاطب ہو کر کہا ”تم جانتے ہو کہ طلحہ اور زبیر نے امیر المؤمنین علیؑ کی بیعت کی تھی؟ جواب دیا ہاں! پھر دریافت کیا کیا علیؑ نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس سے ان کی بیعت توڑ دی جائے؟ ابو موسیٰ بولے ”میں اس معاملے کو نہیں جانتا“۔ عبدخیر نے سخت و تند لہجے میں کہا اگر تم یہ نہیں جانتے ہو تو ہم تم سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ تم جان جاؤ اے لوگو! تم کو امیر المؤمنین نے بلایا ہے تاکہ جو معاملات ان میں اور ان کے دونوں رفیقوں (طلحہ و زبیر) میں پیش آ گئے ان کو دیکھو امیر المؤمنین علیؑ فقیہ و حکیم امت ہیں جو شخص ان کی مدد کو جائے گا میں اس کے ہمراہ چلنے کو تیار ہوں، عمار بولے علیؑ نے تم لوگوں کو حق کے دیکھنے کو بلایا ہے چلو اور ان کے ہمراہ ہو کر لڑو، حسنؓ ابن علیؑ نے کہا تم لوگ ہماری دعوت قبول کرو اور ہماری اطاعت کرو اور جس مصیبت میں تم اور ہم مبتلا ہو گئے ہیں اس میں ہماری مدد کرو اور بے شک امیر المؤمنین کہتے ہیں کہ ہم اگر مظلوم ہیں تو ہماری مدد کرو اور اگر ہم ظالم ہیں تو ہمارا ساتھ نہ دو اور ہم سے لڑو۔ واللہ طلحہ و زبیر نے سب سے پہلے بیعت کی اور سب سے پہلے مجھ سے بد عہدی کی، لوگوں کے دلوں پر اس تقریر سے ایک قوی اثر پیدا ہوا سب نے آمادگی ظاہر کر دی، عدی بن حاتم اور حجر بن عدی نے اپنی اپنی قوم کو جنگ پر ابھارا چنانچہ حسنؓ ابن علیؑ کوفہ سے نو ہزار کی جمیعت لے کر روانہ ہوئے چھ ہزار تو خشکی کے راستے سے چلے اور باقی براہ دریائے

حضرت ابو موسیٰ کا کوفہ سے اخراج: حسن اور عمار کو ردائگی کے بعد امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے اشتر کو بھی روانہ کیا تھا یہ اس وقت داخل کوفہ ہوا جس وقت حسن اور عمار ابو موسیٰ سے مسجد میں ایک مجمع عام میں امیر المؤمنین کے ساتھ دینے پر بحث و مباحثہ کر رہے تھے۔ اشتر جس قبیلہ پر ہو کر گزرتا تھا ان کو قصر کی طرف بلاتا جاتا تھا۔ ایک گروہ کثیر لے ہوئے قصر امارت تک پہنچا۔ ابو موسیٰ کھڑے ہوئے مسجد میں خطبہ دے رہے تھے لوگوں کو خانہ نشینی کی ہدایت کر رہے تھے حسن کہتے جاتے تھے ((اعتزل عسلا و اتوک منبرنا)) ”تم ہمارے مقرر کردہ عامل ہو ہمارے خیمہ کو چھوڑ دو“ اشتر نے قصر میں داخل ہو کر ابو موسیٰ کے غلاموں کو نکالنے کا حکم دیا اتنے میں ابو موسیٰ آگئے اشتر نے چلا کر کہا ((لا ام لک اخروج اللہ نفسک)) ”تیری ماں مر جائے خدا تجھ کو یہاں سے نکالے“ اور شام تک نکل جانے کی میعاد مقرر کی۔ لوگ ابو موسیٰ کے اسباب لوٹنے کو ٹوٹ پڑے اشتر نے کچھ سوچ کر منع کر دیا۔

اہل کوفہ کی حضرت علیؑ سے ذی قار میں ملاقات: حسنؓ ابن علیؑ نے کوفیوں بطور فوج مرتب کیا اور کنانہ، اسد، حمیم، ریاب اور حزیہ پر معقل بن یسار، ریاحی کو قبائل قیس پر سعد بن مسعود ثقفی، عم بنار کو، یکر، ثعلبہ اور عتبلہ پر محمد بن جریج کو، ذی قار کو، جرجان اور اشعرین پر حجر بن عدی کو، جبیلہ انمار، خشم اور ازد پر جحف بن سلیم کو، سرداری عنایت کی اور خاص کوفہ والوں پر قعقاع بن عمرو، سعد بن مالک، ہند بن مالک، ہند بن عمرو، بشیم بن شہاب کو مقرر کیا، جنگ کی ترغیب دینے والے زید بن صوحان، اشتر، عدی بن حاتم، مسیب بن مجہد اور یزید بن قیس جیسے لوگ تھے۔ الغرض اہل کوفہ امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی خدمت میں بہ مقام ذی قار حاضر ہوئے آپ نے استقبال کیا مگر جب کہا اور یہ ارشاد فرمایا ”اے اہل کوفہ ہم نے تم کو اس غرض سے بلایا ہے کہ ہمارے ساتھ ہو کر اپنے بھائیوں (اہل بصرہ) سے مقابل ہو اگر وہ لوگ اپنی رائے سے رجوع کر لیں تو فوج المراد اور اگر اپنے خیال پر اصرار

کریں تو ان کا علاج ہم نرمی کے ساتھ کریں گے تاکہ ہماری طرف سے ظلم کی ابتداء نہ ہو اور ہم کسی کام کو جس میں ذرہ برابر فساد ہوگا بغیر اصلاح کے نہ چھوڑیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اہل کوفہ نے امیر المؤمنین کے پاس ذی قار میں قیام کیا قبیلہ عبدالقیس جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی بصرہ اور امیر المؤمنین کے درمیانی میدان میں ٹھہرے اور اس کے دوسرے دن امیر المؤمنین علیؑ نے قحطاع بن عمرو کو طلحہ اور زبیر کے پاس سمجھانے کو بصرہ روانہ کیا۔

فریقین کی مصالحت نہ کوشش: قحطاع کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت نصیب ہوئی تھی رواگئی کے وقت آپ نے ان سے دریافت فرمایا ”تم ایسی حالت میں کیا کرو گے جب وہ کوئی ایسا امر پیش کریں جس کی نسبت تم کو کوئی ہدایت نہیں کی گئی؟ عرض کی اگر وہ باتیں اس قسم کی ہیں جن کی آپ نے ہدایت کی ہے تو ہم ان کا وہی جواب دیں گے اور اگر اس کے سوا کوئی نئی بات پیش کریں گے تو ہم اپنی رائے سے اور اپنے اجتہاد سے جواب دیں گے جیسا کہ دیکھتے سنتے ہیں امیر المؤمنین علیؑ نے فرمایا بے شک تم اس کے سزاوار ہو غرض قحطاع بصرہ پہنچ کر ام المؤمنین عاتشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی اے ام المؤمنین آپ کو کس چیز نے خروج پر آمادہ کیا ہے؟ فرمایا لوگوں کا اختلاف اور ان کی اصلاح! قحطاع نے کہا طلحہ اور زبیر کو بلوایئے آپ کے رو برداروں سے کچھ باتیں کرنی چاہتا ہوں۔ ام المؤمنین عاتشہؓ نے طلحہ اور زبیر کو بلوایا بھلا۔ دونوں آئے اور باتیں ہونے لگیں۔

قحطاع: میں نے ام المؤمنین عاتشہؓ سے دریافت کیا تھا کہ آپ کو کس چیز نے خروج پر آمادہ کیا ہے؟ ام المؤمنینؓ نے اس کے جواب میں فرمایا اختلاف امتہ اور ان کی اصلاح! تم لوگ اس معاملہ میں کیا کیا کہتے ہو انہوں نے بھی یہی جواب دیا قحطاع: اس اصلاح کی وجہ کیا ہے اور تم کو اس کا کیا حق حاصل ہے۔

طلحہ وزبیر: قاتلین عثمان سے قصاص لینا! اگر وہ لوگ قصاص سے بری کر دیئے جائیں گے تو عمل بالقرآن ترک ہو جائے گا۔ قحطاع: تم نے قاتلین عثمان کے شبہ میں اہل بصرہ کے چھ سو آدمیوں کو قتل کر ڈالا جس سے چھ ہزار آدمیوں کو برا فرد خنگی ہوئی۔ تم نے حقوق بن زبیر کا تعاقب کیا لیکن ان چھ ہزار نے اس کو بچالیا۔ پس اگر تم ان لوگوں سے لڑو گے تو بہت بڑا فساد برپا ہوگا کل مضر اور ربیعہ تمہارے خلاف لڑائی پر متفق ہو جائیں گے ایسی صورت میں اصلاح کہاں رہے گی۔

ام المؤمنین عاتشہؓ: (قحطاع سے مخاطب ہو کر) پھر تمہاری کیا رائے ہے؟

قحطاع: اس امر کا علاج بالفعل فتنہ فرو کرنا ہے اور مصالحت سے کام لینا ہے اس کے بعد قصاص لینا تاکہ مسلمانوں کو عافیت حاصل ہو آپ لوگ خیر و برکت کی کلید ہیں ہم کو بلا میں نہ ڈالیں ورنہ آپ بھی آزمائش میں پڑ جائیں گے اس سے ہم کو اور آپ کو بھی نقصان پہنچے گا“ اس تقریر کا ام المؤمنین اور طلحہ اور زبیر کے دل پر بڑا اثر پڑا اور ان لوگوں نے متفق ہو کر کہا ”بے شک تمہاری رائے صائب ہے تم علیؑ کے پاس جاؤ وہ تمہاری رائے سے اتفاق کریں تو ابھی صلح ہوئی جاتی ہے قحطاع لوٹ کر امیر المؤمنین کے پاس آئے اور کل حالات عرض کئے امیر المؤمنین علیؑ کو اس سے تعجب اور خوشی ہوئی۔

فریقین کی مصالحت پر آمادگی: اس واقعہ کے قبل اہل بصرہ کے وفد امیر المؤمنین کی خدمت میں اہل کوفہ کی رائے

معلوم کرنے کو آئے ہوئے تھے۔ ان سب نے بھی صلح پر اتفاق رائے ظاہر کیا تھا۔ لیکن انہیں لوگوں میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کو مصالحت ناگوار گزر رہی تھی۔ القصد امیر المؤمنین نے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور اگلے دن کوچ کرنے کا حکم صادر فرمایا اور ان لوگوں کی نسبت جو حاصرہ عثمان میں شریک تھے یہ حکم دیا کہ وہ ہمارے گردہ سے نکل جائیں ہمارے ساتھ نہ چلیں۔

سبائیوں کی فتنہ انگیزی۔ اہل مصر کو یہ مصالحت ناگوار گزری ابن السدوا، خالد بن ملجم، اشتر بن ابی اویس کے جنہوں نے عثمان بن عفان کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا تھا اور بغاوت کی تھی ایک مقام پر جمع ہوئے۔ علباء بن الہیثم، عدی بن حاتم، سالم بن ثعلبہ اور شریح بن اوفی وغیرہ جو سرداران بلوایوں کے تھے شریک جلسہ تھے آپس میں مشورہ کرنے لگے اس وقت تک طلحہ اور زبیر کی رائے قصاص لینے کی تھی لیکن اب تو امیر المؤمنین کی رائے بھی قصاص لینے کی ہو گئی اور وہ کتاب اللہ سے خوب واقف ہیں۔ امیر المؤمنین نے جو فرمایا ہے وہ سن چکے ہو ہیں اگر مصالحت کر لیں گے اور باہم متفق ہو جائیں گے تو ہمارے ساتھ کیا کچھ نہ کریں گے۔ اشتر نے کہا ”واللہ ان سب کی رائے ہماری بابت ایک ہی ہے اگر مصالحت کریں گے تو ہمارے خون پر مصالحت کریں گے پس مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم علی اور طلحہ پر حملہ کر کے انہیں بھی عثمان کے پاس بھیج دیں۔ اس کے بعد خود بخود سکون ہو جائے گا۔“ ابن السدوا نے جواب دیا تم نے ذی قار میں ہزاروں کی جمعیت دیکھی ہے اور طلحہ کے ہمراہی بھی پانچ ہزار کے قریب ہیں تم صرف ڈھائی ہزار کی جمعیت سے ہتھ پٹا خیال ہرگز پورا نہیں کر سکتے۔“

فریقین پر حملہ کا منصوبہ۔ علیا یولا ”بہتر یہ ہے کہ فریقین کو چھوڑ دو یہاں تک کہ کوئی ان میں سے تمہارا حاکم بن جائے۔“ ابن السدوا نے کہا یہ رائے صائب نہیں ہے اگر تم ان دونوں فریقوں سے علیحدہ ہو جاؤ گے تو تم کو یہ ایک ایک کر کے چن لیں گے۔ عدی نے جواب دیا ”ہم نہ اس صلح سے راضی ہیں اور نہ اس سے کشیدہ خاطر اگر اتفاقاً جو واقعہ ہونے والا ہے وہ واقع ہو گیا اور لوگ اس مقام پر اتر پڑے (یعنی لڑائی ہو گئی) تو ہمارے پاس سوار بھی ہیں آلات حرب بھی ہیں اگر ہماری طرف بڑھیں گے تو ہم بھی بڑھیں گے اور ہم پر حملہ کریں گے تو ہم بھی حملہ کریں گے۔ سالم اور شریح نے رائے دی کہ تا انفصال ہمیں چلا جانا چاہیے ابن السدوا نے کہا ”اے بھائیو تمہاری عزت اسی میں ہے کہ لوگوں میں مل جل کر انہیں لڑا دو میرے نزدیک بہتر ہوگا کہ کل جب فریقین جمع ہوں تو جس طرح ممکن ہو کسی حکمت سے لڑائی چھیڑ دو۔ لڑائی شروع ہو جانے پر تم سے وہ لوگ غافل ہو جائیں گے اور تم لوگ جس کو مکروہ جانتے ہو اس سے محفوظ رہو گے۔ الغرض حاضرین نے ابن السدوا کی رائے پسند کی اور اسی اتفاق پر علیحدہ ہوئے۔“

حضرت علی کی مراجعت۔ صبح ہوتے ہی امیر المؤمنین علیؑ نے کوچ کیا، قبیلہ عبد القیس کے فرد گاہ پر پہنچے وہ بھی ساتھ ہو گئے پھر یہاں سے روانہ ہو کر زادیہ میں قیام پذیر ہوئے۔ پھر زادیہ سے بصرہ روانہ ہوئے۔ طلحہ زبیر ام المؤمنین عائشہؓ نے بھی فرضہ سے کوچ کیا۔ نصف جمادی الثانی ۶۲ھ کو مقام قصر عبد اللہ بن زیاد میں فریقین ملے۔ بکر بن وائل اور عبد القیس خط و کتابت کر کے امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے لشکر میں آ گئے۔ تین روز تک بلا جدال و قتال ٹھہرے رہے۔ زبیرؓ کے بعض

ہمراہوں نے لڑائی چھیڑنے کی رائے دی۔ لیکن انہوں نے معذرت کی فقہاء کی معرفت صلح کی گفتگو ہو رہی ہے۔ ہم سے غداری نہ ہوگی ایسا ہی امیر المؤمنین سے بھی بعض لوگوں نے کہا تھا انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ پھر آپ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کل لڑائی ہوگئی تو فریقین کے مقتولین کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا ”میں امید کرتا ہوں کہ ہمارا اور ان کا کوئی شخص قتل نہ کیا جائے گا“ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے دلوں کو صاف کر دیا ہے اور اگر کوئی مقتول ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا بعد ازاں اپنے لشکریوں کو لڑائی سے منع کر دیا اور حکم بن سلام، مالک بن حبیب کو طلحہ زبیر کے پاس پیام دے کر بھیجا کہ اگر تم لوگ اس اقرار پر قائم ہو جس کی فقہاء نے خبر دی ہے تو لڑائی سے رکے رہو یہاں تک کہ کوئی امر طے پا جائے۔

احنف بن قیس کی کنارہ کشی: اس کے بعد احنف بن قیس امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے پاس آئے۔ یہ اس گروہ سے علیحدہ و کنار کش ہو گئے شہادت کے بعد امیر المؤمنین عثمانؓ کے حج سے واپس ہو کر امیر المؤمنین علیؑ کی بیعت کی تھی۔ احنف کہتے ہیں کہ جس زمانے میں امیر المؤمنین عثمانؓ محاصرے میں تھے میں حج کو جا رہا تھا میں نے طلحہ زبیر اور ام المؤمنین عائشہؓ سے کہا تھا کہ عثمانؓ ضرور شہید کئے جائیں گے تو ان کے بعد کس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی تو ان لوگوں نے کہا تھا علیؑ کے ہاتھ پر۔ جب میں حج کر کے واپس ہوا تو عثمانؓ بن عفانؓ شہید ہو چکے تھے۔ میں نے علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے اہل و عیال میں چلا آیا۔ اس کے بعد طلحہ زبیر ام المؤمنین بصرہ پہنچے اور مجھے امیر المؤمنین علیؑ کی مخالفت کی غرض سے طلب کیا مجھے سخت تشویش ہوئی ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا زاد بھائی اور داماد۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر میں نے ان لوگوں سے کہا ”کیا تم لوگوں نے مجھے بیعت کرنے کی اجازت نہ دی تھی؟“ جواب دیا ہاں دی تھی! لیکن علیؑ نے شرط بیعت پوری نہ کی۔ میں نے کہا ”واللہ نہ تو میں نقص بیعت کروں گا اور نہ ام المؤمنین سے لڑوں گا بلکہ سب سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین ہو جاؤں گا“۔ اس گفتگو کے بعد احنف چھ ہزار آدمیوں کو لے کر بصرے سے تین کوس کے مقام پر مقام طلحاء میں مقیم ہو گئے پھر جب امیر المؤمنین علیؑ آئے احنف آپ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تم کو اختیار ہے چاہو تو ہمارے ساتھ ہو کر لڑو اور چاہو تو سکوت اختیار کرو۔ احنف نے سکوت پسند کیا۔ چنانچہ احنف قبیلہ تمیم اور بنو سعد کو لے کر دونوں فریق سے علیحدہ ہو گئے پھر جب امیر المؤمنین علیؑ کامیاب ہوئے تو احنف حاضر خدمت ہوئے اور

۱۔ یہ سوال الاسلامہ دولانی نے کیا تھا پورا واقعہ یہ ہے کہ جب فتنہ پردازوں نے طرفین کو ابھارنا شروع کیا تو امیر المؤمنین نے ایک روز خطبہ دیا۔ اثناء خطبہ میں انور بن بیان مغربی نے کھڑے ہو کر بصرہ آنے کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا بغرض اصلاح و اظهار آتش فشاں دیا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے امت محمدیہ کو متفق کر دے اور ان سے لڑائی کو اتحاد دے پھر عور نے عرض کی ”اگر وہ لوگ آپ کے کہنے پر عمل نہ کریں ارشاد ہوا ہم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے۔“ عور نے کہا اگر وہ ہم کو نہ چھوڑیں۔ جواب دیا ہم مدافعت کریں گے اتنے میں الاسلامہ دولانی بول اٹھا کیا آپ کے نزدیک ان کے پاس کوئی ایسی دلیل اس خون کے معاوضہ لینے کی ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے فعل کرتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا ہاں پھر الاسلامہ نے کہا کیا آپ کے پاس بھی کوئی دلیل خون کے معاوضہ لینے میں تاخیر کرنے کی ہے؟ ارشاد ہوا ہاں بے شک جب کوئی امر مشتبہ ہو جائے اور اس کا دریافت کرنا دشوار ہو تو ان میں نہایت احتیاط سے فیصلہ کرنا چاہئے جلدی سے نقصان ہوتا ہے اس پر الاسلامہ نے کہا اگر کل اتفاقاً قبیلہ تمیم ہوگئی تو ہمارا اور ان کا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا ہمارے اور ان کے مقتول جنت میں ہوں گے۔

ابو الحریاء بنو حظلہ بسرکردگی ہلال بن وکیع، سلیم بسرکردگی جاشع بن مسعود، بنو عامر، غطفان بسرکردگی زفر بن الحرث، ازد بسرکردگی صبرۃ بن شیمان بسرکردگی مالک بن شمع اور بنو ناجیہ بسررداری حریت بن راشد تھے ان سب کی مجموعی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی۔ امیر المؤمنین علیؑ کے ہمراہ تیس ہزار آدمی تھے اور یہ سب ایک دوسرے کے مقابل اترے ہوئے تھے مضر مضر کے مقابلے پر ربیعہ ربیعہ کے رو در رو تھے دونوں فریق کے آدمیوں میں میل جول تھا صلح کے سوا اور کوئی گفتگو نہ کرتے تھے۔ حکیم و مالک طلحہ وزیر کے پاس گئے تھے یہ خبر لے کر واپس ہوئے کہ ہم لوگ اسی عہد و قرار پر ہیں جس پر قطعاً ہمیں چھوڑ کر گئے ہیں پھر شام کے وقت ابن عباسؓ طلحہ وزیر کے پاس اور محمد بن طلحہ امیر المؤمنین علیؑ کی خدمت میں صلح کی گفتگو کرنے آئے۔ شرائط طے ہو گئیں۔ صبح کے وقت صلح نامہ اور معاہدہ لکھے جانے کی رائے قرار پائی۔

مخالفین صلح کا اچانک حملہ: اس سے ان لوگوں کی پریشانی بڑھ گئی جنہوں نے امیر المؤمنین عثمانؓ کے خلاف بلوہ اور ان پر خروج کیا تھا۔ تمام رات مشورہ کرتے رہے کہ صبح ہوتے ہی جس طرح ممکن ہو لڑائی چھیڑ دی جائے جہاں تک ممکن ہو صلح نہ ہونے پائے۔ چنانچہ علی الصباح فریقین کی لاطلی میں فتنہ پردازوں نے لڑائی کا رنگ بھادیا بلوایان مضر نے مضر پر فتنہ پردازان ربیعہ نے ربیعہ پر اور باغیان یمن نے یمن پر اہل بصرہ نے اہل بصرہ پر غرض ہر قبیلہ اپنے اپنے قبیلے پر حملہ آور ہوا ادھر طلحہ اور زبیر نے لڑائی کا شور و غل سن کر عبدالرحمن بن حرث کو مینہ پر عبدالرحمن بن عتاب کو میسرہ پر متعین کیا خود قلب لشکر میں رہے لوگوں نے لڑائی چھڑنے اور شور و غوغا کی وجہ دریافت کی معلوم ہوا کہ اہل کوفہ نے پو پھٹتے ہی تیر اندازی شروع کر دی۔ طلحہ وزیر نے کہا افسوس علیؑ خون ریزی کئے بغیر نہ مانیں گے یہ کہہ کر حملہ آور گردہ کی مداخلت کرنے لگے ادھر امیر المؤمنین علیؑ شور و غل سن کر خیمے سے باہر تشریف لائے حال دریافت کیا فرمایا ”فرقہ سپہ کے ایک شخص نے فتنہ پردازوں نے پہلے ہی سکھا رکھا تھا“ جواب دیا ہم کو سوائے اس کے کچھ معلوم نہیں ہے کہ ہم رات کو بے خوف ہو کر سوئے تھے صبح نہ ہونے پائی تھی کہ اہل بصرہ نے حملہ کر دیا ”بڑی ذل گردہ تیر برساتا ہوا اٹھ آیا۔ پس ہمارے ہمراہی بھی سوار ہو گئے اور لوگوں نے لڑائی چھیڑ دی امیر المؤمنین علیؑ یہ سن کر سوار ہوئے افسران لشکر کو مینہ و میسرہ پر مامور کرتے ہوئے افسوس کرتے ہوئے فرمایا ”بے شک طلحہ وزیر بغیر خون ریزی کئے ہوئے نہ مانیں گے“۔ قصہ مختصر دونوں فریق کو غلط فہمی ہوئی ایک نے دوسرے کو مجرم سمجھا اور اصل حال کسی پر منکشف نہ ہوا۔

جنگ جمل: امیر المؤمنین علیؑ اور طلحہ وزیرؓ نے اپنے اپنے لشکروں میں متادی کرادی کہ کوئی شخص اس معرکہ سے بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرے اور اس سے نہ لڑے نہ کسی زخمی پر حملہ کرے اور نہ کسی کا مال و اسباب چھینے۔ لڑائی شروع ہونے پر کعب بن مسور ام المؤمنین کے پاس آئے۔ عرض کی ”اے ام المؤمنین لوگوں نے لڑائی شروع کر دی ہے آپ موقع جنگ پر تشریف لے چلے شاید اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے مصالحت کر دے“۔ ام المؤمنین چلے پر آمادہ ہوئیں لوگوں نے آپ کو ادھت پر سوار کرایا اور ہودج (عماری) کو ڈرہیں پہنائی اور ادھت کو ایسے موقع پر لا کر کھڑا کیا جہاں سے لڑائی کا منظر بخوبی دکھائی دیتا

تھا تھوڑی دیر تک لڑائی جاری رہنے سے اصحابِ جمل کے پاؤں میدانِ جنگ سے اکھڑ گئے۔
حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ کی شہادت: طلحہ کے پاؤں میں ایک تیر لگا جس کے صدمہ زخم سے مجبور ہو کر بصرہ چلے گئے۔ خون کی طرح نہ رکا اور اسی حالت میں وفات پا گئے۔ زبیرؓ وادیِ اسباع کی جانب چلے گئے کیونکہ امیر المؤمنین علیؓ نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی تھی۔ راستہ میں اخف کا لشکر مل گیا۔ عمر بن الجرموز نے لشکر سے نکل کر تعاقب کیا قریب پہنچ کر مسئلہ پوچھنے لگا جب نماز کا وقت آیا اور زبیر نماز پڑھنے لگے تو عمرو بن الجرموز نے ان کو شہید کر ڈالا اور گھوڑا اٹھیا ڈانگٹھی لے کر اخف کے پاس آیا، اخف نے کہا ”واللہ میں نہیں جانتا کہ تو نے یہ کام اچھا کیا یا برا؟“ ابن جرموز یہ سن کر امیر المؤمنین علیؓ کے خیمے کی طرف آیا اور بان سے کہا ”امیر المؤمنین سے کہہ دو کہ قاتل زبیر حاضری کی اجازت طلب کرتا ہے“ آپ نے فرمایا اجازت دے دو اور جہنم میں جانے کی بشارت دے دو۔

حضرت کعب کی شہادت: اس وقت لڑائی تقریباً ختم ہو چکی تھی منہزم گروہ بصرہ کے قریب پہنچ گیا تھا چونکہ امیر المؤمنین کے لشکر کے سواروں نے ام المؤمنین کے ناقہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اس سے اصحابِ جمل ام المؤمنین کے بچانے کو جوش میں آ کر پھر لوٹے اور لڑائی اسی زور و شور سے پھر شروع ہو گئی جیسا کہ اس سے پیشتر تیزی کے ساتھ ہو رہی تھی ام المؤمنین نے لڑائی روکنے کی غرض سے کعب بن سور سے فرمایا ”تم ناقہ کو چھوڑ دو اور قرآن لے کر صفِ لشکر سے نکل کر میدان میں جاؤ اور اس کے محاذ کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔“ چنانچہ کعب قرآن شریف لے کر صفِ لشکر سے نکلے، امیر المؤمنین علیؓ کا لشکر آگے بڑھا فرقہ سید نے جو سب سے آگے تھا کعب پر تیر برسائے، کعب شہید ہو گئے۔

حضرت عائشہ کی عماری پر تیروں کی بوچھاڑ: ان لوگوں نے ام المؤمنینؓ کے عماری پر تیر برساتے شروع کئے۔ ام المؤمنینؓ نے بلند آواز سے اپنے ہمراہیوں کو امداد کے لئے بلایا۔ پھر قاتلین عثمان کے حق میں بددعا کرنے لگیں اہل لشکر بھی آپ کے ہمراہ بددعا کر رہے تھے ایک طرف لڑائی کا شور برپا تھا۔ نیزہ اور تلواروں کی آواز سے کانوں کے پردے چھٹے جاتے تھے دوسری طرف سے بددعا کی آواز آتی تھی جس سے میدانِ جنگ گونج رہا تھا۔ امیر المؤمنین علیؓ نے اس شور کو سن کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ ام المؤمنینؓ عائشہ قاتلین عثمان کو دعائے بددے رہی ہیں آپ نے فرمایا ((اللہم العن قسلة عثمان)) ”اے خدا قاتلین عثمان پر لعنت بھیج۔“

۱۔ طلحہ کے پاؤں میں شیر لگنے پر قحط بن عمرو نے کہا کہ ”اے ابو محمد تم اپنے مقصد کے حاصل کرنے سے معذور ہو مہوئج جنگ سے بصرہ جا کر کسی مکان میں قیام کرو۔“ طلحہ نے اس رائے کو پسند کیا۔ بصرہ چلے گئے خون اس کثرت سے جاری تھا کہ موذہ خون سے بھر گیا بصرہ پہنچ کر ان کے غلام نے دارِ غریب میں اتار لے ہو ش تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد انتقال کر گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔

۲۔ زبیرؓ لڑائی شروع ہوتے ہی موقعِ جنگ سے نکل کھڑے ہوئے تھے ابنِ اشیر نے لکھا ہے کہ ان پر عمار بن یاسر نیزہ سے وار کرتے جاتے تھے اور زبیر صرف حملہ کو روک رہے تھے حملہ نہ کرتے تھے اس وجہ سے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ((قتل عمارا بھتہ البانیہ)) یاد دلائی گئی تھی ورنہ زبیر کو عمار کے لئے کافی تھے غرض زبیرؓ لڑائی سے کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگے۔ ابن جرموز نے تعاقب کیا۔ وادیِ اسباع میں پہنچ کر نماز میں شہید کیا۔ آپ کے غلام عطیہ نے وہیں دفن کیا۔

ناقہ ام المؤمنین پر یورش: جب اس تدبیر سے لڑائی نہ رکی تو ام المؤمنین نے سردارانِ مہمہ و میسرہ (عبدالرحمن بن عتاب اور عبدالرحمن بن حرث بن ہشام) کے پاس کہلا بھیجا ”تم لوگ نہایت ثابت قدمی سے لڑتے رہو میں تمہاری مدد کو آدمی بھیجتی ہوں۔“ پھر اپنے لشکریوں کو ایک پر جوش تقریر سے لڑائی پر ابھارا اور وہ لوگ بھی یہ دیکھ کر کہ فریقِ ثانی چاروں طرف سے سمٹ کر ناقہ ہی پر حملہ کر رہے ہیں۔ ایک تازہ جوش سے حملہ کرنے لگے۔ کوفہ و بصرہ کے قبیلہ مضرنے بلکہ کر کے ناقہ کے آگے کا میدان حملہ آور حریف سے خالی کر کے تیر اندازی شروع کر دی۔ فریقین ایک دوسرے کے حملے کا جواب تیروں سے دے رہے تھے زید بن صوحان اور ان کے بھائی سبحان مارے گئے۔ لڑائی کا عنوان تھوڑی دیر کے لئے پھر خطرناک ہو گیا دونوں حریف جوشِ مردانگی میں آ کر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ کوفہ، یمن اور ربیعہ کا گروہ لڑائی میں ابتدا پیچھے تھا۔ لیکن پھر مستعد ہو کر لڑنے لگا ان کے علم کے نیچے دس آدمی مارے گئے پھر اس کو یزید بن قیس نے سنبھالا اور ربیعہ کے علم کے نیچے زید بن عبید اللہ بن رقیہ اور ابو عبیدہ بن راشد بن سلمیٰ کام آئے۔ لڑائی لفظ بہ لفظ تیز ہوتی جاتی تھی۔ صف کی ترتیب جاتی رہی تھی کوفیوں کا گروہ جو مہمہ میں تھا اپنے قلب سے اور اہل بصرہ کا میسرہ اپنے قلب سے مل جل گیا۔ اس فریق کے مہمہ نے اس فریق کے میسرہ کا اور اس کے میسرہ نے اس کے مہمہ کا راستہ روکا۔ دلاورانِ مہمہ جانہن سے رجز پڑھ پڑھ کر حملہ کرنے لگے زیادہ تر فریقین کے جنگ آزما اپنے مقابل کے ہاتھ پاؤں پر حملہ کرتے اور انہیں بیکار کر دیتے تھے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن عبدمناف نے عتاب کا ہاتھ شہید ہونے سے قبل کٹ گیا تھا ام المؤمنین کے ناقہ کے پاس از د پھر بنو ضبہ پھر اپنے اپنے حریف کا مقابلہ کیا اور اس سے ہم نبرد ہوئے کثرت سے لوگ مارے گئے ہزاروں کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے۔ مہمہ و میسرہ کا امتیاز باقی نہ رہا۔ قلب لشکر سے آ کر مل گیا۔ گروہ کے گروہ حملہ کر کے ناقہ پر آتے تھے اور وہیں لڑ کر مارتے اور مر جاتے تھے یہاں تک کہ ناقہ کی مہار پر چالیس یا ستر آدمی کام آئے اور یہ سب قبیلہ قریش کے تھے۔ عبداللہ بن زبیر زخمی ہوئے عبدالرحمن بن عتاب جب زہیر عامری اور عبداللہ بن حکیم بن حرام مارے گئے ان کے ساتھ قریش کا علم تھا ان کو اشتر نے مارا اور مارنے میں عدی بن حاتم نے مدد دی۔ اسود بن ابی العتیری بھی مارے گئے یہ ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھے۔ ان کے بعد عمرو بن الاشرف از دی اور ان کے تیرہ آدمی کام آئے۔ مروان بن الحکم اور عبداللہ بن زبیر کے بدن پر بہتر زخم تیر و نیزہ کے لگے۔

ناقہ پر حملہ: اس پر بھی ہمارا بیان ام المؤمنین کا جوش فرو نہ ہوتا تھا تب امیر المؤمنین علیؑ نے بلند آواز سے پکار کر کہا ناقہ پر حملہ کرو۔ یہ لوگ آپ ہی متفرق و منتشر ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایک شخص نے بوجھ کر ناقہ کو مارا ناقہ چلا کر گر پڑا۔ کوفیان از د کا علم محبت بن سلیم کے ہاتھ میں تھا۔ ان کے مارے جانے پر ان کے بھائی صعب نے لیا جب یہ بھی مارے گئے تب ان کے بھائی عبداللہ نے سنبھالا ان کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا تو علماء بن عروہ نے علم لیا علم انہیں کے ہاتھ میں تھا کہ فتح حاصل ہو گئی۔ کوفیان عبدالقیس کا علم قاسم بن سلم لئے ہوئے تھے جب یہ مع زید و سبحان پیران صوحان مارے گئے تو اور چند لوگوں نے علم کو سنبھالا۔ پس ان لوگوں میں سے عبداللہ بن رقیہ پھر مہمہ بن نعمان نے علم لیا۔ جب یہ بھی کام آئے تو ان کے لڑکے مرہ نے دوڑ کر علم سنبھالا۔ علم انہیں کے ہاتھ میں تھا کہ فتح کا ڈنکا بجا۔ بکر بن وائل کا علم بنی ذیل میں حرث بن حسان کے ہاتھ

میں تھایہ مع پانچ آدمیوں کے جو ان کے خاندان سے تھے اور تیس آدمی بنی مخدوم کے اور ذیل کے کام آئے تھے کہ کامیابی کا نل ہوا۔

اختتام جنگ: بعض نے نائقے کے مارے جانے کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ قحطاع نے اشتر سے دایچی کی وجہ دریافت کی جب کہ وہ نائقے کے پاس سے لڑ کر آ رہا تھا اس نے کچھ جواب نہ دیا قحطاع نے بڑھ کر حملہ کیا اس وقت نائقہ کا مہار زفر بن الحرث کے ہاتھ میں تھا چند شیوخ بنی عامر کے مارے گئے قحطاع نے بحیر بن ولج (بنی ضبہ) سے کہا (یہ امیر المؤمنین علیؑ کے ہمراہیوں میں سے تھا) تم اپنی قوم سے سازش کر کے نائقے کو مار کر گرا دو قیل اس کے کہ امیر المؤمنین یا ام المؤمنین کو کوئی صدمہ پہنچے۔ چنانچہ بحیر اپنی قوم سے امن طلب کر کے نائقے کے پاس گیا اور اس کے پاؤں پر ایک تلوار ماردی اور اس دوسرے پاؤں پر خود گر پڑا قحطاع نے جو شخص ان کے نزدیک کھڑا تھا اسے امن دے کر زفر کے ساتھ عمار کی رسیاں کاٹ دیں اور عمار کی اتار لی۔ اصحاب جل نائقے کے گرتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے آتش جنگ فرو ہو گئی امیر المؤمنین علیؑ نے منادی کرا دی کہ کوئی شخص کسی مفروز کا تعاقب نہ کرے کسی زخمی کا اسباب نہ چھینا جائے کسی کے گھر کو کوئی نہ گھسے۔ محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ مقتولوں کے درمیان سے عمار کی علیحدہ کر دو اور پردہ کی وجہ سے اس پر قبہ بنا دیا۔ اس کے بعد امیر المؤمنین علیؑ نے محمد بن ابی بکر کے ذریعہ سے ام المؤمنین عائشہؓ کی خیریت دریافت کرائی۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؑ کی ملاقات: بعض نے لکھا ہے کہ جس وقت نائقہ گرا تھا محمد بن ابی بکر مع عمار بن یاسر نائقہ کے پاس گئے اور عمار کی کواٹھا کر ایسے مقام پر لے جا کر رکھا جہاں پر کوئی شخص نہ تھا امیر المؤمنین علیؑ عمار کی قریب تشریف لے گئے دریافت کیا: ((کیف انت یا امہ)) ”اے ماں تم کیسی ہو“۔ جواب دیا الحمد للہ خیریت سے ہوں پھر امیر المؤمنین نے کہا: ((یغفر اللہ لک)) ”اللہ تعالیٰ تم سے درگزر کرے“۔ ارشاد کیا: ((ذلک ایضا)) ”اور تم سے بھی اللہ تعالیٰ درگزر کرے“۔ اس کے بعد سرداران لشکر اور رؤسا شہرام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے ازاں جملہ قحطاع تھے قحطاع نے سلام کیا۔ ام المؤمنین نے جواب دینے کے بعد فرمایا مجھے یہ منظور و محبوب تھا کہ میں آج کے واقعہ سے بیس برس پہلے مر جاتی، قحطاع نے واپس ہو کر امیر المؤمنین علیؑ سے اس قول کو بیان کیا امیر المؤمنین علیؑ نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

صحابہ کبار کی شہادت: پس جب رات نے اپنے سیاہ دامن سے آفتاب کے رخ روشن کو چھپا لیا تو ام المؤمنین کے بھائی محمد بن ابی بکر نے ام المؤمنین کے بصرے میں لے جا کر عبد اللہ بن خلف خزاعی کے مکان میں صفیہ بنت الحرث بن ابی طلحہ (عبدالداری) مادر طلحہ الطلحات بن عبد اللہ کے پاس شہر آیا اور فریقین کے زخمی مقتولوں سے علیحدہ کر کے شہر میں لائے گئے مقتولوں کے ملا جملہ کو خود امیر المؤمنین میدان جنگ میں تشریف لے گئے کعب بن سور، عبد الرحمن بن عتاب اور طلحہ بن عبید اللہ کی لاشوں کو دیکھ کر فرمایا افسوس! لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ہم پر فتنہ عوام الناس نے خروج کیا حالانکہ ان میں سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ پھر آپ نے دونوں فریق کے مقتولوں کو جمع کر کے نماز پڑھی۔ دفن کرایا اور ہاتھوں کو نکجا کر کے ایک دوسری بڑی قبر میں مدفون کئے جانے کا حکم دیا۔ لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا جمع کر کے جامع مسجد میں لائے اور یہ

مٹادی کرا دی کہ جو شخص چاہے اپنے مال و اسباب کی شناخت کر کے لے جائے البتہ وہ آلات حرب بیت المال میں رکھ لئے جائیں گے جن پر نشان حکومت بنا ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس معرکے میں دونوں فریقوں کے دس ہزار آدمی کام آئے۔ از انجملہ ایک ہزار صرف بنو ضہ کے تھے۔

احنف بن قیس کا اظہار اطاعت: اختتام جنگ کے بعد احنف بن قیس بنی سعد کو لے کر حاضر ہوئے، امیر المؤمنین علیؑ نے فرمایا ”تم انتظار کر چکے؟“ عرض کی ”میں نے اسی میں بھلائی دیکھی تھی۔ آپ ہی کے حکم سے ہوا جو کچھ ہوائی اختیار کیجئے آپ نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ بعید و دراز ہے اور آپ کو بہ نسبت کل کے آج ہماری زیادہ ضرورت ہے آپ مجھ ایسے شخص سے ایسی باتیں نہ کریں کیونکہ میں آپ کا ہمیشہ ہمدرد و ناصح رہوں گا۔“ دو شنبہ کے دن امیر المؤمنین شہر بصرہ میں داخل ہوئے لوگوں نے ان کے علموں کے نیچے بیعت کی یہاں تک کہ زخمی اور مستان بھی شریک بیعت ہوئے۔ جس وقت بیعت کے لئے عبدالرحمن بن ابی بکر پیش کئے گئے اور انہوں نے بھی بیعت کی۔ آپ نے ان سے دریافت کیا ”تمہارے چچا زیاد کا کیا حال ہے اس کا زمانہ انتظار تمام ہوا یا نہیں؟“ عرض کی واللہ وہ بیمار ہے ورنہ ضرور حاضر ہوتا امیر المؤمنین یہ سنتے ہی عبدالرحمن کو لے کر زیاد کے پاس گئے۔ بیمار پایا ان کی معذرت قبول کی اور ان سے حکومت بصرہ قبول کرنے کو کہا زیاد نے انکار کر کے کہا بہتر ہوگا کہ آپ اپنے خاندان میں سے کسی شخص کو مقرر فرمائیے میں وقفاً قاتلک مشور و تیار ہوں گا۔“

حضرت ابن عباس کا بصرہ کی امارت پر تقرر: چنانچہ امیر المؤمنین نے ابن عباس کو حاکم بصرہ اور زیاد کو خراج اور بیت المال پر مامور کیا اور ابن عباس کو زیاد سے ہر کام میں مشورہ لینے اور اس کی اتفاق رائے سے کام کرنے کی ہدایت کی۔ پھر امیر المؤمنین علیؑ ام المؤمنین کے پاس ابن خلف کے مکان پر گئے چونکہ اس واقعہ میں عبداللہ بن خلف کام آگئے تھے ان کی ماں اور نیز اور عورتوں نے امیر المؤمنین علیؑ کو سخت و سست کہا آپ نے کچھ توجہ نہ کی۔ بعض بھراہیوں نے آپ کو ابھارنا چاہا آپ نے فرمایا عورتیں ناقص العقل ضعیف البیان ہوتی ہیں قابل التفات نہیں ہیں؟ ہم تو مشرک عورتوں سے تعرض کرنے کو منع کرتے تھے چہ جائیکہ مسلمان عورتوں سے معترض ہوں۔ امیر المؤمنین علیؑ ام المؤمنین کے پاس سے باہر آئے تو معلوم ہوا کہ بعض عوام اور بلوائی ام المؤمنین کو سخت و نالائم الفاظ سے یاد کرتے ہیں آپ نے ان میں سے بعض لوگوں کو گرفتار کر کے درے لگوائے۔

حضرت عائشہؓ کی مکہ معظمہ کو روانگی: غرہ رجب ۳۱ھ کو امیر المؤمنین علیؑ نے سامان سفر درست کر کے ام المؤمنینؓ عائشہ صدیقہ کو روانہ کیا بصرہ کی چالیس عورتوں اور محمد بن ابی بکر کے ہمراہ بصرے سے روانہ کیا، مشابعت کی غرض سے چند میل خود آئے اور آپ کے بڑے لڑکے حسن ابن علی ایک دن کی مسافت تک پہنچانے کو گئے۔ ام المؤمنین عائشہؓ پہلے مکہ تشریف لے گئیں حج ادا کیا واپس ہو کر مدینہ منورہ گئیں۔ بخوامیہ کا وہ گروہ جو معرکہ جنگ سے بچ گیا شام چلا گیا۔ عقبہ بن ابی سفیان، عبدالرحمن بن عوف، عبدالرحمن بن عوف، عبدالرحمن بن عوف، عبدالرحمن بن عوف کے پاس پناہ لی جب زخم اچھا ہو گیا تو عصمتہ بن زبیر بھی نے ان کو شام بھیج دیا۔ عبداللہ بن عامر بن حرقوص کے امن میں اور مروان بن الحکم، مالک بن مسعم کے امن میں شام روانہ ہوا۔ بعض نے لکھا

ہے کہ ابن عامر ام المؤمنین عائشہ کی رکاب میں تھا پس جب آپ مکہ روانہ ہوئیں تو ابن عامر ان سے علیحدہ ہو کر شام چلا گیا۔ ابن زبیر ایک شخص ازدی کے مکان میں روپوش ہوا تھا ام المؤمنین کو اطلاع دی آپ نے اپنے بھائی محمد کو بھیج کر بلوایا۔

ام المؤمنین عائشہ کی روانگی کے بعد امیر المؤمنین علیؑ نے بیت المال کو کھولا چھ ہزار سے زائد نقد موجود تھا آپ نے شرکاء جنگ پر تقسیم کر دیا ہر شخص کو پانچ پانچ سو ملے۔ وقت تقسیم آپ نے حاضرین سے مخاطب کو کر کہا اگر تم لوگ ملک شام پر فتح یاب ہو گئے تو وہاں مقررہ کے علاوہ اسی قدر اور دیا جائے گا۔ فرقہ سبیہ نے آپ پر بھی درپردہ طعن و تشنیع کی زبان کھولی اور اس سے پیشتر بھی جب آپ نے مال و اسباب کو لوٹنے سے منع فرمایا تھا۔ لوگوں نے زبان طعن و درازی تھی پھر فرقہ سبیہ نے غلبت کے ساتھ بصرہ سے کوچ کیا۔ امیر المؤمنین علیؑ بھی ان کے بعد ہی روانہ ہوئے۔ غرض یہ تھی کہ اگر وہ لوگ کسی امر کا قصد رکھتے ہوں تو اس کی روک تھام کی جائے۔

واقعہ جمل کی دوسری روایت بعض نے واقعہ جمل کو یوں بھی بیان کیا ہے کہ جس وقت امیر المؤمنین علیؑ نے محمد بن ابی بکر کو ابو موسیٰ کے پاس اس غرض سے روانہ کیا کہ کوفہ سے فوج جمع و مہرب کر کے لائیں اور محمد بن ابی بکر اس فعل سے روکے گئے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے ریزہ میں امیر المؤمنین علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعے سے مطلع کیا۔ آپ نے انہیں کی معرفت ابو موسیٰ کو یہ پیام بھیجا کہ میں نے تم کو گورنری اس غرض سے دی ہے کہ تم حق باتوں میں میرے مددگار و معاون ہو۔ ابو موسیٰ نے اس پر بھی توجہ نہ کی تب ہاشم نے فضل بن خلیفہ طائی کو ایک خط دے کر امیر المؤمنین کے پاس روانہ کیا امیر المؤمنین نے اپنے لڑکے حسن اور عمار بن یاسر کو فوجیں فراہم کرنے کی غرض سے کوفہ روانہ کیا جیسا کہ اس سے پیشتر لکھا گیا اور قرظہ بن کعب انصاری کو امیر کوفہ مقرر کر کے بھیجا اور یہ لکھا کہ میں نے حسن اور عمار بن یاسر کو لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرنے کو روانہ کیا ہے اور قرظہ بن کعب انصاری کو کوفہ کا امیر بنایا ہے پس تم کوفہ کو خواری اور ذلت کے ساتھ چھوڑ دو اور اگر ایسا تم نہ کرو گے تو میں نے قرظہ بن کعب کو حکم دیا ہے کہ تم سے وہ نپٹ لے گا اور اگر تم زیر ہو گے تو تم کو سخت سزا دی جائے گی ادھر یہ خط کوفہ روانہ کیا گیا اور ادھر فریقین لڑائی پر تل گئے۔ امیر المؤمنین نے کہا کہ قرآن مجید میں ان جنگ میں لے جاؤ اور اس کے فیصلے کی طرف بلاؤ اگر اس سے انکار کریں گے تو صف آرائی کی جائے گی چنانچہ ایک شخص قرآن مجید لے کر گیا ادھر مینہ نے ان کے میسرہ پر حملہ کر دیا لڑائی تیزی سے چھڑ گئی ام المؤمنین عائشہ کے تاقے کو بچانے کے لئے لشکری دوڑ پڑے جو زیادہ تر ضحہ اور ازد کے تھے۔ تقریباً عصر کے وقت اصحاب جمل یعنی ہر اہیان ام المؤمنین عائشہ کو شکست ہوئی ازد میں قتل کا بازار گرم ہو گیا عمار زبیر پر حملہ کر رہے تھے زبیر طرح دے رہے تھے یہاں تک کہ عمار نے حملے سے ہاتھ روک لیا عبد اللہ بن زبیر زخمی ہو کر گرے ادھر ناقہ عائشہ کا پاؤں کٹ گیا ام المؤمنین کی عمار کی گری پڑی محمد بن ابی بکر نے دوڑ کر سنبھالا اور آپ پر ایک چادر تان دی۔ امیر المؤمنین علیؑ آئے حال دریافت کیا ام المؤمنین نے کہا مجھ سے غلطی ہوئی معاف کیجئے امیر المؤمنین نے جواب دیا ”ہاں تمہاری قوم نے تم کو آزمائش میں ڈال دیا جیسا کہ میرے ساتھ میری قوم نے کیا۔“ بعد ازاں چند عورتوں اور مردوں کے ساتھ سامان سفر چھپا کر کے ام المؤمنین کو مدینہ کی جانب روانہ کیا: ((هذا امر الجمل ملخص من کتاب

ابی جعفر الطبری اعتمد ناہ للوثوق بہ و السلامة من الاہواء الموجودة فی کتب ابن قتیبہ وغیرہ من المورخین))
 ”یہ واقعات جنگ جمل کے ہیں جس کو ہم نے کتاب ابو جعفر طبری سے خلاصہ کر کے لکھا ہے ہم کو اس کتاب کے معتبر ہونے پر
 اعتماد ہے اور یہ کتاب ان افتراؤں سے مبرا ہے جو اور موجودہ کتب تواریخ ابن قتیبہ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔“

شہدائے جنگ جمل: واقعہ جمل میں مشاہیر ہمراہیان ام المؤمنینؓ سے عبدالرحمن برادر طلحہ (صحابی تھے) محرز بن حارثہ
 العیشی (ان کو فاروق اعظمؓ نے امیر مقرر کیا تھا) مجاشع اور مجالد پیران مسعود اور امیر المؤمنین علیؓ کے مشہور ہمراہیوں سے
 عبداللہ بن حکیم بن خزیمہ ہندابی ہالہ (یہ ام المؤمنین خدیجہ کے لڑے تھے) کام آئے۔

جبلہ و عمران کا خروج: اس جنگ سے فراغت پائے زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ جبلہ بن عتاب جطلی اور عمران بن الفضل
 البرحمی نے عرب کے عوام الناس کا ایک گروہ جمع کر کے جحسان کا قصد کیا، امیر المؤمنین علیؓ نے عبدالرحمن بن حمرہ الطائی کو
 روک تھام کی غرض سے روانہ کیا۔ باغیوں نے ان کو قتل کر ڈالا تب امیر المؤمنین علیؓ نے عبداللہ بن عباس کو لکھ بھیجا کہ کسی کو
 جحسان کا والی مقرر کر کے روانہ کرو چنانچہ ربیع بن کاس غزیری کو چار ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا گیا ان کے ہمراہ حصین بن
 ابی الحر بھی تھے۔ پس جبلہ عین معر کے میں ان کے ہاتھ سے مارا گیا اس کے ہمراہی بھاگ گئے ربیع نے جحسان پر قبضہ
 کر لیا۔



باب : ۲۱

جنگ صفین

محمد بن ابی حذیفہ: جنگ یمامہ میں ابو حذیفہ کی شہادت کے بعد ان کا لڑکا محمد امیر المؤمنین حضرت عثمان کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگا۔ یہاں تک کہ سن شعور کو پہنچ گیا۔ اتفاق سے ایک دن اس نے شراب پی امیر المؤمنین عثمانؓ نے دڑے لگوائے اس نے توبہ کی۔ درج تقویٰ اور عبادت کی طرف مائل ہوا اور امیر المؤمنین عثمانؓ سے کسی شہر کی حکومت کی درخواست کی۔ امیر المؤمنین عثمانؓ نے نا اہل سمجھ کر امارت نہ دی اس وقت اس نے براہ دریا جہاد کرنے کی غرض سے مصر جانے کی اجازت طلب کی۔ امیر المؤمنین عثمانؓ نے سامان سفر درست کر کے روانہ کیا عوام الناس اس کی عبادت و تقویٰ دیکھ کر بہ تعظیم پیش آنے لگے۔ پھر اس نے بہ ہر ای ابن ابی سرح غزوہ صواری میں جہاد کیا جیسا کہ بیان کیا گیا۔

محمد بن ابی حذیفہ کی مخالفت: بوجوہات مذکورہ محمد بن ابی حذیفہ ابن ابی سرح اور امیر المؤمنین عثمانؓ پر طعن و تشنیع کیا کرتا اور محمد بن ابی بکر اس معاملے میں اس کا ساتھ دیتے تھے ابن ابی سرح نے امیر المؤمنین عثمانؓ کو ان کی شکایت لکھی امیر المؤمنین نے لکھا کہ محمد بن ابی بکر ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کا بھائی ہے اور محمد بن ابی حذیفہ کی میں نے پرورش کی ہے تم ان دونوں کی حرکات سے چشم پوشی کرو امیر المؤمنین عثمانؓ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تالیف قلوب کے خیال سے تمیں ہزار درہم اور ایک گراں بہا خلعت روانہ کیا محمد بن ابی حذیفہ نے اس عطیہ کو مسجد میں رکھ کر کہا ”اے گروہ مسلمانان تم لوگ دیکھتے ہو عثمان مجھے حیلہ و فریب میں پھنسایا جاتے ہیں میں کیسے رشوت لوں“۔ اس سے مصریوں کا میلان خاطر اس کی طرف اور بڑھ گیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ساتھ ہو کر حضرت عثمانؓ پر طعن و تشنیع کرنے لگے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ نے محمد بن ابی حذیفہ کو لکھا جس میں اپنے حقوق و احسانات تحریر کئے۔

محمد بن ابی حذیفہ کا مصر پر قبضہ: محمد بن ابی حذیفہ نے کچھ جواب نہ دیا برابر لوگوں کو امیر المؤمنین عثمانؓ کے خلاف ابھارتا رہا۔ یہاں تک کہ مصریوں نے امیر المؤمنین عثمانؓ کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور علم بغاوت بلند کیا اور محاصرے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے (محمد بن ابی حذیفہ) مصر میں ٹھہرا رہا۔ جب مصریوں کی روانگی کے بعد ابن ابی سرح بھی امیر المؤمنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کو مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو ابن ابی حذیفہ نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ امیر المؤمنین

عثمانؓ شہید ہو گئے اور امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت لی گئی۔

محمد بن ابی حذیفہ کا قتل: عمرو بن العاصؓ معاویہ کی امارت کی بیعت لینے قیس بن سعد کے پہنچنے سے پہلے مصر پہنچا۔ محمد بن ابی حذیفہ نے مزاحمت کی عمرو بن العاصؓ نے محمد بن ابی حذیفہ کو حکمت عملی مصر سے عریش بلایا محمد بن ابی حذیفہ ایک ہزار آدمی لے کر عریش آیا عمرو بن العاصؓ نے گھیر لیا اور محمد کو حکمت عملی سے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ میرے نزدیک اس روایت میں صحت کا ذرہ بھر بھی وجود نہیں ہے صحیح یہ ہے کہ عمرو بن العاصؓ نے مصر پر صفین کے واقعہ کے بعد قبضہ حاصل کیا تھا اور امیر المؤمنین علیؓ نے قیس کو بیعت خلافت لیتے ہی مصر کا والی مقرر کر کے قتل واقعہ صفین مصر بھیجا تھا۔

بعض نے بیان کیا ہے کہ جس وقت امیر المؤمنین عثمانؓ کا مدینہ منورہ میں مصریوں نے محاصرہ کیا تو ابن ابی حذیفہ نے ابن ابی سرح کو مصر سے بے دخل کر کے اس پر بآسانی قبضہ کر لیا اور ابن ابی سرح فلسطین جا کر ٹھہر گئے یہاں تک کہ امیر المؤمنین عثمانؓ کی شہادت اور امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت اور قیس بن سعد کے والی مصر ہونے کی خبر آئی پس ابن ابی سرح نے معاویہ کے پاس جا کر قیام کیا بعض نے روایت کی ہے کہ عمرو بن العاصؓ نے صفین کے واقعہ کے بعد مصر پر چڑھائی کی تھی اور ابن ابی حذیفہ مقابلے پر لشکر لے کر نکلا تھا۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا ابھیجا کہ میں امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت کرنے پر تیار ہوں میں معاویہ سے بعض وجوہ سے ناراض ہوں تم تنہا عریش میں فلاں روز آ جاؤ محمد بن ابی حذیفہ فریب میں آ گیا اور اس کو منظور کر لیا عمرو بن العاصؓ وقت مقررہ پر عریش میں آئے موقع سے لشکر چھپا دیا ابن ابی حذیفہ کو عریش میں پہنچنے کے بعد اس کا پتہ چلا مجبور ہو کر قصر عریش میں قلعہ بند ہو گیا۔ عمرو بن العاصؓ نے چاروں طرف سے گھیر لیا عمرو بن العاصؓ کے کہنے سے قصر سے نکلا عمرو بن العاصؓ نے گرفتار کر کے معاویہ کے پاس بھیج دیا معاویہ نے قید کر دیا بعد چند قید خانے سے بھاگ نکلا اور اثناء راہ میں مارا گیا۔ بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ عمرو بن العاصؓ نے محمد بن ابی حذیفہ کو وقت قتل محمد بن ابی بکر گرفتار کر کے معاویہ کے پاس بھیجا تھا حالانکہ اس سے پہلے عمرو بن العاصؓ نے اس کو امن دیا تھا اور جب وہ امن حاصل کر کے آ گیا تو اس کو گرفتار کر کے معاویہ کے پاس بھیج دیا چنانچہ معاویہ نے فلسطین میں قید کر دیا۔

قیس بن سعد کا مصر کا امارت پر تقرر: ماہ صفر ۳۷ھ میں بیعت خلافت کے لیتے ہی امیر المؤمنین علیؓ نے قیس بن سعد کو امیر مصر مقرر کر کے روانہ کیا تھا اور لشکر کو ہمراہ لے جانے کی اجازت دی تھی فرمایا تم اپنے ہمراہی کے لئے جس پر تم کو اعتماد ہو اس کو منتخب کرو اور مدینہ سے لشکر مرتب کر کے لے جاؤ قیس نے گزارش کی کہ اگر بغیر اس لشکر کے جس کو میں مدینہ سے مرتب کر کے لے جاؤں گا میرا داخلہ ناممکن ہے تو یاد رکھئے کہ مصر میں میرا داخلہ محال ہوگا میں اس لشکر کو آپ ہی کے لئے چھوڑتا ہوں اور صرف سات آدمیوں کو لے کر مصر جاتا ہوں۔ چنانچہ قیس سات آدمیوں کی ایک جماعت اپنے ہمراہ لئے مصر میں داخل ہوئے اور مصریوں کو امیر المؤمنین علیؓ کا فرمان پڑھ کر سنایا ان کی بیعت امارت اور واجب الاطاعت ہونے کا اعلان کیا پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ جس میں حمد کے بعد بیان کیا کہ اے لوگو! ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی بیعت کی ہے جس کو ہم افضل جانتے تھے ہیں اے لوگو! تم بھی اس کتاب و سنت رسول اللہؐ پر بیعت کرو۔ حاضرین نے اس فقرے

کے تمام ہوتے ہی بیعت کر لی اور اس صورت سے پورے مضر پر قیس کا قبضہ ہو گیا۔

قیس نے بیعت لینے کے بعد مصر کے تمام نواح میں اپنے عمال روانہ کئے صرف ان مقامات کو چھوڑ دیا جہاں وہ گروہ تھا جو خون عثمان کا بدلہ طلب کر رہا تھا۔ مثلاً یزید بن الحرث، مسلمہ بن مخلد وغیرہ۔ ان لوگوں سے ایک میعاد میں مصالحت کر لی گئی۔ کسی نے کسی سے کچھ تعرض نہ کیا۔ یہاں تک کہ جنگ جمل ختم ہو گئی اور وہ مصر ہی میں تھے۔

امیر معاویہ کی قیس بن سعد کو پیش کش: قیس کی گورنری مصر اور واقعہ جمل میں امیر المؤمنین علی کی کامیابی سے معاویہ کو یہ خطرہ و خیال دامن گیر ہوا کہ مبادا ایک طرف سے علی اہل عراق کو لے کر اور دوسری طرف سے قیس اہل مصر کے ساتھ شام پر حملہ کر دیں معاویہ کا یہ خیال ایک حد تک صحیح بھی تھا۔ پس معاویہ نے یہ نظر حفظ ماقدم قیس کو ایک خط لکھا جس میں امیر المؤمنین عثمانؓ کی شہادت کی اہمیت اور امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی شرکت کا اظہار کر کے اپنی متابعت کی ترغیب دی تھی اور یہ لالچ دیا تھا کہ فتح یابی کی صورت میں تم کو عراقین کی حکومت دی جائے گی اور تمہارے خاندان میں سے جس کو تم پسند کرو گے اس کو حجاز کی ولایت سپرد کی جائے گی علاوہ اس کے مزید جو چاہو گے وہ دیا جائے گا قیس نے اپنے خاندان والوں سے معاویہ کی موافقت اور مخالفت کی بابت مشورہ کر کے جواب دیا۔ حمد و نعت کے بعد واضح ہو کہ جو تم نے عثمانؓ کی شہادت کے بارے میں لکھا ہے اس سے مجھے آگاہی ہوئی ہے لیکن یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس سے مجھ کو قتل نہ تھا اور نہ مجھ کو اپنے دوست علیؓ کی شرکت اس میں محسوس ہوئی ہے تمہاری متابعت اور موافقت کی بابت غور کرتا ہوں یہ کام عجلت کا نہیں ہے حالانکہ میں تمہارے لئے کافی ہوں تاہم میری طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ بلا سمجھے ہوئے ایسا کوئی امر واقع نہ ہوگا جو تمہیں ناگوار و شاق گزرے۔

قیس بن سعد کا انکار: معاویہ نے جواب میں لکھا میں نے تمہارا خط پڑھا اس میں کوئی امر صاف اور واضح نہیں ہے میں تم کو صلح و مصالحت کے لئے بلاتا ہوں تم اس سے دور نہ بھاگو میں لڑائی سے تمہیں بچاتا ہوں میرا ایسا شخص فریب و کٹر میں نہیں آ سکتا اور نہ کسی حیلے میں گرفتار ہو سکتا ہے اس وقت میرے پاس پیادوں اور سواروں کی ایک تعداد کثیر موجود ہے۔ والسلام۔

قیس نے اس سے سمجھ لیا کہ اب حیلہ و حوالہ سے کام نہ چلے گا اور نہ یہ مدافعت کچھ کام دے گی اس وجہ سے جو ان کے دل میں تھا اس کو نہایت صفائی سے ظاہر کر دیا اور کمال سختی، طعن و تشنیع سے لبریز خط معاویہ کے خط کے جواب میں لکھا جس میں بالصریح امیر المؤمنین علیؓ کی افضلیت پر اصرار کیا اور معاویہ کو لڑائی کی دھمکی دی تھی۔

جواب کا خلاصہ نقش ترجمہ میں آپ پڑھ آئے ہیں لیکن یہ نظر دلچسپی اس موقع پر ہم اصل جواب کو تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کرتے ہیں وہو ہذا:

اما بعد فابعث من اغترار بک بنی و طمعک فی و استسفانک ایای تسوینی الخروج عن طاعة اولی الناس بالامارة و اقولهم بالحق و اهداهم سبیلا و اقربهم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلة و تامر فی بالدخول فی طاعتک طاعة ابعد الناس من هذا الامر و اقولهم بالزور و اضلهم سبیلا و ابعدهم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلة و لدضالین مضلین